

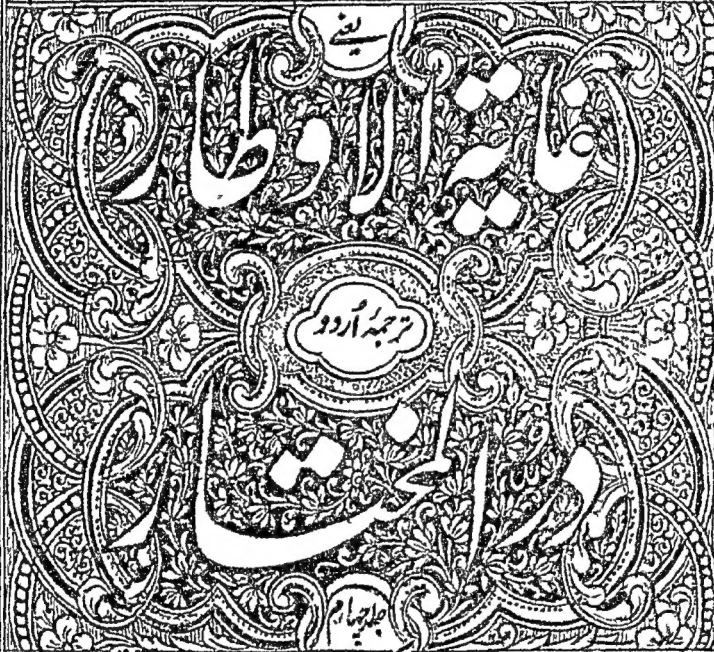
فہرست جلد چہارم غایۃ الاوطار ترجمہ اردو را مختار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	کتاب الاجارۃ	۹۱	یعنی تصرف توئی سے نہایت شریکوں کے لئے کون کون سے حالات میں ہوتی ہیں	۱۹۳	یعنی مکروہ و حرام و مباح چیزیں کا بیان۔
۱۰	یعنی ٹھیکہ اور نوکری اور مزدوری اور کرایہ کے احکام	۹۶	فصل فی البلوغ یعنی مرد و عورت کے بالغ ہونے کا ذکر		فصل فی اللبس یعنی لباس کو نساجا بنیاد پر کرنا مکروہ
۱۰۰	جس محل میں نص ہو وہاں عادت کا اعتبار نہ ہو۔	۹۷	کتاب الماذون		فصل فی النظر واللبس یعنی دیکھنا اور چھو کر دوسرے کو نہ غصہ کا کر دینا
۱۶	باب ما یحکو من الاجارۃ وما لکن خلافہا		یعنی غلام اور نایاب کو اجازت تجارت وغیرہ دینے کے احکام	۲۱۲	باب الاستبراء وغیرہ یعنی بونہی پر چڑھنے کا اعتبار کرنا وغیرہ
۲۸	یعنی جو اجارہ درست ہو اور حسین اختلاف ہو۔	۱۰۰	کتاب الغصب	۲۲۰	یوسر کی پانچ قسمیں ہیں۔
۳۸	باب الاجارۃ الفاسدۃ یعنی اجارہ فاسک کے احکام		یعنی چیز کے چھین لینے کے احکام۔		فصل فی البیع یعنی کوئی چیز کو بیع و شکر کرنا
۳۷	حرم طہرت جنینی حیوانات مال انسان و نوہ کران و	۱۱۹	فصل میں خصیہ چیز کے غائب کرنے کا بیان ہو۔	۲۲۲	احکام سجدہ۔
	مزامیر لوزان جو نوکری کی تعلیم قرآن فقہ امامت	۱۲۷	کتاب الشفۃ	۲۳۰	پچھنے کا ناصیہ دانا کی بڑی کڑی ہمتاں عورت کے دھوکا کس لینا
	و ازنان		یعنی شفعہ کے احکام	۲۳۲	قصہ خوانی تین طرح پر ہو۔
۳۹	باب ضمان الاجارہ یعنی مزدور کو تلافی کے احکام	۱۲۸	ترتیب شفعیان		ایضاً جار و جیرون کا ذوق کرنا چاہیے۔
۴۷	باب ضیغ الاجارۃ یعنی اجارہ توڑنے کے احکام	۱۳۱	باب طلب الشفۃ یعنی شفعہ طلب کرنے کے مسائل	۲۳۶	اقسام علم۔
۵۳	مسائل بشری یعنی اجارہ کے مسائل متفرقہ	۱۳۸	باب اثبات و نفی و لا یشتب یعنی کوئی چیز نہیں		ایضاً پانچ خصوصیات کی غیبت مباح ہو۔
۵۲	تحریر و تادیب و تفریق و غیرہ یعنی تفریق و تادیب و تحریر		شفعہ ثابت ہوتا ہو اور کوئی بات میں نہیں۔	۲۳۸	فضائل صلہ رحم۔
۶۰	کتاب المکاتب	۱۴۰	باب ما یبطلہا یعنی کوئی باتوں سے شفعہ جاتا رہتا ہو	۲۴۰	خطا کے سلام کو بڑے حکم جواب بنانا واجب ہو۔
	یعنی غلام کو احکام جس کو کوئی یہ کہہ کر تلافی سے تو تلافی ہو	۱۴۱	کتاب القسمۃ	۲۴۲	زیارت قبور۔
۶۲	باب ایجاب و الکاتب یعنی غلام کو کون کون سے افعال جائز ہیں		یعنی شریک چیز کو شریکوں میں بانٹنا۔	۲۴۵	وسمہ کا خطاب مکروہ نہیں۔
۶۸	باب کتابۃ العبد المشترا یعنی غلام کو شریک کے کاتب بنانا	۱۶۰	کتاب المزارعۃ	۲۴۷	و صیت کا طریق۔
۶۹	باب موت المکاتب عجم و موت المولی		یعنی ثنائی پر یکتیت دینے کے احکام	۲۵۰	اصول حلال کے دہل ہیں۔
	یعنی مکاتب کرنے والے اور مالدار کے مال سے اس کا لینے کے احکام	۱۶۵	کتاب المساقاۃ		ایضاً کتاب احياء الموات
۷۷	کتاب الولاء		یعنی غلام کو شریک کے مال سے لینے کے احکام		یعنی زمین غیر غریب کو قبائل زرعت کرنا۔
	یعنی غلام کو مال و مومن ہونے کے لئے شریک کے مال سے لینے کے احکام	۱۶۸	کتاب الذبائح	۲۵۷	فصل فی الشرب یعنی کھیت سینچنے اور جانوروں
۷۸	فصل فی الولاء یعنی شریک کے مال سے لینے کے احکام		یعنی قربان کے اور غریب کو جانوروں کے احکام		کے پانی پلانے کے بارے کے احکام ہیں۔
۸۰	کتاب الاکراۃ	۱۸۱	کتاب الاضحیۃ	۱۹۰	کتاب الاشریۃ
	یعنی دوسرے پر زبردستی کرنے کے احکام۔		یعنی قربانی کے احکام		یعنی پینے کی چیزیں کو کسی حرام میں اور کوئی اجازت۔
۹۱	کتاب الحجر	۱۹۳	کتاب الخطر والاباحۃ	۲۶۷	شراب برتن کے پال کرنے کا طریق۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۹	کتاب الصيد یعنی شکار کرنے کے مسائل	۳۵۹	باب جنابة المملوك والجنابة عليه	۲۶۹	مسائل نشئی یعنی متفرق مسائل کتاب کے
۲۷۵	گولی کا شکار حلال نہیں۔		یعنی جنابہ کی گولی کا کرے یا اسکا گولی کا کرے۔	۲۷۵	احکام ارباب۔
۲۷۹	کتاب الرحمن یعنی گرو رکھنے کے مسائل۔	۳۵۹	فصل الجنابة على العبد یعنی غلام میں گولی	۲۷۹	ذکر انبیا کا جو یونین پیدا ہو سکے۔
۲۸۲	باب ایجوڑا تھاناہ و ملا ایجوڑا یعنی من		نقصان کر دے تو گولی کیا ستر ہو۔	۲۸۲	ایضا اراکین کے کان پھرنے درست ہیں۔
۲۹۵	باب الارض موضع علیہ یعنی گرو پڑنے کو متبرک ہو یا نہیں	۳۸۱	فصل الجنابة في وقت الجنابة یعنی جب کہ جنابت کا وقت ہو	۲۹۵	قرآن کے احکام۔
۲۹۸	باب الجنابة في وقت الجنابة یعنی گرو پڑنے میں اگر کسی نے	۳۸۲	باب القسامة یعنی قسامة میں حاکمین یا ناواقف	۲۹۸	کتاب اللہ فی جنس یعنی وراثہ کے حکم کا بیان۔
۳۰۱	فصل مسائل المتفرقة یعنی متفرق مسلوک و فروع	۳۸۲	اس جملہ والوں کے لئے مسائل میں جنابہ کی حد تک نہیں ہر	۳۰۱	فصل قصاصات یعنی قصاصات کا بیان۔
۳۱۲	کتاب الجنایات یعنی قصاصات میں مسائل اگر	۳۹۳	کتاب المعاضل یعنی دین میں بدی کی طرح	۳۱۲	باب اللہول یعنی عہد و عہد کے حکم کا بیان۔
۳۱۶	فصل فیما یوجب القود و ملا یوجبہ یعنی		مستبر ہوئی۔	۳۱۶	مسائل یعنی اللہ فی کو دین پر روز کو نہ کے مسائل۔
۳۲۰	ان اعمال کو کر میں جو قصاص کی جہت میں نہیں ہوتے	۳۹۴	کتاب الوصایا یعنی وصیوں کے احکام	۳۲۰	باب الوصیۃ یعنی وصیہ کا بیان۔
۳۲۸	باب القود فیما دون النفس یعنی جان کا	۳۹۴	تفسیر مرض موت یعنی جس میں صحت میں نہ ہو	۳۲۸	فصل فی التفریق والحق والبیہد و غیر ہر
۳۳۸	کتر چیز مثلاً ما تھا یا توں وغیرہ کو عوض لینے میں	۳۹۴	کمل نافذ نہیں ہوتا مگر وہ کوئی سی چیز۔	۳۳۸	یعنی جو کہ ایک مال کو دوسرے میں بدل دینا یا اس کے بدلے میں۔
۳۴۳	فصل الفعولین یعنی وقت کر کے مسائل	۳۹۴	باب الوصیۃ بثلث المال یعنی ثلث مال کی وصیت کا حکم	۳۴۳	فصل فی المناکحات یعنی نکاح کے مسائل۔
۳۴۶	باب الدیات یعنی جال کا جان کا عوض	۳۹۴	باب الوصیۃ للاقارب و غیر ہر	۳۴۶	وارثہ ہر عاصی کو سزا ہے تفسیر کی۔
۳۴۹	قاعدہ کفر دیت اعضا	۳۹۴	ارشدہ وارثوں وغیرہم کے لیے وصیت نہ کر سکتا	۳۴۹	باب الخراج یعنی خراج کے بیان میں۔
۳۵۲	فصل الخراج یعنی ذمہ سزا و ہر کے بیان میں	۳۹۴	سید ہونا ان کی طرف سے مستبر نہیں	۳۵۲	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۳۵۵	فصل الجنین یعنی اگر بچہ پید ہو تو کیا کرے	۳۹۴	فقیر اور متفقہ میں کیا فرق ہو۔	۳۵۵	اعداد کی نسبت کا بیان۔
۳۶۱	باب الجنین فی الرحم و غیرہ یعنی بچہ	۳۹۴	باب الوصیۃ بالکفر و التکفر یعنی کفر کی وصیت	۳۶۱	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۳۶۶	فصل الجنین فی الرحم و غیرہ یعنی بچہ	۳۹۴	اور کوئی مکان درختوں کی چھائی میں نہ ہو	۳۶۶	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۳۶۹	باب الجنایات العیمة والجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۳۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۳۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۳۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۳۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۳۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۳۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۳۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۰۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۴۰۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۱۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۴۱۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۲۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۴۲۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۳۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۴۳۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۴۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۴۴۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۵۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۴۵۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۶۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۴۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۴۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۴۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۴۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۴۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۰۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۵۰۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۱۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۵۱۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۲۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۵۲۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۳۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۵۳۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۴۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۵۴۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۵۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۵۵۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۶۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۵۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۵۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۵۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۵۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۵۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۰۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۶۰۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۱۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۶۱۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۲۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۶۲۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۳۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۶۳۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۴۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۶۴۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۵۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۶۵۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۶۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۶۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۶۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۶۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۶۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۶۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۰۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۷۰۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۱۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۷۱۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۲۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۷۲۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۳۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۷۳۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۴۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۷۴۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۵۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۷۵۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۶۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۷۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۷۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۷۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۷۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۷۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۰۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۸۰۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۱۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۸۱۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۲۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۸۲۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۳۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۸۳۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۴۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۸۴۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۵۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۸۵۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۶۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۸۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۸۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۸۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۸۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۸۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۰۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۹۰۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۱۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۹۱۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۲۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۹۲۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۳۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۹۳۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۴۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۹۴۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۵۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۹۵۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۶۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۹۶۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۷۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۹۷۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۸۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	فصل الجنایات الذمی یعنی ذمی کی وجہ سے کیا حکم	۹۸۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔
۹۹۹	کتاب الجنابة	۳۹۴	باب الوصیۃ یعنی وصیت کو جو موت ہو کر کہہ کر یا	۹۹۹	تفسیر مسائل کے سات قاعدے۔

صنایع کیمیا فضل از و آسما
بعون حاج مکینان و ملق مینان

الحمد لله المنة که در این چهار قفاوی متحد مذہب امام اعظم مستند علماء عرب عجم سفید خواص و عوام نورانی



ترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم بہ کبیل مولانا محمد حسن صدیقی نانوتوی و تحفظ کاہلی رایت

مطبع مامی قسیمی نوال کسور واقع کہنوین سراج کرم مطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاجارہ

یہ کتاب ہر اجارہ کے احکام میں مترجم کر لیا ہوا ہے۔ ہر اجارہ کو خشک اور زور کی اور کرارہ جو سستے ہیں قدم المیہ لکھنا خشک اور ہندہ
تعلیم منفعت منصف نے ہر کوئی قدم کیا اجارہ پر اس واسطے کہ ہر تجارت ہر تعلیم میں سے اجارہ عبارت ہو تعلیم منصف سے بلا تعلیم میں لینے اور
اعیان وجود میں مقدم ہیں منافع پر بلکہ تعلیم میں کی تعلیم تعلیم منافع سے ذکر میں مناسب ہوئی ہے الفتنہ اسم الاجارہ وہی الاستحقاق علی عمل تجرید
وللذی دعی بہ یشال اعظم اللہ جبرک اجارہ لغت میں اسم ہوا جرت کا اور جرت وہ جو نیک کام پر مستحق ہو وہاں البظاہر دعا کی جاتی ہے لیکن دعا دینے میں کہ خدا
تجلیو اجر عظیم ہے اسم اجرت لغت میں کرارہ ہر مزدور کا اور اجارہ اجارہ کام کی جزا ہر خواہ کام نیک ہو یا بد (قال فی القاموس الاجرا مجتہدا علی العمل
کالا جارة والاجرة الکرام) مختصاؤی نے کہا شایع کی عبارت بن علی ہر چنانچہ یعنی کی شرح کنز افسر ذلت کرتی ہے استغنیہ یعنی معنی نے اجرت علی تفسیر کرارہ
اجیر اور اجری تفسیر الاستحقاق علی عمل الفیض کی ہر دفتر ہر تعلیم لرفع مقصود من العین البعوض حتی لو استاجر ثیابا او ادا الی التعلیل بہا او دایۃ لیخبر یا من ہر
اور الدلیس کہنا او عبد او درہم اجیر فک لایستطیل لیشین الناس انہ لا فالاجارۃ فاسدۃ فی الکمل ولا اجزل لانہا منفعت غیر مقصودۃ من العین برائۃ وہی
اولہ صلی شرع میں اجارہ عبارت ہے اس منفعت کی تعلیم البعوض ہے جو مقصود ہو میں سے تو اگر کیسے یا برتن کرارہ ہے تاکہ منصفہ تجمل اور آرایش
حاصل کرے یا گھوڑا مثلاً کرارہ تاکہ پلنے کے کے کل پلاوے یا گھر کرارہ لے اس واسطے کہ اس میں سکونت کرے یا نظام یا درہم یا سوا سے اس کے
اور چیز کرارہ لے اس واسطے کہ استعمال میں نہ لاوے بلکہ تالمان کرین آدمی کہ وہ چیز کسی کی ملک ہو تو سب صورتوں میں اجارہ فاسد ہے اور امتیاز
مذکورہ کے ملک کو اجزہ ملیگا اس واسطے کہ تجمل درگاہ ملک منفعت غیر مقصود ہے میں سے گذارنی بلکہ زنیہ اور اس کا ذکر کرارہ کے آدمی کا ہم لے کی قید سے بیچ
اور ہرہ فاج ہو گئی اور یہ تعریف اجارہ میسر اند فاسدہ دونوں کو شامل ہے اس واسطے کہ نفع اور محض من معلوم اور معین ہونے کی قید نہیں گالی اشیاء
مذکورہ کے اجارہ میں اجرت ثابت نہوگی اگرچہ تجمل وغیرہ نفع غیر مقصود میں استعمال کرے اور یہ جفتہ کا قول ہے کہ اجارہ فاسدہ میں انتفاع سے اجرت
واجب ہوتی ہے تو اس صورت پر محمول ہو جبکہ نفع مقصود میں استعمال ہوئی ہو وکل ما صلح تمنا ای بدلانۃ البیع صلح جبرۃ لانہا ثمن المنفعة اور چیز
شیں لینے بیچ میں بدل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ اجرت اور مزدوری ہونے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے اس واسطے کہ اجرت ثمن ہو منفعت کا ثمن
میں بھی ہوتا ہے اور عین بھی اس واسطے کہ بیع المتاعہ میں عین بدل واقع ہوتا ہے تو عین اجرت ہونے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے وہاں تک

کلیا لایقال الا بخیر من لا یخیر احدہ بخیر اجارۃ المنفعة اذا اختلف الماسخی اور قول مذکور منکس منکس کلی نہیں ہوتا تو یوں نہ ہو لیں گے کہ جس کا
 شے ہو جائز نہیں اسکا اجرت ہو جائز نہیں بسبب جائز ہونے اجارہ منفعت کے بعض منفعت کے جبکہ دونوں منفعین مختلف الجنس ہوں
 چنانچہ اسکا ذکر آگے اور کام اختلاف جنس منفعت جیسے سکونت دار کا اجارہ زراعت ارض سے کہ یہ صحیح ہے اور بیع جنس منفعت کا شے ہونا صحیح نہیں
 منکس کلی سے بیان منکس معنی مراد ہے نہ منکس منطقی و متفق مدعا ترک ہو و الدار شہرا بکذا لان العسارۃ یہ بعض اجارۃ بطلان
 انعکاس اور منقہ ہونا ہے اجارہ اس قول سے کہ میں نے تجھ کو گھر عاریت دیا مہینہ بھر کو بعض اتنے کے اس واسطے کہ عاریت بشرط عوض
 کے اجارہ ہے جو خلاف منکس یعنی عاریت بلفظ اجارہ منقہ نہیں ہوتی تو اگر یوں کہے کہ گھر میں نے تجھ کو اجارہ دیا بلا عوض تو یہ اجارہ فاسد ہو گا نہ عاریت
 کذا فی الدرر و ہبتک اد اجرتک متافہما شہرا بکذا یا منقہ ہوتا ہے اجارہ اس قول سے کہ اس گھر کے منافع میں نے تجھ کو ہبہ کیے ایک مہینہ
 یہ بعض اتنے کے یا اس قول سے کہ اس گھر کے منافع میں نے تجھ کو اجارہ دیئے ایک مہینہ بھر بعض اس قدر کے افادان رکنا الايجاب والقبول
 منصف نے فائدہ ظاہر کیا کہ اجارہ کا رکن ایجاب قبول ہے مطلقا وہی نے کہا شاید کہ یہ افادہ منصف کے اس قول سے ہوتا ہو کہ (ہی تملیک لرفع
 بعض) اس واسطے کہ یہ نہیں ہو سکتا بدون ایجاب اور قبول کے انتہی میں کہتا ہوں اور شاید کہ رکیت ایجاب اور قبول کی تفقہ کے لفظ سے
 نکلتی ہے اس واسطے کہ عقد حاصل ہوتا ہے ایجاب اور قبول کے ربط سے و شرط کو ان الاجارۃ والمنفعة معلوتین لان ہما لہما نفس الے التنازع اور اجارہ
 کی شرط معلوم اور معین ہوتا ہے اجرت کا اور منفعت کا اس واسطے کہ دونوں کا غیر معلوم ہونا منافع کی طرف پہنچتا ہے و حکما وقوع الملک فی البدن
 ساقط فائدہ اور حکم ہے اگر مترتب اجارہ کا واقع ہونا ملک کا جو دونوں عوضوں یعنی منفعت اور اجرت میں دسم ہم او گھڑی گھڑی ہم وجہ اسکی
 یہ کہ اجارہ عقد معاوضہ ہے اور احد عوضین منفعت ہے کہ اندک اندک و مہم پیدا ہوتی جاتی ہے اور معاوضہ متفقہ ہے مساوات کا تو بالضرور
 تراخی فی المنفعة موجب ہے تراخی فی البدل کا بان اگر تعیل اجرت عقد میں شرط ہو گئی ہو تو بدل کا دینا پہلے واجب ہو گا کذا فی الدرر و بل تنقذ الشاکی
 طہا ہر الخالصۃ نعم ان علمت المدة فی الزمان قصرت نعم والا لا اور کیا اجارہ منقہ ہوتا ہے تعاطی سے بلا ایجاب و قبول لفظی ظاہر خلاصہ
 اسیرات کرتا ہے کہ ان تعاطی سے اجارہ منقہ ہوتا ہے اگر مدت اجارہ کی معلوم ہو اور برابر یہ میں ہے کہ اگر مدت اجارہ کی کمتر ہو تو منقہ ہوتا ہے اور
 اگر کمتر نہ ہو تو منقہ نہیں ہوتا مام محمد نے اصل میں مذکور کیا کہ ایک مرد نے دوسرے شخص سے باقیعین دیگین اجارہ دیں تو جائز نہیں اس واسطے
 کہ دیگین مختلف المقدار ہوتی ہیں تو اگر وہ شخص دیگین لایا اور مستاجر نے قبول کر لیں پہلے کہ یہ پر تو جائز ہے اور یہ اجارہ جدید ہو گا تعاطی سے اور
 یتیمہ میں ہے کہ میں نے ابو یوسف سے سوال کیا کہ کوئی مرد داخل ہوتا ہے نادین یا حجات کرتا ہے یا فصد لیتا ہے یا عمام میں جاتا ہے یا سقے سے
 پانی پیتا ہے یا اجرت اور یا کسی کا شے دینا ہے ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ اجارہ جائز ہے بطور استحسان کے اور پہلے سے عقد کی کچھ حاجت نہیں
 کذا فی الطحاوی عن العالم کثیر عن النسا تاریخا و فی العلم النفع بیان المدة کا لکھنے والو لمة مدة کذا اسی مدة کانت وان طالت لم یضافہ کا خبر رکھا
 غراو لوجہ یہاں تبطل الاجارۃ بہ لفظی خانہ اور منفعت معلوم ہوجاتی ہے مدت اجارہ کے بیان کرنے سے چنانچہ سکونت دار اور زراعت
 ارض اس قدر مدت تک کوئی مدت ہوا کہ مدت معینہ دراز ہو کہ مدت مضاف جرمانہ مستقبل ہو چنانچہ یوں کہنا کہ میں نے تجھ کو گھر اجارہ دیا کل کے
 دن اور وجہ کو اس دار مستاجر کا آج کے دن بیچ ڈالنا جائز ہے اور اس بیع سے اجارہ باطل ہو جائیگا اسی قول پر فقوے نے کذا فی الخانیۃ
 ہم مدت طویلہ کا اجارہ جائز ہے اگرچہ موجد اور مستاجر اس مدت تک زندہ نہ رہیں یہی قول خصان کا مختار ہے اور بعضوں نے کہا
 کہ مدت طویلہ بمنزلہ تابدید کے ہے اور تا بید بطل اجارہ ہے یہ قول ہے ابو عاصم عامری کا کذا فی الطحاوی سے و لم یزد فی الاوقات

۴

ثالث نہیں فی الصبیح و علی سنتی میرا کامری با بنا و وقت کی چیزوں میں تین برس کی مدت سے زیادہ جائز نہ ہوگی اور اسی میں اور ایک برس سے زیادہ جائز نہیں غیر اراضی میں چنانچہ اگر دروکان میں جس طرح باب الوقت میں اسکا بیان گذر گیا وہ اسیلہ ان بقصد عقود استقرت علیہ قواعد فقہیہ کہ اگر عہد کے چند عقود مختلف معتقد کرے ہر عقد ایک برس کی ہو بیوض میں تو پھر عقد لازم ہوگا اسواسطے کہ وقت حاضر کا عقد ہی لا اضاغت اور باقی عقد لازم نہوں گے کہ وہ مضات زبان مستقبل میں تو متولی کو اسکا نسخہ کر ڈالنا جائز ہو کہ نہانے کا نتیجہ دینا اور شرط والا عقد ہے تبصیر الادا کالت اہل القاضی و اکثر الفقہاء علیہ القاضی لا المتولی لان ولائہ ماض اور غانیہ میں ہو کہ اگر وقت کا کرنے والا جاریہ وقت کی مدت شرط کرے تو اس شرط کی پیروی لازم ہو کہ اگر عہد کے اس کے جاریہ میں نفی کثیر ہو تو قاضی اسکو جاریہ دے نہ متولی اسواسطے کہ قاضی کی ولایت عام علیہ راجع و یحفظ میں کہتا ہوں اور ہم مقدم بیان کیجے ہیں کتاب الوقت میں کہ ابطال جاریہ طویلہ و لو لم یقود و سبب یہ تھا میں غنیمت آوے گا تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر عہد کے جاریہ طویلہ پر فتویٰ ہو کہ اگر عہد کے جاریہ طویلہ و لو لم یقود و سبب یہ تھا اوقات کو متولی نے تین برس سے زیادہ جاریہ دیا تو وہ اجازہ صحیح نہ ہوگا و متفق فی کل المدۃ لان العقد اذا مضی بقیۃ منہ فی کل وقتا دے ہوا جسبب میں قاسد ہوا کل میں فاسد ہوگا کہ فی الخطا ای قاری الہدایہ اور مصنف نے اپنی شرح میں فساد دہلی کو ترجیح دی ہے اور من الاموال من ہر ایک برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں غیر صحیح اور اگر وقت سے یا بیہ کے باغ یعنی سے بطور ساقات کے بغیر غرض ساقی جاریہ یعنی اس بلع کی زمین کو جو غالی ہو اشجار سے بعض مبلغ کثیر اور بعد مالہ ساقات کا کرنا جو وقت یا بیہ کے اشجار پر بقا الہدایہ رسم کے ہزار رسم سے ہم یعنی ایک رسم یا بیہ کے وقت کے واسطے مقرر کرنا ہو اور باقی اپنے واسطے ساقی میں یعنی فساد جاریہ کا طول مدت سے تو خود ظاہر ہو کہ لیکن ساقات کا فساد ظاہر نہیں اسواسطے کہ ساقات عبارت ہوتی ہوتی ہیں کہ سبب سے بچنے اور گڑنے سے بعض موضع بعض موضع میں خواہ بعض قلیل ہوں یا کثیر فساد فساد المساقاة بالاولی لان کل انما عقد جدید وقت کا جاریہ طویلہ کرے تین برس کا تو جائز نہیں اسواسطے کہ جاریہ طویلہ کی رسم یہ ہو کہ پہلے برسوں کے مقابلہ میں تھوڑا مال ہوتا ہو وچ اور پچھلے سال کے مقابلہ میں اکثر مال ہونا ہو ہر جہ سے پہلے برسوں کا جاریہ اجرت مثل سے کمتر ہو تو صحیح نہ ہوگا استنبہ شرع و چنانچہ ساقات مذکورہ تو اسکا فاسد ہونا بطریق اولیٰ کہ ضمیر مرادہ کی اسکی طرف راجع ہو جو اس کے کلام سے مستفاد نہیں گذارنے الخطا و

قلت وقيل اسرأية الفسادی باب البيع الفاسد بالفساد والقوى الجمع عليه فيسرى الجمع بين حرو عبد بخلاف الضعيف المختلف فيقتصر على
 محله ولا يتعداه كجمع بين سيد و بر فسد برمين كتمان هون اور بيع فاسد کے باب میں فقہائے سرایت فساد کو مقید بعنسا دقوی متفق علیہا ہو تو کل
 عقد میں فساد پھیلے گا جیسے جمع کرنا آزاد اور غلام کا عقد واحد میں بخلاف فساد و ضعیف مختلف فیہ کے کہ وہ تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے گا اور وہ اسے تجاوز کرے گا
 جیسے جمع کرنا غلام اور بر کا عقد واحد میں تو اسکو تامل کریم یہ شارح نے انفع الوسائل کی تائید شروع کی اور امرنا تدریسے اشارہ کیا کہ طول اجارہ
 وقف مقصد ضعیف ہو تو زیادت پر ٹھہرا رہے گا اور اصل تک نہ پھیلے گا کہ انی الخطاوی وجعلوه ایضاً من الفساد الطاریقی بقدرہ اور یہ بھی ہو کہ تقویوں نے
 طول اجارہ کو فساد طاریقی قرار دیا ہو تو اگر گاہر ہم یہ دوسری تائید ہو یعنی جبکہ یہ فساد طاریقی ہو تو کل عقد میں فساد ہی ہو گا خطاوی نے کہا کہ اس کے طاریقی
 ہونے میں تامل ہو بیٹھ اس واسطے کہ صلب عقد میں داخل ہو اور طاریقی وہ ہے جو بعد عقد کے لاحق ہو دین حروا و الروم دسی زیر باع ضعیف من ترکہ لیدین علی انہما ملک
 تم تھران بعضہما وقف مسیجہ بل یصح البیع فی الباقی اجاب فریق بنیم و فریق بلا و الف بعضہم رسالۃ لمخضما ترجیح الاول فغافل اور ملک روم کے حوادث سے
 یہ مسئلہ اسسولہ ہو کہ زید کے وصی نے اس کے متروکہ سے قطعہ زمین کا بیچا ادا سے دین کے واسطے اس شرط پر کہ وہ قطعہ زید کی ملک ہو پھر ظاہر ہے کہ بعض
 قطعہ مسیجہ پر وقف ہو گیا باقی زمین میں بیع صحیح ہوگی یا نہیں علماء کے ایک فریق نے جواب دیا کہ ہاں باقی یعنی غیر موقوف میں بیع صحیح ہو اور دوسرے فریق نے
 جواب دیا کہ نہیں باقی میں بھی صحیح نہ ہوگی اور بعضے علماء نے اس میں رسالہ لکھا خلاصہ مضمون رسالہ پچا بال ول کی ترجیح ہو تو اسکو تامل کریم شارح نے اہل تامل
 سے انفع الوسائل کی تقویت کی طرف اشارہ کیا محوی نے کہا ایسا نہیں ہوتا کہ عقد واحد میں بعض تو صحیح ہو اور بعض فاسد و رفتاوی عالمگیری نے اس پر اذیت
 کرتا ہو کہ عقد جب ایک ہو تو فساد متعدد دسی ہو جاتا ہو کہ انی الخطاوی دنی جو اسر الفسادی اجوبہ فقہائے سنین و کتب فی العکس نہ اجتہاد فقہاء
 کل عقد عقیب الاثر لا یصح الاجارۃ و ہوا للبیع و علیہ الفتوی صیانۃ ملا و فان تم قال و لوقتی قاضی بعضہما تجوز و یرفع الخلاف انتہی اور جو اسر الفتاوی
 میں ہو کہ وقف کی زمین تین سال کو اجارہ دی اور دستا دیر میں لکھا کہ اسے تیس عقد کا اجارہ دیا ہر عقد دوسرے عقد کے بعد یعنی عقد مذکورہ
 سے ہر عقد تین برس کی تو اجارہ مذکور صحیح نہ ہوگا اور یہی قول صحیح ہو اور اسی پر فتویٰ ہو اوقات کی حفاظت کے واسطے یعنی تاکہ اتنی مدت
 کے تصرف سے مستاجر وقف کی ملکیت کا دعویٰ نہ کرے پھر جو اسر الفتاوی کے مصنف نے کہا اور اگر قاضی اجارہ مذکور کی صحت کا حکم دے
 تو جائز ہو گا اور خلاف دور ہو جائیگا انتہی ہم رفع خلاف اس وقت ہو گا جبکہ قاضی حادثہ شرعیہ میں حکم کرے اس طرح پر کہ دومعی ہوں ایک صحت کا ہڈی
 اور دوسرا بطلان کا دوسری تب قاضی صحت کا حکم کرے کہ انی الخطاوی قلت و سیجی ان المتولی والوصی لواجبہ و ان اجرا المثل یزیم المستاجر تام المثل
 و انہ یعمل بالانفع للوقت میں کہتا ہوں اور اس کے اوپر کہ متولی اور وصی اگر اجارہ دین کمتر اجرت مثل سے تو مستاجر پر اور اجرت مثل لازم ہو گا اور یہ کہ اسپر عمل ہوگا
 جو زیادہ ترافع ہو وقف کیواسطے دنی ملع الخانیۃ متی نسد العقد فی البعض بنفسه و مقارن یفسد فی الكل اور صلح خانیہ میں ہو کہ جب عقد بعض میں فساد
 ہو سبب اس میں ہے کہ جو مقارن ہو عقد سے تو تمام عقد فاسد ہو گا ہم مصنف اپنی شرح میں اس قول کو لایا ہو تو اسی ہدایہ کے فتوے کی تقویت کے واسطے
 و یعلم النفع ایضا بیحان العمل کا لصناعۃ و الصبیغ و الخیاطۃ ہا پر رفع الجمالۃ اور بیان عمل سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہو چنانچہ مذکور گئی اور نگار
 اور وقت اس طرح کا بیان جو جمالت کو دور کر ڈالے عمل مذکور میں ایسا بیان مفصل چاہیے کہ رافع نزاع ہو اور رنگ میں کپڑے کا بیان اور جنس رنگین
 یا نہ یا سبز اور یہ کہ ہلکا رنگ ہو اگر ضرور ہو اور وقت میں جنس خیالت اور کپڑے کا بیان لازم ہو اور شوب میں کپڑے کا معین ہونا ضرور ہو و لہذا
 محیط میں ہو کہ اگر جنس دیکھے دس کپڑوں کے شوب کا اجارہ کرے تو اجارہ فاسد ہو اگر کپڑے کی جنس کا بیان ہو چکا ہو اس واسطے کہ کپڑا غلطت
 اور وقت میں مختلف ہوتا ہو انتہی قیشر فی استیجار الدابۃ للکوب بیان الوقت و الموضع فلو غلّا عنہا فنی فاسدۃ بزازیر تو سواری کے واسطے

جائز کے کریم یعنی میں بیان وقت یا مکان رکوب شرط ہو تو اگر بار دو دنوں کے بیان سے خالی ہوگا تو فاسد ہوگا کذا فی البراز یہ یعنی اس واسطے کہ بیان ملک و محل نہ جالت نہیں و یعلم ایضا بالاشارة کنتقل هذا الطعام الى کذا اور اشارہ کرنے سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہو چنانچہ لیجانا اس طعام کا خلاصہ مکان تک ہم چند منفعت مشار الیه نہیں، لیکن اشارہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہو کہ نفع مخصوص مراد ہو کذا فی الدرر و اعلم ان الاجرة بالیوم بالعهدة فبالايجاب تسليمه یہ بل بتجلیہ او شرط فی الاجارة المنخوذة اور معلوم کر کہ اجرا و مزدوری لازم نہیں عقد سے تو واجب نہیں اس کی تسلیم یعنی اسکا ادا کرنا عقد سے بلکہ مستاجر کی تعمیل سے یا اجارہ حاضرہ میں تعمیل کے مشروط ہونے سے لازم التسلیم ہوتی ہو م اور جب کہ مستاجر نے اول مزدوری ادا کر دی تو اب اسکو نہیں پھیر لے سکتا کذا فی الطحاوی عن القنایة اما المصانف فلا ملک فیہا الاجرة بشرط التجهيل الاجابة فیفتی بربو ایتہا بالشرط التجهيل للحاجة شرح و ہدایہ للشرع بلالی اور بعضوں نے کہا کہ اجارہ مصانفہ جمیع احکام میں عقود ٹھہرایا جائے پھر اجرت کے مالک ہونے کا فتویٰ دیا جائے اشتراط تعمیل سے سبب حاجت کے کذا فی شرح الوجہانیتہ للشرع بلالی م شایع سے یہاں اختلاف دخل واقع ہوا بل تعمیل مطلب ظاہر نہ ہوگا اجارہ مذکورہ بخارا میں متعارف ہی صورت اسکی یہ ہو کہ گریز میں کا اجارہ کرتے ہیں متواتر تیس برس کا لیکن تین دن ہر سال اسکا ادا کرتے ہیں اجارہ سے تواتر سال باقی نہ رہی اور سال کی اجرت قلیل مقرر کرتے ہیں اور پچھلے سال کی اجرت کثیر معین کرتے ہیں علماء اسکے جواز اور عدم جواز کے باقی عقود مصانف ٹھہریں اور اجارہ مصانفہ میں اجرت ملک نہیں ہوتی تعمیل سے نہ شرط تعمیل سے اور غرض اس جارہ سے ملک اجرت ہو صد لا اسلام سے کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہو کہ در حق سائر احکام عقود متبرکحیہ اور در حق ملک اجرت تعمیل اشتراط تعمیل سے ایک ہی عقد اعتبار کیجیے تو سوائے عقد اول اور اگر یوں کہے کہ میں نے اپنا گھر تمکو اجارہ دیا کل اتنی اجرت پر تو مقدم مذکور ہو چکا کہ اس میں اشتراط تعمیل باطل ہو اور البطلان پر اجرت لازم نہ ہو گی چنانچہ طبعی نے بیان کیا ہو و لہذا طبعی نے کہا کہ اس تحریر سے تمکو معلوم ہوگا کہ شایع کا کلام شریع کا یہ مسئلہ ہی ملک بالشرط التجهيل ہی علی هذا القول) تو بہرہ اور دماغ شرط کذا فی الطحاوی او الاستیفاء لمفتیہ یا اجرت لازم ہوتی ہو منفعت کے حاصل کر چکنے سے تو مکملہ منہر الا ان قلت مذکورہ فی الاشباہ یا اجرت لازم ہوتی ہو استیفاء و منفعت پر قرار ہونے سے مگر ان تین صورتوں میں باوجود قدرت لازم نہیں ہوتی جو شباہ میں مذکور ہیں ہم جب موجود مستاجر کو اجارہ کی چیز اپنے اسباب سے خالی کر کے دے اور اسکی طرف سے یا حاکم یا غصب کی طرح فتنے کوئی یا نہ ہو تو مستاجر کا دھمکا اور اسوقت میں اگر مستاجر استیفاء و منفعت کو ترک کرے گا تو یہ تعطل لازم اجرت کی دانت نہ ہوگی تو اگر وہ جکیط طرف سے تسلیم نہ واقع ہوئی یا وہ چیز اس کے اسمان سے خارج نہیں یا خارج تسلیم کی مدت کے غیر میں یا مدت میں تسلیم کی لیکن اسکو غیر محل اجارہ میں جس کر رکھا یا اسکو محل اجارہ میں رکھا اور اس میں کوئی عذر ہو یا نہ یا وجہ کی طرف سے کوئی عذر نہیں لیکن حاکم یا غصب نے اسکو رک رکھا یا کہ اجارہ فائدہ تھا تو اجرت ان صورتوں میں لازم نہیں کذا فی محوی الاشباہ کی مستثنی صورتوں میں پہلی صورت یہ ہو کہ قدرت علی الاستیفاء اجارہ فاسدہ میں ہو دوسری صورت یہ کہ جب جائزہ شہر کی سواری کے واسطے کر لیا پھر اسکو اپنے پاس یا نہ رکھا اور اس پر سوار نہوا تیسری صورت یہ کہ کچھ کر لیا یا پھر روز کی ایک دن تک اجرت معین کر کے پھر اسکو چند مال رکھ چھوڑا اور وہ فتنے کے تو اجرت لازم نہ ہوگی اس مدت کے بعد کہ اگر اسکو پہنچا تو کچھ بچا یا یعنی وہاں تک اجرت مذکورہ ہر روز لازم ہوگی کہ اگر اسکو پہنچے جاتا تو کچھ بچتا پھر اس مدت کے بعد اجرت نہ لازم ہوگی کذا فی الطحاوی شرم واجب ہوگی اس گھر کی جو قبوض ہوا اور ہنوز اس میں مستاجر نہیں رہا واجب ہونا اجرت کا بسبب پائے جانے قدرت انتفاع کے ہو و ہذا اذا کان مست

کہ نیکو خاتمہ خالص ہو محمود کا بھائی سوزیدہ سے محمود کی زمین اجاڑنے کی اور خال کو اسکی اجرت مقرر کی تو خالہ بھر وقت کے آزاد ہوگا اسواستے کے مذکور ہو چکا
 کہ فقط عقد سے اجرت لازم نہیں ہوتی یعنی سوجر کی ملک نہیں ہو جاتی والرد میں ممکنہ من الاستیفا و تسلیم محل الی المستاجر حیث لا مانع من الانقضاء
 اور قدرت استیفاء و منقذ سے مراد تسلیم محل کی ہر مستاجر کی طرف اسطرح کہ کوئی مانع ہو منقذ کے لینے سے فلو سلمہ العین الموجبہ بقضی
 بعض احوالہ الموجبہ فلیس لاجلہ ہی الاقتناع من التسليم والتسلم فی باقی المسئلة او الم یکن فی عقد الاجارۃ وقت یرغب فیہا لاجلہ
 تو اگر سوجر نے مستاجر کو اجاڑنے کی چیز بیکار بنائے بعض مدت اجاڑ کے تسلیم کی تو دونوں میں سے کسی کو باقی مدت میں دینے اور لینے سے امتناع
 جائز نہیں بشرطیکہ اجاڑنے کی مدت میں ایسا کوئی وقت مخصوص نہ ہو جسکے واسطے اجاڑ لینے کی خواہش ہوتی ہو یعنی تمام مدت یکساں ہو تب متعلق دینے
 اور لینے سے جائز نہیں فان کان فیہا ای فی العین الموجبہ وقت کذا کیسوت مکہ و منی و حوائطہا من المومس فانہ لا یرغب فیہا بعد التسمی
 فلو سلم فی الوقت الذی یرغب لاجلہ خیر فی قبض الالباقی لکان البیع کذا فی البحر اور اگر اجاڑنے کی چیز میں ویسا وقت ہو جسکے واسطے اجاڑ لینے
 کی خواہش اور رغبت ہو تو اگر سوجر مستاجر کو اس وقت میں تسلیم نہ کرے جسکی خواہش ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا باقی مدت کے قبض میں چاہے لے چاہے
 نہیں رہتی تو اگر سوجر مستاجر کو اس وقت میں تسلیم نہ کرے جسکی خواہش ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا باقی مدت کے قبض میں چاہے لے چاہے
 نہ لے چاہے بیع میں کذا فی البحر یعنی اگر بیوت مکہ منظر خیر کیلئے قبل موسم حج کے تسلیم نہ واقع ہوئی مگر بعد کڈ جائے موسم کے تو مشتری کو خرید و بیع
 میں اختیار ہوگا و سلمہ المتقاع فلم یقدر علی الفسخ فبیعہ ان اکذب الفتن بلا کفۃ وجب الاجراء الا اشباہ اور اگر سوجر نے مستاجر کو مکان کی کنبی دی
 سو مستاجر اس کے کھولنے پر قادر نہ ہوا بسبب کم ہو جانے کنبی کے تو اگر اس کو کھولنا بلا کفۃ اور شفقت مکن ہو تو لایہ واجب ہوگا اور زمین
 تو واجب نہیں کذا فی الاشباہ ہم اور اگر مالک نے کہا یہ مکان لے اور اس میں رہ مگر اسنے دروازہ کھول نہیں دیا اور مستاجر نے مدت کے بعد کہا
 میں اس میں نہیں رہا تو اگر مستاجر بلا مونت کھولنے پر قادر تھا تو لایہ لازم ہوگا اور نہیں تو نہیں اور سوجر کیوں حجت نہ کرنا جائز نہیں کہ تو نے کیوں نہ
 قفل توڑ ڈالا اور کیوں نہ اس میں داخل ہوا کذا فی السالمیر یہ قلت ولذا وجب المستاجر عن الفسخ بہذا الفتح لم یکن تسلیم لان التخلیۃ لم تسع فی غیرہ من کتابہا
 اور اگر اسے طرح مستاجر عاجز ہو کھولنے سے بواسطہ اس کنبی یعنی موجب کی دی کنبی کے تو تسلیم نہ ہوگی اسواستے کہ تخلیہ نہ صحیح ہو کذا فی العیین
 ولو اختلف حکم الحال اور اگر دونوں میں اختلاف پڑا تو ظاہر حال حکم کرے گا یعنی بعد مدت اجاڑ اختلاف ہوا اور حالانکہ کنبی مستاجر کے پاس ہو
 مستاجر کتا ہو کہ میں قفل کو لے پر قادر ہوں اور سوجر کتا ہو کہ تو قادر ہو اور دونوں کے گواہ نہیں ہیں تو ظاہر حال پر حکم ہوگا اور شاید کتا ہر حال
 سے مراد یہ ہو کہ مستاجر سے کہا جائے کہ قفل کو کھول تو اگر کھول نہ سکے تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر کھول سکے تو سوجر کا قول مقبول ہو کذا فی الطحاوی
 ولو برہان فیئۃ الموجبہ خیر اور اگر دونوں گواہ لاویں تو سوجر کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی الذخیرۃ و کذا فی البیع اور اسے بیع کا حکم ہی یہ تشبیہ ہو سکتا ہے
 کی ساتھ بیع الفکار میں کہا کہ خرید کیا اور کنبی اسکی اور گھر کی طرف نہیں گیا تو اگر کنبی ایسی ہو کہ بلا کفۃ کھول سکے تو قابض ٹھہرے گا اور زمین تو نہیں
 کذا فی النسخ وقیل ان قال لہ قبض الفتح وفتح الباب فهو تسلیم والا لکما بسطہ المنصف اور قول منصف یہ ہو کہ اگر سوجر نے مستاجر سے کہا کہ کنبی لے اور
 دروازہ کھول تو یہ تسلیم ہو اور اگر کنبی لے دی اور قفل نہ کڈا تو تسلیم نہ ہوگی چنانچہ اسکو منصف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے و لیس وجہ طلب الاجر
 اللہ والارض کی یوم واللہ لایہ کل مرحلہ اذا لایہ یومین قیین اور سوجر کو جائز ہو گھر اور زمین کا کہ یہ دانگنا ہر روز اور جائز کا
 کے سوا فرق و لیس لایہ و نحو ہا من التنازع و افرغ و سلم فلو قبل تسلیمہ بیقظہ الاجراء و سنے اور مانند اس کے اور پیشوں

کی مزدوری مانگنا جائز ہے جب کہ اس کام سے فراغت حاصل کرے اور مستاجر کو تسلیم کرے یعنی اس میں مزدوری کا مطالبہ ہر دن نہیں بلکہ کام کر چکے اور پہنچا دینے کے بعد ہی تو اس چیز کا تلف ہو جانا قبل تسلیم کے مزدوری کو ساقط کر دیتا ہے مگر اگر ایسی چیز کو دیا سو مزدوری سے سیا اور اسکی بلانقدی جل گیا تو مزدوری ساقط ہوگئی بسبب عدم تسلیم کے اور درزی پر تاوان کی طرح لازم ہوگا کیونکہ وہ بلا نقدی میں ہو گا کذا کل من لعلہ اثر اور اس طرح ہر ایک اس پیشہ ور کا حکم ہے جسکے عمل کا اثر موجود ہو چنانچہ برصعی اور لوہار اور معمار اور جولاہ اور سارکار کے عمل کا اثر لکڑی اور لوہے اور مکان اور کپڑے اور زیور میں موجود رہتا ہے تو مزدوری مانگنا بعد فراغ اور تسلیم کے جائز ہوگا والا اثر کہ کمال لہ الاجر کا فرغ وان لم تسلیم بجز اور جسکے عمل کا اثر نہیں ہو تا چنانچہ حال تو اسکو مزدوری مانگنا بجز در فراغت کے جائز ہوگا اگرچہ تسلیم نہ واقع ہو مگر تو بعد فراغت کے تلف ہو جائے سے مزدوری ساقط نہ ہوگی کذا فی البحر وان وسیلۃ عمل فی بیت المستاجر و دخت وغیرہ کی مزدوری لازم نہیں بدون فراغت اور تسلیم کے اگرچہ دخت وغیرہ کا کام مستاجر کے گھر میں کیا ہو مگر مصنف کا یہ قول اس کو مقتضی ہے کہ مستاجر کے گھر میں عمل سے فارغ ہو تا تسلیم نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اس واسطے کہ زبلی میں ہے کہ غیاطت وغیرہ میں مستاجر کے گھر میں تسلیم حاصل ہوتی ہے بجز در فیل کے اس واسطے کہ وہ مستاجر کے گھر میں ہے اور مگر اسکے قبضے میں ہے تو اس میں تسلیم حقیقی کی حاجت نہیں تو اجرت واجب ہوگی بجز در عمل کے انتہی تو ہو جب اسکے اگر کپڑا وغیرہ تلف ہوگا بعد فراغت عمل کے قبل تسلیم حقیقی کے تو اجرت واجب ہوگی بسبب تسلیم عملی کے اور صاحب عیالہ نے اگرچہ یہ تعیم مذکور کی ہے لیکن تسلیم بیان نہیں کی ہے عیالہ میں یوں ہے کہ دھوبی اور درزی کو مطالبہ اجرت کا نہیں تا وقتیکہ عمل سے ان فراغ نہ ہو اس واسطے کہ بعض عمل سے نفع حاصل نہیں تو بعض عمل سے مستوجب اجرت کا ہوگا اور اس طرح اگر مستاجر کے گھر میں عمل کرے مستوجب اجرت ہوگا قبل فراغ کے کذا فی الطحاوی اور صدر الشریعہ میں ہے کہ جب مستاجر کے گھر میں بعض ثوب کی دخت کرے پھر اسکی چوری ہو جائے تو بعد دخت اسکی اجرت ثابت ہے تو یہ دلیل ہے کہ اجرت بعد عمل واجب ہوتی ہے انتہی در میں ہے کہ بجز در یہ کہ مستاجر کے گھر میں عمل کا قبل ان فراغ عمل مستحق اجرت نہیں اور مبسوط اور فوائد لایہ تہ اور ذخیرہ اور شروح جامع صغیر میں مذکور ہے کہ جب بعض دخت واقع ہو مستاجر کے گھر میں عمل کا قبل ان فراغ عمل مستحق اجرت نہیں اور مبسوط اور فوائد لایہ تہ اور ذخیرہ اور شروح جامع صغیر موافق استحقاق اجرت کا ہوگا انتہی نعم لورق بعد مخط بعضہ او اندم بعد بناء فله الاجر بحسب ما علی الذہب بجز در بان کمال بان اگر کپڑا چوری ہو جائے بعد اسکے کہ درزی نے اسکو کچھ یا کچھ دیوار گر پڑی بعد بنا نیکی تو اسکا اجرت ثابت ہوگا اسکے حساب کے موافق بامستہب صحیح کے کذا فی البحر و بان کمال ہم پستہ لکھتے ہیں اس واسطے کہ اگر خیانت مستاجر کے گھر میں ہے تو اجرت واجب ہے خواہ سب دخت ہوئی ہو یا بعض سبب وجو تسلیم اور اگر درزی کے گھر میں ہے تو کل یا بعض کچھ اجرت نہیں بدون تسلیم کے اور دیوار ٹھکانا تو نہیں ہوتا مگر مستاجر کے پاس بحر اللائق میں ہے کہ مسئلہ بنا خود بل میں مستندی ہے کہ بعض عمل سے اجرت اسکی واجب ہوتی ہے بسبب تسلیم کے اور کفری نے اسکو ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے اور اس پر یقین کیا ہے غایت البیان میں ہے ہر پردہ کے تو یہی مذہب ہے اور انہذا مستنفذ یعنی صاحب کثر نے مستثنیٰ میں اسکو پسند کیا ہے اگرچہ اسکی عبادت کے معنی مطلق ہو کذا فی الطحاوی ثوب خاٹہ الخیاط باجر فقط مگر قبل ان یقبضہ رب ثوب فلا اجلہ بل یہ تعصیبات الفاتی کی طرح ہو جسکو درزی نے سیا مزدوری پر سو سیون اور بیڑ ڈال کسی شخص کے مال کے قبضہ کرنے سے پہلے تو اسکے واسطے مزدوری نہیں بلکہ درزی کو سیون اور بیڑنے والے سے تاوان لینے کا اختیار ہے والی بجز علی اعادۃ وان کان الخیاط ہو الفاتی فعلیہ الاعادۃ کا نہ لہذا بحر اللائق الفاتی اور درزی پر اعادہ دخت کا جبر نہ ہوگا اور اگر درزی ہی سیون کا ادھیرنے والا ہو تو اسپر دوبارہ سینا واجب ہوگیا اس نے نہ سیا تیار کیا اجنبی سے یعنی اجنبی شخص کے ادھیرنے سے درزی پر اعادہ دخت لازم نہیں و بل الخیاط بجز التعمیل بلایا فی اللہ الاصل لا اشتباہ لکن فی حاشیتہا معزیا لہذا المستثنیٰ یہ تم وقال لمستثنیٰ ان یکلم العروت انتہی تم رایت فی التاتار غایتہ معزیا لہذا لکبریٰ ان النشوی علی الاول فنان اور

کتاب النجاشی

کیا خیال کے واسطے کپڑا جو تن سے بدون دوخت کے مزدوری ہو یا نہیں قول اصح یہ ہو کہ قطع کرنے سے بدون سینے کے مزدوری نہیں کذا فی الاستیفاء
لیکن اشباہ کے حاشیہ مضمرات سے منقول ہو کہ قول مضی یہ ہو کہ ان اجرت ہو اور معنف نے اپنی شرح میں کہا جواب لائق یہ ہو کہ رواج پر حکم ہو
انہی پھر میں نے تا ناغانہ میں فتاویٰ کے کبرے سے منقول دیکھا کہ قول دل پر فتویٰ ہو تو قائل کہ صورت مسئلہ یہ ہو کہ جبکہ کپڑا درزی کو سینے کے
واسطے دیا سو اسے قطع کیا اور مرگیا بدون سینے کے اور اگر فقط کپڑا قطع کرنا مقصود ہو تو بلا شک اجرت واجب ہوگی اس واسطے کہ عمل مقصود ہی
تا ناغانہ سے نقل کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ صاحب مضمرات اور صاحب کبری دونوں نے ذکر کیا ہو کہ وجوب اجرت پر فتویٰ ہو اور شراح کی نگاہ پر
سے نکلتا ہو کہ عدم مزدور پر فتویٰ اور اہل مالک ایسا نہیں ہو قائل کذا فی الطحاوی وللجواز طلب الاجر لغیر فی بیئ المستاجر بعد اخراجہ من المتناول
بذلک و باخرج بعضہ بحسابہ جوہر اور روئی پکائے والے کو روئی کی مزدوری مانگنا جائز ہو مستاجر کے گھر میں تنوع سے نکالنے کے بعد اس واسطے
کہ تنگی کی تامل اس طرح نکالنے کے بعد ہو اور بیس روٹیوں کے نکالنے سے اس کے حساب کے موافق اجرت لازم ہوگی کذا فی الجوهر و فان
احرق بعدہ اسی بعد اخراجہ بغیر قلم الاجر لتسلیم بالوضع فی بیئہ ولا غرم لعدم التقدی وقالا یغرم مثل دقیقه ولا اجر وان شاء مضمر
النجاشی اعطاء الاجر سو اگر تنور سے نکالنے کے بعد بلا فعل طبخ روئی مل جائے تو اس کا اجر ثابت ہو بسبب تسلیم کر دینے طبخ کے مستاجر
کے گھر میں رکھ دینے سے اور طبخ سے طبخ پر تاوان نہیں بسبب اس کی بے نقوری کے اور صاحبین نے کہا کہ طبخ تاوان دے اس کے
اٹنے کے برابر اور اس کی مزدوری نہیں اور اگر مستاجر چاہے تو طبخ سے چختہ روئی کا تاوان لے اور اس کو روئی پکانے کی مزدوری دے و لو
احرق قبلہ لا اجر لہ و یغرم اتفاقا لتقصیرہ درو بحر اور روئی جل گئی تنور کے نکالنے سے پہلے تو اس کی مزدوری نہیں اور وہ تاوان دے
روئی کا اتفاقا مام اور صاحبین کے بسبب اس کی تقصیر کے کذا فی الدرر والبحر وان لم یکن النجاشی اسی فی بیئ المستاجر سو اگر کان سے
بیئ النجاشی و لا قاحرق او سرق قلم الاجر لہ لعدم التسلیم حقیقۃ ولا ضمان لہ و سرق لانی یدہ امانۃ خلافا ما وہی مسئلۃ الاجیر المشترك
جوہر اور اگر مستاجر کے گھر میں روئی نہ ہو خواہ نان پختہ کے گھر میں ہو یا کہین اور پھر جل جائے یا چوری جائے تو اس کے واسطے مزدوری نہیں
بسبب نہ ہونے تسلیم کے فی الحقیقت اور اگر تاوان نہیں اگر چوری جائے اس واسطے کہ اس کے پاس امانت ہو بر خلاف صاحبین کے کہ ان کے
زودیک تاوان ہو اور یہ مسئلہ ہو اگر مشترک کا کذا فی جوہر ہم امام کے نزدیک اگر مشترک کے پاس امانت ہو بر خلاف صاحبین کے کہ ان کے
صاحبین اور اگر مشترک کی تعلیف آگے معلوم ہوگی وان احرق النجاشی و سقط من یدہ قبل الاخراج فعلیہ الضمان ثم المالك بائع
فان ضمنہ قیمۃ قبحوزا قلم الاجر وان ضمنہ قیمۃ دقیقاً فلا اجر لہ الا مالک قبل التسليم ولا یضمن الخطب والمخج اور
اگر روئی جل گئی یا اس کے ہاتھ سے گر پڑی تنور کے نکالنے سے پہلے تو نان پر ضمان ہو پھر مالک کو اختیار ہو کہ اگر اس سے پہلے روئی کا تاوان لے تو اس کی
مزدوری ثابت ہو اور اگر لے نہ تو مزدوری نہیں بسبب صانع ہوجانے کے قبل تسلیم کے اور اگر کسی اور ملک کا تاوان نہ ہو
وللطبخ بعد العرف الا اذا کان لابل بیئہ جوہر والاصل فی ذلک العرف اور دیگر دن ہانڈی پکانے کی مزدوری واجب ہوتی ہو نکالنے
کے بعد یعنی جب دیگر سے پیالوں اور کابیوں میں باورچی نکال چکے تب مزدوری کا مستحق ہو مگر جبکہ قیمت مستاجر کے گھر والوں کے واسطے نہ اہل
دعوت کے واسطے تو نکالنا لازم نہیں کذا فی النجاشی اور قواعد کلیہ اس میں رواج ہو یعنی اگر مرد رواج ہو کہ نکالنا باورچی کے ذمہ نہ ہوتا ہو تو نکالنے کے بعد مزدوری
لازم ہوگی اور نہیں تو قطع پکانے کے بعد نہ ملے گا کہ جس محل میں نص نہیں وہاں عادت کا اعتبار ہو فان فسد اوی الطعام الطبخ او
احرقہ اولم یضجہ فهو ضامن للطعام پہل کر باورچی نے کھانا باگڑ دیا یا جلاد لایا یا کھا خوب نہ پکایا تو دو کھانے کا ضامن ہو یعنی طعام کی قیمت کا

اس پر تاوان لازم ہوگا و لودخل بنا لیں اور بطبع بہا تو قیمت منہ شترانہ فاحرق البیت لم یضمن ملاذن ولا یضمن صاحب الدار لو احترق سے من السكان
 لندم التمدی جو برو اور اگر مستاجر کے گھر میں باد چلی آگ لگی یا روٹی یا نانڈی پکانے کے واسطے اور اس میں سے ایک چنگاری گھر میں پڑی
 اور گھر جل گیا تو اس پر تاوان نہیں بہت اذن صاحب خانہ اور صاحب خانہ بھی تاوان نہ دیگا اگر کچھ جل جائے رہنے والوں کا بوا اسطہ عدم تقصیر کے
 ہم لخطاوی نے کہا یہ مسئلہ مخصوص یا حیر طبع نہیں بلکہ کر ایہ دارا و مستعیر اور مالک خانہ کو بھی شامل ہے و بضرط اللبن بعد الاقامۃ قال ابو شریح
 اسی بعد یعنی علی بعض و بقولہ یفتی ابن کمال مغیر اللیون اور کچی اینٹ پاتھنے کی مزدوری کا مطالعہ اینٹ کھڑی کر دینے کے بعد ہوا و صاحبین کے
 کہ شریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگا دینے کے بعد واجب ہوگی اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہونے کی وجہ سے عیون سے و ہذا
 اذا ضرب فی بیت المستاجر فلونی غیر ملکہ فلا اجرتی بعد منصوباً عندہ و شراً عند ہما زلیعی اور یہ اس وقت ہو جبکہ مستاجر کے گھر میں اینٹ پاتھی ہو اور اگر
 مستاجر کی غیر ملک میں اینٹ پاتھی ہو تو اجرت واجب نہیں جب تک شمان نہ کر دے کھڑی کر کے امام کے نزدیک در ڈھیر لگا کر کے صاحبین کے نزدیک کذا فی الزلیعی
 ہم مستعفی میں طبع شریح کے یہی شمار اور شترانہ تسلیم ہے ہر شتر اس واسطے کہ اگر تسلیم ہو بدون شمار کے تو اجرت ثابت ہوگی کذا فی البحر فروع مسائل لمقتضی شریح کے
 الملین علی اللسان فالتراب علی المستاجر و اذ قال الجمل المنزل علی الجمل لا صبی فی الجوالق او معبودہ للفرقة الا بشرط اینٹ پاتھنے کا سا پانی اینٹ پاتھنے والے
 ذمہ پر ہوا و مٹی اینٹ پتھانے والے مستاجر پر اور بوجہ کا مکان کے اندر رکھنا بوجہ اٹھانے والے پر نہ اسکا ڈالنا اور بھرتا بوریوں میں یا اسکا ڈھیر یا لٹا پنا
 پر مگر شرط لینے سے و ایکاف داجہ للعلی علی المکاری و کذا الجبال والجوالق اور بوجہ لادنے کے واسطے یا لان جانور پر یا نہ جانور پر یعنی کر لیا و لے پر ہوا
 اسی طرح رسیان اور کوئین مکاری پر ہیں و البحر علی الکاتب ان شرط الاراق علیہ یفسد ما لہم یہ اور روشنائی لکھنے والے کے ذمہ پر ہوا اور کاغذ
 شریح کے لکنا کاتب پر اجارہ کتات کا مفسد ہے کذا فی التبیہ و من کان لعلہ اثر فی العین کا لصلی و القضا صلبہا لاجل الاجرا و جبر اجیر کے عمل اور کام
 کا اثر یہ موجود ہو چہرین چنانچہ رنگ زرد دھوبی کا تو وہ اس چیز کو رکھے اور مستاجر کو نہ دے اپنی مزدوری لینے کے واسطے ہم دھوبی سے وہ
 دھوبی مراد ہے جو کپڑا دھوئے نشا ستہ وغیرہ کا کپ لگا کر فقط فاسل ثوب و جبر ہے ہر کہ مقصود علیہ وصف ہے جو محل میں ثابت ہے تو حق حبس بدل لینے کے
 واسطے یہ چنانچہ بیع میں کذا فی الدرر بدل مراد بالاثربین ملوکہ للعامل کالتشاور والغرام مجر و ما یسا بن ویری فیہ قولان اصحہما الثانی ففاسل الثوب کا
 الفسق والطلب والطمان والخیاط و الخفاف و الخلق لاسل العبد لہم حبس العین بلا اجر علی الاصح مجتہبی اور کیا اثر سے کام کرنے والے کی کوئی
 چیز ملوک مراد ہے چنانچہ نشا ستہ اور صابون یا فقط وہ چیز اثر سے مراد ہے جو نظر پڑے اور دکھائی دے اس میں دو قول ہیں یعنی ایک قول یہ کہ
 چیز ملوک عامل مراد ہے اور دوسرا قول یہ کہ جو نظر آئے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں قولوں میں سے صحیح تر دوسرا قول ہے کہ کپڑا دھو نیوالا
 اور پسینہ توڑ لینے والا اور کپڑی چیرنے والا اور لٹا پسینے والا اور درزی اور مونہ دوز اور غلام کا سر مونڈنے والا ان سب کو رکھنا چیر کا اجرت
 لینے کے واسطے جائز ہے بموجب قول اصح کذا فی المجتبہ ہم مجر الراتی میں ہے کہ مستعفی میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ صحیح قول ہے کہ محمد با بیان میں
 حق حبس نہیں ہے تو تصحیح مختلف ٹھہری ویری قول لائق ترجیح کے ہوا و صاحب ہلایہ نے غسل ثوب کو محل کے مانند ٹھہرایا ہے کذا فی الطحاوی و درمیں
 نہایہ عن قاضی خان مذکور ہے کہ جب دھوبی کے عمل کا اثر نہ ہو سوا اسے میل چھڑانے کے اس میں اختلاف ہے صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کو حق حبس ثابت ہے حال
 بدل اس واسطے کہ سفیدی مخفی تھی جو ظاہر ہو گئی دھوبی کے عمل سے تو گویا اسے سفیدی ملی یا در دی گئی ہے نہ ہذا افدا کان حال لانا اذ کان الاجر موحدا
 قلم یکماک حبسہا لملکہ فی بیت المستاجر تسلیم کیا اور یہ یعنی حق حبس اس وقت ہے جبکہ اجرت کی مدت نہ ختم ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجیر اسے
 حبس کر رکھنے کا مالک نہیں ہے مستاجر کا گھر عمل کے مدین میں اس کا اختیار نہیں اسباب تسلیم ملی کے و لیکن بالتعمدی و لونی فی بیت المستاجر غایۃ اور اجیر تاوان

لازم ہوگا تعدی سے اگر بعدی مستاجر کے گھر میں واقع ہو گا ذی النایہ فان حبس فضاغ فلا اجر ولا ضمان لعدم التعدی سوا اگر اجیر نے چیز روک رکھی اور وہ تلف ہوگئی تو اسکی مزدوری نہیں اور نہ اس پر نذران ہو بلواسطہ عدم تعدی کے ومن لا اثر لعمله کالحال علی غلظہ وادبہ والمحال ج وغاسل ہو الثوب اسی تطہیرہ لا تحسینہ مجتبیٰ فلیحفظ لک حبس العین لا اجر و لا ضمان جیر کے عمل کا اثر موجود نہ ہو چیز میں چنانچہ اپنی ہتھ پیر یا جانور پر وجہ لادنیوالا اور طلع اور کپڑا دھوئے والا چیز کو نہ روک رکھے مزدوری لینے کے واسطے غاسل ثوب سے وہ کپڑا دھوئے والا مراد ہو جو کپڑا دھوئے اس کے ظاہر کر نیکی کے واسطے نہ تحسین کیواسطے کہ انی التجرہ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تم تحسین ثوب سے مراد سفید کرنا ہو اسواسطے کہ سفید ہی مخفی تھی جو کچھ کھلے ظاہر ہوگئی تو گویا اسنے سفیدی کو ایجاد کیا تو محسن ثوب حبس کا مالک ہوگا نہ منکر ثوب درمیں کہ اگر غلام گریختہ کے کپڑا لایا و لے کو حق حبس رہتا ہو اگرچہ اسنے عمل کا اثر نہیں فلو حبس ضمن ضمان انصاف و یجوز فی باب پس اگر اجیر مذکور حبس کرے تو غصب کا تاوان دے اور ضمان غصب کے آدیا غصب کے باب میں ہم یعنی اگر حبس میں وہ چیز تلف ہو جائے تو مثل کا تاوان دے اگر وہ چیز تیشلی ہو تو قیمت کا تاوان دے اگر وہ قیمتی ہو و صاحب مال بخیر و ان شاء الله تعالیٰ قیمتہا ای بدہا شرعاً محمولہ ولہ الاجر وان شاء غیر محمولہ ولا اجر بہرہ اور محمول چیز کا مالک مختار ہو اگرچہ اسے حال سے اسکو محمول بتایا کر کے اسکی قیمت لینے کے عوض شرعی کا تاوان دے اور حال کی مزدوری دے اور اگرچہ یہ غیر محمول کا تاوان دے کذا فی الجوبہ و اذا شرط علیہ بقسم بان یتول نہ اعل بنفسک و بیدک لا یتعمل غیرہ الا انظر فلما استعمال غیر یا بشرط وغیرہ خلاصہ اور اگر مستاجر میرے عمل ذاتی شرط کرے اسطرح کہ افس سے کہے کہ تو خود اپنی ذات سے یا اپنے ہاتھ سے کام کر تو جیسے اپنے سوا اور شخص سے یا م نہ لے کر دیکھ کر اسکو غیر عورت سے دودھ پلوا دینا جائز ہی شرط اور بلا شرط ہر طرح سے کذا فی الخلافہ ہم غایہ میں ہے کہ درزی سے کہا کہ تو خود کپڑا سی سے یا دھو بی سے کہاکہ تو خود دودھ دے پھر اسنے اپنے غلام یا شاگرد سے کام کروادیا تو اجرت دینا واجب نہ ہوگا کذا فی الطحاوی وان طلاق کان لکوی لا جیر ان ایستاجر غیرہ فانما لا استیجار لادنی ولا جیسی نہیں الا والی انسانی وہی صریح فی الخلافہ اور اگر مطلق بلا قید عمل ذاتی اجارہ واقع ہوا تو اجیر کو جائز ہے کہ اپنے غیر سے مزدوری کر لے مصنف اسنے استیجار کے نقطہ سے اشارہ کر دیا اسکا کہ اگر اجیری کو اجیر کا استیجار تو اول شخص تاوان دیگا و بصورت تلف ہو نیکی نہ شخص ثانی اور خلاصہ میں اسکو مصرح بیان کیا ہے و قد بشرط العمل نہ لو شرط یوم او امر بالمعروف و عا لمیرا مافرق حتی سرق لا یضمن واجاب ہمسل لائمۃ بال ضمان کذا فی الخلافہ اور مصنف نے شرط عمل کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر مستاجر نے اپنے یا کسی کے دن کی شرط کی سوا اسنے اسدن کام نہ کیا اور سنا جرنے اجیر سے چند بار نہ مالہ کیا سوا اسنے کو تاہی کی برائتیک کہ وہ چیز چوری ہوگئی تو تاوان اجیر پر لازم نہ ہوگا اور شمس المذنب نے وجوب ضمان کا جواب دیا ہے کہ کذا فی الخلافہ وقولہ علی ان تحمل طلاق لا تقیدہ مستصغی فلو ان ایستاجر غیرہ اور سنا جیر کا یون کہنا کہ استیجار ہی تیرے عمل پر یہ اطلاق ہے یہ قید کا لگانا کذا فی المستصغی تو اجیر کو جائز ہے کہ غیر شخص سے مزدوری کر لے اور سنا جیر کا لیا تہی بعضیہ فاما بعضہم فی بمن یبقی فلو اجیرہ بحسب ما لہ و فی بعض المعقود علیہ مستاجر نے شکی کیا کہ اجیر اسکے اہل و عیال کو لے آوے سو انہوں کوئی شخص مر گیا اور وہ باقی لوگوں کو لے آیا تو اسکی مزدوری ثابت ہوگی اسکے حساب کے موافق اسواسطے کہ اسنے بعض معقود علیہ کو پورا کیا یعنی عقد اجارہ تمام عیال کے لئے پر منعقد ہوا تھا اور وہ مسکونہ لایا تو پوری مزدوری کا مستحق نہ ہوگا پھر اگر جنکو لایا نصف عیال چون تو نصف اجرت کا مستحق ہوگا اور اگر ثالث ہوں تو ثلث اجرت کا مستحق ہوگا و قد یقولہ لو کا تو ای عیال معلوم میں اسی اتفاق میں کیونکہ الاجیرہ قد یجوز لہ ان یتخذ عیال غیر معلوم ہوں تو اجیر کے واسطے تمام اجرت واجب ہوگی و ربین کمال نے فقر کی یعنی اہم ہندوان سے کہ اگر لائے کی شقت کم ہو جاتی ہو عیال کے کم ہونے سے تو بقدر اسکے حساب اجرت لازم ہوگی و اگر شقت کم نہ جاتی ہو تو تمام اجرت لازم ہوگی

لا یصل خط ای کتاب او را الی زیدان رده ای المکتوب والذالموتہ ای زیداً وغیبہ لاشیء لہ لانہ نقصہ یجودہ کالخطیاط اذا خاط تم
 فنق تمسکہ مقرر کیا ایک مرد سے خط یا توشہ پہنچا دینے کا مثلاً زید کے پاس لگا حیر خط اور توشہ پھیر لایا زید کی موت یا غائب ہونے سے تو اس کے واسطے
 کچھ مزدوری نہیں اس واسطے کہ اسے معقود علیہ یعنی ایصال مکتوب یا زاد کو باطل کر دیا اس کے پھیر لانے سے جس طرح دزدی نے جبکہ سیاح پھر اس کو
 اوپر ڈالا م مصنف کو لازم تھا کہ خط پہنچا نا اور جواب لانا دونوں کو ذکر کرنا اس واسطے کہ اگر جواب لانا نہ کرے تو خط پھیر لانے سے تمام اجرت لازم
 ہوگی چنانچہ شرح مجمع بین مصرح ہے اور امام محمد کی جامع صغیر میں خط لایا نا اور جواب لانا دونوں مذکور ہیں کذا فی الخطاوی مختصر اوفی النہایتہ استاجلینیب
 لموضع کذا ویدخولنا نا بامر سببی فذہب لموضع فلم یجد فلانا وجب الاجراء غایمین ہر کہ اجارہ کیا تا فلا نے کی طرف جائے اور فلا نے شخص کو بلا لائے
 معین مزدوری پر پسل جیروان گیا اور اسے اس شخص کو پنا یا تو مزدوری واجب ہوگی م غایمین تبلیغ رسالت مذکور ہر نہ بلا لانا اور شایع نے رسالت اور
 بلا لانا کو یکساں قرار دیا کذا فی الخطاوی فان وقع الخط الی ورثتہ فی صورتہ الموت او من یسلم النیۃ اذا حضر فی سورۃ غیبہ وجب الاجراء لہ اب
 وہو نصف الاجر للمسی کذا فی الدرر والفر و تبعہ المصنف ولكن تعقبہ المحشون وعولوا علی لزوم کل الاجل فی القسستانی عن النہایتہ ان شرط الجہی بالاجاب
 لنقصہ والافکارہ لیکن التوفیق پس مسئلہ ایصال مکتوب میں اگر اجیر نے خط دیا زید کے وارثوں کو در صورت موت زید کے یا اس شخص کو دیا جو زید کو پہنچا ہے
 جب کہ وہ اسے در صورت غائب ہونے زید کے توجانے کی مزدوری واجب ہوگی اور وہ نصف اجرت معینہ ہے کذا فی الدرر والفر اور مصنف پر ہوا ہر
 صاحب درکار و لیکن در پر محشیوں نے اعتراض کیا ہے اور تمام اجرت کے لازم ہونے پر اعتقاد کیا ہے لیکن قسستانی میں نہایت سے منقول ہے کہ اگر جواب لانا
 شرط کیا ہے تو نصف اجرت لازم ہے اور نہیں تو تمام اجرت لازم ہے تو توفیق بین القولین ہو گئی یعنی صاحب درکار اور مصنف کا کلام اشتراط جواب پر محمول
 ہوا اور محشیوں کا قول عدم اشتراط پر محمول ہے وان وجہہ ولم یوصلہ الیہ لم یجب لہ شیء لان شفاء المعقود علیہ ہو الا ایصال درکار میرے نزدیک
 پایا اور خط اور توشہ اس کو نہ پہنچا یا تو کچھ مزدوری اس کی واجب ہوگی بسبب نہ ہونے معقود علیہ کے یعنی ایصال خط پر اجارہ ہوا تھا سو پایا گیا و اختلاف لیا
 لوزنہ اور اسمین اختلاف ہے اگر جیسے خط کو پہلے الی یعنی بعضوں کے نزدیک سمین مزدوری واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک اجیر نہیں متولی اصل الوقت
 اجیر یا غیر اجیر المثل یلزم مستاجر بالے مستاجر اصل الوقت لا المتولی کما غلط فی بعضہ تمام اجراء المثل علی الفتی کما فی الجرمین اتلافین غیر متولی رض
 وقت نہ زمین وقت کو نیز اجرت مثل یعنی کم از اجرت مثل پر اجارہ دیا تو مستاجر رض تھا کو پوری اجرت مثل دینی لازم ہوگی بنا بر قول مفتی بیچنا پھر الرائی میں ہے تلخیص
 وغیرہ سے اور متولی پر اجرت مثل لازم ہوگی چنانچہ بعض علما غلط سمجھے ہیں و کذا ظم دمی و اب کما فی مجمع الفتاوی اور اس طرح کا حکم ہے دمی و اب کا چنانچہ
 مجمع الفتاوی میں ہے یعنی اگر دمی یا اب صغیر کے زمین کتر از اجرت مثل پر اجارہ دے تو مستاجر پر پوری اجرت مثل لازم ہوگی نہ دمی و اب یا بعضی اصحاب
 فی غضب عقار الوقت وغضب منافعہ و کذا یفتی کل ما ہو النفع للوقت فیما اختلف فیہ العلماء حتی نقصوا الاجارۃ عند الزیادۃ الفاحشۃ نظر اللفظ
 و معیانہ لحن اسد تعالیٰ حادی القدر فی فتویٰ دیا گیا ہے غاصب کے تادان پر زمین یا مکان وقت کے غضب کرنے میں اور منافع زمین یا مکان وقت کے غضب
 کرنے میں اور اس طرح ہر ایک اس چیز کا فتویٰ ہے جو وقت کی واسطے نافع ہے ہر جمیع عالموں کا اختلاف واقع ہوا ہو تو نقص اجارہ کا حکم کیا ہے فقہائے زیادت
 فاحشہ کمز دیک بلحاظ وقت کے اور حق اسد کی مخالفت کے واسطے کذا فی حادی القدر میں زیادت فاحشہ سے مراد فی النفسہ اجیر مثل کا زیادہ ہو جانا ہر
 بلاغت چنانچہ غریب فرج میں مذکور ہوگا مات الآخر علیہ دیون حتی منیع العقد بعد تمییل العبد فالمستاجر العین فی یدہ ولو بقدر فاسد اشباہ الحق
 بالمستاجر میں غرض اس سے کہ مستوفی الاجرۃ العجلہ مرگیا مالک اجارہ کا دینے والا اور اس پر لوگوں کے دین ہیں تا انیکہ عقد اجارہ نسخ ہو گیا بدلہ اجارہ کی تکمیل کہیں تو مستاجر زیادہ
 تر حق دار ہو اجارہ کی چیز کا اس کے اور تر منی ہوں تا انیکہ مستاجر پیشگی اجرت کو حاصل کرے بشرطیکہ اجارہ کی چیز مستاجر کے قبضہ میں ہو اگر یہ بقدر فاسد اس کے نقص میں ہو

کذا فی الاشباہ ہم یعنی جبکہ موجود گر گیا اور اسپر غیر مستاجر کے دیون میں پھر جاری کی چیز بھی گئی تو مستاجر باقی الثمن جو باقی ترنخواہوں سے کذا فی الخطای ہی یعنی
 مستاجر اسکے ثمن سے اپنی پیشگی دی ہوئی اجرت ایگاہد اسکے اگر کچھ ثمن باقی رہیگا تو در ترنخواہ پاویں گے الا انہ لا یستقط الی ین ہر لاکہ اسی ہر لاکہ ہا المستاجر
 لائے لیس برسین سن کل وجہ مگر یہ کہ دین مستاجر کا ساقط نہوگا اس اجارہ کی چیز کے ہلاک ہو جانے سے اس واسطے کہ یہ چیز ہر وجہ سے دین نہیں جو مستقط دین ہو بجز ان
 الرهن فنانہ مضمون باقل سن قیمت ومن الدین کماسیجی فی بابہ جمیع الفتاوی نکات مرہون کے ہلاک ہو جانیکے اس واسطے کہ مرہون کی ہلاک میں مرتزق نہاوان
 ہو کتر کہ مرہون کی قیمت سے اور دین سے چنانچہ باب الہین میں اور لگا کذا فی جمیع الفتاوی ہم قولہ باقل من قیمت ومن الدین بکثیر یا سدر ہو اس واسطے کہ اس سے غیر غنم ہوتا ہے
 کہ جو چیز قیمت اور دین سے کتر ہو وہ تاوان ہو اور تا لاکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قیمت اقدوین دیکھ اچا سے سو در دقون میں سے ہر اقل ہو وہ تاوان واقع ہو تو
 ترکیب صواب یوں ہو باقل من قیمت ومن الدین تو اس صورت میں من ہیاتیہ ہوگا نہ تنفیسی لکذا فی الخطاوی ہر فرع مسائل لمختہ شائع کے الزیادۃ فی الاجز من
 المستاجر یصح فی لمدة ولید با زیادہ کر دینا اجرت کا مستاجر کی جانب سے صحیح ہو اجارہ کی مدت میں اور بعد مدت کے لمختہ خطاوی نے کہا صحت زیادہ مدت اشیاء
 اور بیع الفکار کے مخالفت ہو واما الزیادۃ علی المستاجر فان فی المالک ولو لتقیم لم تقبل کما لو رخت اور مستاجر پر اجرت کا زیادہ ہو جانا اگر زیادتی آدمی کی ملک میں ہو
 اگر غیر تعمیر کی ملک ہو تو مقبول نہیں چنانچہ اگر اجرت ارزان ہو جائے تو قبر نہیں مین یعنی بعد اجرت معین ہو چکنے کا جرت کا نرخ گران ہو گیا یا ارزان تو غیر وقت میں اسکا
 اعتبار نہیں مستاجر پر فقط اجرت معینہ لازم ہوگی و ان فی الوقت فان الاجارۃ فاسدۃ اجارہ بالناظر یا معرض علی الاول لیکن الامع بحتہا باجر المثل ولو ادعی حل ہذا
 بغير فاش اور اگر زیادت مذکورہ وقت میں ہو تو اگر اجارہ فاسد ہو تو وقت کا ناظر اسکو دوسرے مستاجر کو اجارہ دے دیون پہنچنے مستاجر اول کے لیکن قول اصح
 صحت اجارہ مذکورہ ہو یعنی اجرت مثل کے اگر چہ مرد دعوی کرے کہ اجارہ بغین فاحش کے ساتھ ہو واما اشباہ میں لیکن الامع کے مقام پر لیکن اصل قول تو جرحہ
 باجر المثل واقع ہو فان اخیر القامنی ذو خیرۃ انہا لک نخرہا پھر اگر قاضی کو ہوشیار وقت خبر کرے کہ اجارہ اچھا بیع ہو چکا ہے اس سے دینی نہ بیعش کے ساتھ تھا تو
 قاضی جا رہ کو فسخ کر ڈالے م شائع کو یوں کہنا خوب واضح تر تھا کہ اگر مرد دعوی کرے کہ اجارہ بغین فاحش تھا تو صحت اجارہ با جرحل اصل ہو چکا ہے قاضی کو خبردار
 شخص خبر کرے یعنی بچہ مرد دعوی مذکور مرد صحت کا قاضی حکم کرے بلحاظ اصل مذکور بلکہ اہل بصیرت اور صاحب دانت کے قول کی طرف رجوع کرے و تقبل الزیادۃ وان شکر
 وقت العقد انہا باجر المثل و زیادت مقبول ہوگی اگر چہ گواہوں نے گواہی دی ہو وقت عقد کے کہ اجارہ با جرحت مثل ہو واما انکانت فخر او غفلت لم تقبل اور
 اگر قاضی کو خبردار شخص خبر نہ کرے کہ اجارہ بغین فاحش ہوا تھا تو اگر زیادت مستاجر کی ضرر رسائی اور تزلزل کے واسطے ہو تو مقبول نہ ہوگی ہم اقرار اور تزلزل
 کی زیادت وہ ہو جسکو قبول نہ کرے گمراہ ایک شخص یا دو شخص بیابیع میں ہو کہ کسی شخص نے اجارہ کی اجرت زیادہ کی تو اسکی طرف التفت نہوگا شاید کہ وہ شخص تنفست اور
 ضرر رسائی ہو کذا فی الخطاوی وانکانت الزیادۃ اجرا المثل فالتفت رقبو لہا فیفسخ المتولی فان امتنع فالقاضی ثم یوجر ہا مومر او اگر زیادت اجرت مثل ہو تو اسکو
 قبول کر لینا قول مختار ہو تو متولی جا رہ فسخ کر ڈالے سو اگر وہ فسخ کرے تو قاضی فسخ کرے پھر اسکو اجارہ دے اس شخص سے جو زیادہ اجرت دے ہم زیادت اجرت مثل
 مراد اس سے یہ ہو کہ فی نفسہا اجرت زیادہ ہو جائے سبب شخصوں کے نزدیک بسبب گران ہو جائے نرخ کے اور اگر اجرت زیادہ ہو جائے لوگوں کی رغبت کے
 سبب کسی چیز کے اجارہ لینے میں تو ایسی زیادتی زیادتی جرت مثل نہیں کذا فی الخطاوی ہی شرح الجمع للعبی فان کانت دارا او حاقو را او سنا فارغہ عرضہا
 علی المستاجر فان قبلہا فواحق بہا و لزمہ الزیادۃ من وقت قبولہا فقط پھر اگر اجارہ کی چیز گھر ہو یا دکان یا خالی زمین ہو تو اسکو مستاجر اول پر پیش کرے سو اگر
 مستاجر زیادت نہ کرے تو قبول کرے تو وہی اسکا زیادہ تر حقدار ہو اور اگر زیادت لازم ہوگی قبول کر لینے کے وقت سے فقط یعنی زمانہ قبول کے پہلے اجرت معینہ سابقہ لازم
 ہوگی اور بعد قبول کے زیادت مذکورہ لازم ہوگی وان انکر زیادۃ اجرا المثل و ادعی انہا اضطر فلا بد من البران علیہ لارک مستاجر اجرت مثل کی زیادہ ہونیکا انکار کرے
 اور دعوی کرے کہ زیادت ضرر رسائی ہو تو ضرر ہی اسکو گواہ قائم کرنا یعنی زیادت کا معنی گواہ دینے منکر پر وان لم قبلہا اجرا المتولی و اگر مستاجر زیادت کو قبول نہ کرے تو متولی اسکو

شخص کو اجارہ دے مطلقا وہی نے کہا بہتر یہ تھا کہ اس قول کو شرائع الحکام زیادت پر مقدم کرنا وان کا وقت مزرعہ لم یصح اجارہ تھا فیہ صاحب الزرع کلہ انہ لم یزیدوا
 من وقتہ انوار کر زمین وقت مزرع ہو تو اسکا اجارہ دینا سوائے کشتکار کے جائز نہیں لیکن اجرت سابقہ سے زیادہ ملائی جائے مستاجر پر زیادہ ہو نیکی وقت سے
 وان کان بنی او عرس فاما کان استاجرا مستاجر فاما توجر لغيره فخرج الشرائع لم یقبلوا لانقطاع ما عندہ اس کل شہر اور اگر مستاجر نے زمین میں عمارت بنائی ہے یا
 لکائے ہوں تو اگر ماہر اسی اجارہ لیا ہو تو زمین غیر مستاجر کو اجارہ دیجائے جبکہ عینہ ہو چکے اگر مستاجر زیادت کو قبول نہ کرے بسبب منعقد ہونے اجارہ ماہر اسی کے
 پر عینہ کے سر پر ہم محیط میں ہو کہ غیر کو اس صورت میں اجارہ دیا جائے جبکہ مرفع عمارت کے بعد اجرت زیادہ ہو جائے اور اگر غیر دور ہو جائے عمارت کے اجرت
 سابقہ سے زیادہ نہ ہو تو کسی اجرت سابقہ کے ساتھ مستاجر کے پاس باقی رکھی جائے کہ ان فی المظاہر والبنائے تیکہ النافطیہ مستحق القلع الوقت اور عمارت کا ناظر
 مالک ہوگا وقت کیواسطے عمارت مستحق القلع کی قیمت دیکر او بصیر حتی یخلص بناؤہ یا مستاجر بصیر کے یہاں تک کہ اھلک عمارت خلاصی پائے یعنی ہزارہم کے
 بعد اس میں ایسٹ اور لکڑی پر تصرف کرے وان کا وقت المدۃ باقیہ لم یجیرہ وانما تنعم علیہ الزیادۃ کا لز زیادۃ و بہا الزرع اور اگر اجارہ کی مدت باقی ہو تو غیر مستاجر کو زمین کا
 اجارہ نہ دیا جائے اور اس کے سوا کچھ نہیں کہ مستاجر پر اجرت مثل کی زیادت ملائی جائے جیسے زراعت والی زمین کی زیادت مستاجر پر لایا کی جاتی ہو واما اذا زاد
 التخل فی نفسه من غیر ان یزید فی التخلی منہا وعلیہ الفتویٰ اور جبکہ اجرت مثل فی نفسه زیادہ ہو جائے بدون اسکے کہ کوئی شخص بڑھ جائے تو متولی کو نفع اجارہ کا
 اختیار ہو اور اسی پر فتویٰ ہوا کہ نفع کان علی المستاجر المستحق شہادۃ معزۃ بالصفی اور جب متولی اجارہ کو نفع نہ کرے تو مستاجر پر اجرت عینہ واجب ہوگی چنانچہ
 اشتباہ میں فتاویٰ صفری سے منقول ہے وقت و فاضلہ و البنا تیکہ النافطیہ انہ تیکہ کچھ الوقت تھرا علی صاحبہ و ہذا والارض بقصص بالقلع والا شرط زمانہ کما فی
 عمار الشریع منہا البحر والمع فیقول علیہا انہا الموضوۃ لنقل المذہب بخلاف نزال الفتاویٰ میں کہتا ہوں اور اسکا یہ قول والبنائے تیکہ النافطیہ اخرہ استیلا
 کرتا ہے کہ ناظر عمارت کا مالک ہو جانا ہو بہت وقت کے صاحب عمارت پر جبر اور زبردستی کر کے اور یہ یعنی زبردستی سے مالک ہونا ناظر کا اس صورت میں ہو کہ زمین ناقص
 ہو جائے عمارت کے کھودنے سے اور اگر ناقص نہ ہو تو قیمت دیکر مالک ہو نہیں صاحب عمارت کی رضا مندی شرط ہے چنانچہ اکثر شریع میں مصرح ہے انما یجوز الجرائع اور
 شیخ الذہبی تو شریع کی روایت پر اعتماد کیا جائے اس واسطے کہ نقل مذہب کے واسطے شریع ہی موضوع اور یہ ضرور ہر برطانت نقول فتاویٰ یعنی گرفتار دیکر
 نقول شریع کے مخالف ہوں قواعد کے لائق نہیں ہم منجملہ فتاویٰ مذکورہ فتاویٰ مؤید زائد ہے جسکی عبارت شارح اسکے بعد ذکر کریگا اور تجنیس اور فانیہ سے
 اچھین منقول ہے کہ متولی عمارت کا زبردستی مالک نہ ہو جائے اگر ان فی المظاہر و فی مختصر و فی فتاویٰ مؤید زائد و من الوقت معزۃ بالافصولین حالت وقت بنی فیہ ساکنہ
 بلا اذن متولیہ ان لا یجوز فیہ رفقہ وان مرفوہ المشیع مالہ فلیتصر لہ ان یخلص والہ من تحت البنائے ثم یاخذہ اور مؤید زائد کے فتاویٰ میں ہے کہ کتاب الوقت سے منسوب
 بعضوں نے کہ ایک مکان پر وقت کی حسین کے لئے ہے کچھ عمارت بنائی بلا اذن متولی وقت کے اگر عمارت کا کھودنا ضرور کرے تو اسکو کھود ڈالے اور اگر مزرع
 کرتا ہو تو بنا دے والا خود مصلح کرے والا ہو اپنے مال کا تو چاہیے کہ یہاں تک تلفا کر کے کہ اسکا مال تحت عمارت سے خلاص ہو پھر اسکو دے ولا یكون بناؤہ
 فانما من صیغۃ الاجارۃ لغيرہ ذلایکہ علی ذلک البنا وحیث لا یک رفقہ اور عمارت اس شخص کی غیر شخص کے اجارہ دینے کی مانع نہ ہوگی اس واسطے کہ اسکا کثرت
 اور قبض نہیں اس عمارت پر اس واسطے کہ وہ اسکو مہترم نہیں کر سکتا ولو اسطیحو ان یجملوا ذلک للوقت ثمن لایجا وزاقل القیمتین مزرعاً حبشیاً فیہ صرح اور اگر
 اس اتفاق کریں کہ اس عمارت کو وقت کے تحت میں کر دیں بعد ازاں اس ثمن کے جو اقل القیمتین سے تجاوز نہ کرے یعنی منہم عمارت کی قیمت اور طیار عمارت کی قیمت
 میں سے جسکی قیمت کمتر ہو اس سے اسکا ثمن زیادہ نہ ہو تو یہ صحیح ہے و لو لم یحق الاجرین فیہ ان مالہ لہ فاضل یفسخ العقد ولیس لامجران یفسخ بنفسہ علیہ الفتویٰ اور اگر
 موجب کو دین لاقین ہو تو قاضی سے ناہش کرے تاکہ قاضی عقد اجارہ کو فسخ کر ڈالے اور بار دینے والے کو جائز نہیں کہ خود اجارہ فسخ کرے اور اسی پر
 فتویٰ ہو ہم یہ اس صورت میں ہو جبکہ ادائے دین کا طریقہ باقی نہ رہے تب قاضی سے فسخ اجارہ کر کے اس چیز کو بچکر دین اور اگر سے وجوز ہمیشہ

البینۃ فی البینۃ بنیۃ المستاجر لانتہای الزیادۃ خلاصۃ اور اگر دونوں گواہ لاویں تو مقبول گواہ مستاجر کے گواہ ہیں بواسطۃ اثبات زیادت کذا فی الخلافۃ
 وغیرہ استاجر لاقتفاریۃ فلیحد ارادۃ ان التحدیر ہوا اور خلاصہ میں ہر کہ گھر اجارہ دیا گا ذری کے واسطے تو اسکو اسمین آہنگری درست ہو اگر گا ذری اور
 آہنگری کا مضر یکساں ہو ورنہ فلیحد ارادۃ ان التحدیر ہوا اور خلاصہ میں ہر کہ گھر اجارہ دیا گا ذری کے واسطے تو اسکو اسمین آہنگری درست ہو اگر گا ذری اور
 نہیں ہو تو اسپر کرایہ دینا لازم ہوگا اور اگر کس کام سے عمارت منہدم ہو جائے تو اسکا تاوان دے اور اس صورت میں کرایہ نہیں ہو اسواسطے
 کہ تاوان اور کرایہ باہم جمع نہیں ہوتے ولہ السکنی بنفسہ واسکان غیرہ باجاریۃ وغیرہ ما کذا فی الخلافۃ بالمتعلیٰ فیہ التقدیر لانیۃ
 غیر مفید اور مستاجر کو جائز ہے کہ رہنا اور غیر کو رکھنا کرایہ لیکر اور بدوین کرایہ کے اور اسبطر جو عمل کہ مختلف اور متفاوت نہیں ہوتا استعمال
 کرنے والے کے اختلاف سے اسمین استعمال کرنے والے کی قید لگانا باطل ہے اسواسطے کہ تقدیر کو مفید نہیں یعنی بسبب عدم تفاوت کے بخلاف
 ما یختلف بہما سببی بخلاف اس عمل کے جو متفاوت ہو جاتا ہو استعمال کرنے والے کے اختلاف سے چنانچہ آگے مذکور ہوگا کہ چنانچہ رکوب اور کپڑا پہننا
 کہ انہیں تفاوت ہوتا ہے باعتبار اختلاف استعمال کے تو تاوان لازم ہوگا در صورت مخالفت شرط کے ولو اگر بالشرع بقدر بالفصل اور مستاجر دوسرے شخص کو
 اجارہ دے اکثر اجرت مقرر کر کے تو یا دتی خیرات کرے م یعنی اگر چار روپیہ کو خود اجارہ لیا اور دوسرے شخص کو پانچ روپیہ پر کرایہ دیا تو ایک روپیہ خیرات کرے
 اپنے مرن میں نہ لاوے لانی مسکنین اذا اجر بالخیلاف الجہاز اصل فیہا شکیا مگر دوسرے میں مستاجر کو زیادہ کرایہ لینا درست ہے جبکہ گھر کو کرایہ دے مخالف
 جنس پر یا گھر میں کچھ درست کر دی ہو م خلاف جنس یہ کہ روپیوں کا کرایہ دیتا ہو اور شرفی یا پیسوں یا اناج کا کرایہ لیتا ہو اور اصلاح اور درستی
 کی صورت یہ کہ مثلاً گھر میں چونہ کاری کرے یا چھت پر پیرے لگا دے حیوی نے کہا جہاز دینا اصلاح میں داخل نہیں ولو اگر جہاز الموجد لا تصح بنفسہ لاجارۃ
 فی الاصح بحسبہ یا الجہاز وہ سببی تصحیخ خلافہ فقہیہ اور اگر مستاجر نے گھر کرایہ دیا خود مالک موجد کو تو اجارہ صحیح نہیں اور اجارہ فسخ ہوگا قول اصح میں چنانچہ جہاز لانی
 میں جہاز سے منقول ہوا اور آگے اسکے مخالف قول کی تصحیح اور دیگر توضیح درہمیں یعنی متفاوتات اجارہ میں عدم فسخ کو شایع و ہیبتہ وغیرہ سے نقل کرے گا
 تو تصحیح اجارۃ ارض للزراعۃ مع بیان ما یرفع فیہا او قال علی ان الزرع فیہا ما اشاء وکیلتا تقع المذازع والافنی فاسدۃ للجماعۃ وتنتقلب صحیحہ
 بنزدہا ووجب المسمی اور صحیح ہے اجارہ زمین کا نہ اذاعت کے واسطے اس بیان کے ساتھ کہ کون چیز اسمین بولی جاوے گی یا مستاجر یون کہے کہ اجارہ دیتا ہوں
 اس شرط پر کہ زمین میں زراعت نہ ہو چنانچہ کہ چارہ بنگا بیان مزرع یا عموم مزرع اسواسطے شرط ہوا تاکہ آئندہ بھگڑا نہ ہو اور اگر بیان مزرع یا عموم
 مزرع نہ ہو تو اجارہ فاسد ہے اور اجارہ فاسدہ پلٹ کر صحیح ہو جائیگا اس کی زراعت کرنے سے اور اجرت سببہ واجب ہوگی م چونکہ مزرع باعتراف نفع اور
 مزرع کے متفاوت ہوتا ہے تو دفع نزاع کے واسطے بیان کرنا ضرور ہوا اور نزاع دفع ہو جاتا ہو مستاجر کو اختیار دینے سے اور در صورت عدم بیان زراعت
 کرنے سے اسواسطے اجارہ صحیح ہو گیا کہ معقود علیہ استعمال سے معلوم ہو گیا اور فساد تھا بسبب نادانستگی مزرع کے تو جبکہ جہالت دفع ہر کی زراعت
 کرنے سے تو گویا جہالت اول ہی سببہ تھی وللمستاجر الشرب والطریق اور زمین کے اجارہ میں پانی لینے کی باری اور راہ مستاجر کے واسطے ثابت
 ہر م اجارہ میں پانی کی باری اور راہ بدون شرط کے بھی داخل ہوا اور زمین کی خرید میں بلا ذکر حقوق وغیرہ داخل نہیں اسواسطے کہ اجارہ ہوتا ہے انتفاع
 کے واسطے اور بدوین دونوں چیز کے زمین سے فائدہ لینا نہیں ہو سکتا اور بیع سے مقصود ملک رقبہ ہر نہ انتفاع میں زمین سے و لہذا شور زمین کی بیع جائز
 ہو اور اسکا اجارہ نہ اذاعت کے واسطے جائز نہیں کذا فی الخطوط اسی و مزرع زمین ریبعا وغیرہ اور مستاجر دواہ زراعت کرے ریبع اور خریف میں
 ہم یہ اس صورت میں ہو جبکہ سال بھر کا اجارہ ہو مگر فی القنیۃ ولو لم یکنہ الزراعۃ لالحال لا اعتبارا بستی او کسی ان اکنۃ الزراعۃ فی مدۃ القنۃ
 جائز ولا لا وتمامہ فی القنیۃ اور اگر مستاجر کوئی الحال زراعت ممکن نہ ہو ستنچنے کی حاجت سے یا نہر کے صاف کرے یا نہر سے تو اگر نہ اذاعت ممکن ہو

خدا جادہ کی مدت میں تہ اجارہ جائز ہو اور اگر اس قدر مدت میں ممکن نہ ہو تو جادہ جائز نہیں ہو اور پورا اسکا بیان فقہ میں ہے اگر باوہی مستغفر لہ ہو
غیر و امکان الزرع یعنی لایکچھ الا جادہ لکن لوحده وسلم انقلب است جائزہ زمین اجارہ دی یک مستاجر کو اور حالانکہ وہ زمین غیر شجر کی زمین
سے مشغول ہو تو اگر زراعت ازاد حق ہو یعنی مزایع بصری اجارہ یا عاریت کے ذراعت کی ہو تو جادہ جائز نہیں لیکن اگر کھیت کاٹنے اور زمین
مستاجر کو تسلیم کرے تو جادہ بد لک جائز ہو جائیگا مالم یستحضر الزرع فقہ زید و یومر بالمحصا و التسلیم یعنی برائزیرہ ذراعت والی زمین کا اجارہ جب اگر
نہیں جیتا کھیت نہ کئے تو اب جائز ہوگا اور کھیت کاٹنے اور تسلیم کا امر ہوگا اسی کا فتویٰ ہے کہ انانی البرائزیرہ الا ان یوجرہا بمضائقہ اسے
المستقبل فقہ زید مطلقا مگر جبکہ زراعت والی زمین کو زمان مستقبل کی طرف منسوب کر کے اجارہ دے تو مطلقا جادہ جائز ہے خواہ زراعت واجبی ہو یا غیر
واجبی بشرطیکہ زمین زراعت سے خالی ہو جائے مدت مستقبلہ مذکورہ تک کنانی الطحاوسی وان کان الزرع بغیر حق صحت لا مکان التسلیم
ظنی قلہ اور کمال افتاد می قاری المداہ اور اگر زراعت غیر واجبی ہو یعنی بطور عصب کے ہو تو زراعت والی زمین کا اجارہ صحیح ہے بسبب ممکن ہونے
تسلیم کی زبردستی کھیت اٹھا کر خواہ زراعت پختہ ہو یا خام کنانی فتاویٰ قاری المداہ ذلی الوہبانیۃ تصح اجارۃ الارض المشغولۃ یعنی دیومر بالفرض
وایتبار المدة من حین تسلیمہا اور وہبانیہ میں ہے کہ دار مشغولہ یعنی جس گھر میں موجد وغیرہ کا اسباب ہو تو اسکا اجارہ جائز ہے یعنی اور موجد کو حکم ہوگا اسکے
خالی کر دینے کا اور ابتداء سے مدت اجارہ اس کی تسلیم کے وقت سے ہوگی ذلی الاشباہ استاجر مشغولا دار فاصح فی الفایض فقط یہی فی المتفرقات اور اشتداد
چین ہو کہ بھری اور خالی جیکر اجارہ لیا تو فقط خالی چیز میں اجارہ صحیح ہوگا اور اسکا ذکر باب المتفرقات میں آگے آوے گا و تصح اجارۃ ارض للبناء
والفرض و مسائل المتفرقات الطبعی آخر درخت و مقبلا و مراحتی تلزم الاجرة بالتسلیم امکن زید عمام لا یجوز و صحیح ہے اجارہ زمین کا مکان بنانے اور
درخت لگانے کے واسطے اور باقی فوائد کے واسطے چنانچہ پختہ اینٹ اور مٹی کے برتن وغیرہ کے پکانے کے واسطے اور جانوروں کے رہنے کے واسطے
نصف روزادرات کے وقت تو تسلیم سے اجرت لازم ہوگی خواہ اس زمین کی زراعت ممکن ہو یا نہ ہو کنانی البحر ص یہ اجارہ زراعت کے واسطے
نہیں ہوتا عمام مکان زراعت سے اجارہ فسخ ہو کنانی البحر فان منعت المدة فطعمہا و سلمہا فارفعہ لیدم نہایت اسو اگر اجارہ کی مدت
گزر جائے تو مستاجر مکان اور درخت کو کھودے اور زمین خالی موجد کو تسلیم کرے بسبب ہونے دونوں کی نہایت کے ہم عمومی رائے کا
اور لید کھودنے کے زمین کا برابر کر دینا مستاجر کے ذمہ ہے ہوا اس واسطے کہ اسی رائے زمین کو خراب کر ڈالا الا ان یفرم لہ الموجد قیمۃ امی البناء و الفرض
مقلوباً بان یقوم الارض بہا و بدوہا فیضمن البینا اختیار مستاجر کو زمین خالی کر دینا لازم ہو مگر جب کہ موجد مستاجر کو کھودے مکان یا درخت کی
قیمت کا تاوان دے اس طرح کہ زمین کی قیمت مکان اور درخت کے ساتھ اور بدوہا مکان اور درخت فقط خالی زمین کی قیمت ٹھہرائی جائے تو موجد
تاوان دے مابین قیمتین کا کنانی الاختیار و تیکامہ بالتصحب عطف علی یفرم لان فی نظر الہما اور قیمت دیکر موجد مکان و درخت کا مالک ہو اس واسطے کہ
اسمیں مستاجر و موجد دونوں کے واسطے رعایت منظور ہو شارح نے کہا تیکامہ کا لفظ منصوب یفرم پر عطف ہے و قال فی البحر و ذال استثنای من لزوم
الظلم علی المستاجر فاذا نہ لایدرہ الظلم و لایدرہ الجور بدفع التیمۃ لکن الحکانت تنقص تیکامہ اجارۃ علی المستاجر و الابن و جبر الرائق میں کہا اور یہ
استثنای یعنی الا ان یفرم کا استثنای دوم قریب ہے المستاجر سے ہے تو مصنف نے فائدہ بتایا استثنای سے کہ مکان کا کھودنا مستاجر پر لازم نہیں اگر
موجد قیمت مکان کی دے لیکن اگر زمین ناقص ہو جائی ہو کھودنے سے تو مستاجر پر جبر کے زمین کا مالک ہو اور اگر ناقص نہ ہوتی ہو تو اسکی ضمانت
سے مالک ہو یعنی بوجہ قیمت اویرضی الموجد عطف علی یفرم تیکامہ امی البناء و الفرض فی ثلث البنا و الفرض لیدرہ الارض لیدرہ
یا کہ موجد مکان یا درخت کے باقی رکھنے پر راضی ہو تو مکان اور درخت اسکا ہو گا یعنی مستاجر کا اور زمین اس کی لینے

تو جس کی شراعت نے کہا پر مٹی علف ہو تو یہ زمین اگر ان یا جبراً اجارہ و الا انما عارۃ فلما ان بنوا جرد و ہا لثالث و یقتسموا الاجر علی قیمت الارض بنا و بنا و علی قیمتہ البناء و بنا و الارض فیما خذ کل حصۃ مجتبیٰ اور یہ ترک قطع یعنی مکان اور درخت کا نہ کو دینے دینا موجب کا اگر بعض اجرت کے ہو تو یہ اجارہ ہی والا اگر بلا اجرت ہو تو عاریت ہو تو مستاجر اور موجود و لون کا اجارہ دینا تیسرے شخص کو جائز ہے اور دونوں شخص اجرت کو زمین کی قیمت پر بدون مکان کے اور مکان کی قیمت پر بدون زمین کی قسمت کریں پھر ہر شخص اپنا حصہ لے گا انے المجتبیٰ ہم مثلاً اگر زمین کی قیمت دوسو ہو اور مکان کی قیمت ایک سو اور اجرت تین درم ہو تو دوسو درم ہو جائے اور ایک درم مستاجر و فی وقت القنیتہ بنی فی الدار المستحبۃ بالما اذن القیم و نزع البناء یفسد بالوقت سبب القیم علی رفع قیمتہ للبناء الخ اور قنیتہ کی کتاب الوقف میں ہے کہ فی سبیل اللہ گھر میں کسی شخص نے کچھ مکان بنایا بدون اجازت متولی کے اور حالانکہ اس مکان کا کھو و نا وقت کو ضرر نہ تھا تو متولی پر اسکی قیمت دلائے پر مکان بنانے والے کے واسطے زبردستی کی جائے الی آخر العبایۃ یعنی حاکم زبردستی قیمت دلاوے بنو اصلح وقت ولو استاجر ارض وقت وغیرہ دینی ختم بھنت مدۃ الاجارۃ فلمستاجر استبقھا کو یا جبراً المشتل اذ لم یکن فی ذلک ضرر بالوقت ولو الی الموقوف علیہم اذ لم یقلع لیس اہم ذلک کذا فی القنیتہ اور اگر وقف کی زمین اجارہ لی اور زمین درخت لگائے اور مکان بنایا پھر اجارہ کی مدت گزر گئی تو مستاجر کو درختوں کا باقی رکھنا بدوئل اجرت مثل کے جائز ہے جبکہ اس باقی رکھنے میں وقف کو ضرر نہ ہو اور زمین میں وقف ہو وہ زمینیں سولے کو دینے کے تو انکو اسکا اختیار زمین کذا فی القنیتہ ہم فہر بیان مصنف اس پر دلالت کرتا کہ وہ جو سابق ذکر ہو چکا کہ مستاجر بعد انقصائے مدت درخت اور مکان کو ذکر خلی زمین تسلیم کرے وہ زمین ملک کا مسئلہ تھا اور یہ حکم وقف ہے اور اس عارف اور عادیہ بین قنیتہ کے مخالف منصوص ہے کہ عمارت جب وقف کو ضرر نہ کرے تو اسے کو دینے پر بنانے والے پر زبردستی کی جائے اتنی اور حکمانے ذکر کیا ہے کہ قنیتہ کا قول لا ینقزل علی عمل نہیں تو کیونکہ اس پر عمل ہو گا جو مشہور کتابوں کے مخالف ہو یا اسکو اختلاف مشایخ پر محمول سمجھئے گا انے الخطاوی مختلفہ قال فی البحر و بہذا تعلم مسئلۃ الارض المحتکرہ وہی منقولۃ ایضاً فی وقایف النضا و برالرائق میں کہا او قنیتہ کے اس قول سے ارض محتکرہ کی صورت کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور وہ تو اوقات خصان میں بھی منقول ہویم یعنی اگر مستاجر مکان بناوے بشرط استبقا عمارت تو بعد مدت اجارہ اجرت مثل دیک جائز ہے اور اسکو حق قرار نہایت ہو گا بشرطیکہ وقف کو ضرر نہ ہو اب متولی اسکا مالک نہ ہو گا وقف کے واسطے مگر اسکی رضا مندی سے اور یہ مسئلہ ہو ملک و جواد کتاب البیع میں مذکور ہو چکا کذا فی الخطاوی و الرطبہ درم نہایت کا الشجر قطع بہ مضی المدۃ و الرطبہ درخت کے مانند ہو سبب بنوئے اسکی نہایت کے تو کھو دا چا سے مدت گزرنے کے بعد ہم بطبع ما بین شجر اور گیہ کے ہر فارسی میں اسکو پست کتے ہیں نیل کے مانند ایک بار برس سے سا لہا سال رہتا ہے وہ زیادہ در حکم شجر ہی در حکم زراعت ثم انظر اذ بالرطبہ یا سقی اصلہ فی الارض بیا و نا یقطع و رقمہ ہر و بیاع پھر دریافت کرنا چاہیے کہ رطبہ سے مراد وہ چیز ہے جسکی چڑھ میں ہمیشہ باقی رہے اور اسکے تپے یا پھولی توڑے جاویں اور بیج ہوں و اما اذا کان نہایت معلومہ کما فی الفجل و الجرد و البان و الخ فیہی ان کیون کا لزج ترک اجازۃ الی نہایت کذا حررہ المصنف فی حواشی اللک و قواہ کافی معاملۃ الخانیۃ فی حفظ اور جبکہ اسکی نہایت معلوم ہو جیسے کہ مولیٰ اور گاجر و پینگن تو لا ینقزل یہ ہے کہ اسکا حکم زراعت کے مانند ہو کہ اجرت مثل دیکر اسکی نہایت تک جوڑی جائے اسی طرح کی تحریر کی ہے مصنف نے حواشی کنز میں اور اسکو تقویت دی ہے خانیہ کے قول سے جو کتاب المساقات میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم مولیٰ اور گاجر کی مثال درست نہیں بلکہ اسے کہ ایک بار اٹھا لے سے پھر باقی نہیں رہتی قلت بقی لو نہایت معلومہ لکننا بعد مدۃ طویلۃ کا نقصان کیونکہ الشجر کافی فتاویٰ ابن الجلی فیلیفہ فقیرہ میں کہتا ہوں یہ احتمال باقی رہا کہ اگر ایک چیز کی نہایت معلوم ہو لیکن بعد از طویل ہو چنانکہ ملک اور نہ تو وہ چیز درخت کے مانند ہو کہ اسنے خداد سے ابن الجلی تو یہ یاد رکھنی چاہیے و الزرع تیر کہ با جبراً المشتل ہے اور اگر رعایہ الی نہیں لان نہایت کہ امر اور کھیت سے تعرض نکلیا جائے اجرت مثل دیکر اس کے

برابر یا اس سے کمتر کو حاصل کرے تو جائز ہو اور اگر زیادہ تر کم حاصل کرے تو جائز نہیں ورنہ بالقرطی لا یشترک فی الاصحاح اور بخیرہ غیر جائز کے ہے جو لا یشترک
بہدلی کا جو برابر ہو گیہون کے وزن کے برابر نا جو کا قریل اصح میں جم یعنی اگر من بھر گیہون لا دے پھر ایک ٹھرا سو مستاجر لے من بھر دینی جائز پر لاوی تو
جائز نہیں اس واسطے کہ روئی پیچہ پر گیہون سے زیادہ پھیلتی ہو اور اس میں اگر بھی زیادہ ہو تو اس کا ضرر زیادہ ٹھرا گیہون سے اور گیہون کی ضرر من
اگر جو اس قدر لا دے اور جائز مرگیا تو تادان نہیں بقول اصح اس واسطے کہ جب جہاں گیہون وزن میں برابر ہوں تو جو کا ضرر جائز کی پیچہ پر
کے ہوتا ہے بسبب پھیلا جانے کے یہی فتویٰ ہے صدر شہید کا الحاصل اگر مجھے محمول ہو چکا ہے اور چیز لاوی اور وزن دو وزن کا برابر ہو کر
محمول کتر پھیلتا ہو جائز کی پیچہ پر منہمی سے تو در صورت ہلاکی تاوان لازم ہوگا بسبب مضرت کے چنانچہ گیہون کے وزن کے برابر پیچہ یا لوہا لا دانا
اگر محمول انڈک زیادہ پھیلتا ہو لا دے کے مقام پر منی سے تاوان نہیں چنانچہ گیہون کے عوض جو لا دانا اس واسطے کہ یہ آسان تر ہو تو خلاف کرنے سے
تاوان لازم نہ آوے گا مگر جبکہ موضع محل سے زیادہ تر متجاوز ہو چنانچہ روئی عوض گیہون کے کذا فی الطحاوی و علو وزن من یستمسک بنفسہ عن عیبت الدائم
فیض من الخسوف و لا مستاجر لے جانور پر اپنے پیچھے اس شخص کو سوار کر لیا جو بذات خود بلا اعانت جائز پر پیچھا رہے اور مستاجر نصف قیمت کا تاوان
دے مگر اگر مستاجر پیچھا ہو تو تمام قیمت کا تاوان مستاجر لازم ہوگا کذا فی الغایۃ و لا اعتبار بالنقل لان الاکرم غیر موزون اور اعتبار نہیں کرانی وزن کا اس واسطے
کہ آدمی غیر موزون ہو یعنی آدمی کے تولنے کی عادت نہیں تو عدد راکب کا اعتبار ہوگا کذا فی کا امد و سری وجہ یہ ہے کہ تفیل سوار کی کے واقفکار سے جائز کہ
شر نہیں ہوتا اور خفیف نا واقف سے ضرر ہوتا ہو و ہذا اذا کانت الراجح تطیق حمل الاشئین والا فالاکل کل حال در یعنی نصف نمان وقت
ہو جبکہ جانور و شخص کا بوجھ اٹھا سکتا ہو اور اگر اٹھا نہ سکتا ہو تو تمام قیمت کا تاوان ہے مستاجر پر یہ حال میں یعنی خواہ بذات خود مستمسک ہو یا نہ ہو مگر
حکم الراکب علی عاتقہ فانہ یمنی بالکل وان کانت تطیق حملہا لکن ذی مکان واحد چنانچہ اگر دوسرے شخص کو مستاجر راکب لے اپنے کند سے پرٹھایا تو
مستاجر پر تمام قیمت کا تاوان لازم ہوگا اگر چہ جانور و وزن کے بوجھ اٹھانی کی طاقت رکھتا ہو بسبب ہونے بوجھ کے ایک مقام پر یعنی جب وزن کا بوجھ پیچہ پر
ایک جگہ ٹوٹا تو جانور پر شاق ہو کر ہلاکی کا موجب ہوا وان کان الرذیف صغیر الاستمسک فیض من یقدر ثقلاً و لا یقدر سواداً ایسا غفلت سے ہو کر برائت
جانور پر نہ پیچھا سکتا ہو تو مستاجر تاوان دے بقدر اس کی گرانباری کے یعنی بقدر بوجھ بھاری ہو گیا منیر کے سوار کرنے سے آفتا تاوان لازم ہوگا کما شہد
آخر و من ملک صاحباً کو لا لائقہ لعدم الاذن چنانچہ دوسری چیز کے اٹھا لینے سے بقدر اس کے نقل کے تاوان لازم ہوتا ہے اگر چہ وہ چیز محمول جانور
کے مالک کی ملک ہو چنانچہ اونٹنی کی سوارشی پر رادش کی بچہ کو اٹھانا تاوان لازم ہوگا بواسطہ عدم اجازت مالک کے و لیس المراد ان الرحیل
یوزن بل ان یسأل ہا لہ نجۃ کم زید اور تاوان بقدر زیادت نقل سے یہ مراد نہیں کہ مرد قولاً جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل دانش سے پوچھا جائے کہ کتنی
بوجھ زیادہ ہو گیا حمل صغیر یا حمل شے آخر سے دلو ر کب علی موضع الحمل ضمن الکل لما مر اور اگر بوجھ کی جگہ پر سوار ہو گیا تو ہلاک کی صورت میں کل کا تاوان
دیگا بوجھ س بیان کے کہ اوپر گزرا یعنی سوار کی اور بوجھ کا نقل ایک ہی جگہ ہو گیا مگر لا لیس ثیاباً بالکثیرۃ اور یہی حکم ہے اگر مستاجر بہت سے کڑے پر سوار ہو
یعنی بہت ہلاک تاوان کل کا دیگا کہ ایک ہی جگہ بہت بوجھ کر دیا و لا یلبسہ الناس ضمن بقدر تاوان جتنی اور اگر اس قدر ہوں جتنے لوگ پہنتے ہوں تو بقدر
زیادتی کے نمان دیگا کذا فی الجنبی و اذا ملک بوجھ بطیخ المقصود وجب جمیع الامر کہو بنفسہ مع الشفیعین ہی انفس التقریرہ کہو بنفسہ و اگر پیچھے سوار
کر لینے کی صورت میں اگر جانور بد منترال مقصود پر پوچھنے کے ہلاک ہو دے تو ساری اجرت واجب ہو سو جہ سے کہ مستاجر خود سوار ہوا اور جانور کی
نصف قیمت جانور کا دیوے اسلئے کہ دوسرے کو سوار کیا مگر ان ضمن الراکب لیرجع وان منن الرذیف یرجع ایضا جہاں مستاجر لا لا چر اگر سوار یعنی
مستاجر اکٹھے تاوان یا تو رذیف سے زچہ لے اور اگر رذیف لے تاوان دیا تو مستاجر سے بھر لے اگر آئے مستاجر کو کر اور نہ لے گا ہوا اگر رذیف نہ لے گا

سوار اور ہوا جو ایک بلبل لڑتی عاریت سوار ہوا جو توجہ جائز نہیں کہ ان فی الخطاوی قید کو نہ عطلت لانا اور نہ تسلیم لازم المسمی قطعاً مصنف نے مسئلہ ردیف
 میں جانور کے ہلاک ہونے کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر جانور باوجود اداۃ سلامت رہا تو فقط مقررہ کر یہ لازم آویگا نہ تاوان یعنی جمیع صورتوں میں مذکور ہ
 میں گذر اس نے الخطاوی و مذکورہ اردو لفظ لائقہ فی السراج صافاً صافاً اداویہ جو عن الغایۃ اور مصنف نے مسئلہ مذکورہ میں اداۃ ردیف
 کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر مستاجر اسکو زمین پر بٹھائیگا اور آپ پیچھے پیچھے گا تو غاصب ٹھہرے گا تو اس پر اجرت لازم ہوگی یعنی فقط تاوان اس پر لازم ہوگا نہ
 اگر یہ کہ ان فی البحر عن الغایۃ لکن فی السراج الوباح عن المشکل لا یخلو لفظ فلیتأمل عند الفتویٰ کیفیت و فی الاشباہ و غیرہ ان الاجر والضممان لا یجتمعان لیکن سراج
 و اباح میں مشکل سے وہ قول مذکور ہے جو قول مصنف وجوب اجر مع التعین کے مخالف ہے تو مفتی کو تاویل کرنا چاہیے فتویٰ دینے کی وقت کیونکر نہ ہوا اور
 حالانکہ اشباہ و غیرہ میں یہ مذکور ہے کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے ہم سراج میں مشکل سے یوں مذکور ہے کہ اداۃ کی قید اتفاقی ہے تو خواہ مستاجر کو گے
 سوار ہو یا پیچھے دونوں صورت میں حکم یکساں ہے سراج نے امر بالتأمل سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں خطاوی نے کہا اشباہ کی عبارت کا
 ذکر بلا وجہ ہوا اس واسطے کہ اجرت بمقابلہ رکوب مستاجر ہو اور تاوان بمقابلہ رکوب ردیف ہے تو ایک راہ سے اجتماع اجرت اور تاوان کا نفاذ و اجتماع
 تاوان کا اجرت کے ساتھ وہاں ممکن ہے جو جان تاوان سے اجارہ کی چیز کا مستاجر مالک ہو جائے اور یہاں ایسا نہیں و اذا استاجر بالاجل علیہا مقدار
 فحل علیہا اکثر من قسط طبیعت محتمل ما زاد الثقل و جبکہ جانور کر یہ لیا تاکہ اس پر مقدار معین لادے اور اس پر اس سے زیادہ تولد اور وہ ہلاک ہو گیا
 تو تاوان سے بقدر زیادہ ہو جائے بوجہ کہ ہم مثلاً تین من لادنا مقرر ہوا سو اسنے چار من لادنا جانور کی جو محتالی قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہوگا
 اس واسطے کہ ہلاکی ہوئی تمام بوجہ سے گرتین من کا لادنا ماذون تھا سو اسکا حصہ بنا قطع ہو گیا اور ایک من غیر ماذون تھا اور وہ چار من ہو لہذا چار من
 قیمت کا تاوان لازم ہوا و ہذا اذا علمنا المستاجر فان حملها صاحبہا بیدہ و صدہ فلا ضمان علی المستاجر لانہ ہولبنا شرعاً دیتہ اور یہ حکم اقصوت ہے جبکہ
 مستاجر اس پر بوجہ لادے سوا کہ جانور کا مالک اپنے ہاتھ سے تنہا اس پر لادے تو مستاجر پر تاوان نہیں اس واسطے کہ مالک ہی تو مباشر ہو گا ان فی العادیہ میں خواہ مالک
 زیادتی کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو مستاجر پر تاوان لازم نہ ہوگا اور اگر مالک کہے کہ بوجہ زیادہ تھا تو اسکو جواب دیا جائے کہ تو نے کیون نہ قول لیا تھا علامہ فقہری
 نے کہا اس میں تامل ہے اس میں اشارہ ہے تاوان مستاجر کا بسبب نہ معلوم ہونے مالک کے اور یہ بحث ہے و مفقود کی مذکوریت اور دعا دیر کے مانند
 حتمہ الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے کہ ان فی الخطاوی وان حمل الحمل معاً و صدہا علیہا وجب نصف علی المستاجر لولہ بدہر فیل ربہا مقبلی و اگر مستاجر
 مالک جانور نے بوجہ ساتھ اٹھایا اور جانور پر دونوں نے رکھا تو نصف قیمت کا تاوان مستاجر پر واجب ہوگا اس کے نفل کے سبب سے اور اس کے مالک کا
 نفل باطل بلا عین ہوگا کہ ان فی الجنبی و لو کان البشائی جلقین فحل کل واحد منہما جلقاً لے دعا و کذل مثلاً و صدہ علیہا معاً او متعاقباً
 الا ان فی المستاجر و حمل حمل المستاجر کان مستحقاً بالنقد غایۃ اور اگر مثلاً گھوڑوں ہو دو گھوڑوں اور مستاجر اور مالک ہر واحد نے ایک ایک گھوڑا
 تنہا اٹھائی اور دونوں نے جانور پر ساتھی یا آگے پیچھے رکھی تو مستاجر پر تاوان نہیں یعنی در صورت ہلاکت اور مستاجر کا اٹھانا اور لادنا مستحق بقدر
 اجارہ ٹھہرا یا جاریگا کہ ان فی الغایۃ شارح نے کہا جو لقی یعنی ایک طرف ہو گئے کے مانند مثلاً و مفادہ اند لا ضمان علی المستاجر لولہ بدہر و اذنا و ہوا و ہوا
 تم و لنا علیہ علی خلاف مافی الخلاف کہ ان فی شرح المصنف اور غایۃ التحقیق کی تعلیل سے مستفاد ہوا کہ مستاجر پر تاوان نہیں خواہ وہ گھوڑوں کو پہلے رکھے یا
 پیچھے اور یہی وجہ توفی ہر اسی سبب سے ہوتے اس پر اعتماد کیا فلا صدمہ کے بظان ایسا مذکور ہے مصنف کی شرح میں قلت وافی الخلاف مقرر ہوا یا وجہ دینی
 بعض نسخ المتن من قولہ لکن لا ضمان لوجہ حمل المستاجر و لا ثم رب الذابہ وان حملہا ربہا اولاً ثم المستاجر من نصف القیۃ انتہی
 فقہیہ کہتا ہوں اور جو فلا صدمہ میں ہے وہ اس متن کے بعض نسخوں میں موجود ہے مصنف کا یہ قول دراصل مستخرج تاوان نہیں اگر مستاجر نے پہلے گھوڑوں لادی

پھر جانور کے مالک نے اور اگر اسکے مالک نے اول لادی پھر چھتا جرنے تو مستاجر نصف قیمت کا تاوان دے انتہی مافی الخصاصہ تو خبردار ہو اس قبل
 غیر متعمد سے و نہ ای مامن الحکم و اکانت الی الیہ المستاجرۃ تطبیق مثلمہ وری یعنی مسئلہ اول میں جو حکم گذر گیا تاوان بقدر زیادت ثقل کھڑکے استوت
 ہو جسکے کرایہ کا جانور ایسے بوجھ کی طاقت رکھتا ہوا اذ اکانت لا تطبیق فمجبوع القیمۃ لازم علی المستاجر زیلی و یوجب علیہ کل الاجر لکل الضمان
 للزیادۃ غایۃ اور جبکہ جانور اتنے بوجھ اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو جانور کی پوری قیمت لازم ہوگی مستاجر پر کذا فی الزیلی اور مستاجر پر تمام اجرت واجب
 ہوگی اجرت واجب ہوئی لادنی کے سبب سے اور تاوان لازم ہوا زیادہ لادنی کی جہت سے کذا فی غایۃ تحقیق ہم شایع نے یہ جواب و اسوال
 مستدرک اسوال یہ ہے کہ یہاں اجرت اور ضمان کا کیونکر اختلاف ہوا حالانکہ اشباہ سے مذکور ہو چکا کہ دونوں مجتمع نہیں ہوتے خلاصہ جواب یہ ہے کہ
 لزوم تاوان کی وجہ اور ہر اور وجوب اجرت کی اور ہر اور منع وہ اجتماع ہر جو ایک ہی وجہ سے ہو اذ انما بالزیادۃ انما من جنس المسعی فلو من غیرہ
 ضمن الكل كما لو حمل المسعی وحده ثم حمل علیہ بالزیادۃ و صد ہا بجر اور مصنف نے لفظ زیادت سے فائدہ ظاہر کر دیا کہ زیادت حمل معین کی جنس سے ہے
 تو اگر زیادت اس کے مناسبت ہو تو کل قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہوگا چنانچہ اس صورت میں تمام تاوان لازم ہوگا اگر فقط حمل معین بلا غلط زیادت
 لاد پھر جانور پر فقط زیادت لاد سے کذا فی البحر قال ولم یعرضوا لاجرہ اذ اسلمت لہم و وجوب المسعی فقط وان حملہا المستاجر لان منافع الغصب فی جنس
 صاحب حرکت کے کما اور مصنفین نے تعرض نہ کیا اجرت کے بیان کا جبکہ جانور سلامت رہا بسبب ظاہر ہونے اجرت معینہ کے وجوب کے اگرچہ زیادت کو فقط
 مستاجر نے لاد ہوا سو اسطے کہ زیادہ لادنا غصب ہے اور غصب کے منافع کا ہمارے نزدیک تاوان نہیں ومنہ علم حکم المکادی فی طریق مکہ اور طور وجوب مسعی
 سے معلوم ہو گیا کہ غصب کی راہ میں کر لے دار کا حکم یعنی جبکہ حمل معین پر کچھ بوجھ زیادہ لاد اور جانور سلامت ہو چکا تو زیادہ لادنے سے کسی چیز کا اختلاف
 ثابت نہ ہوگا فقط اجرت مقررہ لازم ہوگی لیکن زیادہ لادنا حلال نہیں کذا فی الطحاوی ومن بضر بہا و کجا بلحاذا التقیید للاذن بالسلامۃ اور مستاجر
 تاوان سے در صورت ہلاکت جانور کے اریسے اور اسکی گام کھینچنے سے بسبب مقید ہونے اذن کے سلامتی کے ساتھ معنی ہر چند تاوان اور گام کھینچا کھر کر نیکیہ اسطے
 مالک کے اذن سے ثابت ہے لیکن یہ اذن وہاں تک ہے جب تک کہ جانور تلف نہ ہو جائے حتی لو ہلک البصیر بضرک لابل والوصی للنادیب ضمن لوقوعہ بضر و
 ترک نہ ہو اگر بصیر یا بادی و صی کے ادب دینے کی نافر سے مر جاے تو تاوان یعنی دیت لازم ہوگی بسبب واقع ہونے نادیب کے جھڑکنے اور کان ٹڑکنے سے
 وقالا لا یضمنان بالتعارف اور صاحبین نے کہا کہ باپ اور دمی پر تاوان نہیں ضرب متعارف اور مریج سے اور اسی طرح مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے
 مارنے اور گام کھینچنے سے بشرط ضرب متعارف کذا فی الطحاوی وفي الغایۃ عن التتمۃ الاصح رجوع الی الام قیوما اور غایۃ تحقیق میں تہہ سے ذکر ہے کہ گام کا رجوع کرنا جانور
 کے قول کی طرف رجوع کرنا ہے لایضمن بسبب قیوم اتفاقا مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے مارنے سے بالکف سے باتفاق امام و صاحبین و ظاہر ہدایۃ ان المستاجر لایضمن
 للاذن العرفی اور ہدایۃ کا ظاہر قول سپر دالت کرتا ہے کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہے اذن عرفی کے سبب سے ہم شایع نے ہدایۃ کا قول اسوا سے ذکر کیا کہ
 اباحت ضرب معتاد معلوم ہو بشرط سلامت و اما بضر بہا و لایضمن لنفسہ فقال فی القتیۃ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لایضربہا اصلا و یضام فیما زاد علیہا لایضرب
 اور مالک کا مارنا اپنے جانور کو پس قنیہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے کہ اسکو اصلا نہ مارے اور اس سے مواخذہ ہوگا اس ضرب میں جہاں دیت زیادہ ہے
 ہم یعنی ہر شخص کو منع کرنا جائز ہے علی الخصوص جبکہ مالک جانور کے منہ پر مارے ومنہ نزع السرح و دفع الایکاف سوا یرکف بقتلہ ام لا اور تاوان میں
 زین کے اسرار لینے اور پالان کے باندھنے سے خواہ ویسا پالان آہر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو ہم ظحاوی نے کہا شاید کہ شایع پر ایک انشتہ ہوا
 اکاف کے ساتھ اسوا سے کہ ایکاف مصدر ہے یعنی پالان نہادن اور اکاف یکسر اول یعنی پالان ہے و لہذا لفظ وضع کو شایع نے زیادہ کیا حالانکہ اسکی جہا
 نہ تھی اسوا سے کہ ایکاف خود یعنی وضع ایکاف ہے وبالاسراج کمالا یسرج ہذا الحمار مثلمہ جمیع قیمتہ اور اس طرح کے زین باندھنے سے کہ ویسا زین اس

سرخ رنگنے کو کہا تھا اور اگر مالک چاہے تو زرد رنگین کرے اور بزرگیز کو آٹا دے جتنی قیمت سفید کپڑے کی زردی سے زیادہ ہو گئی اور بزرگیز کے واسطے
اجرت نہیں یعنی سرخی کی دلو صیغہ ردیا ان لم یکن الصیغہ فاحتسب لایضمن الصیغہ وان کان فاحتسب عند اہل فنہ منہن قیمتہ قوب ابیض خلاصہ اور
اگر رنگینہ ناقص رنگ تو اگر رنگ نہایت ناقص نہ تو رنگین نہ پرتا وان نہیں اور اگر نہایت ناقص ہو رنگینہ کے پیشے والوں کے نزدیک
سفید کپڑے کی قیمت کا تاوان دے کہ ان فی الخداۃ فروع مسائل لم یحقہ مشاج کے قال الخیاط قطع طولہ و عرضہ و کہ ان فی الخداۃ ان قدر لم یصنع و نحوہ فخر و ان
اگر خضہ دزدی سے کہا کہ قبا یا قمیص قطع کر جب کا طول و عرض اور استین اس قدر ہو سو وہ کم ہو مقدار و عین سے سو اگر بقدر انگلی یا اس کے نام نہ ہو تو
سداق ہر اور اگر زیادہ ہو تو اس کا تاوان دے قال ان کفانی قمیصا فاقطعہ بدرہم و خطہ فقط ثم قال لایکفیہ لایضمن مالک دزدی سے کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے
قمیص کے واسطے کنایت کرتا ہو تو اس کو قطع کر ایک درم کی مزدوری پر اور اس کو سی درزی نے قطع کیا پھر بولو کہ یہ کپڑا میرے قمیص کے واسطے کافی نہیں تو اس پر
تاوان لازم ہو گا یعنی سو اسطے کہ اُس نے دھوکا دیا و لو قال لیکنی قمیصا فقال لایضمنہ ثم قال لایکفیہ لایضمن اور اگر مالک نے کہا دزدی سے کہ یہ کپڑا
کیا میرے قمیص کو کافی ہو اور دزدی نے کہا کہ ہاں پھر مالک نے کہا اس کو قطع کر اور اسے قطع کیا پھر دزدی بولے کہ تجھ کو کنایت نہیں کرتا تو اس پر تاوان لازم
نہیں سو اسطے کہ مالک کے حکم سے قطع کیا اور کلام سابق اخبار جو نہ مکمل کذا فی الخطاوی نزول الجہان فی سفارۃ ولم یصل حتی فسد المال سرقہ اور اگر
السرقة و المظاہر غایما خلاصہ ساربان اتر امیدان میں اور وہاں سے کہیں نہ کیا ایمان تک کہ مال فاسد ہو گیا چوری یا بارش سے تو اگر چوری اور بارش
وہاں اکثر ہو کرتی ہو تو تاوان اس پر لازم ہو گا یعنی سو اسطے کہ غالب توقع بنزلہ متحقق الوقع کے ہو تو وہ متعدی ٹھہرا وہاں کے چھوڑنے سے اور اگر
طالب الوقع نہ ہو تو تاوان نہیں کذا فی الخطاوی و فی لاشیاء استعان برجل فی السوق لیبیع متاعہ فطلب منہ اجرا فالعبرة بما دہم و راشیاء میں ہر
مدد گاری چاہی ایک مرد سے بانا زمین تاکہ اس کا مال بچدے سو اسے مزدوری مانگی تو انکی عادت کا اعتبار ہو یعنی بلا فقر اجرت اسے مال ہی یا چھ مزدوری
مانگی تو اہل بازار کی عادت کا اعتبار ہو کہ اگر اجرت لیکن بچ دیتے ہوں تو اجرت مثل واجب ہوگی اور اگر بلا اجرت کام کر دیتے ہوں تو اجرت لازم نہیں کذا فی
ادخل رجلا فی خانقۃ لیسئل لہ اور اسید طرح کا حکم ہو اگر اپنی دکان میں کس مرد کو داخل کیا اپنے کام کرانے کے واسطے یعنی عادت کا اعتبار ہو گا جو بولے رعہم و ہر
اجرت میں و فی الدرر دفع خلاصہ او ابنتہ لما تک مدۃ کذا یصلہ النسیج و شرط علیہ کل شہر کذا جائز و لو لم یشرط قیودہ التعلیم طلب کل من المعلوم الموالی جہاں الاخر
عرف البطلۃ فی ذلک الحال و در میں ہو کہ مولی نے اپنا غلام یا بیٹا جو اپنے کو سپرد کیا مدت معینہ تک تاکہ وہ اس کو کپڑا بننا سکھا دے اور مولی نے استاد پر
ہر مہینہ میں کچھ اجرت شرط کی تو یہ جائز ہے اور اگر اجرت شرط نہ کی اور تعلیم کے بعد ہر واحد مسلم اور مولی سے اجرت طلب کرے دو مہینے سے تو راجح ہے کہ اگر کام
میں متبر ہو گا مہینہ اگر عرف شہر استاد کا شاہد ہو تو اس کام کی تعلیم کی اجرت مثل استاد کو دلائی جائے اور اگر عرف مولی کے واسطے شاہد ہو تو غلام کی اجرت
مثال استاد لازم ہوگی کذا فی الدرر عن قاضی خان و فیہا استاجر دابة الی موضع فی و زبہا الی آخر ثم عاد الی الاول فطلبت منہن مطلقا فی الاصح کما فی الناریۃ و ہر
والیہ رجع الامام کما فی مجمع الفتاوی اور در میں ہو کہ جانور کو لایا ایک مکان تک اور رہا نہ بڑھاکر و مکان تک لیگیا بعد اسکے اول مکان کی طرف پھرا یا اور جانور
ہلاک ہو گیا تو مستاجر پر مطلقا تاوان لازم ہو گا اصح قول میں جیسے کہ واریت میں تاوان لازم آتا ہے مطلقا اور صاحبین کا قول ہے اور اس قول کی طرف
امام نے رجوع کیا کذا فی مجمع الفتاوی ہم مطلقا یعنی خود آمد و رفت دونوں کے واسطے کہ راہ ہوا ہو خواہ فقط جانے کے واسطے بہر صورت تاوان لازم ہے اور یہی
حکم ہے عاریت یعنی نہ کہ تاوان لازم آوے بلکہ مطلقا مکان معہ و کے تجاوز سے و فیہ خوفا لکما لای فرج و اعاد الخ لاجل الاول لا اجبر لیسئلین بحجر علی الاعادۃ لولہ
نے مکان کی یعنی جانور کے کہ راہ دینے والے کو خوف دلا یا سو وہ پھرا یا اور مکان اول کی طرف بوجھا پھیرا یا تو اس کی مزدوری نہیں اور لائق یہ ہے کہ اس پر مزدوری
کی جائے و بار لایجا نے پر کذا فی مجمع الفتاوی و فیہ دفع اریسا الی الصیغہ لیسئلینہ کذا ثم قال لا یضمنہ و ردہ علی رقم یہ ثم ہلاک الانسان مجمع الفتاوی میں ہو کہ یہ شیم بزرگیز کی

ناسکونگے استغفار جرت پر پھر اگر بلا کہ اسکو موت نہ لگے اور مجھکو پھر دے سوائے نہ پھر دیا پھر کثرت تلف ہو گیا تو نہ لگے نہ زنا دان نہیں و فیہ سئل فی الزنا
 عن استاجر رجلا لیسلم لہ فی الشیخۃ فلما خرج نزل لمطروا فمنع بسببہ ہل لہ الاجر قال لا اور جمع الفتاوی میں ہے کہ فی الزنا الدین سے اس شخص کے حکم کا
 سوال ہوا جس نے ایک مرد کو فرو دیا تاکہ اسکا کام کرے زمین میں سو جبکہ مزدور کام کے واسطے نکلا مینہ برسنے لگا اور وہ کام سے باز رہا اسکی سبب
 کیا اسکی اجرت لازم ہوگی فی الزنا الدین نے جواب دیا کہ نہیں یعنی اسواسطے کہ معذور علیہ واقع نہوا بل منع مستاجر استاجر و اتیم لیسلم لہ لافضلت فملا و دہنا ہل
 المستکلی الرجوع بعبقہ قال لا لہ نہی ہذا کہ جانور کر لیا تاکہ اس پر اتنا بوجہ لادے جو جانور بیمار ہو گیا تو محل میں سے کہتر لادو تو کیا مستاجر کو کمی کے حصہ کے
 موافق کر لیا پھر کیا جاننا ہے فی الزنا الدین نے جواب دیا کہ جائز نہیں اسواسطے کہ مستاجر اسیدقہ کے لادنے پر راضی ہو گیا استاجر رضی منقہ الحیران عن الطحی بن النبی
 و حکم القاضی بمنعہ ہل تنقہ حصہ مدۃ المنع قال لا لہ منع ظاہر امن الطحی مستاجر نے چکی کر لیا اسواسطے کہ سیون نے پیسنے سے منع کیا بسبب کہ زور
 ہو جائے مکانات کے اور تاحی نے بھی منع کا حکم کیا تو مدت منع کا حصہ کیا ساقط ہوگا فی الزنا الدین نے جواب دیا کہ ساقط نہوگا جتنا ظاہر میں پیسنے سے
 منع کیا جائیگا ہم مراد یہ ہے و ادعا لہ کہ لوگ اسکو چکی نہ پیسنے دین یا چکی کے گھمانے والے جانور کو کول دین کہ لڑنے لکھا و سی استاجر جاسنہ ففرق مدۃ
 ہل جب کل الاجر قال انما یجب بقدر ما کان متقدما ایک برس کو حرام کر لیا سو ایک مدت تک پانی میں ڈوب رہا تو کیا تمام اجرت واجب ہوگی فی الزنا الدین نے
 جواب دیا کہ بقدر حصول منفعت اجرت واجب ہوگی و فی الوہبانیہ سے ویستقطنی وقت العمارۃ قبل ما ہوا اندام بعض المار فامدم حیرت اور وہاں بیہ میں
 ہے اور ساقط ہوتا ہے اجرت کے وقت میں دانند اس سقوط کے کہ گھر کا بعض مکان منہم ہو جائے تو انہدام تخمین کیا جائے ہم یعنی مقدار انہدام
 تخمین کے بقدر اسکی اجرت ساقط کیا جائے اور یہ ظاہر الروایت کے مخالف ہے ظاہر الروایت یہ ہے کہ گھر کے بعض مکان کے گر جانے سے کہ یہ ساقط نہیں ہوتا
 کذا فی الطحاوی عن شرح الوہبانیۃ لعبد البر وخالف فی قدر العمارۃ امرہ یقدم فیہا قولہ بالعمیرۃ اور مخالفت کی مالک مکر نے والے نے مستاجر کی عمارت
 کی مقدار میں تو اسہین مالک کا قول مقدم ہوگا نہ مستاجر عمارت کے بنانے والے کا ہم صورت مسلمہ یہ ہے کہ مالک خانہ نے مستاجر کو امر کیا عمارت بنانے کا
 اور کر لیا میں مجھ کر لینے کا تو عمارت میں دو وزن نے اتفاق کیا اور بقدر صرف میں اختلاف کیا تو صاحب خانہ کا قول مقبول ہوگا اور گواہ مستاجر کے
 مسموع ہونگے کذا فی الطحاوی عن خزائنہ الاکل قلت و مفادہ رجوع المستاجر بجاہت علی الموجد و مجرد الام یعنی الاتی تصور بالوعدۃ فلما بدین شرط الرجوع علیہ
 میں کہتا ہوں اندھا قول سابق پھر لینا ہے مستاجر کا اس چیز کو جو موجب ثبات ہو بجز و امر کرنے کے یعنی مگر تصور اور نجاست کے جو بچہ کے بنانے میں
 رجوع بجز و امر کے نہیں تو ضرور ہے اشتراط رجوع سے موجد پریم طحاوی نے کہا شایع کا یہ قول مسئلہ نظم سے مرتبط نہیں بلکہ قینہ کی عبارت سے مرتبط ہے جو
 شرح وہبانیہ میں مذکور ہے اسطرح کہ تخم الامیہ بخاری نے کہا کہ جب مستاجر جو عمارت بنا دے مالک کے امر سے تو بقدر اسکا صرف ہو اسے بھر لے
 اگر رجوع صریح شرط نہ ہو پھر قاضی نے سے نقل کیا کہ تہذیب و رجوع میں رجوع بجز و ادن بالاتر و صیح نہیں انہی لاف القینہ تو معلوم ہوا کہ جو شایع نے ذکر کیا وہ
 فقہ کا صیح ہے نہ مفادہ و نہ غیرت الدار مستطیل الاجر ولا تنفس بہ بالم فیضہا المستاجر بحیثۃ الموجد ہوا صیح اور اگر کر لیا کہ گھر ویران ہو گیا تو تمام کر لیا ساقط ہوگا اور اجارہ
 ویرانی منسوخ نہیں ہو جاتا جب تک اسکو موجد کے سامنے منسوخ نہ کرے یہی قول صیح ہے اگر بعضا مکان گھر کا منہم ہو گیا اور لکھنا نہ غائب ہے یا بخاری کے حدیث سے
 قاضی کی نجاست میں حاضر نہیں ہوتا تو اجارہ منسوخ نہ ہوگا اور قاضی اسکی طرف سے وکیل قائم کرے کہ وہ منسوخ کرے کذا فی الطحاوی عن القنیرۃ اذا بنیت لا
 نیار لہ اور جبکہ گھر بنایا جاتا ہو بعد انہدام کے تو مستاجر کا اختیار نہیں یعنی اسواسطے کہ انہدام قبل المنسوخ سے انفساخ نہیں ہوتا و فی سکنی عرصہ ما ایجاب
 قال ابن الشیخۃ قلت و فی قضیہ نظر و اعلمہ ارید المسیۃ الاجرۃ المتل و حصۃ العرصۃ فلما بان من لزومہا فاعلمہ و فی قضیہ ما یضہدہ فغیرہ و خانہ منہم کہ
 پیش رواز سے کے میدان کی ساکونت میں اجرت واجب نہیں یہ کہا ہے ابن شہین نے میں کہتا ہوں کہ اسکی نفی میں اعتراض ہے اور شاید کہ نفی اسکی اجرت

اتھا کیا ہوا اب شرح اور متون سے تو یہی نہیں کہہ سکتے تھے البتہ ان کی آجڑ مشائخ کا تقسیمہ قسمہ مسلم جائز والی المانع ولو ابطلوا الحاکم ثم منہ وسلم
 کہ تیسریوں کے متعلق اور بدائع میں ہر دو مالگے اس مشام کو اجارہ دیا جو قابضیت کے ہر پھر اسکی قسمت کی اور تسلیم کی اجارہ جائز ہر سبب دور ہو جائے
 مان کے یعنی شیعہ کے اور اگر فاکم نے اجارہ منشاء کو باطل کر دیا پھر اسکی قسمت اور تسلیم واقع ہوئی تو جائز نہیں ولفی بجوازہ لو البنازل بل والدریۃ لا یفرقون
 من الفصل الحادی عشر فی التسمیۃ یعنی الوسطہ منہ اور فتویٰ دیا جائے اجارہ کے جواز کا اگر عارت ایک مرد کی ہو اور زمین اسکی دوسرے شخص کی چنانچہ منقولین
 میں ہر اکیسویں فصل سے یعنی اس فصل کے درمیان میں یہ مسئلہ مذکور ہو چکا ہے یعنی اگر صاحب عارت اسکو اجارہ دے صاحب میں یا اسکے غیر کو تو جائز ہے
 اور اس زمین کا اجارہ عا عارت بھی جائز ہو گا فی الطحاوی عن الجراح و فی شعبہ جبرالہ المسمی کما و فی فیہ کتبیۃ قوب اودا بتہ و ذلک وہم سے ان پر مہما
 المستاجر نصیرۃ المرتب من الاجر فی غیرہ الا جبر جہولہ اور اجارہ فاسد ہوتا ہوا جرمی کی جہالت سے تمام اجر جہول ہو یا بعض چنانچہ نام لینا کپڑے یا جانور کا
 یا سودم کا اس شرط پر کہ مستاجر گھر کی مرمت کرے سبب ہو جانے مرمت کے اجرت میں سے یعنی خیر مرمت کا اجرت میں داخل ہو گیا تو جرت جہول
 ہو گئی اسواسطے کہ معلوم نہیں کہ کتنا مرمت میں مرع ہو گا کم کپڑا اور جانور تمام اجر کے جہول ہو نیکی مثال ہو اسواسطے کہ معلوم نہیں کہ کون کپڑا دیکھ جائے
 اس سودم اور مرمت جہالت بعض کی مثال ہو و فی فیہ عدم التسمیۃ اصلا و تسمیۃ محرر و خیرہ اور اجارہ فاسد ہوتا ہوا جرت کے مطلق نام نہ لینے سے یا شراب یا ہور
 کے نام لینے سے عدم تسمیہ کی یہ صورت ہو کہ موجد نے مستاجر سے کہا کہ میں نے اپنا گھر ایک حیدہ یا ایک برس تک تجھ کو اجارہ دیا اور یہ کہہ کہ اتنے کر لے کہ اتنے
 المانع فان فسدت بالاضحیٰ جہالتہ المسمی و عدم التسمیۃ وجہ جبر المثل یعنی الوسطہ منہ لا ینقص عن المسمی سو اگر اجارہ فاسد ہو گیا پچھلے وجہ سے یعنی
 کی جہالت سے اس عدم تسمیہ سے جرت مثل واجب ہو گی یعنی جہول اجرت نہ اکثر اقل و اجرت کم ہو گی مسمی سے م شام کے اس قول یعنی لا ینقص عن المسمی میں
 اصل ہو اسواسطے کہ دونوں صورتوں میں تسمیہ نہیں اسواسطے کہ عدم تسمیہ میں انظر ہر ہر اور جہالت مسمی تو مذکور ہے کہ فی الطحاوی لا بالتکمین بل استیفاء
 المنفعة حقیقۃ کما مر بالفاظ لای عدم یا رجع الیہ اجارہ فاسدہ میں اجرت غلط تکمیل یعنی موجد کے فائدہ کرنے سے واجب ہو گی بلکہ فی الحقیقت منفعۃ کے حاصل
 کرنے سے جرت واجب ہو گی چنانچہ مذکور ہو چکا جرت مثل واجب ہو گی کتنی رہا کیوں نہ ہو سبب بنوئے اس چیز کے جسکی طرف رجوع کیا سے ولا ینقص عن
 اور اجرت مثل کم ہوسمی سے م اس قول کا فعل مذکور ہو چکا علاوہ اسکے عدم مرجع علیہ اسکے مخالف ہو والاقتضا جہالتہ بالاضحیٰ و الشیوع مع العلم بالسمیہ لم یزد
 اجر المثل علی المسمی لرمنا ہما ہوا اگر اجارہ امیرین مذکورین سے فاسد ہو بلکہ شرط مخالف عقد یا شیوع اصلی سے فاسد ہو باوجود معلوم ہونے اجرت کی تو
 اجرت مثل مسمی سے زیادہ ہو گی سبب راضی ہو جانے موجد اور مستاجر کے مسمی سے یعنی دونوں اسقاط فائدہ عن المسمی پر راضی ہو گئے م جہالت مسمی اور عدم تسمیہ
 میں اجرت مثل جہول کہ ہوا اور اسکے سوا این عدم زیادہ علی المسمی اسواسطے واجب ہوئی کہ ذات مثالی کی قیمت ہوائے نزدیک نہیں ہے بلکہ انکی قیمت عقد یا شبہ
 عقد سے ٹھہرنی ہی ہے جبکہ منافع کی قیمت نہ ہوئی تو رجوع واجب ہوا عقد کی قیمت کی طرف اور زیادہ علی المسمی ساقط ہو گئی اسواسطے کہ عا قدین اسکے اسقاط
 پر راضی ہو گئے اور جبکہ اجر مسمی جہول اور معدوم ہو تو مرجع منفی ہو تو موجب اصل واجب ہو یعنی وجوب قیمت جہول کہ ہو تقریر اس کلام کی اسطرح لا ینقص
 ہو اس واسطے کہ عبارت قوم اس مقام میں مضرب ہن کذا فی الدرر و ینقص عنہ لغضا و التسمیۃ اور اجرت مثل مسمی سے کم ہو سبب فاسد ہونے تسمیہ
 واستثنیٰ الذلیلی والو اجب اجارہ اعلیٰ ان لایسکنا فسدت و یجب ان سکنا اجر المثل بالنا بالغ اور یلیٰ نے قاعدہ مذکورہ سے وہ صورت مستثنیٰ کی کہ ایک گھر اجارہ
 لیا اس شرط پر کہ مستاجر میں سکونت نہ کرے یعنی باوجود تسمیہ فاسد ہوا اگر مستاجر میں سکونت کر گیا تو اجرت مثل واجب ہو گی جہول کہ ہوا یہ منشا ذ
 اجارہ شرط مخالف عقد سے ہوا تو لازم تھا کہ اجرت مثل مسمی سے زیادہ نہ ہوئی پھر جب زیادہ ہوئی تو یہ صورت قاعدہ مذکورہ سے مستثنیٰ ٹھہری و حاکم فی البحر علیہ اذا
 جہول المسمی اور جہول الذلیل میں اس صورت کی جہالت مسمی پر محمول کیا ہو یعنی مسئلہ مذکورہ میں اجرت مسمی جہول ہو تو اجرت مثل واجب ہو گی تو در حقیقت

قاعدہ مذکور سے استثناء نہ ٹھہر لیں۔ اگرچہ قاضی خان فی شرح الجارح علی کل الاستثناء فقہیہ لیکن قاضی خان نے مسئلہ مذکور کو جہالت سببی کی طرف پھیرا اور تو اسکو سمجھنے اور ہر تقدیر پر استثناء تو نہیں ہے تو اگر وہ یہ سوچم طحاوی نے کہا مطلب بحر الرائق اور قاضی خان کا ایک ہی ہے تو استدلال بدو بہ ہے اور ہر تقدیر کہتا بھی بلا وجہ ہے اس واسطے کہ جو بحر الرائق اور قاضی خان میں مذکور ہے وہ ایک ہی چیز ہے قلت یعنی استثناء الوقت لان الواجب فیہ المثل انما بالماضی متناول بین کتابوں اور وقت کا استثناء ناقصہ مذکور ہے لائق جو واسطے کہ وقت میں باوجود تسمیہ جرت مثل واجب ہے جس قدر کہ اجرت مثل ہو سو غور کر فان جردارہ تقریباً علی جہالت سببی ہے جہول فسخن ہذا ولم یذفعہ فخلیہ للردۃ اجرت مثل انما بالماضی ولفسخ فی الباقی من المدة سو اگر اپنا گھر کر لیا دیا بعض جہول غلام کے ہر مستاجر گھر میں ایک مدت تک رہا اور غلام اسکو نہ دیا تو مستاجر پر کسی مدت کے واسطے اجرت مثل واجب ہوگا جس قدر کہ ہو اور باقی مدت میں اجارہ منسوخ ہوگا شائع نے کیا یہ مسئلہ جہالت سببی پر متفرع ہے اگرچہ حوائت کامل شہر بکذا صرح فی واحد فقط وقت الباقی لجہالتہا کان کر لیا یہ دسی ہر مہینہ کا کر لیا نہ تو فقط ایک مہینہ میں اجارہ صحیح ہوگا اور باقی مدت میں فاسد ہوگا سبب جہول ہونے مدت کے یعنی معلوم نہیں کہ باغ حینہ یا دوسرے واسطے انہ متنی دخل کل فیما لا یرون منتہا تعین ادانہ فاذا تم الشہر فاکمل شہرا بشرط خضرة الاخر لا تنہا العقد الصحیح اور قاعدہ کلیہ اس کا یہ ہے کہ جب کل لفظ داخل ہو اس میں جسکی نہایت معلوم نہیں چنانچہ ایام اور شہر تو اسکا کلمہ معین ہوگا یعنی ایک دن یا ایک مہینہ یہ سبب جہالت سببی ہے تمام ہوگا اور مستاجر ہر ایک ایام منسوخ کر دینا جائز ہوگا بشرط حاضر ہونے دوسرے شخص کے سبب ہو چکنے عقد صحیح کے کوئی کل شہر سکون فی اولہ ہو السیلة الاولیٰ یوہا عرفا ویرقی صحیح العقد فہیہ ایضا او جس مہینہ کے اہل میں مستاجر رہے گا دن یا گھر میں تو اس مہینہ میں بھی اجارہ صحیح ہوگا اولہ سے مراد پہلی رات یعنی چاند رات اور اسکا دن ہر رات میں اس کا فتویٰ ہی میں بلا تعین شہر ہر مہینہ کا اجارہ مذکور ہوا تو ایک ہی مہینہ کا اجارہ صحیح ہوگا لیکن اگر مستاجر دوسرے مہینہ کی پہلی رات اور دن میں وہاں سکونت کر لیا تو دوسرے مہینہ میں بھی اجارہ صحیح ہو جائیگا یہ قول ہے بعض متاخرین کا اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ اول ماہ ثانی میں دو دنوں کو منسوخ کیا جائے اختیار ہے ہر چند اول ماہ رویت ہلال ہے لیکن چونکہ اس کے اعتبار میں ہر چہ تھا انداز چاند رات اور اسکا دن معتبر ہو لہذا فی الدرر وشرح القوابی ولعلہ جرح حق یقتضیہ لا بعد لہما واما عمل جرحہ شہرین فاكثر لکنہ کالمسح زلیلی وریس سکونت اول ماہ مویج کو مستاجر کے اخراج کا ماہ ثانی میں امتیاز نہیں جب تک کہ وہ مہینہ آخر نہ ہو جائے مگر عند سے اخراج کا ہر چہ چنانچہ اس صورت میں اخراج جائز نہیں اگر مستاجر دوسرے مہینہ یا زیادہ کی اجرت پیشگی دے ہو واسطے کہ پیشگی دینا اثر کالمسحی کے مانند ہو لکن فی الزلیلی الا ان سیمی الکل ای حلیہ شہر معلومہ فیصع لزوال المانع ہر مہینہ کے اجارہ میں فقط ایک مہینہ کا اجارہ صحیح ہو گیا ہے کہ تمام یعنی سبب شہر معلومہ کا نام ہے تو اجارہ سبب میں صحیح ہوگا زوال مانع کے سبب ہم یعنی مویجوں کے کہ میں نے اپنا گھر مجھے مہینہ کو اجارہ دیا ہر مہینہ کا کر لیا اتنا کہ فی المنع واذا اجرا سنتہ بکذا صرح وان لم یسم جرح کل شہر و تقسم سویتہ اور جبکہ گرجا دیا ایک سال کو اتنے کر لیا یہ عقد صحیح ہے اگرچہ ہر مہینہ کی اجرت مذکور نہ کی ہو اور سال کا کر لیا ہر مہینہ پر برابریست ہوگا واول المدة ماسمی ان ہی اور ابتداء مدت اجارہ وہ ہے جو مذکور ہو اگر نام لیا ہو یعنی یوں مذکور ہو کہ اس سال کے رجب یا رمضان سے اجارہ ہوا والا فوقت العقد ہوا لہذا اور اگر ابتداء مدت مذکور نہ ہو تو وقت عقد اجارہ وہی اول مدت ہے فان کان العقد حین پہل یعنی ففتح اے یصبر اللہ والہم والادایوم الاول من الشہر اعتبار الایام سو اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اس وقت جبکہ چاند دیکھا گیا تو مہینہ کا شمار چاند دن کے دیکھنے سے معتبر ہوگا شائع نے کہا میں نے فہم یا ففتح یا بمعنی دیدہ شود ہلال اور مراد اس سے مہینہ کا پہلا دن ہے کہ فی الشہر والافا لا یام کل شہر ثلاثون اور اگر اجارہ چاند دیکھنے کے وقت ہوا ہو تو مہینوں کے شمار کے واسطے دن معتبر ہونگے ہر مہینہ تیس دن کا و لا تیم الاول بالایام و الباقی بالاہلۃ اور صاحبین نے کہا کہ پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جائیگا اور باقی مہینے چاند سے معتبر ہونگے م یعنی اگر دیکھ کر دسویں تاریخ سال ہجر کا اجارہ ہوا تو امام کے نزدیک سال پورا ہوگا دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دیکھ تیس دن کا ہوا

بچہ کی محنت اور شفقت سے ہم فتادی کبریٰ میں ہر کہ دایہ کے اجارہ میں توقیت یعنی دودھ پلانے کی مدت معین کرنا بالاجماع شرط ہو انہی اور صاحبین
 اور امام شافعی کے نزدیک خوراک اور پوشاک پر اجارہ جائز نہیں اور یہی تیس ہوا سو اسٹے کہ اجرت بھول ہو امام کی طرف سے جواب یہ ہر کہ جب جہالت
 نزاع کی موجب نہ تو صحت کی مانع نہیں ہو ولا زوج ان یطبا بالاجارۃ المملک اور دایہ کے شوہر کو دایہ سے قربت کرنا جائز ہو بر خلاف امام مالک کے کہ اسٹے
 نزدیک جائز نہیں لانی ثبت المستاجر لانه ملک فلا یدخلہ الا باذنہ دایہ کا شوہر قربت نہ کرے اس سے مستاجر کے گھر میں اسوا اسٹے کہ گھر میں جاکر ملو کہ اور
 تو اس میں داخل نہ ہو کر اسٹے ان سے ولا زوج فی نکاح ظاہری معلوم بغیر الاقراسی مطلقا سنا جا رہا اولانی الامح او شوہر کو ظاہر نکاح یعنی اس
 نکاح میں جو معلوم ہو بدون اقرار زوجین کے بھی منسوخ اجارہ جائز ہو قول صحیح میں ہر طرح خواہ اجارہ نوجہ سے اسکو عیب لگتا ہو بواسطہ اسکی تھیک
 یا عیب لگتا ہو ولو غیہ ظاہر ان علم بقرار ہوا لا یفسخ لان قولہما لا یقبل فی حق المستاجر اور اگر نکاح غیہ ظاہر ہو اس طرح کہ نکاح معلوم ہوا ہو دونوں کے
 اقرار سے تو زوج اجارہ منسوخ نہ کرے گا اسوا اسٹے کہ دونوں کا قول مستاجر کے حق میں مقبول نہیں وللمستاجر فسخا بکملہا وضرعها ونحوہا فجو رہا بدینا
 ونحوہا من الاعذار اور مستاجر کو دایہ کا فسخ اجارہ جائز ہو دایہ کے حاملہ ہو جانے سے اور اسکی بیماری اور اسکی نفاہر زنا کا رسی سے اور مانند اسٹے
 اور عذر سے منسوخ اجارہ جائز ہو ہم بجمعات عدالت مذکورہ یہ ہر کہ اسٹے دودھ کو تو کر ڈالتا ہو یا دایہ سار تم ہو یا لڑکا اسکا دودھ نہ پیتا ہو
 الباصل جو امر صغیر کو مضر ہو تو اسکا منع مستاجر کو پہنچتا ہو چنانچہ زبان طویل دایہ کا غائب ہونا اور جو مضر نہ ہو اسکا منع جائز نہیں ولا سفارہ اجارہ مستثنی
 ہو گا نماز کے اوقات کے مانند گزرنے لفظا وی ولا یفر بالانہ لا یضر بالصبی ورفسخ اجارہ جائز نہیں دایہ کے کفر سے اسوا اسٹے کہ کفر اسکا صغیر کو ضرر نہیں تا
 ولو مات الصبی والطرۃ انتقضت الاجارۃ اور اگر لڑکا مر گیا یا دایہ تو اجارہ ٹوٹ گیا ولو مات البوہ لا اور اگر صغیر کا باپ مر گیا تو اجارہ نہیں ٹوٹتا
 ام اسوا اسٹے کہ اجارہ صغیر کے واسطے ہی نہ اسٹے باپ کے واسطے خواہ صغیر کا مال ہو یا نہ ہو اور بعضوں نے کہا بشرط مال صبی جاہ باطل ہو گا وعلیہا
 غسل الصبی وثیابہ واصلاح طعامہ وودہنہ نتیجہ الدالی ظاہر بالذہن المعروف ہو معتبر فیما لا یضر فیہ و دایہ پر لازم ہو صغیر اور اسٹے کفر و نکاح دینا
 اور اسکا کھانا درست کرنا اور اسٹے بدن میں تیل لگانا بسبب رواج کے اور رواج کا اعتبار وہاں ہو جہاں نفس شرع نہیں شائع ہے کہا دین نتیجہ دا
 عبارت ہی تیل لگانے سے ہم قاعدہ کلیہ یہ ہر کہ جب کسی کام پر اجارہ ہو تو جو چیز اس کام کی توابع سے ہو اور اجیر پر اسکی شرط نہ ہو ہو اجارہ میں تو ہمیں
 رواج کا اعتبار ہو کفایہ میں ہر کہ صحیح قول یہ ہر کہ صغیر کے کپڑے کا گوہ پیشانی سے دعونا دایہ پر ہو اور میلے کپڑے نکاح دعونا اس پر نہیں اور جو امر الفتاویٰ میں
 اس قول کو صحیح نہ کہا ہو اور اصلاح طعام سے مراد یہ ہر کہ دایہ طعام کو چبا کر صغیر کو دے اور ایسی چیز نہ کھائے جس سے دودھ فاسد ہو بلکہ اس صغیر کا
 کھانا پکانا بھی لازم ہو کہ انی الطیحا وی لایاتر جہا ثمن شیء من ذلک وما ذکر محمد بن النبیان علیہما فادۃ اہل الکوفۃ اور دایہ پر لازم نہیں
 ان چیز نہ کا ثمن یعنی تیل وغیرہ کا دایہ جو محمد نے ذکر کیا ہر کہ تیل اور ریحان دایہ پر لازم ہو سوا اہل کوفہ کی عادت تھی وہو ای شمنہ واجرة عملہا علی
 امیہ ان لم یکن لہ اسی للفقیر مال والافقی مال لانه کالتفقہ اور وہ یعنی تیل وغیرہ کا ثمن اور اسٹے دودھ پلانے کی اجرت اسٹے باپ پر ہو اگر صغیر کا
 مال نہ ہو اور اگر اسکا مال ہو میراث یا ہبہ سے تو اسکا ثمن صغیر کے مال میں ہو گا اسوا اسٹے کہ وہ نفقہ کے مانند ہر فاذا رضعتہ بل شیئۃ او غدرہ لطعام
 ومضت المدة لا اجر لہا سو جبکہ دایہ نے لڑکے کو کبریٰ کا دودھ پلایا یا اسکو کھانے کی غذا دی و مدت گذر گئی تو اسکی اجرت نہیں لان الصبی ان
 لم یولد علیہ ہوا الارضاع والتربیۃ لا اللہن والتغذیۃ عنایہ اسوا اسٹے اجرت نہیں کہ قول صحیح یہ ہر کہ جب عید اجارہ واقع ہو ہو وہ آدمی کا دودھ پلانا ہو
 اور پرورش نہ مطلق دودھ اور غذا دینا کہ لانی العنا یہ بجمالات مالود فقہ الیٰ خادمتہا حتیٰ ارضعتہ او استاجرت من رضعتہ حیث استحق الاجرۃ الا اذا
 اشتراطہا علی الاصح شرعنا لیمین الذخیرۃ بر خلاف اس صومیت کے کہ اگر دایہ نے صغیر کو اپنی خادمہ کو لڑکی کو تو اسنے اسکو دودھ پلایا دایہ نے اس عورت کو

ہا کر کھا جسے سفیر کو دودھ پلایا تو دایہ اپنی اہرت کی مستحق ہوگی مگر جبکہ خود دایہ کا دودھ پلانا شرط ہوا جارہا ہے تو غیر کے دودھ پلوانے سے مستحق اہرت کی نہ ہوگی بقول اصح کذا فی الشرع بلایہ عن الذیضوم فتاویٰ مالکیری میں ذیضوم سے قول صحیح مذکور ہے نہ اصح پھر فتاویٰ مسفری سے منقول ہے کہ قول ذیضوم ہے کہ مستحق اہرت ہوگی انتہی جبکہ دایہ دوسری عورت کو نوکر کر کے دودھ پلوانے سے تو دایہ پوری اہرت پاوے گی اور دوسری عورت کی اہرت دایہ پر لازم ہوگی کذا فی الطحاوی ولو اُجرت نفسها لذلک القوم آخرین ولم یسلم الاولون فارفقوا وفرغت ائمت ولما لا جہاد علی النصارین شیعہ بالاجیر الثام والمشرک واما مدنی النصارۃ اور اگر دایہ نے اس واسطے یعنی دودھ پلانے کے واسطے اپنی ذات جارہ دی دوسری قوم سے اور پہلے مستاجروں کو اجارہ ثانیہ معلوم نہیں ہوا اسنے دونوں لڑکوں کو دودھ پلایا اور فاسخ ہوئی مدت اجارہ سے تو دایہ گنہگار ہوگی اور اسکی پوری اہرت لازماً ہوگی دونوں فریق پر بسبب مشابہ ہونے دایہ کے اجیر خاص اور اجیر مشترک اور پورا اسکا بیان عنایہ میں ہے ہم اور اگر اول مستاجر کو دوسری جنگ کی نوکری معلوم ہو تو دایہ پر گناہ نہ ہوگا اجیر مشترک کے ساتھ تشابہ کی یہ وجہ ہے کہ دایہ کو ایذا و عمل دونوں پر ممکن ہے نہیاد کے مانند اور صحیح قول شرح اسمعیلی میں یوں مذکور ہے کہ اگر دایہ کے گھر میں ضعیف کو دیا دودھ پلانے کو تو دایہ اجیر مشترک ہے اور اگر دایہ کو مستاجر نے اپنے گھر میں رکھا تو وہ اجیر خاص ہے کذا فی الطحاوی لا تصح الاجارۃ لعسب لیس و ہونہ و علی لاناث صحیح نہیں اجارہ بکری کی جفتی کا یعنی زکے ڈالنے کا مادہ پر گناہ نہیں کرنے کے واسطے م یعنی لوگ یا بچ یا دس روپیہ دیکر عمدہ گھوڑے کو گھوڑیوں پر چھوڑتے ہیں بچ لینے کے واسطے سو جائز نہیں حدیث شریف میں اس اہرت کو اور تمہیکہ خرچہ کی حرام فرمایا ہے اور اس واسطے کہ گناہ کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو اس پر اہرت لینا جائز نہ ہوگا حاشیہ طبری میں ہے اور اگر فیصل بطریق عاریت کے ہو تو مستحب ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے ولا لاجل العنسی مثل العنسی والتمنع والملاہی من لواخذ بلا شرط بیاع اور نہ اجارہ صحیح ہو گا اگر کے واسطے چنانچہ راگ در نوہر گری اور باجون کے واسطے اور بلا شرط اہرت ہے تو بیاع ہر گز یہ کہ میت پر دوسرے اور اسکی خریدان میں ان کے واسطے اور عیال سے مراد باجے ہیں چنانچہ مزامیر اور طبل وغیرہ یعنی اموال و لعب کا طبل اور گزائیوں کا طبل ہو یا شادی کا طبل تو جائز ہے اور اسی طرح طبل درست ہے ہر نفی میں ہے کہ مال کسب کیا تو نہ گری اور طبل نوازی سے تو وہ اس کے مالکوں کو پھیر دے اگر وہ لوگ معلوم ہوں اور نہیں تو اسکو خیرات کرے اور اگر بلا شرط ہو تو مال بیاع ہر آدمی اسے دے گا کہ بلا شرط بھی مال جلال نہیں اس واسطے کہ معروف مشروط کے مانند ہر انتہی اور ہمارے زمانہ میں یہی قول بالیقین ماخذ ہوا سو اسطے کہ خوب معلوم ہے کہ گنیوالے اور بجائیوالے بدون اہرت کے نہیں جائز کذا فی الطحاوی مختصراً ولا لاجل لطاعات مشیل الاذان والحج والامامۃ وتعلیم القرآن والفقہ ویفتی الیوم بصحبتہ لتعلیم القرآن الفقہ والامامۃ والاذان بحجۃ المستاجر علی وقعہ حبیب الہی بقدر ما جاز المشال ذالم ذکرہ شرح وہبانیہ فی الشکرۃ ویحبس بقیۃ اور نہ اجارہ صحیح ہو طاعات کے واسطے انشاء اذان اور حج اور اذان تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ کے اذان یعنی اس زمانہ میں فتویٰ دیا گیا ہے صحت اجارہ کا تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان کیوں اسطے اور مستاجر پر ہر قسم کی ہوگی اعمال کے دینے پر جو اس نے قبول کیا ہے تعلیم قرآن وغیرہ کیوں اسطے اہرت معین عقدا جاوہ سے واجب ہوگی اور اہرت مثل واجب ہوگی جبکہ مدت اجارہ مذکور ہوئی ہو کذا فی شرح وہبانیہ من کتاب الشکرۃ اور مستاجر اہرت مذکورہ کے نہ دینے سے قید کیا بلکہ اسی قول کا فتویٰ ہے ہم اسلئے ہے کہ عبادات پر اجارہ جائز نہیں لیکن متاخرین مشائخ نے تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت اور اذان پر نوکری کرنا کا فتویٰ دیا ہے اس دلیل سے کہ زمان سابق میں اہل علم کی کما بیت المال سے مقرر تھے درگاہ تعلیم علوم دینی کی واجب جانتے تھے اور فلق کو تحصیل علوم کا شوق بہت تھا اور اسوقت میں اسلام سعادت ہو گیا اور مذکورہ سبب ہم پر ہو گیا اور اہل علم تحصیل مناش میں مشغول ہوئے اور وہ لوگ دیندار کم ہو گئے جو تعلیم کربین تو اگر تعلیم بالاجہ کی فتح باب نہ ہو تو قرآن اور فقہ مشغول ہو جائیں انہو اجارہ مذکورہ کا فتویٰ ہوا اور شائخ مذکورین نے فرمایا ہے کہ احکام مختلف ہو جاتے ہیں زمانہ کے اختلاف سے کذا

فی المخرج وغيره تو زمان سابق میں اجارہ مذکورہ بذیل مسطور جائز نہ تھا اور اس زمانے میں جائز ہو کر جو ضروری اور اسد اعظم اور تعلیم کتابت اور طب اور تعمیر
کی ضرورتی بالاتفاق جائز ہو چکے ہیں علیٰ حق الحلوۃ المسوومۃ ہی مابہرہ فی العلم علی کس بعض سور القرآن سمیت بہا فان العادۃ ایہذا الخ ایہذا فی تعلیم
قرآن کے لو کر کتبہ یا لیس پر شیرینی مسوم کے دینے پر زبردستی ہوگی شیرینی سے مراد وہ چیز جو جو حکم دیجاتی ہے قرآن شریف کے بعضی صورتوں کے لئے ہے
چنانچہ سورہ مبارک اور فتح اور یس یہ دینا سہمی یا شیرینی اس واسطے ہوگا کہ شیرینی ہر بار دینے کی عادت ہو تو غم و غصہ نہ ہو بلکہ یہ مبالغہ تھی اور اب
شوک ہو یا بغض یا دین ہو اور وقوع غزالا آخر لیس سہمی کہ یہ قصہ ای بنفعا للفرل واستاجیر لعل الطیام ہر بار دینے کے لئے ہے اور لیس طبعی ہر بعض فی قصہ فست فی
الکحل لہ استاجیر بخیر من عملہ والا اصل فی ذلک تفسیر علی علیہ وسلم عن تفسیر الشحان وقد مرنا فی سبغ الوفا را در اگر ایک شخص سبغ دوسرے کو سوت دیا تاکہ اسکو
ہر جسے اسکی نصف پر یعنی بن نصف سوت کی مزدوری پسپا ہو کر لیا تاکہ اسکا اناج لافہ بعض اناج مذکور کے کر لے پر یا پیل کر لے کر لیا تاکہ اسکی گھون
پیس دے کچھ اسکے آٹے کی مزدوری پر تو سبب صورتوں میں اجارہ فاسد ہوگا اس واسطے کہ مزدوری پھر لائی اجیر کے بغض عمل سے یعنی بنا کر اور اطمینان
اور پسپا لانا اجیر کے فعل سے حاصل ہوا اور اسی سے اسکی مزدوری پھر لائی جائز نہیں اور اصل اس باب میں تفسیر طحان کی حدیث تھی ہر اور اسکو ہم مقدم
ذکر کر چکے ہیں بیع الوفا کے باب میں ہم وجہ عدم ہوازیہ ہو کہ شرط صحت جارہ یہ ہو کہ مستاجر تسلیم اجرت پر قادر ہو اور ان صورتوں میں قادر نہیں بلکہ جارہ بنفعا
بعض مبنیج یا محمود یا مطحون کی تسلیم سے جارہ ہی اس واسطے کہ معقولی سکا غیہ کے فعل پر ہو اور آدمی دوسرے کی قدرت سے قادر نہیں شمار ہوتا بلکہ اس
کہا ہو کہ یہ اسلے کسیر یعنی قاعدہ کلیہ کثیر الفروع ہو جس سے اکثر اجارات کے منہاد کا حکم معلوم ہوتا ہر جارہ جو جارہ نہیں بھرتل پہلنے کا جارہ کیا سیر بھرتل کی مزدوری
یا زمین دہی تا دوسرے شخص اس میں درخت لگا کر اسے اس شرط پر کہ زمین اور درخت موجود و مستاجر میں نصف نصف ہو تو جارہ جائز نہیں درخت صاحب
زمین کا ہوگا اور اگر قیمت درخت کی لازم ہوگی اور اجرت اسکی محل کی اور اس طرح روٹی کا کتنا کچھ سوت پر اور کپاس نکالنا کپاس کے کھیت سے نصف کپاس
کا کم و بیش ہر دو جارہ برے کا ماٹہ یا یعنی بالیوٹ دانہ ہمارا نصف دانہ پر اور گھون کا کھیت پختہ کا ٹنا نصف پر اور ماٹہ سکا اور اجارات جائز نہیں ہر کھانے
الطحاوی عن الشعبي تفسیر طحان کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص دوسرے سے میل جارہ لے گیون کے پیسے کے واسطے اس شرط پر کہ میل کے مالک کی مزدوری ایک
تفسیر لٹا ہی اسی گھون سے اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کا اونٹ اور کھال جارہ لی پانی لائیکہ واسطے اس شرط پر کہ جس قدر اس میں شہ قلعے روزی دے
دونوں نصف نصف ہو تو جارہ فاسد ہو چکا کہ کھال میں پانی اونٹ پر لا دیا ویکا اور بچکا تو تمام شمن عامل کا ہوگا اور عامل پر اونٹ اور کھال کی اجرت
مثال لازم ہوگی اور اس طرح اگر مال یا شکار کر لیکہ واسطے اس شرط پر کہ جس قدر شکار حاصل ہوگا وہ دونوں نصف نصف ہو تو جس قدر شکار ملے گا وہ شکار لیکہ
کا ہر دو مال کی اجرت مثال اسپر واجب ہوگی اور اگر گائے یا مرغیاں دوسرے شخص کو چرانے کے واسطے دیں اس شرط پر کہ جس قدر دودھ اور انڈے ہوں وہ دونوں
نصف نصف ہیں تو جارہ فاسد ہو دودھ اور انڈے مالک کے ہیں اور چرانے والے کو چرانے کی اجرت مثال ملے گی اور اگر گائے اپنا چارہ دیا تو اسکی قیمت پاؤں گا اور
نصف نصف ہو نہ کہ حیلہ یہ ہو کہ نصف گایون اور مرغیوں کو اسکے ہاتھ پیر لے اور شمن معاف کرے تو اب جو پیرا ہوگا وہ دونوں نصف نصف ہوگا ایک شخص کا
میلون ہو دوسرے شمن میں سو اسے مزدور سے کہا کہ اسکے پاس جا اور میرا مال حاصل کر پھر جب تو مال نکرو لاؤ گے تو کچھ دس درم دینگا اسی مال سے پیرہ گیا اور
مال لایا تو مزدور کی اجرت مثال واجب ہوگی اور دس درم کا اشتراط مال مقبوض سے شرط فاسد ہو اس واسطے کہ معنی تفسیر طحان ہو کہ لے لے مال لیکہ ہم جمیع
مسائل مذکورہ تفسیر طحان میں داخل ہیں و اخیلہ ان فی زل الا جرا ولا اویسی تفسیر ابلا تعین ثم عطیہ تفسیر امنیہ جو ان مسائل متعلق جو کہ حیلہ یہ ہو کہ اگر اجرت
پہلے سے ہوا کرے یعنی جائگ کو سوت اور مال کو طعام قبیل زینبج محل سے یا تفسیر طحان کی صورتیں ایک تفسیر لٹا جارہ مقرر کرے کہ بلا تفسیر یعنی یون نہ کہ
اس گھون کا مال پر اسکو ایک تفسیر لٹا اسکے پیسے آئے سے دے ہم اس واسطے کہ جب لٹا معین گھون کی طرف منسوب ہوا تو مستاجر کے ذمہ زمین واجب ہوا اور اگر کچھ مسطور

مشاور الیہ ہونا جائز ہر اسی طرح اسکا دین فی الذمہ ہونا بھی جائز ہو اور مستاجر کو اختیار ہے کہ کسی گروہ سے اجرت نہ کر دے
 کہ ثانی الدالیکریہ عن محیط ولو استاجر لعل لم یضف ہذا للعلم بضعف الآخر لا اجرا لاسلامہ ویرثہ شریکا اور ایک شخص سے اجارہ کیا اسکا کہ ملک الغنیف
 غنہ لادے بدو من نصف ثانی کے تواجیر کے واسطے اصلا اجرت نہیں یعنی خرابی سبب ہو جائے جس کے شریک مروت اسکی یہ کہ شکرانہ
 من ہر یعنی پالیس سیغل ہر اسے خالہ سے کہا کہ بیس سیر لاد لعل ادیس سیر باقی اپنی اجرت میں لے سو اسنے پورے لاد تو اسکی کچھ مزدوری ثابت
 ہوئی کیونکہ خالہ نے شریک ہو گیا یہی سنے کہا اور جو شخص اس غلہ کو لے جو اس میں اور اس کے غنیمت مشترک ہو وہ مستحق اجرت نہیں ہوتا اس واسطے کہ عمل
 شریک کے واسطے کیا تو بغیر عمل اپنی ذات کی واسطے بھی واقع ہوگا لہذا مستحق اجرت کا ہوگا واما اشتکال الزلیلی جاب عند المصنف اور جزیلی سے مسئلہ مذکور
 میں اشکال بیان کیا ہے مصنف نے اسکا جواب دیا ہے یعنی اپنی شرح میں جزیلی نے اس مسئلہ میں دو اشکال مذکور کیے ہیں اشکال اول یہ کہ اجارہ تو فطرہ ہے اور
 فطرہ کا دار و میومہ میں اجرت فقط عقد سے ملو کہ نہیں ہوتی تو یہاں بلا تسلیم اور بلا اشتراط تعمیل کیونکہ اجیر مالک ہو گا یعنی جب اجیر مالک نہ ہو تو شریک کیونکر
 ہوگا اشکال ثانی یہ کہ عدم استحقاق اجرت اور ملک میں منافات ہے ہر جہل میر مستحق اجرت نہوا تو کون سبب مالک ہو گا مصنف نے اول اشکال کو جواب
 یوں دیا کہ مروت مسئلہ تعمیل اجرت میں فطرہ میں ہوا تو تعمیل اجرت سے فی الحال ملک ثابت ہوتی ہے سبب اشتراط تعمیل سے ملک ثابت ہوتی ہے اور اشکال ثانی کا
 یوں جواب دیا کہ ملک فی الحال عدم استحقاق میں منافات نہیں اس واسطے کہ ملک فی الحال کا مطلب یہ ہے کہ اگر تکلیف میں ایسا اجرت کا مالک ٹھہرے جو عقد
 اور تسلیم اجرت کے اور عدم استحقاق کا مطلب یہ کہ اجرت کا مستحق نہیں ہو بلکہ ان عقد کے سبب قیل از عمل باوجود مالک ہو جائے اجرت کے تسلیم سے کیونکہ
 شریک ہو گیا اگر ملک غلہ میں قبل ایفا و معقود علیہ کے تو دونوں طلبوں میں تنافی نہ ہوتی بلکہ اول مودی ہر ثانی کی طرف انتہی لیکن اس جواب میں غلط ہے
 کہ یہ عقد فاسد ہو اور فاسد میں بدون عمل کے اجرت واجب نہیں ہوتی اور حالانکہ ہنوز عمل واقع نہیں ہوا اور یہ بھی ہے کہ تعمیل نہیں ہو سکتی بدون جدا
 کر دینے اجرت کے اور حالانکہ یہ واقع نہیں لہذا بعضہ فعل لانے کا کہ ملک فی الحال کا کلام ہے سبیل الفرق التقدر واقع ہوا ہے تو قدر کلام یوں ہے کہ اگر صورت مفروضہ میں اجرت
 واجب ہوتی تو اجیر مالک ہوا اجرت کافی الحال تعمیل سے کہ لفظ الطحاوی مختصراً قال مرحوا بان دلالة النص لا عموم لہا فخصنا ہذا شیء بالعرف کا عدم مشایخ بلع مصنف
 نے اپنی شرح میں کہا اور علما نے تصریح کی ہے کہ دلالة النص میں عدم نہیں تو دلالة النص کسی چیز کی تخصیص نہ ہوگی جیسا کہ مشایخ بلع نے لگان کیا ہے ہم جزیلی میں ہے کہ مشایخ
 بلع اور نسفی نے عمل طعام کو بعض محمول درجہ ثوب کو بعض منوع کا اجرت پر جانو کہ ہر ایک اپنے اپنے لفظ کے تمامل درجہ کے سبب اور جو اسکو جائز نہیں جانا وہ اسکو فقیر محمول پر
 محمول کرتا ہے حالانکہ قیاس متروک ہو جاتا ہے تفاوت سے اور اگر یوں کہیے کہ عدم جواز لفظی قیاس نہیں بلکہ فقیر محمول کے فعل اسکو شامل ہے باعتبار دلالت کے تو اس محمول
 ہوجاتی ہے تفاوت سے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ استصناع میں قیاس متروک ہے اور قواعد شریعہ سے اسکی تخصیص ہوگی ہر تعامل کے سبب اور ہر مالے مشایخ اس
 تخصیص کی جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ ایک بل شریک کا رواج ہے اور اس حدیث فقیر محمول کی مخصوص نہیں ہو سکتی بخلاف استصناع کے کہ اس کا رواج مع بلا دین ہو گیا
 ہے اور ایسے رواج سے لہذا قیاس متروک ہو جاتا ہے اور حدیث اور اثر مخصوص نہ ہوا ہر امتی و ضمایر میں ہر اگر کوئی کہے کہ ہم قیاس کی ترک نہیں کرتے بلکہ دلالة النص سے
 بعض نے معنی فقیر محمول کو تفاوت اور رواج کے سبب مخصوص کر کے ہیں چنانچہ مشایخ بلع نے ثیاب میں تخصیص کی ہے اپنے شہر کے رواج سے میں کہتا ہوں دلالت نہیں
 میں عموم ہے نہیں کہ اسکو مخصوص کیجیے کہ ثانی الطحاوی استاجر حیوان النحر کہ لکھتے دقیق الیوم بدرہم سندت عند الامام مجہد میں العمل الوقت ولا ترجع لذلک
 یستفنی لئلا ینفذ حلقہ قولہ الیوم او علی ان تفرغ الیوم ما باند اجماعا یا ناں پر سے اجارہ کیا کہ اسکو اتنے آئے مثلاً ایک فقیر ہر اشکال آج روٹی پکا دے یا کہ دم کہ مزدور
 پر تھا بار و فاسد ہوا ہم کے نزدیک بسبب طارینے مستاجر کے عمل در وقت کو اور دونوں ایک کو ترجیح نہیں تو مجھو کہ وہاں اگر بجا الیوم کے فی الیوم کے یا اس شرط پر
 اجارہ کر کے اگر جبران پر ہے کہ فرقت پائے تو اجارہ جائز ہوگا اتفاق امام اور صاحبین کے ہم جب عمل در وقت میں اجتماع ہوا تو دونوں اجارہ کی لیاقت رکھتے ہیں

اور کوئی نہیں ہے اولی نہیں تو جمالت باعث نزاع مفسد بقدر ہی اور اگر فی الیوم کیسا کہ تودہ طرف ہوگا اور ضرورت طرف کا مستغرق نہیں ہوتا تو کیوں یاوں کیسا کہ اگر
 زمین پریم بین تو فراغت ہو تو یہ قول تعیل کا مفید ہر توان پر ہی معقود علیہ شہری بخلاف لفظ الیوم کہ انی العنایہ مختصر اور ارضاً بشطران میں نہایت مختصر
 زمین اور کیوں کیسا کہ ہمارا النظام اولیہ فیہما لبقا و اثرہ الافعال لربہ لادھن فلو لم یبق لم تعسید یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر کو دو بار جوئے یا
 شہر پر کہ زمین کی بڑی نہ ہو نہ کو کو دے اور ضامن کرے یا زمین میں مستاجر چاروں لے تو اس کو سبب باقی بہت ان کا مونکہ اخذ کے مالک زمین کے واسطے تو اگر
 انکا کچھ اثر باقی نہ رہے تو اجارہ فاسد ہوگا ہم دو بار جوئے سے مراد یہ ہے کہ ایک بار مستاجر اپنی زراعت کے واسطے جوئے اور دوسری بار مدت اجارہ کے بعد پھر جوئے
 جسے اور ہمارے نظام کی قید اس واسطے لگائی کہ جداول یعنی نالیوں کے کو دینے کی شرط زراعت مستاجر کے سینچنے کے واسطے مفسد اجارہ نہیں اور اس کا قیاس
 یہ ہے کہ جو شرط اجارہ کی مناسب ہو وہ مفسد نہیں اور اجارہ اراضی کا فقط مستاجر کی منفعت کے واسطے ہوتا ہے جو جس فعل سے فقط مستاجر نفع ہوتا ہے جوئے
 اور بونا اور سینچنا تو وہ مناسب عقیدہ ہے اور جس فعل سے فقط موجد کو فائدہ ہو وہ مستاجر کو وہ شرط خلاف عقیدہ ہے مثلاً اجارہ ہے چنانچہ غلیم کا گونا اور بعد مدت اجارہ پانی
 ڈالنا اور زمین کو جوئے کہ موجد کو دینا کہ انی الخطاوی او بشرط ان یرعہما بزرعہ ارض آخری لما یجی ان الحبس بانفرادہ بحرم النساء یا اس شرط سے
 اجارہ لیا کہ مستاجر زمین میں زراعت کرے دوسری زمین کی زراعت کی اجرت پر یعنی اجرت زراعت یہ مقرر ہو کہ موجد مستاجر کی زمین میں زراعت کرے مگر
 اجارہ فاسد ہے اس واسطے کہ ان کے ذکر ہو گا کہ فقط اتحاد جنس یعنی بلا تحقیق مقدار تاخیر کو حرام کر دیتا ہے ہم او یہ ہے کہ ایک نوع کا اجارہ دوسرے جنس نوع سے
 چنانچہ اجارہ کیسے کا سکتے سے اور کو ب کا کو ب فاسد ہے اور شایع کی تعلیل میں اعتراض یہ ہے کہ حرمت تاخیر کی مقدرات میں ہے اور یہ ان مقدرات میں گنجا
 نہیں تو بہتر تعلیل یہ ہے کہ اجارہ غلات قیاس جائز ہو یا ہر حاجت کے واسطے اور متحد الحبس والمنفعت کے اجارہ میں کچھ حاجت نہیں تو اپنی اصل پر ناجائز باقی رہا بخلاف
 مختلف الحبس اور اتحاد جنس میں اگر استیفاء و منفعت ہو گا تو طہارہ و ایتہ میں اجرت مثل واجب ہوگی کہ لائنہ الزیلعی بتقریر و قول و سندت جو بارہ شرط ہو
 جو دفعی الخ اور اتان کا یہ قول یعنی سندت کا لفظ جواب ہے اس شرط کا یعنی و لو دفع غلہ الخ کا یعنی شرط مذکور ہو گئے ہر معطوفات کا جواب ہو صحت لو استاجر اعلی
 ان یکیرہا ویزرعہا ویتقیرہا ویزرعہا لانه شرط تعین القدر و اجارہ ہمیں ہر اگر زمین اس شرط پر اجارہ کی کہ مستاجر جوئے اور ہو دے یا اس کو سینچے اور کو
 اس واسطے کہ اس شرط کو وہ عقد مقفی ہو و لکن استاجر لعل طعام مشترک بینہما فلا اجر لہ لانه لا یعمل بشیئا الا لایق بعضہ لنفسہ ولا یتحق الاجر اور اگر ایک شریک نے
 دوسرے شریک سے اجارہ کیا اس غلہ کے لادنے کا جو دونوں میں مشترک ہے تو اس کے واسطے کچھ اجرت نہیں اس واسطے کہ شریک امیر کوئی چیز عمل میں لاوے گا
 مگر بعض عمل خود امیر کے واسطے واقع ہو گا تو اس واسطے اجرت کا مستحق نہ ہو گا مگر اور اگر شریک کی ناو یا خرمی طعام مشترک کیواسطے اجارہ لے تو صحیح ہے اور اگر شریک
 غلام یا جانور کو اجارہ لے تو صحیح نہیں کہ انی الاولو الحیۃ کہ امین استاجر الہین من الہین فاند لا اجد النفع بلکہ بطرح راہن اگر مرہون کو کہیے کہ مرہون ہے تو مرہون
 کے واسطے اجرت نہیں بسبب فائدہ لینے راہن کے اپنی ملک سے ہم حقیقت اجارہ یہ ہے کہ ملک منافع بعوض ہو اور مرہون تو منافع مرہون کا مالک نہیں
 ملک کا مالک ہو اور راہن ہر چند بسبب تعلق حق مرہون کے مرہون میں تصرف نہیں کر سکتا پھر جب حق مرہون کا اجارہ دینے سے باطل ہو گیا تو وہ اپنی
 ملک سے منفع ہو ازوال لہ کے سبب سے وہی جواب الفتاویٰ لو استاجر عما فاندخل الموضع بعض اقدار الحما لا علیہ لانه لیسیر بعض المقود طایر ہو منفعت
 الحما فی المدة ولا یسقط شی من الاجر لانه لیس معلوم اور جہا الفتاویٰ میں ہے اگر عام اجارہ لیا سو موجد اپنے بعض جناب کے ساتھ تمام میں داخل ہو اپنی
 کیواسطے تو موجد پر اجرت ثابت ہوگی اس واسطے کہ بعض معقود علیہ یعنی حرام کی منفعت مدت کے اندر خود واپس لے لیا اور کوئی چیز اجرت سے ساقط ہوگی اس واسطے
 کہ بعض معقود علیہ معلوم نہیں استاجر عظام نہ کہ انہ زیر عظام او اسی شہری زیر عظام سندت الا ان عظام اللہ و عظام الناس کیسا کہ مرہون اجارہ لی
 اور یہ بیان کیا کہ اس میں زراعت کی گنجائش نہ ہوگی لہذا تو اجارہ فاسد ہوگا مگر یہ کہ مستاجر ہم سے اس میں کہ جو چیز چاہو نہ ہوگا مگر نہ ہوگا تو اس سے

من اجار دارہ اسمین جمالت مفیدہ جارہ نہیں بسبب واقع ہونے عقد کے سکنی پر اور سکنی مختلف چیز نہیں چنانچہ اول باب میں مذکور ہو چکا و اذا
 شرت فزرہما من فضی الراجل یا زوجیۃ فملہ المسمی فی حسانہ و کذا لولم یقبل الراجل لارتضاع الجارۃ بالزراعتہ قبل تمام المقدلت فارزین قولہ فی فضی الراجل کا بیان
 فی شرح الجارۃ نکاح لے اور جارہ مذکور ہو چکا فاسد ہوا پھر ستا جرنے کو فی چیز دوسری سوہت جارہ منقضی ہو گئی تو جارہ بھی ہو گیا اور اس کے واسطے اجر بھی
 بطریق استحسان کے لازم ہو گا اور اس طرح اگر مدت منقضی ہو گئی تو محلی جارہ صحیح ہو جائیگا بسبب در ہو جانے جمالت کے زراعت کرنے سے قبل تمام ہونے
 مقدسینی قبل از مدت میں کتا ہوں تو اگر مصنف اپنا یہ قول یعنی فضی الراجل کو حذف کرنا صریح قاضی خان نے شرح جامع میں حذف کیا ہے تو بہتر ہو گا تمام
 طحاوی نے کہا کہ اگر شایع یہ ہے تمام العقد تمام المدۃ کتا تو بہتر ہوتا و ان ستا جرحا را لے بفاد و لم یسمی فملہ العقد فملہ الجارۃ لم یضمن لفساد و الیہ و الیہ
 الا نہ کما فی السیوۃ اور اگر کہہ دیا بفاد تک کر لیا اور جو بھی بیان نہ کیا کہ کتا پھر اس پر حمل متنا و لا داسو گدھا م گیا تو مستاجر پر ضمان نہیں ہے بسبب فساد ہونے
 جارہ کے تو عین یعنی جارہ کی چیز امانت ہے جیسے جارہ مسمیہ میں امانت ہو م بہتر تفسیل مسئلہ یہ ہے کہ حمل متنا و لا داسو گدھا م گیا تو مستاجر پر ضمان نہیں ہے بسبب فساد ہونے
 کی طرف منصرف ہے اور گدھا امانت اس واسطے ہو کہ بان مالک مقبوض ہے اور اس کا خلاف امر نہ پایا گیا تو تادان کی کیا وجہ ہر فان بلغ فلہ المسمی المام فی الارض
 پھر اگر کہہ دیا کہ بفاد میں ہو چکا تو اجر مسمی ثابت ہو گا اس دلیل سے جو زراعت میں گذر گئی یعنی جمالت منفع ہو گئی قبل اتمام عقد فان تنازع قبل التبرع
 فی مسئلہ الزراعتہ او الحمل فی مسئلہ فسخت الارض و فساد لقیما مہ بعد پھر گرد و وزن میں نزاع واقع ہو ا کھیت ہونے سے پہلے زراعت کے مسئلہ
 میں یا محل میں نزاع واقع ہو جائے اسی مسئلہ میں تو جارہ نسخ کر ڈالا جائے دفع فساد کے واسطے بسبب قائم ہونے عقد کے ہنوز مستاجر واجب ہے جارہ فی
 بعض الطرق وجب علیہ اجر و اگر کب قبل انکار و لا یجب لما بعدہ عند ابی یوسف لانہ بالجور و ما یجانبہ و الابراء الضمان لا یجتمعان و عند محمد
 یجب للمسمی در و کتا لا قول الامام بانہ جارہ لیا پھر جارہ کا انکار کیا پھر راء پھر کہ تو مستاجر پر تدر اس مسافت کے جس میں وہ سوار ہوا قبل انکار کے اجر نہ
 لازم ہو گا اور بعد اس مسافت کے اجر واجب ہو گا ابویوسف کے نزدیک اس واسطے کہ مستاجر انکار جارہ سے غاصب ہو گیا تو اس پر تادان لازم ہوا اور
 اجر تادان مجتمع نہیں ہونے اور محمد کے نزدیک تمام اجر واجب ہے کہ ان فی الدار و شاید کہ اس مسئلہ میں امام کا کوئی قول نہیں ہے بلحاوی نے کہا انکار
 کہ انکار جارہ کے بعد گواہ قائم ہوں چنانچہ کام فقہا اسپر دالت کرتا ہوں فی الاشباہ و القریب المجوز فان قبل فادہ الجارہ والا و کذا فی الصباغ و النشاج اور اس بنا
 میں ہے کہ دعویٰ ملے دھوئے سے انکار کیا پھر کڑا اعلیٰ یعنی مقرر ہو کر تو اگر کڑا اسے دھوا انکار سے پہلے تو دعویٰ کی اجرت ہے اور نہیں تو اجرت نہیں ہے
 یہی حکم ہے زنگریز اور جولا ہے کام یعنی اگر زنگریز نے کڑا رنگا انکار سے پہلے تو اجرت ہے اور اگر بعد انکار کے رنگا تو صاحب ثوب مختار ہے چاہے کڑا لے اور اس قدر
 قیمت لے جس قدر رنگت لے کر کڑے کی قیمت زیادہ کر دی اور چاہے رنگین کڑا لے اور سفید کڑے کی قیمت کا تادان زنگریز سے بھرے اور جولا ہے لے اگر کڑا
 انکار کڑا لے تو اس کی اجرت ہے اور اگر بعد انکار بنا تو اجرت نہیں تو کڑا جولا ہے کا ہر اور اس پر سوئ کی قیمت ہے کہ لے لے لولہ لولہ لولہ اس بیان سے اشباہ و القریب کا حال
 مفصل ہو گیا جارہ المنفعۃ بالمنفعۃ کذا اذا اختلفا جسا لا یتجران سکنی و اربزراۃ ارض جارہ و ایاک منفعۃ کا دعویٰ منفعۃ سے جائز ہے جبکہ دونوں
 منفعۃ مختلفہ الجنس ہوں جیسے جارہ لینا گھر کی سکونت کا زمین کی زراعت کے حق ادا ہو کر لا یتجران جارہ السکنی واللبن باللبس و اگر کو ب بالکو ب و کو
 واک لما اقران الحبس بانقراد و حرم النفس انجلہ للثقل باستیفاء النفع کما مر لفساد و التقاد و جبکہ دونوں منفعۃ متو الجنس ہوں جیسے جارہ سکنی کا سکنی سے لے لے
 لاس کا لباس ہے اور سواری کا سواری سے اور مانند اسکے اس واسطے کہ متحقق ہو چکا ہے کہ جس نقطہ بذات خود بلا متحقق مقدار دھار کو تمام کڑا لے تو اس پر تادان
 سے اجرت شل واجب ہو گئی چنانچہ مذکور ہو چکا بسبب فساد ہونے عقد کے استا جرحہ لیسید لہ و یحیط لہ فان وقت لذلک و وقتا جارہ ذاک شیک کا مقرر کیا
 ایک شخص سے استا جرحہ اسلے شکار کرے یا کو دیان اسکے واسطے لا یتجران اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو یہ شیک جائز ہے چنانچہ بیچ سے شام تک اس کے واسطے مقرر کیا جائے

که یہ منفعت پر اجارہ ہو اور وہ تسلیم نفس سے حاصل ہو تا جو خواہ شکار کرے یا لکڑی کرے کیونکہ یہ امر خاص ہے اور اجیر خاص میں بیان وقت ضروری ہے والا فلا فلان وقت
 معین الحطب منہ اور اگر کسی واسطے وقت معین نہ کیا تو اجارہ مذکورہ جائز نہیں اور اگر وقت معین نہ کیا اور اگر بیان معین کر دین تو اجارہ فاسد ہو والا
 از اعین الحطب ہو تا جو الحطب ملکہ فیہ زعمی و بیعتی حیرتہ علیہ کہ عدم تقرر وقت میں لکڑی میں کوئی حد و حاکم لکڑی مستاجر کی ملک ہے تو اجارہ جائز ہے
 کہ انی الحطبی اسکا مفتوی دیکھا ہو کہ انی السیر فیہ یعنی اگر دن کا ذکر ہو گا تو شکار اور لکڑی مستاجر کی ہوگی اور اجارہ صحیح ہوگا مفتوی حاوی میں مذکور ہے فیہ
 میں تو عدم جواز ہے اگر یہ یوم مذکور ہو چنانچہ نسخ الغفار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ فیہ الطحاوی فریغ مسائل مختصہ شات کے استاجرا مراد ہے فیہ فیہ اللہ لکڑی و البیع
 حیرتہ فیہ زعمی کہما کہ ہاے کیا ہے کہ واسطے امرت پر رولی چاہئے تو جائز نہیں اور بیچنے کے واسطے زوجہ سے روٹیاں پکوانا تو اجارہ جائز ہے کہ انی السیر فیہ ہم
 ہم ہوا کہ اگر یہ ہے کہ بیچنے کے واسطے زوجہ پر رولی چکانا واجب ہے باعتبار دیانت کے واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کام ہاٹ دیکھے تھے علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا
 علیہما السلام پر تو گوہر کے کام حضرت زہرا پر مقرر ہوئے اور باہر کے کام حضرت مرتضیٰ پر لکڑی لکڑی الطحاوی کی عبارت وار الزوجہما منسکنا ہا فلا اجرا شاد و غنائیہ قلت لکن
 انی حاشیہما تنویر البصائر عن المصنعات غیر اللکبری قال قاضیخان ہذا الفتوی علی صحیحہا التبیہا فی السکنی فیہ فیہ زوجہ نے اپنے لکڑی زوج کو اجارہ دیا ہے دونوں
 اس گھر میں رہتے تو لکڑی نہیں کر لے لے لاشیاء و الخانیہ یعنی سو اسطے کہ سکونت کی منفعت موجود استاجرہ دونوں کو حاصل ہے نہ فقط مستاجرین کے تہا میں لکڑی
 کے حاشیہ تنویر البصائر میں مصنعات سے نسبت یافتہ سے کہے یہ منقول ہے کہ قاضیخان نے کہا کہ یہاں اجارہ مذکور کی محبت پر فتویٰ ہے سو اسطے کہ زوجہ
 زوج کی تعلق ہو سکرت میں تو اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے ہم لکڑی لکڑی نے کہا کہ فانیہ یعنی فساد قاضیخان میں تو عدم جواز مذکور ہے شاید کہ فتویٰ جواز کا شرح جانے
 یا شرح زیادت میں قاضیخان نے ذکر کیا ہوا تھی اور یہ بھی حتم ہے کہ عدم جواز کا قول ظاہر الروایہ ہے اور جواز کا قول مفتی ہے ہو و اما علم و اجازۃ الماشیہ فیہ
 اور و من ان ذکر العمل والمیۃ بزارہ اور جائزہ ہوا مشاہد لکھی کرتے وال کا دھن کے سنگار کے واسطے اگر عمل یا مدت مذکور ہو کہ لے الزاد یہ ہم شربہ لالی
 نے شرح و ہا بنیہ میں کہا العمل والمیۃ کا وادہنی او ہے و اجازۃ الفقاۃ والفریح الما و بیعتی لعدم البیوعی و مصنعات اور جائزہ ہوا کارہ اور نہ کارہ کا ہے
 اسی قول کا فتویٰ ہے عموم حاجت کے سبب سے کہ لکڑی المصنعات میں یاں کا اجارہ جائز نہیں قیاس میں اسواسطے کہ استہلاک عین پر عقد وارد ہے اور حالانکہ
 اجارہ ہوتا ہے منافع عین پر نہ استہلاک عین پر لیکن عموم حاجت کے سبب سے اجازت کا ذکر ہے پر فتویٰ ہوا ہے

باب ضمان الاجیر

یہ باب ہر مزدور کے تادان کے احکام میں الاجیر علیہ ضامن مشترک و خاص مزدور و قسم پر ہیں ایک جیر مشترک در دوسرا جیر خاص الاول میں لعل الحکمۃ
 الاولان کا لعل الحکمۃ در اول یعنی اجیر مشترک وہ ہے جو سب کا کام کرے فقط ایک شخص کا کہ ہے چنانچہ درزی اور تھیلے کے چنانچہ رنگہ ریز اور دھوبی کہ بہت شخصوں کے
 کپڑے دھوتا ہے فقط ایک شخص کے اولیٰ عمل لعل غیر موقت کان استاجرہ لعلیہ فی بیتہ غیر مقید بہ کان ایہ اشتراک دان لعل لیسرہ یا اجیر مشترک وہ ہے جو
 ایک شخص کا کام کرے بلا تعین وقت چنانچہ مستاجر نے درزی کو سینے کے واسطے رکھا اپنے گھر میں بلا قید مدت اس صورت میں درزی جیر مشترک ہوگا اگرچہ
 درزی غیر مستاجر کا کام کرے او موقتاً بلا تخصیص کان استاجرہ لعلی غنمہ شہر اندر ہم کان مشترک الا ان لیل قول ولا ترعی غنم غیر می و یستفیع یا اجیر مشترک وہ ہے
 جو عمل موقت بلا تخصیص کرے چنانچہ ایک شخص کو اجارہ لیا اپنی بیٹری کر یونے چائے کے واسطے ایک مہینہ دم کی مزدوری پر تو عدم خصوصیت مستاجر سے وہ اجیر مشترک
 ہوگا لکڑی کہ مستاجر سے یون کے کہ نہ چرائیو میرے سوا اور شخص کی بکریوں کو اور لکڑی کے بیابا ہوگا و فیہ جابر الفتاویٰ استاجرا کا لیسرہ تو بہم اجر الیما لکڑی نہیں لکڑی صرحت
 القحطی ان المقننہ لعل المصنفہ اور جابر الفتاویٰ میں ہے کہ جولا ہے کہ اجارہ لیا نا کپڑے پیراں جولا ہے یعنی ان کا دوسرے شخص سے اجارہ کیا تو وہ حقین صحیح ہیں اسطے
 کہ مقننہ علی عمل جو نہ غنم ولا یستحق الماشیہ مشترک الاجر حتی لعل القصد او نحوہ کقتال و حمل و ملح و دلال اور اجیر مشترک جبر کا مستحق نہ ہوگا بیک عمل کرے چنانچہ جولا

اعلیٰ میں عدم تادان سے عدم تجاوز عن المتعاد مراد ہو لیکن قومی تقسسانی قول صدر الشریعہ فقہیہ لیکن تقسسانی نے صدر الشریعہ کے قول کی تقویت کی ہے جو غیرہ کا قول نقل کر کے تو خبر دار رہنا ہم شارح نے اس تنبیہ سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جو تقسسانی میں محیط وغیرہ سے منقول ہے وہ آسان اور لائق تر بنیعت ہے کہ ان فی الخطاوی و فی المقتیہ ہذا اذ المکین رب المتاع او کیلہ فی السفینۃ فان کان لا یضمیر فی المکتبہ تجا وز المتعاد لان محل العمل غیر مسلم الیہا درینہ میں ہو کہ یہ یعنی کشتی کے غرق ہونے سے تادان لازم ہونا اسوقت ہے جبکہ اسباب مالک یا اسکا وکیل کشتی میں موجود نہ ہو اور اگر موجود ہو تو ملاح پر تادان نہ ہوگا جبکہ وہ درختہ سے تجاوز نہ ہو گیا ہو اسواسطے کہ عمل کا محل ملاح کی طرف غیر مسلم ہے یعنی فقط اجیری رہا ان نہیں بلکہ صاحب متاع یا وکیل اس کی بھی ان ہی تو قصور نقطہ اسکی طرف منسوب ہوگا و فیہا محل بل المتاع متاع علی الاربعہ در کہہا فسادا مالک اسی نصرت و نفس المتاع لا یضمیر لہا جماعا اور دینہ میں اگر کہ اسباب کے مالک نے اپنا اسباب جانور پر رکھا اور اس پر سوار ہوا پھر اسکو گریہ کرنے والے نے ہانکا اور وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور اسباب تباہ ہو گیا تو اس پر تادان نہیں بالاتفاق یعنی اسواسطے کہ محل عمل اسی کی طرف مسلم نہیں تلت و قد منعنا عن الاشباہ معزیا لہ یلی علی ان الودیۃ بجاہر مضونۃ علیہ غفلت ان کتا ہوں ہمیشہ اشباہ سے نسبت بنیعی مقدم ذکر کیا ہو کہ ودیعت بیوضا جرت کے لازم الضمان ہو جاتی ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم خطاوی نے کہا اس مسئلہ کی مناسبت اختلاف میں مجبوج معلوم نہیں ہوتی ولا یضمیر بہ ہیکل و ہم مطلقا مع غرق فی السفینۃ او سقط علی الاربعہ وان کان بسوقہ او قودہ لان الادی لا یضمیر لہا بقیمہ البتہ و اجتنایہ لازمہ فیہ جو آدمی ناؤ میں ڈوب گئے اسکا تادان یعنی ودیت لازم نہیں ہوتی طالع پر طرح خوام آدمی سفیر ہو یا کبیر بقول صحیح کذا فی الزیلعی یا آدمی اگر پڑا جانور سے تو تادان نہیں اگرچہ مکاری کے جانور ہاں لکن یا کھینچنے سے گر گیا ہو اسواسطے کہ آدمی کا خون بہا اعتداسے لازم نہیں ہوتا بلکہ جنایت سے لازم ہوتا ہے اور یہ ان جنایت نہیں اسواسطے کہ اسکا اذن ہو اس میں یعنی کشتی چلانے اور جانور کے ہانکنے میں وان انکسرون فی الطريق ان شادالما مالک ضمن الحمال تمیہ فی مکان حملہ و اما اجراونی موضع الکسرا جہ حسابا اور اگر شکار میں ٹوٹ پھوٹ گیا اگر مالک چاہے حال سے تادان ہے اس قیمت کا جو شکار کی قیمت ہے جو محل کے مکان میں اور اسکو اجرت نہ دے یا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تادان ہے اور راہ کے حساب کے موافق اسکی اجرت دے یعنی اگر نصف راہ چل گیا ہو تو نصف اجرت اور اگر ربع راہ چلا ہو تو ربع اجرت دے و ہذا لو انکسر یصنعہ والابان زاحم الناس فی انکسر فلا ضمان خلافا لہما اذیرہ تادان اسصورت میں ہے اگر شکار اسکی فصل اور کتبے ٹوٹا اور اگر ایسا نہ ہو یعنی لوگوں نے اس پر هجوم کیا ہو پھر وہ ٹوٹ گیا ہو تو محال ہے تادان نہیں بخلاف صاحبین ہم صاحبین نے کہا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تادان واجب ہے اور اجرت اسکی لازم ہے اور مالک کو اختیار مذکور نہیں ہے کہ نہ فی الخطاوی ولا ضمان علی حجام و نہ فی ای بطار و فسادا و ہم سچا و الموضع المتعادل و تادان نہیں حجام پر یعنی پچھنے لگانے والے پر اور سلوتری پر اور دیون کی قسط کھولنے والے پر جو مکان متاع سے تجاوز نہیں کر گیا ہم یعنی جس نے موضع مقرر ہی سے پچھنے لگائے اور نشتر زنی میں تجاوز نہیں کیا اور آدمی یا جانور تلف ہو گیا تو حجام با جرح پر تادان نہیں فان جاوز المتعاد ضمن الزیادہ کلہا اذ الم یہلک المجنی علیہ پھر اگر جراح وغیرہ مکان متاع سے بڑھ گیا یعنی بے موقع اپنے نشتر لگایا تو پوری زیادت کا احسبہ تادان لازم ہوگا جبکہ شخص زخمی ہلاک ہو گیا ہو ہم خطاوی نے کہا تادان زیادت کا طریقہ بیان نہ کیا اور شاید کہ سلوتری میں یہ مراد ہو کہ جانور کی قیمت متور کیجیے اسے زخم ماؤن کہ ساتھ پھر اسکی قیمت لیجائے زخم زائد کے ساتھ اور اس طرح غلام کی قسط اور حجامت میں دونوں طرح قیمت ٹھہرائی جائے اور اگر زائد ہو تو وہ غلام ٹھہرایا جائے بکیفیت متقدمہ و اصل علم وان ہلک ضمن نصف و فیہ النفس تلفا بماؤن فیہ وغیرہ ماؤن فیہ نصف اور اگر زخمی ہو گیا تو جان کی نصف دیت کا تادان احسبہ لازم ہوگا اسواسطے کہ جان کی ہلاکی ہوئی تو فعل سے ایک ماؤن دوسرا غیر ماؤن تو تادان نصف نصف ہوگا یعنی مالک کا اذن یہ تھا کہ موضع متعاد میں نشتر لگایا جائے پھر جب موضع متعاد سے زیادہ ہو گیا تو یہ غیر ماؤن ہے پھر جب دونوں فعل سے ہلاکی ہوئی تو ماؤن کا حصہ سا قہ ہو گیا اور غیر ماؤن کا تادان لازم ہوتا ہے ہم ترجمہ علیہ بقولہ فلو قطع النخشان الحشفۃ وبربی القطع تجوب علیہ دیت کا طہ لاندہا بری کان علیہ عثمان الحشفۃ وہی عضو کا مل کا لسان

پھر سخت نے قول سابق پتھر میں اپنے اس قول سے کی تو اگر قنہ کر لیا لے لے سپاری کاٹ ڈالی اور شخص متطوع چنگا ہو گیا تو جراح پر پوری دیت لینے جو ہر
 پر واجب ہوا اس واسطے کہ جب وہ اچھا ہو گیا تو اس پر سپاری کا نادان واجب ہوا اور سپاری عضو کا مل ہی زبان کے مانند منہ عضو کا مل ہی یعنی عضو مقصور
 ہو چکا ثانی نہیں نفس میں تو اس کا بیل مقدم بیل نفس ہو گا چنانچہ قطع لسان میں ہی رازی نے کہا یہ عجیب مسئلہ ہے کہ حصول محبت میں تو اکثر واجب
 ہوا اور ہلاکت میں اقل کذا فی الخطا دی وان مات فالواجب علیہ نصف الماحول ثلث النفس بغلیین احدہما اذن فیرد بہو قطع الجذع والاخرہ فاذن
 فیرد بہو قطع الحشفہ نصف النفس اور اگر مختون مرگیا تو جراح پر نصف جو ہر واجب ہو سبب حاصل ہونے ہلاکی جان کے دو فسلون سے ایک فعل تو
 نہ ہو چیمین اذن تو حائضی کھڑی کا کاٹنا اور دوسرا فعل وہ ہو چیمین اذن نہیں یعنی سپاری کاٹ ڈالنا تو جراح پر اس سبب سے نصف تاوان میں لینے
 نصف دیت لازم ہوگی ولو شرط علی العمام او نحوہ العمل علی وجہ الایسری الیصلح لانه لیس فی وسعہ الا اذ نزل غیر العتاد فیضیم جہادیر اور اگر جہادیر سے اس طرح
 کا عمل شرط ہوا جو ملک کی طرف نہ ہو تو اسے تو یہ شرط صحیح نہیں اس واسطے کہ یہ بات اس کے اختیار اور قابو میں نہیں مگر جبکہ فعل غیر متناظر ہو گیا تو تاوان کا کذا
 فی العمدیر وغیرہ اسل صاحب الجلیط من فساد قال لغلام او عبد ففسد فی نفسه ففسد بمعنا دافات بسبب قال تجب یہ الحروف یتیم العبد علی عاقلة العمدیر لا نہ خطا
 اور عادیہ میں ہو کہ صاحب محیط سے اس فساد کو حکم ہو چکا گیا جس سے نابالغ آزاد یا غلام نے کہا کہ میری فساد کھول سو لے فساد متناظر ہو گیا تو اس کے سبب سے
 وہ مرگیا صاحب محیط نے جواب دیا کہ آزاد کا جو ہر اور غلام کی قیمت فساد کی حمایت والی برادری پر واجب ہو گیا اس واسطے کہ قتل خطا کی راہ سے ہو یعنی اس کو
 اگر اسے قتل کا قصد نہیں کیا بسبب عدم مجاوزت فعل معتاد کے و سئل عن فساد ناکما و ترکہ حتی مات من السیطان قال یجب القصاص و رد صاحب محیط سے اس
 فساد کے حکم کا سوال ہوا جسے سوتے آدمی کی فساد کھولی اور اس کو چھوڑا بلا بندش زخم یہاں تک کہ وہ مرگیا خون کے بہنے سے جو باید کہ فساد پر قصاص واجب ہے
 یعنی اس واسطے کہ بھاڑ نڈال چیز سے اس کو قتل کیا و الثانی وہ ہو الا جیر الخیاص و سئل عن فساد و رد و رد کی دوسری قسم امیر خاص ہو اور اس کو اجیر خاص کہتے ہیں
 یعنی ایک شخص کا اجیر و ہو من لعل لہ احد مملو موقتاً باخصیص و اجیر خاص وہ ہو جو ایک مستاجر کا عمل موقت کرے تخصیص کے ساتھ ہم قدر سی سنے کہا
 اگر اگر چند شریکوں نے اپنی مشترک مجموع بکریاں چرانے کی واسطے ایک شخص کو بقدر واحد مقرر کیا اس شرط پر کہ ہمارے سوا اور کسی کی بکریاں نہ چرائے تو وہ بھی
 امیر خاص ہی اور اس طرح بزاریر اور محیط میں ہی تو معلوم ہوا کہ مستاجر و اعداء ہر حقیقی ہو یا مملی اور عمل موقت کی قید اس واسطے لگائی تا وہ اجیر نکلا جائے جو ایک
 مستاجر کا کام کرے بلا موقوفیت چنانچہ خیار و دیگر ایک شخص کی کڑا سیر اور سینے کی مدت مذکور ہو تو تخصیص کی قید سے وہ اجیر خارج ہو گیا جو ایک شخص کا کام کرے
 مقرر کر کے اور مستاجر نے اس سے یہ شرط نہ کی ہو کہ میرے سوا کسی اور کا کام نہ کرنا کذا فی الخطا دی و سئل عن الاجیر تسلیم نفسه فی الدار جو ہر وہاں علم لعل لمن استنصر
 شہر الخیر مہ و شہر الرعی الغنم المسبی اجیر مسی و اجیر خاص اجیرت کا مستحق ہوتا ہی اپنی ذات کی تسلیم سے یعنی مدت میں حاضر ہونے سے کذا فی الجوہرہ اگر بعد
 حاضر ہونے کے کام نہ کرے مانند اس شخص کے جو ایک مہینہ نوکر ہوا خدمت کے واسطے یا ایک مہینہ معین بکریاں چرانے کے واسطے معین درما ہے پر
 سم خدمت سے مراد مستاجر کی خدمت اور اس کی خدمت ہو اور اولاد کی خدمت ہو اور خدمت معتاد کا وظیفہ صبح سے ہوتا و قتیقہ لوگ سوئیں عشا کے بعد کذا فی الخطا دی
 بخلاف مال و اخرہ لرد بان استاجر الرعی شہر احیث یكون مشترک الا اذا شرط ان لا یخدم غیرہ و لا رعی لیس فی تحقیقہ فی المہرہ بخلاف اس صورت کے
 کہ مستاجر عمل کو اول ذکر کرے اور مدت کو پیچھے ذکر کرے اس طرح کہ اجیر کو اجارہ دے چرانے کے واسطے ایک مہینہ تو اب وہ اجیر مشترک ہو گا مگر جبکہ مستاجر یہ شرط کرے
 کہ اجیر کسی کی خدمت نہ کرے سوا اس کے اور کسی کی بکریاں نہ چرائے سوا اس کے تو اس تخصیص سے باوجود خیرات مدت اجیر خاص ٹھہر گیا اور تحقیق اس کی مدت میں
 ہر دم درمیں یوں مذکور ہو کہ خدمت اور چرانے کا اجیر اس وقت اجیر خاص ہوتا ہی جبکہ عدم خدمت غیر شرط ہو یا مدت اول مذکور ہو اور بعد اس کا یہ ہر جب مدت
 اول کام واقع ہوا تو منافع اس کے مستاجر کے واسطے اس مدت میں مخصوص ہو گئے اور غیر کے واسطے منافع کا ہونا بھی ممکن ہو گیا اور بعد اس کے ذکر خدمت یا چرانے کا

احتمال رکھتا ہے کہ عقد عمل کیواسطے ہو تو وہ اجیر مشترک ہو جائے اور یہی احتمال ہے کہ جو عمل اجیر خاص پر واجب ہو اسکا بیان نوع مدت خاص میں منظور ہو
اسواسطے کہ اجیر خاص کی مدت کا اجارہ بلا بیان نوع عمل صحیح نہیں تو پہلا حکم یعنی مدت کا احتمال سے تنفیہ نہیں ہو سکتا تو وہ اجیر خاص ہی باقی رہے گا
میں کہ سکے خلاف کی تفصیل تقسیم عمل کی شرط سنئے ہو تو اب تقسیم سے اجیر مشترک ٹھہرے گا اور اگر مدت کو سمجھے ذکر کریگا تو اب اجیر مشترک ہوگا بدلیل مذکور انتہی
منقول و بیس الخاص ان یعمل لغيره فلو عمل نقص من اجرتہ بقدر ما عمل تناوبی النوازل و اجیر خاص کو غیر کے واسطے عمل کرنا جائز نہیں اور اگر غیر کا کام کریگا
تو اسکی اجرت سے بقدر اسکے عمل کے کم کر ڈالا جائے کہ انی فتاوی النوازل وان ہلک فی المدة نصف النعم او اکثر من نصفه فله الاجرة کا طے ادا م رع
منہا شایا لما مر ان المعقود علیہ تسلیم بنفسہ جو ہر وقت ظاہر التعلیل بقدر الاجرة کو ہلک کھلا وہ ہر شیخ فی العادیۃ اور مدت اجارہ میں آدمی یا زیادہ بھٹی بکریاں ہلاک
ہو گئیں تو اجیر کی پوری مزدوری ثابت ہو جیتیک کہ بعض کو انہیں سے چر اوے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ معقود علیہ تسلیم فضل اجیر خاص ہو نہ عمل کذا
فی الجور ہذا ظاہر تعلیل یہ ہے کہ اجرت پوری باقی ہے اگر سب بکریاں ہلاک ہو جائیں اور اسکی تصریح کی ہے عمادیر میں م یعنی جب معقود علیہ تسلیم بنفسہ ہو انہ عمل
تو بعض یا کل کا ہلاک ہونا برابر ہے اور یہی قول ستون اور زلیلی کے موافق ہے تو یہ قول جو ہر کی تقلید ہلاک بعض پر مقدم ہے و لا یضمن ما ہلک فی
یہ او علیہ التعلیل الثوب من وقہ الا اذا تعد العسا فیضمن کالمعوض او اجیر خاص تاوان اسکا نہ دے جو اسکے ہاتھ میں یا اسکے عمل سے تلف ہو گیا
جیسے چھٹنا اچھے کام اسکے کوٹنے سے گر جبکہ وہ قصداً بگاڑے تو تاوان دے امانت دار کے مانند صورت تعدد و سادہ عدم تاوان اسوقت ہے جبکہ عمل معتاد
ہو اور اگر بکری کو ایسا ماسے کہ اسکی کھوپری پھوٹ جائے یا پانوں ٹوٹ جائے تو تاوان ادا کریگا اسواسطے کہ ضرب چرنے کی عقد میں داخل نہیں ہے چنانچہ لکھنا
اور ضرب خفیف سے بھی ہو سکتا ہے تم فرج علی ہذا الاصل بقولہ فلا ضمان علی من فسد فی صناع فی یدہ او سرق ما علیہ من الخلی لکونہ اجیر و حدیچہ مصنف
لئے اس قاعدہ پر تصریح کی ہے اس تواس تول سے تو تاوان نہیں دایہ پر اس لئے کہ میں جو اسکے پاس منلئے ہو گیا یا جو یوڑا سپر تھادہ چوری کیا اسواسطے کہ دایہ اجیر
خاص ہوں اجیر خاص اسوقت ہے جبکہ مستاجر کے گھر رہتی ہو اور اگر اپنے گھر لے کر لیگی ہو تو اب مشترک ہے یہی قول صحیح ہے کہ فی الاتفاقی و کذا الا ضمان علی دارل السوق
و حافظ الخوان اور اسنیطرح ناوان نہیں بازاد کے چوکیدار اور مسافر خانہ کی محافظت کر نیوالے ہوں چوکیدار اور محافظ فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اجیر خاص ہے اور
صاحب محیط کے نزدیک جیر مشترک ہے لیکن ذخیرہ میں ہے کہ اول تول پر فتویٰ ہے کہ فی المحمی عن البرجدی وضع تردید لاجل تردید فیہ العمل کان خطہ
فارسیا فیدر ہم اور ویسا فیدر ہمین اور اجرت کی تردید صحیح ہے عمل میں تردید کرنے سے چنانچہ مستاجر کا خیال ہے یوں کہنا کہ اگر تو قبلاً کو مثلاً بطور تادیبوں کے
سے گا تو ایک دم اجرت ہو اگر تو بعد یوں کے طرز پر سہیے گا تو دو دم اجرت ہیں م تردید اسواسطے صحیح ہوئی کہ مستاجر نے عمل کی دو معین متعین کو نکال دیا اور
ہر ایک کی اجرت علیہ بیان کر دی تو جالت باقی نہیں وزمانہ فی الاول کذا بخط المصنف ملحقاً فی شرحہ سببشع اور زمان عمل کی تردید صحیح ہے اول میں اسنیطرح
ہو مصنف کے خط سے متن کے ساتھ ملحق اور مصنف نے اس قول کی منع الفقاریں شرح نہیں کی اور تردید زمانی کا مطلب گے واضح ہو گیا یعنی تولد و محل
کی شرح میں م یعنی تولد و زمانہ فی الاول منع الفقاریں داخل نہیں لیکن ششمین میں داخل ہے و بخط مصنف قابل شیخنا الرطبی ومعناہ یجوز فی الیوم الاول و ان
الثانی کان خط الیوم فیدر ہم او فدا بقصد مقہر ہمارے استاد رطبی نے کہا کہ وزمانہ فی الاول کا مطلب یہ ہے کہ تردید جائز ہے پہلے دن میں دوسرے دن میں چنانچہ
مستاجر کا خیال ہے یوں کہنا کہ اگر تو نے آج کے دن قبایس تو ایک دم مزدوری ہے یا کل کے دن سی تو نصف دم مزدوری ہے و مکاتہ کان مکنت ہذا فیدر ہم او فدا فیدر ہم
اور مکاتہ عمل میں تردید صحیح ہے چنانچہ موجبات مستاجر سے یوں کہنا کہ اگر اس گھر میں تو رہیگا تو ایک دم کر لیا ہے یا اس دوسرے گھر میں رہیگا تو دو دم کر لیا ہے ہوا و محل
کان مکنت عطا فیدر ہم او فدا فیدر ہمین اور تردید صحیح ہے عمل کر نیوالے میں چنانچہ موجبات یوں کہنا مستاجر سے کہ اگر تو اس گھر میں عطا کر رکھیگا تو ایک دم کر لیا
ہے یا اگر رکھیگا تو دو دم کر لیا ہے ہوا و المسافۃ کان بہت للکو فیدر ہم و للبقیہ فیدر ہم فی تردید صحیح ہے مسافت میں چنانچہ مستاجر کا یوں کہنا اجیر سے کہ اگر تو

کو نہ بیک گیا تو ایک دم اجرت پر یا بھر تک گیا تو دودم اجرت ہو و انھل مکان خلعت شیرافندہ ہم اور بفرہ ہمین اور بفرہ لادنے میں ترے یہ صحیح ہے جو بیک
یون کہنا حال سے کہ اگر تو جو لا دیگا تو ایک دم اجرت ہو یا گیون اور دیگا تو دودم و کذا الخیر و بین ثلثہ اشیا ما و اداس طرح ترے یہ صحیح ہے جو بیک و نہ مان اور
مکان محل در داخل در ساف و داخل میں اگر اسکو اختیار دے تین چیزوں میں دو بین اور بیک تم خبر کالی لیں اور اگر چار چیز میں اختیار دے ترے یہ سے
تو چار نہیں جیسے یہ میں چار چیز کی تخمیر صحیح نہیں و بیک جرم و اجرت انانی تخمیر الزمان و بیک بخلاف فی الاول ماسی و فی الثاني جملہ فی الاول و فی الثاني جملہ
فلا یزاد علی نصف درہم و فیہ ظنا فیما اور تر دیدات مذکورہ میں سے جو چیز پائی یا بیک کی اسکی اجرت واجب ہوگی سولے تخمیر نہ دانی کے سو پہلے دن کی و دخت
میں اجرت سی واجب ہوگا اور دوسرے دن کی و دخت میں وہ اجرت مثل جو درم سے زیادہ نہ ہو واجب ہوگی اور اگر تبا کو پرسوں سے گاہ تو اسکی اجرت
مثل نصف درم سے زیادہ نہ ہوگی اور تخمیر زانی میں مابین کا غلاف ہم مابین کے نزدیک تخمیر زانی میں و دونوں شرطیں صحیح ہیں تو مثال مذکور میں ان کی اجرت
میں ایک دم اور دوسرے دن کی و دخت میں نصف درم واجب ہوگا اور ذکر کے نزدیک و دونوں شرطیں صحیح نہیں اور احوال ثلثہ کے دلائل میں یہی ہے
ہیں بنی المستاجر تنویرا و دکانا عبادة الله و دکانا فی الدار المستاجرة و اقترانی البضیوت الحیران و اول الدار لایضمان علیہم طلاقا سوا ربی ذن
ارب لدار ام لا اجارہ کے گھر میں مستاجر نے تنویرا دکان بنائی اور ہمسایوں کے بھنے مکانات یا پورا گھر جلیکا تو مستاجر پر ہر طرح تاوان نہیں خدا و اسے صاحب
کے ذن سے تنوع وغیرہ بنایا ہو یا بلا ذن شایع نے کہادری کی عبارت میں کانون یعنی بھنسی بجائے دکان مذکور ہم کانون احتراق کے مناسب ہو غلاف دکان
لیکن اگر دکان سے گاہ یا شیشہ لگی دکان مراد بھیجی تو مناسب ممکن ہو الا ان سجاد و زایہ مستعمل الناس سے و منفعہ اذا قاندا لایؤد شملہا فی التنویر و الکا نون
مستاجر مذکور پڑوان نہیں مگر یہ کہ جس طرح لوگ تنوع بناتے ہیں اور رکھتے ہیں اسے مستاجر زیادتی کے اسکی دفع میں اور اگر جلائے میں کہ دیسی اگر نہ جلائی
جاتی ہو تنوع اور بھنسی میں تو اب تاوان لازم ہوگا مستاجر جو افضل عن الطریق ان علم انہ لایسجد و بعد الطلب لایضمن کذا راجع ذن قطیقہ شاة فحاش
علی الباقی اما ان تبعھا لاند انما ترک الخطیئہ فذی لایضمن کذا راجع ذن قطیقہ شاة فحاش لایضمن کذا راجع ذن قطیقہ شاة فحاش لایضمن کذا راجع ذن قطیقہ شاة فحاش
کہ اسکو بنادیکنا تلاش کہنے کے بعد تو اسپر تاوان نہیں اسطرح وہ پرانے والا مسکی ریور سے شاد دیکھ لگی بجاکا سوچا لے والا دیکھ اگر اسکا بچہ اگر کیا تو باقی
باجا تو زلف ہو جائیگے تو اسپر تاوان نہیں اسواسطے کہ اسنے تو محافظت عذر سے جوڑی جیسے و دلیت کا دینا غیر شخص کو ڈوبنے کے وقت میں یعنی ہر چیز میں عذر
و دلیت کی بذات خود لازم ہو لیکن بعد غرق دوسرے کو دینا جائز ہے تو عذر سے ترک حفاظت موجب ضمان نہیں و قالان کان الزامی مشقہ کا معنی اور صاحبین
نے کہا کہ اگر چاہیو لا ابا میر مشترک ہو تو تاوان دے و لو غلط النعمان اکتہ التمیمہ فی النکاح لایضمن لہ فی نفسہ الذی یبطل ہما غفلان اور اگر چہ لے والے نے لوگوں کی بھڑ
پر یا ان ملاؤ الین اگر اسکو جہا کرینا اسکا ممکن ہو تو اسپر تاوان نہیں اور جلاؤن کے معین کر دینے میں اس کا قول مقبول ہے کہ یہ جائز غلط ہے شخص کا ہر
تاوان لم یکنہ منمن تمہا یوم الخلط والقول لہ فی تندر القیمہ عا ویر اور اگر اسکو جہا کر دینا ممکن نہ ہو تو تاوان دے اسے اس قیمت کا جہا لے کے دن میں اس کا نوکریت
ہو و بعد قیمت میں چہ لے والے کا قول مقبول ہوگا کہ ذانی العا ویر و لیس للراعی ان ینزی علی تسی مہا بلا ذن رہا خان فعل قطیبت منمن و ان ینزی ہا خان
فلا ضمان جو ہر دور چہ لے والے کو چار نہیں چہ جانا نہ کہ وہ پر بدن ذن و لک کے پھر اگر ایسا کر گیا اور باؤ زلف ہوگا تو اسپر تاوان لازم ہوگا اور اگر نہ خود چڑھا یا وہ
بلا فضل راعی کے تو اسپر ضمان نہیں کہنے الیہ جو ہر معنی اسواسطے کہ اسکی مرادات راعی کو ممکن نہیں کہ لطف المحادی ولا یسافر بعد استاجرہ للحدیثہ لثقتہ اور
مستاجر سفر میں نہ لجاے اس غلام کو جسکو اسنے خدمت کے واسطے پا کر کھا سفر کی شقت کے سبب سے یعنی سفر کی خدمت زیادہ تر شاق ہے سفر کی خدمت سے
الاب شرط لان الشرط اذک علیک لام کاس مگر سفر میں لیمانے کی شرط سے البتہ ساتھ لیمانہ اذکست ہر اسواسطے کہ شرط تیری مضرت یا منفعت کے واسطے زیادہ تر
ملکیت یا ملکیت کا سبب ہے یعنی شرط مشرق کے پورا کر تین آدمی کو چارہ نہیں نفع ہو اس میں یا نقصان و کذا الوعون بالسفر لان المعروف کالمشیر و لا یریطع اگر

مستاجر کا سفر میں جانا معلوم ہو تو غلام مذکور کا سفر میں لیجانا درست ہو اس واسطے کہ معروف مشروط کے مانند ہر دم معلوم ہونے کی صورت یہ ہو کہ اجارہ کے وقت وہ شخص سفر کا سامان کرتا ہو کہ ذاتی الزامی قبلا و العبد الموصی بخلاف المستاجر متہ فان لم یکن ایسا فرما بہ مطلقا لان متہ علیہ بر خلاف اس غلام کے جس کی خدمت کرنے کی مولیٰ نے موصی لہ کے واسطے وصیت کی ہو تو اسکو غلام کا سفر میں لیجانا درست ہو ہر طرح خواہ سفر میں لیجانے کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس واسطے کہ اس کا خرچ موصی پر ہی یعنی بخلان غلام اجیر کہ اس کا خرچ مولیٰ پر نہ مستاجر پر و لو سافر المستاجر بہ ملک ضمن قیمتہ لانه غاصب ولا اجیر علیہ وان سلم لان الاجر والضمن لا یجتمعان وعند الشافعی لہ اجر المثل و اگر مستاجر غلام کو سفر میں لے گیا پھر غلام مر گیا تو اس کی قیمت کا تاوان اگر لازم ہو گا اس واسطے کہ مستاجر بلا شرط لیجانے سے غاصب ہو گیا اور اس پر اجرت واجب نہ ہوگی باوجود تسلیم اس واسطے کہ اجرت اور تاوان مجتمع نہیں ہوتے اور اگر شافعی کے نزدیک اس کے واسطے اجرت مثل ہو ولا یشتر مستاجر من عبد لا یوصی محجور اگر دفعہ الیہ لاجل عملہ بعد ابدال الفرائض صحیحہ استحسننا و اگر مستاجر غلام یا سفیر ممنوع التفرق سے وہ اجرت پھر نہ ملے جو اس نے مکتوسی اس کے عمل کی جرت سے اس واسطے کہ اجارہ قرائع عمل کے بعد صحیح ہو گیا بطور استعسان کے م و وہ غلام اور سفیر اور جو جسے بلا اذن مولیٰ اور ولی کے آپ لوگ ہی کی اور اجرت سے اجرت مثل مراد ہو کہ ذاتی الخطا دوی ولا یضمن غاصب عبدہ ما اکل انما غاصب من اجرو الذی اجر العبد بنفسہ بعد تم تقویٰ عند ابی حنیفہ اور تاوان نہ دے گا وہ غاصب غلام کا جس نے اس غلام مغضوب کی اجرت کھائی جس نے اپنی ذات کا اجارہ کیا اجرت ٹھہرا کہ بسبب نہ متقوم ہونے اجرت کے کام اعظم کے نزدیک م تاوان لازم کہ تاہی مال محرز مشقوم کے اطلاق سے اور یہ مال محرز نہیں اس واسطے کہ غاصب نہ مولیٰ ہو غلام کا اور نہ اس کا نائب اور غلام اپنے اختیار میں نہیں بلکہ وہ غاصب کے تصرف میں ہو تو مال مستقیم نہ ٹھہرا اور صاحب کے نزدیک تاوان ہو اس واسطے کہ غاصب ملے پر ایسا مال بلا اذن بلا تاویل تلف کیا کہ ذاتی الزامی کما لا یضمن اتفاقا و اگر غلام غاصب لانا الاجر لہ لاما لک چنانچہ غاصب پر تاوان نہیں باتفاق حنفیہ و اگر غلام کو غاصب اجارہ دے اس واسطے کہ اب اجرت غاصب کی ہوگی غلام کے مالک کی م اگر کسی غاصب لے گا اور غاصب پر مالک کے واسطے اجرت مثل لازم ہوگی کہ ذاتی الخطا دوی و جاز للعبد قبضہ ما لو اجیر فہ نہ لالو اجرہ المولے ابو کاتر لانه العاقد عنایہ اور غلام کو اجرت کا قبضہ کرنا جائز ہے اگر اس نے آپ اجارہ کیا ہو نہیں جائز ہو غلام کا قبضہ کرنا اگر مالک نے اس کا اجارہ کیا ہو کہ مالک کی وکالت سے قبضہ جائز ہو اس واسطے کہ پہلی صورت میں عاقد غلام ہو اور دوسری میں عاقد مولیٰ ہو کہ ذاتی لغتایہ فلو وجہ ہا مولاہ قائم فی یدہ اختار بالتعارف ملک کہ موقوف بعد القطع پھر اگر غلام کا مالک غلام کی اجرت کو غاصب کے پاس موجود دیا دے تو اسکو لے بسبب باقی رہنے مالک کی مالک کے مال موقوف کے مانند قطع باب کے بعد ہر چند وہ مال متقوم نہیں لیکن مالک کی ملک اس میں ہنوز باقی ہو لہذا اسکو مالک لے گا کہ ذاتی الزامی استاجر عبدہ اشہرین شہرا بربعہ و شہرا بجمعہ صحیح علی الترتیب المذكور ہتے کو عمل فی الاول فقط فلو اجیرت و یکسہ خمسہ دو جینے کو اجارہ لیا غلام کا ایک جینے کی اجرت چار درم اور دوسرے جینے کی اجرت پانچ درم تو صحیح ہو ترتیب مذکور پر تو اگر اول جینے میں فقط عمل کرے گا تو چار درم پاویگا اور دوسرے جینے میں پانچ درم اختلاف الاجراء المستاجر فی ابقا للعبد و مرضہ و جری و اگر کسی حکم الحال فیکون القول قول من شہر لہ الحال مع کدیمہ و جریا و مستاجر نے اختلاف کیا غلام کے بھاگنے یا اس کی بیماری میں یا پین چل کے پانی جاری ہونے میں تو حال حکم اور بیخ فیصلہ کہ نبوالا ہینا یعنی قول اس کا معتبر ہوگا جس کے قول کا شاہد ظاہر حال ہوگا اس کی شہرہ کے ساتھ کما یکم الحال کو باج شجر افیہ شمر و اختلاف فی بیعہ ای التمر و ما ائی الشجر فالقول قول من فی یدہ التمر جس طرح حال حکم ہوتا ہو اگر وخت بیجا جس میں پھل لگے ہیں اور باجے اور شتر ہی پھل کی بیج میں مختلف ہیں درخت کے ساتھ تو مقبول قول اس کا قول ہو جس کے ہاتھ اور قبض میں پھل ہو و الاصل ان القول لمن شہر لہ الفاظ اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ اس شخص کا قول مقبول ہو جس کے واسطے ظاہر حال گواہی دے و غنہ المخلصہ قطع باو الریح سقط من الاجر

بجسار و قوا و عادات و در خواص میں ہر کچھ کی کو پائی جہد ہو گیا تو اسکے سبب کے سوا حق و اجرت ساقط ہوگی اور اگر باقی بچر جاری ہوگا تو بارہ پندرہ رو سے گاہ
 اول اختلاف فی تدریج الانقضاء فالقول المستاجر لونی فتنہ حکم احوال و اگر دونوں نے اختلاف کیا پانی کی مقدار و انقضاء میں تو مستاجر کے قول مقبول ہوگا
 اور اگر خود پانی میں اختلاف ہوگا تو ہر حال حکم رجب و القول قول ربك لشوب بیمنہ فی التخصیص والقباض و المحقرة و المستفزة و کذا فی الابر و مددہ
 اور کچھ کے دے ہاں کہ قول مقبول ہو قسم کے ساتھ فیصل و رقبہ میں اور سرخی اور ندوی میں اور اسی طرح اجرت اور مدد اجرت میں ہم پانی کی
 کتا ہو کر میں نے فیصل سلا یا تھا اور غیاہ کتا ہو کر قباض لونی تھی تو ہاں ہی کا قول قسم کے ساتھ سمیع ہوگا یا مالک کتا ہو کر سرخے رنگ کو میں نے کتا تھا
 اور رنگی کتا ہو کر نہ ہو کر کتا تھا تو مالک ہی کا قول مقبول ہوگا اور اسی طرح اجرت اور مدد اجرت میں مالک ہی کی بات سمیع ہوگی و قال بوریق
 اصل فی ما ذکرہ الاجر والا اور بوریق نے کہا کہ اگر کارگر اور مالک قوب سے اجرت کے ساتھ معاملہ ہوگا تو اجور اسکی مزدوری زب ہوگی اور نہیں نہیں
 بیٹے اگر رفت اسکو سی دیتا ہو تو اجرت نہیں ہو قیل ای و قال محمد ان کان الصانع معروفا بمرئذ الصنفۃ بالاجر و قیام حالہ ہر ای ہرہ الصنفۃ
 کان القول قولہ بشہادۃ الغاہر والا فلا وہب فی فیعی و بعضوں نے کہا میں نے کہا کہ اگر کارگر جس پیشہ کے ساتھ مشہور ہو اجرت لیتے ہیں اور
 اسکا قیام معاش سی پیشہ سے ہو تو کارگر کا قول مقبول ہوگا تاہر مال کی شہادت کے سبب سے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسکا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ مالک کا
 قول سمیع ہوگا اور اسی قول میں پختہ ہی کہ فی فیعی و لا بعد العمل یا قبلہ لیس فی الفان اختیار اور یہ یعنی حکم نہ کر مسوقت ہو کہ اختلاف ہوا عمل کے بعد یعنی
 سینے اور گنے کے بعد مثلاً اگر قبل عمل اختلاف ہوا ہو تو مالک و پیشہ در دونوں کا میں کھائیں کہ لافہ ان فیما فی فیعی مسائل لمقتضی حاج کے فعل لاجیر فی کل
 الصنائع فیضات الاستاذ و المذنبہ لیسۃ الاستاذ اختیار سب پیشوں میں مزدور کا کام اسکے استاد کا اگر اگر کی طرف منسوب ہوگا سو جس چیز کو مزدور تلف کرے گا
 تو اسکا تاوان استاد و دو کا غار و مالک لانی اختیار یعنی الم یقید فی فیعی ہر عادیہ یعنی استاد اسوقت تاوان دے جیتک مزدور کی طرف سے زیادتی
 اور قصور نہ ہوا ہو اور در صورت تصور مزدور ہی تاوان دے گا لانی لعمادیہ ہم استاد یعنی صاحب دکان خیالہ یا رنگر یا چیر شمشک ہر لاندہ اسپیہ
 تاوان ہر اور مزدور اجیر خاص ہی و کذا فی لاندہ اسپیہ تاوان نہیں مگر در صورت تصور و فی الاستیاء اسی نازل الخزان و داخل الحمام ہوگا لانی لاندہ اسپیہ
 التمسب لم یصدق والا جر واجب قلت و کذا فی التیم علی الفقہ برقیۃ و اولیاء میں ہر کچھ سرے کے اثر نبیوالے اور حمام کے داخل ہونے والے اور جو مکان کہ
 کر ایر کے واسطے بنا اسکے رہنے والے نے غصب کا دعویٰ کیا ایسی میں بلا ذن مالک بطور غصب کے رہا ہوں مجھے کہ ایر واجب نہیں بل واسطہ عدم ایار و
 تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور لایہ واجب ہو میں کتا ہوں اسی طرح مال تیم کا حکم ہی لینے دعویٰ غصب سے اسکی بھی اجرت ساقط نہیں ہوگی
 مفتی بر تو اگر وہ سید و غیرہ الاجر و لارض کا خراج علی المقدر فاذا استاجر بالزراۃ فاسلم الزرع اکتہ وجب و قبل الاسلام و سقۃ و بعد قلت و
 ہوا عندہ فی الولو لاجبۃ و اولیاء میں ہر کچھ زمین کی اجرت خراج کے مانند ہر بنا بر قول مستند کہ پھر جبکہ زمین اجارہ ل زراعت کے واسطے پیرا فست
 سوا دی یا ارض نے کھیت بر باد کر دیا تو قبل زراعتیصال کی اجرت واجب ہوگی اور بعد استیصال کی اجرت ساقط ہوگی میں کتا ہوں اور اسی قول
 کو مستند کہا ہو لولاجبۃ میں ہم یہ قول و لولاجبۃ کے مخالف ہو اسواسطے کہ ہمیں خراج اور اجرت میں فرق بیان کیا ہو یعنی اکتہ رسیدگی سے خراج واجب
 نہیں ہوتا ہو ہی قول مستند ہی انتہی ہو کہ کہ اگر بعد استیصال کی اجرت ساقط ہوتی ہو سو قول مفتی بر کے مخالف ہو اسواسطے کہ محیط میں ہر کچھ
 سپرہ کر جب زراعت تلف ہو جائے کے بعد اتنی مدت باقی رہے جس میں عادیہ زراعت ممکن ہو تو مستاجر پر اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر وہ بارہ زراعت
 کرنا ممکن ہو مانند اول کے یا جس سے کمتر تو اجرت واجب ہوگی اور یہی حکم ہو منغ غاصب کا کذا فی اللطفا دی گھن جزم نے الخانیۃ بر دایہ عدم سقوط سے
 حیث قال صاحب الزراع اکتہ مالک او عرق ولم یثبت لزوم الامر لانه قد یغرق قبل ان یربع فلا اجر علیہ اسے لیکن لاندہ اسی قاضی خان میں

عدم سقوط اجرت کی روایت پر اعتقاد کیا ہی چنانچہ کہا کہ زراعت پر اُفت پڑی سو وہ تلف ہو گئی یا ڈوب گئی اور نہ جمی تو اجرت لازم ہو اس واسطے کہ مستاجر اسکو بوجھا اور اگر زمین ڈوب گئی ہو نہ سے پہلے تو مستاجر پر اجرت نہیں انتہی میں قبول حیطہ کے قول منہی بہ کے مخالف ہی منافیہ مذکور ہو چکا و اللہ اعلم

باب فسخ الجارہ

یہ باب ہی فسخ الجارہ کے احکام میں تفصیح بالقصد اور الفسخ بخیار شرط و رویت کا بلیغ خلافاً للشافعی اجارہ فسخ کیا جاتا ہے ہر حکم کے حکم یا رضائے عاقدین سے سبب سیار شرط اور خیار رویت کے بیچ کے مانند برخلاف امام شافعی میں یعنی چونکہ اجارہ عبارت ہے شرعاً منافع سے لہذا اس میں بیع کے مانند خیال شرط سے تین دن تک فسخ عقد میں اختیار ہے اور بے دیکھی چیک کا اجارہ اور بے دیکھنے کے اسکے فسخ کر ڈالنے کا اختیار ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک جارہ میں خیال شرط صحیح نہیں اور تہ بے دیکھی چیک کا اجارہ درست ہے و خیال عیب حاصل قبل انعقاد و بعد انعقاد و قبل و بعد اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اس عیب کے خیال العیب سے جو حاصل ہوا ہو عقد اجارہ سے پہلے یا عقد کے بعد قبض کے پیچھے یا قبض کے پہلے یفوت النفع بہ صنف عیب کخربال لدار و انقطاع ماء الریح و انقطاع ماء الارض حصول اس عیب سے اجارہ فسخ کیا جاتا ہے جسکے سبب سے منفعت فوت ہو جائے چنانچہ مگر دیران ہو جانا اور پرن چکی کا پانی منقطع ہونا اور زمین خرودہ کا پانی منقطع ہونا شایع ہے کہ یفوت النفع کا جملہ عیب کی صفت ہے و اگر لوکانت تسقی بماء السماء فانقطع المطر فلا جرحہ فیہ اس وان لم تنفسخ علی الاصح کا امر اور اسطرچ اگر زمین پہنچی جاتی ہو آسمان کے پانی سے سو مینہ منقطع ہو گیا تو اجرت نہیں لکڑانی الخانیۃ یعنی قطع بارش سے اجرت ساقط ہو جاتی ہے اگرچہ بنا بر قول اصح اجارہ فسخ نہیں ہو جاتا چنانچہ مذکور ہو چکا خلاصہ سے اس باب سے پہلے خیال شرط اور خیار رویت اور خیال عیب کے اجارہ فسخ نہیں ہو جاتا ہے لیکن حق نسخ انشے ثابت ہوتا ہے اور یہی قول اصح ہے اور غیر اصح قدوسی اور صاحب تحفہ کا کلام ہے و لہذا مصنف نے تفصیح کہا کہ نہ تنفسخ و فی الجرح ہر قہ لوجار من الماء و یرفع بعضہا للمستاجر بالخیار ان شاء فسخ الاجارہ کلما و ترک و رفع بحساب ماروسی نہاد و جوہر و من ہر کہ اگر انشاء پانی آیا جس سے بعض زمین کی زراعت ہو سکتی ہے تو مستاجر کو اختیار ہے چاہے سبب زمین کا اجارہ فسخ کر ڈالے یا چھوڑے وہ زمین جہاں پانی نہیں ہو چکا اور جس قدر زمین سیلاب ہوئی ہو اس کے حساب کے موافق اجرت دے و فی الاولیٰ الخیۃ لو استاجر بانیر شرہا فانقطع ماء الریح علی وجه لایرجی فله الخیار و ان انقطع قلیلاً قلیلاً و یرجى منہ السقی فالاجار واجب اور ولو الخیۃ من ہر کہ زمین اجارہ لی بدون شرب یعنی اس زمین کی آب پاشی کی ذمت اجارہ میں داخل کی ہو کہ حیث کا پانی اسطرچ پر منقطع ہو گیا کہ اسکی امید باقی نہیں رہی تو مستاجر کو فسخ اجارہ میں اختیار ہے اور اگر تھوڑا تھوڑا پانی قطع ہو گیا اور اس قدر سے سبب خیر کی امید ہو تو اجرت واجب ہو و فی لسان الحکام استاجر عما فی قرۃ ففزعوا و در علو اسقط الاجر عنہ وان تفرغ لئلا یسقط الاجر و لسان الحکام میں ہر کہ عام اجارہ لیا ایک گاؤں میں سو آدمی وہاں کے رہنے سے ڈرے اور وہاں سے کوچ کر گئے تو مستاجر پر سے اجرت ساقط ہو گئی اور اگر گاؤں کے بعض آدمی کوچ کر گئے تو اجرت ساقط نہ ہوگی اوخل عطف علی یفوت بہ اسی بالنفع حیث یتنفع برائی کو ایک ضل العی و ویرال لایرجی ترخرنا و سقوط ما ظہد دار اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اس عیب سے جو منفعت میں خلل ڈالتا ہے اس طرح کہ اس عیب کے ساتھ کچھ منفعت حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ غلام کا بیار ہو جانا اور جانور کی بیٹھ لگ جاتی یعنی اس میں زخم کا ہونا اور گھر کی ایک دیوار کا گر جانا و فی البیتین لو انقطع ماء الریح و البیت مما یتنفع بہ لغير الطن فعلمیہ من الاجر حصۃ لبقا و بعض للعقد علیہ فاذا استوفاه لزمہ حصۃ اور بتین میں ہر اگر پرن چکی کا پانی منقطع ہو گیا اور پرن چکی کی کوٹھری ایسی ہو کہ اٹھا پیسنے کے سوا اور نفع اس سے حاصل ہو سکتا ہے تو مستاجر پر اجرت واجب ہے اس کے حصہ کے موافق سبب باقی رہنے بعض عقود علیہ کے پھر جب وہاں کی بود و باش وغیرہ سے مستاجر نفع حاصل کرے گا تو اجرت بقدر اسکے حصہ کے اس پر لازم ہوگی فان لم یخلل العیب بہ او ازالہ الموجر او انقطع بالخل سقط خیارہ و لہذا لیسبب پھر اگر عیب منفعت کا

خلل انداز نہ ہو یا جو جس عیب کو زائل کر دے یا مستاجر قتل وال چیز سے نفع حاصل کرے تو اس کا اختیار منقطع ہوا ہوگا بسبب زائل ہو جانے بسبب
منقطع کے ہم عیب غیر قتل چنانچہ نوک کا کا نا ہو چنانچہ اس کے بال جھڑ جائے اور زالہ عیب کی یہ صورت ہے کہ دار منہ ذمہ کو وجہ ہلہ تیار کر دے
وعاۃ الیٰ الرّسالتا جہ و تطہیرا و اصلاح المیزاب و ما کان من البنا و علی رب الدار و کذا اکل الخبث بالسنیٰ اور اجارہ کے
گھر کی مرمت اور اسکو مٹی لیسنا اور پر نالہ درست کرنا اور جو چیزیں قبیل تعمیر کے ہو گھر کے مالک پر ہو اور اسی طرح جو چیز سکونت میں خلل انداز
ہو وہ صاحب خانہ کے ذمہ پر ہو مٹی لیسنا ہو چسکا ترک خلل انداز ہو اور بعضی کتابوں میں چھت کی مٹی لیسنی مذکور ہے
کذا فی الطحاوی فان ابی صاحبہا ان یفعل کان المستاجر ان یمکن المستاجر استاجرہ و ہی کہ لک و قدر اہا
افشاء بالعیب پھر اگر صاحب خانہ تعمیر وغیرہ سے انکار کرے نہ بناوے تو مستاجر کو اس گھر سے نکلنا درست ہے مگر یہ کہ مستاجر نے نادرست گھر دیکھا
اجارہ لیا ہو تو اب نکلنا ناجائز نہیں بسبب راضی ہو جانے مستاجر کے عیب پر و اصلاح ما و التبر و البالو عہ و المخرج علی صاحب الدار
لکن لا جبر علیہ لانه لا یجبر علی اصلاح ملک فان فعل المستاجر فموت متبع و لہ ان یمکن ان ابی ربہا فانیہ اسی الا ذرا ہا کما اور کوئین کے پانی
اور جس پانی کے پیچہ اور بدر و کی اصلاح اور درستی گھر کی مالک کے ذمہ پر ہو لیکن اس پر دوستی نہیں اس واسطے کہ مالک پر محمول کے درست
کرنے کو نہ برستی نہیں کیجا اب پھر اگر مستاجر نے اشیا مذکور کو بنالیا تو وہ محسن بلا عوض ہے اور مستاجر کو اس گھر سے نکلنا ناجائز ہے اگر اس کا مالک اس کو
مذکور کی درستی سے انکار کرے کذا فی النہایت یعنی مگر اس صورت میں نکلنا درست نہیں جبکہ اس نے نادرست گھر دیکھا اجارہ لیا ہو چنانچہ عقیقہ
ملک پر چکا ولی الجورہ و لہ ان ینفرد بالفسخ بلا قننا و اور جوہرہ میں ہے کہ مستاجر مذکور کو جائز ہے کہ تنہا اجارہ کو منقطع کر دے بلا حکم حاکم و لہا مستاجر
و این استقلت و تعیت ادا ہا فائدہ ترکھا و عقد علیہا مفقودہ اور اگر دیکھ کر اجارہ لیا سو ایک گھر منہ دم یا معیوب ہو گیا تو اسکو دوزن
کا چھوڑ دینا جائز ہے اگر دوزن پر ساتھی کیا اسکی عقد کیا ہو یعنی اگر جبراً جلا عقد ہوا ہو تو ایک گھر کے سقوط سے دوسرا گھر نہیں چھوڑ سکتا قلت
ولی ما شیت الاشباہ مغز بالبنایۃ ان العذر ظاہر انفراد شتہما لا ینفرد و ہوا لامع بین کتابہون اور عاشیہ اشباہ میں بنایہ سے منقول ہے
کہ اگر عذر ظاہر ہو تو مستاجر منقطع اجارہ نہا بلا حکم حاکم کر سکتا ہے اور اگر عذر شتہ ہو تو بلا حکم حاکم منقطع نہیں کر سکتا اور یہی قول اصح ہے مگر اگر عذر
سے منقطع اجارہ کی حاجت ہو تو صاحب عذر منقطع میں متفرد ہے یا قننا یا رضائی حاجت ہے اس میں روایات مختلف ہیں اور قول صحیح یہ ہے کہ اگر عذر
ظاہر ہو تو متفرد ہے اور اگر شتہ ہو تو متفرد نہیں کذا فی فتاویٰ تانینان و بعد زعفت علی بخیر شرط لزوم ضرر لم یستحق بالعتذر ان یقصر العقد
کافی سکون ضرر استوجر لقلعہ و موت و عزل و اختلافہما استوجر بطیخ بطیخ و لیمہ ہوا اور منقطع کیا جاتا ہے اجارہ لزوم ضرر غیر مستحق بالعقد
کے عذر سے اگر عذر باقی رہے یعنی اگر عذر اجارہ کو قائم رکھے تو مستاجر کو ضرر لازم ہو سکا استحقاق عقد سے ثابت نہیں چنانچہ اس ڈاٹر کے
در دساکن ہو جانا جسکے اکھاڑنے کے واسطے امیر معین کیا اور اس زومہ کامر جانا اسکا فائدہ جسکی شادی کے کھانا پکانے کے واسطے باورچی
کو اجیر کیا ہم یعنی جب رد ٹھہر گیا تو ڈاٹر اٹھاڑنے میں ضرر مستاجر کا ضرر ہی اسی طرح زومہ مردہ یا مختلہ کے ولیمہ کر سنے میں سراسر مال
کا فائدہ کہ ناہی تو اس عذر سے منقطع ہی شایع ہے کما قولہ و بعد زعفت علی بخیر شرط لزوم ضرر مذکور ہے کہ عذر سے مراد عاجز ہونا ہی
اور العاقدین کا اجارہ قائم رکھنے میں گرجل مرزہ اند جو عقد سے مستحق نہیں و بعد لزوم و دیہ سوار کان ثابتاً بعیان بن النہای و بیان
اسے بنیۃ او اقرار و الحال نہ لا مال لم غنیہ و اسے غیر المستاجر لانه یجیس یہ فیقتدر لہا ذاکانت الاجرۃ المجلۃ تستغرق قیمتہا اشباہ
اور اجارہ منقطع کیا جاتا ہے لزوم دین کے عذر سے خواہ دین ثابت ہو لوگوں کی دانست سے یا لوگوں کے بیان سے یا موجد کے اقرار سے اور مالک

اسکا کچھ مال نہیں ہے اگر جارہ والی چیز کے مبادلہ کے واسطے نہ بھی جائے جارہ کے سبب سے موجد مجبوس ہو گا تو اسکو ضرر پہنچے گا کہ جبکہ پیشگی دی ہوئی اجرت اس چیز کی قیمت کے برابر ہو تو اب دین کے عذر سے جارہ منسوخ نہ ہو گا کذا فی الاستنباء
م یعنی اگر قیمت گھر کی سودم ہو اور مستاجر نے اس قدر اجرت موجد کو پیشگی دی ہو تو انقضائے مدت جارہ تک صاحب دین انتظار کرے
تو دین کے عذر سے اس وقت جارہ منسوخ ہو گا جبکہ قیمت زیادہ ہو اجرت سے و بعد از افلاس مستاجر و کان لیتجر اور جارہ منسوخ کیا جاتا ہے اس
کے بعد اگر کہ مفلس ہو جائے سے جسے دکان جارہ لی سوداگری کے واسطے یعنی اس واسطے کہ افلاس میں تجارت ممکن نہیں و بعد از
افلاس خیال علیہ لایزالہ استاجر عبد الخیط فقرک علمہ اور جارہ منسوخ کیا جاتا ہے اس خیاط کے افلاس سے جو اپنی سوئی اور مقراض سے کام
نہیں کرتا بلکہ اپنا مال خرچ کر کے اس طرح کام کرتا ہے کہ غلام کو سینے کے واسطے مزدوری لگاتا ہے سو غلام نے اس خیاط کا کام چھوڑ دیا اس کے افلاس
کے سبب سے اور اگر خیاط فقط اپنی سوئی اور مقراض سے کام کرتا ہو تو اسکا افلاس منسوخ جارہ میں عذر نہیں ہے و بعد از بد و کسری و اتیان منسوخ
اور جارہ منسوخ کیا جاتا ہے اس عذر سے کہ جانور کے کرایہ لینے والے کا دل ہٹ گیا سفر کرنے سے مگر اگر جانور کے کرایہ لینا یا دکان تک پھر اسکو سفر کا بہت معلوم
نہ ہو یا حج کے واسطے اونٹ کرایہ کیا پھر اس سال حج کا ارادہ موقوف رکھا یا وہ شخص بیمار ہو گیا یا سفر سے عاجز ہو گیا تو یہ عذر ہے منسوخ جارہ
کذا فی تاجیخان و لونی نصف طریقہ فلف نصف الاجل ان استویا مع وجہ دھولہ و الا بقدرہ شرح و ہدایہ و خانیہ اور اگر نصف راہ میں دل ہٹا سفر
سے تو جانور کے مالک کو نصف کرایہ دینا اگر راہ کے دونوں نصف سختی اور آسانی میں برابر ہوں اور اگر برابر نہ ہوں تو بقدر آسانی کی زیادتی یا کمی کے ملے گا
کذا فی شرح الوہبانیہ و الخانیہ بخلاف بدلہ المکاری فانہ لیس بعد از قیامہ ارسال جبرہ بر خلاف دل ہٹ جانے مکاری کے کہ وہ منسوخ جارہ کا عذر
نہیں ہے اس واسطے کہ مکاری یعنی جانور کے مالک کو اپنے مزدور کا بھیجنا جانور کے ساتھ ممکن ہے و فی الملتحق ولومض عذر فی روایت الکریخی دون روایت
الاصل قلت و بالا و لیس فی روایتی اور ملتی میں ہے اور اگر مکاری بیمار ہو تو وہ عذر ہے مکاری کی روایت میں نہ مبسوط کی روایت میں کہتا ہوں اور
پہلی روایت یعنی کہ خنی کی روایت پر فتوے ہو ثم قال و لا مستاجر کا العمل لعملا فمکہ فترکہ العمل اخر و عذر پھر صاحب ملتقی نے کہا اور اگر دکان کرایہ کی خست
کے عمل کے واسطے پھر اسے دوخت کو چھوڑا دوسرے عمل کے سبب سے تو یہ منسوخ جارہ کا عذر ہے ہم بقول تفصیل فتاویٰ کبریٰ کے مخالف ہے
فتاویٰ عالمگیری میں کبریٰ سے منقول ہے کہ اگر مستاجر دوسرے عمل کے واسطے دکان میں مستعد ہو تو اسکو انقضائے جارہ دہشت نہیں اور نہیں تو
انقضائے جارہ ہی انتہی اور اسی کو شراح بعد اسکے دلو الجیہ سے نقل کر کے لکھا کہ اگر مستاجر عینا راثم اراد السفر انتہی اور اسی طرح کا عذر ہے اگر نوین کو جارہ لیا
پھر سفر کا ارادہ کیا انتہی فانی الملتقی و فی القوسانی سفر مستاجر و الا لکن عذر دون سفر موجد و اور قوسانی میں ہے سفر کہ نا اس مستاجر کا جس نے
گھر جارہ لیا رہنے کے واسطے عذر ہے نہ جس کے موجد کا سفر یعنی صاحب خانہ کا سفر منسوخ جارہ کا عذر نہیں دلو اختلافاً فاقول الملتاجیہ لعملا بانہ عزم علی
السفر اور اگر موجد اور مستاجر نے سفر اور عدم سفر میں اختلاف کیا تو مستاجر کا قول مقبول ہے تو وہ دون قسم کھائے کہ اسے سفر کا ارادہ کیا ہے وہ
الو الجیہ تحولہ عن صنعتہ غیر از دکان لم مفلس حیث لم یکنہ ان یتما طافقہ اور دلو الجیہ میں ہے پھر نا مستاجر کا اپنے پیشہ سے دوسرے
پیشہ کی طرف عذر ہے منسوخ جارہ دکان کا اگرچہ وہ مفلس نہ ہو گیا ہو جبکہ اسکو اس پیشہ کا دکان میں ممکن نہ ہو یعنی اگر ممکن ہو گا تو عذر نہیں دے
الاشباہ لایلزم للمکاری الذی اب معوا ولا از سال غلام و انما یجب الاجر بخلیفہا اور اشباہ میں ہے کہ مکاری کو جانور کے ساتھ جانا لازم نہیں اور نہ بھیجنا غلام
کا اور اجرت تو تخلیم جانور سے واجب ہوتی ہے و بخلاف ترک خیالہ مستاجر عبد الخیط لعملا فمکہ فترکہ العمل ففی الصوف الامکان الجمع بخلاف
اس خیاط کے جسے غلام کو مزدوری لگایا دوخت کے واسطے پھر دوخت ترک کی تاکہ غلام صراف کرے تو یہ عذر نہیں منسوخ کا اس واسطے

اگر جمع بین انگلیں ممکن ہو مینے دونوں کام ہو سکتے ہیں اس طرح پر کہ مکان کی ایک طرف خیاطی کرے اور دوسری طرف سرائی ہم ٹھکانا دسی نے کہا
 قولہ و نجلا ترک خیالہ الخ ترکیب رکبک اللمنی ہر باوجود تنایع اصناف کے تو اگر یوں کہتا دو نجلا خیاطی استاجر عبد الخیاطۃ ترک الیصل نے
 الصنف) تو واضح تر ہوتا و نجلا ثبج باجرہ فاما ایضا الیس بغیر بدون حقوق دین مکام و یوقت مبعہ الے اقتضا و مدد تھا و بیرو الختار
 الکن لوقتی پورا وقت نامہ نے شرح الدہبانیۃ اور بر غلاف پیچڈالنے سے مگر کے اس چیز کو جسکو اس نے اجارہ دیا کہ وہ بھی غدر نسخ نہیں
 بدون لاحق ہونے دین کے چنانچہ گذر گیا اور بیع اس کی موقوف رہی مدت اجارہ کے منتفی ہونے تک اور یہی قول مختار ہے
 لیکن اگر قاضی جو بیع کا حکم دے گا تو نافذ ہوگا اور پورا اسکا بیان شرح دہبانیۃ میں ہی و فیہ مغزیا الخانیۃ لو باع الاجر المستاجر فاراد المستاجر
 ان نسخ مبعہ لیسکما ہو الصبیح و لوباع الراہن المرتن نسخہ اور شرح دہبانیۃ میں ہی فانیہ سے کہ اگر موجد نے اجارہ کی چیز بیچی اور مستاجر نے چاہا
 کہ اسکی بیع کو نسخ کرے تو وہ اسپر قادر نہیں اور اگر لہ بہن مرہون کو بیچے تو مرتن کو اختیار ہو کہ اسکی بیع نسخ کرے م لیکن عادیہ میں فتاویٰ سے
 صغریٰ سے ہو کہ بیع مرہون کی راہن اور مرتن کے حق میں نافذ ہو راہن اور مرتن اسکو نسخ نہیں کر سکتے اجارہ والی چیز کی بیع کے مانع
 کہ ان فی الخیادی و تنسخ بلا حایۃ الے النسخ بموت احد العاقدین عند الایجنونہ مطبقا عقد بالفتنہ بدون نسخ کرنے کے اجارہ نسخ ہو جاتا ہے
 احد العاقدین کی موت سے پہلے نزدیک راہن کو جنون مطبق ہو جانے سے موت سے وہ اجارہ نسخ ہو جاتا ہے جسکو اپنی خاص ذات کے واسطے
 عقد کیا ہوا الفروۃ کو متنی طریق مکہ و لا مکہ فی الطريق فتبقی الے مکہ فیہ جمع الامر الے القاضی لیفعل بالاصل فیوجہ بالہ لوا مینا و بیعہ بالیقینہ و یدفع بالوجہ
 الا یا ب ان بہن غلے و فہا و تقبل البیتہ ہذا بلا خصیم لانہ یرید الاخذ من ثمن ذانی یدہ اشباہ احد العاقدین کی موت سے اجارہ نسخ ہوتا ہے لیکن ضرورت
 کے سبب سے نسخ نہیں ہوتا چنانچہ موجد کا مرکا نامہ منطوقی راہن اور مالک راہن کوئی حاکم نہیں تو اس ضرورت سے تا بلوغ مکہ اجارہ باقی رکھا جائے گا
 پھر یہ مقدمہ وہاں کے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قاضی جو بہتر ہو سو کرے اس طرح پر کہ جافور اجارہ دے مستاجر کو اگر وہ
 امانت دار ہو جافور کو یقینت پیچڈالے اور مستاجر کو پھرنے کی اجرت دے اگر مستاجر آئے ہائے کی اجرت دینے کو گواہوں سے ثابت کر دے
 اور اس مقام میں بدون مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہونگے اسواسطے کہ مدعی اس چیز کے ثمن سے لیا چاہتا ہے جو اس کے قبضے میں ہے گذرانے
 الاشباہ و نئے الخانیۃ استاجر دارا و دارا و ما شہر اسکن شہرین ہل یلزمہ اجل الشہر الثانی ان معد الاستغفال نعم والا لا بہ یقینا اور فانیہ
 میں ہو کہ گھریا حام یا زین ایک ہی مکہ اجارہ لی پھر مستاجر نے اس میں دو چھینے سکونت کی اسپر دوسرے چھینے کی اجرت لازم ہوگی یا نہیں اسکا
 جواب یہ ہو کہ اگر وہ چیز فقط کرایہ کے واسطے دی گئی ہو تو وہاں دوسرے چھینے کی اجرت لازم ہوگی اور اگر کرایہ کے واسطے دیا نہیں ہے تو اجرت
 لازم نہیں اسی قول کا فتویٰ ہے قلت فلذا الوقت و مال الیتیم و کذا لوقضاہ الماک و طالعہ بالاجر سکون یلزمہ لاجر بکذاہ بعدہ بین کہتا ہوں
 اسی طرح مکان وقف اور مال یتیم میں دوسرے چھینے کی اجرت لازم ہوگی اور اسی طرح اگر موجد نے مستاجر سے شہر ثانی میں تقاضا کیا اور اجرت
 شہر ثانی کی مانگی پھر مستاجر ساکن رہا تو پھر اجرت لازم ہوگی اسکی سکونت کرنے سے بعد اس تقاضے کے و لو سکون المستاجر بعد موت الموجد ہل
 یلزمہ اجر ذاک تبیل نعم لفتنیہ علی الاجارۃ و قیل ہو کہ مسئلۃ الاولیٰ اور اگر مستاجر ساکن رہا بعد موت موجد کے کیا اسکو اسکی اجرت لازم ہوگی
 یا نہیں بعضوں نے کہا ہاں اجرت لازم ہوگی بسبب چلنے مستاجر کے اجارہ سابقہ پر اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ پہلے یعنی سکونت شہرین کے
 مانع ہو مینے اگر وہ مکان کرایہ کے واسطے بنا ہو یا موجد کے وارث نے شہر ثانی میں تقاضا اجرت کا کیا تو اجرت لازم ہے اور نہیں تو
 لازم نہیں و نبی ان لا یطر الانفساخ ہما عالم یطالعہ الوارث بالقرین او بالترام اجر آخر و لو معد الاستغفال لانه فصل مجتہد فیہ ہل یلزم اسے

اور اجرت مثل ظاہر القیۃ الثانی و تمامہ فی شرح الوہبانیہ اور لائق بقواعد فقہیہ کہ یہاں اجارہ فسخ ہو یا ناظاہر نہ ہو جب کہ وارث موجبہ کا مکان خالی کر دینے کا مطالبہ نہ کرے یا التزام اور اجرت کا نہ ہو اگرچہ وہ مکان کر ایہ لینے کے واسطے بنا ہوا سو اسلئے کہ یہ مسئلہ مجتہد فقہیہ ہوا اور کیا اجرت معینہ لازم ہوگی یا اجرت مثل لازم ہوگی ظاہر فقہیہ اجرت مثل پر دلالت کرتا ہے اور اس کا پورا بیان شرح وہبانیہ میں ہے و فی المبیۃ ما تدریج العید و یقبل بقبول العقد بالمسی حتی یدرک و بعد المدة باجر المثل اور فقہیہ میں ہے کہ اگر اجارہ القادین مرگیا اور کھیت ساگ ہی یعنی ہنوز کھیت خام ہے تو عقد اجارہ باقی رہیگا پختگی تک بعد من اجرت معینہ کے اور بعد انقضاء مدت کے اجرت مثل پر باقی رہیگا و فی جامع الفصولین اور رضی الوارث و ہو کثیر بمقادیر الاجارۃ و رضی بہ المستاجر جائز انتہی ہی فیعمل لرضی بالبقا و انشاء عقداً لحوار بالتمام فی تمامہ اور جامع الفصولین میں ہے اور اگر موجبہ کا وارث بالغ بقار اجارہ پر رضی ہوا اور مستاجر بھی اسپر رضی ہو تو جائز ہے انتہی ہائے الفصولین یعنی تو باقی رہنے کی رضامندی ایجاد عقد قرار دیا گیا یعنی جواز اجارہ کے واسطے رضامندی انشاء عقد ہوگی ہوا سلسلہ تعاملی کے اسکو تامل کرنے سے ماشیۃ الاشیاء المستاجر و المرتب و المشتري حتی بالین من سائر الغرام و البقۃ صحیحاً و لو فاسد فاسوة للغرام فلیحفظ اور اشباہ کے حاشیہ میں ہے کہ مستاجر اور مرتب اور مشتری زیادہ تر مقدار میں عین کے باقی دنیا والوں سے اگر عقد اجارہ اور مرتب اور بیع صحیح ہو اور اگر عقد فاسد ہو تو مستاجر اور مرتب اور مشتری برابر ہیں اقدین و الذلک اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی اگر موجبہ مرگیا اور اسپر دیون ہیں تو اور و ن سے مستاجر زیادہ تر مقدار ہے اور اسی طرح مرتب حق ہے اور اگر چیز خریدی کہ اور ہنوز قبض میں نہیں آئی کہ بالغ مرگیا اور اسپر دیون ہیں تو مشتری حق ہے یعنی ورثہ مشتری اپنا حق لے گا پھر اگرچہ زیادہ باقی رہیگا تو وارث دیون پادین کے فان عقد بالقبض لا تنفس کو کیلئے بالاجارۃ پھر اگر عاقد نے اپنے غیر کے واسطے اجارہ منعقد کیا تو عاقد کی موت سے اجارہ فسخ نہ ہوگا چنانچہ اجارہ دینے کا دلیل یعنی مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ میری یہ حویلی کسی کو اجارہ دے اور اس نے محمود کو اجارہ دی تو خالد کے مرنے سے حویلی کا اجارہ فسخ نہ ہوگا سو اسلئے کہ اجارہ عاقد کے واسطے نہ تھا و اما الوکیل بالاستیجار اذا مات تبطل الاجارۃ لان التکویل بالاستیجار توکیل بشرائط المنافع فصار کالتوکیل بشراء الاعیان فیصیر مستاجراً لنفسه ثم یبصر موجراً للوکل فہو مضمی قولنا ان الوکیل بالاستیجار بمنزلۃ المالك کذا نقلہ المصنف عن الذخیرۃ قلت و مشکہ فی شرح الجمع البرزازیۃ و العمدۃ و اجارہ لینے کا دلیل اگر جائے گا تو اجارہ باطل ہوگا سو اسلئے کہ اجارہ لینے کی توکیل خریداری منافع کی توکیل ہے تو یہ شرائع اعیان کی توکیل کے مانند ہے تو وکیل مستاجر ٹھہریگا اپنی ذات کے واسطے پھر موجب ٹھہریگا اپنے موکل کے واسطے سو یہی مطلب ہے ہمارے اس قول کا کہ اجارہ لینے کا دلیل بمنزلۃ مالک کے ہے ایسا نقل کیا ہے مصنف نے ذخیرہ سے بین کتابوں اور اسی کے مانند شرح مجمع اور بزاز یہ اور عادیہ میں ہے ثم قال المصنف قلت ہذا مستقیم علی ما ذکرہ الکفری من ان الملك یشیت للوکیل ثم ینقل الی الموکل و اما علی ما قالہ البوطی اہم من ان یشیت للوکل ابتداءً و بہ جزم فی الکفر و ہوا الاصح کما فی البحر فلا یشتقیم و اما علم انتہی پھر مصنف نے اپنی شرح میں کتابوں یہ یعنی مستاجر کے وکیل کی موت سے اجارہ باطل ہونا مستقیم ہوتا ہے کہ خ کے اس قول کے بموجب کہ ملک وکیل کے واسطے ثابت ہوتی ہے پھر موکل کی طرف منتقل ہوتی ہے اور وہ جو بوطا ہرے پر کہتا ہے کہ ملک موکل کے واسطے ابتدا سے ثابت ہوتی ہے اور اسی قول پر یقین کیا ہے کثرین اور یہی صحیح تر قول ہے چنانچہ ہر لائق میں ہے تو بلطمان اجارہ مستقیم نہیں و اما علم انتہی تو ال مصنف قلت و تقبیۃ شیعنا بانہ غیر مستقیم علی ما ذکرہ الکفری ایضاً لاننا اقم علی عدم متق قریب الوکیل لان ملک غیر مستقر و الموجب للعق و الفناء و الملك المستقر شایع ہے کما بین کتابوں اور مصنف کے قول پر ہمارے استاد نے اعتراض کیا ہے اسلئے کہ بلطمان اجارہ بموجب اس قول کے بھی جسکو کہ خ نے ذکر کیا ہے غیر مستقیم ہے بسبب متفق ہونے فقہاء کے قرابت و وکیل کی عدم آزادی پر اس واسطے کہ وکیل کی ملک مستقر اور قائم نہیں اور عتق اور فساد کا موجب ملک مستقر ہے نہ غیر مستقر ہم فساد سے مراد فساد

فلحق جری جب کہ دیکھیں اپنی زبردستی کو اس کے مالک سے خرید کرے اپنے موکل کے واسطے کہ زانی الحلیی ثم قال والماثل ان الاصح ان الجارہ
لا تنسخ بمرت المستاجر والقتل يستفيض انتم وادع اعلم بمرجاسے استاد نے کہا اور حاصل حکام یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اجارہ نسخ نہیں
ہو جاتا اجارہ لینے والے کی موت سے اور اس قول کی نقل فقہاء میں مشہور اور معروف ہے اتفاق قولہ دامدائیم ووصی وادب وبعث وحق اض
ومتولی الوقت بقضاء المستحق علیہ والمستحق حتم لومات العقود لطلعت درادرجنا نجر وصی شیم اور باپ اور داد اور قاضی در وقت کے
متولی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا بسبب باقی رہنے مستحق علیہ اور مستحق کے تو اگر وہ شخص مر گیا جس کے واسطے اجارہ مستند ہو تو اجارہ
باطل ہو گا اس کی موت سے کہ زانی الدرهم مستحق علیہ سے مراد موجد ہو اور مستحق سے مراد وہ ہے جس کے فسخ کے واسطے اشخاص مذکور ہیں لے اجارہ
لیا چنانچہ موکل در قیم اور منیر اور موقوف علیہم کہ زانی الطحاوی مع التوضیح الا اذا کان متولی وقت خاص بہ وجب غلٹہ کہ مائے وقت الاشباہ
منزک بالوہبانیۃ قال والطلاق المتون بخلافه قلت وبالطلاق المتون افترے قاری ایدایہ نکان ہو المذہب المتعبر کا قالہ المصنف فی مائشیۃ علی الاشباہ
متولی وقت کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا تا کہ جب کہ ایسا متولی ہو کہ وقت اسی کی ذات کے واسطے خاص ہو اور سب غلٹہ وقت کا اسی کی ذات
کے واسطے ہو تو اس متولی کی موت سے اجارہ نسخ ہو گا کہ لے وقت الاشباہ عن الوہبانیۃ صاحب اشباہ نے کہا اور متون فقہ کا المطلاق
اسل استدلال کے مخالف ہیں کہتا ہوں اور المطلاق متون کا فتویٰ دیا ہے قاری ہلایہ نے تو وہی اطلاق مذہب مستند ٹھہر گیا ایسا کچھ مصنف نے کہا ہے
اپنے مائشیہ میں جو اشباہ پر ہے کہ لے قال فی الاشباہ بعد اربع اوراق لا تنسخ الاجارۃ بموت موجد الوقت الا فی مسلتین ما اذا اجبر بالوقت ثم ارتد
ثم مات لبطان الوقت برتہ ویا اذا اجبر منہ ثم دفنہ علی معین ثم مات تنسخ اور اسی واسطے اشباہ میں کہا ہے چار ورق کے بعد کہ اجارہ نسخ نہیں
ہو جاتا موجد وقت کے مرجع سے گرد و مسئلہ میں ایک مسئلہ یہ ہے جبکہ زمین کاجارہ دیا وقت کے کرنے والے نے پھر وہ مرتد ہو گیا
پھر مر گیا بسبب باطل ہو جانے وقت کے واقف کے ارتداد سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے جبکہ مالک نے اپنی زمین اجارہ دی پھر وہ زمین
وقت کر دی ایک شخص معین پر پھر واقف مر گیا تو اجارہ نسخ ہو گا یعنی اس واسطے کہ ابتداء عقد اپنی ذات کے واسطے تھی اور پہلی صورت میں وقت
میراث ہو جائیگا ذی وقت فتاویٰ ابن نجیم مسئلہ اذا جبر الناکر ثم مات فاجاب لا تنسخ الاجارۃ فی الوقت بموت الموجد والمستاجر کذا راۃ سے عدۃ
نسخ کتہ مخالف لما فی الاجارۃ فتاویٰ قاری لمدایۃ نقبۃ اور فتاویٰ ابن نجیم کی کتاب الوقت میں مذکور ہے کہ ابن نجیم سے یہ سوال ہوا کہ جب بنا وقت
نے اجارہ دیا پھر وہ مر گیا تو جراب دیا کہ اجارہ وقت میں موجد اور مستاجر کی موت سے نسخ نہیں ہو جاتا اسی طرح میں نے دیکھا ہے فتاویٰ مذکور
کے کئی نسخوں میں لیکن وہ مخالف ہے فتاویٰ قاری ہلایہ کی کتاب الاجارہ کے تو اگر وہ یہوہم مخالف نقطہ یہی ہے کہ اس میں لفظ مستاجر
زیادہ ہے کہ زانی الحلیی و فیہا ایضا لا تنسخ بمرت التولی ولو الفلۃ لہ بفرہ وفتنبہ اور اسی فتاویٰ میں یہ بھی ہے کہ متولی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں
ہو جاتا اگرچہ وقت کا غلٹہ نقطہ متولی کے واسطے ہو خبر دادہ ہناہم شارح نے خبر داری سے اشارہ کیا روئد کو کی طرف سے وہبانیۃ کا قول
جو اشباہ میں مذکور ہے اس قول سے بھی رد ہو گیا و فی فیض الواقف لو اجبر الوقت بنفسہ ثم مات ففی الاستحسان لا یبطل لانہ اجبر لنفسہ
انتمہ و متلہ فی الزاۃ اور فیض میں ہے کہ وقت کرنے والا اگر وقت کو اجارہ دے بذات خود پھر مر جائے تو استحسان میں اجارہ باطل نہیں ہوتا
اس واسطے کہ اس نے غیرون کے واسطے اجارہ دیا یعنی غلٹہ کے مصرف موقوف علیہم ہیں نہ واقف اور اسی طرح ہذا یہ میں ہے ورنہ
المرابیتہ و حکم عزل القاضی والتولی کالموت فلا تنسخ اور سراجیہ میں ہے اور قاضی در متولی کی موقوفی کا حکم موت کے برابر ہے تو ان کے
عزل سے اجارہ نسخ نہ ہو گا و تنسخ الیذا بموت احد متاجرین او موجدین فی حصۃ او حصۃ المیت لوقتہ و تنسخ

ولایت فی حقتہ الحی اور دو مستاجروں یا دو موجودوں میں سے ایک مستاجر یا ایک مؤجر کے مرجع سے بھی اجارہ نسخ ہو جاتا ہے فقط اس کے
جب زمین یعنی میت کے حصہ میں نسخ ہو تا ہے اگر میت نے بذات خود اجارہ منعقد کیا ہو اور باقی رہے گا اجارہ زائد مستاجر یا مؤجر کے حصہ
میں فروغ مسلم علم نے شارح کافی وقف الاشباہ تخلیۃ البعید بالطلہ فلو استاجر قریہ وہو بالمعسر لم یصح تخلیۃ اعلیٰ الاصح بینہما المتولیٰ ان ینیب للقرتہ
مع المستاجر وغیرہ فیحکم بدینہ وہینما اور یہ سب دیکھ لے اور رسولہ احیار مال الوقت فلیعقلہ قلت لکن نقل محشیہما ابن المصنف فی زواہر الجواہر عن یوسف
فتاویٰ قاری ابراہیم اندلسی مضمون مضمون من الذہاب الیہا والداخل فیہا کان قابضاً والا فلا تنفیہ استصحبہ اور اشباہ کی کتاب کا وقف میں مذکور اگر
کہ مکان بید کا تخلیہ یعنی بارہ کی زمین کو مستاجر کے قبضہ و تصرف میں کر دینا باطل ہے تو اگر گاون اجارہ لیا اور بالانکہ مستاجر شہر میں ہے تو اس کا تخلیہ
صحیح نہیں بنا بر قول صحیح ترکے تو متولی وقف کو لائق ہو کہ گاون میں جاے مستاجر کے ساتھ یعنی اسکے وکیل کے ساتھ پھر تخلیہ کیے دیوان
مستاجر اور در بیان گاون کے یعنی بلا مزاحمت اور سے اسکے تصرف میں کر دے یا متولی اپنے وکیل یا پیغام رسان کو اس کے ساتھ سمجھے
مال وقف کے قائم رکھنے کے واسطے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے میں کہتا ہوں لیکن اشباہ کے ہمیشہ مصنف کے فرزند نے زواہر الجواہر میں فتاویٰ
قاری ہامیہ کی کتاب البیوع سے نقل کیا ہے کہ جب اتنی مدت عقد اجارہ کے بعد گندہ جائے کہ جس میں مستاجر گاون کی طرف جائے اور اس کے داخل
ہونے میں تا دیر ہو تو وہ گاون کا قابض ٹھہریگا اور اگر اتنی مدت منقضی نہ ہو تو فقط مستاجر کے اعتبار سے قابض نہ ٹھہرے گا انتہی ماننے
زواہر الجواہر ہم ذخیرۃ الناظرین ہو کہ اگر گاون اجارہ لیا اور وہ شہر سے دور ہے اور مستاجر کے اسکے قبضہ کا اقرار کیا تو تخلیہ باطل ہے اور اگر ان
اتحاد کا باطل ہے تو تخلیہ اتنی مدت نہ گذرے جس میں وہاں جاے اور قبضہ کرے یا اس قدر مدت گذر جائے کہ بدلتا کرے یا مؤجر اور مستاجر
اپنے وکیل یا رسول بھیجیں کہ ان فی اللعناوی مسائل کشتیہ یہ چند مسائل متفرقات ہیں احرق حصاً لمدای بقایا اصول تصعب مخصوص فی ارض
مستاجر و مستعارۃ جلا میں باقی جہین تصعب قطع کی جواہر یا عاریت کی زمین کے اندر واقع ہیں ہم تصعب یعنی بانس اور ترکہ المسرق
مثال کے ہو اسکی خصوصیت نہیں بلکہ گام اس پر ہر قسم کے کھیت کی ٹھوٹھوں کے جلانے کا یہی حکم ہے کہ اسے شرح الصحیحی و مشکلہ ارض بیت المال
المعدۃ لمحۃ القوافل والاحمال ومرعی الدواب و طرح المحصائے قلت و فاعلم ان لم یکن لمرحق الانتفاع فی الارض لینفین ما اخرجہ من مکنہ نہ نفیس الوضع
لا انتابتہ السج طے و علیہ الفتویٰ تالہ شیخنا اور اجارہ اور عاریت کی زمین کے مانند بیت المال یعنی سرکار کی زمین ہے جو قافلون اور جاری اسباب
کے اتارنے کے واسطے اور جافروں کی چراگاہ اور کھلیاؤں کے ڈالنے کے واسطے مقرر ہے میں کہتا ہوں اور خلاصہ یہ ہے کہ اگر جلانے
والے شخص کے واسطے حق انتفاع نہ ہو زمین میں تو اس پر تاوان لازم ہو گا اس چیز کا جسکو اگ نے جلا دیا اسی مکان میں بجز در کھنے
اگ کے نہ اس چیز کا تاوان جسکو ہوانے جلایا اگ اڑا کر بنا بر قول حنفی بر ایسا کچھ کہا ہے ہاں بے استنا ذخیرۃ الدین رملی نے فاحشہ
شیخی من ارض غیرہ لم یضمن لانہ تسبیب لاسباب شرعاً اجارہ یا عاریت کی زمین میں کھیت کی ٹھوٹھیاں جلا میں تو غیر شخص کی زمین سے کوئی
چیز ملگنی تو جلانے والے پر تاوان نہیں اس واسطے کہ اشتراق مذکور تسبیب ہے اشتراق کا نہ مباشرت یعنی اور تاوان کی شرط مباشرت ہے نہ تسبیب
ان لم یضرب الریاح فلو کانت منقطعہ بنمن لانہ یعلم انہا لا تستقر فی ارضہ فیکون مباشرۃ عدم تاوان اس شرط پر ہے کہ ہوا میں زور
سے نہ چلتی ہوں اور اگر ہوا تیز ہوگی تو جلانے والا تاوان دیکھا اس واسطے کہ وہ جانتا ہے کہ ہوا کی تیزی سے اگ اسکی زمین میں ٹھہری نہ رہیگی
تو ہی شخص اشتراق کا مباشرتینے جلانے والا ٹھہرا کہ اکل موضع کان الموضع حق الموضع فیہ اسی نے ذلک الموضع لایضمن
علیہ کل حال اذا تلف بذلک الموضوع شیئ سوا تلف برہو نے مکان و بعد مازال عنہ اور اسی طرح جس موضع میں کہ

رکھنے والے کو رکھنے کا حق ہو ورنہ ان نہیں ہر حال میں جب کہ اس رکھی چیز سے کوئی اور چیز تلف ہو جائے خواہ چیز تلف ہو اس مال میں کہ
شے موضوع اپنے مکان میں ٹھہری ہو یا تلف ہو اپنے مکان سے ہٹ جانے کے بعد بخلاف ما ذالہم لیکن للواضع فیہ حق الوضع حیث
یعنی الواضع اذا تلف به شیء دھونی مکانہ وکذا بعد ازالہ الامر لک وضع جرقہ فی الطريق ثم اخراصری فتدحر جرقا فانکسر تانمن کل جرقہ صاحبہ ان
زال بمنزل کسج وسیلہ لا یضمن الواضع ہذا ابو الاصل فی ہذا المسائل کما حققہ فی الخانیۃ برضائکم سابق یہ صورت ہے جبکہ رکھنے والے کا اس مکان میں
رکھنے کا حق نہ ہو اس واسطے کہ رکھنے والا تادان دیگا جب کہ کوئی چیز اس رکھی چیز کے سبب سے تلف ہوگی اور مالانکہ شے موضوع اپنے مکان میں
ہو اور اسی طرح تادان لازم ہوگا شے موضوع کے خود لپٹانے کے بعد بدون ٹالنے والے کے چنانچہ گڑا رکھنا راہ میں پھر دوسرے شخص نے
دوسرا گڑا ہن رکھا پھر دوزن گھر سے ڈھلکے اور ٹکڑا کر ٹوٹ گئے تو ہر شخص دوسرے شخص کے گھر سے تادان دے اور اگر شے موضوع
مال گئی کسی چیز کے ٹالنے سے چنانچہ ہوا سے یا سیلاب سے تو رکھنے والے پر تادان نہیں ہی قاعدہ کلیہ ہے ان مسئلوں میں چنانچہ اس کی
تحقیق فانیہ میں کی ہر ثم فرغ علیہ بقولہ فلو وضع حجرہ فی الطريق فاحرق بذلک شیء ضمن التدریسہ بالوضع پھر مصنف نے اپنے قول پر
تفسیر کی اس قول سے تو اگر چنگا دی رکھی راہ میں سوا اسکے سبب سے کوئی چیز جل گئی تو تادان دے گا سبب اپنی تفسیر کے آگے رکھنے سے
م اس واسطے کہ راہ میں چٹنے کا حق ہر نہ آگ رکھنے کا وکذا فیضمن نے کل موضع لیس فے حق المرور و اسی طرح تادان دیگا ہر ایک اس موضع
میں جہاں چٹنے کا حق ثابت نہیں م حق مرور فانیہ میں مذکور نہیں اس میں حق وضع اور عدم حق وضع مذکور ہے اور مرور کے حق کو صاحب غلامہ
نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہے کہ کذا فی الطحاوی الا اذا دہبت بہ اسی بالوضع الرجح فلا ضمان لسخنہ فاعلمہ وکذا لودرج السیل
التحریر و بقیۃ فانیہ مگر جبکہ رکھی ہوئی چیز کو دان سے ہوا اثر الیہ اسے تو اب تلف ہونے سے تادان نہیں اس واسطے کہ ہوانے رکھنے والے
کافضل مثلاً دیا یعنی اب احراق ہوا کی طرف منسوب ہو گا نہ رکھنے والے کی طرف اور اسی طرح اگر سیلاب نے تپھر ڈھلکایا اور کوئی چیز تلف ہو گئی
تو رکھنے والے پر تادان نہیں اسی قول پر فتویٰ ہے کہ کذا فی الخانیۃ ولو اخرج المرور المدید من البئر فکانہ ضرب بمطرۃ فخرج الشرار الی الطريق و
احرق شئنا ضمنہ و لولم یضر بہ و اخرہ الرجح لازمی اور آگ لٹانے کو ہانکا لا بھٹی سے اپنی دکان میں پھر آگ پھوٹا مارا سو راہ کی طرف چنگا دی ٹکلی
اور لٹنے کوئی چیز جلادی تو لٹا تادان دیگا اور اگر آگ پھوٹا نہیں مال اور چنگا دی ہوانے نکال تو اب جلتے سے تادان لٹا پر نہیں کذا فی
الذیلی سقے ارضہ سقیلا لا تحتمل فتد فی الماء الی ارض جارہ فانسندہ ضمن لانہ مباشر لا متسبب ایک شخص نے اپنی زمین اس قدر
بکثرت سیرجی کہ زمین اسکو نہ تمام سکی سو پانی آبلکہ اسکے ہسایہ کی زمین کی طرف بہا اور اسکو خراب کر دیا تو سینچنے والے پر تادان لازم ہوگا اس واسطے
کہ وہ مباشر ہر مباد کا سبب انگیز اقہ خیاط او صباغ نے حافوتہ من یطرح علیہ العمل بالنصف سوار اتحاد العمل ام مختلف کئی موضع
صح اتھنا لا لا شرکۃ الصناع فمذا بوجاہتہ بفعل دہنا بمناقتہ یعمل خیاط یا رنگیر نے اس شخص کو اپنی دکان پر بٹھا پا جو دکاندار کو سینے یا رنگنے کا
کام لیکر دے لفظا شفت اجرت پر خواہ دونوں کا عمل ایک ہی ہو یعنی دونوں خیاط ہوں یا دونوں رنگیر یا عمل مختلف ہو جیسے خیاط و دھوبی کے
ساتھ تو یہ درست ہے باعتبار استحسان کے اس واسطے کہ یہ شرکت ہی صنائع کی نہ شرکت وجوہ جیسا کہ صاحب ہدایہ سمجھا ہے تو یہ شخص سبب بنی وجاہت
اور روداری کے کام لیتا ہو اور یہی دکاندار اپنی کار گیری کے سبب سے کام نہا ہے کا مستیجا راجل لیعمل علیہ صحلا اور البین اس لئے کہ
ولہ العمل المعتاد و رویتہ احب وکذا الذالہم فی الطرحۃ و اللغات جیسے صحیح ہے کہ اگر لینا غیر معین او نٹ کا تا اس پر محمل لا داجاے اور دو
سوار آگ پھوٹا ہوں کہ منظر تک اور حالانکہ محل رواج کے موافق ہے اور دیکھ لیتا محمل کا مستحب ہے لینے قطع نزاع کے واسطے اور اسی طرح اجارہ

جائز ہو جب کہ بچو تا اور اور نہتا نہ دیکھا ہم شامی بین مذکور ہو کہ دواؤنٹ مکہ معظمہ تک کر ایسے تا ایک اونٹ پر محل کسیے اور دوشخص اس پر سوار ہوں
اپنا اور نہتا بچو تا لیکر سو کا رہی نے سوار ہونے والوں کو دیکھا اور انکا اسباب مذکور نہیں دیکھا اور دوسرے اونٹ پر کسی من ستوا اور پانی اور سرکہ
اور تیل وغیرہ لادے اور اسکی مقدار بیان نہ کی یا یہ شرط کی کہ مکہ معظمہ سے پہلنے کے وقت تحائف لاد لاوے گا جس قدر لوگ لاد لاتے ہیں
تو یہ اجارہ فاسد ہی قیاس میں بسبب غیر معین ہونے بوجہ کے اور باعتبار استحسان کے جائز ہی اس واسطے کہ اسکا رواج جاری ہو انتہی
زیلے نے کہا وجہ استحسان یہ ہے کہ معقود علیہ مالک ہی معلوم ہو اور محل تابع ہو اور اسکی جہالت معناد کی طرف پھرنے سے زائل ہو جاتی ہے
اور اسی طرح اور غصہ بچوئے کی جہالت دور ہو جاتی ہے کذا فی الطحاوی فی الولو الجویۃ ولو نکاحی الی مکہ ابلا مسماۃ بغیر عیانہا جائز و یجمل المعقود علیہ
محلانی ذمۃ المکارہی والابلا لہ وجہا لہا لا تقدر قلت فایفعلہ الحجاج من الاجارۃ لہم والکوب الی مکہ بلا تعینین الابل صحیح وادعا علم اور والو الجویۃ
میں ہو اور اگر چاہے یا دس اونٹ بلا تعینین کر ایسے مکہ معظمہ تک تو جائز ہے اور معقود علیہ بوجہ قرار دیا جاتا ہے مکاری کے ذمہ پر اور اونٹ بوجہ لادنے
کے آلات ہیں اور انکی جہالت اجارہ مذکور کی مفید نہیں ہے بین کہتا ہوں کہ وہ جو حاجی لوگ اجارہ کرتے ہیں بوجہ لادنے اور سواری کے واسطے
مکہ معظمہ تک بلا تعینین اونٹوں کے تو صحیح ہے وادعا علم وجہ جوازیہ ہے کہ مطلق متعارف کی طرف متصرف ہے استاجر حیلہ لہم مقدار من الزاد فاکل
منہ و بعضہ من زاد و نحوہ ایک اونٹ کر ایسے لیا تو شہر کی مقدار میں کے لادنے کے واسطے سو تو شہر میں سے کچھ کھا یا گیا تو اسکی عمن تو شہر
یا ما نہ اسکے اور چیز پھر اس پر لادی جائے قال لغاصب دارہ فرغوا والا فاجر ترا کل شہر کذا فلم یفرغ و جب علی الغاصب السمس لان سکوتہ
رضی صاحب خانہ نے گھر کے غصب کرنے والے سے کہا کہ گھر خالی کر دے اور نہیں تو کر ایسے اسکا ہر ماہ اتنا دینا ہوگا سو غاصب نے گھر خالی
نہ کیا تو غاصب پر کر ایسے مذکورہ واجب ہوگا اس واسطے کہ اسکا سکوت رضامندی ہے اجارہ کی الا اذا انکر الغاصب ملکہ وان اثبتہ بنیتہ
لانہ اذا انکرہ لم یکن راضیا بالاجارۃ بل افس صورت میں کر ایسے واجب نہ ہوگا جبکہ غاصب صاحب خانہ کی ملک کا انکار کرے اگرچہ صاحب خانہ اپنی
ملک کو ہونے ثابت کرے اس واسطے کہ جب وہ ملک کا منکر ہو تو اجارہ پر راضی نہ ٹھہرا اور عطف علی کر یہ اسے بلکہ و لکن لم یرض بالاجارہ
انہ صرح بعدم الرضی یا غاصب نے اسکی ملک کا اقرار کیا و لیکن اجرت پر راضی ہوا تو بھی اجرت واجب نہ ہوگی اس واسطے کہ اس نے عدم رضی کی
تدبیح کر دی فی الاشباہ السکوت بالاجارۃ رضی و قبول فلو قال للساکن اسکن بکذا والا فانتقل او قال لراعی لارضی بالسمس بل بکذا فسکت لزم مامی
اور اشباہ میں ہے کہ جب رہنا اجارہ میں رضا اور قبول ہو تو اگر مالک نے گھر یا دکان کے رہنے والے سے کہا کہ بعض استقدر کر ایسے سکونت کر اور
نہیں تو نکلیا جا رہا ہے والے نے کہا کہ میں اجرت سابقہ پر راضی نہیں بلکہ استقدر اجرت لوں گا پھر اس نے سکوت کیا تو استقدر اجرت لازم ہوگی
یعنی اس نے معین کی بقی سکون ثم لما لما لایہ قال لم اسمع کلامک بل یصدق انہ یسمع ثم لا لاعلا بالظاہر باقی رہی یہ بات کہ اگر ساکن مذکور نے
سکونت کیا پھر جب مالک نے کر ایسے مانگا تو بولا کہ میں نے تیرا کلام نہ سنا تھا تو اسکی تصدیق ہوگی یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر وہ شخص بہرا ہو تو ان
تصدیق ہوگی اور اگر وہ شخص بہرا نہ ہو تو تصدیق نہ ہوگی بنا برعلیٰ ظاہر جائز المستاجر ان یوجر المورج بعد قبضہ قبل قبضہ من غیر موجب نہ
واما من موجدہ فلا یجوز ان یخلل ثالث یرفعہ للزوم تملیک المالك مستاجر کو جائز ہے کہ اجارہ والی چیز بعد اس کے قبضہ کرنے کے اس کے مالک کے سوا
اور شخص کو اجارہ دے بعضوں نے کہا کہ قبل از قبضہ بھی اجارہ دینا جائز ہے اور اس کے مالک اجارہ دینے والے کو اجارہ دینا جائز نہیں
اگرچہ تیسرا شخص درمیان میں واقع ہو اس طرح کہ مستاجر اول مستاجر ثانی کو اجارہ دے اور مستاجر ثانی موجد کو اجارہ دے اسی قول پر فتویٰ ہے بسبب لزوم
ہونے تملیک مالک کے مبین عین کا مالک منافع کا بھی مالک ہے اور مستاجر اس کے قائم مقام ہے کذا فی الطحاوی و یقول قبل الزام

بالاجارۃ لملک الصبیح لارہبانیۃ قلت وسمیۃ بنیان وغیرہ فی المصنفات وعلیہ الفتویٰ اور کیا پالا اجارہ مالک کو اجارہ دینے سے باطل ہو جاتا ہے یا نہیں جواب یہ ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں اور عدم بطلان کو صحیح کہا ہے قاضی بنان وغیرہ نے اندر مخرجات میں ہر اور اسی قول پر فتویٰ ہے و قد مرنا من البحر معزیا للبحر بقرۃ الاصح نعم و اقروا المصنف ثم نقل ہنا عن الفوائد ما یقید ان فی قبضہ من بعد استاجر بطلت والا لا فلیکن التوفیق فتاویٰ اور ہتھ بھرا لائق سے نسبت بچر ہو پہلے نقل کیا کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ ہاں اجارہ باطل ہو جاتا ہے مالک کو اجارہ دینے سے اور ثابت رکھا ہے اس قول کہ مصنف نے وہاں اور اپنی شرح میں یہاں غلام سے و نقل کیا ہے جو اسکا مفید ہے کہ اگر موجد نے مستاجر سے اجارہ کی چیز قبض کی بعد اسکے اجارہ لینے کے تو پہلا اجارہ باطل ہوگا اور نہیں تو باطل نہ ہوگا تو اب تو وزن قولوں میں اختلاف رفع ہو گیا اتفاق ہو گیا سو اسکو خور کر لے ہم یعنی بطلان اجارہ ادلی کا قول عدم قبض موجد پر محمول ہے اور بطلان کا قول قبض موجد پر محمول ہے جو کہ موجد نے مستاجر سے لیکر قبض نہیں کیا تو مستاجر اول پر اجرت لازم ہے و ہل تسقط الاجرۃ ما دام فی ید الموجد فکذا مبسوط نے شرح الاربانیۃ اور کیا اجرت ساقط ہوگی جب تک اجارہ کی چیز موجد کے قبض میں ہے اس میں اختلاف ہے جو شرح و ہرانیہ میں شرح مذکور ہے و کلہما باستیجار عتقا ففعل لوکیل قبض و لم یسلیم ہما ای لم یسلیم الوکیل لین المجرۃ الیہ لے الے الموکل حتی مضت المدة فالاجر علی الوکیل لانما فی الحق ورجع الوکیل بالاجر علی الامر لنباتہ من الی القبض فصار قابضا حکما ایک شخص نے دوسرے کو غیر منقول کچھ اجارہ لینے کا وکیل کیا سو وکیل نے ویسا ہی کیا اور اس پر قبضہ کیا اور وکیل نے اجارہ کی چیز موکل کو تسلیم نہ کی یہاں تک کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اجرت وکیل پر ہی اس واسطے کہ وہ اصل ہو عقدا کے حقوق میں اور وکیل جبر بھر لے موکل امر کرنے والے سے بسبب نائب ہونے وکیل کے موکل کی جانب سے قبض کرنے میں تو موکل حکما قابض ٹھہر گیا م وکیل موکل سے اجرت بھرے خواہ وکیل نے موکل کو اجارہ کی چیز سے باز رکھا ہو یا نہ رکھا ہو کذا فی الدرر و کذا فی الحکم ان شرط الوکیل تعجیل الاجر و قبض الیہ و مضت المدة و لم یطلب الامر لدار منہ فانہ یرجع ایضا لصدور الامر قابضا یقبضہ الم تلمیر المنع اور اسی طرح حکم ہے اگر وکیل نے پیشگی اجرت کا دینا شرط کیا اور وکیل نے گم قبض کیا اور مدت اجارہ گزر گئی اور امر کرنے والے نے اس سے گھر نہ لگایا تو وہ وکیل بھی اپنے پاس سے موجد کو اجرت دینگا اور موکل سے اجرت مذکورہ بھر لے گا بسبب ہوا جانے موکل کے قابض وکیل کے قبضہ کرنے سے جب تک کہ وکیل کی جانب سے منظر ظاہر نہ ہو یعنی تا وقتیکہ موکل کو تصرف سے باز نہ رکھے وان طلب الامر لدار منہ و الی الوکیل تعجیل الاجر لا یرجع لانہ لم یصل لدار منہ لم یبق زیادہ دینا بتہ فلم یصل الموکل قابضا حکما و لا یلزم الاجر اور اگر موکل نے وکیل سے گھر لگایا اور وکیل نے نہ دیا تعجیل اجرت کے سبب کہ تو اب اجرت فقط وکیل پر ٹھہریگی اور وکیل موکل سے رجوع نہ کر سکے گا اس واسطے کہ جب سنے گھر کو بسبب حق کے روک رکھا تو وکیل کا قبض ثابت کا قبض باقی نہ رہا تو موکل حکما قابض نہ ٹھہرا تو موکل پر اجرت لازم نہ ہوگی مستحق القاضی لاجر علی کتبنا لوثائق والمانہ والسجلات قدر ما یجوز لکثیر قاضی مستحق اجرت ہوتا ہے و ستا ویزاد محضون وادسجولون کے لکھنے پر جب قدر غیر قاضی کو اجرت لینا جائز ہو تم قاضی پر حکم کرنا واجب ہے نہ لکھنا انرا لکھنے سے مستحق اجرت کا ہوا لیکن یہ جائز نہیں کہ جس قدر قاضی چاہے اجرت لے بلکہ قاضی اجرت اور شخص اس قدر لکھنے پر لیتے ہوں اسی قدر قاضی بھی اجرت لے اپنے علو منصب سے زیادہ طلبی نہ کرے کا مفتی فائدہ مستحق اجر المثل علی کتابہ الفتویٰ لانہ بالواجب علیہ الجواب باللسان دون الکتابۃ بالبنان ومع ہذا لکث اولے احتراز عن القلیل والقوال وصیانتہ لما والوجہ عن التبدال بزارۃ و تمامہ نے انشاء الاربانیۃ چنانچہ فتوے دینے والا عالم کہ وہ بھی اجرت مثل کا مستحق ہوتا ہے فتوے لکھ دینے پر اس واسطے کہ مفتی پر زبان سے جواب دینا واجب ہے نہ لکھنا اور باوجود اسکے اجرت نہ لینا بہتر ہے تاکہ قلیل در قال سے بچے اور اگر وابتلال سے محفوظ رہے کہ لکھنا

البرائید اور پورا بیان اسکا وہیانیہ کی کتاب القضا میں ہونی الصیرفیہ حکم و طلب جرحہ لیکتب شہادۃ جاز و کذا المفتی لونی المہلذہ وغیرہ وقیل
اسطلقا لان کتابہ لیست بواجبہ علیہ اور صیرفیہ میں ہو کہ قاضی نے حکم کیا اور خبرت طلب کی تاکہ اپنی گواہی لکھ دے تو جائز ہے اور یہی حکم ہر
مفتی کا اگر اس شہر میں اسکے سوا اور کوئی بھی فتویٰ دینے والا ہو اور بعضوں نے کہا خواہ ہو یا نہ ہو مطلقا طلب جرحہ تحریر شہادت پر
جائز ہے اس واسطے کہ لکھنا واجب نہیں مفتی پر ہم ملنا وہی نے کہا شاید کہ گواہی سے مراد قاضی کا وہ خط ہو جو دستاویز پر لکھا جاتا ہو یعنی قاضی
کے دستخط یا مہر والا بیان تو گفتگو قاضی میں ہونے شہاد میں اور فراموش نیکیم جو مذکور ہو چکا کہ اجرت لینا بقدر کتابت غیر قاضی جائز ہے نیز زیادہ
وفیرا استاجر لیکتب لہ تعویذ الاجل السمر جاد ان ہن لہ قدر لکنا غدا و الخط و المکتوب اور صیرفیہ میں ہو کہ ایک شخص نے اجارہ دہ کر کیا تاکہ وہ اسکے
واسطے دفع سحر کا تعویذ لکھ دے تو جائز ہے اگر اس سے کاغذ اور خط و مکتوب کی مقدار بیان کر دے م اس واسطے کہ کاغذ کی مقدار مذکور ہو گئی تو معلوم
ہو گیا اس قدر دستور کی مسمین گنجائش ہی باعث بار عرض کے اور تفاوت بعض کلمات کے زیادہ ہونے کا معاف ہے اور ظاہر اخط سے مراد
عدد دستور ہے اس واسطے کہ بیان مقدار کاغذ سے عدد دستور کا بیان لازم نہیں تو اس صورت میں لفظ مکتوب کی کچھ حاجت نہیں اور لفظ مکتوب
منع انفار میں صیرفیہ کی نقل عبارت میں نہیں ہے اور خط سے کاتب کا خط مراد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ عادیہ ہو کہ کاتب کا خط اول
دیکھ لیتے ہیں کذا فی الطحاوی المستاجر لا یكون خصی المذعی الاجارۃ والرسن والشرا لان الذعی لا یكون الاعلی مالک لعین مستاجر و علیہ
نہیں ہوتا اجارہ اور رہن اور خرید کے مدعی کا اس واسطے کہ دعوی نہیں ہوتا مگر مالک عین پر اور مستاجر تو مالک نہیں مگر مالک گنہ گار نہ لے لیا
سو دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرے اجارہ میں ہے یا میرے پاس گرہ ہے یا میں نے اسکو خرید لیا ہے تو اسکی جواب دہی مالک سے متعلق
ہو نہ زیادہ سے بخل و ان المشتري والموہوب مالک العین بر خلاف مشتری اور موہوب بلکہ کے بسبب مالک ہونے و وزن کے یعنی مشتری اور موہوب
عین کے مالک ہیں تو وہ دعا علیہ ہو سکتے ہیں اجارہ اور رہن اور خرید کے دعوی کے دہل شہادۃ و حذور الاجر مع المشتري تو لان اور کیا حاضر ہونا
موجب مشتری کے ساتھ دعوی ایارہ میں شرط ہے اس میں دو قول ہیں ایک قول میں شرط ہے اور دوسرے قول میں نہیں و تصح الاجارۃ فسخنا
والمزارعۃ والمعاملۃ والمضاربتۃ والوکالۃ والکفالۃ والایصارۃ والوصیتۃ والقضارۃ والامارۃ والطلاق والعقاق والوقف حال کن
کل واحد مما ذکر من انما المستقبل کا جرت تک اوفا سفتک راسل الشہر بالاجماع اور صحیح ہے اجارہ اور اسکا فسخ کرنا اور مزارعت اور معاملۃ
یعنی ساقاۃ او مضاربت اور وکالت اور مضامنی اور کسی کو دمی کرنا اور کسی کے واسطے وصیت کرنا اور قضا اور سرداری اور طلاق اور عقاق اور وقف
جب کہ ہر ایک امور مذکورہ سے زمان مستقبل کی طرف مضاف ہوں چنانچہ میں نے مجکو اجارہ دیا یا مجھے اجارہ فسخ کیا شروع ماہ میں او صحیح ہے
بالاتفاق ہم ایسا کی مثال یہ ہو کہ میں نے فلاں کو دمی کیا اپنی موت کے بعد اور وصیت کی مثال یہ ہو کہ میرے مال سے سوم حصہ فلاں نے شخص کو میری موت
کے بعد قسطنطینی نے عادیہ سے نقل کیا کہ عاریت اور ان فی التجارۃ بھی مضاف بزمان آئندہ صحیح ہیں کذا فی الطحاوی لا یصح مضافا للاستقبال
کل من کان تمیکک الحال مثل البیع و اجازتہ و فسخہ و القسمۃ و الشرکۃ و الہبتۃ و النکاح و الرجعتۃ و الصلح عن مال و ابراء الیقین و قریب
مستقرات البیوع صحیح نہیں مضاف بزمان مستقبل جو شے کہ فی الحال تمیکک ہو مانند بیع اور اسکی اجازت اور فسخ کے اور مانند قسمت اور شرکت
اور ہبتہ اور نکاح اور رجعت اور صلح عن المال و ابراء الیقین کے اور یہ مذکور ہو چکا کتاب البیوع کے مستقرات میں م اجازت بیع کی یہ مثال فضولی نے
غیر کا غلام بیچا سو مالک نے کہا کہ میں نے اس بیع کی اجازت دی اور صلح میں داخل ہیں کل صلح مرال کی قید سے دم محمد کی صلح نکل گئی اس واسطے کہ
اسکی مضافت بزمان مستقبل کی طرف صحیح ہے و زاد اجر المثل فی نفسہ من غیر ان یزید احد فلم یولی فسخنا و مالہ یفسخ کان علی المستاجر المسمی

[illegible]

مجاورانی چیز متاثر سے تو اس کے واسطے اتنی اجرت ہو تو یہ باطل ہو اور بتانے والے کے واسطے کچھ اجرت نہیں کیجیہ موقع دلالت میں کرے م
 شائع کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ مذکور بلقضاء بشرطہ صحیح ہو اور بلقضاء بشرطہ صحیح نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اس واسطے کہ لفظ واسطی
 بزانہ سے یوں نقل کیا ہے کہ ایک شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی سو اس نے کہا کہ جو مجھ کو دلالت کرے اس پر تو اس کے واسطے اتنی اجرت ہو تو اس کی وضو تین
 ہیں اگر اس نے یہ کلام بر سبیل عموم کے کہا اس طرح کہ من ولنی یعنی جو شخص کہ مجھ کو بتا دے تو اجرت باطل ہو اس واسطے کہ بتانا اور اشارہ کرنا
 ایسا فعل نہیں ہے جس کے سبب سے مستحق اجرت ہو تو بتانے والے کو اجرت نہ ملیگی اور اگر بر سبیل خصوص کے کہانی یا اس طرح ایک شخص میں سے کہ اگر کوئی مجھ کو
 فلانی چیز بتا دے تو میرے واسطے اتنی مزدوری ہو تو اگر وہ شخص بتانے کے واسطے چلا اور اس نے دلالت کی تو اس کو اجرت مثل ملیگی بتانے کے واسطے
 پٹنے کے سبب سے اس واسطے کہ جلتا ایسا فعل ہے جس پر استحقاق اجرت ثابت ہوتا ہے عقد اجارہ سے لیکن چونکہ پٹنے کی مقدار معین نہیں لہذا
 اجرت مثل واجب ہوگی نہ اجرت معینہ اور اگر بلقضاء پٹنے کے دلالت واقع ہوگی تو عموم اور خصوص برابر ہوتی تو معلوم ہوا کہ ما صحت اجارۃ تبیین
 اور پٹنے پر ہے بلقضاء ان اور من کی تفسیر پر اور اشباہ کی بھی عبارت بزانہ کے مانند ہو کر لفظ الطحاوی استاجر کفر حوض عشرۃ عشرۃ و بین العمق
 فخر مستہ فی مستہ کان لہ ربع الاجر لکل من الاشباہ اجارہ لیا وہ وردہ حوض کے کجود نہ کا اور اس کا معنی بیان کر دیا مثلاً ہا تہ ہا اگر اس میں دو سو پانچ درہم
 کجود تو اس کے واسطے چوتھائی مزدوری ثابت ہوگی یہ سب مسائل اشباہ سے منقول ہیں ہم چوتھائی مزدوری اس واسطے ہوتی کہ وہ وردہ
 یعنی دس ہا تہ طول اور دس ہا تہ عرض کے سو ہا تہ کسے ہوتے ہیں تو پانچ درہم یعنی پانچ ہا تہ طول اور پانچ ہا تہ عرض کے پچیس ہا تہ کسے ہوتے ہیں اگر پچیس
 چوتھائی ہو سو کی تو چوتھائی عمل سے چوتھائی اجرت لازم ہوئی معلوم ہوا کہ اجسام میں ضرب معتبر ہے مثل طحاوی میں کہ لفظ الطحاوی و فیہا جازا استیجا
 طریق المروان میں المدة قلت ولی حاشیتہا ہذا قولہا وہو المختار شرح مجمع اور اشباہ میں ہے کہ جائز ہے اجارہ لینا راہ کا پٹنے کے واسطے اگر مدت مرور
 بیان کیا دے میں کہتا ہوں اور اشباہ میں ہے کہ یہ صاحبین کا قول ہے اور یہی مختار ہے لکنانی شرح الجمع جواز اجارہ طریق میں صورت میں ہے کہ جب طریق ایک
 شخص کی ملک میں ہو لکنانی الطحاوی ولی الاختیار میں لفظ لکے لکے اجاز لالی لاجریعین بد لالتہ اور اختیار میں ہے مستاجر نے کہا کہ جو شخص مجھ کو فلانی
 چیز بتا دے اس کا اتنا اجرت ہو جتنے اس واسطے کہ اجرت میں ہو جاتا ہو اس کے بتانے میں اور اس طرح سیر الکبریٰ میں ہے اور عنقریب مذکور ہو چکا کہ مراد یہ ہے کہ
 اکمل کلام کا مخاطب نہیں ہے اور اس کی جانب سے قبول پایا گیا ہو چنانچہ مستحق ہونا اجرا کا اس کی دلالت سے اس مراد پر دلالت کہ تاہر کیونکہ اجرت سہی مراد ہے کہ انی الطحاوی
 عن حاشیۃ ابی السعد علی الاشباہ ولی المناظر داری لک اجارۃ ہیئۃ سمت غیر لازمۃ فلک مستاجر ولو بعد القبض فلیحفظہ اور القانی کی غایۃ البیان میں ہے
 کہ اگر گھر ترے واسطے اجارہ ہے تو اجارہ غیر لازمہ صحیح ہے تو موجود و مستاجر ہر ایک کو اس کا نسخہ کرنا جائز ہے اگرچہ نسخہ بعد قبض مستاجر واقع ہو تو اس کو
 یاد رکھنا چاہیے اور اس طرح اجارہ صحیح ہوگا اگر لفظ بہہ اجارہ پر مقدم کرے لکنانی غایۃ البیان ایضا اور اجارہ صحیح ہوا باعتبار لفظ اجارہ کے اور عدم
 لزوم عقد لازم لفظ بہہ کے سبب سے اور لزوم اجرت اجارہ کی جوت سے کہ لفظ الطحاوی ولی لزوم الاجارۃ المضافۃ تفسیر ان و ان عدم لزوم ہا مان علی الفتوی
 اور اجارۃ مضافۃ کے لزوم میں یعنی جو اجارہ کہ معنایا بزمان مستقبل ہے اس کے لزوم میں دو قول صحیح ہیں اور عدم لزوم کے قول کی اس طرح تائید کی گئی ہے کہ عدم لزوم
 پڑتی ہے ہر ذی الجہت لاکوز اجارۃ البناء و عن محمد بن زونہ شعا کہ بدار و صفت و بیتی اور محبتی میں ہے کہ اجارہ عمارت کا بدون زمین کے جائز نہیں اور محمد سے
 ایک روایت میں اجارہ مذکور ہے کہ عمارت سے نفع حاصل ہو چنانچہ دیوار اور چھت اور اسی قول پڑتی ہے ہر مخلصہ میں ہے کہ فتویٰ اسپر ہے کہ
 زمین کا بدون عمارت اور عمارت کا اجارہ بدون زمین کے صحیح ہے کہ لفظ الطحاوی ومنہ اجارۃ بنا مکہ و کہ اجارۃ انہا اور اسی تتم سے اجارہ مکہ منظر کی عمارت
 کا اور اس کی زمین کا اجارہ مکہ ہم مختارات النوازل میں ہے کہ بنا مکہ منظر کی بیع اور اجارہ میں کچھ معاف تہ نہیں اور وہ ان کی زمین کی بیع امام کے نزدیک

ملک بلقضاء کے نزدیک
 منیٰ میں ہے کہ پانچ سو
 کے اجارہ میں جب تک کہ
 راجع ہو جائے وہ درہ
 کو چھ طلاق وہ درہ
 میں یعنی درہ کی
 مونس دومین تو وہی
 طلاق ہو گئے یعنی طلاق
 کے دو درہ کے ہونے کے
 یہ منیٰ میں کہ درہ
 و اجارہ ایسا صاحبین
 چوتھائی کہ اجسام میں
 فقہ بھی غرض اس میں
 منیٰ لیتے ہیں چھ
 نماز عشاء میں لیتے

مکروہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو اور امام سے بھی اسکی ایک روایت ہو کذا فی الطحاوی عن شرح الوہبانیہ لعبد البر بن عبد الوہبانیہ سے
فی الکعب والیانسی قولان والیہما کام القری اذا ضربت الیس قوجہ اور وہبانیہ میں ہے اور کہتے اور بار کے اجارہ میں اختلاف ہے جیسے کہ مکہ معظمہ کی
عمارت میں اختلاف ہے اسواسطے کہ وہاں کی زمین کا اجارہ نہیں ہوتا مگر کئے اور بار میں اگر مدت مذکور ہو تو بیفنون کے نزدیک اجارہ جائز ہے
اور علی کا اجارہ جو پہلے پڑنے کے واسطے بالاتفاق جائز نہیں کذا فی الطحاوی ولو دفع الدلال تو بالاجارہ یقلبہ لیل لیس شخص سزاوار اگر دلال نے
وہ کپڑا جسکو بیس کے واسطے لیے پھر تاجر تاجر کو دیا اگر تاجر سفر کو جاوے تو دلال پر تاوان نہیں دینا قال بقدری ان اسافر فاستغن + مخلصه او فاسال
رفاقا لیزکروا اور جس مستاجر نے ماجر سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ سفر کروں سو اجارہ کو منسوخ کر تو اسکو قسم دے یا اس کے رفیقوں سے سوال کر تا وہ
میان کر دین میں یعنی اگر مستاجر سفر کرنے کا ارادہ کرے اور منسوخ اجارہ چاہے اور ماجر کے کہ یہ سفر نہیں کریگا منسوخ اجارہ کے واسطے حیلہ انگیزی کریگا
ہو تو قاضی مستاجر سے سفر جانے کی قسم لے یا اہل قافلہ سے پوچھے کہ تمہارے ساتھ مستاجر بھی مستاجر سفر ہی یا نہیں اگر وہ کہیں کہ ان تو غافلین نہایت
ہو گا و منسوخ من ترک التجارۃ و اکثری + ولو کان فی بعض الطرق + و موجبہ لفسخ الاموات نہما معین + و بالصفی ذکرہ اور ترک تجارت
سے منسوخ ہو گا اجارہ اس جائز کہ جسکو سودا کرنے کے لیے لیا اگرچہ ترک تجارت کچھ راہ چلکر واقع ہو اور ماجر کو اجارہ منسوخ کرنا جائز ہے اگر معین اوٹھوں کے اجارہ
میں ایک معین اوٹھ مر جائے اور ابو یوسف نے مطلق کہا ہے یعنی اوٹھ معین ہوں خواہ غیر معین بہر کیف منسوخ جائز ہے اور یہ قول ابو یوسف کا
ضعف کے ساتھ مذکور ہے یعنی قول ضعیف ہے لائق عمل کے نہیں مگر معین اوٹھوں کا کہ یہ کیا سواری اور بوجھ لادنے کو مگر اوٹھ
مر گئے تو اجارہ منسوخ ہو گیا اور اگر اربعہ معین اوٹھوں کا اجارہ ہوا اور ماجر نے مستاجر کو اوٹھ تسلیم کیے تو اب مرنے سے اجارہ منسوخ ہو گا ہو چکرے
اجارہ حاصل اوٹھوں پر واقع نہیں ہوا تو ماجر پر واجب ہو گا کہ اوٹھ لارے اور یہ جزا ظم نے کہا کہ ماجر کو منسوخ کا اختیار ہے اسکی کچھ حاجت نہیں
اسواسطے کہ اجارہ خود بخود منسوخ ہو جائے نہ معین کی موت سے کذا فی الطحاوی و ایبار ذی ضعف من کل جائزہ + ولو ان اجر المثل من ذلک اکثر اور اجارہ
دینا یا کا تمام مال سے جائز ہے اگرچہ اجرت مثال سکے اگر معین سے زیادہ تر بہوم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص کا ہلکی مال مثلاً پانچ اوٹھ ہیں اور وہ
شخص بیمار بن جائے موت ہو اور اسے دیوں ہیں اور اس کے وارث ہیں سو بیمار مذکور نے پانچ اوٹھ اجارہ دینے اجرت مثال سے کمتر کو تو اجارہ
مذکور جائز ہے اسواسطے کہ بیمار کا وہ تصرف جائز نہیں جس میں ارباب دیوں اور وارثوں کا حق متعلق ہو اور احکام حق تو اعیان سے متعلق ہے
و منافع سے اسواسطے کہ منافع بعد موت کے باقی نہیں رہتے تا فاعل حق متصور ہو کذا فی الطحاوی عن عبد البر بن عبد الوہبانیہ + و من مات
دیونہ و اجر عتقہ + و فوہ للمستاجر الحبس اجدرا و رجوع شخص دیون مر گیا اور اس نے اپنا مال غیر منقول اجارہ دیا اور اسکی اجرت پیشگی بھری تو
مستاجر کو جس لائق تر ہے یعنی تا انقضاء مدت اجارہ مستاجر استیفا و منافع کر گیا تو اس کے ارباب دیوں اس میں حصہ نہیں لیتے و انہ اعلم و اتقوا الله و انکم
عندہ

کتاب المکاتب

یہ کتاب پر غلام مکاتب کے احکام میں مناسبتہ للاجارۃ ان کی کل منہا ملک الرقبۃ لشخص و منفعۃ لیزہ کتاب المکاتب کی مناسبت کتاب الاجارۃ سے ہے کہ دونوں
میں قبیہ تو ایک شخص کا ملک ہے اور منفعۃ اسکی غیر شخص مذکور کی مکاتب کا قبیہ مولی کا ملک ہے اور منفعۃ مکاتب کی اجارہ میں قبیہ غیر ملک ہے اور منفعۃ مستاجر کی
کتابت میں لکھتے ہیں جمع الحروف سہی بلان فیہ ہم حرۃ الید لہ حرۃ الرقبۃ کتاب الفت مکاتب بالفتح مشتق ہے اور کتب عبارت ہے حروف کے جن کے لئے سے عقد کتابت کو
کتابت اسواسطے نام رکھا کہ اس میں حریت کے کچھ رقبۃ کے ساتھ ملنا اور جمع کرنا ہم بہرہ و نفع کہ شایع دیون کتابت عبارت ہے جس سے یعنی جمع حروف نہ کہ کتابت
اسواسطے کچھ حروف کتابت کی تفسیر ہے کہ کتب کی حروف لے مع الفخار میں کہا کہ مکاتب اسم مفعول ہے کہ کتب مکاتب سے اصل مکاتب ہے کہ کتب اور اصل اسکی کتب سے

ہو اور لقب عبارت ہے جمع سے اور اسی سے یہ کہتے ہیں یعنی وہ فقہ مجتہد لشکر اور اسی سے ہو کتاب نسواں کے کہ وہ جامع ہی البواب و فصول کی اور اسی سے ہے
کتاب یعنی کننا اسواسٹے کہ وہ جامع ہی صرف کی اور اس عقد کا کتابت اور عقدا سواسٹے نام رکھا کہ اسمین ملانا ہر حدیث میں ایک حدیث رقبۃ کے
ساتھ یا اسواسٹے کہ اسمین دو قسمیں یا زیادہ مجتمع ہوتی ہیں یا اسواسٹے کہ غلام اور مولیٰ دستاؤنیر گمشتیتے ہیں اور یہی وجہ اخیر ظاہر ہے کہ انتہی
درجہ تحریر الملک میدا کی سن بہتہ الید حال اور رقبۃ مال الینی عندا وار الید حتی لو ادوا حال اعتق حالا اور شرع میں کتابت عبارت ہی ملک کے فی الحال
آزاد کرنے سے باعتبار تصرف کے اور اسکی گردن آزاد کرنے سے باقیہ انعام کار کے یعنی بدل کتابت کے اگر کرنے کے وقت تو اگر بعد عقد کتابت کے فی الحال
بدل کتابت اور اسے فوراً آزاد ہونا ہے ہم یعنی جب مولی نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے کتاب کیا سودرم پر مشابہ یعنی اگر سودرم کمالا دے سکے
تو آزاد ہو جائے ورنہ اصل کلام کے غلام آزاد ہو گیا تصرف کی راہ سے یعنی جس طرح آغا لوگ خرید و فروخت اور نو کر می چاکری میں بطور خود تصرف کرتے ہیں
ویسا ہی غلام کتاب بھی تصرف کرے گا اسمین مولی کے اذن کی حاجت نہیں اور جب سودرم اور دیگر یگانہ تو اسکی ذات آزاد ہو جائیگی تو مکاتب عید اور حر
دونوں سے مشابہ ہے عید سے اسواسٹے مشابہ ہے کہ ہنوز اسکی گردن آزاد نہیں تا داسے بدل کتابت اور حر سے اسواسٹے مشابہ ہے کہ آزاد کی طرح تصرف
کرنا ہے اور اپنی کمائی کا مالک ہونا ہے ورکنہ الا ایجاب والقبول بلفظ الکتابۃ او بالودی سناہ اور کتابت کا رکن ایجاب اور قبول ہر لفظ کتابت یا
جو لفظ کہ موصل معنی کتابت ہو مثل مولی کے غلام سے کہ میں نے تجھ کو کتاب کیا یا تیرے ساتھ عقد کتابت منعقد کی اور غلام کو قبول کرے اور تمہاری
کتابت کی یہ مثال ہے کہ مولی کہے کہ میں نے تجھ پر از دم مقر کیے تو اسکو اور اگر یالون کے محکو ہزار درم ہر جنسے میں سودرم کہے گا اگر تو آزاد ہو
ایجاب قبول کی قید سے تعلیق کتابت سے مانع ہوگئی اور لفظ کتابت کی قید سے اعتاق علی المال خارج ہو گیا اور فرق معنوی یہ ہے کہ مکاتب عمر
سے ہر رقیق ہو جاتا ہے نہ متعلق علی المال و بشرط كون البدل المذكور فيها مساو واقدره وغیرہ كون الرق فی الحال قائما اور کتابت کی شرط ہونا ہے
اس بدل کا جو کتابت میں مذکور ہو معلوم القدر والجنس اور ہونا بق کامل میں یعنی ذات ملک میں قائم ہو اور اگر بدل کی مقدار اور جنس معلوم ہو تو کتابت
فاسد ہو اسواسٹے کہ ہر حالت باعث نزع ہے برابر ہے کہ بدل مال ہو یا نعمت گذانی الدر لا کوہ مستحبا او موجلا الصمتا بالحال نزونا بدل کا منجم یا موصل بسبب صحیح
چھوٹے کتابت کے فی الحال کے اگر کرے ہم یعنی بدل کا منجم یا موصل ہو تو کتابت کی شرط نہیں منجم اور موصل میں فرق یہ ہے کہ موصل وہ کہ تمام مال کی ایک
مدت مقر ہو اور منجم وہ کہ جسکی کسی مدین ہوں مثلاً ہزار درم کی دس مدین ہر سودرم کی مدت ایک ہینہ و طمرانی جانب العبد اشفلع الحجز فی الحال
وثبت الحرۃ فی حق الید لا لالرقبۃ الابا لادار اور کتابت کا حکم یعنی اثر مرتب غلام کی جانب میں دور ہونا عدم تصرف گانے الحال اور ثابت ہونا
آزادی کا تصرف کر کے حق میں نہ گردن کے حق میں مگر داسے بدل کتابت سے و فی جانب المولی ثبوت ولایت مطالبتہ البدل سے الحال
ان کانت حالۃ والملک فی البدل اذا قبضہ وعودہ للمکذ اعجز اور اثر مرتب مولی کی جانب میں ثابت ہونا مطالبتہ البدل کی ولایت کا فی الحال
اگر کتابت بدلت ہو اور مالک ہونا بدل کتابت کا جبکہ اسپر مولی تنہا کرے اور غلام کا پھر مولی کے ملک کی طرف جبکہ وہ داسے بدل کتابت سے عاجز
ہو کتابت فنہ ولا التقصیر یعقل مال حال ہی نقد کردہ او موصل کہ او منجم اسی مقسط علی اتہ معلومتہ اقوال جعلت علیک لفا تو ذریعہ نحو
ادلہا کذا واخرہ کذا فان ادیۃ فانت حر وان عجزت فحقن وقبل العبد الذک صرح وصار کتابتا لاطلاق قوله تعالیٰ نکاحتموہم کتاب کیا اپنے غلام
کو اگر نہ غلام ایسا غیر ہو کہ خرید و فروخت کو سمجھتا ہو مکاتب کیا بعض مال کے خواہ مال حال ہو یعنی سب مال نقد ہو یا سب مال موصل ہو یا منجم ہو یعنی سبھی
قسمیں مقرر ہو گئی ہوں معین ہینون پر یا مولی نے یون کہا کہ میں نے تجھ پر از دم مقر کیے جنکو تو اگرے قسط بقسط اول قسط فلانا ہینہ ہے اور اگر
قسط فلانا ہینہ تو اگر تو اگر یگانہ تو آزاد ہو اور اگر تو اگرے ست ما بنہ ہوگا تو تو غلام ہے اور اگر تو غلام نے قبول کیا تو صحیح ہے اور وہ غلام مکاتب

ہو جائے گا بسبب مطلق ہونے قول حقیقہ کے اس قول کے لڑکا تبوہم یعنی غلام کو مکاتب کہ وہم یعنی امر قرآنی غلام منقیر اور کبیر اور مال نقد اور مہجول اور منجم سب کو شامل ہے و اما المراد بالذی علی الصحیح اور امر کتابت کا استحباب کے واسطے ہی بنا بر قول صحیح کے نہ وجوب کے واسطے چنانچہ داؤد و ظاہری کا مذہب یہاں نہ اباحت کا چنانچہ بعض علماء منقہ بکھنے ہیں و المراد بالذی ان لا یغیر بالسلیمین بعد البتق اور غیر سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو غلام ضرر نہ پہونچائے آزاد ہونے کے بعد ہم یعنی یہ برقرآن شریف میں وارد ہو کر اگر تم غلاموں میں غیر مجھو تو انکو مکاتب کہو تو غیر سے مراد عدم منفرت مسلمین ہے بلو غیر فلا افضل ترکہ تو اگر آزاد ہونے کے بعد مسلمانوں کو ضرر نہ پہونچاوے تو افضل یہ ہے کہ اسکو مکاتب نہ کرے و لو افضل نسخ اور اگر باوجود اسکے مکاتب کرے گا تو صحیح ہو گا و لو کتابت نصف عیدہ جاز و نصفہ الاخر فاذا نزل فی التہارۃ و لو اراد منہ ایس از لکب کیلا یطل علی العبد حق التق و تاہر فی التنازلیات و اما اگر اپنے نصف غلام کو مکاتب کیا تو جائز ہے اور نصف باقی فاذا نزل فی التہارۃ و لو اراد منہ ایس از لکب کیلا یطل علی العبد حق التق و تاہر فی التنازلیات و اما اگر اپنے نصف غلام کو مکاتب کیا تو جائز ہے اور نصف باقی باطل ہو جائے اور پورے بیان اسکا تا تاریخہ میں ہے و اذا صححت الکتابۃ خرج من یرہ دون بلکہ حتی یوردی کل البذل لحدیث ابو داؤد و لو کتابت عیدہ باقی علیہ دم اور جبکہ کتابت صحیح ہو گئی تو مکاتب حکمایا مولی کے ماتحت ہے یعنی اسکے تصرف سے نہ اسکی ملک سے یہاں تک کہ تمام بدل کتابت اور اگرے بدلیل حدیث ابی داؤد کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اسپر ایک دم باقی رہے دم اور یہی مذہب ہے زید بن ثابت کا اور اسی پر عمل ہے علامہ امصدا کا تم فرغ علیہ بقولہ و عمرہ المولی العقران و طی مکتبہ لحرمتہ علیہ پھر مصنف نے خروج تصرف مولی پر تفسیر کی اپنے اس قول سے اور تاوان دے مولی مشریت کا اگر اپنی لڑکی مکتبہ سے و طی مکتبہ کے مولی پر دم عقد آزاد عورت میں ہر شل ہے اور لڑکی میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ اگر وہ باکرہ ہو اور اگر تیسرہ ہو تو بیسواں حصہ قیمت کا گزائے الطحاوی عن ابی السعد و اوجنی علیہا فانہ یفرم لہا یا مولی مکتبہ پر جنایت کرے یعنی اسکو قتل کرے تو اسکی ویت کا تاوان دے اوجنی علیہ و لہا یا مکتبہ کے ولد کو مولی قتل کرے تو ویت دے او اتلف للمولی ما لہا لانہ بعد الکتابۃ مباح کل منہا کلا لا جنسی نعم لاحد و لا قو علی المولے للشیبۃ شنی یا مولی مکتبہ کا مال تلف کرے تو تاوان دے اسواسطے کہ کتابت کے سبب سے مولی اور ملک ہر ایک اجنبی کے مانند ہو گیا ان یہ البتہ ہے کہ مولے پر حد نہیں و طی سے اور قصاص نہیں قتل سے بسبب شبہ ملک کے گزائی الشمنی و لہا اعتقہ عتق حیوانا لا سفلا حقیقہ اور اگر مولی مکتبہ کو آزاد کر دے تو وہ مفت آزاد ہو گا بسبب ساقط کرنے اپنے حق کے یعنی ملک فہرہ اسکو کا حق ہو سو اسکو اسکے اسقاط میں اختیار ہے بلا اخذ بدل و فسخان کا تبقہ علی خمر او خمر سے عدم البیہر نے حق المسلم فلو کان ذمیم جاز او فاسد ہوگی کتابت اگر مولی نے غلام کو مکاتب کیا شرب یا سو پر اسکے مال نمونے سے مسلمان کے حق میں تو اگر میان اور غلام دونوں ذمی ہوں تو کتابت مذکورہ جائز ہے دم کتابت جائزہ اور فاسدہ میں فرق یہ ہے کہ فاسدہ میں مولی کو اختیار ہے کہ اسکو پھر غلام بنا دے اور کتابت کو منسوخ کر دے بدون رضا مندی غلام کے اور کتابت جائزہ میں بلا رضا مندی غلام کے منسوخ جائز نہیں اور غلام کو جائزہ اور فاسدہ دونوں میں بلا رضا مندی مولی کے منسوخ جائز ہے و کذا فی غایۃ البیان او علی قیمتہ امی قیمتہ نفس العبد کما لہ القدر یا کتابت فاسدہ ہی اسکی قیمت پر یعنی غلام کی ذات کی قیمت پر بسبب مہجول ہونے اسکی مقدار کہ ہم یعنی قیمت کی مقدار مہجول چیز اور اسواسطے کہ تعین قیمت یعنی مالیت میں قیمت کرنے والے مختلف ہوتے ہیں اور علیہ مویثہ لیسرہ و بعجزہ عن سلیم ملک النیر یا کتابت فاسدہ ہے غیر شخص کی معین چیز یا مصیب عاجزہ ہونے غلام کے ملک غیر کی تسلیم سے ہم معین کی تہید سے نقد و خارج ہو گئے تو اگر غیر کے نقد پر کتابت ہو تو جائز ہے اسواسطے کہ عقد معاوضہ اور فرسخ میں نقد و متعین نہیں ہوتے گزائے الطحاوی و علی ما تہ و عیالہ و سیدہ علیہ صیفا غیر معین کما لہ القدر یا کتابت فاسدہ ہے سو و نیار پر تاکہ اسکا مولی اسکو ایک غلام نابالغ غیر معین پھر بے بسبب مہجول ہونے مقدار قیمت غلام کے یعنی اسواسطے کہ غلام فکرا کہ مستثنا دانیہ سے ممکن نہیں مگر باعتبار قیمت کے اور عدم تسمیہ قیمت کا فاسدہ عتق ہے اور

اگر غلام معین ہو تو کتابت جائز ہے بالاتفاق کذا فی الطحاوی فتاویٰ عقد الکتابت فاسد فی کل ما ذکرنا توہ بینی عقد کتابت سبب منور تو نہ مذکورہ میں
 فاسد ہوا نہ وجہ کے سبب سے جنکو ہم نے ذکر کیا فان ادسی الکاتب الخمر عتق بالاداء کذا الخمر یزال لیتھا فی الجملة وسمی فی قیمتہ بالغترہ بالعتق
 یعنی قبل ان تیرا لفظ قاضی ابن کمال پھر اگر پہلی صورت میں مکاتب شراب اور اسبیح سوراد اگر سے تو آزاد ہو جائے گا بسبب مال ہونے شراب
 اور سورہ کے فی الجملة یعنی اگر چہ اہل اسلام کے نزدیک مال نہیں لیکن کافروں کے نزدیک مال ہے اور کوشش کرے مکاتب مذکور اپنی قیمت میں
 جس قدر کہ اس کی قیمت ہو قبل اس بات کے کہ اس کا مرافعہ قاضی کے پاس ہوا ہو کذا ذکرہ ابن کمال ہم یعنی قیمت ادا کرنے سے قبل "الجمال قاضی
 آزاد ہوگا اس واسطے کہ قبل دفع عین قاضی کے الجمال سے عقد مذکور کا عدم ہو کذا فی الطحاوی والعلم انہ متی سمی مالا وفسد است
 الکتابتہ بوجہ من الوجوہ لم یقیمت من المسمی بل بزیادہ علیہ اور معلوم کہ جبکہ مال سمی ہوا اور کتابت فاسد ہو جائے کسی وجہ سے وجہ مندرہ سے
 تو مال سمی سے نقصان نہ کیا جائیگا بلکہ اس پر زیادہ کیا جائیگا ولو کا تب علی قیمتہ و نحوہ کالدم لعل العقد عدم مالیتھا اسلامہ زائد فلا یتفق بالاداء
 الا اذا علقہ بالشرط صریحا یتفق الشرط لا العقد اور اگر غلام کو مکاتب کیا مرد یا پر اور مانند اس کے چنانچہ خون پر تو کتابت باطل ہوگی اس واسطے کہ
 مرد اور خون اسلام مال نہیں کسی کے نزدیک تو مکاتب آزاد نہ ہوگا مرد اور خون کے ادا کرنے سے مگر جبکہ بولی صریح شرط کے ساتھ عتق کو عتق کرے
 تو غلام آزاد ہوگا شرط کے سبب سے نہ عقد کے سبب سے ہم یعنی اگر مولی نے یون کہ غلام سے کہ اگر تو مرد یا خون ہو تو مکاتب ہی
 پیروہ مرد یا خون لایا تو آزاد ہوگا تلیق کی جہت سے نہ عقد کتابت کے سبب سے و صحیح العقد علی حیوان بہن جنسہ فقط اس کے لایعوم
 و صفقہ ویو دمی الوسطہ او قیمتہ بچر علی قبولہا اور عقد کتابت صحیح ہے اس جاندہ پر جسکی فقط جنس بیان ہوئی نہ اس کی نوع او صفقہ اور مکاتب
 اس جنس کا متوسط حیوان یا اس کی قیمت ادا کرے اور اگر مولی انکار کرے تو قبول قیمت پر اس پر بر دستی ہوگی و صحیح ایضا من کافر کا تب قنا
 کافر اتملہ علی ما لہ عتدہم معلوم ہم ای مقدرۃ لیعلم البذل اور صحیح ہے کتابت مالک کافر سے بھی جسے اپنا سا کافر غلام مکاتب کیا شراب معلوم الزنا
 او اظن پر تاکہ بدل معلوم ہو جائے بھول باقی نہ رہے شراب پر اس واسطے کہ کتابت صحیح ہوئی کردہ کافروں کے نزدیک مال ہے و اسی من المولے
 والعبدا سلم فلم یقیمت الخمر وعتق یقبضہما لتلیق عتقہ باء اخر لکن مع ذلک یسی فی قیمتہ کما مر اور مالک و غلام سے جو شخص اسلام قبول کرے تو شراب
 کی قیمت دینی اس کو لازم ہوگی اور آزاد ہوگا شراب کے لینے سے بواسطہ معلق ہونے عتق غلام کے شراب کے ادا کرنے پر لیکن باوجود اس کے غلام
 کوشش کرے اپنی قیمت کے دینے میں چنانچہ عنقریب گذر گیا و صحیح ایضا علی خدمتہ شہر الہ ای المولے او لقیہ اور کتابت صحیح ہے ایک جینے
 مولی کی خدمت یا غلام کی خدمت پر بھی و حضیر پر و بنا و دارا و بین قدر الممول والا جیما یرفع النزاع لحصول الکن والشرط یا کتابت صحیح ہے
 کنوین کو دینے پر یا لیکر کے بنانے پر جبکہ بنائی چیز اور اثینوں کی مقدار کا اس طرح بیان ہو جائے کہ نزاع کو رفع کی دیکھ سبب ما حاصل ہونے رکن اور شرط
 کتابت کے م رکن ایجا بلادر قبول ہے اور شراب معلوم ہونا بدل کا لا تقصد الکتابتہ بشرط لشہبہا بالکحل ابتداء لانا مبادلۃ بفیض مال و سوا التقصیر
 کتابت فاسد نہیں ہوتی شرط سے سبب مشابہ ہونے کتابت کے نکاح سے باعتبار ابتداء کے اس واسطے کہ کتابت مبادلہ ہی غیر مال سے اور غیر مال
 تصرف غلام پر ہم اگر مولی نے غلام کو مکاتب کیا مقدار مال پر باین شرط کہ غلام شہر سے باہر نہ جائے تو شرط باطل ہے اور عقد صحیح ہے اس واسطے کہ کتابت باعتبار
 ابتداء عقد کے نکاح سے مشابہ ہے یعنی صریح نکاح میں مبادلہ مال کا ہونا ہی غیر مال سے یعنی تمتع سے اسی طرح کتابت میں بھی مبادلہ غیر مال
 سے ہے یعنی آزادوں کا ساتھ تصرف ہونا غلام کا تو جیسے نکاح فاسد نہیں ہوتا شرط سے ویسی ہی کتابت بھی فاسد نہیں ہوتی الا ان
 یلین الشرط فی صلیب العقد فتفسد لشہبہا بالبیع انتہا ولا فی البذل فہو الاصل مگر یہ کہ شرط صلیب عقد یعنی عقد کتابت کے اندر واقع ہو

تو کتابت فاسد ہوگی بسبب مشابہ ہونے کتابت کے بیچ سے انتہائی راہ سے اس واسطے کہ فساد بدل میں واقع ہوا ہے یہی قاعدہ کلیہ ہر مصلحت عقیدین شرط ہونا چاہئے نہ مستحکم ہو کہ غلام پر شرط ہو یا شراب یا سویر پر کتابت ہو کتابت بیچ سے اس واسطے مشابہ ہو کہ مبادلہ ہر مال کا مال سے انجام کار میں تو جیسے بیچ فاسد ہو جاتی ہے شرط سے ویسی ہی کتابت بھی حکایت طریقیہ میں ہو

باب مایجوز للمکاتب ان یفصلہ

والمایجوز یہ باب پر کن افعال میں جن کا نام کتاب کو جائز ہو اور جو افعال کے جائز نہیں للمکاتب البیع والشرار ولو بجا باء یسیرہ مکاتب کو خرید و فروخت جائز ہے اگرچہ خرید و فروخت بفقہان قلیل ہو م اس واسطے کہ سودا گروں کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مفقہ میں کا ہے نقدان قیوم کے ہیں تاکہ دوسرے میں فائدہ حاصل کریں کنانی الدرر و السفر و ان شرط المولی عدمہ اور مکاتب کو سفر کرنا جائز ہے اگرچہ مولی نے عدم سفر شرط کیا ہو یہی اس واسطے کہ سفر میں سودا گروں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے تو بدل کتابت جلد حاصل ہوگا و قرض بیچ امتہ و کتابت عبدہ اور مکاتب کو اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اجنبی سے اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے م اس واسطے کہ نکاح سے مہر و نفقہ ثابت ہوگا اور کتابت توبیخ کے مانند نافع ہے بلکہ اس سے زیادہ تر و الوالہ ان امدی الثانی بعد عتقہ اور دلائل میراث مکاتب ثانی کی مکاتب دل کے واسطے ہے اگر وہ کتاب ثانی بدل کتابت ادا کرے مکاتب دل کے آزاد ہو جائیکے بعد والا بان اداہ قبلہ اور ایا معا فلسفہ اور مکاتب ثانی نے ادا کیا مکاتب اول کی آزاد سی کے بعد اس طرح کہ قبل اس کی آزاد سی کے ادا کیا یا دونوں نے ساتھ ہی بدل کتابت ادا کیا تو اس کا مولی یعنی پہلا مالک دونوں مکاتبوں کی میراث لیکے لا التزوج بغیر اذن مولی مکاتب کو نکاح کرنا اپنے مولی کی اجازت کے بدون جائز نہیں یعنی اس واسطے کہ یہ اکتساب میں داخل نہیں اور مسیون مولی کا غیر بھی ہے اگرچہ مکاتب کی گردن پر لازم ہوگا ولا الہبہ ولو بقبض ولا التصدیق الا بیسر نہما اور نہ ہیہ کہ نامکاتب کو جائز ہے اگرچہ ہیہ بالقبض ہو اور نہ فیثرت کرنا جائز ہے مگر ہیہ قلیل اور خیرات کمتر جائز ہے م ذخیرہ میں ہی ہیہ اور خیرات بقدر ایک پیسے اور ایک روٹی کے جائز ہے اور طعام موجود سے فیثرت یہ درست ہے ولا التکفل مطلقا ولو باذن مولی بغض و تزویج اور مکاتب کو ضامن ہونا جائز ہے مطلقا اگرچہ مولی کے اذن سے حاشا مناسی کرے اس واسطے کہ مناسی تبرع ہے اور مکاتب تبرع کا اہل نہیں ہے ولا الاقراض واعتاق عبدہ ولو بالمال اور نہ مکاتب کو قرض دینا اور اپنے غلام کو آزاد کرنا جائز ہے اگرچہ اعتاق بقبض مال کے ہو و بیع نفسہ منہ اور بیعنا جائز ہے غلام کی ذات کا غلام سے اس واسطے کہ یہ فی الحقیقتہ اعتاق علی المال ہے و تزویج عبدہ بنقصہ بالہر و النفقہ اور نہ مکاتب کو اپنے غلام کا نکاح کرنا جائز ہے ہیہ سبب ناقص ہو جائے غلام کے زویہ کے مہر و نفقہ لازم ہونے سے م مکاتب کو اپنے غلام کی تزویج داپنی لونڈی سے درست ہے نہ غیر کی لونڈی سے نہ وہ سے داب و وصی و قاض و امینہ سے فقہ رقیق صغیر تحت حجر ہم مکاتب فیما ذکر اور باپ و دوسری اور قاضی اور اسکا امین اس صغیر کے غلام میں جو ان کی پرورش میں ہے مکاتب کے مانند ہیں تصرفات مذکورہ کے ثبوت اور نفی میں یعنی باپ یا قاضی کو صغیر کی لونڈی کا نکاح اور اس کے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے اور اعتاق عبدہ اور عبدہ کو اس کے ماتم بیچنا اور غلام کا نکاح کر دینا جائز نہیں بخلاف مضارب و مازون و شریک ولو غاۃ علی الاشیاء لاختصاص فہم بالتجارة بظان مضارب و عبدہ مازون اور شریک کے اگرچہ شرکت مفاد منہ ہو بنا برتوال شریک یعنی مضارب و مازون اور شریک لونڈی کی تزویج کے مالک نہیں اس واسطے کہ اگرچہ تصرف تجارت میں مخصوص ہے اور باپ و قاضی کا تصرف تجارت اور غیر تجارت دونوں کو شامل ہے ولو اشترا علی باہ و انہر ی کتابت طلیعہ بخلاف المازون و قراضہ الولاد لا غیر اور اگر مکاتب نے اپنا باپ یا بیٹا خرید کیا تو وہ بھی اس کی کتابت میں داخل ہوگا تبعیت کی راہ سے باپ و بیٹے سے قرابت ولادت مراد ہے نہ قرابت سوائے اس کے کہ یعنی جب مکاتب آزاد ہوگا اور اسے بدل کتابت سے اسکا باپ و بیٹا بھی آزاد ہوگا اور اگر مکاتب

بایک جزو مکاتب اور افساد

اذا سے بدل سے عاجز ہوگا تو باپ بھی غلام بنارہیگا بکرم تبعیت ولو اشتري محمد بن غفر اللواد کا لاج والعلم لایکاتب علیہ فلا لہا اور مکاتب نے اپنے محرم غیر ولاد کو نزدیک یا چنانچہ بھائی اور چچا تو وہ مکاتب کی کتابت میں داخل نہ ہوگا برخلاف مذہب صاحبین کے کہ انکے نزدیک داخل ہوگا ولو اشتري ام ولد مع ولده منہا وکذا الو اشترا لہا تم شرابا جو ہرہ لم یخیر بیہما التبعیتا الولد با وکن لا تدخل فی کتابتہ اور اگر مکاتب نے اپنی ام ولد نزدیک اپنے اس فرزند کے ساتھ جو اسی ام ولد سے پیدا ہوا تو ام ولد کی بیع جائز نہ ہوگی اس واسطے کہ ام ولد اپنے دل کے تابع ہے ولیکن فرزند کی کتابت میں وہ داخل نہ ہوگی ہم دل کے تابع ہو یعنی جس طرح ولد کی بیع جائز نہیں اسی طرح ام ولد کی ولد کی تبعیت سے درست نہیں اس واسطے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ام ولد کو اس کے دل سے آزاد کر دیا فلا تعقی بعثتہ ولا ینفسخ نکاحہ لانه لم یکنها فجار لہ ان یطما بالملک النکل حوام ولد آزاد نہ ہوگی اس کے آزاد ہونے سے اور نہ مکاتب کا نکاح منسوخ ہوگا خرید کرنے سے اس واسطے کہ وہ اس کا مالک نہیں ہوگی تو مکاتب کو جائز ہے کہ ام ولد کی وطنی کرے ملک نکاح کے سبب سے نہ ملک یمن کے سبب سے وکذا المکاتبۃ اذا اشتريت بعلہا اور اسی طرح لونڈی کا تہہ کا نکاح منسوخ نہ ہوگا جبکہ وہ اپنے شوہر کو خرید کرے تو اس کے شوہر کو اس کی وطنی ملک نکاح جائز ہے غیر ان لہا بیعہ مطلقا لان الحریرہ لم تثبت من جنتہا مگر ان فرق ہو کہ مکاتب کو شوہر مذکور کی بیع مطلقا جائز ہے اس واسطے کہ شوہر کا آزاد ہونا مکاتب کی جہت سے ثابت نہیں ہوا مینی برخلاف مکاتب کہ اگر وہ اپنے ام ولد کو خرید کر لے گا تو اس کے ساتھ تو آزادی مینی حق آزادی کا ولد کی جہت سے ثابت ہوگا اور مطلقاً سے ظاہر یہ مراد ہے کہ بیع شوہر کی جائز ہے اگرچہ مکاتب اپنے ولد کو شوہر کے ساتھ خرید کرے کذا فی المطحوی ولو لکھا بدو نہ ای بدو فی الولد جائز لہ بیعہم فلا لہا اور مکاتب اپنے ام ولد کا مالک ہوا بدو دن ولد کے تو اس کو ام ولد کا چھینا جائز ہے برخلاف مذہب صاحبین و ان ولد من امته ول یأخذوا فیکاتب علیہ تبعاً اور اگر مکاتب کا ولد پیدا ہوا اس کی لونڈی سے پھر اس نے اس کی فرزند کی کا دعویٰ کیا تو فرزند بھی اس کی کتابت میں داخل ہوگا باپ کی تبعیت سے ہم مبنوں نے اعتراض کیا ہے کہ مکاتب کو اپنی لونڈی سے وطنی کرنا جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ نسب ملت پر موقوف نہیں چنانچہ اپنے فرزند کی لونڈی کی وطنی میں یا مشترک لونڈی کی وطنی میں در صورت اعدا نسب ثابت ہوتا ہے حالانکہ وطنی مطلق نہیں وکان کسبہ لہ لانه کسب کسبہ اور مکاتب کے فرزند کا کسب مکاتب کا ملوک ہوگا اس واسطے کہ مکاتب کے کسب کا کسب ہے یعنی فرزند کسب ہے باپ کا تو فرزند کی کمائی کسب کا کسب ہوئی تو بیع المکاتب امته من عبء وکذا تجا فاولت فضل فی کتابہا وکسبہ ویمتہ لقتل لہا لان تبعیتہا راجع مکاتب سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیا اپنے غلام سے پھر دونوں کو مکاتب کیا پھر مکاتب کو اپنی تو لا کا مکاتب کی کتابت میں داخل ہوگا اور اس کی کمائی اور اس کی قیمت اگر اس کو کوئی قتل کر لے مکاتب کی ملک ہے نہ اس کے شوہر کی اس واسطے کہ ان کی تبعیت غالب تر ہے باپ کی تبعیت سے ہم و جہرجان یکہ مولود میں وہ صفات شریعہ جو ان میں ثابت ہیں چنانچہ تدبیر اور استیلا اور حریت اور ملک سرایت کر جاتی ہیں کذا فی المطحوی مکاتب او ماذون نکاح امتر رعیت انہا حرۃ باذن مولاهم تعلق بکلم فاولت منہم استحققت فالولد رقیق فلیس لہ اخذہ بالقیمۃ فلا لہ المملکۃ ولد المفور غلام مکاتب یا ماذون نے اپنے مولے کے اذن سے نکاح کیا اس لونڈی سے جس نے آپ کو آزاد ظاہر کیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اس کا تہہ یا ماذون سے پھر وہ لونڈی مستحق ملک غیر نکلی تو لا کا غلام ہے لونڈی کے مالک کا تو مکاتب یا ماذون کو لا کا لینا قیمت دیکر جائز نہیں بخلاف محمد اس واسطے کہ وہ مفور یعنی دھوکا کھائی لے کا فرزند ہے محمد کا یہ مذہب ہے کہ مکاتب یا ماذون قیمت دیکر اپنے فرزند کو بیگا اس واسطے کہ اس کو دھوکا دھوکا لونڈی کو آزاد سمجھا لیکن ان کے نزدیک قیمت دینا مکاتب یا ماذون کے آزاد ہونے کے بعد لازم ہوگا نہ بالفعل کذا فی المعنایہ وخصا المفور بالحرا باجماع الصحابہ اور شیخین نے مفور کو آزاد کے ساتھ مخصوص کیا ہے صحابہ کرام کے اجماع کی دلیل سے یعنی اگر آزاد کو دھوکا دھوکا ہو جائے تو وہ اپنے فرزند کو قیمت دیکر لے نہ مکاتب یا ماذون واستشکلہ الرستیعے اور

از بعضی نے اس مسئلہ کو مشکل بنا یا جو ہم وہاں اشکال یہ ہو کہ غلام پر جبکہ دین لازم ہو تاہی مول کے اذن کے سبب سے تو وہ دین مولی پر لازم ہوتا ہوا اور اس سے
 نے احوال مطالبہ ہوتا ہوا اور یہاں نکاح باذن مولی مفروض ہے تو چاہیے کہ مولی پر نے احوال قیمت لازم آوے نہ مکاتیب پر اس کے آزاد ہو سکتے کے
 بعد چنانچہ محمد کا مذہب ہر اس کا جواب رازی نے یوں دیا ہے کہ مولی نے تو نکاح کا اور اس کے تعلقات یعنی ہر اور فقہ کا اذن دیا ہے نہ فریب کھانے کا
 تو مولی اس سے راضی ہوگا قیمت دینا متوطن رہیگا مکاتیب کے آزاد ہونے پر کذلک الطحاوی مختصر اولو اشتری المکاتیب اس سے
 شرائط فاسد را فوطیہ نامہ رد الفساد و الشرار با او شرارہا صحیحی و استحقت وجب علیہ العقر نے حالتہ اللکتابۃ قبل منقہ لہ خلیہ کتابہ
 لان الاذن بالشرار اذن بالوطی اور اگر مکاتیب نے لونڈی مولی خریدنا سدا کہ پھر اس سے قربت کی پھر مالک کو پھر دی مشاویع کے سبب سے یا اس کے
 پھر بیع مولی یا بیعتی پھر مولی کی سو وہ مستحق ملک غیر نکاحی تو مکاتیب پر عشر قیمت واجب ہوگا کتابت کی حالت میں اس کے آزاد ہونے سے پہلے سبب
 و افضل ہونے خرید نہ رفت کے اس کے عقد کتابت میں اس واسطے کہ خرید کر کے کا اذن دہی کر نیک اذن ہر ہم لازم عتقی بہر تعلیق ہے کہ کتابت موجب ہر خرید کی
 اور خرید موجب ہر سقوط خد کی اور سقوط حد موجب ہر عتقی تو کتابت ہی موجب ٹھہری عتقی اس واسطے خرید کا اذن دہی کا اذن نہیں اور دہی تجارت میں داخل
 نہیں کذا فی الطحاوی مختصر اولو ولیہا بشکاح بلا اذن اخذ بہ بالعقر منہ تحقیق امی بعقبتہ عدم دخولہا امراد و کتاب نے لونڈی مذکور سے قربت
 کی بواسطہ اس نکاح کے جوئے بلا اذن مولی کے کیا تھا تو مکاتیب سے عتق لیا جائیگا شروع عتق سے یعنی مکاتیب کے آزاد ہونے کے بعد سبب نہ
 داخل ہونے نکاح کے کتابت میں چنانچہ اول باب میں مذکور ہو چکا کہ مکاتیب کو نکاح کرنا بلا اذن مولی جائز نہیں والمذاون کا مکاتیب فیہما
 فی التسلیل اور غلام باذن مکاتیب کے مانند ہر دونوں فصلوں میں یعنی لونڈی مذکور کے شرائط فاسد اور صحیح میں اور نکاح کی صورت میں و اولی رت
 مکاتیبہ من سیدہ یا فلان فی ان شاورت مصنف علی کتابتہا و انما خذ العقر منہ او ان شاورت عجزت لئنہا وہی ام مولی و بیعت سبب بلا نقد یقرا
 لہ بیکہ رقبۃ اور بیکہ لونڈی مکاتیبہ جنی اپنے مولی سے تو اس کو اختیار ہو اگر چاہے جلی باسے اپنی کتابت پر بیعتی اپنی کتابت کو قائم رکھے اور مولی سے عتق یا اگر چاہے
 اپنی ذات کو باج کرے یعنی اداسے بدل کتابت سے عاجزی کا اقرار کرے اور مولی کی ام دلد ہو اور مولی کا نسب مکاتیبہ سے بدول اس کی تصدیق کے ثابت ہوگا
 اس واسطے کہ مکاتیبہ مولی کی ملک ہے باعتبار گردن کے اگر یہ باعتبار شرف کے ملک نہیں ہو لو کہ کتابت تحصیل ام ولدہ او مدبر و صح و عتقت ام الولد
 محبانہ بوترہ بالاستیلا و اور اگر ایک شخص نے اپنی ام ولد یا اپنا غلام مدبر مکاتیب کیا تو درست ہو اور ام ولد مفت آزاد ہوگی اس شخص کی موت سے سبب
 استیلا کے بلا اداسے بدل کتابت و سہمی المدبر نے تلتی قیمتہ ان شاء اوسمی فی کل البیدل بھوت سیدہ فقیر الم تیک غیرہ اور سہمی کے بیزہ کر اپنی
 قیمت کے وثلث میں یا چاہے سہمی کرے تمام بدل کتابت میں اپنے مالک کی محتاج ہو کر مرنے سے اس طرح کہ اس سے کچھ متروکہ نہیں چھوڑا اس واسطے اس مدبر کے
 ولود بر مکاتیبہ صح فان عجز بقی مدبر و الا سہمی فی تلتی قیمتہ ان شاء اوسمی فی کل البیدل بھوتہ امی المولی مفسر الم تیک غیرہ اور اگر اپنے مکاتیب کو بیکہ
 تو صحیح ہو پھر اگر وہ اداسی بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو مدبر باقی رہیگا اور اگر عاجز نہ ہوا اور کتابت کو قائم رکھا تو سہمی کرے اپنی قیمت کے وثلث کے ادا کرنے میں
 اور اگر وہ چاہے یا سہمی کرے بدل کتابت کے وثلث میں اپنے مولی کے اس طرح محتاج ہو کر مرنے سے کہ مولی نے کچھ متروکہ چھوڑا اس واسطے اس مدبر کے واثکان
 مات موسر البیث نخج المدبر من التلتی عتق بالتدبر و سقط عنہ بدل کتابتہ کما لو اعتق المولی مکاتیبہ فانہ یقیق بجانہ التقیام کما لا ذکر مولی
 اس طرح والد ار ہو کر مر گیا ہو کہ مدبر ثلث متروکہ سے نکلتا ہو تو وہ آزاد ہوگا تدبیر کے سبب سے اور اس سے سابقہ ہوگا بدل کتابت کا چنانچہ اگر مولی اپنے مکاتیب
 کو آزاد کرے تو وہ مفت آزاد ہوگا سبب قیام ملک مقبہ کا تبہ علی الت موجل ثم مالحمہ علی نصفہ حال صح استخانا مولی نے مکاتیب کیا غلام کو بیکہ
 حالے پھر مکاتیب سے صلح کر لی اس کی نصف یعنی پانسون نقد پر تو صحیح ہو استخسان کی راہ سے طرفین کے نزدیک مریض کا تربیع بہ علی الفین

سنعتہ ذات الریض والجمال ان قیمته المکاتب الف درہم ولم تجز الوثیۃ التاجیل ولم ترک خیرہ او می المکاتب ثلثی البذل وعتہ محمد
 ثلثی القیمۃ مالاً والیاتی الی اجلہ اور در قیقا القیام البذل مقام الرقبۃ فیفتن فی ثلثہ یارنہ اپنے غلام کو کتاب کیا دوا ہزار پر ایک سال کی
 مدت مقرر کی پھر بیار گیا اور حالانکہ مکاتب کی قیمت ایک ہزار درہم ہیں اور مولیٰ کے وارثوں نے تاجیل کو جائز رکھا اور مولیٰ نے سوائے اس مکاتب
 کے اور مال نہیں چھوڑا تو مکاتب بدل کتابت و ثلث نقد ادا کرے اور محمد کے نزدیک قیمت کے و ثلث نقد ادا کرے اور باقی ثلث بدل قیمت
 کا مدت مذکورہ کے بدل ادا کرے یا ادا نہ کر سکے تو پھر کہ غلام بنایا جائے بدل کتابت کے و ثلث ادا کرے بسبب قائم ہوئے بدل کے رقبہ
 کے مقام پر تو حجابہ تاجیل کے ثلث میں نافذ ہوگی وانکاتب علی الف سنعتہ والجمال ان قیمته الفان ولم تجز وادی ثلثی القیمۃ مالاً
 وبقطباتی اور در قیقا انفا قالو تعی المحاباۃ فی القدر والتاخر فیفتن بالثالث ادا کر غلام کو مکاتب کیا ہزار پر سال ہجر مدت مقرر کر کے اور حالانکہ
 اسکی قیمت دوا ہزار ہیں اور حالانکہ وارثوں نے کتابت مذکورہ جائز نہیں تو غلام مذکور قیمت یعنی دوا ہزار کے و ثلث نقد ادا کرے اور ثلث باقی اس
 ساقط ہوگا یا اگر ادا نہ کرے تو پھر کہ غلام بنایا جائے اتفاق شیخین اور محمد کے بسبب واقع ہوئے حجابہ کے مقدار تاجیل میں تو حجابہ قریض ثلث
 میں ہادی ہوگی حرقال مولیٰ عبد کا تب عبد فلان الغائب علی الف درہم الی فی ان ادیت الیک الفانہ حرقال تلمہ مولیٰ علی ہذا
 الشرط وقبل مولیٰ ثم ادی الحرقال غائب عبد بکلم الشرط وکنذ الولم یقل ان ادیت فادی لیش استحسانا لنفوذ تصرف الغنولی فی کل ما لیس فیہ
 ولا یرجع الحرقال عبد لہ تبرع شیخین زاد لے غلام کے مالک سے کہہ کہ اپنے فلا نے غائب غلام کو کتاب کر ہزار درہم پر اس شرط سے کہ اگر میں بکو ہزار درہم
 ادا کر دوں تو وہ غلام آزاد ہو سو مولیٰ نے اس شرط پر اسکو مکاتب کیا اور مولیٰ نے قبول کیا پھر آزاد مذکور نے ہزار درہم ادا کیے تو غلام آزاد ہوگا وجب شرط
 مذکورہ کے اور اسی طرح اگر اس شخص نے اپنے ادا کرنے کو ذکر کیا پھر اسے ہزار درہم ادا کیے تو غلام مذکور آزاد ہوگا استحسان کی راہ سے بسبب نافذ ہو جانے
 تصرف غنولی کے ہر ایک سال میں جو ہزار نہیں اور شخص زاد غلام مذکور سے ہزار درہم بھر نہ لیا اس واسطے کہ وہ محسن ہو نہ معاوضہ مقرر قبل مالک سے
 شائع لے ضمیر کامر ج مولیٰ کو قرار دیا اور زلیلی اور شرح ملا مسکین میں قبل لرحل واقع ہو اور یہی بلا تکلف مناسب ہو واد البیع العبد بالانقرض
 حصار مکاتب انما یتجای لقبولہ لاجل لزوم البذل علیہ اور جبکہ غلام غائب کو اسل مرکی خبر ہو چکے یعنی قبل ادا کرنے حر مذکور کے سو غلام نے کتابت قبول کی
 تو وہ مکاتب ہو جایگا قبول غلام کی حاجت تو فقط اسی واسطے ہو کہ بدل کتابت اس پر لازم ہو جائے یعنی عت کتابت غلام کے قبول پر موقوف نہیں
 بلکہ لزوم بدل قبول پر موقوف ہو قال عبد بن محمد بن السیدہ کا تبقی عن نفسی وعن فلان الغائب فکا بہما فقبل ل عبد الحاضر صح القدر استحسانا
 فی البائناۃ امالہ والغائب تبعاً غلام حاضر نے اپنے مالک سے کہہ کہ میرے ساتھ عقد کتابت منعقد کر میری ذات کیلئے سے اور فلا نے غلام کیلئے
 سے سو مالک نے دونوں غلاموں کو مکاتب کیا سو حاضر غلام نے قبول کیا تو عقد صحیح ہو باعتبار استحسان کے غلام حاضر میں امالہ صحیح ہو اور غائب
 غلام میں تبعاً وایہما (دی) بدل الی الکنانۃ عتقا جمیعاً بلا رجوع ویجوز لیمولی علی القبول للبذل من احدہما اور دونوں میں سے جو غلام بدل کتابت
 ادا کرے گا تو دونوں غلام آزاد ہو جائینگے بلا رجوع یعنی ادا کرنے والا غلام دوسرے غلام سے بقدر اس کے حصہ کے مطالبہ نہ کر سکے گا اور مالک پر نہ برستی ہوگی
 قبول بدل کتابت پہلے ایک کی طرف سے یعنی دونوں غلاموں کا بدل کتابت اگر ایک غلام ادا کرے گا تو مالک کو مجبور قبول کرنا ہوگا ولا یطالب
 العبد الغائب بشئ لزم التزامہ اور غلام غائب سے کسی چیز کا مطالبہ اور معاخذہ نہ ہوگا اس کے عدم التزام کے بسبب سے یعنی اس نے عقد کتابت قبول
 نہیں کیا کہ اس سے کچھ مطالبہ ہو تو قبول لکتابتہ لغو لا یتبرک وہ ایا ما اور غلام غائب کی کتابت قبول کرنا لغو ہی یعنی مقبر نہیں جیسے اس کے رد
 کرنے کتابت کا اعتبار نہیں ہم قبول در عدم قبول غائب سوائے معتبر نہیں کہ عقد کتابت بدون اس کے قبول کرنے کے نافذ اور تمام ہو چکی تو بعد اس کے

قبول اور عدم قبول کا کیا اعتبار ہو اور جو حصہ اس سے منقطع ہو اور اگر مالک نے حاضر غلام کو آزاد کر دیا یا بلا اخذ بدل کتابت تو حاضر سے اس کا حصہ بدل
 اس وقت ہوگا کہ اس واسطے کہ غائب مقتدرین قصد داخل ہو اگرچہ مقصود بالخطاب نہیں تو بدل کتابت دونوں پر منقسم ہو گیا اگرچہ اس سے
 مطالبہ بدل کا نہیں بلکہ جو مال حاضر ادا ہو اس کی کتابت حصہ والا اور وقتاً اور اگر حاضر غلام آزاد کیا گیا یا وہ مرگیا تو غلام غائب اپنا حصہ بدل
 کتابت سے فقہاء کے اور نہیں تو پھر غلام بنایا جائے دلا بر الحاضر اور وہ بہرہ حقاً جیسا اور اگر مالک نے غلام حاضر کو تمام بدل کتابت سدا کر دیا
 تمام بدل کتابت اس کو سب سے دیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائینگے مفت ہم اور اگر بعض بدل معان کر لیا تو باقی کا مطالبہ ہوگا حاضر سے نہ غائب سے
 کذا فی الفقہ اسی وان کا قبل لا متہ عن نفسہا وعن ابنین صغیرین لما وقبلت صح استخسا ئلنا امر اور اگر مالک نے اپنی لونڈی سے عقد
 کتابت منعقد کیا اس کی ذات سے اور اس کے دو چوڑے بیٹوں سے اور لونڈی نے قبول کر لیا تو عقد صحیح ہو باعتبار استحسان کے بدلیل گذشتہ یعنی اصل
 لونڈی کی طرف سے اور تبعاً اس کے بیٹوں کی طرف سے عقد کتابت صحیح ہو و اسی اسی من ذکر کلمہ مرجع علی الآخر لا نہ متبرع و بحسب علی القبول الی آخر الامر اور اشخاص
 مذکورین میں سے جو شخص کہ بدل کتابت ادا کر گیا وہ دوسرے سے رجوع نہ کر لیا اس واسطے کہ وہ محسن ہو اور مولیٰ پر شخص کے ادا سے بدل کتابت قبول
 پرچہ ہوگا تا آخر احکام مذکورہ سابقہ میں یہی ہیں کہ اولاد کا قبول اور عدم قبول کتابت میں معتبر نہیں اور اگر مالک ان کو آزاد کرے تو اولاد پر بدل کتابت
 باقی رہے گا بقدر اس کے حصہ کے اس کو فی الحال داکرین اور مولیٰ کا تہ بدل کا ان کی مان سے کرے نہ کہ غائب اور مولیٰ کو آزاد کرے تو ان کی مان پر سے اس کا حصہ
 ساقط ہوگا اور اگر مالک اولاد کو دین معاف کرے یا اس کو سب سے تو صحیح نہیں اور اگر ان کی مان کو دین معاف کرے یا یہ کہ کرے تو ان بھی آزاد ہوگی اور اس کے
 ساتھ اس کی اولاد بھی انتہی تو یہ مسئلہ نظیر ہے مسئلہ سابقہ کا جمیع احکام میں گذرنے والی اسی فرج مسئلہ محکم شان کا کتابت نصف عیدہ فادھی الکتابہ عتق
 نصفہ کسی فی بقیۃ تیرتہ وقال العبد کہ مکاتب علی ذک ل المال رہہ یا فخذ ما دلی القدرسی مالک نے اپنا نصف غلام مکاتب کیا اس واسطے بدل کتابت ادا کیا تو
 غلام ادا ہوگا اور کوشش کرے گا اپنی باقی قیمت کے ادا کرنے میں اور ما جبین نے کہا کہ نصف غلام کی کتابت سے تمام غلام مکاتب ہوگا اسی قدر مال پر اور اسی
 قول صاحبین کو ہم لیتے ہیں گذرنے والی اسی

باب کتابۃ العبد مشترک

یہ باب ہر عبد مشترک کی کتابت کے احکام میں عبد مشترک میں اذن احدہما صاحبہ ان یکاتب خطہ بالف ولیقبض علیہ الکتابۃ مشترک
 الشریک لما ذون کہ نفذ فی خطہ فقط عند الام تجزی الکتابۃ عندہ ولیس لشریک منفعہ لا ذنہ غلام ہر دو شریکوں کا ایک شریک نے اپنے ساتھی دوسرے
 شریک کو اس کا اذن دیا کہ وہ اپنے حصہ کے ہزار درہم پر کتابت کرے اور بدل کتابت پر قبضہ کرے سو جس شریک کو اذن ملا اس نے غلام کی کتابت کیا تو
 اسی کے حصہ میں کتابت نافذ ہوگی انہم اعظم کہ نزدیک سبب قسمت پذیر ہونے کتابت کے ان کے نزدیک مانند اعتاق کے اور اس کے شریک کو
 منفعہ نہ کتابت کا جائز نہیں اس کے اذن کے سبب سے اذن شریک کا فائدہ یہ ہو کہ اس کے واسطے حق منفعہ باقی نہ رہے اور در صورت عدم اذن اس کو منفعہ
 میں بافتیار ہو اور اذن بالقبض کل فائدہ یہ ہو کہ مال مقبوض سے اس کا حق منقطع ہو جائے تو مقبوض مقبوض بقایض ہوگا اس واسطے کہ قبض کا اذن گویا غلام
 کو اس کا اذن ہو کہ مال کتابت کو حاصل کرے شریک کو اسے اپنے حصہ کا احسان کیا غلام مکاتب پر مان اگر قبض داسے بدل وہ مکاتب کو
 منفعہ کرے تو بھی صحیح ہوگا اس واسطے کہ احسان ہنوز تمام نہیں ہوا گذرنے والی یعنی محضاً و اذا قبض بعضہ بعضا لالت فبعض فاما مقبوض کو لالت
 لا ذنہ بلہ القبض فیكون متبرعا ولو قبض الالف عتق خطہ القایض و جبکہ ہزار درہم سے کچھ درہم قبض کیے پھر کہ کتابت داسے بدل سے عاجز ہو گیا تو بالکل مال
 مقبوض قابض کا ملوک ہوگا نہ دوسرے شریک کا اس واسطے کہ قبض کا اس نے اذن دیا تو وہ محسن ٹھہرا غلام پر اپنے حصہ کی بابت اور اگر ہزار درہم

میں کہ یگانہ قابض کا حصہ آزاد ہو جاوے گا ہم ہر ایک اور درگاہ پر کلام اس پر کلمات کرتا ہر کہ احسان مذکور قابض پر ہو گا ذی الطحاوی امتہ بین
 شریکین کا کتابا فوجیہما احد ہما فولدت فادعاه الوافی ثم وطیہما الشریک الآخر فولدت فادعاه الوافی الشانی صحیح دعوتہ لقیام ملک
 ظاہر اخلافا لہما ایک نوڈی شریک ہر دو شریکوں میں دونوں نے اسکو مکاتبہ کیا سو اسی سے قربت کی ایک شریک سے سو وہ جنی تو قربت کر نیوالے
 لئے اسکے ولد کی فرزند کی دعویٰ کیا پھر دوسرے شریک نے اس سے قربت کی سو وہ دوسرا کا جنی سو دوسرے قربت کرنے والے سے دوسرے ولد کی
 فرزند کا دعویٰ کیا تو اسکا دعویٰ صحیح ہو سو اسلے کہ ظاہر اسکی ملک ہر نوڈ قاسم ہو برخلات وہب صاحبین ہم کتاب ہر صاحبین کے نزدیک مکاتبہ شریک دل
 الیہم ولد ہر نوڈ کیل استیلا تو شریک ثانی کی دلی غیر کی ام ولد کے ساتھ واقع ہوئی تو شریک ثانی سے ولد کا نسب ثابت نہ ہوگا اور اسپر تمام مہرینی عقد لازم ہوگا
 لیکن شریک کے سبب سے اسپر لازم ہوگی کہ ذی الزلیعی فان عجزت بعد ذلک جعلت الکتابہ کان لم تکن وحیدہ فی فی الحقیقۃ ام ولد لہا دل
 زوال المانع من الانتقال پھر اگر مکاتبہ عاجز ہوئی اور اسے بدل کتابت سے بعد اسکے یعنی دونوں و ملی اور دونوں دعوت کے بعد تو یوں ٹھہرایا جاوے گا
 کتابت کہیں نہ تھی اور اب تو مکاتبہ حقیقت میں شریک دل کی ام ولد ہوگی بسبب دور ہو جانے اس چیز کے جو مانع تھی انتقال ملک کی ہم بین زوال کتابت سے
 مکاتبہ شریک دل کی بالکل ام ولد ہوگی اسواسلے کہ مقتضی تخلیک قائم ہو اور کیل ذلک سے کتابت مانع تھی سو اسلے کہ کتابت انتقال ملک قبول نہیں کی
 پھر صاحب کتابت زائل ہو گئی تو مقتضی تخلیک نے اپنا عمل کیا کہ ذی الزلیعی والدہ ملقطا و وطیہ سابق اور شریک دل کی دلی سابق ہر شریک ثانی کی دلی
 ہم جواب ہر اس سوال مفرد کہ دونوں شریکوں کی ملک مکاتبہ میں ثابت ہو اور ہر ایک نے ملی کی اور ہر ایک نے ولد کا دعویٰ کیا تو کیا وہ ہر ایک مکاتبہ
 شریک دل کی فقط ام ولد ہو گئی شایع نے جواب دیا کہ شریک دل کی دلی سابق ہر یہی وجہ ہر اختصاص کی ضمن الاول اخیر کی نصف قیمتہا ونصف
 عقہر ہا اور شریک دل اپنے شریک کو اسکی نصف قیمت اور نصف عقہر کا تاوان دے ہم مراد قیمت مکاتبہ کی ہو اور مکاتبہ کی قیمت نوڈی فالصہ کی قیمت سے
 نصف ہوئی ہو کہ فی الطحاوی عن الفتح وضمن شریک عقہر کا حلالہ الولیم ول النیضہ اور شریک ثانی مکاتبہ کے عقہر کا تاوان دے سو اسلے کہ اسنے حقیقت میں غیر کی
 ام ولد سے ملی کی و قیمتہ الولد ایضا و ہوا منہ لانیہ بنزلہ المغرور اور شریک ثانی ولد کی قیمت کا بھی تاوان دے اور وہ ولد اسکا بیٹا ہو سو اسلے کہ شریک ثانی بنزلہ
 مغرور کے ہم سو اسلے کہ اسنے ملی کی مکاتبہ اپنے ملک کو کہ جانکر لیکن عجز اور بلطان کتابت سے ظاہر ہو کہ اسکی ملک سمین نہیں رہی و مفرد کا دل ثابت ہوا
 ہوا ہر اس سے اور زاد ہونا ہر قیمت دیکر و امی من الشریکین دفع العقہر الی المکاتبہ صحیح اسی قبل العجز لاقتضاہما بمنہما فاذا عجزت ترہ للموال و دونوں
 شریکوں میں سے جو عقہر دیکھا مکاتبہ کو تو صحیح ہو لینے قبل از عجز و بنا صحیح ہو بسبب مخصوص ہونے مکاتبہ کے اپنے منافع سے پھر جب وہ عاجز ہوا دلے بدل کتابت
 سے تو عقہر مول کو پھر دے وان در الثانی ولہم لیلہا و المسئلۃ بالہا الصحیح بطلان التدریج اور اگر شریک ثانی نے مکاتبہ مذکور کو دیکھا اور اس سے
 ملی نہ کی اور یہ مسئلہ بحال مسئلہ سابقہ ہر یعنی دونوں شریکوں نے نوڈی کو مکاتبہ کیا اور شریک دل نے اس سے ملی کی اور جنی اور شریک دل نے اسکا دعویٰ کیا
 سو مکاتبہ عاجز ہو گئی اور اسے بدل کتابت سے تو تدریج بطل ہو گئی یعنی سو اسلے کہ عجز سے ظاہر ہوا کہ وہ بالکل ام ولد ہو شریک دل کی تو اس میں ملک فی نہی ہوا
 حالانکہ ملک شرط ہر نعمت تدریکہ اسلے وضمن الاول شریک نصف قیمتہا و نصف عقہر ہا والیہ لہا دل وہی ام ولد اور شریک دل ثانی کو اس کی
 نصف قیمت اور نصف عقہر کا تاوان دے اور لڑکے کا شریک دل کا ہوگا اور وہ اسی کی ام ولد ہو وان کا کتابا فوجیہما احد ہما فوجیہما صحیح عجزت ضمن المعنی
 شریک نصف قیمتہا اور اگر دونوں شریکوں نے نوڈی کو مکاتبہ کیا پھر ایک شریک مفرد والے نے اسکو آزاد کر دیا پھر وہ عاجز ہو گئی تو آزاد
 کرنے والا اپنے شریک کو اسکی نصف قیمت کا تاوان دے ورجع الغنایم من بیہ علیہا لما تقران الساکت اذا منس العقی یرجع عنہ لا عندہما
 اور تاوان دینے والا شریک اسکو مکاتبہ سے بھر لے سو اسلے کہ ثابت ہو چکا ہر کہ شریک ساکت عن الاعتاق جب تاوان لے آزاد کرنے والے

شریک سے تو اسکو رجوع جائز ہوا مگر کے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک فرج مسئلہ ملحقہ شایع کا عبد بن جلیل درود اہم تمام حردہ الا فرغیا او عکسا اعتزل لیر
ان تیار او استسعی فی الصورتین او من شریک فی الاذی و درودن کا ایک غلام ہر ایک نے اسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے اسکو آزاد کیا حالانکہ وہ
مقدور والا ہی یاد دونوں نے اسکے بالکس کیا یعنی دل عتاق غنی واقع ہوا پھر تدبیر تدبر کرنے والا پاس ہے مدبر کو آزاد کرے یا دونوں صورتوں میں
غلام سے سعی کر اسے یا نقطہ پہلی صورت میں یعنی جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو اپنے شریک سے تاوان لے

باب موت المکاتب وعجزہ وموت مولاه

یہ باب ہر مکاتب کی موت اور اسکے عاجز ہونے اور مالک کی موت کے احکام میں مکاتب عجز عن اور انجم ان کا مال سیدصل الیہ لم یعجز
الحاکم الی ثلثۃ ایام لانہما مذبذبت لایلا ولا مذار لیک مکاتب ہر کہ عاجز ہو گیا ادا کرنے ایک قسط سے اگر اسکا ایسا مال ہو کہ عتق دے سکے لیکن
چنانچہ اسکا دین کسی پر قریب لو سول ہو یا اسکو دل ملنے والا ہو بطریق ہیہ کے کذا فی الطحاوی تو مالک اسکو عاجز نہ ٹھہراوے تین دن تک اسو سول
تیرہ مدت ہر کہ انوار عذرت کے واسطے مقرر کی گئی ہر م چنانچہ تین دن خیار کی مدت ہو اور مرتد کی حمت و پیشی مدت اور مدعا علیہ کی حمت یعنی کی
مدت دفع دعوی کے واسطے والا عجزہ الحاکم فی الحال و اگر مال قریب لو سول نہ ہو تو مالک مکاتب کو فی الحال عاجز ٹھہراوے و قسحرا بطلاب مولاه
و قسح مولاه برضاہ او مالک بد تمیز کے کتابت کو قسح کر دے اسکے مولی کی خواہش سے یا اسکا مولی قسح کرے مکاتب کی رضامندی سے قسح کو تمیز کے
بعد واسطے ذکر کیا کہ مجرد عجز سے کتابت منقسخ نہیں ہوتی بدون قسح کرنے کے ولو کانت الکتا جافاسدۃ فالقسط لہ القسح بغیر رضاه اور اگر کتابت
فاسد ہو تو مولی کو قسح کتابت کا اختیار ہو بدون رضامندی مکاتب کے م بلکہ مولی پر در صورت فساد کتابت قسح واجب ہو گناہ مثلاً کہ اسو سول و مالک
المکاتب قسحاً مطلقاً فی الجائزۃ و الفاسدۃ وان لم یرض المولی اور مکاتب قسح کتابت کا مالک ہر طرح کتابت جائزہ میں اور فاسد میں بھی اگرچہ
مولی راضی نہ ہو و انقضاء قسحاً اور اسکی غلامی پھر دیگر دو ذوق کے قسح کرنے سے یعنی جیسے قبل کتابت غلام تھا ویسا ہی پھر ملک ہوگا قسحاً و رقبۃ و مائے
یدہ لمولاه اور جو مال کہ اسکے پاس ہو گا وہ مولی کا ملک ہو اگرچہ خیرات ہو اور مولی غنی ہو بقول صحیح کذا فی الطحاوی و الکتا ذامات و لم مالک
لبدل لم تنقسخ و تو دوسری کتابتہ من مالہ اور اگر مکاتب مر جائے اور اسکا اتنا مال ہو جو بدل کے واسطے کفایت کرے تو کتابت قسح نہ ہوگی اور بدل
کتابت اسکے مال سے ادا کیا جائیگا مگر بعد موت کے بقاے کتابت اور اسے بدل کتابت سے فائدہ یہ ہر کہ ہنگام کتابت کے فزندہ اسکے آزاد ہوں و اگر مال
ادائے کتابت سے بچے تو وہ اسکے وارث ہوں و حکم معتقہ فی آخر حزم من اجزاء حیاتہ اور حکم ہوگا اسکی آزادی کا اسکے اجزائے حیات میں سے اخیر جن میں
یہ مذہب ہو پھر اگر بعضوں کے نزدیک بعد موت کے آزاد ہوگا مگر حکم معتقہ اولادہ المولودین فی کتابتہ لا قبلہا چنانچہ حکم ہوگا اسکی اولاد کی آزادی کا
وہ اولاد جو اسکی کتابت کے زمانے میں پیدا ہوئی نہ اسکا جو قبل کتابت کے پیدا ہوئے م اس کلام سے معلوم ہوا کہ جن اصول و فروع کو مکاتب نے حال کتابت میں
خزید کیا وہ آزاد نہ ہو گئے حالانکہ انکی آزادی کا بھی حکم ہوگا تو یوں کہنا حق تھا کہ ایک معتق من دخل فی کتابتہ یعنی چنانچہ ان شخصوں کی آزادی کا حکم ہوگا جو داخل ہو گئے
اسکی کتابت میں کہ اننے الحبلی و الباقی من مالہ میراث لور شہ اور جو مکاتب مذکور کے مال میں سے اسے بدل کتابت سے باقی رہیگا وہ اسکے وارثوں کی
میراث ہر م یعنی اگر قرابت والے ہوں مکاتب کے تو وہ اسکے مال کے وارث ہو گئے اور انہیں سے کوئی نہ ہو تو مال باقی مولی کو ملے گا بطریق ارث کے کہ اننے المحموسے
جو لم ترک مالاً و ترک دل و دلہ فی کتابتہ و لا وفاء بقیۃ کتابتہ و سعی الابن فی کتابتہ ابیہ علی نجومہ للقسطۃ اور اگر مکاتب مر گیا اور کچھ مال خیر ہو گیا
اور لیکہ اسنے وہ بیٹا پھر مژا جزو ان کتابت میں پیدا ہوا اور اسے کتابت کیواسطے کچھ مال نہیں تو مکاتب کی کتابت باقی رہیگی اور بیٹا اپنے باپ کی کتابت
میں کو شش کرے جو جہاں اسکے اتسا معینہ کے فاذا ادا دی حکم معتق ابیہ قبل موثر و معتقہ تبعاً پھر جہاں سکا بیٹا بدل کتابت ادا کرے گا تو اس کے

باب موت المکاتب وعجزہ وموت مولاه

باپ کی آزادی قبل از موت پر حکم ہوگا اور بیٹے کی آزادی پر حکم ہوگا باپ کی تبعیت سے ولو ترک و ذرا اشتراہ فی کتابتہ ادنی البطل حالا اور د
 اس کے حالہ رقیقھا و سو باہنھا اور اگر کتاب نے وہ بیٹھا چھوڑا جس کو اس نے اپنی کتابت کی حالت میں مول لیا تھا تو وہ بیٹا بدل کتابت کو فہ الحال
 اور اگر یہ یا اگر فہ الحال نہ ادا کر سکے تو اپنی غلامی کی حالت کی طرف پھیرا جائے یعنی جس طرح کہ غلام تھا ویسا ہی غلام بنارہیگا نہ وہ آزاد ہوگا نہ اس کا باپ اور
 صاحبین نے دونوں بیٹوں کو برابر کہا ہے یعنی جو بیٹا کہ کتابت میں پیدا ہوا اور جو کہ خرید ہوا دونوں حکم میں برابر ہیں یعنی بموجب اقتضا کے بدل کتابت
 ادا کر کے آزاد ہونگے و اما الابوان فیہ ان للرق کما مات و قال ان ادا یا حال اعتقاد الالا اور کتابت مذکور کے مان باپ کا تو یہ حال ہے کہ بھجور موت مکاتب
 کے ملک کی طرف پھیرے جاویں گے اور صاحبین نے کہا کہ اگر دونوں فہ الحال بدل کتابت کو ادا کرینگے تو آزاد ہونگے اور نہیں تو آزاد ہونگے ہم شرح
 جمع اور شربنا اللہ میں منسج ہے کہ صاحبین کے نزدیک اصول مکاتب کے فروغ کے مانند ہیں ادا سے بدل کتابت میں بموجب اقتضا و معینہ کے تو نظر نہ
 چاہیے کہ شارح نے یہ حکام کہاں سے لیا یعنی تفریق بین الامول و الفروج کذا فی الحلی اشتراکی الکتب لغیر فحات عن و فو و رتہ ائبہ لمدنہ حرا
 عن ابن حرکام کہ کتاب نے اپنا بیٹا خرید کیا چہ وہ مر گیا اتنا مال چھوڑ کر کہ ادا سے بدل کتابت کے واسطے کافی ہو تو اس کا بیٹا اس کا وارث ہوگا اس واسطے
 کہ مکاتب آزاد ہو کر مر گیا اپنے آزاد بیٹے کو چھوڑ کر چنانچہ مذکور ہو چکا ہم یعنی جب بدل کتابت ادا ہوا تو آخر حیات میں مکاتب آزاد و شہر سے گا اور اس کے ساتھ
 اسی وقت اس کا بیٹا آزاد ہوگا تو دونوں آزاد ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ باپ آزاد مر ادا بیٹا چھوڑ کر کہ ذاتی ازلیلی و کذا لیر شلو کان جو اسی الکتب
 و انبہ الکبیر کہ تینوں کتابتہ واحده لیسر و رہا شخص و ان و مروتہ اتحاد القدر و اسی طرح مکاتب کا بیٹا اس کا وارث ہوگا اگر مکاتب اور اس کا بائع
 بیٹا مکاتب ہوں ایک کتابت سے بسبب ہو جائے دونوں کے ایک شخص کے مانند اتحاد عقد کی ضرورت کی جوت۔ سہم ہانے کی تہرگ نا فاضا و صرح غر کے
 مخالف ہر حیث قال (او کو تب ہو دابنہ سفیر او کبیر امیر) کذا فی الحلی طحفا وی نے کہا یرون جواب ہو سکتا ہے کہ کبیر کی تہرگ ہوا سٹے لگا کی کہ بادا کوئی تو ہم
 کرے کہ بالغ بسبب اپنے بالغ کے مستقل ہو کتابت میں فان ترک الکتب ول یا من حرۃ اسی مستتہ ترک دینا یکفی بیدلوا فنجی الوانہ نقصی ج باجی علی
 عاقلہ امرۃ مروتہ ان الاب لم یلتحق بحد حکم بن و لک لتقتا تعجز الانبیہ عدم المنافاۃ پھر اگر وہ کتابت نہ دے و اچھوڑا حرہ سے یعنی معتقہ سے اور کتابت نے
 لو غیر اتنا دین چھوڑا جو بدل کتابت کی واسطے کافی ہے پھر ولد سے قتل خطا واقع ہوا سو قاضی نے بموجب جنایت اس کی مان کی برادری پر دیت کا حکم کیا
 اس ضرورت سے کہ اس کا باپ ہنوز آزاد نہیں ہوا عدم ادا سے بدل کتابت سے تو یہ قاضی کا حکم کہ اس کے باپ کو عاجز ٹھہرائیں نہین ہر دلت عدم سنا نا یعنی حکم
 مذکور کتابت کے منافی نہیں کہ حکم تعزیر ہو مکاتب کا حکم حرہ کی تفسیر معتقہ اس واسطے کہ حرہ اصلی کے ولد پر کسی شخص کا ولا نہیں اور جنایت سے جنایت خطا
 مراد ہے اس واسطے کہ جنایت عدم میں برادری پر دیت نہیں کذا فی الطحاوی ولا رجوع اور رجوع نہیں یعنی مان کی برادری باپ کے مولی سے دیت کو
 رجوع نہیں کر سکتی اس واسطے کہ جب آمنون نے دیت دی تھی تو اس کے واسطے حق ولا ثابت تھا اور باپ کے مولی کو توقع ولا مکاتب کے آزاد ہونیکے
 بعد ثابت ہوگا قید بالذین لان فی الذین لاتیاتی القضا بالالحاق بالام لانکان الوفا نے الحال مصنف نے دین کی قید اس واسطے لگا کی کہ اگر مکاتب کا
 مترکہ غنیم ہوگا تو ان کی طرف ولہ کے الحاق کا حکم نہیں حاصل ہوتا بسبب ممکن ہونے ادا سے بدل کتابت کے فہ الحال ولو قضی بہ بالولا لرقوم اص
 بدخود ہتھ مع قوم الاب فی ولائمہ فموا القضا بما ذکر تعجز لانہ فی فصل مجتہد فیہ اور اگر قاضی نے اس کی مان کی قوم کے واسطے ولا کا حکم کیا ان کی خصوصیت
 کرنے کے بعد باپ کی قوم کے ساتھ اس کی دلائل تو حکم مذکور عاجز ٹھہرائے ہو مکاتب کا اس واسطے کہ قضا متخلف فیہ بین واقع ہوئی بھم یعنی جبکہ بیٹا مر گیا مکاتب
 کی موت کے بعد بھجور ہوا باپ کی قوم اور ان کی قوم کے درمیان اس کی میراث میں سو قاضی نے مان کی قوم کی واسطے ولا یعنی میراث کا حکم دیا تو یہ قضا
 کتابت کا نسخ کرنا ہے اس واسطے کہ خصوصیت واقع ہوئی بقا اور عدم بقا سے کتابت میں ادب لڑا کسی قوم کے واسطے ثابت نہوگی بدین اس کے یعنی اگر کتابت باقی

جنایت خفا واقع ہوئی اور قاضی کا حکم ہو گیا موجب جنایت پر تو وہ سبھی کے قیمت میں اگر وہ کمتر ہو دیت سے بھر بعد اسکے اگر جنایت ثانیہ واقع ہوگی
 تو اس پر قیمت ثانیہ لازم ہوگی اور علیٰ نذر القیاس قیمت متعدد ہوگی تعدد جنایت سے ولواقر جنایت یہ خطا و لغو سے کہ کسب بعد حکم رہا اور اگر مکاتیب نے
 اپنی جنایت خطا کا اقرار کیا تو اس پر قیمت لازم ہوگی اسکے کسب میں بعد اسکے کہ موجب جنایت یا قاضی کا حکم ہو گیا یا ہود و لو لم حکم علیٰ جنتی عجزت بطلت اور
 اگر قاضی کا حکم اس پر نہ ہوا ہو بیان تک کہ وہ عاجز ہو گیا بدل کتابت سے تو جنایت باطل ہو کر ذانی الدین عن القابعدیہ ہم یعنی در حق مولیٰ جنایت باطل ہو اور اسکا
 مواخذہ اور مطالبہ ہوگا آزاد ہونے کے بعد نام کے نزدیک خلافاً للصاحبین کہ فی الحال مطالبہ ہوگا کذا فی المحیط وی وان مات لیس فیہ لم یفسخ المکاتیب
 کالتیسیر و امومتیہ الولد کا جمل الدین اذ مات الطالب اور اگر مولیٰ مر گیا تو کتابت فسخ نہیں ہو جاتی جیسے تدبیر اور ام ولد ہونا باطل نہیں ہوتا اور
 یا عجز دین کی مدت باطل نہیں ہوتی جبکہ طالب بین مر جاوے ویو دمی المال لی ورتبہ علیٰ نجومہ جمل الدین اور اد کیا جاوے مال کتابت کا مولیٰ کی
 موت کے بعد اسکے وارثوں کو اسکی قسطوں کے موافق دین کی مدت کے ماترینہ کی وارث کبیر ہو تو اسکو مال دیا جاوے اور اگر صغیر ہو تو اسکے وصی کو دیا جاوے
 کذا فی القسطنطینی اختلاف موت المطلوب خراب دستہ بر خلاف موت مطلوب کے بسبب سمجھتے اسکے دوسرے ہم یعنی اگر دیون مر جاوے تو مدت باطل ہوگی
 اسواسطے کہ اسکا ذمہ خراب ہو گیا اور دین ترک کہ کی طرف منتقل ہو اور ترک عین ہو نہ دین کذا فی الزیلعی ہذا اذا کا تبہ ہو صحیح و لونی من مخرجه لا یصح تاجید لاسن ان
 یہ یعنی داسے مال اقتضا سابقہ کے بموجب اس وقت پر جبکہ مولیٰ نے اسکو مکاتیب کیا ہو اپنی صحت کی حالت میں اور اگر اسے بیمار ہی میں مکاتیب کیا ہو تو اسکا مدت
 مقررانا باطل ہو مگر ثلث مدت کہ سنہ یعنی بدل کتابت کے وقت ذانی الحال داکرے اور ایک ثلث اقتضا معینہ کے موافق کذا فی الشرع و المالیۃ وان حرر وہ
 اسی کل الوترتہ فی مجلس و احد متفق میانہ استسنا نا و یعمل برار اقتضا و اور اگر وارثوں نے یعنی تمام وارثوں نے مکاتیب کر آزاد کر دیا ایک ہی مجلس میں تو وہ مدت
 آزاد ہونا چاہیہ استحسان کی راہ سے اور اگر آزاد کرنا برار دیا جاوے بلقیٰ اقتضا کے مقیاس میں ہر کہ مکاتیب آزاد و وارثوں کے آزاد کرنے سے اس واسطے کہ
 آزاد و کرتا ہو جو مالک ہوا و حالانکہ وارث مکاتیب کے مالک نہیں اسواسطے کہ مکاتیب محلوک نہیں ہوتا کسی سبب ملک سے تو میراث سے بھی محلوک نہیں ہوتا
 و ہذا استحسان یہ ہر کہ اعتناق برار قرار دیا جاوے بدل کتابت سے اسواسطے کہ بدل کتابت وارثوں کا حق ہو اور میراث اس میں جاری ہو تو اعتناق بدل کتابت کا سنہ
 کر دینا ہو گیا بلقیٰ اقتضا کے یا حصول بدل کتابت کا اقرار ہو گیا ان کی طرف سے تو مکاتیب بری الذمہ ہوا تو آزاد ہو گیا کذا فی المحیط وی فان حررہ ہم فی مجلس
 و الاخریہ آخر لم یبقہ عتقہ علیہ صحیح لانه علیہ ہر کہ کتابت کو بعض وارث نے ایک مجلس میں آزاد کیا اور دوسرے وارث نے دوسری مجلس میں آزاد کیا
 تو اسکا عتق ناقض نہ ہوگا ہر مذہب صحیح اسواسطے کہ وارث اسکا مالک نہیں و لعمریہ بعد موت المولے اعادہ و قرہ اور اگر مکاتیب عاجز ہو گیا اسے بدل کتابت سے
 بعد موت مولیٰ کے تو اسکی نذر نامی عجز و یکنی یعنی جیسا غلام محلوک قبل کتابت کے تھا ویسا ہی ہو جائیگا مکاتیب تحتہ امتہ مطلقہ ثلثین فلما کما لا یحل الی طیار
 حتیٰ منکح تر و جاوے مکاتیب کے نیچے کسی کی لونڈی ہو بطریق نکاح کے اسکو اسے دوبار طلاق دی پھر مکاتیب سکا مالک ہوا تو اسکو اسکا ولی کرنا حلال نہیں
 یہاں تک کہ وہ لونڈی سوائے اسکے اور نہ ہر نکاح کرے و کذا فی الحاکم تقریر نے حملہ اور بھی حکم ہو آزاد کا چنانچہ ثابت ہو چکا ہر اپنے مقام میں رہیں اگر آزاد
 لونڈی منکوہ کو و ملاقا پر پھر اسکو خرید کرے تو وہ حلال نہیں تا وقتیکہ اسکے سوائے اور شوہر نہ نکاح کرے اور مکاتیب کے اندر تین در بدر مالک کا بیٹا اور غلام سماعی
 ہو اسواسطے کہ عدد ملاقات میں عورت کا اعتبار نہ ہو نہ رکابین اگر عورت لونڈی ہو تو دوبار کی طلاق سے حرمت غلیظہ ہو جاتی ہر خواہ اسکا شوہر غلام ہو خواہ
 آزاد اور اگر عورت آزاد ہو تو تین بار کی طلاق سے حرمت غلیظہ ہوتی ہر خواہ شوہر غلام ہو یا آزاد کا تباعدا کتابتہ و احدۃ ای بقاء و عجز المکاتیب
 یعجزہ القاضی حتیٰ یجیتہا لانہا کو اجد بخلات الوترتہ فان القاضی یجوزہ لطلب حدہم مجتہد و مالکون نے غلام کی ایک کتابت کی یعنی دونوں نے غلام کو
 مکاتیب بقاء و احد کیا اور مکاتیب بجز ہوا تو قاضی اسکو عاجز نہ ٹھہرے تا وقتیکہ دونوں مالک ملین اسواسطے کہ دونوں ایک شخص کے مانند ہیں برخلاف وارثوں کے

اس واسطے کہ قاضی غلام کما عجز شہر او گیا ایک وارث کی طلب سے کذا فی الحقیقیہ و فیہ کاتب عبدیہ بمرور فخر احد ہا فردہ المولیٰ فی الرق ادا القاضی لم یسلم
 ابکتابہ الآخر لم یصح فان غاب ہذا المردود و بالآخر تم غم بنائیں الآخر ردہ فی الرق ادر یقینی میں ہو کہ ایک مالک اپنے دو غلاموں کو مکاتب
 کیا ایک بار بینی بقصد و آخر پھر ایک عاجز ہو گیا سو مولیٰ نے اسکو پھر غلام کر لیا یا قاضی نے اور حالانکہ قاضی کو دوسرے غلام کی کتابت معلوم نہیں تو
 یہ غلام کر لینا درست نہوگا پھر اگر یہ غلام مردود یعنی جو مکاتب ہو چکے بعد پھر عبدیت کی طرف پھیرا گیا ہو غائب ہوا اور دوسرا غلام مکاتب یا پھر وہ
 بھی عاجز ہو گیا اور اسے بدل کتابت سے تو دوسرے کو اسکا پھیر دینا غلامی میں جائز نہیں م عالمگیر یہ میں محیط سے یوں منقول ہو کہ جب دوسرا مالک
 آیا اور مولیٰ نے اس سے ایک قسط یا دو قسط میں سعی کروائی پھر وہ عاجز ہوا سو مولیٰ یا قاضی نے چاہا کہ جسکو غلامی کی طرف پھیریں تو جائز نہیں کذا
 فی الخوطا دسی فرغ مسائل موقعہ شائع کا اختلاف المولے و المکاتب نے قدر البذل قال قول للمکاتب عند تاسو الی در مکاتب نے اختلاف کیا بدل کتابت کی بقا
 میں تو قول مکاتب ہی کا مقبول ہی ہم خفیون کے نزدیک اس واسطے کہ وہ منکر زیادت اور نانی نمان ہی اپنی ذات پر سے ولا یجسب لمکاتب فی دین مولانا
 فی الکتا بہ و فیما سوی دین الکتا بہ قولان سراجیہ اور محبوس نہ ہوگا مکاتب اپنے مولیٰ کے دین میں جو دین کے حال کتابت میں مکاتب پر لازم ہوا وہاں سوی
 دین کتابت میں دو قول ہیں جس در عدم جس میں کذا فی السراجیم سوائے دین کتابت چنانچہ دین استملاک یا وہ دین جو اسنے اپنے مولیٰ سے لیا تھا
 قبل از کتابت جبکہ وہ مافون فی التجارۃ تھا یا قرض لیا تھا یا اسپشن حسین تھا قلت و فی عتاقی اور جہانیتہ شعر و فی غیر جنس الحق مجتہد سید اب مکاتب العبد
 یہاں اخیر میں کتا ہوں اور وہاں یہ کہ کتابت لفتاق میں یہ ہو اور غیر جنس حق میں مکاتب اپنے مالک کو جس کر گیا اور غلام قبول و عدم قبول کتابت
 میں مختار ہو م اس بیت میں تین مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہو کہ اگر مولیٰ مسلط ہوا مکاتب کے اس مال پر جو بدل کتابت کی غیر جنس ہو یعنی مثلاً بدل کتابت
 دوسرے میں اور مولیٰ نے مکاتب کا گھوڑا یا تھان چھین لیا تو مکاتب کو مولیٰ سے مطالبہ جائز ہو اور ظالم مولیٰ کو جس کر گیا دوسرا مسئلہ یہ ہو طریق مقوم کے کہ اگر جنس
 بدل کتابت سے مال ہوا اور مولیٰ اسکو لیکر بدل کتابت میں مگر کرے تو مکاتب مطالبہ نہیں کر سکتا تیسرا یہ مسئلہ ہو کہ قبول کتابت اور نسخ کتابت میں
 غلام کو اختیار ہو اگر چہ مولیٰ راضی نہ ہو کذا فی شرح الوہبانیتہ شعر و لا اولاد اولاد و ولین حر و امولیٰ ابیم لیس لام معبر اولاد و ولین متقین کی میراث
 انکے باپ کے مولیٰ کی ہونان کے مولیٰ کو اس میں دخل نہیں م بہن اولاد و ولین حر و امولیٰ ابیم لیس لام معبر اولاد و ولین متقین کی میراث
 کے مانند لہذا باپ کے مولیٰ میراث اولاد کی پادینکے نہ مولیٰ مان کے شعر و فی و لا و فی فامالیت من الولد لہ و فی الحیثقی و فی حضرہ مکاتب مگر کیا اور اسنے
 بدل دیا نہیں کیا تو مکاتب کی اس لام ولد کو جسکا بیٹا مگر گیا بیٹا مال بدل کتابت کے او اگر شکے واسطے اور ولد زنیہ کی مان میں کرے اور بدل کتابت کو حاضر
 کرے قسط بندی کے موافق لگے نام لکن مہر ولد بغیت ذان کان استسیت علی قبضہ صغیر کان ولدا و کبیرہ عند ہا تسی مطلقا یعنی اگر ام ولد مکاتب کے ساتھ
 ولد نہ ہو تو ام ولد بھی جائے اور اگر ہو تو ام ولد سے سنی کر دانی جائے مکاتب کی قسطوں پر ولد وغیرہ ہو یا کبیرہ اور صاحبین کے نزدیک ام ولد بھی کہے مطلقا
 خواہ ولد زنیہ ہو یا مردہ و امدا علم و استغفر اللہ الحسین الکرم

کتاب الاول

یہ کتاب ہو لا کے احکام میں ہم کتاب اول کو مصنف کتابت مکاتب کے بعد اس واسطے لایا کہ ولاد وال فلک قبر کے انمار سے ہو کذا فی المنع ہو لفتہ
 النضرۃ والمحبۃ مشتق من الولی و ہوا القرب والافت عوب میں یعنی نصرت و محبت کے ہر شوق ہو وے لفتح و او سکون لام سے اولی عبارت ہو
 اور زنیہ کی ہم اور قرب و لا و اصطلاح میں اصل ہو اس واسطے کہ ولاد اکلم یعنی ارث قریب ہو اور حاصل ہوا یا ہو یا فضل جبکہ اسکی شرط یا لی جائے و شرعاً عبادۃ
 عن القنا صر لہا العنا قتم او بولا و الموالاۃ بزیلعی و در شرع میں ولعبارت ہو یا ہم کی مدد گاری سے بسبب ولاد عتاق یا بسبب ولاد مولات کے

کذا فی الزیلعی ہم تنامر اعتاق سے حاصل ہوتا ہو ورنہ اعتاق کی طرف سے اسکا مولیٰ دیت دیتا ہو ملا علی قاری نے ولا شرعی عبارت اس قرابت سے لکھی ہے جو
قرابت نسبی کے بعد ہی جس قرابت سے مولیٰ غلام آزاد کا وارث ہوتا ہو اور اس کے کلمہ کرنے اور اس پر غارت پر غصہ کی ولایت اسکو حاصل ہوتی ہو انتہی اور یہ قرابت
بہتر ہو مصنف کی تعریف سے اس واسطے کہ تنامر ولا کے آثار سے ہی اور اسی کی طرف شاہجہاد کا آئندہ یہ قول بل قرابت حکمیتہ راجع ہو کر ان کے الطحاوی و سنن ابی داؤد
والفقیل و ولایت الامتکاح و بہذا علم ان الولاء لیس نفس المیراث بل قرابت حکمیتہ تعلق سبب الارث اور ولا کے آثار سے ہوا رث اور دیت اور کلمہ کرنے کی ولایت
مولیٰ کو اس واسطے اور مصنف کے اس کلام سے معلوم ہو گیا کہ ولا نفس میراث نہیں ہے بلکہ ولا قرابت حکمیتہ ہے جو میراث کے سبب ہونے کی سلاحت دیتی ہے ہم
قرین ہی صدر الشریعہ کی طرف کہ انھوں نے ولا کی تفسیر میراث کی ہے توستانی نے اسکا جواب دیا کہ یہ تفسیر با حکم ہی اور تفسیر با حکم عزیر الوجود نہیں ہے بلکہ
العتق علی ملکہ لا الاعتاق لان بالاستیلا وارث القریب یحصل التعلق بلا اعتاق اور ولا کا سبب آزاد ہونا یا ہی مولیٰ کی ملک پر نہ فقط آزاد کا سبب ہی
ولا کا اسلئے کہ استیلا دینی جاریہ کے ام ولد کرنے سے اور قرابت دار کے وارث ہونے سے آزاد ہی حاصل ہوجاتی ہے بدین آزاد کرنے کے م ام ولد آزاد ہوجاتی ہے جو
کی موت کے بعد بدین آزاد کرنے کے اور قرابت دار بجز میراث کے آزاد ہوجانا ہی بلا اعتاق تو صحیح قول ہی ہے کہ سبب ولاعتق علی ملک مولیٰ ہو نہ اعتاق فقط
واما حدیث الولاء لمن اعتق فہی علی الغالب اور یہ حدیث کہ ولا اس کے واسطے ہے جو آزاد کرے سو جاری ہی غالب حال ہے جواب ہی سوال مقدر کا لینے
اگر فقط اعتاق سبب ولا کا ہوتا تو میراث وغیرہ حدیث مذکور میں آزاد کرنے والے کو مخصوص نہ ہوتی شاہجہاد نے جواب دیا کہ یہ خصوصیت بنا برکت کے ہے
من عتق ای حصل عتق باعتاق ولین وصیہ او بقرع لہ کلتا بدنیہ و استیلا و اوہما یک قریب فولا وہ لیسیدہ جو شخص کہ آزاد ہو انکی اسکو آزاد ہونے کی
ہوئی مالک کے آزاد کر دینے سے اگر یہ اعتاق مالک کے وصی سے صادر ہو اسکو آزاد ہی حاصل ہوتی ہو اعتاق کی فرع سے چنانچہ کتابت و تدبیر اور استیلا
سے یا آزاد ہی حاصل ہوتی ہو قرابت دار کے مالک ہونے سے تو اس آزاد ہوجانے والے کی ولا اس کے مالک کے واسطے ہم اعتاق وصی کی صورت یہ ہی
کہ وصی نے وصی کو اپنے غلام کے اعتاق کی وصیت کی سو وصی نے وصی کی موت کے بعد اسکو آزاد کر دیا تو اسکی ولا وصی کی ہو اس واسطے کہ وصی کا فعل وصی
کی طرف منتقل ہو کذا فی الطحاوی ہی بیان اعتراض وار د ہو کہ تدبیر اور استیلا سے کس طرح مالک کو ولا حاصل ہوگی حالانکہ ام ولد اور بدین تو مولیٰ کی موت کے
بعد آزاد ہوتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ صورت اسکی یہ ہے کہ مولیٰ مرتد ہو گیا اور دلا عرب میں جا ملا تو اس کے بدین اور ام ولد کا عتق کا حکم ہوگا پھر مولیٰ مسلمان ہو کر
آپ اس واسطے ام ولد اور بدین کو تو اب دونوں کی ولا اس کے کو حاصل ہوگی اور بہتر جواب یہ ہے کہ یوں کہیے کہ مراد یہ ہے کہ عصبہ مولیٰ کے واسطے بدین اور ام ولد کی ولا کا
ثابت ہونا تو اسی سبب سے ہے کہ ثبوت ولا مولیٰ کے واسطے ہو چکا ہے اس واسطے کہ ولا کا مستحق اول ہی ہے کیونکہ سبب عتق اسی سے تو عدا دیہو ہے پھر ولا مولیٰ کی
طرف سے اس کے عصبہ کو پہنچتی ہے کذا فی الدرر و لوامرہ اودنیہ او عتاقی تنفذ و صایا و تقضی دیونہ منہ ولا مالک کا حق ہے اگرچہ مالک عورت ہو یا ذمی ہیست تو
مالک ہیست کی وصیتین نافذ ہونگی غلام آزاد کے مال سے اور مالک کے دیون اس سے ادا کیے جائیں گے حق ولا مولیٰ کا ہے اگرچہ عتق کفارہ قتل اور کفارہ افکار
اور کفارہ ظہار سے یا عتق مذکور اور ایمان وغیرہ اوجبات سے ہو کذا فی شرح الحموی و لو شرط علیہ لکف اللہ للشرع فیبطل ولا حق مولیٰ کا ہے اگرچہ
عدم ولا مولیٰ شرط ہو گیا ہو بسبب مخالفت ہونے اس شرط کے شرع شریف سے تو شرط باطل ہوگی ومن عتق امۃ و امالان تر و جہا قن الغیر
قولہ لاقل من نصف حول نہ مقت لا ینقل ولا و امالان لوجود عند التعلق عن موالی الام ابدا اور جسے کہ اپنی لونڈی آزاد کرے اور حالانکہ اس کا
شوہر غم کا غلام ہے بجز وہ جنی نصف سال سے کثرت میں جب سے کہ وہ آزاد ہوئی تو جو حمل کہ موجود تھا آزاد کرنے کے وقت اسکا ولا منتقل نہ ہوگا
اسکی مان کے موالی سے کہی یعنی اگرچہ اسکا باپ بعد اس کے آزاد ہی ہو مگر جب لونڈی آزاد ہی کے بعد چھ مہینے سے کثرت میں جنی تو بالیقین
معلوم ہو گیا کہ وقت عتق کے حل موجود تھا تو جب لونڈی آزاد ہوئی تو اسکا حل بھی آزاد ہو گیا اس واسطے کہ حل اسکا جن تھا اور اعتاق واقع ہوا اس کے

تمام اجزاء پر تو یہ بھی مشدداً آزاد ہو گیا تو اس کا ولادہ کر کے والے سے منتقل نہ ہو گا وگرنہ ولادت ولیدین احمد بن اہل اقل من ستمہ اشہر والاخر
لاکثر مشہر و بنیہا اقل من نصف محل ضرورت کو تھا تو اس میں اور واسطی موالی ام سے انتقال و لادہ ہو گا اگر بعد عقیق کے لونڈی دولہ کے جنی ایک
دولہ کا تو کچھ عینی سے جنی اور دوسرا دولہ کا زیادہ چھ عینی سے اور جانا کہ ماہین ولادت ولیدین نصف سال سے کتر ہو اس واسطے کہ دونوں
دولہ کے تمام بال ضرور ہین م پہلا دولہ کا تو بالیقین عتیق کے وقت موجود تھا پھر جب دونوں تو ام ٹھہرے بسبب عدم غفلت مدت حمل کے تو دونوں کا عتیق ساتھ
ہی ثابت ہوا و دونوں کو اعتناق شامل ہو گیا بالضرورت و لا عتیق سے منتقل نہ ہو گی فاذا ولدت بعی عتیق لاکثر من نصف محل فولاد کتر لمولے الام
ایضا تغذرت بعتیقہ للاب لرقہ پھر جب لونڈی اپنے آزاد ہونے کے بعد نصف سال سے اکثر مدت میں جنی تو کسی بھی میراث موالی ام کی واسطے
ہو اس واسطے کہ تابع ہونا ولادہ کا باپ سے مستعد ہو اسکے غلام ہونے کے سبب سے فان عتیق القطن و بوالاب قبل موت الولد لایجد و جولو لا امر
الی موالیہ لوالد المانع پھر اگر وہ غلام جو باپ ہو آزاد ہو گیا قبل از موت ولیدین بعد موت کے اپنے دل کی میراث اپنے مالکون کی طرف کھینچ لاوے گا
بسبب دور ہو جانے مانع کم یعنی جب چھ عینی سے زیادہ مدت میں دولہ پیدا ہو تو مانعے مالکون کو استانی ثابت ہوا بسبب ممانعت ہونے ولید کے
بعد اعتناق کے اور مسئلہ سابقہ میں جو مان کی طرف لڑکا منسوب ہوا تھا تو باپ کی طرف بسبب سگی غلامی کے نسبت نہو سکتی تھی پھر جب اس کا باپ
آزاد ہو گیا تو اس کی طرف نسبت ممکن ہوئی نوال مانع کے سبب سے اس واسطے کہ نسبت باپ کی مان کی نسبت سے مقدم ہو گیا وگرنہ والد کے ہاتھ پر نسبت
باپ کی طرف ہوتا چر نہ مان کی طرف اور اگر والد بعد موت ولید کے آزاد ہو گا تو میراث ولید کی والد کے موالی کی طرف منتقل ہو گی اس واسطے کہ والد کے موالی
مستحق ولادہ ہو چکے تھے اسکے مرنے کے وقت تو بال انتقال و لادہ ہو گا کہ فی الظن و اسی منتظر نہ لادہ المکن متقدہ برینی تقیید ولادت کی نصف سال سے پہلے
ابتداء اعتناق اس وقت ہو جبکہ لونڈی عدت میں نہو فلو متقدہ فولدت لاکثر من نصف محل سن التیق ولیدون حولین من الفراق نہ منتقل لوالد للاب
سوا کہ لونڈی عدت کے اندر ہو پھر جنی نصف سال سے اکثر مدت میں آزاد ہونے سے اور دو سال سے کتر مدت میں فراق زوج سے تو انتقال میراث باپ کے
مالکون کی طرف نہ ہو گا عجمی لمولے موالاة اولم یکن لہ ذاک و قید بالجمعی لان ولادہ الموالاة لایکون فی الحرب لقوة النساء بہم مک متقدہ ولید برینی قولت منہ
فولادہ ولید بالمولد یا اس عجمی نے جس کا ایک شخص مولیٰ ہو مقدمات کا یا اس کا ویسا مولیٰ نہو نکاح کیا اسنے متقدہ سے اگر چہ وہ عورت عربی کی لونڈی ہو
اس عجمی سے جنی تو متقدہ کے ولید کی میراث اسکے مولیٰ کی ہو عجمی کی قید اس واسطے لگا لی کہ مقدمات کی میراث عرب میں نہیں ہوتی ان کے انساق کی قیود
سے م عجمی کے مولد سے مولات ہونے کی یہ صورت ہو کہ شخص غیر عربی کا باپ کا فرخ پھر دوسرا ہوا اس واسطے متقدہ لونڈی نکاح کیا پھر اسنے ایک مرد
مقدم مقدمات منتقل کی تولد ولید برینی موابہ ولید عجمی یعنی موابہ یہ تھا کہ شایع یون کہتا کہ اگر یہ متقدہ عجمی شخص کی ہو اس واسطے کہ جب میراث عجمی کے ہوتے
ثابت ہوتی تو عربی مولیٰ کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہو گی کذا فی الظن و اسی لقوة ولادہ الفنا قحقی اعترت فیہ الکفایۃ لانی الجمع ولادہ الموالاة سورہ
متقدہ کے واسطے اس واسطے میراث ولید کی ثابت ہوئی کہ ولادہ متقدہ قوی چیز ہو بران تک کہ جمیع کنات یعنی ہمسری معتبر ہو و جمع اور ولادہ مولات میں مین
لوگ تنا فرماتے ہین عناقہ سے اور اسکو کنات میں اعتبار کرتے ہین تو وضع کو متیق کہو نہیں ہر شریعت کے متقدہ کا اور عجم کے حق میں نسب منعیف ہی
اس واسطے کہ عجمیوں نے اپنے نسب متعلق کر لائے ولید کنات انہین معتبر نہیں نسب کی رتہ سے بلکہ انہی عجم کا قبل از اسلام مراتب نیادہی تھا انہی
اسلام کے دیندار ہی سے بر فوات اس صورت کے کہ ولید کا باپ عربی ہو اس واسطے کہ عرب کے نسب قوی ہین متبرین حق نسب و رخنہا دیسی نہیں
اس واسطے کہ عرب میں باہم مدد گدہی نسب کے سبب سے جو لادہ مولات کی کچھ حاجت باقی نہ رہی کہ لانی الظن و اسی و المتیق مقدم علی لادہ و لادہ کنایت
مولیٰ مقدم پر و میراث برینی جبکہ عصبیات خون اور مردہ کہ باقی رہی اسواب المفروض کی میراث کے بعد تو بقدر حصص اسواب المفروض کے پھر لکھ دیا جاتا ہے

اور اگر آزاد کرنے والا ہو تو اصحاب الفرض پر میراث نہ ہوگی آزاد کرنے والا اسکو لگا و مقدم علی ذوی الارحام اور آزاد کرنے والا مقدم ہر ذوی الارحام پر یعنی نازلی وغیرہ رشتہ داروں پر مؤخر عن العصبۃ النسبیۃ لانہ عصبۃ سبیۃ آزاد کرنے والا مؤخر عن عصبۃ نسبی سے اسوا سے کہ آزاد کرنے والا عصبہ سبی ہی اور نسبی مقدم ہو عصبہ سبی پر فان مات المولی ثم المقتول ولا وارث لہ شیء فیہ الا انہ لا تقرب عصبۃ المولی الذکور مستحقین باپ و اگر مولی سے پہلے اس کے بعد غلام آزاد کرے اور غلام آزاد کا کوئی وارث نہ ہو تو میراث اسکو مولی کی عصبات ذکر میں سے اس عصبہ سبکی جو مولی سے زیادہ قریب ہو اور اگر ہم اسکو مستحق بیان کریں گے اس کے باب میں یعنی کتاب الفرائض میں میراث مذکور کی تفصیل تحقیق مذکور ہوگی ولینساک من الولد الا ما اعتقن کما فی الحدیث الذکور فی الدرر وغیرہ اور عورتوں کے واسطے ولا عتیق میں کچھ حق نہیں مگر جس غلام یا لونڈی کو عورتیں خود آزاد کرے تو انکی دولا یا دو تکی چنانچہ اس حدیث میں یہ صرح ہو جو دروغیر میں مذکور ہے ہم لفظ حدیث یہ ہو کہ لیس للنساء من الولد الا ما اعتقن اذ اعتق من المقتول و کاتبین او کاتب من کاتبین او برن او برن دبرن او برن ولا معتقین او معتقین قال العینی وغیرہ ان حدیث منکر لاسل لہ وسیع الجواب عنہ فی الفرائض غلام عینی وغیرہ نے کہا کہ وہ حدیث منکر ہے کچھ اسکی اصل صحیح نہیں اور اسکا جواب کتاب الفرائض میں آویگا م جواب یہ ہو کہ اگر یہ حدیث شاذ ہو لیکن یہی ایک بار کے حکام سے ہو کہ یہ تو منکر حدیث مشہور کے بعد کئی علی مرتضیٰ اور ابن مسعود اور زید بن ثابت عورتوں کو میراث دیتے تھے مگر انکو جنگو انھوں نے مکاتب کیا یا آزاد کیا ثم فرغ علیہ الاسباب الذکور بقولہ فلو مات المقتول ولم ترک الا ابنتہ معتقۃ فلا شیء لہا امی لابنتہ المقتول ویوضع مالہ فی بیت لمال بھر مصنف نے قاعدہ مذکور پر یہ قول مستخرج کیا کہ اگر غلام آزاد شدہ مر گیا اور اس نے کوئی وارث نہ چھوڑا سو اسے اپنے آزاد کرنے والے کے بیٹی کے واسطے غلام آزاد کی کچھ میراث نہیں ایسی کہ وہ حق مردوں کا ہو اور اسکا مال بیت المال میں رکھا جائیگا نہ ظاہر الروایۃ و ذکر الزلیس معز اللہ تا یہ ان بت المقتول ترث فی زیاتنا لنساء و بیت المال و کذا افضل عن فضل جلالہ و میں یہ عدلیہ و کذا المال کیون لا یابن و البت مضاعفا لذلک ان فی الفرائض الاشباہ و اقراء المصنف وغیرہ یہی قول عدم میراث کا ظاہر الروایۃ میں ہی اور زلیس نے نہایت کی طرف منسوب کر کے کہا ہو کہ آزاد کرنے والے کی بیٹی ہمارے زمانہ میں وارث ہوگی غلام آزاد کے مال کی سبب بگڑ جانے بیت المال کے یعنی حکام بیت المال کے مال کو اہل محتقاق کو نہیں دیتے اپنی شہوات میں صرف کرتے ہیں اور اسنیلے جو مال کہ فضل باقی رہے نہ وہ بیا زوج کے حصہ سے وہ اسکو پھر دیا جائے اور اسی طرح فرزند رضاعی یا دختر رضاعی کے واسطے مال ہوگا اور بیت المال میں نہ دیا جائے کزانے فرائض الاشباہ اور مصنف وغیرہ نے اس قول کو ثابت رکھا ہو در نہیں کیا و اذا ملک لدمی عبد او لوسلما و اعتقہ فولد لہ لا لولاء لکاتب فیتوارثون بر عند عدم الحاجب کالمسلمین فلو سلما لایرثہ ولا یتقل عنہ و بهذا الفسخ فساد القول بان الولاء ہو المیراث حق الاتعاض او جبکہ کافر ذمی غلام کا مالک ہو اگرچہ غلام مسلمان ہو اور وہ اسکو آزاد کرے تو اس غلام آزاد کی ولادہ ذمی کے واسطے ہی اسواسطے کہ ولادہ عتاق منسوب کی مانند سبب ہی میراث کا تو اہل ذمہ والکی جہت سے باہم وارث ہوتے ہیں مسلمانوں کے مانند جبکہ کوئی میراث کا حاجب نہ ہو تو اگر ذمی کا غلام مسلمان ہو اور وہ اسکو آزاد کرے تو ذمی اسکی میراث نہ دیا و اگر اس طرف سے دیت دیگا اور اس قول سے یعنی ذمی مولی کو ولا حاصل ہوتی ہی میراث اس قول کا فساد نہایت مرتبہ صریح سے واضح ہو گیا کہ ولادہ وہی میراث ہر ذمی یعنی جب ذمی کو ولا عتیق مسلم ثابت ہو لا اور میراث اسکی حاصل نہ ہوئی تو صاف معلوم ہو گیا کہ ولا اور میراث تھو تحقیقہ نہیں اور سابق مذکور ہو چکا کہ میراث ولا کا حکم اور اثر ہی اور ترقیب بال حکم جائز ہو ذمی مولی اپنے عتیق مسلم کا اسواسطے وارث نہ ہوگا کہ اگر ثقی شرط حاصل نہیں یعنی اتحاد ملت وارث و مورث تو اگر ذمی مسلمان ہو جائے اور عتیق مسلم اس کے بعد مرے تو اسکو میراث اسکی بیگی کذا فی الحکمادی ولو عتیق حر ہے فی دار الحرب عبدہ حر علیہ لا یتق بمرد اعتاقہ الا ان یخلی سبیلہ فاذا خلا عتیق حینئذ ولا ولا ولہ حتی لو فیہ جالینا مسلمین لیرثہ خلافا للشافعی اور اگر ذمی نے دار الحرب میں مولی غلام آزاد کیا تو مجبور و اعتاق بلکہ خلیہ وہ آزاد نہ ہوگا مگر یہ کج ذمی غلام مذکور کو خلی الطبع کر دے پھر حرایب اسکو مطلق العنان کر دے یعنی اپنے قبضہ و

تصرف میں نہ کرے تو وہ اس وقت میں آزاد ہو جاوے گا اور اسکی دلا اسکو نہ ملے گی تو اگر عزی اور اسکا عقیق دونوں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آویسے تو عزی
 اسکا وارث نہ ہوگا برخلاف مذہب ابو یوسف کہ اسنے نزدیک میراث پاویگا وکان لہ ان یزالی من شہار لہ لا ولا ولا علیہ اور عزی کے غلام
 آزاد کو جائز ہے کہ جس سے چاہے عقد والات منع کرے اسواسطے کہ کسی کی دلا اسپر نہیں ہو جو عقد موالات دوسرے سے کرے کہ وہ دخل
 مسلم نے دارالحرب فاشتری عبد اثمہ فاعتقہ بالقول عتیق بلا غلیۃ اور اگر مسلمان دارالحرب میں گیا سو اسنے وہاں غلام خرید گیا پس کونانی
 بلا تخلیہ آزاد کیا یعنی دارالحرب میں تو وہ آزاد ہو جاوے گا ہم یہ روایت شریانی کی اس روایت سے مخالفت ہے کہ جب مسلمان غلام عزی کو دارالحرب میں
 آزاد کرے تو اسکو اسکی دلا حاصل نہ ہوگی امام کے نزدیک کہ لہ فی الطحاوی اور اس منافات کا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ مصنف نے عتیق کو لیا ہے نہ وہ
 اور شریانی میں نفی دلا مذکور ہے نہ نفی عتیق کی اور سابق مذکور ہو چکا ہے کہ دلا اور میراث متحرر الحقیقہ نہیں والہ العلم ولو کان العبد مسلما فاعتقہ مسلم او
 حریر فی دارالاسلام قولہ اسی لمعقۃ اور اگر غلام مسلمان ہو سو اسکو مسلمان یا حریرے دارالاسلام میں آزاد کرے تو اسکی دلا اسکو ملے گی یعنی اسے
 آوا کر کے والے کو فروغ مسائل ملحقہ شارح کے ادعیاء دلا وصیت و برہن کل نہ اعتقہ یقفہ بالوالد والمیراث لہما و دو شخصوں نے میت کی دلا کا دعویٰ کیا اور
 ہر شخص اسکے گواہ لایا کہ اسی نے اسکو آزاد کیا تو دونوں دعووں کے واسطے دلا اور میراث کا حکم ہوگا بسبب عدم ترجیح الموکے یتحق الولاء ولاستحق
 تقدر نہ وصایا ہ و قفصے منہ دیو نہ مولیٰ آزاد کرنے والا استحق ولا ہوتا ہر عصبات سے پہلے تو عتیق کی میراث سے مولیٰ کی وصیتیں نافذ نہ ہوں گی اور اس کے
 دیوں اس سے ادا کیے جاویں گے اگرچہ عتیق کتابت یا تدبیر یا استیلا سے ہو کہ لہ فی الطحاوی لکفاۃ معتبر فی دلا والعاقبۃ لمقتق التاجر کیف لمقتق الطار
 الدباغ ہمیری زوجین ولا عتاق میں معتبر ہے تو آزاد غلام سوداگر کا برابر ہے عطر فروش کی آزاد لونڈی سے نہ دباغت کرنے والے کا غلام لازم تو اگر اس
 کی معتقہ دباغ کے عتیق سے نکاح کرے تو اسکے مولیٰ کو مضغ نکاح کا اختیار ہے تا وقتیکہ ولادت یا حامل نہوا ہو کہ لہ فی الطحاوی الام اذا كانت حرۃ الاصل
 یعنی عدم الرق فی اصلہا فلا ولا علی ولدہا جب عورت حرہ اصلی ہو یا بنینی کہ جسکی اصل میں لونڈی اور غلام نہوا ہو تو اسکے فرزند پر دلائل نہیں ہو اگرچہ اسکا
 باپ غلام ہو اسواسطے کہ حریت اور رقیقت میں لڑکا مان کا تابع ہوتا ہے نہ باپ کا کہ لہ فی الطحاوی ہم حر اصلی فقہ کے نزدیک و مسنون میں حامل ہے کہ
 یہ کہ جسکی ذات پر رقی یعنی کسی کی ملک نہ جاری ہوئی ہو بلکہ وہ پیدا ہوا ہو معتقہ سے ہو کہ لہ فی الطحاوی ہم حر اصلی فقہ کے نزدیک و مسنون میں حامل ہے کہ
 سے پیدا ہوا ہو جسکی اصل میں رقیق ہو اور دوسرا یہ کہ جسکی اصل میں اصلا رقیق نہوا کہ لہ فی الدرر والاب اذا کان کذا تک فلا یرعی لا ولا علی عتاق اور باپ
 جبکہ اسی طرح کا حر اصلی ہو تو اگر وہ عربی ہو تو اسکے ولد پر دلائل نہیں مطلقا یعنی نہ باپ کی قوم کے واسطے دلا ہے نہ مان کی قوم کیواسطے دلا ہو لہ فی الطحاوی الام
 و برہن مقتق الام و عصبتہ فلا فاللشانی اور اگر باپ غنمی ہو تو اسپر دلائل نہیں باپ کی قوم کو اور ولد کی میراث پاویگا مان کا آزاد کرنے والا اور اسکا عصبہ
 برخلاف مذہب ابو یوسف ہم ابو یوسف کے نزدیک بدلتا تابع ہے باپ کا دلائل چنانچہ شخص عربی میں تابع ہوتا ہے اسواسطے کہ نسب باپ کیلئے ہے
 اگرچہ نسب نفیعت ہو اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ولانا ثابت ہوتی ہو نصرت کے سبب سے اور ولد کے واسطے نصرت نہیں غنمی باپ کی طرف سے ہو اسنے
 عرب سو ہم میں متنازع قبائلسے نہیں ہے درمیں ہے اصل اگر والدین حر اصلی ہوں یعنی مذکور تو ولد پر دلائل نہیں اور اگر دونوں معتق ہوں یا اسکی اصل
 میں معتق ہو تو دلا باپ کی قوم کے واسطے ہے اور اگر مان معتقہ ہو اور باپ حر اصلی یعنی مذکور تو اگر باپ عربی ہو تو دلا پر قوم مادر کی دلائل نہیں اور اگر باپ غیر عربی ہو تو
 قوم مادر کے واسطے دلا ہے امام احمد کے نزدیک ابو یوسف کے نزدیک لہ فی الطحاوی

فصل فی ولا الموالات

یصل ہر ولا موالات کے احکام میں ہم موالات لغت میں یعنی متابعت ہے اور شرع میں چنانچہ بیسیابی بنے کافی مالک کی شرح میں بھیج کی ہے کہ موالات یہ ہے

مجبوریت نسب کا مانع نہیں کذا فی النہایم اور دوسرا قول مالکیہ یہ کہ محیط سے یہ منقول ہے کہ بھول النسب ہونا شرط نہیں کذا فی المطہادی
والثانی ان لایکون عربیا اور دوسری شرط موالاة کی یہ ہے کہ مولا سے اسفل جزل ہو والی الثالث ان لایکون لہ ولادۃ عتاقہ ولا موالاة مع احدہ
قد عقل عنہ اور تیسری شرط یہ ہے کہ اسکے واسطے ولادۃ عتاقہ نہ ہو اور نہ ولادۃ کسی شخص کے ساتھ اور حالانکہ وہ شخص اسکی
طرف سے دیت دے چکا ہو والی الرابع ان لایکون عقل عنہ بیت المال اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اسکی طرف سے بیت المال سے دیت نہ دی گئی ہو
اگر اسکی دیت بیت المال سے دی گئی ہو تو اسکی میراث ہر امت مسلمین کی واسطے ہے شرح لمطہادی میں ہے کہ لقیہ کذا دہر او جنایت جسکی بیت المال پر ہے
اسکی میراث بھی بیت المال لے یعنی اہل اسلام کے واسطے ہے پھر جب وہ جوان ہو تو اسکو اختیار ہے جس سے چاہے موالاة کرے کہ جبکہ اسکی طرف سے دیت نہ
گئی ہو بیت المال سے تو اسکو کسی کے ساتھ موالاة کرنا درست نہیں کذا فی المطہادی والی اسفل ان یشترط العقل الارث اور پانچویں شرط یہ ہے کہ دیت
اور میراث مشروط ہو واما الاسلام فلیس بشرط تجوز موالاة المسلم الذمی وعسکۃ الذمی الذمی وان اسلم الاسفل لان الموالاة کا وجوب تکمیل بطنہ فی البدن اور
اسلام عقد موالاة میں شرط نہیں تو جائز ہے موالاة کرنا مسلمان کا ذمی سے اور ذمی کا مسلمان سے اور ذمی کو ذمی سے اگرچہ مولا سے عقل اسلام قبول کرے
اسواسطے کہ موالاة وصیت کے مانند ہے چنانچہ اسکو شرح بیان کیا ہے یدائع میں م یعنی جسطرح وصیت صحیح ہے مسلم اور ذمی سے مسلم اور ذمی کے واسطے یہی
ہے موالاة بھی صحیح ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ ذمی لہ وصیت کا مستحق ہوتا ہے موسیٰ کی موت کے بعد باوجود اختلاف دین کے اور موالاة کا موالی
وارث نہیں ہوتا اختلاف دین کے ساتھ کذا فی الخبئی ونے الوہابیۃ شعر وعق عبد عن ابیہ ولاؤہ + لہ والوہ بالمشیتہ یوجز + اور وہابی نہیں ہے اور
غلام آزاد کرنے والے کو اپنے باپ کی طرف سے میراث غلام آزاد کرنے والے کے واسطے ہے اور اسکا باپ بمشیت ربانی ماجر ہے یعنی اعتق عبدہ عن ابیہ
الیت فالولاء والاجر لایبث الا ان یشترط من غیر ان ینقص من اجر الا بن یعنی ایک شخص سے اپنا غلام آزاد کیا اپنے میت باپ کی طرف سے تو میراث
غلام کے آزاد کرنے والے کے واسطے اور ثواب باپ کے واسطے ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے بلا نقصان ثواب فرزندم ایسا کوئی جسمیہ کہ اعتناق کا ثواب کچھ باپ کو
ملے گا اور کچھ فرزند کو بلکہ دونوں کو پورا ثواب اعتناق کا حاصل ہوگا لکن فضل اللہ یؤتیہ من یشاء وافتقر فی الفضل النظیم شارح وہابیہ علامہ عبد اللہ بن
مشیت الہی کی قید ناظم نے اسواسطے لگائی کہ یہ مسئلہ ثابت ہے خبر احاد سے اور اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا کذا الصدقات والدعوات لا یورہ کل
سوم یکن الاجر لہم من غیر ان ینقص من اجر الا بن مضمرات اور اسطرح صدقات اور دعوات والدین کی واسطے اور یا نثار کی واسطے کرنے سے والدین
اور موسنین کو ثواب ہوتا ہے بدون اس بات کے کہ فرزند او بافاعل کا کچھ ثواب کم ہو جائے کذا فی المضمرات م علامہ عبد اللہ بن کما کہ بنا ہے مسئلہ سپر ہے کہ
زندوں کے اعمال کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور ائمہ قاضی القضاۃ سرحدی وغیرہ نے رسائل تصنیف کیے ہیں اور کچھ تصنیف ہمارے استاذ قاضی القضاۃ
سعد الدین دیرمی کر ہی چکا نام کو اکب زیارت ہے علامہ تالیفات مذکورہ یہ ہے کہ جو عظام کا مذہب صحیح ہے کہ اموات کو ثواب پہنچتا ہے یعنی صدقات اور دعوات کا کذا فی
المطہادی والی اسفل وافتقر فی الفضل النظیم

کتاب الاکراہ

یہ کتاب ہے اکراہ یعنی جبر اور زبردستی کے احکام میں ہو لفظ حمل الانسان علی شے لیکر یہ اکراہ لغت عرب میں عبارت ہے انسان کو برا بکریہ کرنے سے
اس چیز پر جسکو وہ ناپسند رکھتا ہو یعنی کسی دمی سے وہ کام کرنا جو اسکو برا لگتا ہو خواہ کراہت طبعی ہو یا شرعی وشرعاً افضل لو جہد میں الکرہ فیہ
فی المحل معنی ایسی چیز ہو فروعاً لے الفعل الذمی مطلب منہم اور شرع میں اکراہ زبردستی کرنے والے کے ایسے فعل خواہ دھمکانے کو کہتے ہیں جو طر
ثانی کے دلیں وہ اثر پیدا کرے کہ جس فعل کو اول شخص اس سے چاہے اسکو بنا چاہی کہ ناپسند سے فعل دل شامل ہے فعل حقیقی اور دمی کو اکراہ ہے

قول کو بھی چنانچہ نہ بانی دھمکی فعل علی کی یہ صورت مذکور ہے قسطنطینی میں کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کے قتل کا امر کیا اور اسکو کسی چیز سے تہیہ نہ کی اگر مامور بے انتہائی ولایت مال سے کہ اگر اسکو قتل نہ کریگا تو امر اسکو مار ڈالیا گیا اسکو کوئی عضو کاٹیا گیا تو یہ بھی کراہ ہے اور محل سے مراد مکہ بالفتح ہے یعنی حبیہ کراہ واقع ہے اور معنی سے مراد خون ہے کہ انانی الطحاوی و زرغورین ہیں کہ اگر شرعی غیہ سے فعل کروانا بواسطہ اس تہیہ کے جو ورنہ غیہ کو نیست و نابود کر دے نہ اس کے اختیار کو لیکن تہیہ کا ہے اختیار کو ناسد کر دیتی ہے اور اگر گناہ نہیں انجام دے رہنا معتبر ہے اگر کسی معتبر تو نہیں اور اصل اختیار ثابت ہے سب صورتوں میں لیکن بعض صورت میں اختیار ناسد ہو جاتا ہے اور بعض صورت میں ناسد نہیں ہوتا انتہائی و تحقیق اسکی شرح و بیان میں یونہی ذکر ہے کہ رہنا کے مقابلہ میں کراہت ہے اور اختیار کے مقابلہ میں کراہت بلا شک کراہت موجود ہے تو رہنا مقدم ہے لیکن اختیار ثابت ہے مع وصف السلامة اسواسطے کہ اختیار ناسد ہو جاتا ہے بمقابلہ تلف نفس تلف عضو کے تو صبر میں جان یا عضو کی ہلاکی ہے تو واقعہ اس سبب حیوانات کی پیدائشی ہے کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ قوت ماسک انسان بلکہ جمیع حیوانات کو کس طرح روک کھتی ہے اور اپنے مکان کے گرنے اور گمان میں گھسنے سے در صورت گمان تلف تو اس سے باز رہنا اگرچہ اختیار ہی ہے لیکن ظاہر کا اختیار ہے جو میرے قریب ہے اس واسطے کہ جان یا عضو کے وقت اختیار یا قتل ہے لیکن اختیار ناسد اگر اسواسطے کہ انسان اپنے مخلوق ہے اس لئے کہ طبیعت اس پر مجبور ہے یا بدو اس کے طبیعت خطاب شرع باقی ہے اگر اطمینان و غیر طبعی میں بواسطہ تحقق عقل و برائی کے و ہونہ ان تمام و ہوا الطبیعیات النفس و عضو اور ضرب سرح والاذا قتل ہو غیر طبعی اور اگر وہ قسم ہو کہ ملل و ناقص کراہ کا ملل درودہ کراہ طبعی ہے یعنی جو امور کو منظر کراہ جان یا عضو کے تلف ہونے سے یا نہایت سخت مار سے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ ناقص ہے اور وہی کراہ غیر طبعی ہے ہم ضرب شدید سے مراد وہ ضرب ہے جو موجب ہو تلف نفس یا عضو کی چنانچہ باریع میں ہے ولما لا تقانی سنہ کہ کراہ طبعی چنانچہ درانا قتل نفس و قطع عضو اور ضرب شدید متوال سے جس سے تلف ہونیکا خون ہوا و غیر کراہ چنانچہ درانا محسوس کرنے اور یرقان یا لالہ میں ڈالنے اور ضرب ایسی کہ انانی الطحاوی و شرط اربعہ امور قرقا الملک و علی القیاع ماہر وہ سلاطانا اولصا او خود اور اگر کراہ شہین چار چیزیں ہیں ایک شرط فادہ ہونا کراہ کرنے والے کا اس چیز کے واقع کرنے پر جس سے اس نے تہیہ یا تحریف کی ہو خواہ مکہ پادشاہ ہو یا چور اگر یا فائدہ اس کے دشمن یا جسم فائدہ اس کے زوج یا اپنی نوجو کے حق میں اور غیر غیر مختلف سلاط سے اور مجنون سلاط سے کراہ ممکن ہے تو اگر مجنون ذکر کر ایک شخص سے دوسرے کو قتل کر دے تلف نفس کی تحویل سے تو قاتل پر قصاص نہیں اور نہ دیت تو قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوگا اگر اس کا وارث ہو اور دیت مجنون کی تو مہر ہوگی کہ انانی الطحاوی و الثانی خون الملک و بالفتح القیاع ماہر وہ فی الحال بملیہ فتنہ یسیر طہارہ اور دوسری شرط خون ہو مکہ بالفتح کا یعنی حبیہ کراہ اور زر بردستی ہوئی وہ اپنے ظن غالب سے نہ تھا ہو تہیہ والی چیز کے واقع کر دینے سے فی الحال تاکا اس گمان شدہ مضطرب اور مضطرب طہارہ جو دم اور اگر ظن غالب ہو اس کے نہ واقع کرنے کا یا کراہ کرنے والا وہاں سے مل گیا تو کراہ ثابت نہ ہوگا و الثالث کوئی لاشی الملک و تہیہ نفسا و عضو اور موجب غایہ العیہ الرضی و تیسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کے سبب کراہ ہو وہ چیز جان یا عضو کی تلف کرنے والی ہو یا موجب ہونے لاشیہ اندوہ کہ جو رضامندی کو نیست و نابود کر دے ہم شرح و قایہ میں ہے کہ اگر وہ قسم ہے ایک یہ کہ رضامندی کو تلف کر دے اور یہ کراہ صبر یا ضرب سے ہوتا ہے اور اگر انانی مفسد اختیار ہو وہ قتل اور قطع عضو کے خون سے ہوتا ہے تو قوت رضامندی فساد اختیار سے عام ہے تو جس یا ضرب میں رضامندی ہے لیکن اختیار صحیح باقی ہے اور قتل میں رضامندی نہیں لیکن اسکو اختیار غیر صحیح ہے بلکہ اختیار ناسد ہے انتہائی اور موجب غم گاہے جس ہوتا ہے اور گاہے نہ ضرب اور اگر وہ بین مقدار جس یہ ہے کہ جس غم صریح حاصل ہو اور ضرب کی مقدار یہ ہے جس سے وہ شدید پید ہو اور اس میں کوئی حد نہیں جس سے کسی دہر یا دتی نہ ہو اسواسطے کہ نسب مقادیر سے متبع ہے بلکہ یہ عالم کی تجویز و مفوض ہے کیونکہ مختلف باختلاف اشخاص ہے کہ انانی الطحاوی و صلی علیہ و آلہ و سلم و مختلف باختلاف اشخاص فان الاشراف یعون بکلام حسن والا زوال بکلام لایقون الا بالاضرب المبرح ابن کمالی و برہین جو ہم کلمہ تہیہ کراہ کا وہ مختلف باختلاف اشخاص

طلاق کہانی القیستانی و لزیمہ قیمہ وقت الاتفاق و لو معسر از اہری لا تلافی بعد فاسد اور مشتری کو قیمت اسکی جو اعتاق کے وقت ہوگی لازم ہوگی
 اگر مشتری مفلس ہو کہانی الذاہدی بسبب تلف کرنے مشتری کے عقد فاسد سے فان قبض ثمنہ او سلم المبیع طوعاً قید لکن کو برین نقد یعنی
 لازم الماسان عقود المکرہ نافذہ عندنا و المعلق علی الرضی و الاجارۃ لزومہ لانفاذہ اذ الزوم امر و لا النفاذ کا حقیقہ ابن کمال پھر جیسے اگر اہ ہوا اگر
 ثمن اسکا خوشی سے لے یا مبیع کو رضامندی سے مشتری کو تسلیم کرے تو بیع نافذ ہوگی یعنی لازم اسواسطے کہ گذر گیا کہ مکرہ بالفتح کی عقود یہاں سے
 نزدیک نافذ ہیں اور اسکی رضامندی اور اجازت پر لزوم عقد معلق ہو نہ اسکا نافذ ہونا اسواسطے کہ لزوم نفاذ کے سوا امر ہی چنانچہ ابن کمال
 نے ایضاً بیان اسکو تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہم بعد قبض و تسلیم بیع لزوم ہوگی ثمنہ فاسد بقلب بہ صحیح ہو کر لازم ہو جائیگی اسطرح کہ اب اسکو شرح کا اعتبار
 باقی نہیں کیا اور شراح نے جو نفاذ عقود کا اگے مذکور کیا اسکی تاویل بھی مذکور ہو چکی اور ابن کمال نے شرح لکھا وی سے نقل کیا ہو کہ عقود مذکورہ
 نافذ ہیں مگر اسکو اختیار ہے منسوخ کر ڈالنے کا یا رضامندی کے سبب انتہی ظاہر نفاذ سے مراد افادہ ملک ہو نہ یہ کہ عقود صحیح ہیں اسواسطے کہ خود
 ابن کمال نے تصریح کی ہو کہ تمامی بیع کی اسکے منقلب ہو جائے سے صحیح ہو کر بائع کی رضا اور اجازت پر موقوف ہو تو اسکا ثمن قبض کرنا اور تسلیم
 کر دینا باطل کہ بیع کو صحیح کر دیتا ہو اسواسطے کہ قبض و تسلیم رضا اور اجازت پر دلالت کرتا ہو اور بجز الرأی میں کتاب البیوع کے اندر شروط صحت بیع کے
 نزدیک تصریح ہو کہ تنہا شروط صحت رضامندی ہو تو مکرہ بالفتح کی بیع اور شرافا سہ ہو اور سنا را در اسکی شرح میں مذکور ہے کہ مکرہ کی بیع فاسد ہی یعنی فاسد
 منعقد ہوتی ہو بیع رضا کے سبب جو نفاذ کی شرط ہو کہانی المحظوظی لم یغفلت و الضابطان لا یصح مع الزل ینقد فاسداً فله ابطالہ میں کتاب ہون
 اور قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو عقد کہ صحیح نہیں ہر حال در بیو دگی سے چنانچہ بیع اور شر اور اجارہ قودہ اگر اہ سے فاسد منعقد ہوتی ہو تو مالک کو اسکا باطل کر دینا جائز
 ہو وایصح یصح قبض الحاکم کی سببی اور جو عقد کہ ہر حال در بیو دگی سے صحیح ہو چنانچہ عتق و تدریر اور طلاق وہ اگر اہ سے بھی صحیح ہو تو او ان سے مالک بالذاتی
 اگر اہ کرنے والے سے چنانچہ اسکا ذکر عنقریب دیگا و ان قبض التین مکرہ بالایزیم اور اگر مالک نے ثمن اگر اہ سے قبض کیا تو بیع لازم نہ ہوگی و ردہ و لم یضین ان
 مالک الثمن لانه امانتہ و در ان بقی فی یدہ لہنا وہ اور ثمن کو پھر دے اگر اسکے پاس باقی ہو کیونکہ عقد فاسد ہو گیا اور تاوان نہ دیگا اگر ثمن تلف ہو گیا ہو
 اسواسطے کہ وہ امانت ہو کہانی الذم الدرم امانت اسواسطے تھا کہ اسنے مشتری کی اجازت سے لیا تھا لا علی سبیل التملک تو تاوان اسپر لازم نہ ہوگا لکن حقیقہ
 البیوع الفاسد سے اربع صورتیں ہیں مکرہ مخالفت ہی بیع فاسد کے چار صورتوں میں بیحوز بالاجارۃ القولیۃ و الفعلیۃ پہلی صورت یہ ہے کہ بیع کو جائز
 ہو جاتی ہو اجازت قولی اور فعلی سے برخلاف اور بیع فاسد کہ وہ اجازت سے منقلب بھیج نہیں ہوتی و التانی انہ ینقص ثمن مشتری سے و ان
 نداد لہ الا یدعی و رد دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کا تصرف اس سے توڑا جاتا ہو اگرچہ دست بہمت چند بار اسکی بیع ہو گئی ہو برخلاف اور بیوع فاسد کے سوا اسکے
 اور بیوع فاسد میں حق شرع کی جہت سے فساد ہو اور بیع مکرہ میں حق العبد کی جہت سے فساد ہو اور حق العبد حق سہ پر مقدم ہو کیونکہ عید حاجت ہے اور حقیقہ
 ثمنی کہانی المحظوظی و التالیث تعبر القیمۃ وقت الاتفاق دون وقت القبض و تفسیری صورت یہ ہے کہ بیع مکرہ میں وقت اعتاق کی قیمت مشتری نے
 قبض کے وقت بخلان اور بیوع فاسد کے کہ انہیں وقت قبض کے قیمت معتبر ہو نہ وقت اعتاق کے و الرابع الثمن فی المثل من مانع فی ید المکرہ نافذہ باذن مشتری
 لتمامان بلا قید بخل افغانی لفسادہ بزازیرہ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ثمن اور ثمن یعنی بیع امانت ہو مکرہ بالفتح کے ساتھ میں سبب لینے ثمن کے مشتری کے اذن سے
 یا بسبب لینے بیع کے بائع کے اذن سے تو بر دون نقدی کے تاوان نہیں برخلاف ان دونوں ثمن اور ثمن کے بیع فاسد میں کہ امانت نہیں ہو سکتے کہانی
 فی لایزادہ مع ثمن اور بیع اسوقت امانت ہو جبکہ بائع پر ثمن لینے کا اگر اہ ہوا اور مشتری پر بیع لینے کا امر سلطان اگر اہ وان لم یتوہرہ یا و شاہ کا امر اگر اہ
 ہو اگرچہ اسنے قتل یا جیس کی وجہ سے تدرید نہ کی ہو م تنادی عالمگیری میں ہو کہ پادشاہ نے ایک مرد سے کہا کہ یہ شرابی یا یہ مردار کیا اس سے روکا گوشت کھا

اور نہیں کہ میں جو قتل کر دیکھا تو اسکو کھانا جائز ہے بلکہ فرض ہے جو جبکہ اسکو گمان غالب ہو کہ اگر نہ کھاؤنگا تو مقتول ہو گا پھر اگر اس نے نہ کھایا اور قتل
ہوا تو گنہگار ہو گا پھر اگر وادع میں اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ وہ گنہگار ہو گا اور اپنے خون میں ماخوذ ہو گا لیکن اگر حالت ضرورت کی اباست
سے باہل ہو گا اور نہ کھانے سے مقتول ہو گا تو امید ہے کہ ماخوذ نہ ہو گا اور اگر مباح ہو نہ کا عالم ہو گا تو ماخوذ ہو گا اور اگر اسکو یقین غالب ہو کہ
بادشاہ اسکو نہ کھانے سے قتل نہ کرے گا خوش طبعی سے تمہید قتل کی کرتا ہے تو اسکو کھانا درست نہیں اور اگر بادشاہ ایک مرد پر اگر دیکھے کہ وہ
اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اسکو ہاتھ کاٹنا جائز ہے اگر وہ چاہے اور اگر بادشاہ نے کہا کہ تو اپنی ذات کو قتل کر نہیں تو جو قتل کر دیکھا تو اسکو اپنا قتل کرنا
جائز نہیں انتہی مختصر اور ملتی اور اسکی شرح میں ہر اور اگر وہ تمہید قتل ہوا اسکو کہ ہاڑ پے سے گر پڑے یا آگ میں گھسن جائے یا اور ملک چیز
تو اسکو اختیار ہے و امام کے نزدیک چاہے اقدام کرے چاہے صبر کرے اور صاحبین نے کہا کہ اس پر صبر لازم ہے کہ نہ لطف و اطمینان و غریہ و لا ان
لم یصلح المأمور بدلالة الحال نہ لو لم یقتل امرہ یقتلہ او یقطع یرہ او یضربہ ضرباً یخاف علی نفسه او تلف عضوہ منیۃ الفتی و یریتی اور پھر
کے سوا اور کسی کا امر اگر وہ تین بشرطیکہ امور دلالت حال سے بخانا ہو کہ اگر اسکا کہنا نہ کرے گا تو وہ اسکو قتل کرے گا یا اسکا ہاتھ کاٹ ڈالے گا یا اسکو
اس طرح مارے گا جس سے اسکی جان یا عضو کے تلف ہو نہ کا خون ہو گا کہ نہ منیۃ الفتی اور اسی قول کا فتویٰ ہے ہر منیۃ الزاریۃ الذی سلطان زو وجہ یتحقق من
انکارہ اور بزاریہ میں ہے کہ شوہر بادشاہ ہے اپنی زنجیر کا تو اس سے اگر ثابت ہے ہم تمہید زنجیر اس صورت میں اگر وہ جیکہ قادر ہو اسکے کرے پے پر اور
یہ دو روایتوں میں سے ایک معایت ہو امام سے کہ زانی الطحاوی اگر وہ المحرم علی قتل صید فابی حتی قتل کان ماجوراً عند اللہ تعالیٰ اشیاء ابرار
باندھنے والے پر اگر وہ ہوا شکار کے مارنے کا سوا اسنے انکار کیا یہ ان تک کہ وہ مار لیا تو وہ نواب پادشاہ قضا کے نزدیک کڈانے والا شبابہ ہم پیر اگر محرم
شکار ہو گیا تو قیاس میں اسکو کچھ نہیں اور استحسان میں ناقابل پر کفارہ ہے نہ اسکے امر پر اور اگر امر اور امور و وزن محرم ہوں تو دونوں پر کفارہ ہے
کہ نہ لطف و اطمینان و غریہ و لا ان لم یصلح المأمور بدلالة الحال نہ لو لم یقتل امرہ یقتلہ او یقطع یرہ او یضربہ ضرباً یخاف علی نفسه او تلف عضوہ منیۃ الفتی و یریتی اور پھر
پر اور بیع تلف ہو گئی مشتری کے ہاتھ میں تو مشتری اسکی قیمت کا بائع کو تاوان دے بسبب قبض کرنے مشتری کے بیع کو عقد فاسد سے ہم تاوان
قیمت کا مشتری پر لازم ہے اگر بیع بائع میں اسکا کچھ بائع میں چکا ہو اور فائدہ لازم تاوان کا یہ ہے کہ اگر قیمت زیادہ ہو تو اسے تو تاوان کو بائع مشتری سے بھلے
اور اگر مشتری پر بھی اگر وہ ہوا اور بیع اسکے پاس تلف ہو جائے بدون نقدی کے تو تاوان اس پر نہیں کیونکہ وہ اس صورت میں اسکے پاس ضمانت
ہے کہ زانی الطحاوی عن المحموی عن الصغری والبائع المکولہ ان یضمن الیاشاعوس المکولہ بالکد مشتری اور مکولہ بالبائع یعنی بائع کو اختیار ہے کہ بیع
تاوان کے مکولہ بالکس یعنی اگر وہ کولنے والے سے اور مشتری سے فان ضمن المکولہ رجوع علی مشتری بقیمتہ پیر اگر مالک تاوان لے کر کولنے سے تو وہ مشتری
سے قیمت اسکی بھر لے یعنی اس واسطے کہ وہ اداے ضمان سے اسکا مالک ہو گیا و ان ضمن مشتری تو تاوانی جائز لا امر کل شرعاً ہے وہ ولا ینق و لا قبل
لضمن مشتری الثانی مثلاً بصیر و فکرمہ فیوز مابورہ لا ما قبلہ اور اگر مالک کولنے مشتری سے بیع کا تاوان لیا تو تاوان یعنی بیکل گذشتہ جائز ہو جائے گی
ہر خریدار کہ بعد تاوان کے واقع ہوئی اور فائدہ ہو گی وہ خریدار کہ تاوان سے پہلے واقع ہوئی اگر شلاً مشتری ثانی تاوان دے کیونکہ بیع قیمت کے تاوان
دینے سے مشتری ثانی کی ملک ہو گئی تو اسکے بعد کی خریداری جائز ہو گی بقول کی ہم معذرت نے ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ کے ضمن میں بیان کر دیا
پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع پر اگر وہ ہونہ مشتری پر بعد بیع تلف ہو جائے تو مالک چاہے اگر وہ کیوں ایسے تاوان قیمت کا لے چاہے مشتری سے
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیع مذکور کو مشتری اول مشتری ثانی کے ہاتھ بیچ کرے اور ثانی ثالث کے ہاتھ شلاً اور مالک مشتری ثانی یا
مالک سے تاوان قیمت کا لے تو تاوان کے بعد کی خریداری جائز ہو گی نہ پہلے کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لینا تو تمام خریداریاں جائز ہو جائیں گی

الطحاوی نے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ مصنف اس مسئلہ کو علی ہذا ذکر کرتا اس واسطے کہ یہ مسئلہ نزاع الیدی میں مفروض ہے اور پہلا مسئلہ مشتری واحد میں مفروض ہے فیہ مشتری الضامن بالتمن علی بآئہ تو تاوان دینے والا مشتری ثمن مبیع کا اپنے ہائے سے بھر کے بخلاف ما اذا اجازت لک مالک حلالیات میں حیث يجوز الجمع یا عند التمن من مشتری الما قبل لزوال المانع بالاجازة برضات سابق یہ صورت ہے جبکہ مالک کسی بیع کو بیوع مذکورہ میں سے جائز رکھے اگرچہ بعد از یہ اجازت واقع ہو کہ انہی الطحاوی تو سب اگلی اور پچھلی بیوع جائز ہو جائیگی اور مالک مشتری دل سے تن لیگا وجہ جواز کل بیوع زوال بان ہی یعنی مانع صحت بیع نارضا مندی تھی مالک کی سوا اسکی اجازت سے مانع دفع ہو گیا فان اگر علی کل میتقہ او دم اولیٰ خمسیر او شرب خمر یا کراہ غیر طبعی بحسب اس وضرب اوقیہ لم یحل ان لا مضرورة فی کراہ غیر طبعی پھر اگر ایک شخص پر کراہ واقع ہو امر وار یا خون یا سو کے گوشت کھانے یا شراب کے پینے پر بواسطہ کراہ طبعی کے چنانچہ جس یا ضرب یا قید کی تہذیر سے تو کھانا حلال نہیں اس واسطے کہ کوئی ضرورت نہیں کراہ غیر طبعی میں یعنی محرمات مذکورہ تو بضرورت مباح ہو جاتے ہیں چنانچہ تخصیص میں او بوجہ جان یا عضو کے تلف ہوئی کا خون نہ ہو اور ضرورت ثابت نہ ہوئی کہ لانی المانع نعم لای المشرب للشبہ بان یہ البتہ ہو کہ کراہ مذکور سے اگر شراب کوئی پیے تو اس پر حد امرتہ جائیگی شبہ اباحت کے سبب سے وان اگر طبعی بقتل و قطع عضو اور سیرج ابن کمال حمل لفعل بل فرض اور کراہ طبعی واقع ہوا سبب تہذیر قتل یا قطع عضو یا ضرب شدید متعلق ہے کذا صرح ابن کمال تو فعل مذکور حلال ہے بلکہ فرض ہی یعنی اس واسطے کہ محرمات مذکورہ عند الضرورت مباح ہیں اور جان بچانے سے زیادہ کون ضرورت ہو م مسائل کراہ کے تین قسم ہیں ایک مستم ہر جسمین اقدام غریب ہی یعنی جسکے کرنے پر کراہ واقع ہوا اسکا گنا افضل ہے اور اگر نہ کیگا یہاں تک کہ قتل ہو گا تو گنا گار ہو گا اور وہ شرب خمر اور تناول مردار اور مانند اسکے ہی دوسری قسم میں عزیمت امتناع ہے اور اقدام رخصت ہے اور وہ معافانہ اجراء کا کفر اور دشنام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور جو کہ کفر ہی اور استحقاق دین کا سبب ہی تیسری قسم میں امتناع عزیمت ہے اور اقدام میں رخصت نہیں کسی حال میں اور وہ قتل نفس معصوم محرم ہے یا اسکا قطع عضو کذا فی الاثنانی فان من غیر قتل الخ الا اذا ارادہ منافیۃ الکفر فلا یاس بہ پھر اگر محرمات مذکورہ کھانے میں مکیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تو گنا گار ہو گا اگرچہ اس امتناع سے کفر کی غضبناکی اور گناہ ہے کراہہ کرے تو کچھ معافانہ نہیں جم وجہ عصیان یہ ہے کہ تناول محرمات اس حالت میں مباح ہے اور جان یا عضو بچانے سے تلف کرنا حرام ہے کذا فی الزیلعی و کذا فی العلم الا بآئہ بالکراہ لایا ثم تحقیق فیہذا بالاجل کل بالخطاب فی احوال الاسلام فی الزیلعی و راسی طرح اگر بضرورت بابت محرمات مذکورہ کے کراہ سے بچنا ہو تو گنا گار نہ ہو گا بسبب مخفی ہونے اباحت کے تو معذور ہو گا اما در انتہی سے جیسے احکام شرعیہ کی نداشتگی ابتداء اسلام میں یا دار الحرب میں مذہب ہم اباحت محرمات عند الضرورت محل خطا ہے اور اہم اختلاف بھی علماء اور صابر کے گمان امتناع معصیت سے احتراز ہے تو معذور ٹھہر کذا فی الزیلعی ابتداء اسلام میں مراد یہ ہے کہ کافر مسلمان ہو اور ہندو احکام شرعی کے سیکھنے کی فرست نہیں پائی یا دار الحرب میں مسلمان ہو تو جمل سے معذور ہے کما فی المخصیصہ کما قدناہ فی الحج جیسے شدت گرسنگی میں محرمات مذکورہ کے نہ کھانے اور نہ پینے گنا گار ہو گا چنانچہ ہم نے اسکو کتاب الحج میں بیان کیا ہے وان اگر علی الکفر باعدا سبب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع و تدری لقطع او قتل رخصت لہ ان ظہر امر علیہ علی لسانہ ویورسی و قلمہ مطمئن بالایمان اور اگر کراہ ہوا فہ کے انکار کا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام کذا فی الجمع والقدری خواہ قطع عضو سے کراہ ہو یا قتل سے تو اسکو جائز ہے کہ زبان سے ظاہر کرے جسکا اسکو امر ہو اور دل سے تو یہ کرے در انما لیک اسکا دل مسلمان ہے ایمان کے ساتھ یعنی ثابت ہے یا بالغہ عقیدہ تہذیر عبارت ہے لہذا غیر مراد اور خلاف مقصود سے ظم ان درسی لایکفر و بابت امراتہ قضا لادیانہ پیر اگر کراہ بالفتح نے تو یہ کیا لہذا کفر میں تو کافر ہو گا اور اسکی عورت کا نکاح ٹوٹ جائیگا ظاہر حکم میں نہ عندا دم تو یہ کی صورت یہ کہ کفر باعد میں خبر کا ذکر قصدا کرے اور انشاء کفر کا قصد کرے کذا فی المحوی و چنانچہ اسکو کسی نبی کے دشنام کا امر ہو اور اسنے نہ کہ دشنام

و وجہ و ایلاؤہ و فنیہ فیہ اسی فی الایلا و بقول و فعل اور صحیح ہو اگر اہ سے مذکور کی ہاد قسم جسکی اور طہار اور رخصت جسکی اور ایلا و اسکا اور رجوع
کر اسکا ایلا میں قول سے یا فعل سے گذائی للدر المنقذی اور علی و در درین نقطہ قول مذکور ہی نہ فعل و واسطہ صمد و نوسا کا ہواطلاق نہیں بل مثل
و ما فی الخانیہ من التفصیل نقیض الامتحان معتبر مطلقاً فی حقہ اور صحیح ہو اسلام کردہ کا اگرچہ مذکور سے اسلام ظاہر کرے چنانچہ اسی طرح کا ہواطلاق اگر کثرت
اشناخ کا اور جو غائیہ میں تفصیل ہو کہ جنرل کا اسلام اگر اہ سے صحیح ہی نہ مذکور کا سو و قیاس ہو اور امتحان صحت اسلام ہی حلقہ خواہ حبلی ہو یا ذلی سکر
یا در کتنا چاہیے کہ عمل امتحان ہو ہوتا ہی نہ قیاس پر و اسے چند مسائل کے کہ یہ مسئلہ انہیں سے نہیں ہو تو اعتماد امتحان ہی ہوا گذائی الخطا و سے
بلا قتل و رجوع قسبتہ کا امر فی باب المرتد اسلام کردہ صحیح ہی بدون اس کے قتل کے اگر وہ اسلام سے پھر و اسے قتل نہیں بے سبب قسبتہ چنانچہ باب مرتد
میں گذر گیا ہم شہر یہ ہو کہ شاید اسنے دل سے اسلام قبول نہ کیا ہو تو وہ بالیقین مرتد نہ ٹھہرا جو قتل ہوا و کو کھیلک لطلاق عتاق و ما فی الاستیلاء
من خلافہ قیاس و الامتحان وقوعہ اور صحیح ہو وکیل کرنا کردہ کا طلاق اور عتاق کی واسطہ اور جہاد استیلاء میں اس کے مخالف مذکور ہی سو قیاس ہی اور
امتحان وقوع طلاق و عتاق ہی وکیل کی تطلیق اور عتاق سے ہم اشتباہ میں ہو کہ کردہ کے وکیل کا طلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتا و چہ قیاس یہ ہو
کہ وکالت باطل ہو جاتی ہی نہ ہرگز سے تو اسطرح اگر اہ سے چنانچہ صحیح اور ما نہ اس کے وجہ امتحان یہ ہو کہ اگر اہ مانع انتقاد ہی نہیں بلکہ اس کے منشا
موجب ہو تو اسی طرح تو کمال اگر اہ سے منقذ ہوتی ہو اور شرط فاسدہ کا اثر وکالت میں نہیں ہوا گذائی الخطا و و الاصل عندنا ان کل ما یصح مع الزل
یصح مع الکراد لان ما یصح مع الزل لا یصح مع الکراد و در باب الیث فی خزانہ الفقہ ثمانیہ عشر و ستا و ما فی باب الطلاق
نظم عشرین اور قاعدہ کو یہ عقود نہ کردہ کی صحت میں یہ ہو کہ جو عقد صحیح ہو نہ ہرگز کے ساتھ وہ اگر اہ کے ساتھ بھی صحیح ہو اس واسطے کہ جو نہ ہرگز کے ساتھ صحیح ہی
اس میں نسخ کا احتمال نہیں اور صمدین نسخ کا احتمال نہیں انہیں اگر اہ اثر نہیں کرتا اور جو عقود نہ ہرگز کے ساتھ صحیح ہی ہرگز کے ساتھ صحیح ہی ہرگز کے ساتھ صحیح ہی
خزانہ الفقہ میں اثنا عشر شمار کیا ہو اور باب الطلاق میں ہننے انکو نظم میں ہمیں گنا ہم غیر محمول الفسخ میں اگر اہ اثر نہیں کرتا یعنی صحت عقد کا مانع نہیں ہوتا
اس واسطے کہ اگر اہ رضا مندی کو فوت کر دیتا ہو اور فوت ہونا رضا مندی کا موثر ہی عدم لزوم عقد میں اور عدم لزوم نہ ہو کہ وہ فوت کر دیتا ہی نسخ عقد پر تو اگر اہ کو
تبدیرت دیتا ہو نسخ پر ثابت ہو چکنے کے بعد موجب عقد میں کہ نسخ کا احتمال نہیں انہیں اگر اہ عمل نہیں کرتا کہ انی المنع لا یصح مع الکراد و ابراؤہ و دیوٹہ اور
ابراؤہ کفیلہ بنفسہ و مال لان الکراد لا یصح مع الزل صحیح نہیں اگر اہ کے ساتھ بھی بلکہ لازم کر دینا کہ بالفتح کا پلنے دیوں یا اپنے مناس کا خواہ و اشرفا من ہوا
مال مناس اس واسطے کہ بحدت صحیح نہیں نہ ہرگز یعنی یہ ہو کہ کے ساتھ اگر اہ کے ساتھ بھی صحت صحیح نہ ہوگی و کہ الکرادہ الشفع علی ان یسکت عن طلب الشفعہ فسکت
لا یصل شفقتہ اور اسی طرح اگر الشفع پر اسکا اگر اہ ہو کہ وہ طلب شفقتہ سے ساکت رہے سو وہ ساکت رہا تو شفقتہ اسکا بالبل نہوگا و لاروقہ بلسانہ و فانیہ من بالبل
فلا تبین زوجہ لاند لا یفر بہ و القول لا استحسانا قلت و قد مناع النوازل خلافہ فہ قیاس فتاویہ اور نہ اسکا زبانی مرتد ہونا صحیح ہو اگر اہ سے اور انکار
اسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن اور ثابت ہو تو اسکی زوجہ چھوٹ نہا و گی اس واسطے کہ زبردستی کے ارتداد سے وہ کافر نہیں ہوا جاتا اور عدم ارتداد قلبی میں
اسکا قول معتبر ہو امتحان کی دلیل سے بین آتا ہوں اور اس سے پہلے ہننے خلاف نقل کیا ہو نوازل سے تو شاید کہ نوازل کا قول قیاس ہی نہ امتحان
سو اسکو تامل کریم نوازل اور جمالیہ سے شایع نے تفصیل نقل کی ہو کہ در صورت تو زبرد و جہاد و چھوٹ جاوگی نہ دیانتہ اور اگر تو زبرد کا قصد نہ کیا اور
اس کے دل میں خطر نہ ہونے کے تو دونوں طرح سے چھوٹگی کہ القاضی رجلا لیرسرتہ او قتل رجل لیرسلہ لیرقطع ید رجل لیرسرتہ و قاتلہ لیرقطع ید رجل لیرقطع
یہ و او قتل علی ذکر ان کان المقتر موصوفاً بالصلاح اقتض من القاضی وان تمہا بالسررتہ معروفاً بہا و بالقتل یقتض من القاضی استیلاء
الشبہ غائیہ قاضی نے زبردستی کی ایک مرد پر تادہ چوری یا کسی مرد کے قتل عدا کا اقرار کرے یا عدا کسی شخص کے ہاتھ کاٹنے کا اقرار کرے یا اسے

اسکا اقرار کیا تو اسکا ماتم کاٹا گیا یا وہ مقتول ہوا اپنے اقرار کے بموجب اسکا اقرار کرنے والا موصوف بصلاح یعنی نہ بخت پر نہیں گاہے تو قاضی سے
تقصاں لیا جائے اور اگر مقتول نہ ہو تو قاضی سے قصاں نہ لیا جائے استحسنان کی دلیل
سے مسبب شہد واقع ہونے کے کذا فی النہایت میں شہد ہے کہ شاید کہ اسے کیا ہو جسکا اسے اقرار کیا و قیل لہ اما ان تشریب بد الشرب لا یصح کہ
فواکراہ ان کا ان شرابا لا یحیل کا نحو والا فلا تہیہ قال وکذا الزنا و سائر المحرمات ایک شخص سے کہا گیا کہ یا اس مشروب کو پی لے یا اپنا انکو کا باغ
بیج کر توہ کراہ ہے اگر مشروب یعنی پینے کی چیز شریعت میں حلال نہ ہو چنانچہ شراب درگم مشروب حلال چیز ہو تو اگر وہ نہیں کذا فی القندیہ صاحب قندیہ
نے کہا اور اسی طرح کا حکم ہو زنا اور باقی محرمات کا ہم در صورت کراہ جو اسے پہنچا تو اس میں وہ بعد زوال کراہ کے مختار ہے چاہے بیج کر فسخ کرے چاہے
فاقم کھے خدا و رہ السلطان و علم بعین بیع مالم یمنع صح لعمد تعینہ ایک شخص سے بادشاہ نے زبردستی مال طلب کیا اور اس کے مال پینے کی تحصین
نہیں کی سوائے کوئی چیز بیچنے والی بادشاہ کے دینے کے واسطے تو بیع صحیح ہو یعنی لازم ہوگی بیع بلا خیار فسخ اس کے عدم تعین کے سبب ہم نے بادشاہ
نے مال طلب کیا اور یہ نہیں کہا کہ فلائی چیز بیچ کر دے تو وہ بیع میں قاضی اور راضی ٹھہرا اس واسطے کہ اداسے مال بیچ کے سوا فرض لینے سے بھی سیکھتا ہے
کذا فی العالمیۃ و الحلیۃ ان یقول من ابن اعطى و لا مال لی فاذا قال الظالم بیع کذا فقد صار مکرا فیریزایم اور حیلہ خیار فسخ کا یہ ہے کہ ظالم سے کہے کہ میں
کمان سے دون میں سے پاس تو مال نہیں پھر جب حاکم ظالم یوں کہے کہ فلائی چیز بیچ کر دے تو اب وہ مکہ ٹھہر گیا اسکی بیع میں کذا فی الزنا و فواکراہ الزوج
بالضرب حتی و بہتہ ہر مالم تصح الہتہ ان قدر الزوج علی الضرب عورت کو اس کے شوہر سے مارنے پر مجبور کیا یا نہان تک کہ اسے اپنا نہ مان کر دیا
تو بحثنا صحیح نہیں اگر شوہر مارے پرتا در ہوم ظاہر اطلاق مصنف ضرب متلف اور غیر متلف دونوں کو شامل ہے لیکن قاضی کے فتاویٰ میں ضرب
متلف کی قید ہے اور عدم صحت ہر صاحب میں کما قول ہوان ہد و بالطلاق او تزوج علیہا و تسفیس یا کراہ خانیۃ اور اگر شوہر نے عورت کو طلاق دینے کی تردید
کی یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کی یا لوطی کسی کے سر پر ہانسنے کی تو یہ کراہ نہیں کذا فی النہایت ہم اس واسطے کہ طلاق در دوسرا نکاح اور لوطی کو ہم
کرنا یہ افعال شرع شریف میں درست ہیں اور افعال شرعیہ کراہ نہیں ہو سکتے و فی جمع الفتاویٰ منع امر اہل المرتضیٰ عن المسیرۃ ابو ہریرہ الان تہجد بافت
بعض لہر فانیۃ باطلۃ لانہا کالمکہ بہت قلت و یخضع منہ حجاب مادۃ الفتویٰ ہم ہی زوج بنتہ البکیرین بطل فلما ارادہ الزفاف منہما الاب لا ان یقبلہما
انہما استوفت منہ میراث احوافا قرت ہم اذن لہما بالزفاف فلیصح اقرارہ لکونہما فی معنی المکرہ و بافتی ابو السعد و مفتی الروم فی شرح مشکوٰۃ تفتۃ الاثر
نے بحث الہتہ اور مجمع الفتاویٰ میں ہے کہ شوہر نے اپنی زوجہ پر کرم کیا اس کے والدین کی طرف جانے سے گریہ کہ وہ اسکو اپنا جہنم شہدے سوائے کچھ خوشی
تو یہ باطل ہے اس واسطے کہ وہ اس عورت کے مانند ہے جو کراہ ہوا بین کتابوں اور اس روایت سے ماخوذ ہوتا ہے استفتا سے حادث کا جواب وہ
استفتا یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی کوری بیٹی کا نکاح کیا ایک مرد سے پھر جب اس نے اپنے شوہر کے گھر جانے کا ارادہ کیا تو باپ نے اسکو منع کیا مگر اس طرح کہ وہ
شاہد حق کو اپنے اس قرار پر گواہ کر دے کہ اسے اپنے ماں کی میراث باپ پوری سہلی پر سوائے اسکا اقرار کیا تو یہ قرار صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ اس
عورت کے مانند ہے جو کراہ ہوا اور اسی کا فتویٰ دیا ہے ابو السعد و مفتی روم نے یہ کہا ہے مصنف نے اپنے رسالہ منظومہ کی شرح میں جس کا نام تحفۃ الاقران ہے
ہے ہیکل بحث میں ہم ظاہر مرص سے وہ مرص مراد ہے حسین والدین کی طرف جانے کی حاجت ہے اور خفیف مرض میں منع عن الخروج شرعا جائز ہے اور
ہے کل جہنم لہ بعض قدر کے ہے اور بیع اور شرا اور اجارہ اقرار اور ہبہ کے مانند ہے اور جو دل کہ قادر ہے منع ہے وہ باپ کے مانند ہے اور اسی طرح کہایت
قیدی نہیں کذا فی الطحاوی المکرہ باخذ المال لا یضمن ما خذہ اذا نوى الاخذ وقت الاخذ انہ یروہ علی صاحبہ الا فیمن حزن نفس بلکہ لہ وادوہ وکسر شخص کے مال
چھین لینے کا تو اس پر تادان نہیں جڑا ہے یا بشیر لیکھ لینے والے نے لیکھ وقت یہ نیت کی ہے کہ مال مذکور پھر دیگا اس کے مالک کو اور اگر یہ نیت نہیں کی تو تادان

لہ شہادت عورت
کہا کہ خدا کا مال جیتنے سے
و شہادہ و شہادہ و شہادہ
مال کیا تو کہ جہاد ہے
سی نیت سے یا تو
پر حان نہیں رہے
جہاد ہو گا

ورنہ تو جو کہ اپنے دین سے بری کر دے تو یہ قول معنی الکرہ متصور ہو گا مگر شرعی ہونے سے کہ وہ دین کے واسطے سے کہہ کہ متناہی کا وثیقہ پھیر دے اور یہ
 اقرار کر کے میرا پھر کچھ اوجہ نہ نہیں اور اگر تو قبول نہ کرے گی تو میں حاکم سے ظاہر کر دینگا کہ تیرے پاس فلاں شخص کا اس قدر سونا ہے یعنی اور حاکم اس مال
 کی تلاش میں ہو سوندا میں نے وثیقہ مذکورہ پھیر دیا اور اپنے دین نہ ہو نہ کیا اقرار کیا جنم لائے بخار ہی نے جواب دیا کہ یہ در معنی الکرہ ہے اور اس کو جاننے
 ہو کہ اس پر اپنے دین کا دعویٰ کرے یہ جواب اس صورت میں ہو جبکہ حاکم چلتی ہو کہ جعلی سنگ مال پھین لیتا ہو کہ انی الطحاوی شہر ریح فی الاستحسان
 اسلام کر دے ولا قتل ان یہ تہ بعد یہ پھر اور استحسان میں صحیح ہو اسلام لانا مذکورہ بالفتح کا اور اگر وہ بعد اسلام کے مرتد ہو جاوے تو قتل نہیں ہوگا اور پھر
 جبر ہوگا قبول اسلام میں ہم مسئلہ شریعت کا بیان ہو چکا ہے بسو میں ہو کہ ظالم نے کہا کہ یہ شراب پی یا یہ مردار کھا ورنہ میں تیرے باپ یا بیٹے یا کسی اور قریب دار
 میرے کو قتل کر دینگا یا تیرے باپ کو جس کو دنگا ورنہ تو اپنا غلام ہزار دہم کو بیچ کر دے سو اس نے غلام کو بیچا تو قیاس میں یہ بیع جائز ہے اور استحسان میں
 باطل ہے اور تصرف مذکور نافذ نہیں اس واسطے کہ یہ الکرہ ہی کہ انی الطحاوی مختصر اوائد العلم و تنقیر الفہم

کتاب الحج

یہ کتاب ہے حج کے احکام میں ہم مصنف کتاب الحج کو کتاب الکرہ کے بعد اس واسطے لایا کہ دونوں میں سلب اختیار ہو کر یہ الکرہ تو یہ ہے حج سے اس واسطے
 کہ الکرہ سلب اختیار اس شخص کا ہو جو صاحب اختیار صحیح کا اور صاحب ولایت کا کہ ہے خلاف حرم لہذا الکرہ مقدم ہوا اور محرم ہوا اور محاسن حج رعایت اور شفقت
 ہے حج میں پادار کا ہے غیر محرم و شفقت اور رعایت منظور ہوتی ہے چنانچہ دیون اور سفید کے حج میں بقول صاحبین اور حج غلام بر رعایت حق موسے ہے
 منع المنع مطلقاً حج لغت میں معنی منع ہے مطلقاً یعنی باز رکھنا اور روکنا ہر طرح سے خواہ منع تول سے ہو یا فعل سے یا اور بطلب سے قانس میں حج کے حکمات ثلاثہ
 ما و جعلہ وسکون جیم مذکور ہے و شرعاً منع من نفاذ تصرف قولی لان الفعل بعد وقوعہ لایکن ردہ فلا یتصور ارجع عنہ اور اطلاق شرع میں حج منع کرنا
 اور روکنا ہے تصرف قولی کے نافذ ہونے سے نہ تصرف فعلی سے اس لیے کہ فعل کا پھر نابعد اسکے واقع ہوجانے کے ممکن نہیں تو فعل سے روکنا متصور
 نہیں ہم تصرف فعلی چنانچہ قتل و اطلاق مال اور تصرف قولی چنانچہ بیع اور شرا اور یہ نفاذ سے مراد لزوم ہے اس لیے کہ حج کو کا عقد موتوں ہی طحاوی نے
 کہا بہرہ یہ تھا کہ مصنف لزوم کتابتاً عوض نفاذ کے اس واسطے کہ نافذ عام ہے لازم سے اور تصرف قولی سے مراد وہ تصرف ہے جس میں شرع ہوا اور جب تصرف
 قولی میں سر اس نفع ہو چنانچہ قول ہے اور اسلام تو اس میں معنی مانع کے مانند ہے قلت لیشکل علیہ الرقیق لمنع نفاذ فعلہ فی الحال بل بعد القیق کما صرح بہ
 فی البیان لہم لان یقال الاصل فیہ ذکات لکنہ اخر لہ تقیہ لقیام المانع فتامل میں کتابتاً و تصرف فعلی کے اخراج پر غلام کے فعل سے اشکال
 واقع ہوتا ہے اس واسطے کہ اس کے فعل کا نافذ ہونا فی الحال ممنوع ہے یعنی اگر غلام مال قرض لے اور تلف کر ڈالے تو وہ نے الحال ماخوذ نہ ہوگا
 بلکہ آزاد ہونے کے بعد ماخوذ ہوگا چنانچہ بدائع میں مصرح ہے بار خدایا مگر یوں جواب دیا جائے اس اشکال کا کہ اس میں اصل تو یہی ہے کہ غلام اپنے
 افعال میں نے الحال ماخوذ ہوتا لیکن مواخذہ میں تاخیر واقع ہوتی اس کے آزاد ہونے تک بسبب قائم ہونے مانع کے اس کو تا مل کرے م مانع
 حق مولیٰ ہے یعنی اگر غلام اپنے فعل پر نے الحال ماخوذ ہو تو اس میں بیجا جاسے اور اس میں حق مولیٰ کا البال ہے طحاوی نے کہا اشکال اسوقت میں
 مانع ہوتا جبکہ غلام اپنے فعل میں گاہے ماخوذ ہوتا تصرف قولی کے نافذ فتامل و سبب صغر و جنون و عجم التوسی و الضعیف کما فی المعتوہ و حکمہ کمن
 کما سببی فی الماذون اور حج کا سبب طفلی اور وہ جنون ہے جو شامل ہو تو سی دیوانگی اور ضعیف دیوانگی کو چنانچہ معتوہ میں اور حکم معتوہ کا طفل معتوہ
 کہے مانند ہے چنانچہ کتاب الماذون میں آویگا ورق اور سبب حج کا رقی ہی یعنی ملکیت یعنی لڑکی غلام ہونا م چونکہ صغیر ناقص العقل و مجنون و غیرہ قتل
 ہے کہ اپنے نفع ہرگز نہیں پہچانتے لہذا شرع میں ان کے تصرفات کو یہ ممنوع غیر معتبر ہوے اور لو کہ ہر چند عاقل ہے لیکن چونکہ جو اس کے پاس ہے وہ موسے

اولیٰ کچھ علیٰ حدیث کے بقسم ہوتی ہیں بلکہ علیٰ خلاف مقتضی الشریعہ اور العقل در ردہ لوئی الخیر کان یصیر فرنی بنار المساجد و نحو ذلک فی عجیب علیہ غرض ہوا کہ نامہ
نوائذ شتی الاشباہ اور جو نہیں کیا جاتا امام کے نزدیک آزاد بالغ عاقل پر سبب سفاہت کے اور سفاہت سے مراد بیان اسراف مال اور اسکا ضائع کرنا
ہو خلاف مقتضائے شریعہ یا عقل کے کذا فی الدرر اور اگر امر خیر میں اسراف مال کرے چنانچہ بنائے مساجد اور قسکے مانند امور دین میں مال ضائع کرے
تو اسکا تصرف منع کیا جائیگا جہاں کے نزدیک اور پورا بیان اسکا اشباہ کے نوائذ شتی میں ہر دم سفاہت میں لغت میں عبارت ہر حاجت اور غفلت عقل سے اور
شرع میں سفاہت سے مراد صرف یہودہ ہو خلاف شریعہ یا عقل کے تو اسکے سوا اور عامی کا ایک چنانچہ شرابخواری و زنا کاری سفاہت مصطلح
میں داخل نہیں ہوتی لکن اگر کسی کی عادت ہو اسراف کرنا فقہ میں اور تصرف بلا غرض کرنا یا ایسی غرض میں صرف کرنا جسکو قلعے دینا رضی شمار
نہیں کرتے چنانچہ مثنیین اور لاعبین کو ال دینا اور انہو اسلے کہ ترقی کو گران قیمت خرید کرنا اور خرید و فروخت میں بلا محنت نقصان اٹھانا اور اگر
کہ اول شید تھا جس پر سفاہت ہو گیا اور اگر بالغ ہو سفاہت کی حالت میں تو اسکا مال اسکو نہ بایا جائیگا جب تک وہ بچس رہیں گا نہ کذا فی الطحاوی و فسق و دین
و غفلت اور حدیث مجہور القرف نہو گا کہ گرامی در آمد حاصل کرنے اور غفلت کے سبب سے امام کے نزدیک م دین سے وہ دین مراد ہو جس کے اموال
مملوکہ سے زیادہ ہو غفلت سے مراد یہ نہیں کہ مفسد ہو بلکہ سلیم القلب ہو لا سیدھا آدمی ہو جو تصرفات نافعہ نہ کرنا جانتا ہو اور تجارت میں نقصان اٹھایا کرتا ہو
کذا فی الطحاوی بل منع سفت حاجن لعل الباطلہ کتلمیم الرودۃ لتبیین من زوجا و تسقط عنہا الزکوۃ بلکہ منع کیا جائے فتویٰ دینے سے مفتی حاجن یعنی
مفتی بیباک جو لوگوں کو باطل چیلے سکھا دے جیسے ازہر و سکھا تاکہ عورت اپنے زوج کے نکاح سے چھوٹ جائے یا اس سے نہ کوۃ دینا سا قسط ہو جائے مہملی نے
کہ مفتی حاجن وہ ہو جو حیل باطلہ سکھائے اور حرام کے حلال کہنے اور حلال کے حرام بنا دینے میں بے پروا اور بیباک ہو جائے قاضی خان میں ہر مفتی حاجن
وہ ہو جو حیل باطلہ تعلیم کرے اور فتویٰ جمالت سے دے یعنی علم فقہ نہ جانتا ہو اور فتویٰ دینے پر جرات کرتا ہو وہ طبیب جاہل اور منع کیا جائے علی گ کرنے سے
طبیب جاہل م طبیب جاہل وہ ہو جو بیمار کو دوائے ہلک پلا دیتا ہو خواہ اسکو دملک جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور جبکہ دوا مریض پر شدت کرے تو اسکا نہ رد و
نہ کر سکتا ہو کذا فی الطحاوی فتاویٰ قاضی خان میں ہر مفتی حاجن وہ ہو جو لوگوں کو مضر اور دملک دوا پلا دے اور وہ اسکو شفا اور دوا جانتا ہو
وہ اسکا مفلس اور منع کیا جائے مکاری مفلس یعنی جان کر کہ یہ کر فیو الام جو می نے اپنی شرح میں کہا کہ جبکہ اسباب تین ہیں یعنی طفلی و رنگوں اور
ان کے ساتھ تین اور ملحق ہیں یعنی مفتی حیلہ آموز اور طبیب جاہل اور مکاری مفلس یہ روایت ہو امام اعظم سے اور تینوں سے تین اور ملحق ہیں جنکا یعنی
جو تھو میں غلہ دیکھے اور غلہ فروش جبکہ بیع میں قدمی کرین بسبب زیادتی قیمت کے اور اگر فرومی کا غلام مسلمان ہو جاوے اور وہ اسکو نہ بیچے تو قاضی اسکو
بیچ دے چنانچہ ابن فرشتہ نے شرح مجمع میں بیان کیا ہے اور صاحبین کے نزدیک سفیلہ و طفلی و دیوان بھی مجہور القرف ہیں ابن ضیائے شرح مجمع میں کہا کہ جمیع
امام سے مروی ہے ہر کہ انکے نزدیک جو نہیں مگر تین پر مفتی حاجن اور طبیب جاہل اور مکاری مفلس پر سو مرد اس سے حقیقت مجہر کہ نہیں ہے یعنی عدم نفوذ نظر
اس واسطے کہ اگر مفتی فتویٰ دے جو کہ بعدا ورہ فتویٰ ٹھیک دیر سے تو جائز ہے اسی طرح اگر طبیب دایچے جو کہ بعد تو بیع اسکی نافذ ہو تو معلوم ہوا کہ حجر
حقیقی مراد نہیں بلکہ منع جس سے ظاہری مراد ہو اس طرح ہر کہ وہ لوگ اپنے کام سے روکے جاوین اس واسطے کہ مفتی حیلہ آموز لوگوں کے دین میں فساد ڈالنا
اور طبیب جاہل انکے ابدان فاسد کرتا ہو اور مکاری مفلس انکے اموال تباہ کرتا ہو اس واسطے کہ جب مکاری نے اونٹ کا گریہ کیا اور حالانکہ اسکے پاس
اونٹ ہے اور جانور چہرہ برابر داری کرے اور نہ اسکے پاس مال ہے جس سے جانور برابر داری کرے اور لوگ سپر اعتقاد کر کے اپنا مال گریہ میں دیتے ہیں اور
وہ مال کو اپنی حاجات میں صرف کرتا ہے مگر جب سفر کا وقت آتا ہے تو وہ چھپ رہتا ہے اور لوگوں کے مال تلف ہوتے ہیں اور فساد اس شخص کا خلق اللہ
کو پہنچتا ہے مفتی حاجن اور طبیب جاہل کے فساد کے مانند تو الحاق مضر خاص واسطے دفع کرنے ضرر عام کے جائز ہے اور یہ از قسم امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مہر اذ باب مجرور تاقض لازم ہو گا کہ انی الطحاوی و عندہ ہر کچھ علی کچھ بالسقم و النفلة به اسی بقولہما یفتی میانہ لمانہ اور صاحبین کے نزدیک
موجر کیا یا نہ آزاد بالغ پر سبب سفاهت اور عقلیت کے ہیں قول پر فتویٰ ہو اسکے مال کے پانے کے واسطے دلی تو ہما المفتی فیکیون فی الحکم
کے معنی اور بموجب قول مفتی بر صاحبین کے سفیہ اور غافل اپنے احکام میں سفیر نابالغ کے نام نہ ہیں م یعنی اس سپر نابالغ کے عقد و حتم الفسخ میں قاضی کو اختیار ہو گا
لیا بہ جاری رہے کہ باہر بے فسخ کر دے شہم ہذا اعتدات فی تصرفات متعل الفسخ و بیظہا انزل پر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ احتمالات صاحبین کا امام کے ساتھ ان تصرفات
میں ہی نہیں نہ کہ احتمال ہو اور نہ بل و رہی ہو دل باطل کر دیتی ہو دوسرے معنی نام کے نزدیک سفیہ تصرفات کو نہ کرنا اور صاحبین کے نزدیک دیکھا مخصوص
تصرفات نہ کرنا ہی چہ نہ بیع اور شرا و بیع و عبادات و زوال و ولایہ امیہ و جدہ و فی ہسمہ اقرارہ بالعقوبات و فی الاتفاق و فی حتمہ و صایا ہ بالضرر
سن الثالث فتوا سی فی ہرہ کی باطل اور ان تصرفات میں کہ جو فسخ کے محل نہیں اور انکو نہ بل باطل نہیں کرتا سفیر پر بالاتفاق مجبر نہ ہو گا اسی واسطے
مستثنیٰ ہے کہ امام کہ سفیہ سفیر کے مانند ہو مگر نکاح اور طلاق اور بعتاق اور استیلا و اور تہریر اور زکوۃ اور صدقہ فخر اور حج اور عبادات بدنیہ کے واجب ہونے
اور اسکے باپ اور دادا کے ولایت داخل ہو جانے میں اور اقرار و عقوبات یعنی حد اور قصاص کے صحیح ہونے میں اور اتفاق یعنی نفقہ و وجہ اور دلی لاہما
کے موت اقرار میں اور سنات کے و مایا کے صحیح ہونے میں ثلث مال ہو کہ سفیہ ان امور مذکور میں بالغ کے مانند غیر مجبور ہو یعنی جس طرح بالغ غیر مجبور کے
تصرفات صحیح ہیں اسی طرح سفیہ کے بھی یہ تصرفات بالاتفاق صحیح ہونگے انہیں صاحبین کے نزدیک بھی حیر نہیں و فی کفارہ کعبہ شاہ اور سفیہ کفارہ میں غلام کہ
مانند ہو کہ انی از شاہ و ہم خزانہ اکمل میں ہو کہ قسم اور نذر اور نذر اور قتل کے کفارہ میں قاضی سفیہ کا مال صرف نہ ہونے دے بلکہ وہ روزہ رکھے کذا فی الطحاوی
والحاصل ان کل ما یستوی فی الزل والیہ یفتی من المجور و مالہ الا بالاذن القاضی خانہ اور خلاصہ کلام یہ ہو کہ جس تصرف میں نہ بل و رہی برابر ہو وہ
مجبور کا بھی نافذ ہو اور جو برابر نہیں وہ تصرف مجبور کا نافذ نہیں مگر قاضی کے اذن سے کذا فی الخانیہ فان بلغ الصبی غیر رشید لم یسلیم الیہ مالہ حتی یملح خصا
و عشرین مسمیہ پھر اگر غیر رشید ہی بالغ ہو یعنی باوجود بلوغ ایسا ہوشیار نہ ہو کہ اپنا نفع اور ضرر پہچانے تو اسکا مال اسکو نہ دیا جائے یہاں تک کہ وہ
۲۵ برس کو پہنچے م درمیں ہو کہ ۲۵ برس کی قید اس واسطے رکائی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ عقل مرد کی انتہا کو پہنچ جاتی ہو جبکہ وہ ۲۵ برس کو
پہنچ جائے پھر خزانہ اکمل میں ہو کہ جب تیم بالغ ہو تو وصی اسکا مال اسکو جلد نہ دے بلکہ توقف کرے اور اسکو کچھ مال سودا گری کی واسطے دیکر آزاد کر دے پس اگر
اسکو مصلح پادے تو اسکا مال اسکو دے اور اگر مفید پیدا کر دیکھے تو مال نہ دے پھر جب ۲۵ برس کو پہنچے تو مال اسکو دے خواہ وہ مصلح ہو یا نہ ہو کذا فی الخانیہ
فصل تصرف فی مال قبل المقدار الذکور من المدة تو صحیح ہے تصرف بالغ غیر ہوشیار کا قبل اسکے یعنی اس مدت کی مقدار مذکور سے پہلے یعنی اگر ۲۵ برس پہلے بالغ
غیر رشید بیع وغیرہ کا تصرف کر گیا پانے مال میں تو صحیح ہو گا اس واسطے کہ بالغ ناقص چھ نہیں امام کے نزدیک در ۲۵ برس تک غیر رشید کو نہ دینا صحیح رہتا بلکہ تا وہ
کیواستحوا و بعدہ یسلیم الیہ و جہا سنی و تہریر بہ طلبہ من و قبلہ لانہ ان کا ایفہ و کلام مجتہب و غیرہ قالہ شیخنا اور ۲۵ برس کے بعد دینا واجب ہو گا یہاں تک کہ
اگر اسکا ولی اسکو مال دے اسکے مانگنے کے بعد تو ولی پر تاوان لازم ہو گا دیورت ہو کہ ہو جائے مال کے اور مانگنے سے پہلے تاوان نہیں چنانچہ مجتہب غیرہ کے
کلام سے معلوم ہوتا ہو ایسا کہ ہر ہارے استاد نے وان لم یکن رشید او قال لا یقع حتی یؤنس رشید و لا یجوز تصرف فیہ ۲۵ برس کے بعد مال دیا جائیگا اگر
دو رشید اور ہوشیار رہے ہو اور صاحبین نے کہا کہ مال نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اسکی ہوشیاری معلوم نہ ہو اور اسکا تصرف بھی قبل از ہوشیاری جاری نہیں
اگرچہ وہ غیر ذلت ہے ہیچ نہ الرش الذکور نے قول لعلہ انی قسم نہم رشید ہو کہ نہ مصلح فی مالہ فقط ولو فاسقا قال ابن عباس اور وہ رشید جو نہم رشید ہے ہیچ نہم رشید ہے
اقول میں کہ اگر تم تمیز نہ کر رشید معلوم کر دو تو اسکے مال کو نہ دو تو مراد اس سے یہ ہو کہ یہ فقط اپنے مال میں مصلح ہونے نہم رشید اگرچہ فاسق ہو ایسا کہ ہر رشید میں

نئے مصلحت فی الحال سے مراد یہ ہو کہ مال کو حلال میں صرف کرے مگر مصلحت میں اور صرف فقہ و فتنہ نہ ہو اور امام شافعی کے نزدیک شدہ سے مراد اصلاح
فی المال و در اسلطان فی الدین دونوں مراد ہیں کذا فی الطحاوی والقاضی کیسب لحد المدیون لیسبغ مالہ لیدینہ اور قاضی مجوس کے لئے انرا مدیون کو
تاکہ وہ اپنا مال بیچ کر اسے اپنے قرض ادا کرنے کی واسطے مگر ادا کرنا دین کا واجب ہو مدیون پر اور ممالک یعنی ٹھکانا آجکل کے وعدے پر ظلم ہو تو مالک کو مدیون
کا سب سے زیادہ ظلم کے واسطے لازم ہوا و قاضی در اہم و دینہ میں در اہم یعنی بلا امر و کذا لو کان ذانیہ اور مالک اسکے دین کے روپے کو مدیون کے روپیوں
سے ادا کرے یعنی بلا امر مدیون کے اور اسی طرح اگر دین اشرافان ہوں تو مدیون کی اشرافیوں سے ادا کرے و باع ذانیہ و لدر اہم و دینہ و بالعکس اسکا
الاتحاد ہائی ائمہ اور قاضی مدیون کی اشرافان بیچ کر لے ادا کرے و روپیوں کے واسطے اور روپیہ بیچے اشرافیوں کے ادا کرنے کے واسطے اسکا ضمان کی وجہ سے
اس واسطے کہ میں ہونے میں اشرافی اور روپیہ دونوں محمد بن لا بیع القاضی عرضہ و لا عقارہ للدين فلو اقام و بیای بقولہما بیعہما للدين یفتی اختیار
و یحیی الترمذی القاضی نہ بیچے قاضی مدیون کے اسباب کو اور نہ زمین اور بلوغ وغیرہ مال غیر منقول کو دین کے واسطے بظراف مذہب صاحبین کے
اور فتویٰ ہو صاحبین کے اس قول پر کہ قاضی مدیون کے اسباب و مال غیر منقول کو ادا دے دین کے واسطے یہی لے چنانچہ اختیار شرح مختارین ہو اور
کیا ہو اس قول کو تصحیح نہ درمی بین و بیع کل مال استیجاب فی الحال و وجوب قول مفتی بسکے مالک بیچ لے ہر وہ چیز جسکی مدیون کو فی الحال حاجت نہیں
مدیون کے واسطے اول نقد کی بیع ہو پھر اسباب کی بیع غیر منقول کی اور جسکی فی الحال حاجت نہیں وہ بیچ جائے تو نقد اول و فی قالین موسم گرمی میں بیچا
جائے اور شرطیں موسم سرما میں اور روپے کی انگلیشی بھی جائے سب کی انگلیشی سے مدیون اپنا کام نکالے کذا فی الطحاوی و لولا قرض مال بلیمہ بعلیہ مدیون
مالکین ثابتا بینه و اولم قاضی فی اہم الغرام و کما لا یشترکہ الا بحرفہ الفعل کما مر اور اگر مدیون کسی شخص کے مال کا اقرار کرے تو اسکو ادا کرنا لازم ہوگا بطلان
ہو جائے ان دیون کے جسکے واسطے وہ مجبوس ہوا تا وقتیکہ مال مذکور گواہوں سے یا قاضی کے علم سے ثابت نہ ہو اور اگر ثابت ہو تو مقدمہ اول صاحب دیون
کا خراج ہوگا یعنی انکے ساتھ وہ بھی اپنا دین لیکر ماندا اس مال کے جسکو مدیون نے تلف کر ڈالا اس واسطے کہ عجز نہیں ہو فعل میں چنانچہ مذکور ہو چکا ہے قبل
استدیمہ ہو کہ قاضی کو اپنی دانست پر بدو گواہوں کے حکم دینا جائز نہیں کذا فی الطحاوی افسوس مع عرض شرا و قرضہ بالاذن من یأثم و یلعن و یقتل
قیل القہ اسوۃ للقرمانی فہذا ایک شخص مفلس ہو گیا اور اسکے پاس وہ متاع ہو جو اسنے خرید کر اور قبضہ کیا ہو اس متاع پر اسکے بانی کے اذن سے اور ہنوز اسکا ضمان
ادانہ نہیں کیا تو اسکا بانی اور دین والوں کے برابر ہو متاع کے ضمان میں یعنی بانی متاع بیع کے متاع کو نہیں لے سکتا بلکہ وہ متاع بیع ہو کہ بانی ادا باقی رہا بانی
کو اسکا ضمان حصہ رسد دیا جائیگا اور باقی دین کے واسطے حاصل قدرت مدیون کو مصلحت دیا جائیگی اور یہ جو حدیث میں وارد ہو کہ جو اپنی متاع بعیدہ مفلس
کے پاس پاوے تو وہ احتی بالتاع ہو اپنے عزیز سے اور امام احمد کی روایت میں ہو کہ جو اپنی متاع بعیدہ مفلس کے پاس پاوے تو زیادہ تر وہ اسکا حقدار ہو تو
اس متاع سے مراد وہ متاع ہو جو بطریق غصب و رعایت اور ودیعت اور اجارہ اور رہن کے ہو کہ وہ بعیدہ اسکا مال ہو اور بیع تو بانی کا مال نہیں
ہو اور نہ اسکی وہ متاع ہوگی بلکہ بی بیع تو مشتری کا مال ٹھہر گئی کیونکہ وہ بانی کی ملکیت ٹھک گئی اور بیع اور بیع سے اسکا ضمان لازم ہو گیا کذا فی الطحاوی
توضیح فان فاس قبل قبضہ اوبعدہ لکن بغیر اذن بالثبہ کان لداستدادہ و صلبہ بالثمن و قال لشافعی لبائع الفسخ پھر اگر مشتری مفلس ہو گیا
قبل قبض بیع کے یا بعد قبض کے لیکن قبض بیع بغیر بانی کے اذن کے تھا تو بانی کو بیع کا پھر لینا اور اسکا لوک رکھنا ان کے واسطے جائز ہو اور امام
شافعی نے کہا کہ بانی کو بیع کا اختیار ہو حرم القاضی علیہ ثم یفعل القاضی خیرا طلقہ و اجاز ما صنع المحور کذا فی التانیہ و ہو سا قاضی لمدرو المنع جازر اطلاقہ
قاضی نے ایک شخص پر حرم کیا یعنی بیع اور شرا وغیرہ سے اسکو روک دیا پھر اسکا مراءفہ و مسکر قاضی کے پاس ہو اسونے اسکو کھول دیا مطلق النہان کر دیا
اور باز کر دیا اس تصرف کو جو مجبور نے کیا کذا فی النہانیہ تو قاضی ثانی کا اطلاق جائز ہو اور وہ یعنی مجازات تصرفات مجبور کی مطلقہ و وہ دیکھی ہو در اور بیع القاضی

خمس عشر سنۃ بہ یقینی لفظ اعمار اہل زمانہ پھر اگر صغیر اور صغیرہ میں امور نہ کو بریں سے کوئی امر نہ پایا جائے تو بلوغ کا حکم ہوگا یہاں تک کہ صغیر اور صغیرہ کی چند برس کی پوری عمر ہوا اسی قول پر فتویٰ ہو سبب کم ہونے ہائے اہل زمانہ کی عمر میں کم ہونے سے عدم وجود علامات بلوغ امام کے نزدیک صغیر کی بلوغ اٹھارہ سال اور صغیرہ کی تیرہ سال اور صاحبین کے نزدیک پندرہ سال ہوا امام سے اس کی روایت ہے وجہ فتویٰ عادات غالبہ یہی اس واسطے کہ علامات بلوغ کی اس مدت میں اکثر اہر ہو جاتی ہیں تو اس مدت کو علامت بلوغ کی ٹھہرایا اس شخص کے حق میں صغیرین علامت بلوغ کا نہیں ہوا کی گدائی اندر اور شائع کے کوتاہی ہمارا اہل زمانہ کو دلیل فتویٰ قرار دیا وادنی مدتہ انسا عشر سنۃ ولما تسع سنین ہوا الخ کا الی احکامات قرار دیا کہ مدت صغیرہ کے بالغ ہونے کی بارہ برس ہیں اور صغیرہ کی نو برس ہی قول مختار ہے چنانچہ احکام سنار میں ہر شرح مجمع میں ہر فقرہ کا اتفاق ہو گیا ہے یا اس اکثر سال کی صغیرہ انہوں دیکھے تو وہ خون حیض نہیں اور نو برس یا زیادہ کی صغیرہ خون دیکھے تو وہ حیض ہے اور اختلاف ہے چھ اور سات اور آٹھ سال میں اور کافی میں بعضوں سے منقول ہے کہ کثرت گیارہ سال ہر گدائی الطحاوی فان را حقا ای بان بلغنا السن فقال لا بلوغنا صدق ان لم یکنہا انما ہر گدائی فی العمد دیو غیر رافعہ بنتی عشر سنۃ لیسۃ راتر راتر صغرہ اقرارہ بالبلوغ وہو ان یکون بحال علم شدہ والا لیسۃ راتر شرح وہبانیہ صغیر اور صغیرہ قریب بلوغ ہوں یعنی اس دلی مدت کو پہنچ گئے ہوں اور دونوں کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان کے قول کی تصدیق ہوگی اگر ظاہر حال ان کی تکذیب کو نہ کا اس طرح عدم تکذیب کی تصدیق میں قید گدائی ہر عمار دیو غیر اربعین اور بارہ برس کے بعد ایک دن و شش و شش و طری کے بلوغ کے اقرار صحیح ہونے کے واسطے وہ شرط ہے کہ صغیر کا ایسا حال ہو کہ ویسے صغیر کو احتلام ہوتا ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا گدائی شرح وہبانیہ یعنی اگر صغیر بارہ برس کا ہو تو صغیرہ نو برس کے بلوغ کا دعویٰ کریں اور نہایت ناتوان اور لاعا و دستہ حال ہوں تو ان کی تصدیق ہوگی کیونکہ ظاہر حال ان کا ان کے قول پر دلالت نہیں کرتا اور چنانچہ کمالیہ حکما فلا یقبل وجود البلوغ بعد اقرار مع احتمال حالہ انقضت سنۃ ولایبدا و صغیرہ صغیرہ اس وقت میں یعنی اقرار بلوغ کے وقت میں بعد شراکت مذکورہ کے بالغ ہونے کے مانند میں حکم میں اس کا بلوغ کا مقبول نہ ہوگا اقرار کے بعد باوجود احتمال رکھنے اس کی حالت کے تو اس کی تسہیل اور بیع منقوض نہ ہوگی ہم فتاویٰ قاضیان میں ہے کہ ایک لڑکا خرید فرودخت کرتا ہو اور کہتا ہو کہ میں بالغ ہوں پھر اگر بعد اسکے کہے کہ میں بالغ نہیں تو صحت اسکے بلوغ کا اظہار کیا تھا وہ محتمل بلوغ کا تھا یعنی بارہ برس یا زیادہ کا تھا تو اب سکا انکار معتبر نہیں اور اگر بارہ برس سے کم کا ہو تو اقرار اس کا صحیح نہیں اور جمہور میں ہے کہ دو دن کے احکام بالغوں کے مانند میں باقی تصرفات میں گدائی الطحاوی و فی اکثر شریک لیسۃ یقبل فقال لیسۃ یقبل قد بلغنا مع تفسیر کل ما ذالک بلایہ میں ہر گدائی صغیر بلوغ کا یہ قول مقبول ہے کہ البتہ ہم بالغ ہو چکے ہیں جس کے اس بیان کے ساتھ کہ کون علامت سے وہ بالغ ہوا وہ وقت قسم کے ہم یعنی تصدیق قسم پر موقوف نہیں لیکن بیان کیفیت بلوغ البتہ ہم لایہ میں ہر گدائی اقرار بلوغ یقبل اتنی عشر سنۃ لیسۃ لیسۃ البتہ لیسۃ و بعدہ لیسۃ انتہی اور خزانہ میں ہے کہ صغیرہ بلوغ کا اقرار کیا تو بارہ برس سے پہلے صحیح نہیں مگر گواہوں سے اور بعد بارہ برس کے اقرار بدون شراعت صحیح ہوا انتہی کلامہ مع ما انتہی انزال کی گواہی سے اقرار بلوغ کا صحیح ہوگا و انتہی اعلم و متفقہ لیسۃ لیسۃ

کتاب الماذون

یہ کتاب ہے عبد ماذون کے احکام میں ماذون وہ غلام ہے جس کو مالک اس کا سودا گری کی اجازت دے صنف اس کتاب کو کتاب الحجہ کہے اور اس واسطے لایا کہ اذن بلوغت حج کو مقتضی ہے الاذن لیسۃ الاعلام اذن لغت میں عبارت ہے اعلام میں بتایا اور حدیث سے قاضیوں میں اذن یعنی علم لیسۃ مذکور ہے و شرعاً فک الحج ابرا فی التجارۃ لان الحج لا یفک عن العبد للماذون فی غیرہ بالبیعۃ ابن کمال اور شرع میں اذن عبارت ہے منہ تصرف کے دور کرنے سے یعنی تجارت میں اس واسطے کہ حج یعنی منع تصرف جہا نہیں ہوتا عباد ماذون بجا تجارت کے سوائے میں گذار کر ابن کمال ہم یعنی فک

سے اطلاق جبر طلاق اور نہیں اس واسطے کہ عید ماذون کو تبرع اور اعتاق اور تکفیر یا مال جائز نہیں بلکہ فقط امور تجارت کا اطلاق مراد ہو اسقاط الحق
 شرح میں اذن عبارت ہوا سقاط حق سے مراد اسقاط حق منع ہو نہ فقط مولی کا حق اس واسطے کہ اس صورت اذن فقط غلام کو شامل
 ہو گا نہ صغیر کو اور حالانکہ اذن غلام اور صغیر دونوں کو شامل ہو اسقاط ہو مولی لولہ المازون رقیقہ اولیٰ لولہ صغیر یا حق منع کا ساقط کرنے والا
 مولی ہو گا اگر ماذون غلام ہو اور لی ہو گا اگر ماذون صغیر ہو و عن ذوق الشافعی ہو تو کیل و اناجہ اور زفر اور رام شافعی کے نزدیک اذن عبارت ہو کیل
 کرنے اور نائب کرنے سے شہر خلاف کا ظاہر ہوتا ہو زمین کہ تخصیص اذن کی کے نزدیک صحیح ہوتی ہو اگر غلام اس کے خلاف زمین کہ اس کا کیل کا نہ زور نہاں کے نزدیک صحیح
 نہیں ہوتی شہر تصرف العبد لنفسہ بالبیئۃ قبل ان یبوقۃ بوقت ولا یخصص بنوع التفریع علی کو نہ اسقاط یعنی جب مولی نے اذن دیا تو جو منصف ہو گیا
 پس تصرف کر گیا غلام اپنی ذات کی واسطے بسبب اپنی اہلیت کے تو اذن اور تصرف کیس وقت کے ساتھ مقید نہ ہو گا اور نہ کسی قسم کی تجارت کے ساتھ مقید ہو گا
 ہو گا یہ قول متفرع ہے اذن کے اسقاط ہونے پر غلام عقل و بر بوع کی بہت سے تصرف کی لیاقت رکھتا ہو لیکن وہ ممنوع التصرف ہو مولی کے حق کے سبب
 پھر جبکہ مولی نے اپنا حق ساقط کر دیا تو غلام ٹھہر اپنی اہلیت اصلہ کی وجہ سے کذا فی الزیلعی متصرف اور لا یرجع بالعہد علی سیدہ و فلک الجہاد و تصرف
 غلام کی رجوع اس کے لئے نہ ہو گی بسبب و کر دینے مولی کے منع تصرف کو م یعنی جب مولی نے غلام کو تصرف کا اذن دیا تو اگر غلام کو لی میر خیر کیا تو اس کے من
 مطالعہ مولی سے نہ ہو گا یہ قول متفرع ہے تصرف لنفسہ پر فلو اذن لعبد و تفریع علی فاک لکیر لوما او شہار صا را و ذوالہ طلاقا حتی کچ علیہ ان لا سقاط
 لا یتوقت پھر اگر مولی نے اپنے غلام کو ایک دن یا ایک جینے کے تصرف کا اذن دیا تو وہ ماذون ہو گیا مطلقا یعنی ہمیشہ یہاں تک کہ مولی اس کو منع کرے اس کے
 اسقاطات توقیت اور تقدیر کو قبول نہیں کرتے شرع نے کہا اذن غلام متفرع ہے رنگ حبر پر و علم تخصیص بنوع فاذا اذن فی نوع عم اذن فی
 الانواع کلہا لانہ فاک لکیر لولہ اذن اور تصرف ایک قسم کی تجارت کے ساتھ مخصوص ہو گا پھر جبکہ مولی نے ایک قسم میں اذن دیا تو اس کا اذن عام
 اور شامل ہو گا و گیا تجارت کی سبب قسموں کو اس واسطے کہ اذن تک حبر پر و نہ تو کیل عام نہ ہو سکے پس اگر دیکی تجارت کا اذن دیا اور خشکی کی تجارت
 منع کیا تھا تو خشکی کی تجارت کا بھی اذن ہو گیا اگرچہ غلام خشکی کی تجارت کو بخانتا ہو اور مالک اس سے بھی واقف ہو کذا فی التقرستانی ثم اعلم ان لا اذن
 بالتصرف النوعی اذن بالتجارة و بالتخصی استعمال پھر اس کو دریافت کر کہ تصرف نوعی کا اذن تجارت کا اذن ہے اور تصرف شخصی کا اذن استعمال یعنی خدمت لینا
 نہ اذن تجارت ہم فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ہر مداخل تجارت اور استعمال میں یہ ہر کہ اگر غلام کو عقوق کا بار بار اذن دیا اور معلوم ہو کہ مراد مولی کے طلب
 منفعت ہو تو وہ اذن تجارت کا اذن ہے اور اگر عقد و احد کا اذن دیا اور معلوم ہو کہ منفعت مقصود نہیں تو وہ تجارت کا اذن نہیں بلکہ وہ استعمال ہر عزم اور
 عادت میں یعنی اگر مولی نے کہا کہ کپڑے کی خرید و فروخت کر تو وہ ماذون تجارت میں ہو اور اگر کہا کہ فلا نے شخص کے پاس فلا نے کام میں ضروری کر تو وہ ماذون
 فی التجارة نہیں اس واسطے کہ ایک ہی عقد کا امر کیا اور اگر کہا کہ لوگوں کے یہاں فلا نے کام میں ضروری کر تو یہ اذن تجارت کا بسبب عزم تعیین مستاجر و عقود و تنویر کا
 اذن ہوا اتفق القانی نے کہا کہ اگر عمل خاص کا اذن بھی اذن عام ہو جا تا و بری تنگی کو نو پر ٹپ کی کہ ایک پیسہ سناگ خرید کر لے سے غلام ماذون فی التجارة ہو گا
 اور استعمال ماضیوں فوت ہوتا اسی صورت سے ہر اذن اذن عام نہیں ہوتا بلکہ وہ استعمال اور تو کیل ہو کذا فی الطحا و مختصر و شیت الاذن دلالتہ فیہ
 سیدہ بیع ملک حبشی فلو ملک سواہ لم یخیر حتی یاذن بالنطق بزایہ و در عن الخانیۃ اثبات ہوتا ہر اذن دلالتہ حال سے تو جیس غلام کو اس کے کسی نہ کسی میں
 بیع کرنے کا اذن مولی اپنے غلام کو اپنی ملک بیچنے دیکھ کا تو فقط سکوت سے اذن جائز نہ ہو گا جب تک کہ یاں سے اذن سے چنانچہ بزایہ اور در میں ہوا بیع ہم
 اذن جائز نہ ہو گا یعنی اذن ثابت نہ ہو گا اس تصرف میں جس میں سکوت واقع ہو گا ذکرہ غری زاہدہ اور میراد نہیں اس تصرف کے سوا اور تصرفات میں بھی اذن
 ثابت نہ ہو گا بیساکہ شربلہ لیر کا مصنف سمجھا ہو کذا فی الطحا و عن ابی اسعود و لکن سہمی عن ابی الزلیعی غیرہ و جزم بالتسویلی علی ان صاحب اللغنی

اسرائیل اور فضول خریدی شمار نہ ہوا اور اس قبل سے مستغنا ہو تا ہوا کہ کھانے کے سوا اور غیر مصالحہ نہ دے کہ مذکورہ ابن کمال اور یقین کیا اس پر شہید
 ہم ابن شہید نے تحفہ دینا مذکور نہیں کیا بلکہ ضیافت اور تصدق ماکول قلیل کو اُسے بیان کیا ہوا کہ ذانی الطحطاوی و الحجور لاییدی شیدنا اور غلام محجور تحفہ
 نہ دے کسی کو نہ قلیل نہ کثیر نہ غلام غیر طعام و عن الثانی اذا دفع للبحر قوت یومہ فذاع بعض فقہاء لال محفل باس خطا مالودض المیہ قوت شہر اور ابویوسف
 سے روایت ہے کہ جب غلام محجور کو ایک دن کا کھانا دیا گیا سو اُسے اپنے کسی ساتھی کو اپنے ساتھ کھانے کے واسطے بلایا تو کچھ مضائقہ نہیں برخلاف اُس صورت
 کے کہ اگر اُس کو اپنے بھر کا کھانا دیا گیا تو کسی دشمن کو اپنے ساتھ کھانا درست نہیں دلا باس لمرآۃ ان تصدق من بیتہ سیدنا اور دہما بالیسیر کثیفہ و دعوہ
 ملتقی اور عورت پر کچھ مضائقہ نہیں اسکا کہ اپنے موئے یا اپنے گھر کے گھر سے ٹھوڑی سی خیرات کرے چنانچہ ایک روٹی اور مانند اسکے کہ ذانی ملتقی ہم یعنی بدو
 اطلاع شوہر حضور اصدقہ دینا جائز ہے اس واسطے کہ ہتھکڑی کو منع کرنا رائج نہیں ولو علم منہ عدم الرضی لم یجوز اور اگر ہتھکڑی تصدق دینے کی ناراضماندی
 مولیٰ یا شوہر کی معلوم ہو تو اتنا بھی جائز نہیں و الضیف من طعمہ اور ما ذون ضیافت کرے اُس شخص کی جو شکوہ کھانا کھاتا ہے و خذہ فیضا فیہ لیسر بقدر
 مالہ اور کم خرچ تھوڑی ضیافت کرے بقدر اپنے مال کے ہم محمد سے مروی ہے کہ اگر ما ذون کے پاس ہو داری کا مال دس ہزار درہم ہو تو دس درہم ضیافت میں خرچ
 کرنا قلیل ہیں داخل ہے اور اگر مال تجارت دس درہم نہ ہو تو ایک دانگ بھی ضیافت کثیر ہو کذا فی الطحطاوی عن الحیط و الحیط من التمن لعیب قدر یا حیط التجار
 اور ما ذون کم کر دے تن سے بیع کے عیب کے سبب سے ہتھکڑی سود اگر کم لے ہوئے یعنی زیادہ کم کرنا درست نہیں ہے و یجانی و یو جمل تجتبی اور ما ذون تن سے بیچ
 اُسکے تن سے کتر اور تن لینے کی مدت مقرر کرے کہ ذانی لعتبی ہم قاسوس میں ہے کہ جبا عمارت ہر عطایہ بلا عوض اور بلا احسان سے اور مجاہدہ عمارت ہر
 تصرف اور اختصاص اور سیلان سے انتہی اور بہانہ ان معانی سے کوئی مراد نہیں بیان تو مراد جنس کا بیچنا ہے اُسکے تن سے کتر کے ساتھ تفیل تن اور جیل
 اس واسطے ما ذون کو جائز ہوئی کہ اپنی تجارت کو کبھی اسکی حاجت پڑتی ہے کہ ذانی الطحطاوی و لای تیر و ج الابا ذون اور ما ذون نکاح نہ کرے مگر مالک کے
 اذن سے اس واسطے کہ یہ تجارت کے باب سے نہیں ہے اور اس میں ضرر ہے مولیٰ کا ہر وجہ ہو جائے سے و لای تیسری و ان اذن کہ المولیٰ اور سر یہ یعنی
 لونڈی کو حرم نہ بناوے اگرچہ مولیٰ نے اُسکو اذن دیا ہو ہم اس واسطے کہ حرم بنانا مالک رقبہ پڑتی ہے اور ما ذون کسی خیر کا مالک نہیں و لای روج رقیقہ فقال
 ابو یوسف یزوج الامۃ اور اپنے ملک کو کا لونڈی ہو یا غلام نکاح نہ کر دے اور ابو یوسف نے کہا لونڈی کا نکاح کر دے و لای کا تہ الا ان یخیرہ المولے و
 لای دین علیہ و لای یقبض للمولیٰ اور ما ذون نکاح نہ کرے اپنے ملک کو مگر سطر کہ مولیٰ اسکی اجازت دے اور حالانکہ ما ذون پر دین ہو اور بدل کتابت
 کے قبض کرنے کی ولایت مولیٰ کے واسطے ثابت ہے و لای یعتق بکمال الی ان یخیرہ الی آخر ما ذون ملک کو بعض مال کے آزاد نہ کرے مگر یہ کہ بولے اُسکو
 جائز رکھے تا آخر شرط نہ کر یعنی مولیٰ اجازت دے اور ما ذون پر دین ہو اور ولایت قبض مولیٰ کے واسطے ہے نہ ما ذون کے واسطے و لای غیرہ اور نہ بدو
 مال کے آزاد کرے و لای یقرض و لای ینیب و لو بعوض اور نہ ما ذون قرض دے اور نہ ہب کرے اگرچہ ہبہ بالعوض ہو و لای قیل مطلقا بنفس مال
 اور ضامنی نہ کرے مطلقا نہ حاضر ضامنی نہ مال ضامنی و لای یصلح عن قصاص و جب علیہ اور ما ذون صلح نہ کرے اس قصاص سے جو ہبہ و جب
 ہو و لای یعفو عن القصاص و نہ قصاص کو معاف کرے و یصلح عن قصاص موجب علی عبدہ خزائنہ الفقہ اور ما ذون صلح کرے اس قصاص سے
 جو اُسکے غلام پر واجب ہو کذا فی خزائنہ الفقہ و کل دین و جب علیہ تجارت اور ہما ہونی مغنا یا مثلہ الادب لمیع و شہر او اجارہ و استیجار
 و مثلہ الثانی عزم و دلیعہ و غصب و انہ حیدما جبارۃ الدردر دیگر ما جہد یا لایم فنبہ و عفر و جب بوطی مشرتہ بعد الاتحفاق کل ذاک متعلق
 برقبہ کہ دین الاستملاک و لہم دفعۃ الزد و جب بیاع فیہ اور جو دین کہ واجب ہو ما ذون پر اسکی تجارت کے سبب سے یا اس غیب سے جو معنی تجارت کے
 ہے اول کی مثالین چنانچہ بیع اور شہر او اجارہ اور استیجار اور زانی یعنی معنی تجارت کی مثالین چنانچہ و دلیعہ کا ما ذون و اس غصب و انہ کا ما ذون

مازون انکار کر چکا اور وہ ہر جہاد واجب ہوا استحقاق کے بعد خریدی نوڈی کی وطنی سے ہر ایک دین مذکور متعلق ہر اذن کی گردن سے دین استہلاک اور ہر
اور نفقہ زوجہ کی مانند مازون بچا جاوے گا اس دین میں یعنی اسکو قاضی بیع کرے گا تیار کرے گا اور در کی عبارت یوں ہے (و غرم و دلیعہ و غصبہ انما
و غیرہا جہاد) بدو ن میم کے سوا گاہ رہنہام معصفت کی عبارت میں ضمیر تنقیہ کی ہر تو انکار فقط غصب اور امانت کو مخصوص ہے اور در کی عبارت میں
و دلیعہ اور غصب و امانت وغیرہا کو شامل ہو گیا و ہم استسما و ایضا زلیعی اور دین و لون کو مازون سے سعی اور کوشش کرنا بھی جائز ہے کہ فی الزلیعی
یعنی اُس سے کسب کرنا اور اس کے کسب سے اپنے دیون کو لینا درست ہے و مفادہ ان زوجہ لو خمار استسما و نفقہ کل یوم ان کیون لہا ذلک ایضا بحر
من النفقہ اور ثبوت استسما سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مازون کی زوجہ اُس سے محنت ضروری کرنا اختیار کرے ہر دن کی خوراک کے واسطے تو اسکو بھی
یہ جائز ہے کہ فی البحر من باب النفقہ بحضرة مولانا و انما یہ الاحتمال ان فی ذلک بخلایع کسب فائدہ لا یتحتاج لکفوف المولی لان العبد یضم فیہ دیون مذکورہ
میں مازون بچا جاوے گا اس کے مالک کے سامنے یا اس کے نائب کے روبرو مالک کے فدیہ دینے کے احتمال سے برخلاف کسب مازون کہ اس میں نہ ہونے کی
حاجت تین اس واسطے کہ عید مازون صاحب معاملہ پر اپنے کسب میں اور اس کی ذات کی بیع میں اسکا مولی صاحب معاملہ ہر وسیع قسم سے باکھصل اور
مازون کا تمسک مقسوم ہو گا دین و لون میں حصہ رسد و یتعلق بکسب حاصل قبل الدین اول بعدہ اور دین مذکور متعلق ہو گا مازون کی کمائی سے خواہ
کمائی قبل دین کے حاصل ہوئی یا دین کے بعد و یتعلق بما وہب لہ و ان لم یحضر مولانا اور دین مذکور متعلق اُس خیر سے ہے جو مازون کو ہب
کی گئی اگرچہ اسکا مولی حاضر نہ ہو و ہذا قید کسب و الایباب لکن یشترط حضور العبد لانه تقسم فی کسب یعنی عدم حضور قید ہر کسب اور یہ قبول کرنے
کی یعنی کسب اور یہ وہب کی بیع میں ادا دین کے واسطے مولی کا حاضر ہونا شرط نہیں لیکن غلام کا حاضر ہونا شرط ہے اس واسطے کہ وہ صاحب معاملہ پر اپنی
کمائی میں تم نمایاں بالکسب و عند عدم بیعتی و من رقبہ ہر ریافت کرنا چاہیے کہ ادا دین کے واسطے کسب ہی سے ابتدا ہوگی اور کمائی کے نہ ہونے کے
وقت اسکی گردن سے دین ادا کیا جاوے گا یعنی مازون کو بچکر قلت و مال کسب کا حاصل قبل الاذن حق المولی طر اخذہ مطلقا قان یخینا و مفادہ انہ لو کسب الحور
و اودع عند آخر و ملک فی ید المودع للمولی التمیم لانه کودع الغاصب قتالہ میں کہنا ہوں اور وہ کسب جو حاصل ہوا ہر اذن سے پہلے سودہ مولی کا حق ہے تو
مولی کو اسکا لینا مطلقا جائز ہو خواہ مازون پر دین ہو یا نہ ہو ہمارے استاد خیر الدین رملی نے کہا کہ مولی کے حق ہونے سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر غلام مجھ کو
خیر کسب کرے اور دوسرے شخص کے پاس و دلیعہ رکھے اور مودع کے ماترین وہ خیر کسب ہو جائے تو مولی کو اُس سے تاوان لینا جائز ہے اس واسطے کہ غاصب
مودع کے ماترین ہو سکتا ہے کہ لا یتعلق الدین باخذہ مولانا منہ قبل الدین دین متعلق نہ ہو گا اُس مال سے جو مازون کے مولی نے اُس سے کیا دین ہونے سے
پہلے اس واسطے کہ اسے اپنا فاضل حق لیا طو لب المازون بما بقی من الدین نہ اندا عن کسبہ و منہ بعد عتقہ و لا یباع تانیا اور مازون سے اُس دین کا جو ادا
باقی رہ گیا مازون کے کسب اور میں سے مطالبہ ہو گا اس کے آزاد ہونے کے بعد اور دوسری بار وہ بچا جاوے گا جو میں باقی ادا کرنے کے واسطے یعنی
اس واسطے کہ اگر اسکی بیع دوبارہ جائز ہو تو کوئی مشتری اسکو جان کر خرید نہ کرے گا تو بیع اسکی منتع ہوگی بالکلیہ تو دین و لون کا فر ہو گا و مولانا
اخذہ غلۃ مثله لوجود دنیہ و ما راو للفر ما یعنی لو کان المولی یاخذ من العبد کل شہر عشرۃ درہم مثلا قبل حق الدین کان لہ ان یاخذ با بعد کونہ استسما نا
لانہ لو منع منہا بخر علیہ فقید باب الکتساب اور مازون کے مولی کو شل مازون کے کمائی لینا باوجود اس کے مدیون ہونے کے جائز ہے اور جو اُس سے زیادہ ہو
تو وہ دین و لون کا حق ہے یعنی اگر مولی غلام سے ہر مہینے دس درہم مثلاً لیتا ہو قبل لاتی ہونے دین کے تو اسکو دس درہم کا لینا دین لاتی ہونے کے بعد بھی
بطریق احسان کے جائز ہے اس واسطے کہ مولی اگر ہتھکر کے لینے سے روکا جائے تو وہ اپنے غلام کو ممنوع التفرک کر دے تو کمائی کرنے کا دروازہ ہی بند ہو جاوے گا
تو دین و لون کا نقصان ہو گا و ہر حجر حجرہ ان علم ہونفہ لدفع الضرر عنہ اکثر اہل سوقہ ان کان الاذن شائعاً اور عید مازون مجر ہوا دیکھا

مولیٰ کے حجر کے اور رک دینے سے بشرطیکہ خود ما ذون کو اور اس کے اکثر اہل بازار کو حجر کرنے کا علم ہو اگر مولیٰ کا ما ذون مشہور ہو بازار یونین ما ذون کا علم اس واسطے شرط ہوگا تاکہ ضرر اس سے دفع ہو یعنی اگر ما ذون مجبور ہو سکے بدو ان کی اطلاع کے تو جو کچھ وہ تصرف کرے گا بعد حجر کے وہ دین اسکو دینا پڑے آزاد ہونے کے بعد اپنے خاص مال سے اما ذون علم ہے اگر بالاذن الا العبد و حدہ کفی فی حجر علمہ بقسط ولا یشترط طبع ذلک علم اکثر اہل سوقہ لا یشترط انصراد جبکہ اذن مولیٰ کو کوئی بخانتا ہو تنہا غلام کے سوا تو اس کے مجبور کرنے میں فقط اسی کا علم کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اکثر اہل بازار کا معلوم کرنا شرط نہیں ہے نہ ضرر کے و فی البزارۃ باع عبده الما ذون علم میں علمہ دن صا رجور علیہ علم اہل سوقہ بیعہ ام لا بیعہ البیع وان علیہ دین لا مال یقبضہ مشتری البیع اور بزاریہ میں اگر کہ مولیٰ نے اپنے عہد ما ذون کو بیجا اگر کسی کی کا دین نہ ہو تو وہ مجبور ہو گیا خواہ اہل بازار کو اس کے باک جانے کا علم ہو یا نہ ہو بسبب صحیح ہونے کی بیع کے اور اگر کسی دین ہو تو مجبور نہ ہوگا جیسا کہ اسکا مشتری اپنے قبضہ میں نہ لاوے بسبب فاسد ہونے کی بیع کے فاسد میں قبض کے بعد مشتری مالک ہو تا ہے وہل لاخرافضہ ان دیونہم حالۃ نعم الا ذلکان بائین فادوا برار و عبدا و اذ المولیٰ و تمامہ فی اسرار جتہ او کیا دین والوں کو فسخ بیع ما ذون کا اختیار یا نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر اس کے دیون بلا دت کے فی کمال ہوں تو ان فسخ اس کے اختیار میں ہے مگر جبکہ ما ذون کے نفس سے ادا سے دیون ممکن ہو یا دین والوں نے اسکو وفات کر دیا ہو تو مولیٰ نے دین ادا کر دیا ہو تو فسخ نہ ہوگی اور پورا دنیا اسکا سر اجیہ میں ہے و موت سیدہ و جنونہ مطبقا و کذا کہ جنون الما ذون و جنونہ انضایا دار الحرب عند اوان لم یعلم احد بہ لانہ موت طحا و ما ذون مجبور ہو جاتا ہے اپنے مالک کی موت سے اور اس کے جنون مطبق ہونے سے اور اس کے دار الحرب میں لگانے سے مرتد ہو کر اور انہی طرح ما ذون کے جنون سے اور اس کے لاحق ہونے سے دار الحرب میں مرتد ہو کہ اگر جب حق دار الحرب کو کوئی نہ جانتا ہو اس واسطے کہ وہ علمی ہوتے ہیں محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنون مطبق وہ ہے کہ سالی بھر سے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہو وہ مطبق نہیں کہ ذی النحلا دی و صحیح طحا یا باقہ و ان لم یعلم احد بخونہ و لو عا و منہ و افاق من جنونہ لم یعد الا ذون فی الصحیح ظہری و قسطنطینی اور ما ذون مجبور ہو جاتا ہے اس کے بھاگ جانے سے اگرچہ کوئی نہ جانتا ہو مانند جنون ہو جانے ما ذون کے اور اگر وہ بھر آوے بھاگنے کے بعد یا ہوش میں ہو جائے اپنے جنون سے تو اذن سابق عود نہ کرے گا صحیح قول میں کہ ذی النحلا دی و قسطنطینی و باستیلا و بایان و دلت منہ فادعاہ کان حرا و لانتہ مالم یصرح بخلافہ و جاز یہ ما ذون مجبور ہو جاتی ہے استیلا دے اس طرح پر کہ جنی مولیٰ سے بھر اس کے دل کا مولیٰ نے دعویٰ کیا تو یہ استیلا و حجر ہو گا لگائے اعتبار و دلت حال کے جیسا کہ مولیٰ اس کے خلاف کی تصریح نہ کرے ہم استیلا دے اس واسطے حجر طعی ہوا کہ عادت میں جاری ہے کہ ام ولد پردہ میں رہتی ہے اور مالک اس کے نکلنے سے اور لوگوں کے ساتھ اختلاط کرنے سے خرید و فروخت میں راضی نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے حجر کی تاں اگر مولیٰ استیلا دے تب بھی صریح کر دے اذن تجارت کی تو حجر ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ دلت سے صریح فوق ہے کہ ذی النحلا دی لا یخبر بالقتل سیر ما ذون مجبور نہیں ہوتی تبصر سے یعنی اس واسطے کہ بھر کو پردہ میں رکھنے کی عادت نہیں تو دلیل حجر کی نہ پائی گئی و ضمن بہا قیمتہا فقط للفرار و علیہا دین بیط اور مولیٰ استیلا دے تبصر سے ام ولد اور پردہ کی فقط قیمت کا تاوان دے گا دین و اذن کو بشرطیکہ دونوں پر دین بیط ہو و ہم فقط کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر قیمت سے زیادہ دین ہو تو اسکا مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہو گا اقرارہ بتدایہ بعد حجرہ ان مامعہ امانۃ و غصب و دین علیہ لا یشترط صحیح خبر مجبور ہونے کے بعد ما ذون کا یہ اقرار کرنا کہ جو اس کے پاس ہے وہ امانت ہے یا غصب ہے یا اس پر دین ہے دوسرے شخص کا صحیح ہے شراح نے کہا اقرارہ بتدایہ اور صحیح اسکی خبر فی قصصیہ منہ و قال لا یصح تو دین غیر ادا کرے اپنے مال مقبوض سے اور صاحبین نے کہا کہ اسکا اقرار نہ کرنا صحیح نہیں و احاطہ دینہ بہ مالہ و قیمتہ لا یشک سیدہ مامعہ ما ذون کا دین محیطا ہو گیا اس کے مالی اور اس کے ذات کو تو اسکا مالک اس کے پاس کے مال کا مالک نہ ہو گا م اس واسطے کہ وہی اپنے غلام تاجر کے مال کا اس وقت مالک ہوتا ہو اسکا خلیفہ ہو کر جب اسکی حاجت سے فارغ ہو وراثت کے مانند اور جس مال کو دین بیط ہو وہ اسکی حاجت میں مشغول ہے تو مولیٰ اس میں خلیفہ ہو گا اور وہ مال اسکی

ملک میں داخل نہ ہوگا فلم یعقوب عبد من کسبہ بخریر مولادہ و قال لیکلہ قیتق و علیہ قیمتہ موسر اولو مسر قلمن ان یمنیوا العبد یعقوب ثم یرجع علی المولیٰ ابن
کمال تو آزاد نہ ہوگا و غلام جو مازون مدیون کی کمائی سے ہوا اسکے مولیٰ کے آزاد کرنے سے اور صاحبین نے کہا کہ مولیٰ مازون کے مالی کام مالک ہو تو اسکے
آزاد کرنے سے اسکا غلام آزاد ہوگا اور مولیٰ پر اسکی قیمت یعنی لازم ہوگی اگر مولیٰ مقدور والا ہو اور اگر تنگ دست ہو تو مازون کے دینے والوں کو اختیار
ہوگا کہ غلام آزاد سے تاوان لین بخر غلام آزاد مولیٰ سے بھرے کذا مرص ابن کمال دلو اشتیری ذر حم حرم من المولیٰ لم یعقوب دلو ملک یعقوب اور اگر
مازون مولیٰ کا قرابت دار حرم خرید کرے تو آزاد نہ ہوگا اور اگر مولیٰ مازون کی کمائی کا مالک ہو تا تو اسکا حرم آزاد ہو جاتا بخر ذر خرید کے ہم یہ کہہ
اور اسکے بعد کا مسئلہ اسپر متفرغ ہو کہ مولیٰ کسب مازون مستغرق بالمدین کا مالک نہیں دلو املت المولیٰ مافی یدہ من الرقیق فمیں
لو ملک لم یمنن خلافا لما بنا علی ثبوت المملک و عدلہ اور اگر مولیٰ ملت کر ڈالے اسکو جو مازون کے قبضہ میں غلام ہو تو مولیٰ پر تاوان لازم
ہوگا اور اگر مولیٰ اسکی کمائی کا مالک ہو تا تو تاوان نہ دیتا بخر خلافت مذہب صاحبین کے بنا اس خلافت کی ثبوت مالک اور عدم ثبوت مالک پر
وان لم یخط دینہ بملہ و قبضہ صحیح تحریرہ اجماعا اور اگر مازون کا دین اسکے مال اور اسکی ذات کو محیط نہ ہو تو مولیٰ کا آزاد کرنا مازون کے غلام کا اتمام
امام اور صاحبین کے درست ہو و صحیح اعتقادہ حال کون المازون مدیون تا و لو یخطا و صحیح ہو مولیٰ کو آزاد کر دینا مازون کا مازون کے مدیون ہونے کی
حالت میں اگرچہ دین محیط ہو م اعتقاد مازون بالاجماع صحیح بخر خلافت فقط مازون کے کسب میں مستغرق دین کے وقت بخر ضمن المولے للغیر
الاقل من دینہ و قیمتہ اور تاوان دے مولیٰ مازون کے دین والوں کو کتر اسکے دین و قیمت سے م یعنی اگر دین کم ہو قیمت سے تو دین کا تاوان
دے اسواسطے کہ انکا حق نہیں مگر دین میں اور اگر قیمت کم ہو دین سے تو قیمت کا تاوان دے اسواسطے کہ انکا دین مستغرق ہو اسکی ذات سے اور ذات
اسکی ملت کر دیا یعنی آزاد کرنے سے کذا فی الدرر و ان شاد و استبوا العبد یل دیونہم و بائع احدہما لایبر الا فزہما لکفیل مع کفول عنہ اور اگر دین دے
چاہیں تو غلام آزاد کا بیچا کریں بخر تمام دین کے واسطے اور مولیٰ اور غلام آزاد میں ایک کے بیچا کرنے سے دوسرے شخص بری الذمہ نہ ہوگا تو مولیٰ اور
اسکا غلام کفیل یعنی ضمان کے مانند ہو کفول عنہ کے ساتھ ہم نبی جسطح کفیل کے مطالبہ کرنے سے کفول عنہ بری الذمہ نہیں ہوتا اور کفول عنہ کے مفہوم
سے کفیل بری الذمہ نہیں ہو جاتا و طلب ہما بقی من یمیم اذ لم یقت قیمتہ بعد عنقہ لغیر ذی ذمتہ اور جو انکا دین باقی رہ گیا اسکا مطالبہ ہوگا و ان
کی آزادی کے بعد بسبب ثابت ہو جانے دین کے اسکے ذمہ بخر مطالبہ اسوقت ہوگا جبکہ اسکی قیمت ادا سے دین کے واسطے کفایت نہ کرے گی و صحیح
تبدیر و لا یجوز و غیر الغیرا عنقہ الا ان یختار احد الشئین لیس لہ الرجوع شرح تملکہ اور صحیح ہو مازون کو بدر کرنا اور بدیر سے وہ مجوز استقر نہ ہوگا و
دین والوں کو اختیار ہوگا قضین مولیٰ اور استعمار مازون میں اسکے حق کے مانند مگر عتی اور بدیر میں متنازع ہو کہ جو دین والا ایک بخر اختیار کرے گا
اسکا بخرنا درست نہیں کذا فی شرح التملکہ ہم یعنی اگر دین دے مولیٰ سے غلام کی قیمت کا تاوان لین تو وہ غلام سے مطالبہ نہیں کر سکتے اسکے آزاد ہونے تک
اور وہ مازون بنا رہیگا بحال سابق اور اگر غلام سے سی کر دین تو اسکی تحت ضروری ہے اپنے دیون لین اور وہ بطور سابق مازون بنا رہیگا کذا فی الخطا و
وفی الهدایہ و لو کان المازون مدبرا و لم یمنن قیمتہا لان حق الغیرا لیس علیہ قیمتہا لانہما لایبا عان بالمدین اور یہ میں ہوا اور اگر مازون مدبر
ام ولد ہو تو انکی قیمت کا تاوان مولیٰ پر لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ دین والوں کا حق انکی گردن سے متعلق نہیں ہوا کیونکہ ام ولد اور مدبر دین میں بیع نہیں
ہوتے ہم یعنی اگر مدبر یا ام ولد کو مولیٰ مازون کرے اور اپنے لوگوں کا دین لازم ہو پھر انکو مولیٰ آزاد کر دے تو مولیٰ پر تاوان قیمت لازم نہ ہوگا و لو عنق
المولیٰ یا ذن الغیرا قلمن قضین مولاہ زلیعی اور اگر مازون کو مولیٰ نے دین والوں کے اذن سے آزاد کر دیا تو انکو اسکے مالک سے تاوان لینا جائز نہ
کذا فی الزلیعی ہم یہ مسئلہ اعتقاد سے متعلق ہو نہ مسئلہ مدبر سے و المازون ان یا عہ سیدہ باقل من الدیون و عقیبہ اشتیری قیدہ لان الغیرا ان

قدروا علی العبد کان لم یفسخ البیع کما ضمن الغراء البائع قیمته لتعديه اور ما دون کو اگر اُسکے مالک نے دیوں سے کمتر کو بیچا اور مشتری نے اُسکو غائب کر ڈالا تو دین دانے پہنچنے والے سے اُسکی قیمت کا تادان لین بسبب تعدی مالک مصنف نے غائب کر ڈالنے کی قید اس واسطے لگائی کہ دین دانے سے جب غلام پر قار دیوں تو اُنکو فسخ بیع کا اختیار ہی چنانچہ گذر گیا خان رو العبد علیہ عیب قبل القبض مطلقا پھر اردو فقہ اور بشرطاً او بعد القبض ارجح البیعتیۃ علی الغراء و عا د حتم فی العبد لرد الی المانع سو اگر غلام عیب دیا جائے عیب کے سبب سے قبل از قبض مشتری کے مطلقاً خواہ قضا سے یا رضا سے یا بھیرا جا سے یا خیار اردو فقہ یا خیار الشرط سے یا قبض کے بعد بحکم قاضی بھیرا جاوے تو مالک اُسکی قیمت پھر لے دین دانوں سے اور دین دانوں کا حق غلام مذکور میں بخرنا ثابت ہو گا سبب دور ہو جانے مانع کے کم یعنی تادان مولیٰ کا سبب زائل ہو گیا یعنی بیع اور تسلیم گذارنی مانع دان رو بعد القبض لا یقبض الا بقبضه فلا یسبیل لهم علی العبد ولا یملو علی قیمته لان الرد بالترخی اقله وہی بیع فی حق غیر تھا اور اگر غلام بھیرا قبض مشتری کے بعد بلا حکم قاضی دین دانوں کی دوسری غلام پر بھیرا دے گی پھر اسکی دوزن مولیٰ کی دوزن سے کوئی راہ پر قیمت پر یعنی مولیٰ نے جو دین دانوں کو قیمت دی تھی اُسکا استرداؤ نہیں ہو سکتا سو اسلئے کہ دین دانوں سے در حقیقت اقلہ بیع کا اور اقلہ بیع ہو غیر عا قدین کے حق میں یعنی غلام کے حق میں گذارنی اخطا دی ان فصل من دینہم تشری وجو اب علی العبد احرر کما مر اور اگر بعد ضمان ہوئی دین دانوں کے دین سے کچھ باقی رہے تو وہ لوگ غلام سے اُسکو پھر لین اُسکی آزادی کے بعد چنانچہ مذکور ہو چکا اور ضمنوا مشتری عطف علی البائع اسی اشارہ و ضمنوا مشتری و رجح مشتری بالثمن علی البائع یا دین دانے تادان لین عیب کے مشتری سے یعنی اگر چاہیں تو مشتری سے تادان لین اور مشتری اُسکا ثمن مانع سے پھر لے قاضی نے کہا قولہ و ضمنوا مشتری مانع عطف ہو صطحاوی نے کہا یون کننا شاح کو بہتر تھا کہ ضمن الغراء عطف ہو ادا جائز ا البیع واخذوا الثمن الا قیمه لہم یا دین دانوں سے بیع کو جائز نہیں اور اُسکا ثمن لین نہ قیمت غلام کی کم دینی میں ہو خلاصہ یہ ہے کہ دین دانوں کو نہیں ضرورت میں اختیار ہو چاہیں بیع کو جائز نہیں اور چاہیں مانع سے تادان لین چاہیں مشتری سے اور جس سے تادان لینا اختیار کر لیتے تو دوسرا بری الذمہ ہو جائیگا تادان باعہ لہم عا دینہم یمن مقربہ لا یملو لکما سببی تحقیق انما صحتہ و یسقط خیار مشتری لا الغراء اور اگر ما دون کو اُسکے مالک نے بیچا اُسکا دین جتا کہ یعنی مقر دین ہو کر نہ نہ ہو کر چنانچہ اُسکا مسئلہ فقہ غریب آدینکا، غلام دین کی قید اس واسطے لگائی تا مّا صحت مشتری کی ثابت ہو اور خیار مشتری کا ساقط ہو تو اقرعاً بقیسر قابل کی صلاحیت نہیں رکھتا تو یون کننا شارح کو بہتر تھا و اقر مشتری بہ تا آخر واقع ہوتا اس صورت سے جبکہ مشتری دین کا منکر ہو بائع کی غیبت میں تو اس حالت میں وہ خاصہ نہ ٹھہرے گا گذارنی اخطا دی غلط فہم و ما رو البیع یعنی اگر مالک نے دین جتا کہ بیع کی اور مشتری دین کا مقر ہو تو دین دانوں کو دین میں اختیار ہو ان لم یصل ثمنہ لہم لان قیمتہم ثمن و یملو الرضی بالبیع ردیع میں اختیار ہو بشرطیکہ دین دانوں کو اُسکا ثمن نہ پہنچا ہو سو اسلئے کہ اُسکا ثمن قبض کرنا بیع کی رضامندی کی دلیل ہے الا ان کان فیہ محاباة قبض ثمن رضامندی کی دلیل ہے کہ جبکہ ثمن میں محاباة ہو یعنی ثمن قیمت سے کمتر ہو یعنی اگر ثمن قیمت سے کمتر ہو گا تو دین دانوں کو دین جانے ہو اگر بیع قبض کر چکے ہوں سو اسلئے کہ وہ کہیں لے کہ ہم نے اس خیال سے قبض کیا تھا کہ وہ قیمت سے کم نہیں ہے اور اُسکا محل وہ ہے جبکہ ثمن لے لے دین کو کفایت نہ کرے اور اگر کفایت کر گیا تو بیع نافذ ہوگی اگرچہ یمن محاباة ہو سو اسلئے کہ یمن مالک کا نقصان ہے نہ دین دانوں کا گذارنی اخطا دی فاما ان یرفع اذ قبض البیع ابن کمال اور اگر ثمن قیمت سے کم ہو تو یا ثمن پھر یا جاوے یا بیع منقوض ہو کہ ذکرہ ابن کمال و قال لم یسقط ہذا اور کان الدین جلا دکان البیع بلا طلب الغراء و ثمن لا یقبض الا بالبیع نافذ لرد الی المانع اور مصنف نے شرح میں کہا کہ یعنی دین دانوں کو دین کا اختیار اُسوقت ہو جبکہ اُسکا دین بلا مدت ہو اور بیع انکی خواہش سے نہ ہو اور ثمن غلام کا اُنکے ادا سے دین کی دوسری کفایت نہ کرتا ہو اور یمن تو بیع نافذ ہو کر گذارنی مانع کے سبب سے یعنی اگر دین ہو بل ہو یا بیع انکی خواہش سے ہو یا ثمن ادا سے دین میں کافی ہو تو اُنکو فسخ بیع کا اختیار نہ ہو سیکتا سو اسلئے کہ مانع نافذ بیع

اگر کسی شخص نے مازون میں ساقط ہو گیا و ان غائب البائع و قد فرضه المشتري فالمشتري لم يضمن لهم و منكر ذنبه خلافا للتمالي و لو مقر فضمن لهم
اور اگر بائع مازون کا غائب ہو و المشتري اس پر قبضہ کر چکا ہو تو مشتري دين و اذن کا خصم نہیں اگر مشتري مازون کے بدیون ہوئے کا منکر ہو و غائب
مشتري ابو بکر کے کہ وہ خصم ہو اور اگر مشتري دين کا مقر ہو تو وہ خصم ہو چنانچہ گذر گیا و لو بطله بان غائب المشتري و بائع حاضر فسا حکم
کہ ملک اسی لاغصوبہ جماعتی بخیر المشتري لکن لم يضمن البائع قيمته و اجازة البيع و اخذ الثمن و اگر اسکا اذنا ہو یعنی مشتري غائب ہو و بائع
حاضر ہو تو یہی ایسا ہی حکم ہو یعنی غصوبہ نہیں بالاتفاق مشتري کے حاضر ہونے تک لیکن دين و اذن کو انکی قیمت کا تاوان لینا یا بک کو جائز کرنا
اور اسکا ثمن لینا درست ہے عہد قدم مصر و قال اما عہد فلان مازون فی التجارة فباع و اشتري فهو مازون و عہد لہ کل شئ من التجارة
ایک غلام شہر میں آیا اور بولا کہ میں غلام کا غلام مازون فی التجارة ہوں اور استیعاب و شری کی تو وہ مازون ہے اور اسوقت میں اسکو ہر چیز تجارت
کی لازم ہو گی یہ استحسان ہے سو اسطے کہ یہ خبر ہر معاملات میں در ایک شخص کی خبر معاملات میں قبول ہے و کذا حکم و لو اشتري لہ بعد و باع ساکنان
اذن و حجرہ کان مازونا استحسانا لضرورة افعال و امر اسلم محمول علی اصلاح تحصیل علیہ ضرورة شرح و جامع و مفادہ فقہ المسلمین اسلم ان کمال اور اسی طرح
حکم ہے اگر غلام نے خرید و فروخت کی اپنے مازون و رجوع ہونے سے ساکت ہو کر تو وہ غلام مازون نہیں بلکہ استحسان کی اسے بید غرضت افعال کے اور کمال
کا حال خیر اور اصلاح پر محمول ہے تو انکی خبر بد و فروخت مازون ہونے پر محمول ہوگی کذا فی شرح و جامع اور تعلیل مذکور سے مستفاد ہوا قید لکنا مسئلہ کا
مسلم کے ساتھ کہ اگر ذرا بن کمال یعنی خرید و فروخت بلا بیان ذن و حجر کے اسوقت مازون ہونے پر محمول ہوگی جبکہ غلام مسلمان ہو اور اگر غلام کا ذن ہو
تو مازون ہونا اسکا ثابت نہ ہوگا و لکن لا یباع لہ تہ اذ لم یکن سبہ الا اذا قرع مولاہ یہ اسی بالاذن اسی اثبتہ الغریم بالبنیۃ و لیکن غلام مذکور اپنے
دين بن بچا نجا و یجا جبکہ اسکا سب اداسے دين کیواسطے کافی نہ ہوگا لہذا جبکہ اسکا مولی اذن کا اقرار کرے یا دين والا اذن کو گوارا ہوں سے ثابت کرے تو
الصبي و لمعتوه الذی یختل البیع و اشراء ان کان نافعاً محضاً کالاسلام و الاتهاب صح بلا اذن جو صغير او معتوه کہ بیع و اشراء کی سمجھتا ہو چنانکہ
اسکا تصرف اگر نافع محض ہو چنانچہ مسلمان ہونا اور یہ قبول کرنا تو صحیح ہے بلا اذن والی کے و ان ضاراً کالطلاق و الاعتاق و اہدۃ و القرض و الاذن
اذن بہ و لیسما اور اگر تصرف مضرت رسان ہو چنانچہ طلاق و اعتاق و اہدۃ و اقرض وینا تو صحیح نہیں اگرچہ اس تصرف کا صغير او معتوه نے اذن دیا ہو
مضر سے دنیوی ضرر مراد ہے اگرچہ اس میں آخرت کا نفع ہو چنانچہ صدقہ اور قرض دینا و ماتر و دین و عقود وین نفع و ضرر کا البیع و اشراء
توقف علی الاذن حتی لو بلغ فاجازہ نفذ و عقود وین سے جو عقد کہ نفع اور ضرر کے درمیان میں و اذ محض ہو چنانچہ بیع او شہ او وہ دلی
کے اذن پر موقوف ہے تو اگر صغير یا نفع ہو جائے اور اس عقد کو جائز رکھے تو نافذ ہوگی مخطا وی نے کہا اگر تارح بجائے حتی لو بلغ کے و لو بلغ کتا
تو بہتر ہوتا اسواسطے کہ تصرف کی کوئی وجہ نہیں فان اذن لہما الرالی فہما فی شرا و بیع کعبہ مازون فی کل حکامہ اور اگر صغير او معتوه کے دل
نے اذن دیا تجارت کا تو وہ دونوں خرید و فروخت میں عباد اذن کے مانند ہیں مازون کے سارے حکام میں مسمیہ احکام مذکورہ یہ ہے کہ اذن تجارت کا ایک قسم
کے ساتھ مفید نہ رہے گا اور مخصوص زمان نہ ہوگا اور اگر صغير او معتوه کو انکا دینی خرید کرتے دیکھ سکوت کرے گا تو یہ سکوت بجائے اذن ہوگا و غیر ذلک
احکام الماذون و شرط الصحة الاذن ان یعتقلا البیع سالباً للملک عن البائع و اشراء جالباً لہما الرالی و ان یقتصد الریح و یعرف العین
الیسیر من الفاحش و ہو ظاہر و اذن صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ صغير او معتوه اتنا بوجہت ہوں کہ بیع ملک کی سلب کرنے والی ہو بائع سے اور خرید ملک کی
کنیف لانے والی ہو مشتري کے واسطے راہی نے اس قدر زیادہ بیان کیا ہے اور یہ شرط ہے کہ صغير او معتوه خرید و فروخت سے نفع حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو
اور نقصان قلیل کو نقصان کثیر سے متناظر کرنا ہو اور یہ قول ظاہر ہے و ولیہ ابوہ تم و وصیہ بعد موتہ تم و وصیہ کما فی التستانی عن احمد و ابن

یا معتود کا ولی کا باپ ہو یا اس کا وصی اس کی موت کے بعد میراث کے وصی کا وصی چنانچہ قہستانی بن بن عماد سے تم بعد ہم جہدہ الصبیح وان علامہ
وصیہ تم وصی وصیہ قہستانی زاد قہستانی والی یعنی تم والی بال طریق الاولیٰ عمران بنیون کے بعد صبیح کا ولی ہے اگرچہ جد علی ہو یعنی یہ دادا سردا
میر اس کا وصی ہو دادا کے وصی کا وصی کذا فی القہستانی قہستانی اور علی نے اتنا زیادہ کہا ہے میر والی یعنی حاکم ولی ہے بال طریق اولیٰ قہستانی اور علی نے ولی
کو قاضی کے بعد ذکر کیا ہے اور مردودہ والی ہے جسکی ولایت میں قصاص جو حاکم کہ قاضی نہیں اس کا اذن جائز نہیں کذا فی الطحاوی ثم القاضی او
وصیہ ایما تصرف بیع فذلک یقل تم میر قاضی یا اس کا وصی ولی ہے قاضی اور اس کا وصی جو کوئی نہیں سے تصرف کرے گا تو صبیح ہو گا سو ہی دے
معتد نے لفظ تم نہ کہا یعنی یون نہ کہا کہ تم وصیہ کیونکہ تم صبیح پر ولایت کرتا ہے اور قاضی اور اس کے وصی کے تصرف میں ترتیب نہیں دونوں لام
او وصیہما نہ الی الاما بخلاف انکاح کا معرہ نہ مان یا اس کا وصی یعنی مان صغیر کی یا اس کا وصی صغیر کا ولی نہیں تفصیل ولایت کی مال میں ہے بخلاف
انکاح کی ولایت کے چنانچہ کتاب النکاح میں گذر گیا ہم اور مانند مان کے چچا اور بھائی اور کو تو ال شہر ادعہ اور خالہ صغیر کی ولی نہیں کذا فی الطحاوی وصی
راہی القاضی الصبیح معتود او عبدہما اور عبدہما ماریع و شیری فسکت لایکون مکتوہ اذنا فی التجارۃ قاضی نے صغیر یا معتود یا
دونوں کے غلاموں یا اپنے غلام کو دیکھا بیع کرتے اور خرید کرتے پس سکت رہا تو قاضی کا سکوت تجارت کا اذن ہو گا بعد قاضی کا مسئلہ سابق مذکور
ہو چکا والقاضی لہ ان یا ذلک لیسقیم و المعتود اذلم یکن لہ ولی ولعبدہما اذکان کل واحدہما من الصبیح المعتود ولی و التبع الولی
من الاذن عند طلب ذلک منہ ای من القاضی یعنی قاضی کو جائز ہے کہ یتیم اور معتود کو تجارت کرنے کا اذن دے جبکہ یتیم یا معتود کا کوئی ولی نہ ہو اور یتیم
معتود کے غلام کو اذن تجارت دینا قاضی کو جائز ہے جبکہ صغیر اور معتود ہر ایک کا ولی موجود ہو اور ولی اذن دینے سے انکار کرے جس صورت میں کہ اذن مطلوب ہو قاضی
سے کذا فی الزیلعی ہم یہ ترکیب مصنف کی فہم یون تھا کہ اذکان کے مقام پر اذکان ہوتا فتادی عالمگیری میں ہے کہ اگر صغیر یا معتود کا باپ یا اس کا وصی
یا دادا ہو میر قاضی کے نزدیک صغیر یا معتود کو تجارت کا اذن دینا مساحت معلوم ہو سوائے اذن دیا اور اس کے باپ نے نہ مانا تو قاضی کا اذن جائز ہے
اگر قاضی کی ولایت متاخر ہو باپ کی ولایت سے چنانچہ صحابین ہے اور اگر قاضی نے صغیر کے غلام کو اذن دیا تجارت کا اور صغیر کا باپ زندہ ہو اور اذن کو
مکروہ جانتا ہے تو جائز ہے چنانچہ منہی میں ہے انتہی مختصر اذ طلب اذن فیہ نہیں چنانچہ صاحب محیط کے قول سے معلوم ہوتا ہے اور وہ ہما نہ کی اول بیت
سے منکھتا ہو کذا فی الطحاوی قلت ولی البرجدی عن اخراۃ لوالی ابوہ او وصیہ صبح اذن القاضی لہذا شارح الوہبانیۃ والایحجر بعد ذلک اصلا
لانہ حکم الاجتزاض آخر فتدبرین کہتا ہوں اور جندی میں خزانہ سے منقول ہے اگر صغیر کا باپ یا اس کا وصی اذن سے انکار کرے تو قاضی کا اذن اسکے
واسطے صبیح ہے شارح وہبانیۃ نے اتنا زیادہ کہا اور اسکے بعد صغیر اصلا مجبور نہ ہو گا اس واسطے کہ قاضی کا اذن حکم ہے اور حکم دفع نہیں ہوتا اگر دوسرے
قاضی کے رد کے واسطے اس مال کا جو دونوں کے پاس ہے کمائی سے یا میراث سے تو اقرار انکا صبیح ہے بموجب ظاہر الروایت کے غلام
ما ذون کے اقرار کے مانند کذا فی الدرہم یعنی اگر یون اقرار کریں کہ جو مال ہکو میراث میں ملا ہے وہ درحقیقت فلائے شخص کا ہے تو یہ اقرار صبیح ہے اور
غیر ظاہر الروایت کا یہ قول ہے کہ سب میں اقرار صبیح ہے میراث میں صبیح نہیں الما ذون لایکون ما ذون قبل العلم بالانی مسئلہ ما ذون اقال بالیو عبدی
فانی اذنت لہ فبایعوا وہو لایعلم بلک صار با ذونا بخلاف قولہ بالیو ای صغیر ما ذون یا ذون نہیں ہوتا اذن کے دریافت ہونے سے پہلے
اگر اس مسئلہ میں جبکہ مولیٰ نے کہا کہ خرید و فروخت کرو میرے غلام سے کہ میں نے اسکو اذن دیا سو لوگوں نے اس سے خرید و فروخت کی اور جانکہ
غلام اس اذن سے کہ نہیں جانتا تو وہ ما ذون نہیں جاوے گا بخلاف اس قول کے کہ باپ نے کہا لوگوں سے کہ میرے فرزند صغیر سے خرید و فروخت

اثر اختلاف کا منصوبہ کی زائد چیزوں میں تو باغ منصوبہ کا پھل ہمارے نزدیک مضمون نہیں برخلاف امام شافعی کے کہ ان فی الدرر یعنی اگر پھل غاصب
مختلف کر دے تو اس پر ادا ہوا ہمارے نزدیک نہیں بسبب عدم ازالہ کے اور ان کے نزدیک تا دین ہر اثبات یہ کہ سبب کے ادا کر مالک زوالہ کو طلب کرے تو باطل
تاوان ہر کذا فی الخطا وی فی مال فلا یحقق نے مشتہ و حرار ازالہ اور اثبات ہوا مال میں تو غصب ثابت نہیں ہوا مگر دارا و فضل ادا میں اس واسطے کہ وہ
مال نہیں مقوم اسی مباح شرعاً مہستانی فلا یحقق فی خبر مسلم ازالہ اور اثبات ہوا مال مقوم میں یعنی جو مہر میں مباح ہو کذا فی القہستانی تو غصب ثابت نہیں ہوا مسلم
کی شراب میں اس واسطے کہ شراب مسلمان کے حق میں مباح استعمال نہیں مگر فلا یحقق فی مال جری ازالہ اور اثبات ہوا مال مقوم میں تو غصب ثابت نہیں ہوا مگر دارا
مال میں اس واسطے کہ مال خرم نہیں قابل التسلط فلا یحقق بالاعتبار خلافاً لحدیث مال مذکور قابل ہو نقل کرنے کے تو غصب ثابت نہیں ہوا تا میں غیرہ غیر مقبول
میں برخلاف محمد کے کہ غیر وقف میں شہین کا قول صحیح ہوا اور وقف میں محمد کا قول صحیح ہوا کذا فی الخطا وی بغیر اذن مالک اثر زین الوذیۃ و علمان الموقوف
مضمون بالاطلاق مع انہ یسین مخلوک صلا مری فی البدایع فلو قال بلا اذن من له الاذن كما فعل ابن کمال لکان اولی ازالہ اور اثبات ہوا مال مذکور میں اس کے
مالک کے بلا اذن مصنف نے یہ قید لگا کر ودیعت سے اثر کیا یعنی ودیعت وہی طرح عاریت میں ہر چند ازالہ یہ حقہ مال مقوم مقوم قابل التسلط یسین جو مالک اذن مالک
ہو لہذا غصب داخل نہیں اور یہ معلوم کر کہ مال موقوف لازم ضمان ہر تلف کر دے سے باوجود دیکھ وہ ہلا کسی کا مخلوک نہیں تصریح کی ہو اس کی بدائع میں تو اگر غصب
یوں کہ تاکہ ازالہ قبض ہو بدو ن اذن شخص کے جسکو اذن کا اعتبار ہر چنانچہ مالک باستولی وقت جیسا کہ ابن کمال نے کہا ہر تو البتہ خوب ہوا یعنی اس واسطے
کہ وقف کو بھی غصب شامل ہو جائے لا یجفیۃ اثر زین السرقۃ و فیہ لابن کمال کلام ازالہ اور اثبات ہوا بدائع خفیہ کے مصنف نے یہ قید لگائی تا سرقہ
نکل جائے غصب سے اور ابن کمال کا کچھ کلام ہر م حاصل کلام ابن کمال یہ کہ سرقہ کا حد وہ میں داخل ہونا اس کے داخل ہونے کا غصب میں نہانی
نہیں سوسرۃ غصب میں اصل ہر باعتبار اپنی اصل کے اور حدود میں باعتبار بعض خصوصیات کے داخل ہر چنانچہ بیع الفضول غصب ہوا و مال مالک کتاب بیوع
میں مذکور ہر بعض خصوصیات کی بیع کے سبب سے اور جسکو نکتہ معلوم نہ ہو اسنے لاعلی بسبب خفیہ کی قید لگائی تا سرقہ غصب سے نکل جائے تا استخدام
العبد و تحمیل الدابة بنصب لازالۃ الماک تو خدمت لینا غیر کے غلام سے اور غیر کے جانور پر جو جھالاذا غصب ہر سبب در کر دینے قبض مالک کے یعنی
اثبات قبض ناقص کے م غلام مشترک سے خدمت لینا بدو ن اذن شریک کے اس کے غصب ہونے میں اختلاف ہوا مگر قول راجح لزوم تاوان کا ہوا و مشترک جانور
پر سوار ہونا بدو ن شریک کے تاوان کا موجب ہر بالاتفاق چنانچہ مہستانی کے کلام سے نکلتا ہر کذا فی الخطا وی عن ابی السعد ولا جلوبہ علی سباط عدم
ازالۃ خلا غصین بالمہلک بفعلة غصب نہیں ٹھیک اسکا غیر کے فرش پر سبب داخل کرنے قبض مالک کے تو جابلس پرتاوان لازم نہوگا جب تک کہ فرش
مختلف نہ ہو جائے اس کے فعل کے سبب سے م اس واسطے کہ فرش بچھا نا مالک کا فعل ہر تو حفظ جلوس سے اسکا ازالہ نہیں ہوتا بدو ن نقل اور تحویل کے و کذا و اول
دار انسان و اخذت عا و حید فوضا من دان لم یحو لم یحی لم یغن بالمہلک بفعلة کو خبر جن الدر فانیۃ اور ہی طرح کا حکم ہر اگر غاصب ایک آدمی کے گھوڑے
داخل ہوا اور کچھ سباب لیا اور شکر ہو گیا تو اس پر تاوان ہر اور اگر اسنے سباب گھر سے باہر نہ نکالا اور اس کے لینے کا انکار نہ کیا تو تاوان نہیں جب تک کہ پیر ہلاک
نہ ہو جائے اس کے فعل کے سبب سے یا اسکو گھر سے نکال لیجائے کذا فی النجانیۃ یعنی در صورت عدم انکار تاوان نہیں مگر ہلاک یا اخراج سے و حکمہ لازم لمن علم
انہ مال لغیر اور حکم یعنی اثر مرتب غصب کا گناہ ہر اس شخص کے حق میں جو جانتا ہو کہ غصب غیر کا مال ہر غصب کا حرام ہوا ما قرآن اور حدیث سے ثابت
ہر قال قتالی ولا تاکلوا الا مما یطعمکم بالباطل حق تعالیٰ نے فرمایا نہ کھاؤ اپنے مالوں کو آپس میں ناحق اور حجتہ الوداع کی حدیث میں ثابت ہر کہ تم سارے
خون اور تمہارے مال تبرجرام ہر جنگ کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک ایک شخص کا مال دوسرے پر حرام ہر اور متفق علیہ حدیث میں وارد ہر کہ جو شخص
بالشت بھر زین غصب کرے گا اسکی گردن میں حق تعالیٰ سات ہلق زمین کا طوق ڈالے گا غصب کے گناہ ہونے میں نسبت کی قید لگائی کہ نادانی سے

گناہ و معاصی پر پناہ دوسرے شخص کا مال تلف کر ڈالنا اپنا مال جانکر لیکن تاوان علم اور عدم علم دونوں صورتوں میں واجب ہوگا کذا فی الخطا دی ورد
العین قائمہ و انقضی بالکلیۃ او غیرہ و اذنیہ سادۃ و قہستانی اور حکم غصب کا پیر دینا جو غصب کی چیز کا اگر وہ قائم اور موجود ہو اور ہنگامہ و انقضی
وہ تلف ہو گئی ہو خود اس کے فعل سے یا غیر کی آفت سہادی سے کذا فی القہستانی ہم غاصب نے معصوب پیر دیا اور مالک نے نہ لیا سودہ ایسے ٹھرنے آیا
اور اس کے پاس تلف ہو گیا تو اس پر تاوان نہیں اس واسطے کہ غصب اس صورت میں امانت ہو گیا کذا فی الخطا دی و لغیر من علم الاخر ان غلام لانقضی
و پیر موقوف باحدیث اور غصب کا حکم نادانستہ کے حق میں پیر نے اور تاوان دینے کا جو تو غاصب نا وقت پر گناہ نہیں اس واسطے کہ یہ خطا اور جو کہ ہر
اور مالانکہ خطا پر موقوفہ نہیں ہو جب حدیث کے لغصبوب منہ مخبر میں لغاصب و غاصب لغاصب الا اذا کان فی الوقت
المعصوب بان غصبہ و قیمتہ اکثر و کان الثانی ملاسن لا اول فان ایضاً ان علی الثانی کذا فی دفع الخانیہ منصوب منہ یعنی جب کا مال غصب
ہو گیا وہ مختار ہو دو چیز میں غصب کرنے والے سے تاوان لینے میں اور غصب کرنے والے کے غاصب سے تاوان لینے میں یعنی چاہے غاصب سے تاوان لے
لے چاہے غاصب کے غاصب سے مگر جبکہ غصب ثانی وقت معصوب میں واقع ہو اس طرح ہر کہ غاصب ثانی نے غاصب اول سے غصب کیا ہو اور مال
اسکی قیمت زیادہ تر ہو گئی ہو اور غاصب ثانی سے زیادہ تر مال اور غاصب اول ہے تو بقیہ غاصب ثانی پر تاوان واجب ہوگا کذا وقت الخانیہ ہم اگر
مالک غاصب اول سے تاوان لے تو وہ غاصب ثانی سے بھرے اور غاصب ثانی سے تاوان لے تو وہ غاصب اول سے تاوان رجوع نہ کرے اور جو کہ عبادت
خانیہ کی سوچ ہو لہذا عبارت خانیہ کا ترجمہ نقل کرنا ضرور ہوا وہ یہ ہے کہ ایک مرد نے وقت کی زمین غصب کی اور اسکی قیمت ہزار روپے تھی پھر دوسرے
شخص نے غاصب سے وہ زمین غصب کر لی اور اب اسکی قیمت زیادہ ہو گئی دوسرا درم کے برابر تو وقت کا متولی غاصب ثانی سے تاوان لے اگر وہ مالک
یہ اس واسطے کہ غاصب ثانی سے تاوان لینا وقت کے واسطے زیادہ تر نافع ہو اور اگر غاصب اول زیادہ تر مال اور جو تاوان لینا جس سے چاہے تاوان لے
کذا فی الخطا دی و فی غصب غاصب عملاً فاستلک و یس لیس لہ ضمن قیمتہ لعل و نقصان الام او خانیہ کی کتاب لغصبوبین ہو کہ غاصب نے پھر غصب کیا پیر
مالک کیا اور اسکی مان کا دوسرا سو گھو گیا تو غاصب تاوان دے پھر کے قیمت کا اور اسکی مان کے نقصان کا ص اس واسطے کہ جبکہ غاصب مان کے نقصان کا
موجب ہوا اگر غاصب کا فعل اسکی مان میں ظاہر نہیں تو یہ ضمان ہے تعدی کا نہ ضمان غصب و فی کوہیہ ما بن ہدم جائزہ غیرہ ضمن نقصانہ دلم یوم ہجرتہ الا فی ما
اسجد او خانیہ کی کتاب اگر اہل بیت میں ہر کہ جسے غیر شخص کی دیوار ڈھائی تو اس کے ناقص ہو جانے کا تاوان دے اور اسکو حکم نہ ہوگا دیوار کے بنانے کا مگر جبکہ
کی دیوار بن بنا دینے کا حکم ہوگا م قیمتہ میں ہر کہ غیر کی دیوار اگر ائی تو گھر کی قیمت کیجا دے دیواروں کے ساتھ پھر قیمت کیجا دے دیواروں کے تو تاوان دے
ما بین قیمتین کے تفاوت کا و فی القینۃ تصرف فی ملک غیرہ ثم ادعی انہ کان باذنہ فالقول لہا ملک الا ان تصرف فی مال امرأۃ فماتت و ادعی انہ کان باذنہا
انکر الوارث فالقول للزوج او قینہ میں ہر کہ ایک شخص نے غیر کے ملک میں تصرف کیا پھر دعویٰ کیا کہ تصرف مالک کے اذن سے تھا تو مالک کا قول مقبول ہوگا
مگر جبکہ اپنی عورت کے مال میں تصرف کیا ہو سودہ م لئی اور زوج نے دعویٰ کیا کہ تصرف اس کے اذن سے تھا اور وارث اسکا شکر ہو تو زوج کا قول مقبول ہوگا
و جبکہ رد عین لغصبوب مالم یتغیر تغیراً شامحبتی اور غاصب پر واجب ہے پیر دینا معصوب کا بعینہ جب تک معصوب متغیر تغیراً خاش نہ ہو گیا
کذا فی الحجتی ہم جبکہ معصوب غاصب کے فعل سے اتنا متغیر ہو کہ اسکا نام اور اسکا عمدہ فائدہ زائل ہو جائے تو معصوب منہ کی ملک اس سے زائل
ہو جاتی ہے اور غاصب اسکا مالک ہو جاتا ہے اور تاوان اس پر لازم ہوتا ہے اور بلا ادا سے عوض غاصب کو اس سے نفع لینا حلال نہیں اور اگر معصوب
ناقص ہو گیا تو غاصب پر ضمان نقصان اور پیر دینا لازم ہوگا اور اگر معصوب درآمد ہو گیا غاصب کے پاس تو مالک کو پیر لینا زیادت کے ساتھ جائز
ہو کذا فی الخطا دی معصوب کا نام زائل ہونا چاہئے چنانچہ اگر قبایا تمیص سینا یا گیون میں کر دئی بکنا نانی سکنا غصبہ تفاوت لقیم باختلاف الاماکن

پیر دنیا عین مغموب کا وجہ ہو سکے غصب کرنے کے مکان میں بسبب متفاوت ہونے قیمتوں کے مکانات کے خلاف سے ویرا در دما و لو بغیر علم
 الما لک فی الزاویہ غصب در اجمہ انسان بن کسہ ثم رد ما فیہ بلا علمہ بری و کذا الوسلۃ الیہ بختہ اخری کبتہ او ایدارح او شرا و کذا الوطعمہ فاکلہ
 خلافا للشافعی زلیلی اور غاصب بری الذمہ ہو جاتا ہے عین مغموب کے پیر دینے سے اگرچہ پیر نا مالک کی نادانگی سے ہو نیز ایزین سے کہ غاصب نے
 کسی آدمی کے در اہم اسکی قبیل سے غصب کیے پیر انکو نہیں رکھ دیا بلا علم مالک کے تو غاصب بری الذمہ ہو گیا اور اسی طرح اگر مغموب نے پیر کر دیا
 مالک کو دوسری جہت سے چنانچہ بطریق ہیہ یا ودیعت رکھنے یا بیچنے کے اور اسی طرح اگر مغموب معلوم ہو اور غاصب مالک کو کھلا دے اور مالک اسکو
 کھلا دے تو بری الذمہ ہو گا برخلاف امام شافعی کے معلوم میں کذا فی الزلیلی و جب رد مسئلہ ان ہلاک وہو مشلی یا وجب پیر دینا مثل مغموب کا
 اگر وہ ہلاک ہو جاوے اور حالانکہ وہ مثلی ہو یعنی کیلی یا ذری خیر جو وان انقطع مثل بان لایوجد فی اسوق الذی یباع فیہ دان کان یوجد فی البیوت
 ابن کمال فقیتہ یوم الخصومتہ ای وقت انفصال و عند البی یومست یوم الغصب و عند محمد ر یوم الانفصال ورجا تمستانی اور اگر مثلی کا مثل نفع ہو جاوے
 اس طرح پر کہ وہ یا یا بناوے اس بازار میں زمین وہ بیجا جاتا ہو اگرچہ لوگوں کے گھروں میں موجود ہو کذا ذکرہ ابن کمال تو اسکی قیمت خصومت کے دن
 یعنی حیووت حاکم کا حکم ہو اس وقت کی دنیا واجبہ اور ابو یوسف کے نزدیک غصب کے دن کی قیمت وجب ہو اور محمد کے نزدیک یوم الانفصال کی
 قیمت وجب ہو اور قوی ثانی اور ثالث کی ترجیح دی گئی کذا فی الفقہ تانی میں خزانہ میں عام کے قول کو اس کا وجہ اور فقہ میں اسکو صحیح کہا ہے اور نہایت میں
 ابو یوسف کے قول کو اختیار کیا ہے اور ذخیرۃ الفناوی میں محمد کے قول کو منقہ کیا ہے کذا فی الطحاوی و جب لقیمتہ فی لقمی یوم غصبہ اجماعا اور
 والی خیر مغموب کے دن کی قیمت وجب ہو اتفاق امام اور صاحبین کے ہم جزا میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کا پیر خالص کیا پیر وہ اسکی قیمت و پس لایا مالک نے
 کہا کہ میری قیمت نہیں جانتا ہوں اور میں شکو معاف کرتا ہوں تو غاصب حاکم سے مالش کرتے تاکہ وہ قبول کرنے پر مجبور ہو اور اگر مالش نہ کرے لیکن قیمت اسکی
 کو دین رکھ دے یا اس کے دونوں ہاتھوں میں تو وہ بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر اس کے سامنے رکھ دیا تو بری الذمہ ہو گا اور ودیعت و عین غصب کے سامنے
 رکھ دینے سے بری الذمہ ہو جاوے گا کذا فی الطحاوی و مثلی مخلوط بخلاف غصبہ مگر مخلوط بشیر و غیر مخلوط و بیزت و خود مالک کہ میں جس قیمت کی قیمتہ یوم غصبہ
 اور جو مثلی خیر اپنے خلاف عین سے مل گئی ہو جسے کیوں مخلوط جو کے ساتھ اور تین کا تیل زیتون کے تیل کے ساتھ اور مانند اس کے چنانچہ جس تیل کے ساتھ مخلوط ہو
 تو وہ قیمت والی خیر جو مثلی باقی نہ رہی تو اس کے غصب میں اس کے غصب کے دن کی قیمت وجب ہو گی مگر فتاویٰ رشید الدین میں ہے کہ دو ذری چیزیں جب
 ملجا دین اس طرح کہ جدا نہ ہو سکیں وہ مثلی بنیں رہتی ہیں قیمت والی ہو جاتی ہیں کذا فی الطحاوی و کذا کل موزون خلیف با صنعتہ مقیم و قدر در دین کر دے کہ اگر
 اور اسی طرح قیمت والا ہو جاتا ہے ہر موزون صنعت اور کارگری سے مختلف ہو چنانچہ آفتابہ اور دیگ کذا فی الدر خیا سچہ شیرہ و کجور کا کذا فی جواہر النہاوی
 زاد المصنف و رب و نظر لان کلا سہما یفاد با صنعتہ و لا یصح اسلم فیہا و لا یثبت و نیانی الذمہ مغمف نے اپنی شرح میں تنازعہ کیا ہے اور چنانچہ بظنی
 عمارہ ثمرات کا اور ظہیر یعنی بیکائی خیر قیمت والی اس واسطے کہ ہر ایک ان میں سے صنعت سے مختلف اور متفاوت ہو تا ہے اور سب سلم نہیں صحیح نہیں و وہ ہونے
 قومہ بن ثابت نہیں ہوتا مگر یعنی متفاوت قیمتہ ہونا اور سب سلم کا امین جائز نہ ہونا یہ دلیل ہے کہ مثلی ہر قیمت و فی الذخیرہ و کہیں قیسی فی اثمان مثلی فی غیرہ کا سلم میں
 کہنا ہوں اور ذخیرہ میں ہونا پیر دین قیمتہ ہونا ان میں اور مثلی ہونا اس واسطے کہ چنانچہ سلم عین و فی لقمی السوئی قیسی لثفا و تہ بالقی و قیل مثلی اور عین میں ہے کہ
 قیمتہ ہر بسبب تفاوت ہونے سے ہونے سے اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ مثلی ہونی الاشباہ و القوم و لولیا و لا قیسی اور اشباہ میں ہے کہ کو لیا اور
 گوشت اگرچہ بجا ہو اور پختہ نہ ہو قیسی ہونی مثلی و فی حاشیہ مالک با صنعت ہونا و فیما یجلب یسیر غریبا لخصولین و غیرہ و کذا الصابون المشرق و المورق والا ہر
 و بعضہ و بعضہ و بکلا وال بن اہس و کذا المغمفہ و کل ملیل و موزون مشرف علی الاملاک مغمفہ لقیمتہ فی ذاک الوقف لضعفہ موقوفہ انہذا فی الخیر فی القی الاملاک

۵
 تا میاس کیل دو روز و نیشین قیمت ما سادہ کافی لکھتی اور فرزند مصنف نے حاشیہ اشاہ میں بیان اور جلب تبسیر کے قاعدہ میں فصلوں وغیرہ کی طرف منسوب
 کر کے درجہ اور اسی طرح صابون اور پانس اور ورق یعنی دھت کی تیان اور سریان اور کرم اور کچا چمڑا اور کچا چمڑا اور دنا پاک تیل اور اسی طرح مٹھی بھر کیلی اور
 وزنی چیز اور جو کیل اور روزن کہ قریب الملاک ہو اسکی وہ قیمت لازم اتمان پر جو تلف ہونے کے وقت اسکی قیمت ہو یا خچہ گرا یا کشتی جبے و بنے لگے
 اور اسوقت لاج نے جو کیلی چیز اور وزنی چیز اس میں بھی اگر اسی تو اس ساعت کی قیمت کا تا دان لیا جاوے گا کہ ان فی اربعہ میم ورق سے یہان کا نقد
 مراد تین اسوا سے کہ کاغذ نشی اور کہ ان فی اجمالہ میریہ و فی اسیر فیتہ صلب ما و فی خطہ فاصدا و زاد فی کیلہا ضمن قیمت ما قبل مبعہ لہما و لا مسئلہا نہ

اولم نقلہا غلو نقلہا لکھا جس میں مثل لایعصبہ و ہو مثل جملات مالو صوب الماء فی الموضع الذی فیہ اختلفہ بغیر نقل انتہی و بحاصل کہما فی الدور وغیرہ ان
اکل ما وجہ نہ مثل فی الاضافی بلاتفاوت بمتعدہ قوتی و مالک کذا کہ قصی علیہ فیہ میں ہر کہ ایک شخص نے پانی ڈال دیا گیہوں میں سو ہو گا و گا ژر ادا
آئیں کیل میں زیادت ہو گئی پھیلنے سے تو وہ شخص تاوان دے اور قیمت کا جوابانی ڈالنے سے پہلے اسکی قیمت تھی یہ اس صورت میں ہو گا کہ اُس نے گیہوں کو نہ اٹھا یا
اور اگر دوسرے مکان کی طرف اٹھائے گیا اور پھر پانی ڈالا ہو تو ضمان مثل لازم ہو گا اس واسطے کہ اُس نے اسکو غصب کیا اور حالانکہ وہ اسوقت مثل تھا بلکہ
اُس صورت کے کہ اگر پانی ڈالا اسی مکان میں جہاں گیہوں تھے بغیر نقل کے انتہی مافی العیر فیہ اور حاصل کلام اور خلاصہ مقام دور وغیرہ کے موافق یہ ہو کہ حسن پیر
کا مثل اور مانند بارانوں میں بلاتفاوت قابل شمار یا یا دے تو وہ چیز مثل ہر اور جواسیاد ہو یعنی جس میں تغیر فاحش اور تفاوت معتد بہ ہو وہ قیمت و
چیز تو اس قاعدے کو یاد رکھنا چاہیے فان ادعی ہذا کہ مرتبط ہو جو ہر دو میں لاندہ موجب الاملی دور مثل و قیمتہ مخلص علی اراج مجلس حتی یعلم ہا کہ
انہ لولقی انظر ای الاظہر ہم قصی احکام علیہ البدل سن مثل و قیمتہ ہر اگر غاصب مغضوب کے تلف ہو جانے کا دعویٰ کرے تو وہ مجس کیا جائے گا
کہ حاکم یہ معلوم کر جائے کہ اگر مغضوب مافی رہا ہوتا تو اسنے ظاہر ہوتا یعنی غاصب اسکو ظاہر کرتا پھر حاکم اسپر عرض دینے کا حکم کرے مثل اور قیمت سے یعنی اگر
مغضوب مثل ہو تو مثل دلاوے اور اگر قیمتی ہو تو قیمت دلاوے تارح نے کہا دعواسے ہلاکت وجوب رد عین سے مراد ہوا سو اسٹے کر دین میں وجوب
املی ہر اور در مثل اور قیمت مخلص ہر قول راجع ہر مخلص ہر یعنی جبکہ رد عین معتد بہ اسوقت رد مثل یا رد قیمت کی طرف امتیاز ہوگی و لو ادعی التنازل
الاملاک عند صاحبہ بعد الرد و عکس الممالک اسی ادعی الاملاک عند الغاصب و اما مال البیرمان فبیرمان انما غاصب اندر وہ و ہلاک عند الممالک
ادلی خلافا لثانی متقی اور اگر غاصب نے دعویٰ کیا مغضوب کے تلف ہو جانے کا اس کے مالک کے پاس عید دینے کے بعد و مالک نے بالعکس دعویٰ کیا یعنی
اس کے تلف ہو جانے کا غاصب کے پاس دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو غاصب کی یہ گواہی کہ اس نے مغضوب کو پھیر دیا اور وہ مالک کے پاس
ہو گیا مقدم ہر مالک کی گواہی پر برخلاف ابو یوسف کے کہ اس نے نزدیک مالک کے گواہ مقدم ہیں کذا فی المتقی و لو اختلفا فی قیمتہ و برہنا فالبینۃ لمالک و
سجی اور اگر غاصب اور مالک نے مغضوب کی قیمت میں اختلاف کیا اور دونوں گواہ لائے اپنے دعویٰ پر تو مالک کے گواہ مقدم ہیں در سکا بیان آگے آگیا
و لو فی نفس المغضوب قال قول للغاصب و اگر دونوں نے ذات مغضوب میں اختلاف کیا یعنی غاصب کہتا ہو کہ غصب یہی چیز اور مالک کہتا ہو کہ یہ نہیں ہے
غاصب ہی کا قول مقبول ہو گا یعنی ہوا طیکہ وہ قاضی ہر و لغصب ہر متحقق فیما یتقل غلو و اخذ عتقا را و ہلاک فی یدہ بافتہ سادۃ کہ غلبہ سبل الغنیم حلال
محمد و قولہ قالت التلثہ و یفتی فی الوقت ذکرہ بعضی و غصب ثابت ہو تا ہی مال منقول میں ہو اگر ایک شخص نے مال غیر منقول چنانچہ زمین در گھر اور درخت
کسی کا لیا اور اسکے ہاتھ میں آسانی آفت سے تلف ہو گیا چنانچہ سیلاب کے غلبہ سے زمین ڈوب گئی یا گھر گر گیا تو غاصب پر ضمان نہیں تنجین کے نزدیک برخلاف
محمد کے کہ اس نے نزدیک غیر منقول کے غصب میں بھی نادان ہر اور یہی قول ہر ائمہ ملکہ کا اور محمد کے قول پر فتویٰ ہر دفع میں علامہ علی نے یہ مسکو ذکر کیا یہ و ذکر
طبر الیرین فی فتاویہ الفتویٰ فی غصب اعتبار الدور و الموقوفۃ بالسمائی ان الفتویٰ فی غصب منافع الوقت بالضمنان و تطیر الیرین نے اپنے فتاویٰ میں مذکور

لیا کہ موقوف غیر منقول اور موقوف مگروں کے غصب میں لزوم تاوان کا فتویٰ ہر دو بناغ وقت کے غصب میں لزوم ضمان کا فتویٰ ہر مطلقاوی نے
 کہا کہ لفظ موقوفہ عقار اور دونوں کی طرف راجع ہر دو فی خواہ صاحب محیط استری اور اس کے تمام نظرائں وقت اوکانت الصغیر لہذا برہنہا لہذا مال الیوم
 والصغیر اور صاحب محیط کے فوائد میں ہر کہ ایک شخص نے مگروں لیا اور اس میں ہر مطلقاوی ہر وہ مگر وقت تھا یا کہ وہ صغیر کا مملوک تھا تو شری پر اجرت
 مثل لازم ہوگی مال وقت اور مال صغیر کی حفاظت کیو اسطے وہی اجارۃ القیض تھا لا تحقیق الغصب عندہا فی العقار فی حکم انہما مال فاما ولزوم مال تحقیق الاتری
 تحقیق فی الرد فکذا فی الاتحقاق الاجرة اتی فی حفظ او قبض کی کتاب الاجارہ میں ہر کہ غصب شیخین کے نزدیک ثابت نہیں ہوتا غیر منقول میں فقط او ان
 دینے کے حکم میں اور لزوم تاوان کے ماسوا میں تو غصب شیخین کے نزدیک بھی تحقیق ہر کیا تو نہیں جانتا ہر کہ غصب متفق ہر پھر دینے میں یعنی مغصوب غیر منقول کا
 پیسہ دینا شیخین کے نزدیک بھی واجب ہر سو اسی طرح اتحقاق اجرت میں بھی غصب ثابت ہر یعنی اگر غاصب عقار میں سکونت کرے تو کرایہ پیر لازم ہوگا اگر
 وقت اور مال صغیر ہو اتی مافی القیض تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قبل قائلہ الاستروشی وعماد الدین فی تصویبہما والا صح انہ ای العقار لغصین بالبیع
 والتسليم قول ضعیف یہ ہر کہ عقار یعنی غیر منقول مضمون ہر بیع اور تسلیم سے قائل اس قول ضعیف کا استروشی وعماد الدین ہر دونوں نے یہ قول اپنی
 نقول میں کہا ہر کہ بائجو وہی العقار الو دلیعہ اور اسی طرح ضمان لازم ہر غیر منقول ودیعت کے انکار کرنے سے یعنی اگر غیر منقول ودیعت ہو ایک شخص کے
 پاس پھر وہ ودیعت کا انکار کرے تو پیر بالاتفاق تاوان لازم ہوگا کذا فی المنہج وبالرجوع عن الشہادۃ بعد قضاہ اور اسی طرح تاوان لازم ہوگا ہر
 کے پھر جانے سے قاضی کے حکم کرنے کے بعد صوبہ اسکی یہ ہر کہ دونوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ جو گھر اسکے پاس ہر وہ خانہ شخص کا ہر سو قاضی
 وہ مگر دوسرے کو دلا دیا پھر شاہدوں نے کہا کہ ہماری کو اپنی غلطی تو گھر کا تاوان شاہدوں پر لازم ہوگا ذلیعی نے کہا کہ یہ ضمان ملاف ہر نہ ضمان غصب و
 فی الاشتباہ العقار لا یضمن لانی سائل وعدیدہ التثبوت اور شہادہ میں ہر کہ غیر منقول میں تاوان نہیں مگر چند مسائل میں تاوان ہر اور نہیں تیوں سکون
 کو شمار کیا ہر یعنی بیع تسلیم اور انکار ودیعت رجوع عن الشہادۃ واذ نقص العقار لیسکناہ وذر اعتمہ ضمن النقصان بالاجماع او جبکہ غاصب
 ناقص کر دے غیر منقول کو اپنی سکونت اور شکاری سے تو نقصان کا تاوان دے بالاتفاق ہم نقصان کی تفسیر میں خلاف ہر قول صوابا وفتی بہ ہر کہ
 اس میں خریداری کا اعتبار ہر یعنی تامل کرنا چاہیے کہ گھر یا زمین کی کیا قیمت ہر قبل استعمال کے اور کیا قیمت ہر بعد استعمال کے تو حسبہ دونوں قیمتوں میں تفاوت ہو
 وہی نقصان ہر فیعی ماری مارا ہر و صحہ فی محبتی ہر منصوب نہ غاصب کو سفدر سے حسبہ رجوع نے اسکی الیبت یا دہ کر دی اور تصحیح کی ہر اس قول کی محبتی میں ہم مسئلہ
 ظاہر ہر بط معلوم ہوتا ہر ما قبل سے حالانکہ ایسا نہیں ہر بلکہ یہ جدا گانہ مسئلہ جو زیادت ختم کی یہ صورت ہر کہ قیمت کی قیمت کیا دے تخم بزرگ کے ساتھ اور تخم بطلان
 تخم راد نہیں بلکہ وہ تخم جسکے درخت کو مالک اٹھا کر سکنا ہر پھر اسی قیمت کی قیمت بدون تخم کیا دے تو حسبہ دونوں میں تفاوت ہو بقدر مالک غصب کو دے
 اور اپنی زمین اس سے نکال دے کہ نہ فی الخطاوی عن انسانی مثل مذہرہ اور ابو یوسف سے یہ روایت ہر کہ غاصب کے تخم کی قیمت مثالی دینی ہر بقدر مالیت کی تخم ہو دے
 بلا اعتبار حق قطع وہی پیر فیہ ہو پختا اور صیر فیہ میں ہر کہ ابو یوسف کا قول مختار ہر ولویت لظہرہ تمامہ فی محبتی اور اگر غاصب کا تخم جا تو مالک کو اٹھا کر اٹھا دینا
 پختا ہر اور پیر اسکی یا محبتی ہر ہر کہ غاصب نے غیر کی زمین میں رعیت کی اور رعیت جاتا تو مالک کو اٹھا کر اٹھا دینا ہر اگر وہ مالک کا
 اور وہ آپ اٹھا کر اٹھا دے اور جیسے سے پہلے مالک مختار ہر چاہے رہے وہ یہاں تک کہ کھیت جے پھر اٹھا لے گا اگر اسے اور چاہے بقدر زیادت تخم غاصب کو
 دے کہ نہ فی الخطاوی کہ ایضاً اتفاقا فی النقصان بقضہ کما فی قطع الاشجار جیسے کہ مغصوب منقول میں بالاتفاق اس قدر تاوان لازم ہر جتنا
 ناقص ہو گیا ہر غاصب کے فعل سے جتنا بچہ بالاتفاق قطع اشجار میں ضمان لازم ہر منقول مغصوب کے نقصان میں مطلقا ضمان لازم ہر خواہ غاصب کے فعل سے نقصان
 ہوا ہر یا پیر اسکے فعل کے چنانچہ شرح مسکین میں مبرج ہر تو نہ راح کی تفسیر غیر ضابطہ ہر کہ نہ فی الخطاوی ولو قطعہا رجل اخر فہم البنا وشمس لا اتحقا

اور اگر اشتباہ کو دوسرے شخص نے طے کیا یا عمارت کو ڈھایا تو مطلق یا مادم نادان دے نہ غاصب کما لو غصب عبد او فرقتقص فی مدۃ الاطوار
 استعمال و نہ اس کا منسوخ الشرح کہ خود کے تحت قولہ چنانچہ نقصان لازم ہو اگر غاصب نے غلام غصب کیا اور اس کو اجارہ بن دیا پھر غلام بن کر کھینچا
 عارض ہو گیا اجارہ کی مدت میں استعمال کے سبب سے قساح نے کیا اور یہ قول مصنف کی شرح کے نسخوں میں سے ساقط ہو سبب درخ ہونے اس مضمون کے
 مصنف کے قول آئندہ میں ہم مطلقا وی نے کیا یہ مضمون قول آئندہ میں درخ نہیں اس واسطے کہ تصدیق غلام نقصان کے مفاد پر وان استعمال
 نقصانہ الاستعمال اور استار نقصان نقصان و تصدیق بوالقی من الغلۃ والاجرۃ خلافا لابی یوسف کذا فی الملتقی اور اگر غاصب کریم بن دیا
 سود کو نقصان عارض ہو کر ایہ دینے سے یا عمارت کی چیز اجارہ وی اور اس کو نقصان عارض ہو اجارہ سے تو نقصان نقصان کا دے اور جو باقی رہے
 ضمان کے بعد کر ایہ اور اجرت سے اس کو خیرات کرے بخلاف ابو یوسف کے یعنی اس کے نزدیک تصدیق واجب نہیں کہ فی الملتقی لکن نقل المصنف عن البرزازیہ
 ان یعنی تصدیق بکل الغلۃ فی الصحیح لیکن مصنف نے اپنی شرح میں برزازیہ سے یہ نقل کیا کہ غاصب تو اگر سب غلہ خیرات کرے صحیح قول میں ہم خلاصہ برزازیہ
 کے کلام کا یہ ہے کہ بعد ہاں عین مغموب اگر غاصب غنی ہو تو اسے ضمان غلہ سے جائز نہیں بلکہ سب غلہ تصدیق کرے اور اگر غاصب فقیر ہو تو اسے ضمان
 غلہ سے دست بردار باقی کو خیرات کرے کذا فی المطاویٰ کما لو تصرف فی المغموب والودیعۃ بان باء ورج فیہ اذا کان ذلک متعینا بالاشارۃ
 چنانچہ اگر مغموب درودیت میں تصرف کرے سطر چہ کہ اس کو بیچارے اور اس میں نفع حاصل ہو تو منفعہ کو خیرات کرے جبکہ مال مغموب درودیت میں شاد
 کرنے سے متعین ہونے کی یہ صورت ہے کہ مغموب عروض یعنی اقسام اسباب کے ہونے ورم اور دنیا راو بالشر اور بدراہم الودیعۃ اور غصب
 نقد یا امتین ہو خرید سے بواسطہ دراہم ودیعت یا غصب کے اور غنیمت دراہم کے ادا کرنے سے ہم مخطاوی نے کہا مختصر اور درخ ترین کہ سنا تھا اذا کان
 متعینا اور غیر متعین و نقد یعنی یہ اور مغموب کی منفعہ کا تصدیق واجب ہو خواہ وہ متعین یا لا اشارہ ہو خواہ غیر متعین ہو مگر اسے ثمن مغموب کے
 دراہم سے کرے یعنی تصدیق بوجہ حاصل فیما اذا کان امتین یا لا اشارہ یعنی تصدیق کرے اس منفعہ کو جو حاصل ہوئی ہو غصب درودیت کے تصرف میں جبکہ
 دونوں اس قسم سے ہوں کہ اشارہ کرنے سے متعین ہو جائے ہوں ان کا نام لایعین فعلی اربعۃ اوجہ فان اشار لہما و نقد یا نقد یا تصدیق اور اگر مغموب اور
 ودیعت اس قسم سے ہوں کہ متعین نہ ہوتے ہوں چنانچہ دراہم تو چار صورتوں میں ہیں ہو اگر درہم کی طرف اشارہ کیا اور غنیمت کو ثمن میں ادا کیا تو اسے متعین
 کے مانند منفعہ کو تصدیق کرے وان اشار لہما و نقد خیر یا او اشار الی خیر یا نقد یا او مطلق و لم یشر و نقد یا لا تصدیق فی صورت ثلث عند اکثر
 قیل و یقال فی المختار انہ لا یجوز مطلقا کذا فی الملتقی و بعد ہما ہوا صحیح کما فی فتاویٰ النوازل اور اگر درہم غصب کی طرف اشارہ کیا اور ان کے سوا
 اور درہم ادا کیے یا اشارہ کیا ان کے غیر کی طرف اور غصب کے درہم دیے یا مطلق درہم نہ ہو کر کی اور اشارہ کسی طرف نہ کیا اور غصب کے درہم دیے تو ان میں سے ہر ایک
 میں منفعہ تصدیق نہ کرے کخی کے نزدیک بعض مضمون نے کہا اسی قول پر فتویٰ دیا ہے اور مختار قول یہ ہے کہ قلع مطلقا حلال نہیں کذا فی الملتقی اگرچہ ضمان
 دینے کے بعد ہر بھی قول صحیح ہے چنانچہ فتاویٰ نوازل میں مذکور ہے و مختار بعضہم مفتوی علی قول الکرمی فی زماننا لکثیرہ محرم و نہرا کھ علی قولہما و عند
 ابی یوسف لا تصدیق بئسی نہ کما لو اختلفت جنس ذکرہ الی علی حفظہ اور بعضہم فقہوی نے کخی کے قول کا فتویٰ مختار جانا ہے ہمارے اس زمانہ میں
 بسبب کثرت حرام کے اور یہ تمام مذکور طریق کے قول پر مبنی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک منفعہ غصب کے کچھ بھی تصدیق نہ کرے چنانچہ اگر جنس مختلف ہو تو
 بالاتفاق تصدیق لازم نہیں بلکہ مطلقا یا اس کو یا در کھنا چاہیے معنی اگر ضمان اور بدل مضمون مختلف جنس ہوں اس طرح کہ نادان میں ہم
 دیے ہوں اور غاصب کے یا تبدیل مضمون معلوم یا عروض ہو تو بالاتفاق تصدیق نہیں ہو سکتے کہ منفعہ تو ظاہر ہوتی ہے چنانچہ جنس کے بدل
 کذا فی المطاویٰ عن الزلیعی مختار فان غصب وغیر انصوب خال اسہم و عظم فہما و اکثر مقاصدہ پھر غاصب نے غصب کیا اور غصب کو تفسیر دیا اس کو

الشیق لاخراج الولد قلت وقد سئلت ابن حنبل عن الفتح انه شق الفیضا خلاطان وفي خبر البصائر انه الاصح فليحفظ بغير صاحب اخباره انما انما انما
 موتی نکل گیا پھر مر گیا تو اس کا بیت پیر نجا و گیا موتی نکالنے کے واسطے اس لیے کہ آدمی کی عزت مال کی عزت سے عظیم تر ہے اور قیمت اس موتی کی ان شخص
 کے متروکہ سے متعلق ہوگی اور شافعیوں نے موتی نکالنے کے واسطے بیت چیز جائز رکھا ہے اور نکالنے کے چیرے پر قیاس کر کے شارح نے کہا میں
 گستاخوں اور ہم باب ابن حنبل میں فسخ القدر سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ موتی کے واسطے بھی بیت چیز جائز ہے تو اب شافعیہ اور حنفیہ میں کچھ خلافت
 باقی نہ رہا اور تویر البصائر میں ہے کہ موتی نکالنے کے واسطے بیت چیز صحیح تر قول ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے بقی لو کانت قیمۃ الساجۃ ولما سوار فان
 جسطحا علی شجر جائز ان تار عایا ع البصائر علیہما تقسیم الثمن مینا علی قدر ما لهما شربلا علیہ عن البرزہ باقی یہی صورت کہ اگر ساگون اور ذرات کی قیمت
 برابر ہو تو اگر غاصب اور مالک کسی چیز پر صلح کر لیں تو جائز ہے اور اگر تنازع کرین تو وہ عمارت ساگون کے ساتھ علی رحمہما صحیح ہے اور ہر مالک کو
 شخصوں پر بانٹنا جائز ہے بقدر انکی مالیت کے کذا فی شربلا علیہ عن البرزہ یعنی لو ارادوا غاصب نقص البصائر و ارادوا غاصب نقص البصائر و ارادوا غاصب نقص البصائر
 و قبلہ لولا ان تصنیع المال بلانفاذہ و تمامہ فی الحقیقی باقی رہ گئی یہ ویت کہ اگر غاصب نے عمارت توڑی اور ساگون پیر دیے کا ارادہ کیا تو کیا یہ درست ہے یا
 نہیں سو اگر غاصب قیمت دیے ساگون کا مالک نہ ہم دیا ہو تو عمارت توڑنا حلال نہیں اور حکم نام سے پہلے در قول ہیں باب قول میں جو آری اور دوسرے میں
 عدم جواز وجہ عدم جواز ضائع کرنا ہر مال کا بقاء مند اور پیر بیان اسکا قیمتی میں ہر مال ضرب انجبرین در ہما او دینار او انما وطم علیک و ہولما لک ہما
 خلافا لہما اور اگر غاصب نے چاندی اور سونے کے دم یا دینار بنائے یا برتن بنایا تو غاصب اسکا مالک نہ ہوگا اور وہ اس کے مالک کی ملک کی بر خلاف
 صاحبین کے ہم امام کے نزدیک مالک اس واسطے مفت مالک ہو کہ صنعت سے فقط جودت اور عمدگی حاصل ہو اور جودت مال ربوی میں مقدم نہیں
 فان فوج شاة غیرہ و نحوہا ماکوکل طرھا الماک علیہ و اخذ قیمتها و اخذ ما وضمنہ نقصانہا غیرہا غاصب نے خیر کا دھبہ بیچ کر ڈالا اور دھبہ
 مانڈ کر ہر جانور مالک کو لے کر اختیار ہر چاہے مالک مذہب کو غاصب پڑا ہے اور انکی قیمت اس سے ہے یا چاہے مذہب لے اور غاصب اس کے
 نقصان کا تاوان ہے ہم مالک کو لے کر اختیار ہر چاہے مالک مذہب کو غاصب پڑا ہے اور انکی قیمت اس سے ہے یا چاہے مذہب لے اور غاصب اس کے
 امام کے نزدیک کذا فی الخطا وی و کذا فی حکمہ لوقطع یدہ ما و قطع طرفہ و غیرہ کو لے کذا فی الملتقی قبل ولفظ غیر سید رہنا قلت قولہ غیر سید سید رہت
 اختیار فی الماکو لہ ایضا لکن اذا اختار بما اخذ لا یضمن شئنا و علیہ الفتویٰ لکما نقلہ لمصنف عن اعمادہ فلیحفظ بخلاف طرف البصائر ان فی الارش اور اسی طرح کا طرہ
 یعنی مالک مختار ہے اگر غاصب نے جانور مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا
 یہاں فقط غیر یعنی غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا
 کا قول خیر سید خیر مالک نہیں ہے بسبب ثابت ہونے اختیار مالک کے غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا
 تو اس سے کچھ ضمان نہ لے گا اور اسی قول پر فتویٰ ہے جیسا کہ مصنف نے اسے شرح میں ائمادہ سے نقل کیا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے بخلاف قطع دست غلام
 اس میں تو خود نہا ہر عیون میں ہر امام عظم نے کہا کہ جب ایک مرد غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا
 ضمان ہے اور مذہب یا مطلق غاصب کو پیر کرے اور چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور غاصب سے تاوان نہ لے اور اسی قول پر فتویٰ ہے ہر انتہی تو بطلانی نہیں
 تضمن نقصان غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا
 اور اس کے دینے میں مع اخذ قیمت مختار ہے اور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا یا جانور غیر مالک کو لے کر اختیار کیا
 ہوا کہ کلام مصنف کا صاحب ملقی کے کلام کے مانند ہے ماکہ اور جوع بالنقصان میں حالانکہ بلا شک یہ حکم مخصوص مالک کو ہے تو ذکر کرنا لفظ غیر مالک

فیر صواب ہو کہ انی الخطا دی اور خرق تو باخرقا کا تھا! دھرم ما فوہ بعض العین بعض شمع لاکھ فلو کلمہ عنین کلمہ یا غاصب کثیر بجا از خرق
 فاش خرق فاش دہر جو فوہ کہ کپڑے اور کچھ ایک صنعت کو نہ کل کو تو اگر کل کو فوہ کہے تو تمام کپڑے کی قیمت کا تانان دے حاصل سکے یہو کہ خرق
 فاش میں مالک مختار جو چاہے کپڑا غاصب پر چڑھے اور اس کی قیمت اس سے لے چاہے کپڑا انبالے اور بقدر نقصان اس سے تاوان لے وہی خرق
 سیر نقصہ و لم لیفوت شعیبا من انفع ضمن نقصان مع اخذ عینہ العین بقیام العین من کل وجہ عالم بید و فیہ صنعتہ او دیون ربو یا کما بسطہ
 الوبلیغی اور جس پھاڑنے میں بلکا نقصان ہو اور خرق نہ کرنے پر صنعت کو فوت نہیں کر دیا تو مالک نقصان کا تاوان لے بعینہ کپڑا لینے کے ساتھ اس کے
 سوا مالک کسی بات کا مختار نہیں بسبب قائم ہونے ذات کے ہر وجہ سے تا وقتیکہ غاصب نے اس میں کچھ صنعت نازہ نہ کی ہو یا کہ دو مال جو میں بیاج
 جاری ہو مکتا ہو چنانچہ بیعی نہ کہ کو شرح بیان کیا ہو ہم اگر غاصب نے صنعت جدید کی مثلاً کپڑا بچا کر قمیص یا توہارے نزدیک حتی مالک اس سے
 مستقطع ہو گیا زلیغی نہ کہنا خرق فاش کا حکم یعنی خیر مالک سب چیز میں جاری ہو سوا احوال ربو یہ کے واسطے کہ یہاں قیاس فاش ہو یا سیر مالک
 کی خیر ثابت کرتی ہو اس کی عین میں بلا ضمان غاصب اور تسلیم عین میں نہیں مثل یا قیمت کے ساتھ اس واسطے کہ نقصان نقصان متقدر ہو کہ نہ اس سے بیاج
 ثابت ہوتا ہو و نہ غلام جو اب حادثہ وہی غصبت حیاضہ فضا مویہ بالذہب فراں تو یہاں خیر مالک میں بھی نہیں مویہ او اخذ بلا شئی لاف تا بے تسلک
 اور اس سے یعنی او کیون ربو یا کے قول سے معلوم ہوتا ہو جواب ایک حادثہ کا وہ حادثہ یہ ہو کہ غصب ہوئی جائیداد کی چوڑی چیر سونے کا طبع ہو سو کا طبع غاصب
 کے پاس نہ اکل ہو گیا تو مالک اس کا مختار ہو چوڑی طبع دار کے ضمان لینے میں یا چوڑی لینے میں بلا اخذ ضمان اس واسطے کہ طبع کاری تا بے تسلک حرم اور
 اس واسطے کہ بیاج لازم آنا ہو کہ انی الخطا دی و لو کان مکان انصیب نمر ابو زہنا فضا فلا رتعیہا ولا جوع بالنقصان للزوم الربا فاش غنیمہ فعل من صرح بہ
 خالہ شحنا اور اگر غاصب چوڑی کی خریداری ہوئی اس کے برابر وزن جائیداد سے بھر طبع اس کا زائل ہو گیا تو بیج جائز نہیں بسبب عیب دار کر دینے
 کے یعنی مشتری کے پاس عیب حادث ہو گیا اور وہ مانع ہو کر اور عیب قدیم کے نقصان کا رجوع جائز نہیں بسبب لازم ہونے بیاج کے تو غنیمت جان
 اس جواب کو اس واسطے کہ کثر نقصان اس کی تشریح کی یہ کہ کیا ہو ہمارے استاد یعنی خیر الدین ربو یہ نے وین بنی او غرس فی ارض غیرہ بغیر اذنہ
 او رب القلع و المرء لوقیۃ الساجۃ اکثر کما مر اور جسے عمارت بنائی یا درخت لگا یا غیرہ زمین میں اس کے بلا اذن تو اسکو عمارت دھانی اور درخت اکھاڑنے
 کا اور زمین بھرنے کا کام کیا جائے اگر قیمت زمین کی زیادہ تر عمارت اور درخت سے چنانچہ غنیمت نہ کر ہو چکا و لا مالک ان یغنیم قریبنا و شجر امر
 یصلحہ امر مستحق القلع یقوم بدو نما مع احدہما مستحق القلع بغضن الفضل ان یغنیم الارض جو ای بالقطع اور اگر زمین طبع کرتے سے ناقص
 ہو جاتی ہو تو مالک کو جائز ہو ضمان دینا غاصب کو اس درخت اور عمارت کا جس کے قلع اور قطع کو نہ کا یعنی مستحق القلع کا وہ مامور ہو تو زمین کی قیمت ٹھہرا
 چاہے بدو ن عمارت اور درخت کے بغیر قیمت مقرر کر چاہے ساتھ اس عمارت یا درخت کے جو مستحق القلع ہو سق حذر زیارت ہو و فوہ قیوتین اتنا غاصب کو ضمان
 دے و لوزر عما یشیر العرف فان یغنیموا الخلفۃ انصافا و اربا باعہا و اعتبر دالافا کما جرح للزارع و علیہ اجر المثل و اما فی الوقف فیمجب بحدۃ او لاجرۃ بکل حال فصول العین
 اگر غاصب نے زمین میں درخت کی تو عرف اور رواج کا اعتبار ہو گا سو اگر مالک او فرار عینا نقصان یا جہارم بانٹ لیتے ہوں تو اسی رواج کا
 اعتبار ہو گا اور اگر بٹائی کا رواج نہ ہو تو غلہ غرار کا ہو اور اگر زمین کی اجرت مثل وجہ ہوگی اور میری قیمت کی زرعت جیسی میں تو حصہ بٹائی کا یا اجرت
 زمین کی ہر حال میں وجہ ہوگی کہ ان فی الفصولین ہم ہر حال سے مراد یہ ہو کہ ناظر زرعت باقی کہنے پر رضی ہو یا اسکے اکھاڑنے کا طالب ہو اور مالک میں تو بلا اتنا
 القای زرعت حصہ یا اجرت وجہ نہ ہوگی کہ ان فی البیض غصب ثوبا ففیضہ لا عمرہ لا لوان بل یضیقہ الزیادۃ ان یغنیموا و اسو قیقا فلیس فی مالک
 مخیر ان شتا و صیفہ قیوتہ ثوبہ یغنیم مثل السوین غیر فی البسوط بالقیۃ التفریق فی علم برقی تلبیا و ساء ہنا شلیا بقیام القیمۃ مقامہ کہ انی اختیار و قیقا

تو بدین عن تحقیق کبر غصب کیا بھر سکو رنگارنگوں کا بیان غبار زمین بلکہ زیادت اور نقصان کی حقیقت کا اختیار پر یا مستو غصب کیا بھر سکو کی سے سارا
تو مالک مختار پر اگر چاہے غاصب سے سفید کپڑے کی قیمت کا نادان لے اور تنوکی شل کا شاج نے بسو طین قیمت تنوکی بھی نہ لو کی پر اس واسطے کہ تنو
بریان کرنے سے شلی باقی نہ رہا اور یہاں ہی منت نے اسکو شلی کہا ہے بسب قائم ہونے اسکی قیمت کے مقام اس کے کذا فی الاختیار اور مقدم بیان کر چکے ہیں
مجتبی سے نقل کر کے کہ تنو کے شلی اور مجتبی ہونے میں دو قول ہیں وان شاکذا اخذ المصوغ او الملتوت وغرم ما زاد المصوغ وغرم الحسن لاہ شلی
وقت اتصال بلکہ دایم لم یق شلیا قبل اتصال بلکہ لا ستراجہ بلما اجتبی اور اگر مالک پاسے رنگین کپڑا یا کچی کا سا ستو لیے اور جبر زرنگ سے کپڑے
کی قیمت زیادہ ہو گئی اسکا اور کسی کا نادان اس واسطے کہ کھی مالک کی مالک کے ساتھ متصل ہونے کے وقت شلی مختار اور زرنگ شلی باقی نہ رہا قبل از اتصال
بلکہ مالک بسب بجانے زرنگ کے پانی کے ساتھ کذا فی المجتبی رو غاصب الغاصب علی الغاصب الاولیہ سراجہ شامہ غاصب غاصب
مغصوب پھر دیا پہلے غاصب کو تو مغصوب کے نادان غاصب ثانی بری الذمہ ہو گا کمالو مالک الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب
غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب الغاصب فی بد غاصب
ہو گا بسب قائم ہونے قیمت کے مقام میں مغصوب کے ادا کا ان فیضہ لقیمتہ معروفا بقضاد اوجیۃ او تصدیق مالک لا باقہ الغاصب لانی حق تنہ دغا صبیہ
محمادہ اسے قیمت سے غاصب ثانی اسوقت بری الذمہ ہو گا جبکہ غاصب اول کا قیمت قبض کرنا معلوم ہو قاضی کے حکم سے یا اگر وہ ہوجے یا مالک کی تصدیق سے نہ
غاصب اول کے اقرار سے گرا پے حق میں اور اپنے غاصب کے حق میں غاصب اول کا اقرار معتبر ہو گا کذا فی الجواب یعنی جبکہ غاصب اول قبض قیمت کا اقرار کر گیا تو
اب غاصب ثانی سے مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مالک مطا بلکہ کہ سکتا ہے اور جبکہ مالک غاصب ثانی سے در صورت اقرار زرنگ قیمت لگا تو غاصب ثانی غاصب
اول سے قیمت پھر لگا بسب اس کے اقرار کے غصب شکیا وغصبہ ختمہ فاراد الما لک ان یاخذ بعض الضمان من الاول وبعضہ من الثاني فلوک ختمہ
والمالک باخترانی تفسیر ایسا شمار و اذ اختار تفسیر احدہما لم یلک ترکہ متعین لا ترد قیل بیک عماد غصب کی ایک چیز پھر دوسرے شخص نے اس سے غصب
کی سوا مالک نے چاہا کہ بعض ضمان غاصب اول سے لے اور بعض غاصب ثانی سے تو اسکو یہ فعل درست ہو کذا فی اسراجہ اور مالک مختار پر ایک غاصب سے
یور انادان لینے میں جس سے چاہے اور جبکہ ایک سے ضمان لینا اختیار کرے تو پھر اس کے چھوڑنے کا اور دوسرے غاصب سے ضمان لینے کا مالک نہیں لگا اور مجتبی
کہا مالک بریگا کذا فی الجوازۃ لا تلحق الاطلاق فلو تلف مال غیرہ تعد یا فقال المالک اجرتا وحسب علم میرا بن الضمان شہاء مغربا
للبرازیۃ لکن نقل المصنف عن اعمادیۃ ان الاجازۃ تلحق بالافعال ہو الصحیح قال وعلیہ فتلحق الاطلاق لانه من جملة الافعال لا یحفظ بوازۃ لاتی نہیں ہوتی تلف کر کے
کو تو اگر غیر کا مال تلف کیا ظلم کی راہ سے پھر مالک نے کہا کہ میں نے اسکو جائز رکھا یا میں رضی ہو گیا تو تلف کرنے والا ضمان سے بری نہ ہو گا کذا فی الاشباہ
من البرازیۃ لیکن مصنف نے شرح میں عمادیۃ سے نقل کیا ہے کہ اجازت افعال کو لاتی ہوتی ہے مصنف نے کہا پھر تو اس کے بوجہ تلف کرنے کو بھی اجازت لاتی ہے
اس واسطے کہ اطلاق خبر لہ افعال کے ہو تو اسکو یا دیکھا چاہیے ہم شیخ صالح ابن منت نے کہا اگر افعال سے غیر اطلاق مراد ہے تو یہ شیخ کے افعال پر عمل کرنا
حموی نے کہا بعضہ افعال عدم ہوتے ہیں اور بعضہ یکا و دو شایع کا قول اس فعل پر محمول ہے جو عدم نہ ہو کذا فی الخطادیۃ کسر الغاصب شکیا کسر فاشا لم یملکہ
لو کسر الموہوب لم یقطع حتی ارجم نہا غاصب نے لکھی کسر فاشا تو ہی تو اسکا مالک نہ ہو گا اگرچہ اسکی قیمت زیادہ ہو جائے تو اس سے کذا فی الغنیۃ
اور اگر لکھی کو موہوب لہ تو اسے تو وہ بکے پھر لینے کا حق منقطع نہ ہو گا کذا فی الاشباہ و ذمہ اجرا غاصب و ذمہ مالک لکھ لہ لان اخذ الاجازۃ
اور ذمہ میں ہے کہ غاصب نے غصب کی چیز اجرا ردی اور اسکی اجرت مالک کو پھر دی تو اسکو یہ حلال ہے اس واسطے کہ اجرت لینا اجازت اجارہ کی فروغ مساکل
مختصہ شایع کے استعارہ شرا وفاقا قطع فی انشور فصدہ بلا اذن مالک لکھ قطع حقہ و علی المستعیر قیمتہ کسر اسراجہ و ہما نیۃ ارا عاریت لیا سود و لوث کیا پھر نے میں ہو گا

جو اربدون اذن مالک کے تو مالک کا حق اُس سے منقطع ہو گیا اور مستعیر پر ٹوٹے اُس کی قیمت واجب ہو گئی۔ فخر الموبہانیہ رجب دار غیرہ لاشعاری نے
دفع فی البیضاء نامہ میں یہ کو یہ فیضین لان فخر الحرق عام مکان کل وقتہ جو بہرہ ایک شخص غیر کے گھر پر چڑھا اُس آگ بجھانے کو جو بہرہ میں دافع ہوئی سو
کچھ عمارت نہدم ہو گئی اسکے چڑھنے سے تو اُس پر کچھ ضمان نہیں اس واسطے کہ آتش زنی کا فرض شامل جو سب کو تو شخص کو اسکے دفع کرنے اور بجھانے کا
حق ہو گئی لہذا فی الجوزہ ولا يجوز دخول بیت انسان الا باذنه الا فی اغراض جائزہ میں آدمی کے گھر میں گھسنا مگر اسکی اجازت سے مگر جہاد میں جائز ہو یعنی جہاد
میں غازیوں کو کفار کے گھروں میں بلا اذن داخل ہونا جائز ہو داسد اعلم دینا اور مقتضی فی بیت غیرہ وفات لو علمہ اعذرہ اور غیر کے گھر میں بلا اذن
مالک داخل ہونا اس صورت میں جائز ہو جبکہ ایک شخص کا کثیر اخیر کے گھر میں گر پڑا اور وہ راہ الرین اسکو خبر دے گا تو وہ اسکو خود دبا رکھے گا
حفر قبر اخذ فی غیرہ آخریتا فو علی ثلثۃ اوجہ ان الارض للحا فہ فی ثلثۃ دنہ تسویۃ وان بقاء فہ فی حیتہ صخرہ دان وقتا کذا لک ولا یرکھ لو الارض
مستعیر لان الحاکم لا یرى باسی ارض بوقت ایک شخص نے اپنے واسطے قبر کھودی سو زمین دوسرے شخص نے مردہ گاڑا تو وہ تین صورتوں میں ہو اگر
وہ زمین قبر کھودنے والی کی ملک ہو تو اسکو مردہ اٹھانا اور زمین کو برابر کر دینا جائز ہے اور اگر زمین بیابان ہو تو اسکو قبر کھودنے کی قیمت یعنی اجرت ملے گی
اور اگر وقت کی ہو تو اسی طرح اسکی اجرت ثابت ہے اور یہ مردہ نہیں اگرچہ زمین وقت کشادہ ہو اس واسطے کہ قبر کھودنے والا نہیں جانتا کہ کس زمین میں
مردے کا کام دلو پھیر میں ہے کہ ایک مردے نے مقبرہ وقت میں قبر کھودی پھر دوسرے نے اُسیں دفن کرنے کا ارادہ کیا اگر مکان میں دسٹ ہو تو اول شخص
مراحت نہ کرے اور اگر دسٹ نہ ہو تو فرحت کرے اور پہلی صورت میں دفن کرے گا تو مردہ نہیں ایسا کہما ہی فقیہ ابو الیث نے اس واسطے کہ جس نے اپنے
واسطے قبر کھودی ہے وہ جانتا نہیں کہ کس زمین میں مریگا کذا فی الخطا وی لا يجوز التصرف فی مالی غیرہ بلا اذنه ولا ولایتہ الا فی سائل مذکورہ فی کتاب
جائزہ میں تصرف کرنا غیر کے مال پر بدون اسکے اذن کے اور بدون اپنی ولایت کے مگر چند سائل میں تصرف مال غیر جائز ہے جو شاہد میں مذکور ہیں ہم کلیہ
سائل مذکورہ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ فرزند کو والد میں کیواسطے یا محتاج خرید کرنا بغیر اسکے اذن کے جائز ہے اور اسی طرح والد کو فرزند کیواسطے اسکے مال سے خرید
درست ہے لیکن اور چیز سو سے طعام اور دوا کے خرید کرنا بدون اذن کے جائز نہیں اس واسطے کہ محتاج میں اذن باعتبار عادت کے ناجائز ہے دوسرے
یہ کہ مودع کو صاحب و بیعت کے والدین پر بدون اسکے اذن کے صرف کرنا اس مکان میں درست ہے جہاں اسے قاضی کا حاصل ہونا ممکن نہیں اور اگر ضمان
لازم ہو گا باعتبار احتیاج کے تیسرا مسئلہ یہ کہ ایک رفیق سفر میں مریگا تو باقی رفیقوں نے اسکا سبب بچا اور اُنکی تہنیتیں اسکے شہس کی اور باقی تین اُسکے
دارقون کو دیا تو اُن میں ضمان نہیں غصب حمارۃ فبما عجزہا فاکلہ الذئب صمۃ کذا فی حایۃ الموبہانیہ مشعر وغاصب شئی کیف یضمن غیرہ + ولس فعل بما یغیرہ +
گدھی ایک شخص نے غصب کی سو اسکا بچہ اسکے چچے کا چلا گیا سو اسکو بھیڑا کھا گیا تو غاصب پر اسکا تادان لازم ہو گا چنانچہ یہی مسئلہ وہبانیہ کی حدیث میں یون
ہو کر ہے اور ایک چچہ کا غاصب کیونکر ضمان دیتا ہے غیر مقصوب کا اور مالک اسکا ایسا فعل نہیں جس سے وہ تغیر ہو جائے عالمگیری میں یہ کہ غیر کی گدھی بلا اجازت
انک لیگیا اور بھیڑا اسکا بچہ کھا گیا یا چچہ ضائع ہو گیا اور اُسے مالک کو گدھی پھر دی تو اگر غاصب بچہ کو گدھی کے ساتھ نہ لے گیا ہو پھر تادان لازم ہو گا اور
اگر بچہ چچے کا چلا گیا بدون اسکے مانگنے کے تو پھر بچہ کا تادان نہیں ضائع وہبانیہ نے بھی یہی تفصیل نقل کی ہے وابتیہ کو اس صورت پر حمل کیا ہے کہ گدھی کے ساتھ
بچہ کو بھی وہ مالک لیگیا ہے اس واسطے وہ اب تعدی شہر اشعر وغاصب ہر حمل لہذا تہربہ + ولس فہم ظاہر لا ظہر + اور نہر کے غاصب کو اُسیں سے مینا درست ہے یا نہیں
کیا دامن نہر ظاہر شہر یا نہیں ہم سوال اول کا جواب یہ ہے کہ اگر غاصب نے تحویل مکان کی ہو یعنی نہر نے اسکے مکان کو بٹھایا ہو تو اُسیں سے پانی مینا اور نہر کو نہر
مردہ ہے اس واسطے کہ تحویل سے غصب کا اثر ظاہر ہو گیا اور بلا تحویل شرب اور نہر جائز ہے اس واسطے کہ نہر نے شہر سے نہیں کو مینا اور تو فی درست ہے اور دوسرے سوال کا
جواب یہ ہے کہ ان تان نہر ظاہر غیر ظہر کذا فی الخطا وی شرح الموبہانیہ فصل فیصل فی کتاب النصب کی غیبی جعۃ ما غصبہ وضمن قیمۃ اما لکھ لکھ

عذر مالک مستند الی وقت الغصب قبلہ الا کتاب لا الادلہ علی غصب کیا اسکو غائب کر ڈالا اور اسکی قیمت کا مالک کو تاوان دیا
تو یہ سب نزدیک وہ مالک کا غصب کر کے وقت سے تو غاصب کو غصب کی کیا بیان ہلال ہو گئی نہ اولاد غصب کذا فی المتقی والفقول لیسبتہ فلو غصب
فی قیمتہ ان لم یبرهن المالك علی الزیادۃ اور غاصب کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اگر غاصب اور مالک نے غصب کی قیمت میں اختلاف کیا اور غصب
مالک نے زیادتی قیمت کو اسی سے ثابت کر کے ہر خان میں ہر خان اور ہر خان مالک و قابل غصب قیام علی نفسی الزیادۃ ہو اسی طرح غصبی ہر خان مالک
کو ادایا یا دونوں کو ادائے اپنے دعوی پر تو گواہ مالک کے قبول ہوئے اور غاصب کے گواہ قبول نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ شہادت نہیں زیادتی پر
ناقص اور نفسی کی گواہی قبول نہیں ہوتی قول صحیح ہو کہ ذی الزلیعی ولفظ الغصب عن الجرح والجر او لفظ الغصب اور المودع عندی لا حرج فی قیمت لکن غلبت
انہما اقل ما یقولہ فالقول للذاتین بینهما بجر علیہ البیان اور مصنف کے شرح میں ہر خان میں ہر خان اور ہر خان مالک اگر غاصب اور مودع عندی کے کہ میں غصب
اور ودیعت کی قیمت نہیں جانتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ قیمت اسکی اس سے کتر ہو جو مالک کتنا ہو تو غاصب اور اسی طرح مودع کا قول قسم کے ساتھ قبول
ہوگا اور بیان قیمت پر جرح کیا جائے گا مگر ہر خان کی تالیف تو کتاب الاجارہ تک ہوتی ہوگی تو مصنف نے غصب کا مسئلہ اس سے کتر کر نقل کیا تاہم کہ
یہ سب صاحب بجر نے اختلاف میں نہ کر کیا ہو اور مستند علم کذا فی الخطا وی خان لم یبرهن علی الزیادۃ فان کل لازمہ ہر خان مالک غاصب قیمت مجملہ بیان نہ
کرے تو اس سے نفی زیادتی پر قسم بجا دے سوا اگر وہ قسم سے انکار کرے تو زیادتی قیمت کی اسکو لازم ہوگی ولو حلف المالك البقاء علی الزیادۃ اخذ ما د
اگر غاصب کی قسم کے بعد مالک نے بھی زیادتی پر قسم کھائی تو وہ اسکو لے گا غاصب سے قسم انظر الغصب فلو غاصب اخذہ ووقع نصبتہ اور وہ و اخذہ نصبتہ
دہی من خواص کتابنا فلیخلف بعد اسکے اگر غصب ظاہر ہو تو غاصب کو جائز ہو غصب کا لینا اور اسکی قیمت دینا یا غصب کا مالک کو بحیر دینا اور اس سے
قیمت بحیر لینا اور یہ تفصیل مسائل مذکورہ ہمارے کتاب کی خصوصیات سے ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے فانظر الغصب وہی اسی قیمتہ اکثر ما غصب من غصب
اور ذی علی الاصح غایہ فالاولی ترک قولہ دہی اکثر وقد ضمن بقولہ اخذہ المالك وروحه ووضوہ ووضوہ لغضمان ہر خان مالک اگر غصب ظاہر ہو اور حالانکہ اسکی
قیمت دیا دو تہر جو اس سے جو غاصب نے ضمان دیا یا برابر اس کے یا کتر ہی اس سے بقول اصح کذا فی انہایہ اور حالانکہ غاصب ضمان دیکھا ہو اپنے قول کے
موافق تو مالک مختار ہو چاہے غصب کو لے اور عرض اس کے جو ضمان لیا ہو میرے چاہے ضمان ہی کو جاری رکھے شراح نے کہا جب غایہ کی کہ وہ یہ سے
ثابت ہو کہ بقول اصح قیمت کا برابر ہونا اور کتر ہونا اور اکثر ہونا یا کسان پر حکم میں تو مصنف کو بہتر نہ تھا کہ اکثریت کی قید کو ترک کرنا والاخیا للغاصب ولو قیمتہ علی
لزوہ باقرارہ ذکرہ الاولانی نعم متی لک بالضمن فلو غاصب ورویہ یجبی اور غاصب کا صورت مذکورہ میں کچھ اختیار نہیں اگر قیمت غصب کی کتر ہو ضمان سے
بسبب لازم ہونے قیمت کے خود غاصب کے اقرار سے کذا ذکرہ الاولانی محشی الدرر بان جبکہ مالک ضمان کا مالک ہوگا تو اسکو خیار لعیب اور خیار لاوین
ثابت ہو کہ ذی الجبہی ہم اس واسطے کہ ضمان غصب ضمان معاخذہ ہو تو خیار لعیب اور خیار لاوین اسکو لازم ہونا چاہیے ولو ضمن بقول المالك او
بسرانہ او کتولی الغاصب فلو غصب ولاخیا للمالك رضاع حیث ادعی غیر المقدار فقد اور اگر غاصب نے ضمان دیا مالک کے قول یا اس کے گواہ کے
یا غاصب کے اسکا قسم کے سبب سے تو غصب ظاہر ہونے کے بعد غاصب کا مالک ہوگا اور مالک کا اس میں اختیار باقی نہ رہے گا اسکی ضمانندی کے سبب کہ جو کہ
مالک نے فقط اسی مقدار کا دعوی کیا و ان باع الغاصب الغصب ففصلہ المالك نقد بقیہ اگر غاصب نے غصب کو چھوڑا ہر مالک نے اسکا تاوان لیا
تو غاصب کی بیع نافذ ہو یا دیگر و ان حررای الغاصب لان تحریر مشتری من الغاصب نافذ فی الاصح غایہ ففصلہ لان المالك الما قصص لکفی انفاذ البیع
لا یعتق اور غاصب نے غصب کو آزاد کر دیا ہر مالک نے اس سے اسکا تاوان لیا تو حق نافذ نہ ہوگا اس واسطے کہ مالک ناقص نافذ بیع کے واسطے کافی ہے اور
انفاذ حق کے واسطے کافی نہیں شراح نے غاصب کا آزاد کرنا اور مالک غاصب کے مشتری کا اس واسطے کہ مشتری نہ کرنا آزاد کرنا قول اصح میں نافذ ہے

کذا فی النہایہ اور زائد منصوص مطلقاً متعلقہ کہن حسن او منفصلہ کہ در ذمہ انہ لا یضمین لا بالتعدی او المنع بعد طلب الماک لانہ انما زاد
منصوص کی زدائد مطلقاً خواہ زائد متعلقہ ہوں چنانچہ خبری اور جو بصورتی منصوص کی یا زائد منفصلہ ہوں چنانچہ دودھ او چل امانت بین غاصب کے پاس
اٹکانا و ان نہیں مگر غاصب کی تعدی سے یا بعد طلب کرنے مالک کے اٹکے نہ دینے سے ابستہ ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ زائد مذکورہ امانت بین ہم بیان
دعویٰ اور دلیل ایک ہی ہو گیا تو اگر شراح یوں کہتا کہ زائد بین اس واسطے تاوان نہیں کہ نہیں غصب متحقق نہیں تو وضع نہ ہوتا کذا فی الخطاوی و طلب
المنفصلہ لا یضمین اور اگر مالک زائد متعلقہ کو طلب کرے تو تاوان نہیں و ما نقصتہ الجاریۃ بالولادۃ المحضون و بحیر لولدہ بالہیثمۃ و بغيرۃ ان ذی بہرہ الا
فیستطاع جباہہ اور جبار یہ منصوص ہے جو اپنی قیمت و ولادت کے سبب سے ناقص کر دی تو اٹکانا و ان غاصب پر لازم کیا جاوے گا اور لوندی کا جو نقصان اٹکے
ولدہ کی قیمت یا اٹکے خرچہ سے کیا جاوے گا اور اگر اٹکے ساتھ برابر ہو اور اگر قیمت و نقصان جاریہ کی برابر نہ ہو کم ہو تو اس کے حساب کے موافق ضمان سے ساقط کیا جاوے
م یعنی اگر جاریہ منصوصہ کی قیمت سودہ مخفی اور ولادت سے ساتھ دم قیمت رہ گئی تو اگر اٹکے ولدہ کی قیمت ۲۵ دم ہو تو ۱۵ دم کا ضمان غاصب پر لازم ہوگا قیمت سے
مالک کو پھیر دیا جائے غاصب پر کچھ تاوان لازم ہوگا اور اگر ولدہ کی قیمت ۲۵ دم ہو تو ۱۵ دم کا ضمان غاصب پر لازم ہوگا قیمت سے
جبر نقصان اس وقت ہوگا جبکہ ولدہ زندہ پیدا ہو و الا خرچہ سے جبر نقصان ہوگا خرچہ مراد یہ ہے کہ ایک مردنے جاریہ کے پیٹ پر ایسی ضرب ماری کہ لڑکا مردہ پیٹ
سے گر پڑا تو پیٹ خرچہ یعنی دیت واجب ہوگی اسی سے جبر نقصان کیا جائیگا و ولادت و بالولدہ و فارقی ہو صحیح اختیار را و اگر جاریہ منصوصہ غاصب کے پاس لگتی اور
اٹکے ولدہ کی قیمت اٹکی قیمت کے ساتھ برابر ہو تو یہی کفایت ہے یہی قول صحیح ہے کہ ذی الاختیار یعنی غاصب پر کچھ ضمان نہیں رہتی بابتہ منصوصہ ای غصب
افرد یا حاملہ امانت بالولادۃ ضمن قیمت یا یوم علفیت نہ لایا اس جاریہ سے جسکو غاصب نے خود غصب کیا پھر جاریہ حاملہ مالک کو پھیر دی سودہ ولادت سے
مرگئی تو غاصب پر اٹکی اس قیمت کا ضمان لازم ہوگا جو اٹکی قیمت حاملہ ہونے کے دن تمام ہو چکا ہو نہ رد فاسد تا اندہ اس پر ضمان لازم ہوا یعنی جب اپنے غصب کی جتنی
تو اس میں نقص ہو جائے گا کوئی سبب نہ تھا و جب اپنے پھیر دی تو سبب تلف نہیں موجود تھا یعنی عمل تو پھیرنا صحیح نہ تھا بخلاف حرہ لانہ لا یضمین لغصب لیسقی
ضمان انہ سبب بعد فساد اور بخلاف حرہ منصوصہ کے پھیر دینے کے یعنی اگر حرہ منصوصہ سے زنا کر کے حاملہ اٹکی پھیر دیا اور وہ ولادت سے مرگئی تو غاصب پر ضمان
نہیں اس واسطے کہ حرہ کا ضمان غصب سے نہیں ہوتا جو کہ ضمان غصب بعد فساد رہتی رہے و اور ما محموتہ فماتت لا یضمین اور اگر جاریہ منصوصہ پھیر دی و حاملہ لگے
تب قبی سودہ مرگئی تو غاصب پر ضمان نہیں اس واسطے کہ تب بین غاصب کا کچھ دخل نہیں و کذا لوزن غنہ ذرا فجلت فماتت لیسقی اور یہی طرح غاصب پر ضمان
موت نہیں اگر جاریہ منصوصہ نے غاصب کے پاس کسی فرد شخص سے زنا کیا پھر غاصب نے مالک کو پھیر دی پھر اسے سبب زنا کے کوڑے مارے گئے سودہ اٹکے سبب
مرگئی کذا فی الملتقی مع یلمعی نے کہا لیکن غاصب نقصان کا ضمان ابستہ لازم ہوگا و لونی ہما کہ متولدہ بالقیمت لیسب و الولد یق در اور اگر غاصب نے جاریہ
منصوصہ سے زنا کیا اور اٹکی کو دم ولدہ نہ لایا تو سبب ثابت ہوگا اور لڑکا مملوک مالک کا ہوگا کذا فی الدر و خلاف منافع لغصب استوفایا و عطلما فانہا
لا یضمین و نہ تا و خلاف منافع غصب کے خواہ غاصب نے منافع کو حاصل کر لیا ہو یا اٹکی کو مغل جھوڑا ہو یا کچھ نہ تاوان ہمارے نزدیک نہیں ہے و یوجد نے
بعض المتون منافع لغصب غیر منصوصہ لیکن لایا کہ یا ای من علفیت ثم اسلم الخ مع انہ غیر قدر یا و یقین کے بعض نسخے میں یوں عبارت ہے و منافع لغصب غیر منصوص
لیکن اس عبارت کی وہ عبارت جو آگے آئی یعنی علفیت کے اخیر مسلم کا مناسب نہیں باوجودیکہ عبارت سابقہ زیادہ مختصر ہے و اسکو غور کر لانی استحب
اجرا یقل علی خیبار اہلہا فرین ان لم یکن لغصب و عفا لیسکنی و لا استقلال منافع غصب کا ضمان نہیں مگر تین ہوں تین تو اجرت نسل واجب ہے و موجب
اختیار کرنے فقہائے متاخرین کے پہلی صورت یہ ہے کہ منصوصہ وقف ہو خواہ سکونت محلہ میں کے واسطے وقف ہو خواہ کرایہ لینے کے واسطے وقف ہو و یا
قیمت لانی مال سکونت اس میں زوجہ جانی دارہ بلا اجریں اما ذلک دالہ علیہا کذا فی الاشباہ و معر یا لوصا یا التفتیہ یا مال شہم کے منافع منصوصہ میں جبر نسل

رب الدار وجعہ لا یبطل الا بعد اہما سے اُستاد نے کہا کہ صاحب خانہ کی موت ہے اور اس کے بعد اپنے سے اعدا یعنی کرایہ کیو اسٹے مہیا ہوتا باطل مہیا ہوتا
 ولو بنی لنفسہ ثم اراد ان یعیدہ فان قال یسائہ بخیر الناس جاز ذکرہ لغصب ہر ایک شخص نے مگر اپنے دستے بنا یا پھر چاہا کہ اس کو کرایہ کیو اسٹے مہیا کر دے تو
 اگر وہ اپنی زبان سے کہے کہ اس کو اس کی خبر دے تو جائز ہو گا مگر غصب نے اس کو اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اگر لانی بعد الاختلال فلا ضمان فیہ اذا سکن
 بنا ویل ملک کبیت سکنت احدہما شرکاء فی الملک ولو تعلیم لکما عن اہلینہ فقہینہ مگر میں ضمان نہیں جو کرایہ کیو اسٹے تیار ہو چکا ہے میں کسی شخص نے سکونت
 کی اپنی ملکیت کی تاویل اور توجیہ سے چنانچہ وہ مگر حسیان شرکاء ملک سے کوئی شرکاء بنا رہا اگرچہ وہ مگر مشترک قیام کا ہو چنانچہ غرض یہ کہ وہ جو چاہے تو
 خبردار رہتا مگر شرکاء سے خبردار کر دیا اس بات پر کہ وہ یہ قیہ متقدمین کے قول پر مبنی ہو اور حالانکہ قوی تاخرین کے قول پر جو واجب اجرت میں اتنی الوقت اور
 احدہما بالغالبہ بلا انہ الاموال لیکن وقت کے مکان میں جبکہ ایک شرکاء نہیں سکونت کرے غالب ہو کر وہ دن اذان کے تواجرت لازم ہوگی اور عقد کبیت اگر
 اور سکنتہ المرن ثم بان الغیر بعد الا جارة فلا شی علیہ یا سکونت کی عقد کی تاویل سے چنانچہ ہر گز نہیں مگر میں مرن رہا پھر ظاہر ہو کہ وہ مگر مشترک قیام کا ہو رہا ہے
 وہ اجارہ کیو اسٹے مہیا ہو تو مرن مذکور پر ضمان نہیں بقی لو اگر الغاصب احدہما فعلى المستاجر سہمی لا اجرت لہ ولا یلزم الغاصب الا اجرت یرد بالغصبہ لئلا یکتب
 وقیہ باقی رہی یہ بات کہ غاصب نے بیوت نشہ مذکورہ سے یعنی وقت اور مال تسلیم اور بعد الا استقلال سے ایک گھر اجارہ دیا تو مستاجر اجرت عین وجب ہوگی
 نہ اجرت مثل اور اجرت مثل غاصب کو لازم نہ ہوگی بلکہ جو غاصب نے اجرت لی ہو وہ مال کو پھر دے کہ انی الاشیاء وقیہ دلی اثبات لیتہ و غیرہ مگر اصل
 بل نہیں الاجرة کما لو سکن او شرب لایلیہ ہر اور نہیں نظر اور تلاش کرنی چاہیے کہ صاحب تاویل ملک یا عقد اگر غصب کو معطل چھوڑے کیا اجرت کا
 ضمان ہوگا چنانچہ سکونت کے حال میں و خلافت خمر مسلم و خمرہ بان سلم و ہما فی یدہ اور اقلعہما مسلم او ذمی فلا ضمان اور خلافت مسلمان کے شراب و خمر
 اس طرح کہ کافر مسلمان ہو اور شراب اور سورہ کی ملک میں باقی رہے جبکہ دونوں مسلمان یا ذمی تلف کر ڈالے تو ضمان نہیں یعنی اس واسطے کہ مسلمان کے
 حق میں شراب و سورہ مال متقوم نہیں و ضمن لیتہ مسلم قیہما لان الخمر فی حقنا فیسی حکما کو کا مال نہ می اور مسلمان شراب و سورہ کا تلف کر نہ والا دونوں کی
 قیمت کا تاوان دے اگر شراب اور سورہ کا فردی کی ملک ہو قیمت کا تاوان ہوا اس واسطے کہ شراب ہم مسلمانوں کے حق میں قیمت دالی چیز ہے باعتبار حکم شرع
 ہم ضمان اس واسطے لازم ہوا کہ ذمیوں کے حق میں شراب و سورہ مال متقوم ہے اور اگر شراب مثالی چیز ہے قیمت دالی لیکن جو کہ مسلم کی ملک نہ ہو تو اس سے ممنوع
 ہو لہذا اس کی قیمت مسلم پر واجب ہوگی و اختلف غیر الامام و ما مودہ بری ذلک عقوبۃ فلا یضمن لانا ذوق خلافا محمد بنی ضمان بیعت وجب ہوگا جبکہ تلف کر نہ والا
 یا دشاہ یا ہکا مودہ ہو جو املاک کو تعزیر جانتا ہے تو اب ضمان نہ ہوگا اور شراب کی مشاک کے تلف کر نہ کیا بخلاف محمد کے کہ انی لیتی یعنی اگر بادشاہ یا ہکا
 مودہ شراب اور سورہ کے انہا بیع پر انکو تلف کر ڈالے باعتبار تعزیر کے تو اسے ضمان نہیں بخلاف انہا میں یہ کہ ذمی نے دار الاسلام میں خمر اور خمر کی بیع علانیہ کی تو
 اس کو منع کیا جائیگا پھر اگر کوئی شخص شراب بہا دے یا خمر کو قتل کرے تو اسے ضمان ہے لیکن اگر امام یہ کہ تعزیر جانتا ہے تو اسے ضمان نہ ہوا انہا میں نہ مشاک کا نہ شراب
 کا نہ سورہ کا ولا ضمان فی بیعتہ دوم اصلا اور عدا و دونوں کے تلف کرنے میں اصلا تاوان نہیں خواہ مسلم کے ہوں یا ذمی کے اس واسطے کہ کسی اہل دین کے نزدیک
 یہ چیزیں مال نہیں بخلاف مالو خمر ہا اسی خمر منہ اسی الذمی و شرہا فلا ضمان ولا ضمان لانه فعلہ تبلیط بالکعبۃ بخلاف عصبہا بمعنی بخلاف اس سلسلہ
 کے اگر شراب ذمی سے خرید کی اور پی تو نہ اسے ضمان ہے نہ ذمی اس واسطے کہ مشتری نے اس کے فعل اس کے بائع کے مسلط کرنے سے کیا بخلاف شراب کے غصب
 کرنے کے کہ اس میں تبلیط مالک نہیں لہذا اسے ضمان ہے کہ ذمی لیتی و قیہ تلف ذمی خمر ذمی اس واسطے کہ مالک واحد ہا لانی علیہ لانی و ایتہ علیہ قیہ خمر و محبتی میں یہ کہ ذمی نے
 دوسرے ذمی کی شراب تلف کی پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک تو تلف کرنے والے پر کچھ تاوان نہیں مگر ایک روایت میں اسے تاوان مذکورہ غصب خمر
 مسلم فعلہ ما با لا قیہ کہ خطہ او ملح سیر لا قیہ لہ او تیس غصب جلد قیہ قہ بغیرہ یا لا قیہ لہ کہ شراب و خمر لہذا مالک جانتا شراب مسلمان

اور ام ولد کی قیمت صاحبین کے نزدیک سو ہی حصہ ہو چلی قید عبد غیرہ اور باطرا دہ اور فتح باب مصطلحہ اقصی طائرہ فدیہ بہت ہندہ المذکورہ
اوسعی لی سلطان بن یوزید و کمالہ لا یدفع بلارفع الی السلطان اوسعی بن یاسر اسبق ولا ینفع نبیہ لوقال السلطان قد یغرم وقد لا یغرم
اقوال اندو جہد کنرا فغرمہ السلطان شینا لا یغرم فی غزہ المذکورہ ایک شخص نے دوسرے کے غلام کی بی بی یا اس کے جانور کے باندھنے کی سی کھول دی یا اس
مصطلح کا دروازہ کھول دیا یا اس کے چرایکے نیچے کی کھڑکی کھول دی سو یہ چیزیں باقی زمین یا کسی شخص نے بادشاہ سے ایسے آدمی کی چغلی کھائی جو اسکو ستا تا اور
اور جان یہ جو کہ بیرون حاکم سے نانش کرنے کے وہ تنگ مانتا نہیں یا ایسے کی چغلی کھائی جو حق کا مطلب ہو اور اس کے منع کرنے سے باز نہیں آتا یا کسی ایسے بادشاہ
سے کہ کبھی داند ڈالتا ہو اور کبھی نہیں دالتا یہ کہدیا کہ فلان شخص نے گڑا ہوا مال یا یا ہر چہ بادشاہ نے اس ہودی یا فاسق یا یا خزانہ پانے دے یا یہ چہ
داند ڈالتا ہو یا تو ان مجرموں کے انب صورتوں مذکورہ بالا میں تاوان نہ لیا جاوے گا یعنی نہ غلام اور نہ دوسرے وغیرہ کا اور نہ بادشاہ کے داند ڈالنے کا ولو غرم
السلطان البتہ تبشیل ہندہ اسعایہ ضمن اور اگر بادشاہ داند ڈالتا ہو قطعاً اور یقیناً اس طرح کی چغلی سے تو چغلی خور ضمان ہے و کہ ایضاً اوسعی بغیر حق عند
رجرا لہ ای لاساعی و بیفتی و غزو لو اسعای عبد اطول بعد لغت اور ہی طرح ضمان لازم آتا ہو چغلی خور محمد کے نزدیک اگر اس نے ناحق چغلی کھائی وجوب
ضمان چغلی خور کا جزا و توبخ کیو اسطے پر نادبارہ مرکب نہ ہوا اور ہی قول پر فتویٰ ہو اور اسکو تخریر دیا جائے اور اگر چغلی خور غلام ہو تو اس سے تاوان کا مطالبہ کیا جا
آندا ہوئے کے بعد و لو مات اسعای فلیس سے بہ ان یا خد قدر انخران من ترکہ ہو صحیح جو اہر لغتا دی اور اگر چغلی خور مر گیا تو اسکو جلی اسے چغلی کھائی کہ
جانور جو کہ بقدر اپنے نقصان کے اس کے مترکہ سے یہی قول صحیح ہے کہ نہ فی جو اہر لغتا دی و نقل المصنف ان لو مات لشکو علیہ بقولہ من سطر نحو غرم الشاکی دبتہ
اللو مات بالضرر اندورہ و قد مر فی باب اسرقہ اور مصنف نے اپنی شرح میں نقل کیا یعنی عمادیہ سے اور جہا شکوہ کیا گیا حاکم کے پاس اگر وہ مر گیا قیمت پر
کر کے اس کے خوف کے سبب سے تو شکوہ کرنے والا اسکی دیت کا تاوان دے نہ تاوان دے اس موت میں کہ اگر ضرب سے وہ مر گیا سبب ندرت موت کے مرتبہ
اور البتہ یہ مسئلہ مذکور ہو چکا باب اسرقہ میں امر شخص عبد غیرہ بالا باقی و قال لہ قتل نفسک ففعل ذاک و جب علیہ قیمت ایک شخص نے فیر کے غلام کو
بھاگ جانے کا امر کیا یا غلام سے اسے کہا کہ تو اپنی ذات کو قتل کر سو وہ بھاگ گیا یا اسے اپنی جان ہلاک کی تو اس شخص پر قیمت غلام کی وجہ ہو گئی و لو قال لہ
آلف مال ہلاک فآلف لا یغرم لآمر و لفرق ان بامرہ بالا باقی و قتل صار غاصباً لا ینفع منہ فی ذاک البتہ و لا ینفع بامرہ بالاتلاف لا ینفع غاصباً لئلا یل للبعد و ہوا
لم تلیف و زما التلیف لم یغرم لآمر و اگر ایک شخص نے غیر کے غلام سے کہا کہ اپنے مولیٰ کا مال تلف کر سو اس نے تلف کیا تو امر کر نیوا لافض تاوان نہ دے اور فرق اس
مسئلہ اور مسئلہ سابقہ میں یہ ہے کہ بیٹا گئے اور قتل کرنے کے امر سے وہ شخص غاصب ٹھہر گیا سو اسطے کہ اس نے غلام کو استعمال کیا اس فعل میں و اتلاف مال کے
امر سے وہ شخص مال کا غاصب نہ ٹھہرا بلکہ غلام کا غاصب ٹھہرا حالانکہ غلام موجود ہو تلف نہیں ہو گیا و تلف ہونا مالی کا غلام کے فعل سے ہو و علم ان الامر
لا ضمان علیہ بالامر لانی ستہ از کان لآمر سلطانا و ابا اوسید و اولما موسییا و عبد امرہ باتلاف مال غریبہ و اذا امرہ بخراب فی حال غیر غرم امکا خرد
رج علی الامر شہابہ اور معلوم کر کہ امر کرنے والے پر تاوان نہیں ہے سبب امر کرنے کے مگر حیر امر کرنے والوں پر ضمان ہے جبکہ امر بادشاہ ہو یا باپ یا مولیٰ یا مامور مصلح ہو
یا وہ غلام جسکو امر کرنے والے کے سوا اور کسی مال کے تلف کرنے کا امر کیا ہو و جبکہ اسکو فیر کی دیوار میں دروازہ کھودنے کا امر کیا ہو تو کھودنے والا تاوان دے
اور کھودنے والا امر کر نیوا لے سے بھرے گزافی الاشباہ سلطان امر پر اسو اسطے ضمان ہو کہ امکا امر کر اہر کیونکہ مامور جانتا ہے کہ اگر زمین اطاعت نہ کر دے گا
تو وہ عقاب کرے گا بخلاف غیر سلطان تو ضمان سلطان پر ہو گا نہ مامور پر و پندہ امر کی یہ صورت ہے کہ باپ نے اپنے فرزند بالغ کو امر کیا کہ اسکی زمین میں آگ
جلا دے سو اسے آگ جلائی اور درہ آگ زمین ہمسایہ میں جا پڑی اور کوئی چیز تلف ہو گئی تو ضمان باپ پر ہو گا سو اسطے کہ امر صحیح ہو اور ظاہر اس صورت کا
دلالت کرتا ہے کہ ہر امر باپ کا فرزند باغ کے واسطے ایسا نہیں تو اگر باپ امر کرے اسکو اتلاف مال یا قتل نفس کا تو ضمان فرزند پر ہو گا سبب فاسد

ہونے اور اے آدم مولیٰ کی صورت یہ کہ مولیٰ نے غلام یا مہر کو تلف مال نہیں کیا اور کیا تو ضمان اس کا مولیٰ سے آ رہا ہوگا اور غیر یا سور کی یہ صورت یہ کہ کسی مجبور سے
 لیا کہ اس درخت پر چڑھا اور میرے واسطے پھل توڑ پیرودہ چڑھا اور گڑا تو اسکی ذیت شخص آدم کی برادری پر ہوگی اور عید یا مہر کا غصب نہ کرے اور چکا جاسے غصب
 میں ہو اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے دروازہ کو دینی خبر کی دیو ازین تو ضمان اسکا آ رہا ہے نہ حاضر یا اور اگر یوں نہ کہ میرے واسطے کو دروازہ
 ضمان یا مہر پر ہوگا یعنی حاضر ہوگا کہ انی اطمحادی استعمال عبد الغیر نفسہ مال واسطہ فی حاجتہ وان لم یعلم انہ عبد اذ قال ذلک العبد الذی استعمالہ انی حرم
 ضمن قیمتہ ان مالک عبد عماد یہ کام لیا غیر کے غلام سے اپنی ذات کا اسطرح کہ اسکو اپنی حاجت میں بھیجا اگرچہ وہ نہ جانتا ہو کہ وہ غلام ہے یا اس غلام نے
 کہا جسکو اسنے اپنے کام میں لگایا کہ میں آزاد ہوں تو اسکی قیمت کا تاوان دے اگر غلام ہلاک ہو جائے کذا فی اہمادی یعنی اس واسطے کہ استعمال سے وہ غاصب
 ٹھہر دیا جاوے اور علی الی آخر ذوال الی آخر اسنے فی عمل استعمالہ ہلاک نہ ٹھہر نہ عبد غصبہ علم و لم یعلم نہ اذا استعمالہ فی عمل نفسہ و نہ مالک یہ میں ہر ایک مردود ہے کیا
 آیا اور ہلاک میں آزاد ہوں سو مجھ سے کوئی کام لے سونے اس سے کام لیا تو وہ ہلاک ہو گیا پھر ظاہر ہو کہ وہ غلام تھا تو اسکا تاوان دے خواہ وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو
 اسوقت ہر جگہ اسنے اس سے اپنا ذاتی کام لیا ہو ولو استعمالہ غیرہ ای فی عمل غیرہ لا ضمان علیہ لانہ لا یعتبر غاصباً لقولہ العبد ارق بہذی التجربة و اثر استعمالہ
 ات فقط لم یغیر لہ لام ولو قال لکما کلمتہ و انما ضمن قیمتہ لاکہ استعمالہ کلمہ فی نفعہ اور اگر غلام کو استعمال کیا اپنے سوا اور شخص کے کام میں تو آ رہا ہے ضمان نہیں اس واسطے
 اس سے وہ غاصب نہیں ہو جاتا چنانچہ اسکے یوں کہنے میں غلام سے کہ اس درخت پر چڑھ اور دروازہ کو کو چکاڑ تاکہ تو کھائے سو غلام کر کے گیا تو آ رہا ہے ضمان
 نہ ہوگا اور اگر یوں کہتا کہ تو کھائے اور میں تو اسکی قیمت کا ضمان دیکھا اس واسطے کہ اسے تمام غلام کو اپنے نفع میں استعمال کیا مطلقاً وہی نے کہا تعلیل اخیر میں
 گفتگو یہ یعنی تمام غلام آدم کے نفع میں استعمال نہیں غلام جاوے الی قصداً فقال قصداً فی قصصہ قصداً مقصداً غیرہ بالادنی فمات من مالک ضمن
 قیمتہ العبد عاقلہ اقصداً و ایک غلام قصداً کے پاس آیا سو ہلاک میری قصداً کوئی سوا سے اپنی قصداً کوئی جینی عادت میں لکھ لاکر تے ہیں وہ وہ گیا اس قصداً
 رحم سے تو قصداً کی برادری اس غلام کی قیمت کا تاوان دے شائع نے کہا اور قصداً غیر مقصداً میں تو بطریق اولیٰ ضمان لازم ہوگا م سوا اسطرح ضمان نہ جب ہو کہ غلام
 اذن معتبر نہیں اگرچہ وہ ماذن ہو بلکہ مولیٰ کا اذن لائق اعتبار کے ہو کہ اذ حکم فی الغصبی تجب ذیتہ علی عاقلہ اقصداً و عماد یہ اور ایسا ہی حکم ہر غیر نابالغ
 کی قصداً کو نے اور اسکے مر جانے میں تو اسکی ذیت قصداً کی برادری پر کمافی بہمادیہ فرج مسئلہ ثلثہ تخرج کا غصب عیداً و مہر مال المولیٰ صار غاصباً للمال
 ایضا بل قالوا یضمن ثیابہ تجا لثمان عینہ بخلاف اہر عماد یہ غصب کیا غلام اور اسکے ساتھ مولیٰ کا مال ہو تو وہ مال کا بھی غاصب ہو گیا بلکہ فقہانے کہا کہ
 غلام کے کپڑوں کا غاصب تاوان دے باعتبار تعین ضمان فی غلام کے بخلاف آزاد کے کذا فی بہمادیہ یعنی آزاد کی ذات کا ضمان نہیں اور نہ اسکے کپڑوں کا
 و فی الوہابیۃ شعر و لوسی کجرات یضمن نقصانہ و لوسی القرآن و شلاح نیکرہ اور وہابیہ میں نہ دارا غلام مغبوب پیشوں کو بھول گیا تو اسنے نقصان کا غاصب
 تاوان دے اور اگر قرآن بھول جائے یا غلام جو ان پر ہو گیا تو ہی طرح ضمان نہ کرے سائل نہ کرے میں علت شاملہ فوات و صفت مرغوب فیہ چس سے مالیت
 نریا دہ ہوتی ہو شعر و لوسی الدلال فیہ سلمۃ و حقوم للسلطان شخص خیرہ اور اگر دلال قیمت تماش کی جانتا ہو چہ حکم کے واسطے کہ قیمت اسکی بیان کرے تو اگر
 تاوان لازم آوے گا شعر و لوسی احدی فردین سلمۃ و اقصیۃ و مجموع منہ بخیرہ اور جوڑے میں سے ایک فرد کے تلف کرنے والے کو باقی فرد بھی دجا دے اور کل کی
 ضمان کو وہ حاضر سے جوڑے سے مراد وہ چیز ہیں جسکے مالک کو متناع مقبوضہ حاصل نہ ہو دے بدون دونوں کے چنانچہ دو کوڑا اور دو مونرے اور دو جوڑے
 تو اگر غاصب ایک فرد ان میں سے غصب کرے تو دوسری فرد بھی اسکو مالک تسلیم کرے اور جوڑے کا تاوان اس سے قلیت و عن ابی یوسف لا یضمن الا
 اخف التی اطفما و فی الغیر از یہ ہو المختار و اقہ بشرط انی میں کتا ہوں اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ غاصب سے تاوان نہ لیا جائے اگر ایک ہی مونرے
 کا جسکو اسنے تلف کر دیا اور بزازیہ میں ہر کہ میری قول مختار ہو اور بشرط انی نے اسکو ثابت رکھا ہو و ذکرنا فیہ ان السلطان لیس بقید و انہ یسبی القول فیہم

الغصب

التقاضی ایضا سیما فی استبدال الوقت و مال التیمم فلیقفہ و اسد علم و شر بنیلا فی شرح و ہما بنہ میں وہ قول ذکر کیا جو اسکا مفید ہے کہ وہاں یہ کی
بیت میں قرض قیمت دلال میں سلطان قید نہیں ہے اور یہ کہ تفتیش قاضی کا بھی قوی لائق ہے خصوصاً استبدال وقت اور مال تسم میں تو اسکو یا دیکھا جائے
و اسد علم ہم یعنی احوال تباہی اور دیران اوقات کی قیمت اسیروں اور نو ابوں اور حاکموں کے واسطے قیمت کرنے والی مقرر کرتے ہیں اور شہین فتن
فاحش ہوتا ہے اور قاضی اسکا حال جانتا ہے خصوصاً استبدال میں تو اسوقت میں لائق ہے کہ قاضی کی بھی ضمانت کے قائل ہو جیسے کہ
فی الخطا دی عن ابشر بنیلا فی مختصر خانہ ایک شخص پر دین تھا سودہ بھول گیا پھر مر گیا تو اسکا مواخذہ ہو گا قیامت کے دن یا نہ ہو گا جواب اسکا
یہ ہے کہ اگر تجارت کا دین ہے تو اسید یہ ہے کہ مواخذہ نہ ہو گا اور اگر غصب کی جہت سے دین ہے تو مواخذہ ہو گا ایک شخص کا باب مر گیا اور اسیر دین تھا
اور وہ بھول گیا اور اسکا بیٹا جاتا ہے تو وہ ادھر سے اور اگر بیٹا بھی دین بھول کر مر گیا تو مواخذہ ہو گا ایک شخص نے باپ کی چیز چوری کی پھر اسکا باپ مر گیا
تو فرزند سے آخرت میں مواخذہ ہو گا اسو سیکہ دین اور ضمانت سرفوق منتقل ہو اور زندگی طرٹ باپ کی موت کے بعد لیکن چوری کا گناہ لہتہ باقی رہا
اگر مسلم نے کا فر ذمی کی چوری کی یا غصب کیا تو اسکا عذاب قیامت میں ہو گا اور جگہ اذی کا قیامت میں سخت تر ہو گا اسو سیکہ کا فر ذفری ہو گا ہمیشہ اور
غیر کفر کے عذاب سے اسے سخت تر ہو گا کیونکہ قیامت کے تو اس سے اسید عفو کی نہیں اور مسلمان سے لہتہ اسید ہے اور جانور کی خصوصاً آدمی پر
نہایت سخت تر ہے آدمی کی خصوصاً سے آدمی پر عاصب اگر عاصب غصب میں پیار ہو تو اسکی عبادت نہ کرنی چاہیے ابو یوسف نے کہا ایک شخص نے غصب
کی اور شہین مسجد بنائی اور دکانیں و حمام تو اس مسجد میں نماز کا توجہ ان مضائقہ نہیں لیکن حمام میں نجاسا چاہیے اور دونوں کا گناہ لیا چاہیے مگر خرید
کرنے کیو اسطے دکانوں میں جانا جائز ہے شام نے کہا میں گروہ جانتا ہوں نماز اس مسجد میں یہاں تک کہ اس کے مالک رضی ہو جاوین اور ان دکانوں کو خرید
کرنا بھی میرے نزدیک مکروہ ہے اور جو سوداگر ان دکانوں میں رہتے ہیں غصب جان کر انکی گواہی مقبول نہیں کنڈ فی الخطا دی و اسد علم و استفادہ لہد لہد

کتاب التشفعہ

یہ کتاب ہر شخص کے مسائل میں مناسبتہ ملک مال غیر تعمیر رضا تشفعہ کی مناسبت غصب مالک ہوتا ہے غیر کے مال کا بدون اسکی ضماندی کے یعنی
غیر کے مال کا مالک ہونا بدون اسکی ضماندی کے غصب و تشفعہ میں شریک امر ہے کنڈ غصب کے بعد تشفعہ کو نہ کرنا ہی لہتہ انہم تشفعہ لہتہ بن معنی ہم یعنی
ملا نامہ بلوچے کہ تشفعہ اخذ ہر تشفعہ مجتبیٰ ہے جو صدر و تکی اور ہی سے شفاعت رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام ہو گئے نگاروں نے واسطے اسلیے کہ حضرت کی شفاعت
سے بہترین تفتیش کے ساتھ علیکے اور بیان شفیع ماخوذ کو اپنی ملک ساتھ ملانا ہے لہذا اسکا نام تشفعہ ٹھہرا و شرعاً علیک البقعة جبراً علی مشتری کا قیام
علیہ مثلاً لو شکیا والا ہیتمہ اور شرع میں تشفعہ عبارت ہے علیک البقعة سے مشتری پر زبردستی کر کے بعض اُس مال کے جو مشتری پر خرید کرے نہیں پڑا اور یہ
علیک ہے بعض مثل غن مشتری کے اگر شہن شہلی ہو اور نہیں تو بار بار اسکی قیمت کے مشتری کی قید سے ملک بلا عوض سے حشر ہو گیا چنانچہ سبلا غول و
سیراٹ اور صدقہ سے اور اس ملک سے جو بعض غیر عین کے ہو چنانچہ خراج و بارہ اور طلع اور صلح و عہدے اسوا سٹے کہ امور مذکور دین تشفعہ نہیں اور
اگر ہر بعض ہو تو تشفعہ ہے کیونکہ وہ باعتبار انہما کے ہے ہر وسیعہا اصال ملک تشفعہ مشتری بشریہ اور جواز تشفعہ کا سبب متصل ہونا ہے ملک تشفعہ
خریدی غیر خود اہمال شرکت کے ساتھ ہو خواہ ہمسائی کی جہت سے خود شرکت بقیہ میں ہو خواہ حقوق میں یا غیرہ کے معلوم ہو گا از تشفعہ کی حکمت یہ ہے کہ
مادی غنشی شخص کی ہمسائی سے تکلیف نہ پادے و شرط ان کیوں محل عقار و تشفعہ کی شرط یہ ہے کہ محل عقار ہم ذمہ دینی میں ہے کہ عقار سے مراد یہاں غیر منقول ہے
عقار میں کم اور جلی اور دیکھنا اور بالافانہ داخل ہو اگرچہ اسکی راہ منتقل میں ہو و عمارت اور تجارت عقار سے کل کئی اسوا سٹے انہیں تشفعہ نہیں مگر عقار کے ساتھ
اگرچہ عمارت و شجر کی بیج میں حق اقرار میں انہما عن کل کنڈ فی الخطا دی و اسد علم و استفادہ لہد لہد

یا اگر مکان میں شفعہ بالا خانہ کی مثال یہ ہو کہ وہ شخص شریک ہیں سفل اور علویین سو ایک شریک ہے بالا خانہ کا اپنا حصہ بیع کیا تو دوسرا شریک اس کا شفعہ ہو گا تبیت عقار سے گذرانی لفظی دای دان لم یکن طریقۃ فی السفل لانه الحق بالعقار لانه من حق القرار در شفعہ ثابت ہو اگرچہ بالا خانہ کی راہ نیچے و اسے مکان میں نہوا سو اسلے کہ بالا خانہ یعنی بقاری سو اسلے کہ اس کے لیے حق ثبات اور قرار ثابت ہو کہ ان فی الدرم اگر منزل بالا اور منزل زیرین کی ایک ہی راہ ہو تو مستحق شفعہ سبب طریقہ کے ہو سو جس سے کہ وہ شخص شریک فی الحق ہو اور اگر اسکی دوسری راہ ہو تو مستحق شفعہ سبب سفل کے ہو اور اگر منزل زیرین کی بیع ہوئی اور منزل بالا نہدم ہو تو بقیاس قول ابو یوسف شفعہ نہیں اور بقیاس قول محمد شفعہ ہو اور اگر منزل زیرین ایک شخص کی ہو اور منزل بالا دوسرے شخص کی اور دونوں کے پاس گھر لکنا ہو تو اس میں دونوں کا شفعہ ہو کہ ان فی الخطا دی و ما بازم بہ ابن اکیمال فی ابدل باب ما ہی فیہ من ان ابتداء اذ بیع مع حق القرار یعنی بالعقار خود بخود الی وقتی بعد مراتب البزازیہ و غیرہ کا تحفظ اور وجوب مکان نے اس باب کے اول میں جسے اندر شفعہ ہو سکا یقین کر لیا ہو کہ جب بیجی جائے عمارت حق قرار کے ساتھ تو عمارت یعنی بقاری تو اس میں شفعہ ثابت ہو سو اس کلام کو ہمارے استاد خیر الدین رحمہ نے دیکھا ہو اور فتویٰ دیا ہو کہ عدم شفعہ کا بزازیہ و غیرہ کا مانع ہو کہ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے عمارت مع حق القرار کی مثال یہ ہو کہ زمین وقف میں عمارت بنائی گئی اور بقا عمارت وقف یا متولی سے شرک کر لیا تو اگر عمارت مذکورہ کی بیع ہو تو ابن اکیمال اور مفتی ابو اسود کے نزدیک اس میں شفعہ ثابت ہو لیکن در التفتیح اور بزازیہ اور سراجیہ اور ضیہ بین عدم شفعہ صحیح ہو سراجیہ میں یونہی کہ ایک مرد کا گھر وقف کی زمین میں تو اس کے واسطے شفعہ نہیں اور اگر وہ شخص نبی عمارت بیجے تو اس کے واسطے بھی شفعہ نہیں کہ ان فی الخطا دی مختصراً و کرنا اخذ الشفع من احد الشفعا فین عند وجود سبب و شرط اذ شفعہ کارکن لینا ہو شفعہ کا بائع یا مشتری سے وجوب سبب و شرط شفعہ کے معنی جبکہ انتقال ملک شفع ہو اور عقد معاوضہ اور بیع عقار اور حکم یا جواز طلب عند تحقق السبب و بعد استیناد حکم شفعہ جائز ہو تا ہو طلب کا سبب کے ثبوت کے نزدیک اگرچہ جواز طلب چند سال کے بعد ہوم سالہا سال کے بعد طلب شفعہ اس وقت جائز ہوگی جبکہ شفعہ غائب ہو اور اسکو بیع کا حال معلوم نہ ہو و ضعف تھا ان الاخذ بہا بمنزلہ شرک یا ملتزم و کیفیت بہا مایثت بالشرکار کا رد بخیار ردیہ و عیب اور شفعہ کی صفت یہ ہو کہ بواسطہ شفعہ کے لینا ابتداء خرید کے مانند ہو تو شفعہ سے وہ ثابت ہو تا ہو جو خریداری سے ثابت ہوتا چنانچہ میرزا سبب بخار و دیت و دینا جب کے تجب لہ لا علی شفعہ واجب ہو یعنی ثابت ہو شفعہ کی نفوت کی بواسطہ کہ آپس فرمت ہونے کو ہم شائع نے اس قول سے اشارہ کر دیا کہ بیان وجوب یعنی ثبوت کے یہ نہ وجوب معطل فقہا جس کے لئے گناہ لازم آوے تو اگر شفعہ طلب نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں بعد بیع و لو فاسداً انقطع فیہ حق المالك كما یاتی شفعہ واجب ہو بعد بیع کے اگرچہ ایسی بیع فاسد ہو جو میں مالک کا حق منقطع ہو گیا چنانچہ آگے آوے گا بیع فاسد میں حق مالک منقطع ہوتا ہو مشتری کے وقت کرنے اور وراثت کرنے سے اور بخیار مشتری یا شفعہ واجب ہوتا ہو بعد بیع کے مشتری کے بخار سے یعنی اگر بائع کا بخار ہو یا بائع اور مشتری دونوں کا تو شفعہ نہیں و مستقر بالاشتراک فی مجلس اسی طلب ہو تا ہو اور شفعہ مستقر اور ثابت ہو جانا تا ہو گوادہ کرنے سے اسکی مجلس میں یعنی طلب ہونے کی مجلس میں فلا یطل بعدہ تو شفعہ باطل نہ ہو گا بعد گوادہ کرنے کے معنی بعد اشتداد کے اگر تاخیر کرے گا قاضی کے پاس رجوع کرنے سے تو شفعہ باطل نہ ہو گا بموجب ظاہر مذہب مفتی بہ کے و سبب باللاخذ بالشرعی او بقضا القاضی عطف علی الاخذ لثبوت ملک الشفع بحد حکم قبل الاخذ لما حرره ملا خسر و او عقار بیع ملوک ہو جانا تا ہو لینے سے باہم کی ضمانندی سے یا ملوک ہو تا ہو قاضی کے حکم سے شائع نے کہا قضا و قاضی اخذ پر عطف ہو سبب ثابت ہونے ملک شفع کے مجرد حکم قاضی سے لینے سے پہلے چنانچہ در بین ملا خسر نے اسکو تحریر کیا ہو ہم شائع نے بیان عطف سے شبہ دفع کیا یعنی اگر قضا و قاضی کا عطف ترافی ہو کوئی سمجھے گا تو مطلب یہ ہو گا کہ ملک شفعہ لینے سے ہوتی ہو خواہ لینا نہ اسی سے ہو خواہ قاضی کے حکم سے حالانکہ مطلب خلاف تحقیق ملا خسر و بقدر رؤس الشعا و لا الملک خلافاً للشافعی شفعہ واجب

ہو تاہم بقدر دوسرے شفعہ کے بقدر ملک شفیعوں کے برخلاف مذہب شافعی م مدد دوسرے شفعہ اور مقدار ملک کی صورت یہ ہے کہ ایک گھر تین شفیعوں میں مشترک ہو ایک کا حصہ تین نصیب ہو اور دوسرے کا تین حصے کا تیسرے کا سب سے سو صاحب نصف نے اپنا حصہ بچا اور باقی دونوں شرکوں نے شفعہ طلب کیا تو امام شافعی کے نزدیک حصہ میں تین املاک کا حکم ہو گا بقدر ان کی ملک کے اور اگر صاحب سب اپنا حصہ بچ کرے گا تو دونوں میں خالص کا حکم ہو گا اور اگر صاحب تین نے بیع کی تو اربعہ کا حکم ہو گا اور ہم شفیعوں کے نزدیک دونوں شرکوں میں برابر نصف نصیب کا حکم ہو گا سب صورتوں میں کذا فی الدرر یعنی جتنے شفیع ہوں گے برابر حصہ پانچوئے اگر کسی کی زیادہ ملک ہو اور کسی کی کم الخلیطہ متعلق جب فی نفس المبیع شفعہ واجب ہو اور اسے خلیطہ کے یعنی جو شرک ہر ذات بیع میں شائع نے کہا لفظ الخلیطہ کا حجب سے متعلق ہر مبیعہ سے نصف نے ترتیب شفعہ کا بیان شروع کیا ہم ان میں او سلم کہ فی حقی المبیع وہو الذی قاسمہ بوقتیکہ شرکتہ فی حق انتفاع کا لشرب و اطریق خاصین بعد اسکے اگر شرک نفس بیع کا نہ ہو یا ہر شرک بیو اسطے بیع کو سلم رکھے یعنی حق شفعہ کو طلب نہ کرے تو اس کا شفعہ واجب ہر جو حق بیع میں شرک ہو اور حق بیع کا شرک وہ ہے جسے شرک پر پابندی اور ان کی شرکت حق عقار میں باقی رہی جیسے مخصوص پانی لینے کی باری کی شرکت اور طریق خاص کی شرکت ختم نہ ہو کہ بقول کہ شرب نہر صغیر لا تجزئ فیہ السفن و طریق لا یفید غیر مصنف نے خاص باری اور خاص طریق کی تفسیر کی اپنے اس قول سے یعنی چنانچہ پانی کی باری اس نہر صغیر کی تین چیتان بنین چلتیں اور جیسے کوچہ غیر نافذہ فلو ما بین لا شفعہ ہوا تو اگر پانی کی باری عام ہو یعنی ہر گھر میں چیتان چلتی ہوں اور طریق عام ہو یعنی کوچہ نافذہ ہو تو ان دونوں شرکوں سے شفعہ ثابت نہ ہو گا یا نہ شرک مشترک بین قوم نسفی الارض منہ بعیت ارض منہا خلک اہل الشرب لشفعہ ولو نہر عام واسئلہ بجا ہا فاشفعہ للجار الملائق فقط بیان نہر خاص کا یہ ہے کہ نہر صغیر پانی لینے کی باری شرک ہر چند لوگوں میں کہ ان کی ارضی اس سے سچی جاتی ہیں ان ارضی میں سے ایک کسبت بکا تو سب پانی لینے والوں کے واسطے شفعہ ثابت ہو یعنی سب لوگوں کا حق ہر ان کی خرید میں اور اگر نہ عام ہے تین چیتان چلتی ہوں اور باقی مسئلہ بحال سابق ہو تو سب پانی لینے والوں کا وہاں کی زمین کی بیع میں شفعہ نہیں بلکہ فقط ہمسایہ ملاصق کا شفعہ ہم شارح نے طریق خاص کا بیان نہ کیا اسکے نظائر ہونے کے سبب سے ہم لجا ر ملاصق و لو دنیا و ما ذونا و ما کتا بھر حق بیع کے خلیطہ کے بعد شفعہ ہمسایہ ملاصق کے واسطے واجب ہے اگرچہ ہمسایہ ملاصق ذمی یا عبد ما فون یا مکاتب ہو یا بعد فی سیکہ آخری و نہر دارہ نظر ہا فلو باہ فی ملک اسکے فو خلیطہ لکما م جار ملاصق و نہر بکا درازہ دوسرے کوچے میں ہو اور اس کے گھر کی پشت خانہ بعد کی پشت سے ملی ہو تو اگر اس کا درازہ اسی کوچے میں ہو اور وہ کوچہ غیر نافذہ ہو تو وہ خلیطہ ہر حق بیع میں نہ جار ملاصق چنانچہ مذکور ہو چکا اگرچہ اس کا درازہ سامنے ہو خانہ بعد کے ہم ترتیب شفعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک منزل یعنی کوٹھری یا دالان مشترک ہو دو شفیعوں میں اور وہ منزل واقع ہو ایک قوم کے گھر میں کوچہ غیر نافذہ کے اندر جبکہ احد الشریکین اپنا حصہ منزل سے بیع کرے گا تو منزل کا خریک اتنی ہر شفعہ کے ساتھ بیع اگر وہ تسلیم کرے تو گھر کے شرک اتنی ہیں کوچہ کے شرکوں سے اس واسطے کہ وہ اس میں صحت دار کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کریں تو پھر کوچہ اتنی ہیں راہ کی شرکت کے سبب سے پھر اگر وہ بھی تسلیم کریں تو جار ملاصق اتنی ہر کذا فی الدرر مخطاوی میں ہے کہ ترتیب مذکور کی وجہ اس حدیث میں مذکور ہے ہر الشریک اتنی ہر خلیطہ و خلیطہ اتنی من الشفیع یعنی شرک زیادہ تر مقدار ہر خلیطہ سے اور خلیطہ اتنی ہر شفیع سے شرک سے مراد شرک فی نفس المبیع ہو اور خلیطہ سے خلیطہ فی حق المبیع مراد ہو اور شفیع سے جار ملاصق مراد ہو جو بی نے ترتیب ان کی یوں مذکور کی ہے کہ اول شرک فی پشت ہے پھر شرک فی الدار پھر شرک فی الاساس پھر شرک فی الشرب پھر شرک فی طریق پھر ہمسایہ ملاصق اور ہمسایہ ملاصق وہ ہے کہ ان کی دیوار ہو اور دوسرے کی دیوار ہو اور دونوں دیواروں میں راہ تین چلتے بسبب تنگی عمر کے یا دونوں باہم ملحق ہوں تو اگر دونوں میں طریق نافذہ ہو تو ہمسایہ کا شفعہ نہیں اتنی دو وضع جفروع علی حلیطہ شرک فی خشتہ علیہ جار اور گھنے والا دونوں کا دوسرے کی دیوار پر اور اس لکڑی کا شرک جو دیوار پر ہو ہمسایہ ہر شرک فی حق بیع کذا فی اہدایہ

تو پاؤں دیکھا جاسکتا ہے لیکن انکا اجارہ مکرر ہوا اور آگے ہم اسکی تحقیق بیان کرنیکے کتاب انظر اولاً بامتن میں شرح نے کتاب انظر میں اجارہ دیہانیہ اور تانازانیہ سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میں مکرر جاتا ہوں بیوت مکہ کا اجارہ ایام حج میں اور امام فتویٰ دیتے تھے اہل مکہ کے دستے کہ مکروں کو جاجیوں کے واسطے خالی کر دین بدیل قول حق تعالیٰ سوار ان العاقل فیہ والباذنی مکہ معظمہ میں نصیم اور سافر ایڑی اور امام نے اجارہ جائز کیا ہوا ایام حج کے سوا اے میں تو انھی سے کہ بہت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا کذا فی الخطا وی یعنی ایام حج میں اجارہ مکرر ہوا اور شریعت میں اجارہ صحیح ہر ذیہا و یصح المطالبین وکیل الشرائع ان یسلم الی موکلہ وان سلم لا یطلبت ہوا مختار اور انباء میں ہوا صحیح ہر طلب کرنا شفعہ کا مشتری کے وکیل سے اگر بیع اسنے اپنے موکل کو تسلیم نہ کر دی ہوا اور اگر تسلیم کر دی ہو تو طلب شفعہ وکیل سے صحیح نہیں تو دعویٰ شفعہ اس سے باطل ہو یہی قول مختار ہر م معنف اور شریع کا کلام اسکا مؤید ہے کہ وکیل مشتری جبکہ شفعہ ہو تو اسکو اپنا شفعہ طلب کرنا صحیح ہے قبل تسلیم وکیل کا وکیل تسلیم باطل ہے حالانکہ در اور غریب یون کہ وکیل مشتری خصم ہر شفعہ کا جبکہ وکیل کو تسلیم نہ کرے اور تسلیم کے بعد تو موکل خصم ہر شفعہ میں تو یہیں بطلان شفعہ مذکور نہیں اور یہی طرح یعی میں مذکور نہیں کذا فی الخطا وی لہذا مترجم نے ترجمہ میں کتب مذکورہ کی رعایت کی ولا شفعۃ فی الوقت ولا لہ نازل ولا بجوارہ شرح مجمع وخانیہ خلافاً للصلۃ والبنزاریۃ وحل لاساقلۃ فالہ المصنف اور شفعہ نہیں وقت میں ورنہ وقت کیوں واسطے شفعہ ہے کذا فی النوازل اور نہ وقت کے جواریں شفعہ ہے کذا فی شرح المحج وخانیہ برخلاف خلاصہ ویزازیہ کے اور شاید کہ لاساقلۃ ہر خلاصہ ویزازیہ میں ایسا کیا ہے مصنف نے شرح میں یہ وقت میں ہوا واسطے شفعہ نہیں کہ اسکی بیع جائز نہیں اور اگر کوئی گم یا مکان وقت کے قریب بیع ہو تو ہو سکود وقت کرنے والا بطریق شفعہ نہیں کے سکتا اور نہ متولی اور نہ متوفی علیہ وقولہ لالہ ولا بجوارہ کا ایک ہی مطلب ہے تو شارح کو اعتبار لا بجوارہ پر بہتر تھا چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں ایسا ہی کیا ہے مصنف نے خلاصہ ویزازیہ کی روایت نقل یون کی وکذا ثبت الشفعۃ بجوارہ وقت تو شاید اصل عبارت یون کی ولا ثبت الشفعۃ بجوارہ الوقت کذا فی الخطا وی تصریح قلت محل تنجیہا المرئی لا والاخذیہ واثباتی علی ائمة بنفسہ اذ بیع ففی بعض حق الشفعۃ یعنی علی صحتہ البیع اتالی میں کہتا ہوں در ہمارے اُستاد خیر الدین ربی نے قول اول یعنی عدم جوارہ وقت کو محمول کیا ہے شفعہ لینے پر بسبب وقت کے یعنی اگر جوارہ وقت میں کوئی گھر لگتا ہو تو وقت اور متولی کو اسکا حق شفعہ کے سبب سے جائز نہیں اور قول ثانی یعنی ثبوت شفعہ کو جو خلاصہ ویزازیہ میں مذکور ہے محمول کیا ہے وقت کے خرید کرنے پر بسبب ذات وقت کے جبکہ اس وقت کی بیع ہو سو فیض میں ہے کہ حق شفعہ بنی بر صحت بیع پر اتنی کلام ہم یعنی اگر شرعاً کسی وقت کی بیع جائز ہو اور وہ بیع ہو دے تو اسکے جوارہ کے وقت کے متولی کو اسکا خرید کرنا بحق شفعہ درست ہے کذا فی الخطا وی تمنا وہ ان لا یملک من الوقت بجا لا شفعۃ فیہ واما ملک بجا فغیرہ لشفعۃ تورلی کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ جو وقت کہ ملک نہ ہو سکتا ہو کسی حال میں تو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقت کہ ملک ہو سکتا ہو کسی حالت میں تو اس میں شفعہ ہے مملوک ہونے وقت کی بیوت ہے کہ ایک شخص نے وقت کیا دوزخ زندوں پر بالناصفہ اور شفعہ کو اپنے حصہ کے استبدال میں شمار کیا سو ایک نے اپنا حصہ مقبضہ سے شرط کیے بیع کیا بعد دوسرے نے اسی طرح اپنا حصہ بیچا تو مشتری اول کو حق شفعہ حصہ ثانی کا لینا جائز ہے کذا فی الخطا وی واما اذ بیع جوارہ وکان بعض البیع ملکاً وبعضہ وقتاً و بیع الملک خلا شفعۃ الوقت و بعد علم اور جبکہ جوارہ وقت میں کوئی چیز بیع ہو یا بعض بیع مملوک ہو اور بعض وقت اور مملوک بیع ہو تو وقت کیوں واسطے شفعہ نہیں اور بعد علم

باب طلب الشفعۃ

یہ باب ہر شفعہ طلب کرنے کے مسائل میں جو کثرت شفعہ طلب پر وقت ہو لہذا اسکا بیان اور اسکی کیفیت اور تقسیم کا بیان شروع کیا ہے طلبہ الشفعۃ فی مجلسین بنی خیر اور سولہ اعدال او عدد بالبیع اور شفعہ طلب کرے شفعہ بیع دریافت ہونے کی مجلس میں خواہ علم بیع مشتری سے ہوا ہو یا اسکے فرستادہ سے یا کسی اور ایک شخص سے کہنے سے یا بعد کثرت کی خبر دینے سے و ان تبد المجلس کا لہجہ ہوا الاصح رو علیہ التون خلافاً لما فی جوارہ لفتاویٰ اہل الفہم وعلیہ الفتویٰ

جلس علم میں بیع طلب لازم ہو اگرچہ مجلس دراز ہو ورنہ خرید کی مانند بی بی قول صحیح کہ فی الدار اور بی قول یتون فہما شامل ہیں برخلاف قول
جو اگر انفرادی کہ طلب علی الفور لازم و علی الفور قوی اسویم غلطادی نے کہا جبکہ روایت علی الفور بر فتویٰ ہو تو مخالفت کی کیا وجہ ہو اور بی روایت پر
متفرع ہو نازل کا مسئلہ کہ جب بیع سلام کرے مشتری بر توشفعہ باطل ہو گیا یعنی اسویم کہ طلب برائے سلام کو مقدم کیا کہ نہ کہ طلب بعد علم میں
تو اوجہ بی و از بی میں ہو اور اگر شفعہ کو خبر پہلے خط کے ہوئی اور شفعہ اول یا وسطا خط میں لکھا تھا سو اسے تمام خط پر حاکم توشفعہ باطل ہو گیا
یعنی سبب تاخیر طلب کے بشرطیکہ علم مشتری اور میں ہو گیا ہو اسویم کہ سکوت اسوقت زمانہ ہوتا ہے جبکہ مشتری اور میں معلوم ہوتا ہے مافی الخطا
بلفظ یقین طلبہا کطلب الشفعة وجود کا ناظر لہذا او طلبہا ایسے لفظ سے شفعہ طلب کرے جس سے طلب شفعہ سمجھی جائے چنانچہ یون کہنا کہ میں
شفعة طلب کیا اور مانند اسکے چنانچہ یون کہنا کہ میں شفعہ کا طالب ہوں یا میں اسکو طلب کرتا ہوں و بیو بی طلب المو اثبہ اسی البادۃ اور
علم میں بیع کے طلب کرنے کو طلب مو اثبہ یعنی طلب مبادرت کہتے ہیں م مو اثبت مفاطت ہو و ثوب یعنی رجعت سے اور وہ استعارہ ہے سرعت سے
اسویم کہ جو ٹھیل کو درخت لیتا ہے وہ زمین کو جلدی اور شفعہ بی سے قطع کرتا ہے و الا شہا و فیہ میں لازم بل لخالفتہ کجود و طلب مو اثبت میں گواہ کرنا لازم
نہیں بلکہ سہین شہاد خوف کے انکار کے دفع کرنے کے واسطے ہم گواہ کرنا اسوقت میں لازم نہیں جبکہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں و الا گواہ کرنا متعین اور
لازم ہو کہ فی النسخ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اسوقت گواہ ہوں تو انکو اپنے طلب کرنے کا گواہ کرے اور اگر کوئی دامن نہ ہو تو اپنی زبان سے طلب شفعہ کرے فائدہ طلب
کایہ ہو تا اسکا حق عند المرافقہ نہ ہو جاوے اور اگر مشتری طلب مو اثبہ کا منکر ہو تو شفعہ کو قسم لکھا نامکن ہو اگر حاکم قسم کلاوے و تم شہد علی البائع
الو اعقار فی یدہ او علی مشتری و ان لم یکن ذاید لائے مالک او عند اعقار غیر شفعہ گواہ کرے البائع پر اگر عقار بیع اسکے قبضہ میں ہو یا مشتری پر گواہ
کرے اگرچہ وہ قابض نہ ہو اسویم کہ وہ مالک ہو اسکا یا گواہ کرے فقار کے نزدیک فیقول مشتری فلان ہذہ الدار انا شفعیھا وقد کنت
طلب الشفعة و طلبہا الا ان فاشہدوا علیہ و ہو طلب شہاد و بیو بی طلب تقریر توشفعہ یون کہے کہ فلان نے یہ گھر خرید کیا اور میں اسکا شفعہ ہوں
اور قرین مجلس علم میں شفعہ طلب کر چکا ہوں اور اب میں اسکو طلب کرتا ہوں سو تم گواہ رہو سپر اور طلب شہاد ہو اور اسکو طلب تقریر کہتے ہیں ہم اور
اسکو طلب استحقاق ہی ہوتے ہیں اور بیع طلب اول کو طلب اتفاق کہتے ہیں و ہذا المطلب لا بد منہ حتی لو تکلم ولو بکتاب او رسول و لم یثبت
بطلت شفعہ او طلب ثانی ضرر ہو تو اگر شفعہ فار ہو سپر اگرچہ اسویم خط لکھنے یا رسول مجھے کہے ہو اور باوجود اسکے گواہ نہ کرے تو اسکا شفعہ باطل ہو گا
و ان لم یکن مٹہ لا یطل اور اگر شہاد پر قادر نہ ہو توشفعہ باطل نہ ہو گا مٹہ منع انفراد میں و خیرہ سے ہے کہ اگر شفعہ راہ مکر میں ہو اور بعد علم میں بیع طلب مو اثبہ
کرے اور طلب شہاد سے عاجز ہو کر کے نزدیک یا صاحب ید کے نزدیک تو سپر دلیل مقرر کرے اگر باوے بھر گناہ پاوے تو قاصد بھیجے یا خطا کرے بھی ہو سکے تو
اسکا شفعہ قائم ہے بجز آوے طلب کرے اور اگر باوجود قدرت کچھ نہ کر سکا توشفعہ باطل ہو گا و لو شہد فی طلب مو اثبہ عند احد ہو لا کفادہ و قام مقام طلبین
اگر شفعہ نے طلب اول یعنی طلب مو اثبہ میں کسی کے پاس ان یون میں سے یعنی مکر یا بائع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اسکو طلب ثانی سے یہ کفایت کرتا ہے اور وہ طلب
خاتم مقام و طلب کے ہو کی تم بعد نہیں طلبین طلب عند قاض فیقول مشتری فلان ارکذہ او انا شفعیھا بدارکذہ او قال سببکہ لکما فی التفتی فی
اشراک فی نفس البیع پھر ان دونوں طلب کے بعد قاضی کے پاس طلب کرے توشفعہ یون کہے کہ فلان نے شخص نے ایسی جو بی خرید کی ہے اور میں اسکا شفعہ ہوں سبب فلا
گھر کے جو میرا ملک ہے شائع نے کہا اگر مصنف یون کہتا کہ میں شفعہ ہوں فلانے سبب سبب شرکت یا جو کہ جس طرح تفتی میں ہے تو شراک نفس میں کو بھی شامل ہوتا
م مصنف کی تعبیر میں حق بیع کا شفعہ شامل ہے نہ شرکت نفس میں کا اور تفتی کی تعبیر میں دونوں شامل ہیں مگر فی سلم الدار الی ہذا التفتی مشتری طلب خصوصہ
لا بد من علیہ سو جواب قاضی صاحب حکم بھیجے اسکو گھر کجودے شارح نے کہا یہ اس صورت میں ہے جبکہ گھر کو مشتری نفس کر چکے اور حالانکہ طلب خصوصہ

فقط مشتری پر وقت نہیں و ہوسنی طلب تملیک و خصوصاً اور اس طلب ثالث کو طلب تملیک اور طلب خصوصیت کہتے ہیں تاخیرہ مطلقاً بخیر و غیر
شہرا اکثر لا تطل الشغفہ حتی یسقطا لسانہ پریشی و ہوا ظاہر المذہب و دلیل یعنی بقول محمد بن خزیمہ "بلا غدر طلبت کذا فی الملتقی یعنی دفعاً للضرر طلباً و غیرہ
برفعہ للقاضی لیا غرہ بالآخر اور لشک اور طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ تاخیر غدر سے ہو یا بلا غدر ایک مہینے کی تاخیر ہو یا زیادہ شغفہ باطل نہیں
ہو تا جب تک شفعہ اسکو اپنی زبان سے ساقط کر دے اسی قول کا فتویٰ ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ فتویٰ محمد کے قول پر چرینی اگر طلب
ثالث کو ایک مہینہ تاخیر کرے گا بدون غدر کے تو شغفہ باطل ہو جائے گا کذا فی الملتقی یعنی محمد کے قول پر فتویٰ دفع ضرر مشتری کے واسطے یہ ہم جواب میں
کہتے ہیں اس دلیل کے کہ دفع ضرر مشتری کی ناکش سے ممکن ہے تا قاضی شفعہ کو حکم کرے لینے کا یا چھوڑنے کا مہینہ سابق ہو چکا ہے کہ جب ظاہر مذہب پر فتویٰ
ہو اور غیر ظاہر پر بھی فتویٰ ہو تو ظاہر و ردایہ مقدم ہے کذا فی الخطا دی و اذو طلب الشفعہ سالی القاضی الخصم ان مالکیتہ الشفعہ لما شفع بہ اور جبکہ
شفعہ طلب خصوصیت کرے تو قاضی خصم یعنی مشتری یا بائع سے سوال کرے شفعہ کے مالک ہونے سے اس چیز کا کہ جسکی ملکیت کے سبب سے وہ شغفہ کا
دعویٰ کرنا ہو مگر زبانی نے کہا ملکیت شفعہ کا سوال کرنا بعد طلب شفعہ کے غیر مناسب ہے بلکہ قاضی مدعی سے اول سوال کرے قبل مدعا علیہ کے مگر کون شہر اور کون
میں ہے اور کون حدیں کیا ہیں اس واسطے کہ اسے حق کا دعویٰ کیا تو وہ معلوم کرنا چاہیے اس واسطے کہ دعویٰ صحیح نہیں ہو چکا ہے و بیان کرے تو سوال کرے کہ مشتری
مگر کا قاضی یا نہیں اس واسطے کہ بلا قبض مشتری پر دعویٰ صحیح نہیں جب تک بائع حاضر ہو چر جب اسکو بیان کرے تو شغفہ کے سبب اور اس کے حد و دس سوال
کرے اس واسطے کہ لوگ ہمیں مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیر صلح کے سبب سے دعویٰ کرنا ہو یا وہ اور شخص کے سبب سے محجوب ہو چر جب سبب صلح کا بیان
کرے اور محجوب ہو تو اس سے سوال کرے کہ تجھ کو علم ہے کہ ہے ہو اور تو نے کیا کیا محتاج بنا تھا ایسے کہ شغفہ باطل ہو جاتا ہے طول زمان اور عرض یعنی طلب
اول اور طلب ثانی کے ترک کرنے سے تو اسکا بھی ظاہر ہو تا ضروری ہے چر جب اسکو بیان کرے تو طلب تقریر سے سوال کرے کہ کیونکر کی اور اسکے پاس شہاد و اقرار
ہو اور جس کے پاس شہاد و اقرار ہو اور اقرب تھا اپنے غیر سے یا نہیں پھر جبکہ شفعہ یہ سب کچھ بیان کر دے اور کسی شرط کو اسنے قوت نہونے دیا ہو تو دعویٰ اسکا
یور اور کامل ہوگا تو اب مدعی علیہ کی طرف قاضی متوجہ ہو اور اس گھر کا سوال کرے جسکے سبب سے وہ شغفہ چاہتا ہے کذا فی الخطا دی فان اقرب ہا ہی ملکیتہ
ما شفع بہ و کل عن خلف علی اعلم اور بہن الشفعہ انما ملک سالہ عن اشتر اہل اشتر ہم لا سو اگر مشتری اسکا اقرار کرے یعنی اس گھر کی ملکیت کا
جسکے سبب سے وہ شغفہ چاہتا ہے یا انکار کرے قسم کھائے سے اپنی دست پر یا شفعہ گواہ گزرنے کہ وہ گھر اسکا مملوک ہے تو قاضی خریدار سے سوال کرے
کہ آیا تو نے اسکو خرید کیا ہے یا نہیں ہم معصفت کو مناسب تھا کہ نکل کو گواہوں کے بعد مذکور کرنا اس واسطے کہ نکل و اقرار کتاب سے عاجز ہونے کے بعد ہوتا ہے
فان اقرب او کل عن لہین علی کما حصل فی شفعہ خلیط او علی السبب فی شفعہ ابو جراحان انما قاضی لہین فی کتاب الدعوی اور بہن الشفعہ و قضی لہ
پر ہا پھر اگر مشتری خرید کا اقرار کرے یا انکار کرے قسم کھائے سے حاصل شفعہ خلیط میں یا قسم کھائے سے سبب شفعہ جو اس سبب خلاف ہونے شافعی کے
خینا شفعہ کتاب الدعوی میں مذکور ہو چکا یا شفعہ گواہ لا دے اسکی خرید پر تو قاضی شفعہ کیو اسے ثبوت شفعہ کا حکم کر دے ہم امام شافعی شفعہ خلیط کے قائل ہیں یہ شفعہ
کے تو اگر شفعہ خلیط کا دعویٰ ہو تو مشتری حاصل قسم کھائے سے طرح کہ واسطہ شفعہ میرے اور میری شفعہ نہیں ہے اور شفعہ جو اس سبب شفعہ قسم کھائے کہ وہ
میں نے یہ گھر خرید نہیں کیا نہ اذالم نیکر مشتری طلب الشفعہ فان لکنا نقول لہ یہ مہینہ اس کمال یعنی شفعہ کے واسطے شفعہ کا حکم کرنا خرید کے اقرار کے بعد
اس وقت ہے جبکہ مشتری نے شفعہ کے شفعہ طلب کرنے کا انکار نہ کیا ہو سو اگر وہ منکر ہو اسکی طلب شفعہ کا تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا کذا درکہ ابن
وان لم یحضر التمس وقت الدعوی قاضی بعد اقرار شفعہ شفعہ کا حکم کر دے اگر شفعہ نے دعویٰ کے وقت شفعہ حاضر نہ کر دیا ہو یعنی اس واسطے کہ حضار شفعہ
قبل قضاء جب نہیں و او قضی لہ حضارہ و لا مشتری جلس لہ الرقبہ شفعہ اور جبکہ قاضی ثبوت شفعہ کا حکم کرے تو شفعہ کو حاضر کرنا شفعہ کا لازم ہوگا

اور مشتری کو گھر دار رکھنا چاہیے کیونکہ یہ اسے ہر فلو قیل للشفیع ای بعد البعوض واما قبله فیتصل عند مخرج لعدم اتنا کہ ذکرہ از علی او انتم
قوا ختم تیتصل شفیع بجزا شفیع سے کیا گیا کہ تن ادا کر سوائے تاخیر کی ادا سے تن میں تو اسکا شفیع باطل ہوگا بعد حکم قاضی کے اور قبل از حکم تو شفیع
باطل ہوگا تاخیر سے محمد کے نزدیک اس کے موکہ نہونے کے سبب سے کذا ذکرہ از علی و انتم قسم للشفیع مشتری مطلقا و البائع قبل التسليم الاول ملک ہوتا ہے
بجہ ابن کمال اور شفیع کا ختم مشتری ہر طرح خواہ قابض ہو یا نہ ہو اور بائع ختم ہر قبل از تسلیم کے اول یعنی مشتری ختم ہو سبب اس کے مالک ہونے کے
اور ثانی یعنی بائع ختم ہو اپنے قبض سے کذا ذکرہ ابن کمال و لکن لا یسمع البینۃ علیہ حتی یخیر مشتری لانہ المالك و لیکن گواہوں نے جاوینکے بائع پر
بینات مشتری حاضر ہو سوائے کہ مالک تو مشتری ہو و شفیع بجنفہ و لو سلم للشری لایلزم حضور البائع لرد الی المالك و لیکن ابن کمال اور بیع شفیع
بجاء بائع کے سامنے ادا کر بائع نے بیع مشتری کو تسلیم کر دی ہو تو بائع کا حاضر ہونا فسخ کے وقت لازم نہیں سبب رائل ہو جانے اسکی مالک اور قبض کے
کذا ذکرہ ابن کمال و فیصل القاضی البینۃ و البینۃ الثمن عنما لا یحقاق علی البائع قبل تسلیم البیع الی مشتری و بعد علی مشتری
تو بعدہ لما امر اور قاضی شفیع کا حکم کرے اور لاکہ تن کے نادون کا مجدد اتحقاق کے نزدیک بائع پر ہر قبل تسلیم کرنے بیع کے مشتری کی طرف اور بعد ضمان
کا مشتری پر اگر بعد تسلیم کے اتحقاق ثابت ہو و دلیل گذشتہ یعنی اسوائے کہ تسلیم کے بعد بائع سے اسکی مالک در قبض دونوں اہل ہو گئے تو وہ جلی ہو گیا
للشفیع خیار الرویۃ و البیۃ و ان شرط مشتری الجراۃ منہ دون خیار شرط و الاول شفیع کیواسے خیار روت و خیار عیب ثابت ہو اگرچہ مشتری نے بیعت
عیب کی شرط کر لی ہو نہ خیار شرط اور مدت کذا فی الاختیار یعنی خیار شرط شفیع کے واسطے ثابت نہیں اگرچہ مشتری کے واسطے خیار شرط ہو اور ان میں کی مدت بھی
نہیں اگرچہ مشتری کا تن ہو و فی الاشیاء للشفیع بیع فی کل الاحکام الا انما انخر و لجزا و اشباہ میں ہو کہ شفیع بیع عیب حکام میں غریب کے نادون کے
سوا جبر کے سبب ہم صورت اسکی یہ ہو کہ شفیع نے زمین کی سبب شفیع کے بجز زمین عمارت بنائی یا درخت لگائے بجز درہ زمین غریبی ملک نکلی سوا مالک
سستی نے از مالہ عمارت اور درخت کا جا یا سوائے ویسا ہی کیا تو شفیع تن بجز مشتری سے اسوائے کہ اب ظاہر ہو کہ اگر مشتری کو ایسا دھوکا ہوگا تو
بائع سے وہ نقصان بجز لیگا اسوائے کہ بائع نے ہا و دھوکا دیا اور شفیع کو مشتری کی جانب سے تو دھوکا نہیں ہوا اسوائے کہ شفیع نے تو مشتری سے زبردستی
شفیع لیا کذا فی الطحاوی و ان خلفا شفیع و مشتری فی انتم و الہذا مقبوضۃ و ان من منقود صدق مشتری جینۃ لای منکر و لا تنجی القان اور
اگر شفیع اور مشتری تن میں اختلاف کریں و حالانکہ مشتری کا مقبوض ہو اور تن بائع کو نقد لیا ہو تو مشتری کے قول مع قسم کی تصدیق ہوگی اسوائے کہ وہ
سلک ہو و جب تسلیم بیع کا تن اول سے اور دونوں قسم نہ کھا دینگے ہم اسوائے کہ تحالف دہان ہوتا ہو جبکہ انکار دونوں جانب سے ہو اور دعوی بھی طرفین سے
ہو اور یہاں مشتری شفیع پر کچھ دعوی نہیں کرتا کذا فی الریعی مختصرا و ان برہنا فالشفیع حتی لان بلیۃ ملکہ اور اگر شفیع اور مشتری دونوں گواہ
ناوین اپنے قول پر تو شفیع کے گواہ مقدم ہیں اسوائے کہ شفیع کے گواہ ملزم ہیں مشتری کے کم اور مشتری کے گواہ شفیع کے ملزم نہیں اسوائے کہ مشتری
کی جانب سے تخمینہ شفیع کے اخذ اور رک میں ادھی مشتری غما و ادھی یا احد اقل منہ بلا قبضۃ فالقول لہ ای للبائع دعوی کیا مشتری
نے تن کھا اور اس کے بائع نے اس سے کسٹرا دعوی کیا بعد دن اس کے قبض کرنے کے تو بائع کا قول مقبول ہوگا یعنی شفیع بائع کے تن تباہے پر لیگا
و مع قبضۃ للشری اور قبض تن کے ساتھ مشتری کا قول مقبول ہوگا تو بموجب اس کے شفیع لیگا و لو عکس بعد قبضۃ القول للشری قبل قبضۃ القان
اور اگر دونوں نے بالکس کہا یعنی مشتری نے اقل تن کا دعوی کیا اور بائع نے اکثر کا تو قبض تن کے بعد مشتری کا قول مقبول ہو اور قبل قبض کے دونوں قسم
کنا لازم ہوگا و انی کل اعتبار قول صاحبہ اور اگر کسی نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کا قول مقبول ہوگا و ان طافا فلیع البیع و یاخذہ شفیع باخا الالبائع مشتری ذکر
دونوں نے قسم کھائی تو بیع فسخ کیجئے اور شفیع بائع کے قول کے موافق لیگا کذا فی الماتنی و طاف بعض نظر فی حق شفیع یاخذہ البانی و لکن البینۃ بعض

لا اذا كانت بعد بعض الشباه او کم کرڈا البائع کا بعض ثمن کو ظاہر ہوتا ہو تو شفع میں پیش فسخ گھر لیگا باقی ثمن سے اور اسی طرح بعض ثمن حق شفع میں
ظاہر ہوتا ہو مگر جبکہ سبب بعد بعض ہو تو وہ ہمیشہ ستری کے حق میں ظاہر نہ ہوگا کذا فی الاشباہ یعنی اوسط کہ وہ سبب جداگانہ ہر قبیل حط ثمن ٹھہر گیا و حط اکل
و ازنیہ و لا یشافذہ کل سہمی و بائع کا اگر دینا تمام ثمن کو اور زیادہ کر دینا ثمن سہمی برحق شفع میں ظاہر نہیں ہوتا تو شفع ہو گیا تمام ثمن سہمی سے و لو حط
ثمن نصف باحد بالنصف لا خیر اور اگر بائع نے نصف ثمن کم کر دیا بعد اسکے نصف باقی کو کم کر دیا تو شفع نصف خیر سے ہو گیا و لو علم انہ شرہا بالنصف مسلم
حط البائع یا بطلانہ الشفعة كما لو باع بالثمن ثم زاد البائع لاجارية او متاعا قتيلا و اگر شفع کو معلوم ہو کہ ستری نے ہٹو ہزار سے خرید کیا تب شفع درست اور
ہو یا غیر بائع نے ہٹو ہزار سے سو کم کر دیے تو اب شفع کیونکہ اوسط شفع ثابت ہو یعنی نو سو دیکر وہ لیگا چنانچہ اگر ہٹو عوض ہزار کے چا تو شفع سے انکار کیا بعد
بائع نے ستری کو ایک ٹونڈی یا کوئی سباب زیادہ کر دیا تو شفع کا ثابت ہو کہ انی تقیید یعنی نو ٹونڈی در سباب کی قیمت ثمن سہمی سے گٹ جائی م یہ
و دون سئلے حط ثمن کے خزیات سے میں و فی الشر او مثلی و لو کما کا تخم فی حق اسلام ابن کمال یاخذ بمثلہ اور خرید میں مثلی خیر سے شفع لیگا عوض مثلی کے
اگر چہ مثلی حکما ہو جیسے کہ شراب مسلم کے حق میں کذا ذکرہ ابن کمال م یہ کلام شفعی ہے کہ شراب مثلی جو حکما حلال کر لیا نہ نہیں بلکہ وہ قبیہ جو حکما مسلم کے حق میں اور
حکما شفعی ہے کہ مسلم اسکو شراب کے مثل سے اور حالانکہ ایسا نہیں اور ابن کمال کی عبارت میں کچھ غبار نہیں کذا فی تجلی یعنی شراج کی تعبیر سے ظاہر ہو گیا کہ ابن
کمال کی عبارت سے و فی الشر او مثلی یا قیمتی اسی بوم شراب اور خرید میں قیمت والی سے شفع لیگا قیمت سے یعنی جو اس خیر کی قیمت ہو خریداری کے وقت
نقصی مع غفارا بعقارا یاخذ شفع کلا من اشیاء من یقیمۃ الاخر و عقار کی معین بعض دوسرے عقار کے یعنی زمین کا قطعہ یا گھر معین ہو اور دوسرے قطعہ یا
گھر کے عوض تو شفع دونوں عقار کو لیگا و نہ سترے کی قیمت سے یعنی اس گھر کا شفع ہو گا و اسکی قیمت سے لیگا اور اس گھر کا شفع ہو گا اسکی قیمت سے لیگا و فی الشر
ثمن موجد یاخذ بحال و طلب الشفعة فی الحال و اخذ بعد الاجل و دردت والے ثمن سے خرید کرنے میں شفع نے ثمن نقد بلادت سے یا کہ شفع شفع
فی الحال طلب کرے اور بعد مدت کے اسکو لے و لا یجوز بائع یا مثلی یا مثلی لو اخذ بحال و جو ثمن موجد ستری پر جو وہ بچل ہوگا اگر شفع نے ثمن طالع سے اسکو لیا یعنی
اسو اسطے کہ مدت حق ستری جو تعمیل شفع سے باطل نہ ہوگا و لو سکت عنہ فلم یطلب فی الحال و صبر حتی یطلب عند حلول الاجل طلبت شفعۃ خلافا لابی یزید
اور اگر شفع ثمن موجد ستر چاہے رہا اُس نے سوائے شفع فی الحال طلب نہ کیا اور صبر کیے رہا یہاں تک کہ طلب کیا مدت کے آنے کے وقت تو شفع باطل ہو گیا
بر خلاف ابی یزید کہ آگے نذر یک باطل نہ ہوا و یاخذ بمثل الخمر و قیمۃ الخمریران کا ان البائع و شتری و شفع و میا لادان کیوں البائع ایضا و میا والا
یعنی البائع طلبت الشفعة ابن کمال معزایا لم یسوط و شفع مثل شراب اور سوری قیمت سے لے اگر بائع اور ستری اور شفع ہر واحد ذی ہویہ قید ضرور ہے کہ
بائع بھی ذی ہویہ ہو اگر بائع ذی نہ ہوگا تو سبب فاسد ہوگی شفع ثابت نہ ہوگا چنانچہ ابن کمال نے بیان کیا جو مبطو کی طرف نسبت کر کے و یاخذ بقیمتہا الما
لو کما و شفع مسلما المنع من قبلہا و تملک ما و شفع لے شراب اور سوری قیمت دے کہ بدل لے لیتے اگر شفع مسلمان ہو سبب منوع ہونے مسلمان کے شراب
اور سوری کے مالک کرنے اور مالک ہونے سے یہاں سوال در دقت ہے کہ خمر کی قیمت اسکے ذات کے قائم مقام ہوتی ہے اسو اسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ قیمتی کی
قیمت لینا اسکی ذات کے لینے کے برابر ہے تو در جب ہو کہ مسلم پر تملیک قیمت خمر حرام ہو بخلاف قیمت شراب کے کہ اسکے فعل ہونے سے اسکی قیمت لینا اسکی
ذات کے لینے کے مانند نہیں اسکا جواب شارح نے آمندہ قول میں و باقم قیمۃ الخمریر ہنا قائمۃ مقام الادرا مقام الخمریر و لا الا حرم تملیکها بخلاف ہر دو علی ہذا
بہر معلوم کر کہ خمریر کی قیمت یہاں یعنی شفع لینے میں گھر کی قائم مقام جو خمریر کے قائم مقام ہے اور اسی دے اسکی تملیک مسلم پر اہم نہیں بخلاف داو جوے ذی کے عاشر
م یعنی قیمت خمریر یہاں گھر کا بدلہ جو خمریر کا عوض جو اسکی تملیک حرام ہو بخلاف ہر دو علی ہذا عاشر یعنی اگر ذی شراب اور سوری کے عاشر پر گذرے تو وہ اس
سے کچھ نہ لے گا شراب کا حکم تو ظاہر ہے اور خمریر کی وجہ ہے کہ اسکی قیمت لینا اسکی ذات کے لینے کے برابر ہے اور مسلم کو اسکی ذات کا لینا جائز نہیں تو اسی

طرح اسکے قائم مقام کا لینا درست نہیں اور یہاں قیمت سو اسے خنزیر کے اور خیر کا بدلہ لائیں ہو سکتی کذا فی الخطا دی و طریق معرفت قیمتہ انحراف خنزیر
 بالرجوع الی ذمی اسلم و فاسق تاب و لو خلف قیمہ فاقول للمشتري عنایہ او طریقہ خنزیر کی قیمت کے معرفت کا رجوع کرنا ہی اس ذمی کی طرف
 جو مسلمان ہو گیا یا اس مسلمان فاسق کی طرف جسے توبہ کی شرا بخواری سے اور اگر شفع اور مشتری خمر اور خنزیر کی قیمت میں مختلف ہوں تو مشتری کا قبول
 مقبول ہوگا کذا فی الغنا یہ و یاخذ الشفع بالتمن و قیمتہ البنا و الاغرس حتی انقطع کما فی الغصب و شفع شفعہ نے شن سے اور اس عمارت اور
 درخت کی قیمت سے جو سختی قلع ہو چنا غصب میں نہ کر جو چکا قلت و اما لو دہنہا باوان کثیرہ او طلاء یا جھن کثیر خمر شفع میں ترکہا اور اخذنا و طلاء
 ما زاد الشفع فیما التعذر نقضہ ولا قیمتہ نقضہ بخلاف البنا و اما دی الزاہدی اور اگر مشتری نے بہت رنگوں کا روغن لگایا غرض میں یا بہت بکھاری کی زمین
 تو شفع خمر اس گھر کے چھوڑ دینے میں یا اسکے لینے میں اور اس قدر کے دینے میں جبکہ گھر کی قیمت رنگ آمیزی سے زیادہ ہو گئی بسبب تعذر ہونے نقص
 رنگت کے اور حالانکہ اگر گھر کے رنگ کی کچھ قیمت نہیں بخلاف نقض عمارت کہ اسکی قیمت کچھ باقی رہتی ہو کذا فی ہادی الزاہدی لو نہی مشتری
 او غرس او خلف الشفع مشتری قلعہا شفع شن اور قیمت عمارت اور درخت کی دے کر لے اگر مشتری نے عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے ہوں
 یا کہ شفع مشتری کو عمارت کھودنے اور درخت اکھاڑنے کی تکلیف دے الا اذا کان فی قطع نقصان الارض فانہ اشفع لہ ان یاخذ باس قیمتہ البنا و الاغرس
 معلومہ غیر ثابتہ ہستانی مگر جبکہ اکھاڑنے میں زمین کا نقصان ہو تو شفع کو جا سہو اسکا لینا کھودی عمارت اور اکھاڑنے درخت کی قیمت کے ساتھ
 کذا فی ہستانی و عن الثانی ان شاربہ البنا و قیمتہ البنا و الاغرس و ترک و یہ قال اشافی و مالک طلائینی و ما غیرہ فیہ حتی اقوی و لا تقدم علیہ فی قیمتہ
 اور ابو یوسف سے روایت ہے اگر چاہے شفع یو سے شن و عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے کچھ چھوڑ دے یعنی قطع عمارت کی تکلیف نہیں دے سکتا یہی کہا جا رہا تھا
 اور مالک نے ہم اسکے جو اس میں کہتے ہیں کہ مشتری نے اس میں عمارت بنائی جس میں غیر مشتری کا قوی تر حق ہو دینا وہ مقدم ہو گیا اسکے لینے میں مشتری پر
 اسکو نقص عمارت اور درخت میں ہی اختیار ہوگا کیا ناقض الشفع و جمیع تصرفاتہ ای مشتری حتی الوقت و مسجد و مقبرہ و اہلہ و زبلی و ذرا بری طرح
 منقوض کر دینا ہو شفع مشتری کے سبب تصرفات کو یہاں تاک کہ وقت اور مسجد اور قبرستان اور یہ کو بھی کذا فی الزاہدی و ان ابی ہم یعنی اگر مشتری نے خریدنے کے بعد
 اسکو وقف کر دیا یا مسجد بنائی یا قبرستان کیا یا کسی کو ہبہ کر دیا تو شفع ان سبب تصرفات کو دفع کر سکتا ہو طحاوی نے ہستانی سے نقل کیا کہ ظہم میں ہو کہ نقص
 مسجد اور پیش حق ہو جائز نہیں اور شفع شفع کا باطل ہو و اسد علم و اما الارز فلا یقطع استحسانا لانہ نہایتہ معلومہ و یستی بالا جرا و درخت تو نہ اکھاڑی جا
 اسواسیکہ کہ اسکی نہایت معلوم ہو اور لگایا باقی رہنا بوضاحت کے ہوگا یعنی اگر مشتری نے خریدنے کے بعد زراعت کی زمین میں تو وہ قائم رہی جنگلی نہاد مشتری
 پر اسکی اجرت لازم ہوگی ورجع الشفع بالتمن فقط ان اخذ بالشفع ثم نہی او غرس ثم اتحت ولا یرجع بقیمتہ البنا و الاغرس علی احد الا ان یسخر و بخلاف
 مشتری اور شفع شن کو بھیڑے اگر اسے شفع کے سبب سے یا پھر اس میں عمارت بنائی یا درخت لگایا پھر وہ زمین غیر بائع کی ملک ہو گئی اور عمارت اور درخت
 کی قیمت شفع کسی شخص سے نہ لگایا اس واسطے کہ اسکو کسی نے نہیں نہیں دیا بخلاف مشتری و یاخذ کل الثمن ان خربت الدار و جفت الشجر بلا فعل احد الا ان
 ان الثمن یقابل الاصل لا الوصف اور شفع کل ثمن سے اگر گھر خود خود ویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ثمن مقابل ہو تا ہی اصل
 بیع کے نہ اسکے وصف کے ہم عمارت اور درخت وصف خانہ اور باغ نہیں بلکہ تابع ہیں تو یوں کہتا ہوں کہ ثمن اصل کے مقابل ہو تا ہی نہ تابع کے
 کذا فی الخطا دی و ہذا اذا لم یبق ثمن نقض او شجر ویرانی خانہ اور جنگلی باغ کے کل ثمن سے لینا ہو تو شجر جبکہ بنا منقوض ہو جائے
 کی لکڑیوں سے کچھ باقی نہ رہا ہو مخلوقی و اخذہ مشتری لا یفسد لہ من الارض حیث لم یکن تبعا لارض فقط حصۃ من الثمن بقیمتہ البنا و الاغرس و الاغرس و الاغرس
 قیمتہ ناقض یوم الاخذ زبلی سو اگر عمارت کا مصالحہ اور لکڑی باقی ہو اور مشتری نے اسکو لینا بسبب اسکے جدا ہونے کے زمین سے کیونکہ وہ زمین کا بائع باقی

ذرا تو بقدر اسکے حصہ کے من سے ساقط ہوگا تو من بامثل جاسے مگر کی قیمت پر جو یوم انعقد تھی اور مقوض کی قیمت پر جو شفع کے لینے کے دن پر کذا فی الزمعی
 قلت علوم یاخذہ مشتری کان ہلک بعد انفصالہ لم یسقط شی من ثمن لعدم حصہ ازہو من التوابع والتوابع لا یقال لہما شی من ثمن وبالاضافۃ لشفعہ تحت
 الشفعۃ الی شفع فقہ ہلک ما دخل تبعا قبل قبض ولا یسقط بطلان شی من ثمن قالہ شیخنا میں کہتا ہوں سو اگر مشتری مصالحہ اور لکڑی کیلئے اس طرح پر کہ
 وہ تلف ہو جائے جدا ہونے کے بعد زمین سے تو من میں سے کچھ ساقط نہ ہوگا مشتری کے عدم حصہ کے سبب سے اس واسطے کہ مصالحہ اور لکڑی توابع ہے جو
 اور توابع کے مقابلے میں کچھ من نہیں پڑتا اور شفع کے لینے سے سبب شفعہ کے عقد کو مگر شفع کی طرف ہو گیا تو جو چیز بعد داخل مع ہی وہ قبل قبض ہلاک ہوئی
 تو ایسی صورت میں کچھ من ساقط نہیں ہوتا یہ کہ اس پر ہمارے ہوتا ذخیرہ زمین پر ہے بخلاف ما اذا تلف بعض الارض بغير حق حیث یسقط من الثمن
 حصہ لان انفصال بعض الارض بغير حق حیث یسقط من الثمن تلف ہو گئی سبب ڈوب جانے کے کہ وہاں بقدر اسکے حصہ کے من ساقط ہوگا اس واسطے
 فوت ہونے والا بعض ہی اصل مع کذا فی الزمعی ویاخذ بشفعہ اخر حصہ من الثمن ان نقض مشتری لہما لانه قصد الاتلاف و فی الاول لانه ساقط
 وقسم الثمن علی قیمت الارض والبناء یوم انعقد بخلاف ہند اسہ کام مقوضہ بالجس اور شفع لے حصہ زمین کے ثمن کے عوض اگر مشتری نے عمارت گھر کی
 ڈھائی اس واسطے کہ اسے تلف کر ڈالنے کا ارادہ کیا اور اول میں یعنی جبکہ خود جو عمارت ویران ہو گئی قیمت آسانی تھی اور من مقوم ہوگا زمین اور عمارت
 کی قیمت پر جو یوم انعقد تھی بخلاف اسکے منہدم ہو جانے کے کہ وہاں یوم الاخذ کی قیمت معتبر ہوگی چنانچہ مذکور ہو چکا حصہ مقوض ہو اس واسطے ساقط ہوگا
 کہ مقوض مال مقوم ہو جائے مشتری کے سبب سے ونقص الاجنبی نقصانہ ای مشتری اور اپنی شخص کا عمارت توڑنا مشتری کے توڑنے کے مانند جو حکم
 میں یعنی بقدر اسکے حصہ کے من ساقط ہوگا ونقص بالکسر المقوض لہ ای مشتری کو میں شفع اخذہ لوال تبعیتہ بانفصالہ ونقص کسر وال یعنی مشتری
 کا جو اور شفع کو اسکا لینا نہیں چاہیے کیونکہ زمین سے جدا ہونے سے اسکا تابع نہ رہا ویاخذ بتمیرا استحسانا لاتصالہ ان تباع ارضا بخلاف مقرا وخرید مشتری الی
 یدہ اور شفع لے اسکے چلوں کو ساتھ استحسان کی وجہ سے اگر مشتری نے زمین درگچہ کے درخت اور پھل خرید کیے یا کہ پھل لے خرید کے بعد مشتری کے قبض
 میں سبب متصل ہونے چلوں کے درخت سے وان جہ مشتری فلیس لشفع اخذہ امام اور اگر مشتری نے پھل توڑ لیے تو شفع کو پھل لینے کا اختیار نہیں
 یدیل گزشتہ یعنی پھل تابع ہیں نہ پھل اور تابع ہونا انفصال سے راکل ہو گیا اور ہلک بآفہ سماویہ وقد استراہا ثمرہ سقطت بھتہ من الثمن نے
 الاول ای ثمرہ استراہا ویکل الثمن فی الثانی بعد وثم بعد قبض یا باع تلف ہو گیا آفت آسانی سے اور حالانکہ اسکو مشتری نے اسکے چلوں کے ساتھ
 خرید کیا تھا ساقط ہوگا اسکا حصہ من سے اول میں یعنی جس باغ کو پھل کے ساتھ خرید کیا اور کل ثمن سے شفع لیکھائی میں یعنی جہاں پھل پیدا ہوا مشتری کے
 قبض میں یا سبب حادث ہونے پھل کے بعد قبض کے یعنی تو مقابل اسکے کچھ من واقع ہوگا قضی لشفعہ لشفع لیس لہ ترکما شرع وہاں نہ تحول الشفعۃ لہ
 بخلاف ما قبل انفصال قاضی نے شفع کے واسطے شفعہ کا حکم کیا تو اسکو اسکا چھوڑنا جائز نہیں کذا فی شرح الوہابیہ سبب پھر جانے عقد کے شفع کی طرف
 قضا کے سبب سے بخلاف اصل قضا کے مطلب فی بیع فاسد وقت انقطاع حق البائع اتفاقا طالب شفعہ کو بیع فاسد میں انقطاع حق بائ کے
 وقت ہر باتفاق و فی ہتہ بعض شروط ولا شیء فیما وقت اتفاقا بعض اور اس میں جو بعض شروط ہیں اور حالانکہ بدین میں شیء نہیں مقابل البیہ لیس
 وقت طلب شفعہ ہر م یہ ایک روایت ہے اور دوسری روایت یہ کہ وقت عقد کے طلب شفعہ کذا فی اہل المیرۃ و فی بعض قولی اختیار بائع وقت البیع عند الثانی
 وقت الاجارۃ عند الثالث اور فضولی کی بیع میں اور خیار بائع کی بیع میں طلب شفعہ ہر وقت بیع کے ابو یوسف کے نزدیک اور اجازت بیع کی وقت ہر
 محمد کے نزدیک اختیار مشتری وقت البیع اتفاقا مجتبیٰ اور خیار مشتری کی بیع میں بیع کے وقت طلب شفعہ ہر باتفاق کذا فی المجتبیٰ میں علم پر لشفعۃ
 بالجوار کالتشافعی مثلاً طلبہا عند حاکم یراہ یقول لہ لعل یعتقد وجوبہا ان قال نعم یعتقد ذلک حکم لہ بہا والا یقلل لہ حکم فیہ و ہذا زیہ جو شخص شفعہ

جو ارکا مقصد ہو چنانچہ ثانی نہ سبب نکلا اور وہ شفیع طلب کرے اس حاکم کے پاس جو شفیع جو ارکا مقصد ہو تو حاکم اس سے کہے کہ تو شفیع جو ارکا مقصد ہو
 مدعی کے کہ ان میں اسکا اعتقاد رکھتا ہوں تو اس کے واسطے شفیع کا حکم دے اور اگر مدعی وہ نہ کہ تو حاکم حکم نہ دے خبرت شفیع کا گذرانی البتہ درالبزاق
 ایک قول ہے اقول ثانی سے اور یہ طوائف کا قول حسن اقول یہ کہ حاکم حکم نہ دے کیونکہ مدعی کا مقصد تنہا ہی دوسرا قول یہ کہ حاکم حکم دے
 اس واسطے کہ حاکم تو اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہی ضرور ہو کہ ان فی الخ فروع سائل شفیع خارج کے آخر شفیع یہاں طلب لکن القاضی لایر ایا فومذ ورفیع نے یہاں طلب
 شفیع میں تاخیر کی اور اس کے خلاف وقت وجوب شفیع کا مقصد نہیں تو شفیع معذور ہے یعنی اس قدر سے تاخیر طلب شفیع نہ ہوگی دکنہ اطلب من القاضی تنسارہ فاش
 بخلاف بہت ایہ وکما یاتی اور یہی طرح شفیع تاخیر طلب میں معذور ہے اگر اسے قاضی سے شہری کا حاضر کا طلب کیا سو قاضی نے مانا یا شہری نے حاضر ہوا گذر
 ذکرہ البسعودی بخلاف یہودی کے بہت کے چنانچہ آگے آدیکھا یعنی اگر یہودی یوم السبت کی تعطیل کے سبب یا نصرانی یوم الاحد کی تعطیل سے طلب شفیع میں تاخیر کیا
 تو معذور نہ ہو گا گذرانی شہری شہری ارضیا بمانہ فرفع تراہا و باء بمانہ تم اخذ ما للشفیع التشفیع انذ بان یحسد لان منما یقسم علی فیتہ الاض یوم الشرا قبل یوم الشرا
 وعلی فیتہ الاربعا لذلک باء و ہما سو ایک شخص نے زمین خرید کی سودم کو بچر ٹکی ٹکی اٹھائی اور سودم کو چوبیس پھر اس میں کو شفیع نے کیا سبب شفیع کے تو شفیع کو
 ۵۰ دم سے لے سو ایک زمین کا فتن یعنی سودم باننا جائے زمین کی قیمت پر جو خرید کے دن چھٹی لینے سے پہلے اور چھٹی کی قیمت پر جسکو اسے بیج لیا اور
 دونوں قیمتیں برابر ہیں مخطاوی نے کہا یہ تحلیل ظاہر نہیں مگر جبکہ دونوں کی قیمتیں عند التقاد برابر ہوں دلوکسہا کا کانت فاجواب لایقوت وینال التشری
 ارفع البیت فیما فو ملک حاوی الارا بیری اور اگر شہری نے زمین نہ کوڑی سے بھر دی جیسی کہ پہلے تھی تو جواب متفاوت نہ ہو گا یعنی شفیع شکو جاس ہی دم
 سے لیکھا اور شہری سے کہا بایکا کہ کمال ہے جو زمین کو نے مٹی بھر دی ہے کہ وہ تو قیری ملک ہے کہ انی حادی الزاہدی رفیع شہری دار الی الحما و لیس للشفیع ان
 یعمل لئن یاخذ بالاشفیع لانه ملک باء مع فاسد اتی قلت و سبکی انہ لا شفیع فیما یس فاسد ولو بعد فیض الاحمال لفتح فتم اذ یسقط الفسخ بنیاد نحوہ و جبہ ادوا
 زاہدی میں ہے کہ گھر خرید کیا کھیت کھیت کی مدت تک تو شفیع کو جائز نہیں کہ فتن معجل دے اور گھر کو جوہ شفیع لے سو ایک شہری گھر کا مالک ہو ہے بیع فاسد
 کے سبب سے اتنی مافی کاوی میں کتنا ہوں در آگے آدیکھا کہ شہر شفیع میں جہیں بیع فاسد ہوئی اگر قبض کے بعد حمال فتن کے سبب سے مان جبکہ فتن ساقط ہو جائے
 شہری کی عمارت بنانے سے اور انہ اس کے کوئی اور تصرف سے تو شفیع واجب ہو گا و لی البسودا البتہ بشرط احوض انما بہت ملک لہو و ہوب لہ اذ قبض الملک
 فلو وہب دارا علی عوض الت و بیع قبض احد انونین دون الاخر تم سلم التشفیع التشفیع فلو باطل حتی اذ قبض احوض الاخر کان لہ ان یاخذ الدار بالشفیع اور
 بسو طین ہے کہ پیش شرط عوض میں تو موہوب لہ کی ملک نہایت ہوتی ہے جو وقت کل مقبوض ہو یعنی دونوں مقبوض ہوں وہ یہاں دروہوب لہ کا قبضہ ہو جائے تو اگر
 گھر نہ کیا ہوا درم کی عوض پر پھر ایک عوض پر قبضہ ہوا نہ دوسرے عوض پر پھر شفیع شفیع سے دست بردار ہوا تو وہ باطل ہی یہاں تک کہ جب دوسرے مقبوض
 ہو تو شفیع کو اختیار ہے کہ گھرے شفیع کے سبب سے و اسہ اتم

باب ما یثبت ہی فیہ اولایست

یہ باب ہو اسکا جس میں شفیع ثابت ہوتا ہے یا ثابت نہیں ہوتا اولایست قصداً الا فی حقار ملک یا عوض خرج البتہ ہوا مال خرج البتہ شفیع ثابت نہیں ہوا قصداً
 اگر اس عقار میں جو ملک ہوئی ہے اس عوض کے بدلے جو مال جو عوض کی قید سے یہاں لا عوض خارج ہو گیا اور مال کی قید سے نہ ہو گیا م قصداً کی قید ہو اسے لگائی
 کہ شفیع غیر قصدی غیر عقار میں ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شجر اور فتن میں شفیع ثابت ہوتا ہے مگر کے ساتھ اور ہی طرح اشباہ میں ہے خانہ آسیا کے ساتھ اور ہی طرح
 انہ میں ارضی کے ساتھ و ان لم یکن تقسیم فلان لا لثانی کرھی ای یہاں کرھی مع الارحی نہایت و حمام و بئر و نہر و بیت و صغیر لکن فیتہ اگرچہ عقار اور مانند عقار ہے
 نہ ہو بخلاف ثانی چنانچہ آسیا اور حمام اور گنواں اور نہر اور ایسا جو مال گھر جیسی قسمت ممکن نہ ہو یعنی قسمت کرنے سے لائق تعلق کے نہ رہے نہایت میں ہے

کہ آسیا سے مراد آسیا خانہ ہوا آسیا کے ساتھ یعنی اشعار مذکورہ پیش شفعہ ثابت ہو کر ہر ایک دفع ضرور جواری کی وجہ سے اور امام شافعی کے نزدیک شفعہ نہیں
دفع ضرورت کی علت سے لائی عرض بالسکون بالیس بعقار فیکون بالبعد من طلع الخاص علی الامام شفعہ ثابت نہیں عرض من عرض بفتح اول سکون
ثانی وہ چیز جو عقار ہو جو عطوفات عرض کے بعد ہوں وہ نہیں غفلت خاص کے ہیں عام پر صحت میں ہر عرض بالسکون عبارت ہوتی ہے اور جو چیز جو
عرض ہو دینار اور درہم کے سود و فحشیں حطام دنیا و فلک خلافا للمالک اور شفعہ ثابت نہیں ناؤ میں برخلاف مذہب مالک کے و بناؤ و تخلل از اربع
قصدا و لم یحی القرا خلافا لما فیہ ابن الہمال الخافۃ المنقول کما افادہ شیخنا ابی ادریس شفعہ من عمارت و دخلستان میں جبکہ انکی بیع بالقصد ہو بلا قیمت ان
کے اگر بیع حق قرار کے ساتھ ہو برخلاف اسکے جو کہ ابن ابی کمال بھی ہو سبب اسکے مخالف ہونے کے منقول ہے چنانچہ عمارت ہستاد فیر الدین علی نے انکو بیان کیا ہے
لا فی ارش و صدقہ و رہتہ بالبعوض شرط اور شفعہ ثابت نہیں ہوتی میں اوصدقہ اور بہ بلا عوض شرط میں اگر ایک شخص گھر کا مالک میراث کے
سبب سے ہو تو نہیں شفعہ نہیں کہ انی الدرد و در قسمت و حلیت اجرة و بدل طلع او عتیق و صلح عن عم عمار و اور ان قول بعضہما ای الدار مال لا یصح
البیع تابع فیہ اور اس گھر میں شفعہ نہیں جسکی قسمت ہو گئی ہو کیون میں یا وہ گھر اجرت یا بدل طلع یا بدل عتیق یا بدل صلح کا دم عمار سے ٹھہرا گیا یا گھر مقرر کر دیا
اگرچہ بعض گھر کے مقابلہ میں لای واقع ہو اوسو اسطے شفعہ نہیں کہ بیع کے معنی ہیں تابع میں ہم بعض گھر کے مقابلہ میں لای واقع ہونے کی صورت یہ کہ بیع
زوجہ سے نکاح کیا ایک گھر کے ہر بیان شرط کہ زوجہ زوج کو ہزار درہم پھر دے طحاوی نے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ مصنف بیع سے ہر بار بیع کے ہر بار بالنسب لانا تاکہ اجرة
عطف ہوتا اوسو اسطے کہ جب کہ گھر بدل ہو گا پھر اسطے کہ زوجہ ہر کے بدلے زوجہ کو گھر دے تو نہیں شفعہ ثابت ہو گا چنانچہ زیلعی میں مذکور ہے اوسو اسطیکہ وہ بدلہ
ہو مال کا مال سے اوسو اسطیکہ گھر بدلہ ہو اسکا جو زوج کے ذمہ رہا یعنی ہر دو اجا نامانی حصۃ المال او صاحبین ہر نے شفعہ واجب کہا ہر حصہ مال میں یعنی شفعہ
گھر مال کے مقابلہ میں پڑا اتنے میں صاحبین رہ کے نزدیک شفعہ واجب ہے اور در حجت بخیار البائع و لم یسقط خیارہ فان سقط وجبت ان یسقط عند سقوط
اخیار فی البیع و قبل عند البیع و بیع یا اس گھر میں شفعہ نہیں جو بیع ہوا بائع کے اختیار پر اور ہوز اسکا اختیار ساقط نہیں ہوا پھر اگر ساقط ہو گیا تو شفعہ واجب
ہو گیا اگر شفعہ نے سقوط اختیار کے وقت طلب کی قول صحیح میں اور بعضوں نے کہا کہ بیع کے وقت طلب کی اور اس قول کی بھی صحیح ہوگی ہر او بیعت الدار
بیع فاسدا و لم یسقط فسخ فان سقط حق فسخ کان فی التشری فیما ثبتت الشفعۃ کما یأس گھر میں شفعہ نہیں جسکی بیع فاسد ہوئی اور ہوز اسکا فسخ ساقط
نہیں ہوا پھر اگر اسکا حق فسخ ساقط ہو گیا چنانچہ شری نے بیان کیا کہ عمارت بنائی تو شفعہ ثابت ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا ہم اسی طرح ہمہ سے اور زمین
وینے سے حق فسخ ساقط ہوتا ہے تو شفعہ قیمت دے کر شفعہ لگا کہ انی الزیلعی اور بخیار رویتہ او شرط او عیب بقضاً و متعلق بالاخر فقط خلافا لما فیہ
المصنف تبعاً للدر یار بیع ہو بخیار رویتہ یا بخیار شرط کے سبب سے یا بیع ہو بخیار عیب سے حکم قاضی شاری نے کہا بقضاً فقط اخیر یعنی عیب سے متعلق اگر
برخلاف اسکے جو مصنف نے شرح میں بیان کیا ہے درکار تابع ہر کو مصنف نے شرح میں کہا کہ بقضاً متعلق ہر دوسے تو مسائل تشریح حکم قاضی متعلق
ہو گیا حالانکہ ایہا نہیں چنانچہ کلام مزاجی ہر جا اسکے مخالفہ ہو کہ انی الطحاوی و بعد کما مست ای او بیع و بیعت الشفعۃ ثم رد البیع بخیار رویتہ او شرط و
مالکان او عیب بقضاً فلا شفعۃ لانه فسخ لا یصح رویتہ ہو تسلیم شفعہ کے بعد یعنی جب بیع ہوئی اور شفعہ سے شفعہ نے انکار کیا پھر بیع پھر دیا گیا بسبب خیار
الرویتہ کے یا بسبب خیار شرط کے یا رویتہ ہو بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے تو شفعہ نہیں اوسو اسطے کہ یہ فسخ جو بیع نہیں ہر بیعت ہی مسائل تشریح حکم قاضی
شفعہ واجب ہوتا ہے بیع کے بعد یعنی فسخ بیع کے بعد بخلاف الرویتہ عیب بقضاً او اوقالہ فان لم یشفعہ لان الرویتہ بلا قضاء و الا قالہ
بشرط بیع ہند او برخلاف رویتہ عیب سے بقض کے بعد بدون حکم قاضی کے یا اوقالہ سے اوسو اسطے کہ شفعہ کیو اسطے شفعہ ثابت ہے اوسو اسطیکہ عیب سے بیع
بدون حکم قاضی کے بشرط بیع کے ہر شروع سے اور طریق اوقالہ بیع ہوا گناہ ہر اوسو اسطیکہ عیب سے بلا قضاء پھر لینا جو کہ واجب نہیں اور باوجود اسکے

باع نے اپنی خوشی سے پیر لیا تو ایسا ہوا گویا اسے خرید کیا اور اسی طرح اقلہ بیع پر مالک کے حق میں اور شفعہ تیسرا ہر بائع اور شری کا کذا فی الدرر شریعت شفعہ
 للعبد لما دون المستغرق بالدين حاطه الدين بقرينة كسب ليس بشرط ان المال في بيع سیده اور شفعہ ثابت ہر غلام ما دون کو اسے جو دین میں ہوا جو اسے
 مولیٰ کی بیع میں بن مالک نے غلط ہونا دین کا غلام کی گردن اور کمالی کو شریعت شفعہ کی شرط نہیں کیا مگر مولیٰ نے جو گویا تو اسکا شفعہ اس کے غلام پر ہو
 کے واسطے ثابت ہوا اسلئے کہ در صورت اذن تجارت جو غلام کے پاس ہر وہ مولیٰ کا مولیٰ نہیں ہر اور یہی علت مولیٰ کے شفعہ لینے کی غلام کی بیع میں
 اشیئت بسیدہ فی بیعہ بنا علی ان لاخذ بالشفعة بمنزلة الشراء وشر او احد جاسن الاخره جواز اور شفعہ ثابت ہر غلام ما دون کے مالک کو اسے غلام کے بیچ
 اگر میں اسوجہ سے کہ شفعہ لینا بمنزلة خرید کے ہر اور نہیں ہے ایک کا خرید کرنا دوسرے سے جائز و وقت میں شریعت ہمالہ اور کذا اور شریعت لہ مالک کذا اور
 شفعہ ثابت ہر اشخص کو اسے جسے اصلہ یا دکانہ خرید کیا یا اس کے واسطے دوسرے نے بطریق وکالت خرید کیا مگر ایک اشخص نے دوسرے کو خرید کرنے کا
 وکیل کیا سو وکیل نے مولیٰ کو اسے گھر خرید کیا اور حالانکہ مولیٰ شفعہ پر تو اس کے واسطے شفعہ ثابت ہر صورت اہلی یہ ہے کہ ایک گھر میں اشخصوں میں شریعت ہر اور اس
 گھر کا ایک اشخص جار ملاصق ہر ہر جب وہ گھر بیع ہوا اور ایک شریک نے اسکو خرید کیا تو شریعت کے واسطے شفعہ ثابت ہر خواہ اسے ہمالہ خرید کی ہو یا دکانہ اور اسی
 طرح مولیٰ کے واسطے شفعہ ثابت ہر جبکہ وکیل نے اسی کو اسے خرید کی ہو اور دوسرے شریک کو اسے بھی شفعہ ثابت ہر کذا فی الدرر یہ توضیح ہر شریعت کے قول تیز
 کی وکالت نہ لوکان شریعتی و اولیٰ بالشرع شریک و ولد شریک آخر فلما استفقد و لو ہو شریک و ولد ابا جار فلا شفعہ للجار مع وجودہ اور فائدہ ثبوت شفعہ کا اسلئے
 مذکورہ میں یہ ہے کہ اگر شریعتی یا خرید کا مولیٰ شریک ہو اور گھر کا دوسرا شریک بھی تو دونوں کو اسے شفعہ ثابت ہر اور اگر وہ شریک ہو اور گھر کا کوئی جار ملاصق ہو تو
 ہمسایہ کو اسے شفعہ نہیں ہر وجود شریک کے یعنی اس واسطے کہ شریک مقدم ہر ہمسایہ پر کذا فی الدرر لا شفعہ لمن باع امالہ او دکانہ او بیع لہ ای دکانہ
 بالبیع و ضمن الدرر ان الشفعۃ یطل بانذار الرعۃ عنہا لا فیما شفعہ نہیں سکا جسے بیع کی امالہ یا دکانہ یا بیع ہوگی اسکی طرف سے یعنی دوسرے کو
 اسے بیع کرنے کا وکیل کیا یا ضمان دہا کیا یعنی اگر بیع خیر کی ملک مکملے تو میں کا ضمان ہے ہر اور قاعدہ کلیہ ثبوت اور عدم ثبوت شفعہ کا یہ ہے کہ شفعہ باطل ہو یا نا
 شفعہ ہے غیبی ظاہر کرنے میں او باطل نہیں ہوتا اظہار خواہش سے کہ میں چاہتا ہوں بیع ضمان استحقاق بیع کی عدم خواہش پر دلالت کرتا ہے لہذا شفعہ باطل ہو گیا

باب ما یطہر

یہ باب ہر اسکا جو شفعہ کو باطل کر دیتا ہر سبطہما ترک طلب الموثبہ ترک بان لا یطلب فی مجلس خرفیہ بالبیع ابن مالک و تقدم ترجیحہ شفعہ کو باطل کرنا ہر طلب شریعت
 کا ترک کرنا اور ترک طلب موثبہ کی صورت یہ ہے کہ شفعہ شفعہ طلب نہ کرے اس مجلس میں جہاں اسکو بیع کی خبر پہنچی ہو کذا ذکر ابن مالک اور ترجیح خیار مجلس کی مقدم
 مذکور ہو چکی یعنی طلب موثبہ آخر مجلس مکتمند ہر اور وہ ہی قول راجح ہر طلب علی الفور راوترک طلب الاثم و عند خیار و ذی بدلا الاثم و عند طلب الموثبہ لا
 غیر لازم مع القدرة کما ہر باطل شفعہ ہر باوجود قدرت کے طلب شہاد کا ترک کرنا عقار یا ذی البد کے نزدیک نہ کہ گواہ کرنا طلب موثبہ کے نزدیک اس واسطے کہ
 غیر لازم ہر خواہ مخواہ ہو چکا م طلب شہاد کی صورت مذکور ہو چکی کہ شفعہ یوں کہے کہ غلام نے اشخص نے یہ گھر خرید کیا اور میں اسکا شفعہ ہوں اور میں قبل اس کے طلب موثبہ
 کر چکا ہوں اور اب بھی طلب کرنا ہوں سو تم شاہد ہو ہر اور قدرت کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کا شفعہ نہ نہ کر لیا ہو اور وہ نماز کے اندر نہ ہو و سبطہما سبطہما
 بعد البیوع علم بالنسب و لا یقضی الا قبلہ کما ہر اور فقط بعد بیع کے تسلیم شفعہ باطل ہر اسکی خواہ وہ استیفاء شفعہ کا سبب تسلیم کے اسکو ہو یا نہ ہو اور قبل بیع کے تسلیم
 شفعہ باطل نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا م تسلیم شفعہ عبارتہ از سقاط حق شفعہ سے اور سقاط حق نہیں ہو سکتا اگر بعد وجوب کے اور وجوب شفعہ نہیں ہوتا اگر بیع کے بعد اندھا
 تسلیم شفعہ قبل بیع کے صحیح نہیں اور بعد بیع کے صحیح ہر ولو تسلیم اسباب و وصی خلافا لہ فیما یقیمہ اقل ملتقی تسلیم باطل شفعہ ہر اگر تسلیم صغیر کے باب یا
 وصی کی طرف سے ہو بخلاف محمد کے کہ میں جب کسی بیع اسکی قیمت کے موافق یا اقل قیمت سے ہوگی ہو کذا فی ملتقی میں صغیر کا باب اگر صغیر کا شفعہ ساقط کرے تو تسلیم

سود سود و سود یہ تینوں ہی صاحب در کی طرف اسو طیکہ صاحب در سے یوں کہا کہ وہ قایم بین جو عبارت اول و فیما بین الاذرا عا نصیب ہو سو کا تیب کی
سود سے پرستار نے کہا کہ اسکو سود کا سود ہو اسو اسٹے کہ کلام نام موجب بین ششٹی کا نصیب ہو جبکہ الا شفعہ لو وہب هذا المقدار لشری و
اور اسی طرح شفعہ نہیں اگر بقدر یعنی بقدر ایک گز طول میں بائع نے مشتری کو سبہ بلا عوض کر دیا اور اسے اُس پر نصیبی کر لیا مگر عدم ثبوت شفعہ کی وجہ یہ کہ
جو متصل شفعہ تھا وہ موہوب ہو گیا اور موہوب بین شفعہ نہیں خطا وی ہے کہا خواہ بہر قبل بیع کے ہو خواہ بعد بیع کے وان التبايع سما منه ثمن ثم التبايع
بقیہ تھا فالشفعة للحجار فی سهم الاول فقط و الباقی للشریک و اگر مشتری نے اسکا ایک مثلاً دو اناجھ کو بیع کر دیا مگر خرید کیا تو باقی
کیونکہ شفعہ ثابت ہوگا فقط پہلے حصہ میں و باقی گز مشتری کا ہوگا اسو اسٹے کہ مشتری شریک ہو گیا بائع کا سهم اول کی خرید سے اور شریک مقدم ہو جاوے
سهم اول میں سو اسٹے شفعہ ثابت ہو کہ پہلے بیع اسی کی ہوئی اور شریک مشتری کی بائع سے عقد ثانی کے وقت ہوئی شفعہ لینے سے پہلے اور دہرے کہ شفعہ کو
خبر بیع کی نہ ہوئی مگر دونوں عقد کے بعد و حیثہ کلام ان مشتری الدرع و اسهم کل الشئ الا درہم باقی با باقی و تمام شفعہ کے استقاط کا یہ چلے کہ مشتری
خرید کرے ایک گز کو مسئلہ اولیٰ بین یا سهم کو خرید کرے اس مسئلہ میں تمام سهم سے سو اسٹے ایک دم کے اور باقی گز کو باقی ایک دم سے خرید کرے مثلاً ہزار
دم پر خرید کرنا منظور تو اس گز کا ہزار و ان حصہ ۹۹۹ دم سے خرید کرے تو شفعہ کا شفعہ ہزار و ان حصہ میں ثابت ہوگا ۹۹۹
دم کی شئ سے اور باقی گز میں شفعہ نہیں اسو اسٹے کہ مشتری شریک ہو گیا اور وہ حتیٰ ہر جارے کذا فی الدرر لوین کہ تخیلفہ بالمداروت یہ ابطال شفعہ کی
جائز نہیں شفعہ کو قسم دینا مشتری کو اس طرح کہ و اسد تونے اس فعل سے میرے شفعہ کے باطل کر دینے کا ارادہ نہیں کیا و تخیلفہ بالمدان اسع الاول ماکان
بلغیہ مؤذرا وہ عزایا للو غیر او شفعہ کو اس قسم دینے کا اختیار ہو کہ وہ سب بیع اول تخیلفہ تھی کذا ذکرہ مؤذرا وہ عن ابو جعفر ثقیف اس بیع کو کہتے ہیں کہ بائع اور مشتری
بیع ظاہر کرین دشمن کے خوف سے اور حالانکہ وہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ وہ ہزل ہے اسکی تخیلفہ کا سو اسٹے اختیار ہوگا کہ وہ تخیلفہ کا ذکر کرے تو بائع کی ملک ثابت
رہے گی اور شفعہ حوازم ہیکل کذا فی الخطا وی وان التبايع ثمن کثیر ثم دفع ثوبا عنه فالشفعة بائع لا بالثوب فلا یغیب فید و اگر بیع خرید کیا شئ
سے پھر ثمن کی عوض لیا دیا تو شفعہ ثابت ہوگا ثمن سے نہ کثیر سے تو ہمیں خواہش نہ ہوگی مثلاً ایک گز کی قیمت سودم ہو اسکو ہزار دم کے ثمن سے خرید کیا پھر
ثمن کے عوض بائع کی رضا مندی کے ساتھ ایک تھان دیا تو اگر شفعہ دعویٰ کرے گا تو اسکو شفعہ ہزار دم کی عوض ملے گا نہ تھان کی عوض اسو اسٹے کہ ہزار دم کی
عوض تھان دینا دوسرے عقد ہے اور گز کی عوض تو وہی ہزار دم کا ثمن ہے و نہ حیثہ تعلیم الشریک و با لکننا تفر لبائع و ان لم یکل الشئ اذا استحق المتر و یہ چلے
شریک و اگر بار دونوں کو عام ہے لیکن بائع کو مضر ہو اسو اسٹے کہ بائع کو ثمن دینا لازم ہوگا جبکہ منزل بیع غیر کی ایک ثابت ہوں فالاولیٰ بیع درہم ثمن
لبطل البصر اذا استحق تو بیع درہم ثمن کا ایک دینا سے بہتر ہو تاکہ یہ عقد صرف باطل ہو جائے جبکہ استحقاق ملک غیر کا ثابت ہو ثمن کے درہم مثلاً سو اسٹے
مشتری کے دہرے پھر بائع نے سودم کو ایک دینا سے مثلاً بیچا پھر جبکہ استحقاق ملک غیر کا ثابت ہوگا تو یہ عقد صرف فاسد ہوگی سو طیکہ اب ظاہر ہو گیا کہ مشتری
کے دہرے پر کچھ نہ تھا تو جو مشتری نے دیا وہی بائع کو غیر دینا ہے گا یعنی دینا کذا فی الخطا وی و حیثہ آخری حسن و اصل وہی اعتبار فی الاصل ذکر بقولہ و کذا
اشتری بدرہم معلومہ بوزن و تبارع مع قبضہ فلوس شیر الیہ ما و اصل قدر ما و فیض فلوس بعد قبضہ فی المجلس لان جہالت الثمن تمنع الشفعہ و قلت خود
فی المصنوعات اور ایک دوسرے جہاں بہتر و اصل تر سب جہاں مذکورہ سے اور وہی شہور ہے شہر دہن میں اسکو مصنف نے اپنے اس قول سے لکھا ہے اور اسی طرح شفعہ ساقط
ہو جاتا ہے اگر مشتری نے درہم معلومہ سے خواہ تعین درہم کا درجہ ہو خواہ اشارہ سے خرید کیا اور اُس کے ساتھ مشعی غرض میں ہی دیے جنکی طرف اشارہ کر دیا گیا
اور انکی مقدار معلوم نہ ہو اور فلوس بائع نے تلف کر دیے بعد قبضہ کے مجلس کے اندر اسو اسٹے کہ جہالت ثمن شفعہ کی مانع ہے کذا فی الدرر میں کہتا ہوں اور ہی کے
باندہ مصنف میں ہم جب فلوس شمار لیا پھر بائع کا قبضہ ہوا تو ثمن عقد کے وقت معلوم اور تعین ثمن انہذا بیع صحیح ہوگی اور فلوس تلف ہو جانے کے بعد جہالت بعد از

بہا بل یاخذ اکل ادھر کہ لان فیہ تفریق ہفتہ علی مشتری بخلاف الاول لایقام اشتیاع مقام احدہم فلم تفرق ہفتہ بل افرق بین کوئی قبل قبض و بعدہ ہی اکل فیض
تقسا اوسیں لکل جملہ لان البعۃ لاتحاد و اشتیاع جیکہ ایک جماعت نے زمین سولہ لی اور بائع ایک ہو تو شفعہ لینا متعدد ہو گا مشتری کے شمار
کے موافق تو شفعہ کو یہ جائز ہو گا کہ ایک مشتری کا حصہ لے اور باقی کو چھوڑ دے اور بالکس کے یعنی جیکہ بائع کسی شخص ہوں اور مشتری ایک ہو تو شفعہ لینا متعدد
ہو گا بلکہ شفعہ یا سب بیع کو لے یا سب کو چھوڑ دے اس واسطے کہ سہ ماہی مشتری پر تفریق عقد بخلاف اول سہ کے اس واسطیکہ وہاں شفعہ قائم مقام ہر ایک مشتری
کے تو عقد متفرق نہ ہوا زمین کچھ فرق نہیں کہ شفعہ لینا قبض کرنے سے پہلے ہو یا بعد اسکے ہر مشتری کے زمین کا علیحدہ علیحدہ نام لیا گیا ہو! تاہم زمین کچھ مذکور
ہو یا ہو اس واسطیکہ یہاں اتحاد کا اعتبار نہ ہو اتحاد زمین کا وہ علم نہ ہو طلب حصہ نہ ہو علی شفعہ اور معلوم کہ اس کو کہ اگر شفعہ دوسرے بعد مشتری ایک حصہ کو طلب کرے
تو باقی حصوں میں نہ اپنے شفعہ پر قادر رہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ باقی کا شفعہ باطل ہو گیا کذا فی درست مشتری داریل و زرقین و مصرین ہفتہ اخذ ہوا
معا و ترکما لاحد ہوا و لواحدا جہا بالمتفرق والاخری بالمزبج صحیح رویاں اور اگر مشتری نے دو گھر یا دو گانوں خرید کیے دوسرے دن میں ایک عقد یعنی ایک بیجا بار
قبول سے تو ان دو گھر دن کا شفعہ اُنکو ساتھی لے یا دونوں چھوڑے اور زمین کی ایک گھر کو لے اگرچہ ایک گھر مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں کذا فی شرح الجمع اور
اسکا ذکر آگے آوے گا اور اگر شفعہ ایک ہی گھر کا ہونہ دوسرے کا اور بیع دونوں گھروں کی ایک بیجا بار قبول سے ہوئی ہو تو شفعہ کو شفعہ لینا نہیں ہو گا بلکہ
اُسی گھر کا جو اُسکے پاس ہے اور یہاں کہہ دے کہ اُن دونوں گھروں میں جو متصل ہوں تو شفعہ ایک گھر کا جیسا یہ ہو اور جس نے امام سے روایت کی کہ شفعہ کو دونوں کا
لینا درست ہے شفعہ سے کرنی لے گا حسن کی روایت ہے بدالالت کرتی ہے کہ امام نے روایت سابقہ سے رجوع کیا ہے کذا فی البہا المکیرۃ و المستہر فی ہذا اسی بعد و الاتحاد
العی قد تعلق حقوق بقدرہ دون لما لاک فلو دکل واحد جماعۃ ثلاث شفعہ اخذ نصیب معظم اور اس بعد اور اتحاد میں عقد معتبر نہ مالک ہو اسلئے حقوق عقد کے قائل
کی طرف متعلق ہوتے ہیں نہ مالک کی طرف تو اگر ایک مالک نے ایک جماعت کو کچھ زمین کیلے یعنی خرید کا تو شفعہ کو ایک وکیل کا حصہ لینا جائز ہے یا اس صورت میں ہر کہ
ہر وکیل کو ایک ایک حصہ کی خرید میں کیلے کیا ہو اور اگر سب کو تمام کی خرید کا وکیل کیا تو شفعہ زمین کو تمام میں کذا فی الخطا دی مشتری نصیب غیر مقسم فقہاء
المشتری البائع اخذ الشفعہ نصیب مشتری لہذا فی حصص یقسمتہ وان وقع فی غیر جامع علی الاصح آدھا گھر غیر مقسم خرید کیا مشتری نے بائع سے بانٹ لیا تو
شفعہ مشتری سے وہ حصہ ہے جو اسکو حاصل ہو قیمت سے اگرچہ وہ حصہ شفعہ کی جانب میں نہ بڑا ہو بلکہ جب اح قول کہم غیر مرصع قدری کا قول ہے کہ شفعہ وہی حصہ ہے گا
جو اُسکی جانب میں واقع ہے غیر جانب کا و لیس لہ الخ شفعہ نقدہا مطلقا سو اس قسم حکم اور علی الاصح انما اس تمام قبض لہ شفعہ کو نقص قسمت مطلقا جائز
نہیں خواہ قسمت قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا بائع کی رضامندی سے اس واسطے کہ قسمت قبض کی تمامی سے ہر یعنی ہر دون قسمت کے مشترک چیز کا پورا قبض نہیں
ہوتا اور حالانکہ تمام قبض نقد کا حکم ہے حتیٰ تو قاسم الشریک کان للشفعہ قبض کما ذکرہ و بقولہ بخلاف ما اذا باع احد الشریکین نصیبہ میں مشتری کہ
وقاسم مشتری الشریک الذی لم یبع حیث یكون للشفعہ نقصۃ نقصت بہ ہر تو اگر مشتری نے قسمت کر لی بائع کے شریک سے تو شفعہ کو نقص
قسمت جائز ہے چنانچہ مصنف نے اسکو ذکر کیا اپنے اس قول سے برخلاف اُسکے جیکہ دوسرے یوں سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا مشترک گھر سے
تو مشتری نے دوسرے اُس شریک سے جس نے بیع نہیں کی قسمت کر لی کہ وہاں شفعہ کو نقص قسمت جائز ہے جرح اُسی بیع اور یہہہ کا نقص جائز ہے یہ غیر بیع
ہر عدم نقص قسمت کی تعلیل پر یعنی اگر قسمت تمام قبض سے ہو چنانچہ ثمالی مذکور میں ہے تو نقص قسمت درست ہے اس واسطیکہ نقد اُس شخص سے واقع ہو اس سے
قسمت کر لی تو یہاں قسمت تمام قبض سے نہ ہوئی جو عقد کا حکم ہے لہذا شفعہ اسکو توڑ سکتا ہے لہذا مشتری انسان ارادہا شفعہ ان غیر جائز شفعہ ثالث بعد
ما اقتساما بقضارا وغیرہ فلہ اسی الشفعہ ان قبض لہم مقررہ میرورہ لغت ثمالی ترج و ہا نیۃ چنانچہ اگر وہ شخص نے گھر سول لیا اور وہ دونوں شفعہ میں اس گھر
پھر شفعہ آیا و دونوں کی قسمت کر لیتے کے بعد خواہ قسمت قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا سو اس کے مثلاً رضامندی سے تو شفعہ کو قسمت کا توڑ دینا جائز ہے نصیب کی ہر

ہو جانے کی ضرورت سے گذرانی میں البیان میں یہ تفسیر انفس قسمت کی صورت اسکی یہ کہ ایک گھر کے تین بیوی لایق ہیں مثلاً ایک سے دوتے وہ گھر خیر کے بانی
یا نصف نصف بھر سے پورے نصف طلب کیا تو قسمت گذرہ منقوض ہوگی اس ضرورت سے کہ تین تہائی تہائی کا شری پر اور دونوں تہائی میں سے
ہر ایک کے پاس نصف نصف اور یہ باقی نہیں رہ سکتا اختلاف اجار و اشتری فی ملکیت لہذا لایق یکس فیہا اشتر با ب یعنی ہر ایک کا قول بقول مشتری لایق
استحقاق اشتر با ب یعنی اگر مشتری نے اس گھر کی ملکیت میں جس میں تین رہتا ہو جو بیوی پر مشتری کا قول قبول ہوگا اسو اسٹیک کے وہ اختلاف
شفعہ کا شکر ہو و لاجار تہا لیسہ اسی ملکیت مشتری علی علم عند الی یوسف و یحییٰ اور بیوی کو مشتری کا قسم دنیا اسکی نسبت پر جاز ہو و یوسف کے نزدیک
اور اسی کا فتویٰ ہر بیوی مشتری یون قسم کھائے کہ دوسرے گھر میرے علم میں شیخ کا ملوک نہیں علم پر اسو اسٹیک قسم ہوئی کہ غیر کے فعل تخلیف پر اور غیر کے فعل پر
یقین قطعی نہیں ہوتا مگر اگر مشتری طلب لہذا تہا لیسہ علی علم جیسے کہ مشتری اگر طلب ہوا تہا لیسہ کا شکر ہو تو اس علم پر قسم لیا گیا یعنی اسو اسٹیک
یعنی تخلیف پر غیر کے فعل پر و ان اگر مشتری طلب لہذا تہا لیسہ علی علم جیسے کہ مشتری اگر طلب لہذا تہا لیسہ کا شکر ہو تو اس علم پر قسم لیا گیا یعنی اسو اسٹیک
کے وقت طلب تہا لیسہ اسکا ر کیا تو مشتری قسم کھائے قطع اور یحییٰ پر اسو اسٹیک کہ مشتری کا علم طلب تہا لیسہ کا محیط ہو طلب ہوا تہا لیسہ کا لایق لہذا لایق
اگرچہ طلب تہا لیسہ غیر کا یعنی شفعہ کا فعل پر لیکن چونکہ حالف کے سامنے کا فعل پر ہذا قسم لازم ہوئی یہ اسوقت پر جبکہ شفعہ طلب تہا لیسہ کا دعویٰ ہوا اور گواہوں
سے شکوہ ثابت نہ کر سکے و لہذا تہا لیسہ شفعہ حق و قال الی یوسف بیعت مشتری در اگر شفعہ اور مشتری دونوں گواہ لاریں تو شفعہ کے گواہ حق اور مقدم ہیں اور
اور یوسف نے کہا کہ مشتری کے گواہ مقدم ہیں فروع مسائل ملحقہ شارح کے باع مانی اجارہ وغیرہ و شفعہ فان اجارہ یا شفعہ و الاطلت الاجارہ و ان دیا
کا لے وہ چیز کی جو غیر کے اجارہ میں ہو اور حالانکہ مستاجر کا شفعہ ہو سوا اگر مستاجر نے بیع اسکی جائز رکھی تو اسکو لایق باطل شفعہ کے یعنی اور اجارہ باطل ہوگا
اور اگر بیع جائز رکھی تو اجارہ باطل ہوگا اگرچہ شفعہ رد در رسم یعنی عدم اجازت بیع کے ساتھ شفعہ ہی طلب کیا تو اجارہ باطل ہوگا اسو اسٹیک کہ طلب شفعہ صحیح نہیں
بعد اطلاق اجارہ گذرانی البیان میں شری لفظہ و الاب شفعہ کہ اشفعہ و الوسی کا لاب قات لکن فی شرح الحجح ما یجاء تہا لیسہ بآب نے اپنے محل صغیر کے واسطے
خرید کی اور حالانکہ بآب شفعہ پر تو اسکا شفعہ ثابت ہو اور وہی بآب کے مانند جو میں کتا ہوں لیکن شرح حجج میں اس کے مخالفت پر سو خبر دار نہام شرح حجج میں
یون پر کہ بآب کی تید اسو اسٹیک لگائی کہ وہی شفعہ نہیں رہ سکتا اتفاقاً اسو اسٹیک کہ شفعہ لینا بآب نے خرید کے پر اور وہی کو تہا لیسہ کا مال خرید کر ناجائز نہیں
اپنی ذات کے واسطے لوگات دار اشفعہ لامصلحہ بعض لم یصح کان لہ اشفعہ فیما لا یرتفع و لوقیہ تفریق لہ اشفعہ اگر شفعہ کا مگر متصل ہو بعض مع سے تو اسکا شفعہ
فقط اسی قدر میں ثابت ہوگا جو کہ متصل ہو اگرچہ میں تفریق منفرد ہوتی ہر صورت اسکی یہ کہ دو گھر کی بیع ہوئی اور شفعہ کا گھر ایک ہی گھر کے پاس رہی جار
لاصق وہ کہ ہر ایک کی دیوار ملحدہ ہو اور دونوں دیواروں میں رادہ ہو مکان کی تنگی کے سبب سے یا کہ دونوں کے قوساں کے سبب سے گذرانی لفظہ و یحییٰ
اگر وہی لا برابر انعام میں شفعہ یطلبا تہا لیسہ و لایق انہ لم یصلح بہا شفعہ کی جانب سے ابرار عام کرنا شفعہ کو باطل کرتے اور تہا لیسہ ہر طرح سے اور دیا تہا لیسہ
اگر شفعہ شفعہ کو نجاستا ہر صورت اسکی یہ کہ ایک گھر کا تو باقی یا مشتری نے کہ اشفعہ سے کہ تو ہو کہ بیوی لایق نہ کر دے ہر صورت سے جو تہا لیسہ کی ہمداری
جانب ہو سونے ابرار عام کر دیا اور حالانکہ شفعہ جاتا نہیں ہے کہ انکی جانب اسکا شفعہ واجب ہو جو قوساں ابرار عام سے قاضی کے نزدیک اسکا شفعہ باطل ہوگا
لیکن فیما بینہ و بین ہر شفعہ باقی رہ گیا اسو اسٹیک اگر وہ جاتا تو شفعہ چھوڑتا ہوا ہر گواہ میں ہے کہ شفعہ کے قول پر ہر اور البیوسف کے قول پر برات میں قبول
سے برات ثابت ہو جاتی ہر قضا بھی اور دیا تہا لیسہ و علیہ الفتویٰ چنانچہ شرح منظومہ و خلاصہ و وزانہ افتادہ میں ہے کہ گذرانی لفظہ و یحییٰ و بیع مشتری
البناء و نجار اشفعہ خیر ان شاد اعطاء باز و اشفعہ اور ترک جبکہ مشتری نے عبارت میں رنگ آمیزی کی یہ شفعہ کیا تو وہ مختار ہے چاہے اسکو آزاد سے جسنہر اسکی قیمت
رنگ آمیزی سے زیادہ ہو گئی اور چاہے شفعہ ترک کو سے آخر اجار طلبہ لکون القاضی لایرا تا و مؤخر شفعہ جاری طلب تہا لیسہ میں اخیر کی اسو اسٹیک کہ قاضی شفعہ

بقدرہ والا لانا لستہ میں ان میں جتنی مویہ زادہ مویہ لواتا تھا کھسائی لگا کر کباب خیز کیا اور ہر کباب شفع غائب ہر سو ذرت بل لائے اور شری کے انگوٹھا یا کپڑے
شفع آیا اور اسے دو باغ بہر عوی شفع لیا اگر ذرت قبض شری کے وقت پہلے ہوں تو بقدر قیمت پلوں کے ٹھن سے ساقط ہوگا اور اگر پہلے نہ ہو تو قبض کے وقت قبض
سے کچھ ساقط ہوگا اور اسٹیکہ محل کا کچھ نہ تران میں سوقت گذر کر مویہ زادہ میں وقایات کھسائی فی الوہ بنائے سے یا خذ فیما شری العنیرہ اب و حسی البوٹ
یونخر اور وہاں میں ہر دریا پ شفع نہ ان میں جو اسے اپنے منبر زرد کبوتر کے خرید کیا اور دسی خجاست میں تاخیر کر قیمت کے بلوغ تک اگر خجاست میں تاخیر کرے
لیکن دسی کو لازم ہو کہ طلب شفع کرے اور ذریعہ دن کو اگر کے چنانچہ خزانہ اکیل میں خجاستی اسو اسٹیکہ تاخیر طلب شفع باطل ہو جائے سے دسی تو تفریق دین
بمقتضا و لو غیر جار فا تفرق اجدر اور شفع کو جائز نہیں تفریق کرنا ان دو گھر دن کا جو سا خجاستی ہو سے اور وہ دونوں کا شفع ہر در اگر شفع ہر ایک میں
دوسرے گھر کا تو تفریق لائق تر ہو تفریق اسو اسٹیکہ دو تفریق شفع کے موجب ہر در ایک گھر کا شفع ہر در دوسرے کا نہیں تو تفریق جائز ہو چنانچہ سابق میں
مذکور ہو چکا ہے و ما منر سقاط اقل سقاط و حلیفہ فی انکر لاشاک انکر اور غیر نہیں کرنا سقاط شفع کا حلیہ در بخالیہ و ما منر سقاط کا نہیں کچھ منافع
نہیں قصد شفع ساقط کرنے میں حلیہ اور تخلیف احد ہا قدین کی حالت انکار میں بلا شاک منکر اور میوہ و شرعاً یعنی اگر بائع یا مشتری عا کرین کریم نے سقاط
شفع کارا وہ نہیں کیا تو شفع کو اسے قسم لینا جائز نہیں گذارنی فنادی قاضی خان اسد علیہ السلام ہر ہر حکم

کتاب التمس

یہ کتاب ہر قسمت کے بیان میں یعنی ساجھے کی خبر کا بانٹنا سب سے ان احد اشترکین اذا اراد الا تفرق باع تجب التمسۃ او قسم قسمت کی مسابست شفع سے
ہو کہ احد اشترکین جب تفرق کا ارادہ کرے تو بائع سے کچھ تو شفع جب ہوگا یا قسمت کر لیا بدوین سے کہ ہر قسم اسم لامقا قسم کا قدر وہ لا تفرق
لغت میں اسم ہو اقسام یعنی بابت لینے کا جسے فدوہ اسم ہر نقد کا شرعاً صحیح نصیب شائع کہ فی مکان معین در شرع میں قسمت عبارت ہر ایک شخص کے
حصہ شائع کے جمع کر دینے سے ایک معین مکان میں ہم مثلاً ایک گھر کے تین شرکاء میں تو ہر شخص کا حصہ ہر جگہ اس گھر میں شائع ہو بلا تین ہر جیب اسکے تین حصہ ہو گئے
ہر شخص کا حصہ خاص مکان میں مجتمع ہو گیا اسی معین حق شائع کا نام قسمت ہر وسیعہ مطلب اشترک اور بعضہم لا شفاع بلکہ علی وجہ خصوص فلولم و جہدیم
لا شفع التمسۃ اور قسمت کا سبب طلب کرنا ہر سبب شرکوں کا یا بعض کا اپنی ملک سے منفعت حاصل کرنے کی واسطے ہر وجہ خصوص فلولم و جہدیم کی طلب نہ پائی جائے
تو قسمت کرنا صحیح نہیں ہم مشترک چیز میں ہر شرکاء سے لینا ہر اپنے غیر کے حصہ سے تو طلب قسمت حاکم سے یہ سوال کرنا ہر کہ انکو اپنے حصہ کے شفاع سے خاص کر دے اور
غیر کو اسکے شفاع سے روک دے تو حاکم پر اسکی اجابت واجب ہو گذارنی الزلیع و کنہما ہو الفعل الذی یصل بہ الافراد و التمسین میں لا انصیا لکلیل و ذریع
اور قسمت کا کرک وہ فعل جو جس سے جد اکی اور تیسرے حاصل ہو جائے حصوں کے درمیان چنانچہ یہاں کرنا اور گز سے ناپنا ہم یعنی چنانچہ کبلی خبر کو یہاں کرنا اور وزنی
چیز کو تو لانا اور عددی چیز کو شمار کرنا اور ذریعہ چیز کو گز سے ناپنا یہاں کہ قسمت کا کہ بدوین اسکے قسمت کا وجود نہیں و بشرط اعدم فوت التمسۃ بالقسیمۃ
ولذا لا یقسم کا ط و حاکم اور بشرط قسمت کی یہ ہر کہ مشترک چیز کی منفعت فوت نہ ہو جائے ہائے سے اور اسی واسطے قسمت نہیں کیجاتی دیوار و حمام اور انکما
م عدم فوت منفعت بشرط ہر ذریعہ قسمت کی اس واسطے کہ قسمت سے غرض مقصود تو غیر منفعت ہر چیز جیسے ہر ذریعہ تو حاکم قسمت ہر چیز نہیں کر سکتا ہر ایک
شرکاء کے طلب سے مان اگر سب شرکاء طلب کریں تو قسمت صحیح ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا و حکمہا تعین یصل کل من اشترک علیحدہ اور حکم یعنی قسمت کا اگر ترتیب
معین کر دیا ہر ہر شرکاء کے حصہ کا علوہ و علوہ و قسمل مطلقاً علی معنی الافراد و ہواخذ معین حصہ و علی معنی البیادہ و علی اخذ عوض حصہ اور مطلقاً یعنی شالی اور قیمتی و ذل
میں قسمت شامل ہر معنی افراد و ذریعہ ہر افراد سے ہر انصیا ہر اپنے حق کا بیادہ و بیادہ سے ہر انصیا ہر اپنے حق کا بیادہ و بیادہ سے ہر انصیا ہر اپنے حق کا بیادہ و بیادہ سے
اخراج ہر خبر ذریعہ شالی ہر شخص کو ایک نصف تو اسی شرکاء کا ہر تو سکا لانا افراد ہر انصیا ہر اپنے حق کا بیادہ و بیادہ سے ہر انصیا ہر اپنے حق کا بیادہ و بیادہ سے

اشترک

شریک ثانی کے قبضہ میں ہو تو اسکا لینا بھی سبب دلہ شریک اندہ فی نفسہ دلاخرا ہو غالب فی اشل و مافی حکمہ کا بعد دی التقارب فان معنی الاخر غالب فیہ انما ان
عن الکافی اور افر یعنی اپنا حق بعینہ لینا غالب ہر شکی چیز اور جو شکی کے حکم میں چنانچہ عددی تقارب جیسے بعینہ اور جزا سو اسطیکہ افرائے معنی میں بھی شکی کے لئے مذکور
ہیں انسا نقل کیا ہے کہ ان کما فی سے ہم مثلی میں معنی افر ہو اسطیکہ غالب ہیں کہ اسکی ابعاض اور افراد میں تفاوت نہیں ہو اسطیکہ مثلاً گدوں اور جو سے جو ایک
شریک لیتا ہے وہ اسکی شل ہر بار اور باطن میں جو دوسرے شریک لیتا ہے تو اسکو بعینہ کا قرار دینا ممکن ہے و المبدأ دلتہ غالبہ فی غیرہ ای غیر اشل و مافی و سبب
غالب ہر شکی کے سوائے قبی میں م قیمت واری چیز چنانچہ حیوانات در سبب و در میں میں ہو اسطے سبب دلتہ غالب ہو کہ انہیں بہت تفاوت ہوتا ہے چنانچہ ایک گدے اور
سودم کا اور دوسرا ہزار درم کا تو اسکو عین حق قرار دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ دونوں حصوں میں یقین حاصل دلا و رسا دلت ثابت نہیں ہوتا افر ہذا اول فیما خذہ شریک
حصہ بعینہ صاف فی الاول ای اشل عدم تفاوت الا انما فی ای اشل تفاوت ہے کہ یہ قاعدہ ثابت ہو چکا کہ مثلی میں افراد غالب ہر افر قبی میں ہر بار دلتہ تو شریک پنا حصہ سے
اپنے ساتھی شریک کے غائب ہونے سے اول میں یعنی مثلی میں عدم تفاوت افراد کے سبب سے نہ حصہ سے انکی غیبت سے ثانی میں یعنی قبی میں انکے تفاوت افراد کے سبب سے
فی انما فیہ لیل اور موزوں میں حاضر وغائب و باغ و ضعیف و فاضل و البائع تفسیر لغت ثمتہ ان سلم حظ الاخرین الا انما فیہ یعنی قادی قاضیان میں کئی بازاری
چیز مشترک ہے و میان حاضر وغائب کے یا در میان باغ و ضعیف کے سو شریک حاضر یا شریک باغ نے اپنا حصہ لیا تو قسمت نافذ ہوگی اگر دونوں شریکوں کا حصہ تسلیم کر دیا
اگر تسلیم نہیں کیا تو قسمت نافذ نہ ہوگی اور اگر باقی تلف ہو گیا غائب یا ضعیف کے وصول سے پہلے تو دونوں کا نقصان ہو گا یعنی غائب و حاضر کا یا باغ و ضعیف کا نہ فقط غائب
اور ضعیف کا کسیر یعنی بقا ان ذراع اور والد بقا ان ثمتہ ان ہب بافرزہ الدھقان دلتہ انما لک الباقی علیہا و انما فیہ تفسیر دلتہ انما لک الباقی علی الدھقان مہ ذلتہ بعض
المشاخ انتہی لخصا چنانچہ اناج کا دھیر شریک ہے و میان میں اور افر افر کے زمیندار نے اناج کو انکے ہائے کا ادا کیا تو اگر افران وہ اناج جسکو زمیندار کی واسطے جدا کیا تھا
زمیندار کی طرف سے گیا پہلے تو باقی اناج کا تلف ہو جانا و دونوں پر پڑیگا اور اگر افران اپنا حصہ لیکھا تو باقی کی ہلاکی فقط زمیندار پر پڑیگی یہ کہا ہے بعض مشائخ نے ہنسی کلام
قاضیان خاصہ عالمگیری میں میسکہ ذخیرہ سے یوں بقول ہے کہ قاعدہ کلیہ قسمت کمال اور وزن میں ہے کہ جب ایک شریک کا حصہ ہلاک ہو گیا قبل قبضہ قسمت نفوذ ہوگی
اور ویسا حال ہو جائیگا جیسا کہ قسمت سے پہلے تھا اور اگر اسکا حصہ تلف ہو گیا جسے خود کمال اور وزن کیا نہ دوسرے کا حصہ قسمت برقرار رہی قاعدہ ہے ہم نے یہ کہا
کہ اگر زمیندار افران سے کہے کہ غلبہ باطل و میر حصہ اپنے حصہ سے جدا کر دے اسنے یہاں کیا تو اگر زمیندار کا حصہ قبل از قبضہ ہلاک ہو گیا تو قسمت نفوذ ہے اور زمیندار افران کے
حصہ سے نصف لینگا ہو اسطیکہ زمیندار کا حصہ قبل از قبضہ تلف ہو گیا اور افران کا حصہ تلف ہو گیا تو قسمت برقرار رہی انتہی اور جو نتائج نے قاضی خان سے نقل کیا وہ انکے
مخالف ہے اور ظاہر اور دلت عالمگیری کے ذخیرہ سے معتد علیہ ہے و لہذا قاضی خان نے اس فعل کے بعض مشائخ کی طرف نسبت کیا ہے تو یہ جو اختلاف پر دلیل ظاہر
کذا فی الخطا دی و ان خبر علیہما ای علی ثمتہ غیر لائی فی متحد انہیں منہ فقط سوی فین غیر اتم غلبہ طلب اتم فیر لایہما من معنی الاخر ایک شریک دوسرے شریک
کی غیبت میں اپنا حصہ نہیں لیتا قبی میں اگرچہ غیر مثلی کی قیمت پر جبر کیا جائے تو فقط متحد انہیں میں اسو سے اس غلام کے جو غیبت کا نہیں جبکہ حصہ قسمت طلب کرے تو قبی میں
جبر اسو اسطے کہ میں معنی افران ہر جواب ہے اس سوالی مقدر کہ کہ بنا دلتہ غالب ہر غیر مثلی میں باوجودیکہ متحد انہیں غیر مثلی میں قسمت پر جبر کیا جائے تاہر حال بنا دلتہ میں جبر جاری
نہیں بلکہ اسے جواب ہے کہ جبر علی ثمتہ باعتبار معنی افران ہے کہ کہ نہیں کسی منفعت ہے و متحد انہیں میں مقایمہ تقارب میں جبر ہے تاہر حال تا ضرر دفع ہو ہو اسطیکہ غالبیت طلب ہے کہ
اتفاق فیہ حصہ سے مخصوص ہو جاوے اور اسکی ملک غیر کا تصرف نہ ہے اور دوسرا جواب خارج اور یہاں علی ان لہا و لدن تجری فیما یجوز عند خلق حق لایہر کانی لثمتہ و
سبب ملک ہندیوں کو فادینہ اسکے علاوہ یہ کہ سبب دلتہ میں گائے جبر جاری ہو تاہر حال غیر کے متعلق ہونے کے نزدیک چنانچہ فقہ میں اور ہدیوں کی ملکیت میں اسکے دین کے
ادارے کیواسطے و تعصب قاسم ریزق میں بیت المال علاوہ اخیر نعم ہو واجب دانی بعض مشائخ وجب غلط اور قرار کیا جاوے ایک قاسم کو مذہبی و کما
بیت المال سے تودہ قسمت کر دیا کہے بدون لینے اجرت کے شریکوں سے اور دہ یعنی تقسیم بلا اجرت تحب ہے اور یہ جو بعض مشائخ در لہما میں ہے کہ تقسیم بلا اجرت وجب ہے غلط ہے

تقسیم کیا گیا محض انکیا قرار سے چنانچہ اور صورتوں میں قسمت ہوئی جو یعنی خریدار ملک طلق کی صورت میں و لا ان برہا ان العقار عہما حتی سبنا
انہ لہما اتفاقا فی الاصح لا یتیل انہما باجارتہ او عارۃ قلمون متعظا و عقار محفوظ بنفسہ او مت نہ ہوگی اگر دقت ہو جائے دعویٰ کیا کہ غیر منقول اس کے
ساتھ ہے یعنی اس کے قبضہ میں ہے یہاں تک کہ گواہ لا دین ہے کہ غیر منقول نہیں دونوں کا مالک ہے باتفاق امام اور صاحبین کے قول صحیح میں اس سے کہ احتمال گھٹا کر
کہ غیر منقول اس کے قبضہ میں بطریق اجارہ یا عاریت کے ہو تو اس صورت میں قسمت حفاظت کی غرض سے گی اور حالانکہ غیر منقول بذات خود محفوظ ہو و لو برہا علی
الموت وعدہ الوترتہ و دعویٰ عقار قلت قال شیخنا و کہ انہ یقول بالادوی معہما فیہم صغیرا و غائب فیہم نیم صوب قابض لہما نظر للغائب و البصیر
اور اگر گواہ لائے موت پر اور دونوں کی شمار پر اور وہ یعنی مختار غیر منقول اس کے قبضہ میں ہے اور دونوں میں صغیر حاضر ہے یا ایک وارث غیر غائب ہے تو در
حاضرین میں قسمت کی جائے اور صغیر کے واسطے ایک شخص اس کے حصہ کا قبض کرنے والا مقرر کیا جائے تاکہ ان کی حق تلفی نہ ہو و لا بد من البینۃ علی اصل المیراث عندہ
ایضا خلافا لہما کامر اور ضرر ہر شہادت سے اصل میراث پر بھی امام کے نزدیک بر خلاف صاحبین چنانچہ مذکور ہو چکا اصل میراث کی گواہی یہ کہ ہر گھر کی میراث
ہو اس کے باب کی جانب سے مثلا کذا فی الخطا وی فان برہن وارث واحد لا یقسم ذلک بدین تصور نہیں ہو چکا صغیرا و دعویٰ لا وارث ایک وارث اگر موت
اور عدد و ثبوت پر گواہ لاوے تو قسمت نہ ہوگی اس واسطے کہ دو دونوں کا حاضر ہونا ضروری ہے اگرچہ نہیں ہے ایک صغیر ہو یا موسیٰ لہ او کانوا ای شہر کا و شہرین ای شہر کا
غیر الارث و غائب احدہم لان فی الشرا لا یصلح لہما حاضر حصا من الغائب بخلاف الارث یا شریک خریدار ہون یعنی شریک ہون و ہر ارث کے دو ایک شریک
انہیں سے غائب ہو تو قسمت نہ ہوگی ہر ایک کے خریداری کی شرکت میں شریک حاضر شریک غائب کی وارث سے خصم ہونے کی صلاحیت نہیں لکھنا بر خلاف میراث کے کہ نہیں
ایک وارث اور دونوں کی طرف سے خصم ہو سکتا ہے او کان فی صورتہ ارث اختار الوضیع مع الوارث لطفال و الغائب او کان شئی منہ لا یقسم للزوم اقتضاء
علی لطفال و الغائب بلا خصم حاضر غنما یا کہ مختار یا بعض مختار کی میراث کی صورتوں میں وارث صغیر یا وارث غائب کے قبضہ میں ہو یا مختار سے چھو ہو تو
اس کی قیمت نہ ہوگی بسبب لازم ہونے قضا کے صغیر یا غائب پر بدون حاضر ہونے خصم کے دونوں کی طرف سے خصم کی مانند اس کی مان ہو یا غائب کے مانند اس کا
موضوع ہو چکی ہے کہ شارح کا قول او یمنہ لکہ ہو گیا تن کے اس قول کے ساتھ و شئی منہ قسم المال المشترك لطلب احدہم ان یتفع کل حصتہ
بعد التقسیمہ اور مال مشترک قسمت کیا جائے ایک شریک کی طلب سے اگر ہر شریک اپنے حصہ سے نفع حاصل کر سکے قسمت کے بعد و یطلب ذی اکثر
ان لم یتفع الآخر فقلۃ حصتہ اور زیادہ حصہ داسے کی طلب سے قسمت کی جائے اگر دوسرے شریک کو نفع حاصل نہ ہو قلت حصہ کے سبب سے ہم یعنی اگر
ایک شریک کو نفع ہوتا ہو اکثر حصوں کے سبب سے اور دوسرے کو ضرر ہوتا ہو قلت حصہ کے سبب سے تو اگر صاحب اکثر قسمت طلب کرے تو قسمت ہوگی اور اگر
صاحب قلت طلب کرے تو قسمت نہ ہوگی یہ ضمان نے ذکر کیا ہے کہ کافی میں کہا یہ قول صحیح ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے کہ کافی الدردی بخانیہ
تقسیم لطلب کل و علیہ الفتویٰ لکن المتون علی الاول فلیہما المعول و ذخانیہ میں ہے کہ مال مشترک قسمت کیا جائے صاحب قلیل او صاحب اکثر ہر ایک کی طلب سے
اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن متون فقہ قول اول پر مثال ہیں یعنی عدم قسمت پر صاحب قلیل کی طلب سے تو متون ہی کی رویت قابل اعتماد کے ہے و ان نقصان لکل
لم تقسیم الارض ما ہم لکلا بعد دعویٰ موضوعہ بالنقصان اور اگر قسمت سے سبب شریکوں کو ضرر ہوتا ہو تو قسمت نہ ہوگی مگر سبب شریکوں کی ضمانندی سے تاکہ قسمت
ہو نہ کہ اپنے موضوع پر شقوق ہو کہ ہم یعنی موضوع قسمت یہ تھا کہ ہر شریک نفع پاوے اپنی خاص ملک سے سو یہاں فقہ و کہ فی الجملی مان اگر سبب منہ
ہوں تو قسمت درست ہے کہ حق اس کا ہے اور وہ اپنی حاجت سے زیادہ تر واقف ہیں لیکن فاضی لکھا ہوا شہر نہو اگرچہ وہ طلب کریں اور نہ اس کو منع کرے کذا فی الام
وفی الجملی ما نہ لکما لعلما ان فیہ طلب حد یا التسمۃ ان لکن لکل ان یعمل فیہ بعد التسمۃ ما کان یعمل فیہ قبلہا قسم والا لا یجوز بینہ کہ ایک دکان ہے دو شریکوں
کی حسین ذہ انسا کام کرے بین سو ایک شریک نے قسمت طلب کی اور دوسرا شریک نہیں جانتا ہے تو اگر ایسا ممکن ہو کہ ہر ایک انہیں کام کرے قسمت کے

مذم تقاع کا اختیار ہو اور دوسرے کی بازی میں دوسرے کو تقاع کا اختیار ہو گا جا ہے کہ یہ دے جا ہے آب رہے دوسرے کہ اور اور حصہ اور اور حالت
قسم کل واحد یا منفردہ مطلقاً ولو متلازمة ادنیٰ عظمتین و معین سکین چند گھر شریک ہیں یا ایک گھر اور میں شریک ہو یا ایک گھر اور دوکان شریک ہو تو ہر ایک کی
قسمت علیحدہ علیحدہ جدا جدا ہوگی ہر حال میں اگرچہ گھر وغیرہ یا ہم متصل ہوں یا ایک شہر کے دو محلوں میں ہوں یا دو شہروں میں ہوں کنڈانی طرح سکین یعنی شریک گھر وین
اس طرح قسمت ہوگی کہ ایک گھر ایک شریک ہے اور دوسرا گھر دوسرا شریک ایسے کہ گھر دن کا مقصود نہایت غفلت ہوتا ہے باعتبار طول و در و بیرون و در جدا دہانی کے
نزدیک ہونے کے تو انکی قسمت میں برابری ممکن نہیں تو ایک شریک کا حصہ ایک گھر میں جمع کر دینا ممکن نہیں ہر دو ایس کی فوائد مزی کے اور گھر اور میں اور گھر اور دوکان
کی قسمت اختلاف نہیں جائز نہیں کنڈانی از لطعی اور یہ قسمت پذیر ہیں مطلقاً اور نازل اگر جمع ہوں ایک گھر میں تو قسمت پذیر ہیں اور اگر جدا جدا ہوں تو قسمت پذیر نہیں
اسو سیکہ مندرست سے زیادہ اور اسے کم ہوتی ہے تو نازل متعلقہ بیوت سے ملتی ہوئی در تباہیہ دارے کنڈانی لدر اذ اکانت کلہا فی مصر و جدا ولا دوسرے گھر
کی قسمت مجتہد ہوگی جبکہ وہ سب ایک شہر میں ہوں یا انہوں منصف کے اس قول سے طلاق معلوم ہو گیا تو شراج کا قول سابق جو شرح سکین سے نقل کیا مگر ہو گیا و قال ان
الکل فی مصر واحد فالراۃ فی القاضی ان فی مصرین فحقولہما کقولہ اور صاحبین نے کہا کہ سب بیار مذکورہ اگر ایک ہی شہر میں واقع ہوں تو اس میں قاضی کی تجویز کو دخل ہے اور
اگر بیار مذکورہ دو شہروں میں ہوں تو صاحبین کا قول امام کے قول کے مانند ہے یعنی قسمت مجتہد جائز نہیں ہے و شہروں میں اور ایک شہر میں اگر قاضی اسکو بترجیحے والا
جائز نہیں و لیصور القاسم بالقسم علی قرطاس لہ فیہ القاضی و لیدل علی سہام القسم اور قاسم نقشہ بنا دے کا غدر کا جسی قسمت کیا جا رہا ہے تاکہ وہ نقشہ
قاضی کے سامنے کرے اور قسم کی قسمت کے حصو غیر تعدیل اور قسم کرے قسم سہام قسم کی صورت ہے کہ کمتر سہام کو تا مل کرے تو مقسوم کو سہی پر جاری کرے
تو اگر اقل سہام غلبہ ہو تو اسکو انلاش کرے اور اگر سہاں ہو تو اسد اس شہر اور کنڈانی لفظا دیں شہری ویدر حدہ اور اسے اسکو یا کنڈانی کرے اسو سیکہ قسمت کی
مقدار گزے معلوم ہوتی ہے و لقیوم البشار اور عمارت کی قیمت مقرر کرے تم تقویم عمارت اسو سیکے ہو کہ عمارت کی قسمت علیحدہ ہوتی ہے تو جب زمین کی قسمت یا شہر
ہو چکی اور عمارت ایک شریک کے حصہ میں واقع ہو تو صاحب عمارت دوسرے شریک کو اسکی قیمت دے کنڈانی لہناہ و یفرز کل نصیب بطریقہ و شہرہ اور قاسم
جد اگر دے ہر حصہ کو اسے راہ اور دہانی کی آمد کے ساتھ ہر حصہ کی راہ وغیرہ جدا کر دینے سے یہ فائدہ ہے تاکہ ایک شخص کا حصہ دوسرے شریک کے حصہ سے متعلق
نہ رہے تو تیز اور افراز کے معنی علی وجہ لہما حاصل ہوں بلقب لا یضار بالاول والثانی والثالث و لہم جزا اور قاسم حصوں کو عقب کرے اول اور دہانی اور ثالث
کے ساتھ و علی ہذا القیاس اربع او خامس بقدر حاجت کے تم ترتیب حصص حسب ہر سے جا ہے شروع کرے تاکہ ہر شریک کے الزام پر قادر ہو و فرغے کلنے کے وقت کنڈانی از لطعی
و کتب سہام و قسیم و قسیم تقسیم نفوس اور ہر کوئی کے نام لکھے اور فرم دے سکین بلقب بکیر سہم ہر شریک کا نام ملندہ علیحدہ پرچہ کا غدر لکھے اور کاغذ کو مٹی یا موم کے
اندر لکھ کر گولی بنا دے جو ہر دین کے کہ فرم و جب زمین غرض اس سے سکین قلوب ہو تاکہ کسی کی جانب در می جاو نہ ہو تو اگر قاضی یہ دن فرم دے اسنے کے ہر شریک کا حصہ
سکین کر دے تو جائز ہے فن شرح اسمہ و لافلہ السہم الاول و فن شرح ثانیافلہ السہم الثانی الی ان غنیتی الی الاخیر سو چکا نام فرم میں پہلے نکلے تو اسنے لے
پہلا حصہ ہو اور چکا نام کہ دوسری بار نکلے چکا دوسرے حصہ ہو یہاں تک کہ اخیر تک پہنچ جاوے شرح دہا میں ہو کہ قاسم خانہ مقسوم میں ہر دو کے قلم سے کل ذراع فی
ذراع کو شکل خشت قاسم کے خانہ بندی کرے اور چکا نام کو گزروں کے پیمائش کرے اور جدا کرے چاہے سمت شروع کرے تو اگر غرضی جانب کو اول قرار دے تو اسنے
متصل کو نامی شہر دے اور اسنے متصل کو ثالث و علی ہذا القیاس تو چکا نام فرم میں اول نکلے تو چکا حصہ جانب غرضی سے دے عمارت و زمین سے تا نیکہ چکا حصہ دور
ہو جاوے پھر چکا نام دوسری بار نکلے چکا حصہ اول کے ساتھ متصل ہے خواہ حصص مساوی ہوں خواہ متفاوت ہی ہوں چکا نام فرم میں ہو کہ اگر عمارت شریک میں تین شریک ہوں اول کی
شریک کا سہاں اور دوسرے کا ثلث و تیسرے کا نصف ہر مثلث تو زمین یا گھر کے چھ حصہ شہر دے اور اول کو ثلث سہم اول کرے اور اسنے پاس اسکو ثلث سہم ثانی و علی ہذا القیاس
سا دس تک کرے اور ہر کوئی کے نام لکھے و فرم دے اسے چکا نام پہلے نکلے تو اسکو سہم اول دے اور اسکو صاحب رس ہو تو وہ باقی لے اور اسکو صاحب ثلث ہو تو اول سہم لے اور اسنے پاس کا دوسرا

سہم ہے اور اگر صاحب نسبت ہو تو اول سہم اور اس کے پاس کے دوسرے و اعظم ان کے درجہ کے لئے داخل فی القسمۃ للفقار الا بخصا ہنم لو کان رضی بنا و بقول
قسم بقسمۃ عند انسانی و عند الثالث یرد من ہر حصہ مقابلہ انسانا فان بقی فضل و لاکین التوسیۃ رد الفضل و درجہ للضرورۃ و التوسیۃ فی الانضبار اور یہ جان کر کہ نقد
در زمین اور گھر کی قسمت میں داخل زمین ہوتے ہیں گھر شریکوں کی رضامندی سے تو اگر زمین اور عمارت یا مال منقول ہو تو اس کی قسمت قیمت کر کے ہوگی اور پورے کے
نزدیک اور چھوٹے نزدیک زمین پیر و بجائے عمارت کے مقابلہ میں پھر اگر کچھ عمارت زیادہ باقی رہے زمین سے کہ اور برابر ہی دونوں چھوٹیں مگر نہ تو بقدر زیادت درجہ
پیر دیے جائیں ضرورت کے سبب ہے اور اختیار میں اس قول کو پسند کیا ہم صورت اس کی یہ ہے کہ ایک گھر جو جماعت کا سودا ہوں نے قسمت کا ارادہ کیا اور ایک گھر
میں زیادہ عمارت ہو سو ایک شریک نے چاہا کہ عمارت کے عوض دہ دے اور دوسرے نے چاہا کہ اس کے عوض زمین لے تو عرض زمین میں ہی جائیگا اور صاحب عمارت سے دہ دے گا
جائینگے مگر جبکہ زمین کا عوض مختار ہو تو اب قاضی کو یہ درست ہے یعنی دہ دانا سودا ہوگی قیمت حقوق ملک سے ہر دو شریک ان لوگوں کی گھر میں ہر نہ در زمین اس کی قیمت
جائز ہوگی جو مشترک نہیں کہ فی الدرہم و لا حدہ ہم میل یا و در طریق فی ملک لا خرد و مال انہ لم یستطرو فی القسمۃ صرف عند ان الکن فی القسمۃ اجاعا و عند
مشترک گھر کی قسمت ہو گئی اور ایک شریک کا تبادلہ اور اہم درخت کی دوسرے شریک کی ملک میں ہر دو ملک مشترک میں اسل اور طریق قسمت میں شرط نہیں ہو تو تبادلہ
اور راہ انکی طرف سے دوسری طرف پھری جائے اگر ممکن ہو اور اگر نہ ہو تو قسمت نسخ کیا ہے باتفاق امام اور صاحبین اور پھر سوسے قسمت کیا ہے سطح کے ہر شریک
تبادلہ در راہ جدا ہوں اور اگر اشتراک راہ اور تبادلہ ان کا قسمت میں شرط ہو گیا ہو تو قسمت ہر در پیر کی کذا فی الجوہرہ و نو حلقو فقال بعضہم یقینا مشترک کا ملک ان
ملک انفرادی فعل کیا بسطہ الی علی اور اگر شریکوں نے اختلاف کیا سو بعضوں نے کہا کہ ہم نے اسکو یعنی راہ کو مشترک باقی رکھا عیساکہ قبل قسمت کے تھا تو اگر ممکن ہو جدا کرنا
پھر شخص کو اسطے تو حاکم ویسا ہی کہ چنانچہ ربعی نے اسکو شرح بیان کیا ہم یعنی میں یوں ہے کہ اگر قسمت کے اندر داخل طریق میں اختلاف ہو اسطے کہ بعضوں نے
کہا کہ راہ کی قسمت نہ ہوگی بلکہ وہ مشترک باقی رہی جیسے کہ قبل قسمت تھی تو زمین حاکم بادل کرے سو اگر ہر ایک شریک اپنے حصہ میں راہ نکال سکتا ہو تو حاکم جماعت کی راہ
سودا اور قسمت کر دے تبیل منفعت کو اسطے تاکہ ہر طرح سے جدا ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو راہ کو قسمت سے اٹھا کر یعنی راہ کو مشترک باقی رکھ کر انکی ملک کے
مختصرا ختلفوا فی مقدار عرض لطریق جعل عرضا قدر عرض باب الدار و ان فی الارض بقدر عمر التوزیع شریکوں نے اختلاف کیا عرض طریق کی مقدار میں تو راہ
عرض گھر کے دروازے کے عرض کے برابر کیا جائے اور زمین میں عرض اہ کا بقدر چلنے میں کے کیا جائیگا و صورت اختلاف کذا فی الیوم یعنی جب گھر کی قسمت ہوگی شریکوں میں
اور ہر حصہ کی راہ کے عرض میں اختلاف ہو تو ہر حصہ کی راہ مشترک گھر کے دروازہ کے عرض کے برابر کیا جائیگی ہوا حکم گھر کا دروازہ متفق علیہ ہو تو مختلف فیہ متفق علیہ کی طرف
پھر جائیگا اور اس مسئلہ کی دوسری صورت وہ ہے جو مصنف نے اپنی شرح میں قیادی فانیخا سے نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک گھر دو شریکوں میں مشترک ہو اور اس گھر
میں شخص کے مکان کی راہ ہو شریکوں گھر کی قسمت چاہی اور صاحب طریق نے چاہا کہ انکو قسمت سے منع کرے تو اسکو منع کا اختیار زمین میں اس شخص کو اسطے ہی چوٹی اور چوٹی
یا وگی قیضا اس گھر کا دروازہ جوڑا اور باہر گھر کے دروازے سے شخص ثالث کے مکان تک اور باقی گھر کی قسمت ہوگی اور یہی نیز طریق سے ہے کہ انکی لفظا و
بسطا لہ ای ارتفاع حتی تخرج کل واحدہم جانی لعیل ان فوق الباب لا یعاد و لان قدر طول الباب بن ہوا مشترک و لہنا علی ہوا مشترک لا یجوز الا برضی اشتراک و جلا لہ طریق کے
اختلاف میں عرض اس کا بقدر عرض دروازہ ٹھہرا جائے اس کے طول کے ساتھ یعنی دروازہ کی ارتفاع اور بلندی کے ساتھ یعنی بقدر باب اعظم گھر کی راہ مشترک کے چوڑائی اور بلندی
کرنا چاہیے تو ہر شخص شریکوں میں سے چھوڑا لیا جائے اپنے حصہ میں اگر وہ دروازے سے جدا ہو نہ دروازے سے کتر میں ہوا حکم گھر کا دروازہ متفق علیہ ہو تو مختلف فیہ متفق علیہ کی طرف
ہر دو ہوا مشترک ہر بنا جائز نہیں گھر شریکوں کی رضامندی سے کہ انکی بلایۃ م یعنی گھر کی راہ مشترک میں بجائے ارتفاع اور عرض گھر کے باب اعظم کے دروازے کے برابر قرار
دیا گیا اگر کسی شریک کا مکان اس راہ کے کنارے پر ہے اور وہ چھوڑا یا گھر کی یا در شندان اپنے مکان میں راہ کی جانب بنا چاہے تو اگر باب اعظم کی
بلندی سے اوپر بنا دے تو درست ہے اور اس سے نیچے بنانا درست نہیں دل و شہر و ان کیوں لطریق فی قسمۃ الدار علی التفاوت جاز و ان وصلیہ کان سہما لہم

فی الدار تساویتہ و ذلک لان التمسک علی التفاوت بالتراضی فی غیر الاسوال المرئیۃ جائزۃ فی رقتہ لئین لا کرار لانیس بزنی لا لغیب بالشرع
 علی الصبح بل بالتساوی و الامتنان لانیس بزنی اور اگر شرک کو نہ شرط کی کہ کھری قسمت میں وہ متفاوت ہو جائے اگرچہ اس کے حصے گھر میں برابر ہوں اور یہ اس واسطے ہے کہ
 تفاوت پر قسمت کرنا آپس کی رضامندی سے جائز ہو سوائے ان مالوں کے جن میں سود اور بیع ہو جائے تو جائز ہے جس کا جائز رسیدوں سے یعنی جالی بچوں وغیرہ
 کے اٹھانے کی واسطے رسیدوں سے بنائی جاتی ہے اس واسطے کہ جس وزنی چیز نہیں جس میں بیع کا احتمال ہو اور جائز نہیں انگوٹھا یا ناکھوڑ کی ٹوکی سے بر قول صحیح
 بلکہ قبایح یا تراویح سے اس واسطے کہ وہ وزنی ہم فتاویٰ تاضی خان کی عبارت یہ ہے رقتہ لئین بالجمال ذکر فی لہذا لانیس بزنی اور لانیس بزنی اتنی تو نسبتاً
 اس عبارت کے اگر کار ترجمہ رسیاں کیا اس واسطے کہ اگر جمع ہو کر بالفتح کی اور مدحی رسی کے ہو اور بھی احتمال ہے کہ اگر جمع ہو کر بضم کی اور وہ عبارت پر یہاں غرض ہے
 خاموس بن قیمان کا ترجمہ قسط اس کیا ہے اور وہ عبارت ہے تراویح بزرگ سے تو تردید کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ انگوڑی قسمت بڑی یا چھوٹی تراویح سے جائز ہو دہد علم
 سفیل لہ اسی نوۃ علو مشترکان و فضل حجب و مشترک و اولو لا و علو مجر و مشترک و فضل لآخر قوم کل واحد من ذلک علی حدۃ و قسم بالیقینۃ عند محمد و یقینی صحیح و پر
 مکان دونوں مشترک و فقط یہی مکان مشترک اور اگر مکان دوسرے شخص کا اور فقط پر کا مکان مشترک اور اس کے نیچے کا مکان انفرادی خاص کا ہو تو ان مکانات
 مشترک کی قیمت ٹھہرائی جاوے علیحدہ علیحدہ اور اگر یوں میں قسمت کی جائے قیمت سے محمد کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہرم امام اعظم کے نزدیک قسمت قیمت سے نہیں
 بلکہ نیچے کے مکان کا ایک گز بمقابلہ دو گز کے ہوگا اور ہر مکان سے اور ابویست کے نزدیک ایک ہی گز کے ہو اور محمد کے قول پر اس واسطے فتویٰ ہوا کہ نیچے کا مکان اگر
 صلاحیت رکھتا ہے جو اگر کے مکان میں صلاحیت نہیں چنانچہ نہیں کو ان کھودنا اور تہ خانہ بنانا اور مٹیل کرنا وغیرہ ذلک تو وہ دونوں مکان ہمزاد و جنسوں کے ہو گئے تو
 تعبیل اور برابر ہی ہر یوں کے حصوں کی ممکن نہیں ہو سکتی گو قیمت سے انکے بعض الشکر کا بعد التمسک متینا رخصیہ شہد القاسمان بالاستیفاء و حقہ تقبل
 وان سباجہ فی الاصح ابن ملک بعض شرکان نے بعد قیمت کے پورا پانے سے اپنے حصہ کے انکار کیا اور قیمت کرنے والوں نے پورا پانے سے ان کے حق کی گواہی دی تو
 گواہی انکی مقبول ہوگی اگرچہ انھوں نے اجرت لیکر قیمت کی ہو کہ ذکر ابن ملک و لو شہد قاسم و احد لالانہ فردا اگر ایک قاسم گواہی دے تو مقبول ہوگی
 اس واسطے کہ وہ اکیلا ہو اور ایک شخص کی گواہی خبر نہیں و لادعی احدہما ان بن نصیبہ شہدا وقع فی ید صاحبہ غلطہ و ذلک ان قربا لاستیفاء و اولم یقر بہ ذکر ابی جندی علیہ
 السلام بان و اقرارہ لخصم و لک و لک و قال لا یجوز لعمت لانا فضل لانا محمد علی فعل الامین ثم غلطہ اور اگر ایک شریک نے دعویٰ کیا کہ میرے حصے میں سے محمد تراویح غلط کا
 کے میرے ساتھی شریک کے قبضہ میں پڑ گیا ہے اور حالانکہ اس نے پورے حصے کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو کہ ذکر ابی جندی تو اسکی تصدیق نہ ہوگی مگر گواہی سے یا خصم کے اقرار
 سے یا ان کے قسم نہ مکمل سے تو اگر مصنف بجا سے الاسلام بان کے لاجبہ لکنا تو گواہی و اقرار اور دونوں سب کو شامل ہو جاتا اور اقرار استیفاء اور ادعا سے بنا قض
 دعویٰ مدعی کا ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ اسے میں یعنی قاسم کے فعل پر عتاد کر کے استیفاء کا اقرار کیا پھر تال کے بعد اسکی خطا ظاہر ہوئی تو وہ ماخوذ نہ ہوگا نیز اقرار
 پر بعد ظاہر ہوجانے حق کے کہ انی الدروان قال قبضتہ فاخذہ شریکی بعضہ انکر شریک لک حلفت لانا انکر اور اگر ایک شریک نے کہا کہ میں نے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر میرے شریک
 نے اس سے کہے لیا اور شریک انکار کرے تو اس سے قسم لے لے اس واسطے کہ وہ نکو و ان قال قبل اقرارہ بالاستیفاء و صابی منی لک کہ انی لک و اولم سلم
 الی و کذبہ شریکی تالفا و فسخ التمسک کا اختلاف فی قدر بیع اور اگر ایک شریک نے قبل اقرار استیفاء حق کے کہا کہ مجھ پر بیچا ہے اس سے میرے حصہ سے یہاں سے یہاں
 اور شریک نے تمام حصہ مجھ کو تسلیم نہیں کیا اور شریک انکار کیا اسکی تکذیب کرنا ہے تو دونوں قسم کھادیں و قیمت نسخ کر ڈالی جائے جیسے بقدر اربع کے اختلاف میں ہر قسم
 لازم آتی ہے کہ اگر فی احکام اتحالف فی الدعوی و لو قسم ادا و اصحاب کلا طائفۃ داعی احدہما یتبانی ید الآخر نصیبہ انکر الاثر فعلیہ لہینۃ
 لانا مدعی اور اگر وہ شریک نے کہہ کر ثابت کیا اور شریک کو کچھ مکان ہو چکا ہو ایک شریک نے ایک کو ٹھہری کا دعویٰ کیا کہ دوسرے شریک کے تصرف میں اسکی میرے حصہ
 سے اور دوسرا شریک انکار کرے تو اس پر گواہی لانا واجب ہے کیونکہ وہ مدعی ہر دان قاطباً فالعبرۃ لہینۃ المدعی لانا خارج وان کان قبل الاشهاد علی بعض

اتفاقاً قسمت کنندہ لو خلتا فی احد و در اگر دونوں شرکین نہ گواہ قائل کہ یہ تو ہم کی گواہی کا اعتبار ہوگا اس واسطے کہ وہ خارج ہر دو اگر قبض ہو گیا ہی لایا
 سے پہلے ہو تو دونوں شرک قسم کا دین اور قسمت فتح کر ڈالی جائے اور اسی طرح کا حکم ہر اگر دونوں جد و دین اختلاف کریں ان ستنی بعض میں سے بعض
 القسمة اتفاقاً علی الصحیح اور اگر ایک شرک کے حصہ سے بعض میں اتحقاق ملک غیر ثابت ہو تو قسمت فتح نہ ہوگی باتفاق امام اور ابو یوسف
 بر قول صحیح میں کہ ستنی جدا باقی رہا حال خود میں غیر کا حق نہیں کہ نہ فی الخطا وی فی اتحقاق بعض شائع فی اہل القسمة اتفاقاً اور بعض شائع غیر میں اتحقاق
 میں سب عدول کے اندر قسمت فتح ہوگی باتفاق مذکور ہو اسلئے اتحقاق شائع سے ایک اور شرک کا ظاہر ہو تو قسمت بدون اس کے صحیح نہیں و فی اتحقاق بعض شائع
 من نصیبہ الا صحیح جبراً اتفاقاً فی اہل ستنی میں ترجیح ہے ذلک فی نصیب شرک کے ان ستنی اور قبض القسمة دفعاً للفرق تحقیق اور بعض شائع کے اتحقاق میں
 ایک شرک کے حصہ قسمت زبردستی سے فتح نہ ہوگی بر خلاف ابو یوسف کے بلکہ ستنی منہ مقدر ہے اسے شرک کے حصہ سے اگر وہ چاہے یا قسمت کو توڑ دے
 تاکہ حصص ساری سنی ہو جائے قلت قد یجوز ہذا احتمالاً خود ہر دو ستنی بعض میں نصیب کل واحد فان کان شاکاً قسمت ان کان عیناً فان تساویا ظاہر والا
 فالعبرة لذالک الزائد بکاملہ ظلم بغیر ذلک ان ستنی میں ایک اور قتال باقی ہو وہ یہ ہر کہ اگر بعض ستنی ہو شرک کے حصہ میں تو اگر بعض شائع غیر میں
 تو قسمت فتح ہوگی اور اگر بعض میں ہو تو اگر دونوں حصص میں برابر ہو تو ظاہر ہر صحت قسمت کی اور اگر کم و بیش ہو تو سنی کا اعتبار ہو جائیگا لہذا اسی واسطے مصنف نے
 اسکو ملحوظ ذکر نہیں کیا مگر بیشی کی یہ صورت ہر کہ ایک شرک کے حصہ میں چار گز کا استحقاق ہو اور دوسرے کے حصہ میں چار گز کا توانائی اول کو ایک
 اگر یہ دس ستر دین فی الشکر المقسومہ متفقہ القسمة الا اذا قصوه اسی الدین و برابر اخرا زدم الوترۃ اویغنی منہا من الشکر مالیقی ہر دو اولی مانع ترکہ
 مقسومہ میں دین ظاہر ہو تو قسمت فتح کیا جائیگی یعنی اس واسطے دین مقدم ہر میراث پر اگر جبکہ وارث دین کو اور دین یا باب دیون و دیون کو بری لہذا دین ترکہ
 سے آنا باقی رہ گیا ہو جو دار دین کو اسلئے کفایت کرتا ہو تو قسمت فتح نہ ہوگی ان کے در ہر دو جانے کے سبب سے ولو ظہر غبن فاحش لایزال تحت التیمم فی
 القسمة فان کانت بقضا و بطلت اتفاقاً لان قسرت انما ضعیفید بالعدل ولم یجد اور اگر قسمت میں ایسا نقصان کہ ظاہر ہو جو قیمت کرنے والوں کی جوڑ
 میں داخل نہیں ہوتا تو اگر قسمت بیکم قاضی ہو تو قسمت باطل ہوگی بالاتفاق اس واسطے قاضی کا قسرت قیید ہر عدل کے ساتھ اور حالانکہ وہ یہاں پایا نہیں گیا و
 لو قسرت بالمرضی تطیل ایضاً فی الصحیح لان شرط جواز الما ولہ لم توجد وجوب بقضائہا خلافاً لمتصحیح کلامہ قلت فلو قال ان اکثر القسمة کما ان اولی اور اگر قسمت
 ترافی مرضی سے ہو تو بھی باطل ہوگی قول صحیح اس واسطے جو قسمت میں برابر حصص کی شرط ہے اور وہ پالی نہیں گئی تو اسکا توڑنا جب ہو گیا بر خلاف صحیح ظاہر
 کے میں کتا ہو تو اگر مصنف نے کیا نہ بجائے بطلت کے قسح کتا تو بہتر و نام کمتر میں یون ہر دو ظہر غبن فاحش فی القسمة یعنی اگر غبن فاحش قسمت میں ظاہر
 ہو تو قسمت فتح کیا جائیگی چونکہ یہ عبارت مختصر ہے اور قسمت قاضی اور قسمت مرضی دونوں کو شامل ہے لہذا اشراج نے اسکو بہتر کہا کہ نہ فی الخطا وی توسع دعواً
 ذلک اسی ماذکر من غبن فاحش ان لم یقر الاستیفاء وان اقرب لاسمع دعوی غلط فاعین للتناقص الا اذا ادعی الغصب فتسمع دعواہ و تاملنی لہذا
 اور شرک کا وہ دعوی یعنی غبن فاحش کا مسوع ہوگا اگر اسے حصہ پانے کا اثر نہ کیا ہو اور اگر اسکا اثر چکا ہو تو سماعت نہ ہوگی دعوی غلط اور غبن فاحش
 ہی سبب تناقص کے اگر جبکہ وہ غصب کا دعوی کرے یعنی یون کہ قسمت کے بعد میر حصہ سے غصب کر لیا تو دعوی مسوع ہوگا اور پورا اسکا بیان خانہ میں ہر
 اور دعوی اصلہ القسما میں الشکر و تبا فی الشکر صحیح دعواہ لانه لاتناقص الشکر الدین یعنی القسمة بالصورة متروکہ بانٹ لینے والوں میں سے ایک شخص نے دین کا
 دعوی کیا مگر دین میں تو اسکا دعوی صحیح ہے اس واسطے قسمت کر لینا اور دعوی دین میں تناقص نہیں سبب متعلق ہونے دین کے معنی متروکہ سے اور طلق ہونے قسمت
 کی صورت متروکہ سے دین میں سے متعلق ہر معنی متروکہ کی اہلیت سے اسکا تعلق ہر تو اگر متروکہ کے وارث ہوں تو اگر دین کا اور اگر اپنے پاس سے اور متروکہ کو اپنے
 واسطے محفوظ کر لیا درست ہے کہ نہ فی الخطا وی ولو ادعی عیناً باسبب کان لاسمع للتناقص اذا لاقدم علی القسمة غرات بالشکر اور

مسموم الانبیاء ارجو لیرجع بالافق لوایم انفاضی و الا بقیۃ البقاء وقت البقاء اور مکان متحرک جبکہ منہم ہو گیا سو ایک شریک اسکی عمارت بنانے سے انکار کرتا ہو اگر وہ مکان قابل قسمت کسی تو جز نہیں اور بائٹ ڈالاجے اور اگر مانند حمام کے لائق قسمت کے نہیں ہو تو ایک شریک اسکی تعمیر کرے پھر اسکو کرایہ پر دلاوے تاکہ جو اسنے خرچ کیا ہو کرایہ سے بھرے اگر تعمیر حکم قاضی ہوئی ہو اور اگر حکم قاضی تعمیر کی ہو تو کرایہ سے عمارت کی قیمت بھرے وہ قیمت جو بنانے کے وقت ہو وہ نہ صرف فی ملکہ دان تعمیر جاریہ فی ظاہر الرادۃ اکل فی الاشباہ اور لسان کو تصرف کرنا اپنی ملک میں جائز ہے اگرچہ اس تصرف میں اسکے بڑوسی کو ضرر ہو تاہو ظاہر الرادۃ میں یہ مسائل مذکور ہیں اشباہ میں صاحب اشباہ نے قول مفصل کو چھوڑ دیا یعنی اگر ضرر صریح ہو تو تصرف ممنوع ہو اور نہیں تو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ فقہوں نے شرح وہبانیہ میں اور اسی قول کو صحیح کہا ہے نسخی نے اور عبادہ میں ہے کہ اسی قول کو ہمارے اکثر مشائخ نے لیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ ان فی الخطا دی علی التوہم دنی بیتی و بیتی دنی اسراجیۃ الفتویٰ علی المنع قال المصنف فقد خلف الاختار و فی ان یقول علی الظہر الرادۃ و بیتی میں ہے کہ جواز تصرف پر فتویٰ ہے اگرچہ ہمسایہ ضرر ہو اور ہمسایہ میں ہے کہ فتویٰ منع تصرف پر یعنی در صورت ضرر مصنف نے اپنی شرح میں کہا تو جواز عدم جواز کے فتویٰ میں اختلاف ہے اور اسی صورت میں لائق یہ ہے کہ ظاہر الرادۃ پر اعتماد کیا جائے یعنی جواز تصرف پر گو ہمسایہ ضرر یا دے قلت حرفی متفرقات اقتضائیں کہتا ہوں اور یہ مسئلہ مذکور ہو چکا متفرقات قضائیں فی لوہبانیۃ فخر حماسہ و لزوم الانسان رضامندہ و طینس تجار منہم ضرر ۱۴ اور وہبانیہ اور اسکی شرح میں ہے اور اگر آدمی کچھ زمین ہو دے اپنے گھر میں تو اسکے بڑوسی اسکے منع کرنے کا اختیار نہیں اگرچہ اسکو ضرر ہو مسموم یہ وہی مسئلہ ہے جو اشباہ سے مذکور ہو کہ تصرف اپنی ملک میں جائز ہے اگرچہ بڑوسی کو ضرر ہو دے و چو لہ اہل محل و اہل ولاجل فی قبل لیس غیر اور ایک دیوار پر جسکے اہل یعنی شریک میں سو ایک شریک نے اسپر دھیان میں کیا اور حالانکہ قبل اسکے اسپر دھیان کا جو بھینچنے اسکو دوسرا شریک تعمیر نہ کرے گام یعنی ایک شریک دیوار پر دھیان میں ہے اگر ایک شریک اسپر دھیان میں ہے تو دوسرا شریک اسکو رفع نہیں کر سکتا اور اگر دوسرا شریک دھیان پر اور دھیان کہے یا اسپر مدہ نہادے یا دروازہ وغیرہ لگا دے تو بدن جازت شریک کے جائز نہیں کذا فی الخطا دی عن شرح الوہبانیۃ سہ و ما شریک ان علی حصۃ قبل لتلی جائزہ غیر اور شریک کو جائز نہیں کہ اپنی مشترک دیوار کو اونچا کرے اور بھینچنے کہتا کہ اونچا کرنا جائز ہے تو تعمیر کرے مسموم عبدالمبر شراح وہبانیہ نے کہا لائق ہوں ہے کہ تفصیل اطلاق معتد پر یعنی اگر اونچا کرنا مخالف رسم کے ہو تو جائز نہیں اور اگر کوئی رسم اور درج کے ہو تو جائز ہے مسموم قسم عند منع متساوی میں کہ قاضی جو غیر مسموم اور جس مشترک کی قسمت مسموم ہے یا غیر مسموم تو شریک کی منع ترسیم سے قاضی اسکو کرایہ دے پھر کرایہ سے اسکی تعمیر کرے مسموم ایک شریک عام منہم ہو جاتا ہے اور ایک شریک اسکی مرمت پسند ہے اور دوسرا شریک نہیں چاہتا ہے تو قاضی تمام کو کرایہ پر چلا دے اور جو کرایہ حاصل ہو اس سے اسکی مرمت کرے لیکن یہ قول غیر مختار ہے اور قول مختار اگلی بیت میں مذکور ہے و فقی فی الخمار من باذنہ و منہم نفعاً من ابی قبل غیر اور قول مختار میں جو شریک رضی بہ مرمت کا وہ اسکی مرمت میں اپنے پاس سے خرچ کرے قاضی کے اذن سے اور رد کا جائے اسکے فائدہ لینے سے وہ شریک جو مرمت سے انکار کرنا پہلے قول تاوان لینے کے یعنی جس شریک نے مرمت کی ہے جبکہ وہ اپنا مرمت کرے یہ لگاتار تک دوسرا شریک اسکا کرایہ نہیں سکتا ہے و قد منفق بالاذن منہ کالم و قد فیۃ ان و غیرا لخر و اور سے مرمت کے صرف کو اگر حاکم نے اذن سے مرمت کی ہو تو مرمت لے اگر اذن حاکم مرمت نہ کی ہو اور یہی قول منع و حقوق جم خطا دی کہ اپنے بھتیجین وہبانیہ کی ہیں اور چوٹی اور پانچویں علامہ عبدالرشید شراح وہبانیہ کی اصلاح سے ہیں اور چوٹی بیت شراح کی زیادت سے ہے مسئلہ فقہ مترحم ایستخصر گیا اسنے تین بیچے چھوڑے اور پندرہ ٹھیلیاں چھوڑیں پانچ ٹھیلیاں سرکہ سے ملو ہیں اور پانچ میں نصف نصف سرکہ ہے اور پانچ خالی ہیں اور سب برابر ہیں تو بیٹوں نے چاہا کہ بدوٹن اسٹانے کے برابر بانٹ لیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک فرزند کو دوسری ٹھیلیاں دے ایک آدمی بھری اور دوسری دیکھا دیں اور دوسرے فرزند کو بھی اسی طرح دیکھا دے تو اب باقی زمین پانچ ایک بھری اور ایک خالی اور تین ادھر ہیں تو یہ پانچوں تیسرے فرزند کو دیکھا دیں تو سب کا حصہ برابر ہو گا کذا اسنے فی فتاویٰ قاضی خان و ہد علم و استغفر اللہ کلیم

كتاب المزارعة

[illegible]

ہوں بلکہ بلایج زید کا ہوا اور باقی دوسرے کا ہو تو یہ صورتیں باعتبار تقسیم عقلی کے سات وجہ ہیں سو اسطیلکہ ارکان اربعہ یعنی زمین درج و درجیل اور جبل ہیں
 احد اما قدیر کی طرف سے ایک ہوا اور باقی تین دوسرے کی طرف سے تو یہ چار صورتیں ہیں اور جبکہ ایک طرف سے وہ ہوں در دوسرے کی طرف سے بھی وہ ہوں
 تو تین زمین ہیں دستی دخل ثالث فاکثر جمعتہ قدرت و جبکہ داخل ہو سیر شخص زیادہ حصہ مقرر کر کے تو فراغت فاسد ہوگی اور اگر چار شخص شریک ہوں
 فراغت میں اس طرح کہ ایک کی زمین ہو اور دوسرے کا بیج اور سیرے کا عمل اور جو تھے کابل تو یہ جائز نہیں کہ ہر ویل ہر صلی ہر علیہ و علم نے منع فرمایا کہ کذا فی الحسب
 عن الوبانیہ و شرھا و اذا صحت فالخارج علی الشراط و جبکہ فراغت صحیح ہوگی تو جو غلیبہ پیدا ہو وہ شرط کے موافق قسمت ہو و لا شیء للعالم ان الخراج
 شئی فی الصحیحہ و دعا علی کبیر ایسے کہ زمین اگر کچھ غلیبہ پیدا ہو فراغت صحیحہ میں اسو اسطیلکہ اتحقاق عامل کا شرکت فی الخراج سے ہر ادر خارج کچھ نہیں بخلاف فراغت
 فاسدہ چنانچہ ایسا ہی آگے آدیکا و کجبر میں بی علی لمضی الارب ابذر فلا یجبر قبل القاء و بعدہ جبر در را و زبردستی کجاے فراغت قائم کرنے کی اس شخص پر
 جو اسکا کرنا ہو کر صاحب ختم کہ اس پر جبر ہو گا کج ڈالنے سے پہلے ادرج ڈالنے کے بعد جبر ہو گا کذا فی الدرر و دستی فسدت امر ارتقاء فالخراج الرب البذر لانه ما ملکہ
 و جبکہ فراغت فاسد ہو تو جو غلہ وغیرہ پیدا ہو و ج ڈالنے کا ہر اسو اسطیلکہ اسکی ملک کی اذائش اور بڑھوتی ہر یعنی جو پیدا ہو ج سے پیدا ہوا و کیوں الاخراج
 مثل عملہ و ارضہ و لا یزال علی الشراط با لغالغ غلہ و در دوسرے شخص کو اسے عمل یا اسکی زمین کی اجرت مثل ہوگی یعنی اگر صاحب ختم نما صاحب زمین ہو تو عامل کو اسے
 عمل کی مزدوری دیجا و گی اور اگر صاحب ختم عامل ہو تو صاحب زمین کو زمین کا اجریا جادے گا اور اجرت زیادہ کیجا و دے گی شرط پر ہوئے جہاں تک ہوئے
 محمد کے نزدیک و ان لم یخرج شئی فی الفاسدہ فان کان البذر من قبل العالم فقلیہ اجر مثل الارض و ابقر وان کان من قبل رب الارض فقلیہ
 اجر مثل العالم حاوی اور اگر فراغت فاسدہ میں کچھ پیدا ہو تو اگر بیج عامل کی طرف سے ہو دے تو دوسری زمین دیل کی اجرت اس پر واجب ہوگی اور اگر بیج
 مالک کی زمین کی طرف سے ہو تو اس پر دوسری مال کی اجرت لازم ہوگی کذا فی رکادی ولو اشترى رب الارض من لمضی فیما وقد کرب العمال فی الارض
 خلا شئی لکرا بعلما ہی فی القصد اذ لا یمکن للناس و لیست فرضی و یا نہ فیفتی بان لو فیہ اجرت لکرا و اگر زمین مالک فراغت کے جاری رکھنے سے باز رہے
 اور مالکہ عامل نے زمین میں جو مال کی ہر تو فاضی کے حکم میں اس کے واسطے کچھ نہیں اجرت اس کے جوئے کی اس واسطے کہ منافع کی قیمت نہیں ہوتی اور دیانت
 میں یعنی فیما بینہ و بین اسکو فرضی کرنا چاہیے تو یہ فتویٰ دیا جاے کہ زمین کا مالک عامل کی اجرت مثل ادا کرے بسبب قریب کڈانے کے یعنی عقد فراغت سے آئے
 قریب کڈا یا کہ ادا کام سے باز رہا اور جوئے میں غول رہا و فسخ المزارعہ بدین مجموع الی میما اذ لم ینسب المزارع للکسب بل یتضمن المزارع و یا نہ
 اذ عمل لکرا و عقد فراغت فسخ کر ڈالا جاے بسبب اس دین کے جو مضطر دے زمین کی بیج کرنے کی طرف جبکہ کسیت نہ اگا و لیکن دیانہ و جب ہر کفر اربع
 کو فرضی کیا جاے جبکہ وہ کچھ بخت کر چکا ہو چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جو تھائی کی اجرت اسکو دینا چاہیے م دین مجموع الی ایسے وہ ہر کہ کوئی جائداد نہ ہو اس کے ادا کرے
 کی زمین ارض کے سوا انا و انیت و لم یجسد لم شیع الارض تعلق حق المزارع حتی لو اجاز جازا و مالک کسیت او گا ہوا و مزبور ختم نہیں ہوا کہ کا ما جاے تو زمین کی
 بیج نہ ہوگی بسبب تعلق ہونے حق مزارع کے تو اگر مزارع بیج کو جائز کر دے تو بیج جائز ہوگی فان مضمت المدة قبل ادا الی الارض فلی العالم اجر مثل
 نصیبہ من الارض لی اور اگر اسی المزارع کافی الاجارہ پھر اگر فراغت کی مدت گزر جاے کسیت کی تکلی سے پہلے تو عامل یعنی مزارع پر کسیت کے پیغمہ ہوتے تک
 اجرت واجب ہو بقدر اس کے حصہ کے زمین سے چنانچہ اجارہ میں اجرت واجب ہوتی ہر یعنی اگر مزارع کا حصہ غلہ میں تھا ہی ہو تو زمین کی اجرت کی تھائی اس پر واجب
 ہو ورنفقہ دونوں پر ہو گا اس صورت میں کذا فی بلادہ و بخلاف مالومات احد ہا قبل ادا الی الارض حیث کیوں اصل علی العالم اور اگر بقدر عقد استخانا مالک کے
 برخلاف اس صورت کے کہ اگر عامل یا صاحب زمین پر کیا کسیت یعنی سے پہلے کیونکہ وہ ان کل یعنی عمل اور کسیت کا بیج اور کسائی کی اجرت کذا فی الی الی
 عامل پر یا اس کے وارث پر ہوگی بسبب باقی رہنے عقد کے استخانا چنانچہ آگے آدے کام محلا و دی نے کما یہ دوسرے محل کی گفتگو ہر اسکا ذکر آگے آدیکا

دفع رجل ارضه الى آخر علی ان زیرعها بنفسه وبقره ولیند بینہما نصفان الخارج بینہما کذاک فحلالا علی غدا المزارعة فاسدة ویکون الخارج بینہما نصفین لیس للعامل علی ربا لارض جبر لشرکتہ فیہ والعامل یجب علیہ جبر نصف لارض لصاحبہا لفسادہا بقره ویکون مردنی یعنی زمین دوسرے کو دی اس شرط پر کہ وہ شخص بذات خود اور اپنے میل سے زراعت کرے اور بیج دولوں میں نصفان نصف ہو اور جو غلہ پیدا ہو وہ بھی دولوں میں اسی طرح نصفان نصف ہو سو فرائع اور اسکے میل سے اسی شرط پر زراعت کی تو فزاعیت فاسدہ اور غلہ دولوں میں نصفان نصف ہوگا اور فزاع کا صاحب زمین پر کیا لازم نہیں بسبب اسکے شریک ہو جانے کے غلہ میں اور عامل نصف زمین کی اجرت واجب ہے صاحب زمین کیو اسلئے بسبب فاسد ہونے عقد کے وکذا لو کان لالبذر زمینین من احدہما وثلثہ من الآخر والرابع بینہما نصفین لعلی قدر بذریعہ فاسدہ ایضا لشرطہ الاعارة فی المزارعة عمادہ در کیا طرح اگر دونوں ہی ج ایک شخص کی طرف سے ہو اور ایک تنہا دوسرے کی طرف سے ہو اور اصل غلہ دولوں میں حصوں دو حصوں وغیرہ بقدر ان کی جگہ کے تو وہ بھی فاسد ہے بسبب شرط کرنے مالک زمین کے عاریتہ سے کو فزاعیت میں کذا فی اعماد یعنی اسو اسلئے مالک زمین نے عامل پر ربا کا عاریت دینا شرط کیا کذا فی الطحاوی وعلما ان نفقة الزرع مطلقا بوضعی امدة المزارعة علیہا بقدر حصصہ معلوم کر کہ کس کس کا خراج مطلقا بعد گزر جائے مدت فزاعیت کے دولوں پر ہو بقدر ان کے حصوں کس مطلقا یعنی خواہ مدت کی حاجت ہو کسیت کے پختہ ہونے سے پہلے یا بعد اسکے کذا فی الجلی فی اقبل مضیہا فکل عمل قبل اتہا کارس

لنفقة بذریعہ مونة حفظ وکری من علی احوال دولہا شرط فاذا اتہا ہی لقی مال لا شترک بینہما لیس علیہا مونة کما ودیاس کذا حررہ لہ عنہ وعلی علیہ اصل صدقہ فاحفظ او فزاعیت کی مدت گزر جانے سے پہلے تو جو عمل کسیت پختہ ہونے کے قبل ہے جیسے بیج کا مرنے وغیرہ بانی اور نہ مرنے کی محنت ہے وہ عامل پر ہو اگرچہ اسکی شرط نہ ہو کی ہو پھر جب کسیت پختہ ہو کر مال کو پہنچا تو اب مال شترک ہو کر باقی رہیگا تو عامل اور مالک زمین دولوں پر خرچ اسکا واجب ہوگا چنانچہ کسیت کے کٹنے اور دین چلانے کی اجرت اسی طرح تحریر کی ہے مصنف نے اپنی شرح میں در ہی پر یعنی اقبل مضی مدت پر صدر الشریعہ کے قاعدہ کو محمول کیا ہے تو اسکو یا در کما چاہیے صدر الشریعہ یوں کہ کہا ہے کہ جو عمل قبل پختگی کے ہو وہ عامل پر ہے مصنف نے یہ محمول قبل انقضاء مدت فزاعیت پر باقیاء عقد اور استحقاق عمل عامل پر تصور کیا کیونکہ مدت کے بعد عقد ہو نہ استحقاق فان شرطہا علی العاقل فسدت کما لو شرطہا علی ربا لارض غیر اقا قدیر نے بد پختگی عمل شرط کیا عامل یعنی فزاع پر تو عقد فاسد ہے چنانچہ فاسد ہے اگر صاحب زمین پر عمل کو شرط کیا یعنی اسو اسلئے اس شرط کو عقد نفقہ نہیں کیا کذا فی الطحاوی بخلاف مالومات رب الارض الزرع قبل فان العمل فیہ جمیعاً علی العاقل ووارثہ بقاء مدت العقد وبعقدہ وجب علی العامل عملاً احتیاج علیہ الی اتمام الزرع کما بر خلاف سابق یہ صورت ہے کہ اگر صاحب زمین مر گیا اور کسیت ہنوز گھاس اور ساگ ہے یعنی دانہ نہیں نکلا تو زمین تمام عمل عامل پر ہے یا اسکے ورثہ پر بسبب باقی رہنے مدت عقد کے اور عقد واجب کرتا ہے عامل پر وہ عمل جبکی طرف حاجت ہو تا اتمام زرع چنانچہ مذکور ہو چکا م علیہ کے کما قولہ بخلاف شرطہا تو لہ ونفقة الزرع علیہا با حصص سے و لومات قول لیبطل ولائی لکراہ کما وکذا لفتح مدین مخرج محبتی اور اگر زمین کا مالک مر گیا بیج ڈالنے سے پہلے تو عقد باطل ہو گیا اور فزاع کی جو مائی کی کچھ اجرت نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور اسی جوانی کی کچھ اجرت نہ ہونے کی اگر فزاعیت فسخ کی گئی بسبب اس میں سے جو مضطر کرے بیع زمین کی طرف کذا فی اجتبی وضح شرط العمل کما ودیاس نصف علی العامل عند التالی للعامل وهو الایم علیہ التوتی لستی اویج شرک لیس عامل کا چنانچہ کسیت کا اٹنا اور بانڈنا اور غلہ کو جو سے سے صاف کرنا اور پوسٹ کے نزدیک بسبب داج اور عت کے اور یہی قول صحیح ہے اور اسی پر جو کہ ہو کذا فی المستفی عمل مذکور بلا شرط ماقیین پر یہ اور بشرط سے فزاع پر لازم ہے حکم عرف کذا فی الطحاوی من کما فی النکلة فی المزارعة مطلقا دولہا فاسدة امانہ فی ید المزارع تم فرع علیہ بقولہ فزاعیت میں مطلقا اگرچہ فزاعیت فاسدہ ہو غلامانہ ہے فزاع کے مانتہ میں ہے مصنف نے اس قول پر تفریح کی بقول آئندہ فلا ضمان علیہ لو بطلت النکلة فی یدہ بلا شترک لانتصہا لکفالة تو فزاع تیرا دانہ نہیں لگتا غلہ ہو گیا اسکے پاس دن اسکے کرتے کے تو غلہ کی ضمانتی صحیح نہیں

ضمن المحرم لا یجب النہایہ فصاخرط علیہا فلت یضیی الخب فی عرفنا ۱۱ من کما ہون اور مع انصار من خبا یہ لہستہ کے آخر باب میں خلاصہ سے منقول ہے کہ
 البستانی یعنی مساقی نے ضائع کر دیا کام باع کا اور خاف ہو گیا بہانہ تاک کہ پانی باغ میں داخل ہوا اور انور کے درخت اور دیوار میں ہو گئیں صاحبہ خراسانی
 کہا کہ تادان دے درختوں کا دیواروں کا اور اگر درختوں میں خام انور ہو تو انور کا بھی تادان دے نہ چختہ انور کا سو اسطیکہ وہ اپنے کہاں کی سوچ گیا تو انور کی نگاہ میں
 اور مالک دونوں پر وجہ ہو گئی میں تادان ہون اور ہمارے عرف میں چختہ انور کا بھی تادان دے ۱۱ اتنی الخ انتق بلا اذن الا فر دلا م قاضی ہو مشرع کمرہ دار مشترکہ
 خرچ کیا بلا اذن دوسرے کے اور بڑا قاضی کے تو وہ مشرع ہو یعنی اسنے احسان کیا دوسرے سے خرچ کا مطالعہ نہیں کر سکتا جیسے مشترکہ ملک کا مرست کرنا
 بلا اذن شریک موجب رجوع نہیں م صورت اسکی یہ ہے کہ مزاح غائب ہو انفسا سے مدت سے پہلے تو شخص حاضر خرچ کرے قاضی کا حکم لیکر وہ جو خرچ کیا تھا جسکا
 پھیرے خواہ کھیت باقی رہے یا تلف ہو جائے اور اسی طرح اگر مزارع خلیج ہو چکا کچھ مال نہیں ہے یہی جواب ہے اور اگر بدون حکم قاضی خرچ کر لیا تو مزارع ہو گا اور اگر
 اجارہ منقص ہو گئی اور مالک زمین باہر ہو گیا اور کھیت ہنوز گھاس درسا ہے تو قاضی مزارع کو خرچ کرنے کا حکم نہ دے لے کر جب کو اس سے ثابت ہو کہ کھیت زمین قاضی
 مشترک ہو اور اگر بدون قاضی خرچ کر لیا تو مستلوع ٹھہر گیا کذا فی الخطا وی مختصرات اعلیٰ فقال دائرۃ انا حمل الی ان یخصد فله ذلک الی ان یبلا لاض مشترک
 مر گیا سو اس کے وارث نے کہا کہ میں شل کر دے گا کھیت کا ٹٹے تک تو وہ انور درست ہے اگر چہ صاحب زمین نہ ہے کذا فی المتقی ذی الوبانیتہ سے و باخذا فی الیقیم
 فرارۃ ان کان باہو بندہ اور یم کا دوسری قیم کی زمین ہے بطریق فراغت کے اگر تیس سوچ ڈالنے والا مگر کج دمی کا ہو تو فراغت جائز ہو اور اگر تیس کا بیج ہو تو جائز نہیں
 اور اسی پر فتویٰ ہے کہ فی الخطا وی سے و ذوال بذر لا یشی مزارع + لہ انول بعد اخصد و خصم مکر + اور اگر مزارع کہے کہ میں کاج میرا جو تو اسی کا تو قبول ہو گا
 کاٹنے کے بعد اور حالانکہ طرف ثانی اسکا شکر ہے و اسد تنالی اعلم دستغفر اسد المکرم

کتاب المساقاة

یہ کتاب ہو مساقاة کے احکام میں لا یغنی عنہا مستند پوشیدہ نہیں نہایت مساقاة کی نزرت سے ہم سو اسطیکہ دونوں عقد شرعی ہیں تحصیل منفعت کی سب سے فوق مذاکر
 کہ مزارعت میں کھیت کی خبر گیری ہر سچے وغیرہ سے اور مساقاة میں باغ اور درختوں کی اصلاح ہر سچائی وغیرہ سے ہی معاملہ بلغۃ اہل اہلیۃ مساقاة اہل مدینہ کی زبان میں
 معاملت ہے یعنی اہل مدینہ مساقاة کو معاملہ کہتے ہیں فقہی لغت و شرعا مساقاة دفع الشجر و المکریم و ہل المردا بنجر باجم غیر اشترک بخور و مصفحات علم ارہ الی مصطلح
 بنجر معلوم من غمرہ تو مساقاة باعتبار لغت اور شرع کے عبارت ہو مساقاة دفع شجر سے بنی درخت اور انور کی بل دینا اس شخص کو جو درخت کی اصلاح کرے
 کچھ اسکے مدین بیلوں پر اور کیا شجرہ سے وہ درخت بھی مراد ہے جو درخت غیر شجر کو بھی شامل ہو چنانچہ جو مصفحات کا درخت میں نے اسکو نہیں دیکھا کتب
 فقہ میں ہم یعنی مساقاة کے معنی لغوی اور شرعی میں کچھ فرق نہیں اور یہی قول تہا یہ میں ہر او ظاہر کلام زبانی اور عینی اور سکین اور درخت و نخلت برداشت
 کرنا ہر زبانی ہے اور اسی طرح صاحب درخت نے کہا مساقاة مفاعلت ہر سچی سے جلتی ہے کہ اکثرین مساقاة میں شرمع ہے تو اشجار غیر شجرہ کو کہیں نخل شامل ہو گی مگر دونوں
 دیا جائے کہ ذکر اسکا بنا بر عادت حال کے ہو دسی کا لمرارۃ حکما و خلافا اور مساقاة مزارعت کے مانند ہر ازراہ حکم اور اختلاف کے یعنی امام کے نزدیک مساقاة صحیح
 نہیں برخلاف صاحب کے اور حکم مساقاة یہ ہے کہ وہ صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ ذاکر اشتر و طائمن ہا یخرج بیان البذر و دخہ اور اسی طرح مساقات مزارعت کے مانند
 ہر ان شرط میں جو بیان مکن ہیں مکان کی قید اس واسطے لگائی باج وغیرہ کا چنانچہ اسکی جنس اور مقدار کا بیان کرنا اعلیٰ جستم شرط مکنہ مساقاة چنانچہ طبعیت
 متعاقبین کی اور بیان کرنا حصہ عامل کا اور تخلیہ کرنا عامل اور بنجر میں و شرکت پل میں جو پیدا ہوا لانی اربعۃ اشیا و لا شرط ہا اذا قطع احد ہما بجر علیہ
 الا ضرر بخلاف المزارعۃ لکما مگر چار چیزوں میں سودہ بیان شرط نہیں ہوتی ایک یہ کہ جبکہ احد العاقدین انکار کرے تو اسپر مساقاة میں جبر کیا جائے و کجا
 اسواسطے کہ کوئی ضرر نہیں برخلاف مزارعت چنانچہ نہ کور ہو چکا یعنی اگر صاحب مزارعت میں انکار کرے تو اسپر جبر نہیں و اذا انقضت المدة

ترک بلا اجرو عمل بلا اجرو فی الزمارة باجرا و جبکہ مساقاة کی مدت منقضی ہو جائے تو چھوڑ دیا جائے بدو ان جر کے اور نہیں عمل کیا جائے بدو ان جر کے اور فراغت میں
 اجرت کے ساتھ مع یعنی مدت مساقاة اگر منقضی ہو جائے او پہل خاصہ ہوں تو عامل کو جائز ہے کہ خبر گیری کیا کرے پہل ختم ہونے تک جس طرح مزارع کو جائز ہے عمل کرنا
 میں مزارع پر اجرت زمین کی بقدر اس کے حصہ کے وجہ ہوگی اور مساقات میں بقدر اس کے حصہ کی اجرت جب زمین اسو سطلکہ تجارتکار باجرا و دست زمین بنطرات مزارعت کہ دہا زمین کا
 باجرا و ہوگا اور وہ دست ہر کذا فی المطاوعی میں الزمعی و اذا استعمل التخلیل بریح الباعث باجر مثله و فی المطاوعی بقیمۃ الزرع و اگر جبکہ تخلص ان میں اشتقاق غیر ثابت ہو تو عامل
 اپنی اجرت مثل بھرے اور فراغت میں قیمت کی قیمت سے مع عامل اس وقت اجرت مثل لگایا جبکہ تجوز شمر ہو اور اگر عمل نہوں تو بجز اجرت نہیں کذا فی المطاوعی و ان تا خانہ و اس
 بیان المدة لیس بشرط استحقاقنا للعلم بوقتہ عاده و در چوخی جزو فراغت میں شرط ہر اور مساقاة میں نہیں بیان کرنا جو مدت کا سبب یا بہت بیان استحقاقنا بشرط
 بسبب معلوم ہونے اس کے وقت کے بطریق عادت کے مع یعنی چٹائی عمل کا وقت مقرر ہو زمین کم تفاوت تیرا ہر حیثہ ترتع علی اول تخرج فی اول السنة اور اس وقت
 یعنی در صورت عدم ذکر مدت مساقاة مزارع ہوگی پہلے عمل پر بار ہو پیدا ہوا اول سال میں مع یعنی مساقاة منعقد ہوگی اول تخرج جو اس سال میں خارج ہو ہو سطلکہ دہشت
 ہوا اور بعد اسکا مشکوک ہر و فی الزمۃ علی اوراک بذرا و از غبنہ فیہ و عدہ اور در صورت عدم بیان مدت و یہ میں مساقات منعقد ہوگی اس کے سچ کے کہنے پر ہو سطلکہ
 قطع سچ ہی میں غنیمت ہوئی ہر م رطبہ بفتح اوں ولایت میں حمہ ہر کیا ہر کا ہوا یا سالہا سال رہتا ہر اس کے سچ کی زیادہ قدر ہر چٹا و فی کما رطبہ جب تک تر
 رہتا ہر اسکو قصب کہتے ہیں و راہل مصر ہر سہ کہتے ہیں و در خشک کو دریس بولتے ہیں و در معشوب لے کما رطبہ بقول مردین چا خجہ شجاع نے قول ثانی پر انصاف کیا ہر اگلی
 عبارت میں اتنی در فارسی میں رطبہ کو بکشت کہتے ہیں فان لم تخرج فی ثلک السنة ثمرہ فسدت و اگر اس سال میں پہل پیدا ہو تو مساقات فاسد ہوگی در صورت عدم بیان
 مدت و لو ذکر مده لا یخرج الثمرہ فیہا فسدت و اگر ایسی کثرت در کرے جس میں پہل پیدا ہو تو مساقاة فاسد ہو و تو تلخ الثمرہ فیہا و اول تلخ صحیح علم التیقن بقدر
 المقصود و اگر اتنی مدت مذکور ہو کہ گاہے زمین پہل ختم ہوا و اگر گاہے ختم نہ ہو تو عقد صحیح ہر بسبب عدم تقین فحش مقصود کہ ہم بلکہ اس مدت میں مقصود کا احتمال ہر اور بسبب
 حد و ثقت کے احتمال وجود ہر مساقاة اور فراغت میں مزارع فی الوقت لم یسعی فی الشرط صحیح و عقد و الا فسدت فلو عمل الاجر لیس لیدوم عمالہ الی اوراک الثمرہ و اگر
 پیدا ہو و ثقت سہی میں تو مساقاة اپنے شرط بنیاد پر بسبب صحیح ہو جائے عقد کے و اگر زیادہ ہو تو مساقاة فاسد ہر سوا عمل کی واسطے اجرت مثل ہر تاکہ کما عمل بمشہونا
 رے پہل کہنے تک و لو دفع غراسا فی الارض لم تلخ الثمرہ علی ان یسلخ ما فاجح کا مینہا تقصد ہر مساقاة ان لم ینکر احوال معلومہ و ان کر ذلک صحیح و اور
 اگر ایسے پورے و ثقت کے جزو میں ہیں قائم ہیں و ہر ذرا کے پلنے کی نوبت نہیں ہر چوخی مار کر نے باقیاں کر دیے اس شرط پر کہ انکی خبر گیری و در تری کوے اور چول پیدا ہوا و ہر
 و دونوں نقصان نصف ہو تو یہ مساقاة فاسد ہر اگر وہ چند سال میں کو ذکر نہ کرے اور اگر ذکر کرے ہو تو عقد صحیح ہر بیان مدت اس صورت میں اسلئے ضرور ہوا کہ نہ دنوں کا پہل
 نہایت تفاوت ہو تا ہر با بقبار قوت و ثقت ار اشی کے تو کما اول تخرج بمحمل کرنا ممکن نہیں کذا فی الزمعی و کذا فی المطاوعی و لو دفع اصول بطرہ فی الارض مساقاة و لم یسیر المدة
 اور اسی طرح مساقاة فاسد ہر اگر رطبہ کی جڑیں جزو میں کے اندر ہیں بطور مساقات کے دین مع یعنی بقا و ہوں تک مساقاة فاسد ہر ہو سطلکہ انکی انقطاع کی حد مقرر نہیں
 رطبہ کی جڑیں بھا کرتی ہیں جب تک زمین میں قائم ہیں تو مدت بمحمل ٹھہری کذا فی الزمعی بنطرات الزمۃ فانیہ تجوز و ان لم یسیر المدة و دفع علی اول تخرج کیوں خلاف یہ کہ کہ کما
 مساقاة جائز ہر اگر مدت مذکور نہ ہو و عقد واقع ہوگا اول تراش پر عقد کے بعد ہر ہو سطلکہ انکی نہایت کی حد ہر چا خجہ جیسے کہ انکی لدر و لو دفع رطبہ اسلئے
 جزا و ا علی ان یقوم علیہا حتی یخرج بذرا و کیوں نہیں انصفین جائز بلا بیان المدة و الرطبہ لصاحبہا و اگر مالک نہ رطبہ دے جسے قطع کا وقت مقرر ہو گیا
 اس شرط پر کہ عامل انکی خبر گیری کیا کرے یہاں تک کہ انکا سچ پیدا ہو و ہر دو دنوں میں نصفان نصف ہو تو مساقاة جائز ہر بدو ان جان کر نے مدت کے در طرہ اس کے مالک کا
 م ہو و اگر کوچ کلاوت فراغت میں کے نزدیک معلوم ہوا و ہر مخللا عامل کی محنت سے تو نصف مقرر کرنا صحیح ہو گیا اور رطبہ فقط مالک کا ہوا ہو سطلکہ عامل کی محنت کا اس میں
 ترمیم کذا فی اللدر و لو شرط الثمرہ فیہا ای فی الرطبہ فسدت شرط الثمرہ فیہا لا یو یعمل و اگر در دونوں نے رطبہ میں چوخی کثرت شرط کی تو مساقات فاسد ہر ہو سطلکہ انھوں

زمین شریک شریک کی زمین پر رہا عامل کی محنت سے پہلے وضع فی الکرم و الشجر و الرطاب لہذا جمع بقول و
 اصول البازنجان و التخل حصہ انشا معی بالکرم و التخل و مساقاۃ صحیح ہر انکو کی کل اور درخت و رطاب میں رطاب کما جمع بقول تین در مساقاۃ صحیح
 بلکہ کی خردن میں اور کچھ زمین اور امام شافعی نے مساقاۃ کو مخصوص کیا ہوا انکو را در کچھ زمین کو فیلی الشجر المذکورہ غیر مدرکہ یعنی تیرہ بالعمل وان مدرکہ
 قدر نسبت لاصح کا لہذا رتہ بعد ہما حاجہ مساقاۃ صحیح ہر اگر درخت مذکور میں کچا پھل ہر یعنی جو عامل کی محنت سے بڑھے اور اگر گختہ پھل ہو جو بی نہایت کو
 پہنچ گیا تو مساقاۃ صحیح زمین فراغت کے مانند عدم طلبت کے سبب دفع ارضا بفساد مدہ معلومہ لیغیر من فکول الارض و الشجر مینما لاصح لا شرط
 الشکرۃ فیما ہو موجود قبل الشکرۃ نکاح کہ فقیر الشجران فقیر زمین غنیمت یعنی خالی صاف زمین دی مدت میں ہر تاکہ عامل زمین درخت لگا دے اور زمین درخت دونوں
 زمین نصف ہو تو مساقاۃ صحیح زمین سبب شریک ہونے شریک کے اس زمین جو موجود شریک سے پہلے یعنی زمین تو یہ فقیر الشجران کے مانند ہوا تو فاسد ہو گا
 و الشجر و الغرس لب الارض بتجا لافضہ و لا فرقۃ غیر سیدوم انرس و اجر مثل عملہ اور مسئلہ مذکورہ میں پھل اور درخت صاحب زمین کا ہر انکی زمین کا تابع ہر
 اور دوسرے شخص یعنی عامل کیو اسلے اسکے درخت کی قیمت ہر جو قیمت کہ درخت لگانے کے دن تھی اور اسکے عمل کی اجرت مثل ہر وجیلہ لہذا ان بیع نصف ان نصف الارض
 و متاجر بالارض لہا ثلث سبب متاثراتی قبل العمل فی نصیبہ بعد الشریک و شریک مذکورہ کی حوا کا یہ جیلہ ہر کہ عامل آدھے درختوں کو جس دھمی زمین کے بیج کرے اور
 زمین کا مالک عامل کو مثلاً تین سال کے واسطے نوکر کو جسے چھوڑی ہی اجرت ہر تاکہ مالک کے حصہ میں دہ محنت کر کے تیار کر سکے انی شرح الوقایہ بعد الشریک تو
 اس تدریس صاحب زمین نصف زمین و نصف درختوں کا مالک ہو گا اور اسی طرح عامل نصف زمین و نصف درختوں کا مالک ہو گا اور تین سال سے مراد وہ مدت ہی
 جس میں درخت پھلنے کے لائق ہو جائے و بہت اربع ہواۃ رجل و قہتا فی کرم آخر قیمت نہما شجرۃ فی لصاحب الکرم و لا قیمتہ للخواۃ ایک مرد کی گھلی کو ہوا
 اڑائے گئی اور دوسرے شخص کے باغ میں انکو لاداسواں سے درخت جماتو درہ درخت صاحب باغ کا ہر ہوا سطلہ گھلی کی کچھ قیمت نہیں کہہ لو وقت خوضہ نے
 ارض غیرہ فغنیبت لان نخوتہ لانت لا بعد ذاب کما اور اسی طرح اگر فقیر لادوسرے کی زمین میں لکچھ درخت جماتو زمین کے مالک کا ہوا کا سوا سطلہ فقیران
 جینا لک اسکے گوشت کے جانے کے بعد یعنی جسے کے ذلت فقط گھلی باقی رہی اور گھلی کی کچھ قیمت نہیں و بطل اسی اساقاۃ کا لہذا رتہ بموت احد ہما و مقبی
 مدہما و الشجر فی ہذا فیحد بعد موت الموت و مٹی المدة و مساقاۃ فراغت کے مانند باطل ہو جاتی ہر احد انقادین کی موت سے اور مساقاۃ کی مدت منقضی ہو جانے
 سے اور مالک پھل کچا ہر شاخ نے کہا یعنی خامی خرموت اور نقصان مدت و دنوں کی قید ہر فان بات العاقل تقوم و رتہ علیہ ان کو حتی یدرک الشجر وان
 کرہ الدافع ای رب الارض ان ارادوا قطع لم یجروا علی اهل سودا کر عامل کو گیا تو اسکے وارث شریک عالم میں لکچھ یا ان بیان تاک کہ پھل چپتہ ہوا اگر چہ دینے والا یعنی زمین
 کا مالک انکو پسند نہ کرے اور اگر وارث پھل توڑنا چاہیں تو عمل کرنے پر پابندی ہو گا مام اور مالک زمین کو اس صورت میں تین زمین اختیار ہر چاہے داروں کے ساتھ
 وہ بھی کچا پھل توڑے اور قیمت کرے اور چاہے عامل کے حصہ کی قیمت دے اور سب پھلون کا مالک ہو اور چاہے خرچ کر کے پھلون کی خبر گیری کرادے انکی جنگلی تاک اور
 جو صرف ہو وہ عامل کے حصہ سے جو پھلون میں ہر ہر کر کے کذا فی الخطا دی و ان بات الدافع تقوم لعمال کما کان ان کرہ و رتہ الدافع دفعاً للفرار و اگر جنگی
 یعنی مالک زمین چاہے تو قائم رہے عامل عمل چسب طرح پہلے تھا اگرچہ مالک کے وارث رہی نہون یکم دفع ہر کہ سبب سے ہم اور اگر عامل کچے پھل توڑے اپنے
 راضی ہو تو انکو اختیار ہر اسوا سطلہ کہ عقد کا باقی رکھنا جسکے ضرر دفع کرنے کے واسطے تھا تو اگر وہ خود راضی ہوا اپنے ضرر پر تو عقد باطل ہو گا اور مالک زمین
 کے داروں کو اختیار نہا ثلثہ متقدمہ میں کذا فی الخطا دی و ان مافا لہما رنی ذاک لورثۃ العامل کما مر اور اگر عامل اور مالک زمین دونوں مرے تو زمین عامل
 کے داروں کا اختیار ہر چاہے مذکور ہو چکا و ان لم میت احد ہما بل نقصت مدہما اسی اساقاۃ فافخما لعمال ان تار عمل علی ما کان اور اگر احد عاقدین
 کوئی نہ مر گیا بلکہ مساقاۃ کی مدت منقضی ہو گئی تو عامل کو اختیار ہر اگر وہ چاہے تو عمل کیا کرے جس طرح مدت کے اندر کرنا تھا جنگی تھا و چاہے عمل کرے و قطع بعد

کی کتاب الزبائح سے جو نام و نون کا اطلاق فی الحال اور قطع حاصل کرنا باتات اور گوشت سے انجام کا میں مناسب یہ تھا کہ شایع اور ساقاۃ میں
 مناسبت نہ کر کرنا اس واسطے کہ ذبائح مساقات کے بعد مذکور پر غرضت کے بعد تو جو چند سہیت میں یوں کہتا حقیر کہ مساقاۃ اور ذبائح ہر ایک حقیر میں انسان
 مذکور پر مساقاۃ میں بخل اور ذبائح میں گوشت کذا فی مجموعی النبیۃ اسم یندرج کالذبح بالکسر و بالفتح قطع الادویج و ذیل جس کا نام ہر جاندار پر جو ذبح کیا جائے
 ذبح بالکسر حیوان نہیں کہ نام ہر جاندار پر ذبح بالفتح تو عبارت ہے قطع عروق سے حرم حیوان میں شایع الذبح خراج لکھ و ہر جاندار بلحاظ ذکاۃ و دخل العزویۃ و البیۃ و کل
 عالم نیک ذکاۃ شرعیاً اختیار کیا کان او منظر یا جو جاندار کہ شرعاً لائق اور قابل ذبح ہو ہر جاندار پر جس تک ذبح نہ کیا جائے بطریق ذبح شرعی کے نہ ذبح اختیار کیا
 خواہ منظر یا شایع نے کہا یا قنن ذبح کی قید سے محفل اور نہ ہی نکل گئی تو درد و نون ملال میں بدون ذبح کے اور مرست میں دخل ہوا جانور جو اپنے پر سے
 گرے مگر گیا اور جو نرسنگ وغیرہ کا زخم کھا کر گیا اور جو حیوان کہ زخم نہ کیا گیا مگر جلیق نہ کیا گیا شایع نے جو مان کی عیادت میں صرف کیا سو قنن فاسد ہے کہ قنن
 قید نہ تا تعریف میں انتہی ہند مترجم نے عبارت میں کا ترجمہ مقدم جانا و ذکاۃ منظر ذبح و حرم و ہزارم فی ای موضع وقع من البدن و ضرورت کانج
 زخمی کرنا اور کوپنا اور خون کا بہانا ہر بدن میں سے جہاں کہیں زخم واقع ہو مگر کوپنا اور خون بہانا بدون زخم کے نہیں ہوتا تو مصل در ہزارم کی کچھ حاجت نہ تھی
 و ذکاۃ الا اختیار ذبح میں لکھ و البیۃ بالفتح الخمر بعد از ذبح اختیار ذبح کرنا ہر در بیان حلقہ در پیکر بفتح لام و تشدید باء آخر کرنے کا مقام ہر سینہ سم
 واضح تر بیانی کا قول ہے کہ ذبح اختیار ذبح زخم لگانا ہر در بیان لہ و دیگر میں کے اتفاق نے کہا کہ لہ سر سینہ ہر دو بیان ذفن ہر دو صیاح میں ہر لہ شریعہ ہر اسکے
 کرنے کا ناراہی نے کہا کہ لہ عبارت ہر خمر سے اور خمر موضع ہر خمر کا حلق سے اور موضع تلاوہ کا ہر صدر سے کذا فی الخطاوی و عروقہ کلقوم کلمہ وسطا و علاوہ اس
 دہو جری نفس علی ایح اور ذبح کے عروق میں سے ایک حلقوم ہر بالکل خواہ ذبح حلقوم کے در بیان ہر یا اسکے اوپر یا اسکے نیچے اور حلقوم دم کے آنے والے ہر
 بر قول صحیح جسکو اہل ہند غرضت کہتے ہیں مگر یہ میں کہا کہ حلقوم جری ہر طعام اور شراب کا سو کا تب و فیہ کا سوہو ہر بلکہ حلقوم سانس لے جانے کی راہ ہر کذا فی
 شرح الوفا یخطاوی نے کہا صاحب موہب نے کہا کہ ذبح متعین ہر در بیان حلقہ در پیکر نیچے گو کے کمال باشائے کہا کہ ذبح ہر زمین فوق البیۃ یعنی گرد کے اوپر
 بعضوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہر ذریعہ نے کہا ہمارے علمائے اگرچہ اذ عروق اربعہ کا قطع شرط کیا ہو سو حلقوم اور مری میں سے ایک کا قطع سب سے نزدیک ضرور
 اور جبکہ عقدہ حلقوم میں سے جانب سر کھری باقی زہر کا تو ایک کا مصلی قطع حاصل نہ ہوگا تو وہ ماکول نہ ہوگا بالاجماع اور ہی طرح شمشی اور ملا علی او شمشالی نے کہا ہر
 اور فتاویٰ عالمگیری اور حنفیہ اور فہرید میں اذ عروق سے ذریعہ کے موافق منقول ہے تو ظاہر ذریعہ اور اسکے ساتھیوں کا قول حق ہے بالکل جیسا طہیرہ کہ متفق علیہ
 پر عمل کرنا چاہیے انتہی مختصر و اطری ہر جری طعام و شراب اور خمر عروق اربعہ مری ہون یا مری یعنی کھانے اور پینے کی راہ اہم اہل نے تصریح کی ہے کہ اقصا سے فم
 میں دو عقدہ ہیں ایک دم آنے والے کا عقدہ ہر پیچھے کی طرف اقلو قصبہ یہ کہتے ہیں درد و نون طعام اور شراب کا عقدہ ہر عقدہ کی طرف اقلو مری ہر سب سے
 اور حلقوم اور قصبہ یہ سانس ہر اور مری اسکے نیچے ہر پشت کی طرف و لو وجان جری الدم اور خمر عروق اربعہ دو جان میں چیم خون بھرا رہتا ہے جسکو شرک
 بولتے ہیں دم دونوں رگین حلقوم اور مری کے چپ و دست واقع ہیں یہ چاروں عروق ذبح کیو اسطے ایسے متعین ہوئیں کہ دونوں ہر رگ کا قطع خون نکل جانے
 کے واسطے ہر دو حلقوم اور مری کا قطع تعین کے واسطے یہ یعنی تاکہ جان جلد نکل جاوے کذا فی الخطاوی و حل المذبح بقطع اثنی عشر تمنا از لا کثر علم الکمل اور جو ان
 مذبح حلال ہو جانا ہر عروق اربعہ میں سے تین رگوں کے کٹ جانے سے کوئی کیون نہ ہو اس واسطے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم یہ یعنی اکثر کل کے برابر ہر تین رگوں کا
 قطع ضرور ہر خواہ حلقوم اور مری اور ایک شرک خواہ حلقوم اور دو شرک خواہ مری اور دو شرک و حل کفی قطع اکثر کل نہا خلافت اور کیا کفایت کرتا ہے کل عروق اربعہ
 میں سے ہر رگ کے اکثر کا قطع ہونا میں خلاف ہر شمشی نے حاشیہ میں کہا کہ اہم ابو حنیفہ کے نزدیک عروق اربعہ میں سے کوئی تین رگین جبکہ قطع ہو جائیں تو ذبح
 حلال ہے اور ابو یوسف سے تین روتین میں ایک تو یہی روایت ہے کہ مذکور ہو چکی دوسری روایت یہ ہے کہ حلقوم اور دو رگوں کا قطع کرنا مشہط ہے

تیسری دہائی ہر کہ قطع طعوم اور ایک شہر کا شہر اور محمد کے نزدیک عروق اربعہ میں سے ہر گ کا اکثر کٹ جانا ضرور ہے یعنی اگر ہر گ دو حصہ قطع
 ہو جائے اور ایک حصہ قطع سے باقی رہے تو ذبیحہ حلال ہے کذا فی الخطاوی وحل الذبیح بل اقری لا اوج ارادہ لا اوج کل اربعۃ تعلیقا و ہذا اندامی ہذا
 لوبار او طیلۃ اسی شتر قصب و مردہ ہی حجر بعض کالکین بیج بیا اوج کرنا حلال ہے ہر ایک تیز چیز سے حوا و اوج کو کٹ دے اور خون کو بہا دے اگر قطع
 اور خون زری گ سے ہو یا بانیس یا نرک کے پوست سے یا باثر و اثر چہرے تلخ نے کہا صنف نے اوج سے چاروں گون کا ارادہ کیا یا اعتبار غلبہ کے اور مردہ و سقیم
 تیز چھری کے مانند جس سے ذبح کرتے ہیں ہم شبلی نے حاشیہ میں کہا ایک غریب ملکہ کے لائقانی نے ہدیہ کی کتاب تجلیات میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے ذکاۃ یعنی بیج ہو جائے
 اگر آگ رکھی جائے موضع بیج پر اور طعوم اور دونوں ہر گ کو قطع کر دے تو اسکا کھانا حلال ہے اسکو قدری نے اپنی شرح میں مذکور کیا ہے اتنی اور اس کے خلاف حاشیہ پر
 مذکور ہے کہ یہ روایت موقوف ہے لاکہ اور موصول فی الاسلام کے مخالف ہے کہ ذکاۃ الگ سے نہیں واقع ہوتی کذا فی الخطاوی اما سادہ نظر قائلین کہ جتہ دہت اور جتہ
 نامحسوس بیج کو کھانا منہ و عین و غذا مع الکراہۃ لافیدہ میں اسرار یا حیوان کہ تہیہ شرفہ کلبۃ اور اگر دہت و زنا خنزیر ہوں یعنی مصلحہ اور ہذا
 منہ اور انگلی سے تو ہم خفیوں کے نزدیک اسے ذبح کرنا حلال ہے کہ بہت کے ساتھ اسو سلیکہ میں ضروری حیوان کو تکلیف ہے جیسے جانور کو ذبح کرنا کذبہ جری سے کردہ
 ہرم امام شافعی کے نزدیک دہت و زنا خنزیر کے ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ حدیث میں منع وارد ہے کہ وہ مشیون کی چھریاں ہیں یعنی ہشی لوگ جانور کو دہت و زنا خنزیر سے
 ذبح کرتے ہیں اور خفیوں کے نزدیک یہ حدیث غیر متروک پر محمول ہے کہ خفیوں سے یہی صادر ہے یا ہر خطاوی نے کہا کذا ہر اکوٹ سے کہ بہت تیزی مراد ہے چنانچہ تعلیل
 کہ بہت آپر دہت کرتی ہے و نہ اب احد او شفرۃ قبل الضجاع و کہ بعدہ کا جبر جہا الی الحدیج اور جب تیز کر لیا چھری کا مذبح کے لئے سے
 پہلے اور تیز کرنا لئے کے بعد کردہ ہے جس طرح اسکا پانوں پیکر کے کھینچنا مذبح کی طرف کردہ ہرم حدیث میں وارد ہے کہ اسد تھل نے اسان کرنا ہر جزیرہ خنزیر
 کیا ہے تو جب قتل کرو تو اچھی طرح قتل کروا جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کروا و چاہے کہ تیز کرے اپنی چھری کو اور آرام دے اپنے ذبیحہ کو و چھامس قفایا یا اذنی بیج
 حتی قطع العروق والاہل محل لوتما بلا ذکاۃ اور کردہ ہے جانور کا ذبح کرنا اسکی گردن کے پیچھے سے اگر وہ زندہ رہے رگوں کے کٹ جانے تک و اگر مقتدر زندہ رہے
 تو اسکا کھانا حلال نہیں بدون ذبح کے مرنے سے و جبکہ بہت مخالفت سنت کی ہے اور اسو سلیکہ کہ اس میں بلا حاجت زیادہ تکلیف رسائی ہے و لیخ فی ذلک
 بلوغ الکلیۃ الخناع و ہر عرق بخین فی جوف عظم الرقبۃ اور کردہ ہے ذبح شدید بیدیاں تک کہ حرام مغز تک چھری پہنچ جائے شائع نے کہا شیخ ففتح لون و سکون فاسخ
 پہنچنا چھری کا شناع تا کہ ہوا و شناع سفید رنگ ہو کر دن کی ہڈی کے اندر شناع بالکے اوفتہ و خیمہ بھی لغت میں درست ہے حرام مغز کو کہتے ہیں جو گردن اور پٹھری
 گردن میں دہتا کے مانند واقع ہے خطاوی نے کہا بعضوں نے کہا شیخ یہ کہ گردن کو کھینچنے تانچ کا مسکان ظاہر ہوا اور بعضوں نے کہا کہ شیخ گردن کا تو بائیں
 ہونے سے پہلے اور یہ اب افعال کردہ ہیں بلکہ بلا فائدہ تعذیب ہے چنانچہ طبعی میں ہے و کہہ کلی تعذیب بلا فائدہ قتل قطع لراس اسلح قبل ان تردا میں اسکا کھانا حلال
 و ہر تفسیر باللازم کما لا یخفی او بدون فائدہ کے ہر تعذیب و تکلیف رسائی کردہ ہے چنانچہ سر کا کھانا اور کھال کا او طیرنا ٹھنڈے ہو جانے سے پہلے یعنی
 سکون میں الاضطراب کے بغیر اور دہت تفسیر باللازم ہے چنانچہ خفی نہیں یعنی برودت کو سکون عن الاضطراب لازم ہے بدون ملس اسو سلیکہ کا ہے سکون
 عن الاضطراب ہوتا ہے اور برودت اس سے متاخر ہوتی ہے اور حلالہ تعذیب ہے فائدہ سے یہ کہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا کذا فی الخطاوی
 و کہہ ترک التوجہ الی القبلاۃ بخالفة الہتہ اور کردہ ہے ذبح کے وقت قبل رخ منہا بسبب مخالفت سنت کے و شہرہ کون الذبیح مسلما حلالا خارجا کرم ان
 کان صید افسید اکرم لائحۃ الذکاۃ فی کرم مطلقا اور شرط ہے ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا اور مجرم نہ ہونا اور مجرم نہ ہونا یا غیر مجرم اور خارج کرم
 ہونا اسوقت شرط ہے جبکہ ذبیحہ خوشی شکار ہو تو خوشی شکار کرم شہرہ میں ذبح کرنا حلال نہیں کرنا مطلقا خواہ ذبح مجرم ہو یا حلال میں اگر مجرم ہوا
 غیر شکار کو حلال کرے تو وہ حلال ہے او کتایا دسیا و حرمیا الاذاسع منہ عند الذبح ذکر اسلح یا شرط ہے: ارج کالہا کتاب ہونا حواہ ذمی ہوا حلال

جبکہ اس سے ذبح کے وقت شیخ علیہ السلام کا ذکر نہ جاسے تو ذبیحہ حلال نہیں مگر یہاں دعا کا ذکر ہے کہ وہ تو صید کے معنی میں اور اصل میں یہ تبت ترفی ہوا و طعام الذین اتوا الکتبا بل لکم یعنی اہل کتاب کا طعام تھا جسے واسطے حلال ہوا و طعام سے مراد وہ طعام ہے جو سکودہ ذبح کر کے اور جس طعام کو ذبح لاحق نہیں ہوتا اس میں اہل کتاب اور مجوسی برابر جو چاہے کھا لیں کذا فی الدرر نقادہ مالگیری میں یہ کتابی کا ذکر ہے اس وقت لکھا جاسے جبکہ ذبح کے وقت مسلم دن مان موجود نہ ہو اور کتابی سے کچھ سنا نہ ہو یا ذبح کے وقت اس سے فقط اللہ تعالیٰ کا نام سنا ہو اور جبکہ کچھ سنا ہو تو اس پر حلال ہے کہ اسے خدا کا نام لیا ہو یا اعتقاد حسن ظن کے مسلم کے مانند اور جبکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا اور اسے اللہ تعالیٰ سے شیخ علیہ السلام کا ارادہ کیا علمائے کہا ہے کہ ذبیحہ ماکول ہے مگر جبکہ نصرت کرے اس طرح کہ بسم اللہ الذی ہذا لثالث یعنی وہ اس جو تیسرا تین کا تو اب ذبیحہ حلال نہیں انتہی نقل ذبیحہ تاملو الذی کذبوا و امرأۃ و صبیا انفعلا و التسمیۃ و الذبح و القدرہ و حلال ہے ذبیحہ مسلمان و کتابی کا اگر ذبح کرنے والا دیوبند یا عورت یا ایسا لڑکا ہو جو اللہ تعالیٰ کے نام کو اذنی کر کے کو چھتا چھتا اور ذبح کر سکتا ہو یعنی صغیر اتنا جاتا ہو کہ ذبیحہ اس وقت حلال ہوتا ہے جبکہ اس پر خدا کا نام لیا جاسے اور دیوانہ اور صغیر جبکہ نام خدا کو سمجھتے ہوں اور ذبح کرنا جانتے ہوں اور شیر تار ہوں تو وہ عاقل بالغ کے مانند ہیں کذا فی الدرر منہ انعمنا میں یہ کہ اگر بچوں اور صغیر ایسے ہوں کہ نقل و ضبط تسمیہ کریں تو ان کا ذبیحہ حلال نہیں مگر طحاوی نے کہا عورت کا ذبیحہ ہر طرح حلال ہے خواہ اس وقت وہ عاقل ہو یا ناقص الی یا حبیب و اقلہ او خرس ذبیحہ مسلم اور کتابی کا حلال ہے اگرچہ اس کا ختنہ نہ ہوا ہو یا کہ وہ گونگا ہو گونکا زبان سے نام خدا لینے سے عاجز ہو تو وہ معذور ہے اور اس کا دین قائم مقام نام لینے کے ہے تو وہ ماسی کے مانند ہے یعنی جو ذبح کر ذبح کے وقت نام خدا لینا بھول جاسے بلکہ گونگا ماسی سے زیادہ تر معذور ہے کذا فی نسخ الاقل ذبیحہ غیر کتابی اس میں مثنی و مجوسی و مرد و حتی حلال نہیں ذبیحہ غیر کتابی کا منجملہ بپشت اور مجوسی آتش پر ت اور مرد و حتی کے معنی دیوبند میں جن کا ذبیحہ اس واسطے حلال نہ ہوا کہ تہی رسول ہوا علیہ السلام و علم عن ذبائح ابن یعنی حضرت نے منع فرمایا ذبائح جن سے چنانچہ اشباہ میں ہر ملقط سے اور ظاہر اہل اکادہ ہے جبکہ جن دی کی صورت پڑے ذبح نہ کرے اور اگر آدمی کی صورت پر ہو کہ ذبح کرے تو نہ نظر ظاہر صورت کے ہکا ذبیحہ حلال ہو سکی تحریر و تحقیق کرنا چاہیے کذا فی لطفا دیو جبری لو ابوہ سنیا و لو ابوہ جریا علت شبابہ لایہ صار کثر قنیہ اور حلال نہیں ذبیحہ جبری مذہب کا اگر اس کا باپ ہوا اور اگر اس کا باپ بھی جبری ہو تو ذبیحہ حلال ہے کذا فی الاشباہ اس واسطے کہ کسی کے فرزند نے جب جبری مذہب اختیار کیا اہل سنت و جماعت کو چھوڑ کر وہ مرتد کے مانند ہو گیا کذا فی القنیہ من مصنف نے نسخ انفار میں کہا اور فوائد مذہب میں یہ کہ جائز نہیں ہے جبری کا اگر اس کا باپ ہوا اور اگر جبری ہو تو حلت میں کتا ہوں اور ظاہر اصحاب فوائد مذہب نے جو مصنف نے اشباہ کا یہ قول قنیہ سے لیا ہے اور قنیہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ ابو علی سے منقول ہے کہ ذبیحہ جبرہ کا اگر اس کے آبا اور اجداد مجبرہ ہوں تو وہ ذبیحہ کے مانند ہیں اور اگر اس کے باپ اہل عدل سے ہوں تو حلال نہیں اس واسطے کہ فہرست مرتدین کے میں اتنی مافی القنیہ میں کتا ہوں اور اصحاب قنیہ کی مراد ابو علی سے ابو علی خیالی ہے جو فرقہ معتزلہ کا رئیس ہے اور مجبرہ سے اہل سنت و جماعت مراد ہیں اس واسطے کہ معتزلہ اہل سنت کو مجبرہ کہتے ہیں چنانچہ یہی معنی معتزلہ کے کلام سے یہ ظاہر ہے اور اہل عدل سے مراد معتزلہ ہیں ان کے گمان میں چنانچہ علم کلام میں لکھا ہے کہ تو صاحب فوائد مذہب نے مجبرہ کو جبرہ سے بدل ڈالا انتہی مافی نسخ اور زوہر احوال اشباہ میں ہے اور ظاہر مصنف یعنی صاحب اشباہ نے جبرہ اور مجبرہ کے فرق کی طرف التفات نہیں کیا اور جبرہ اہل ہوسے اور اہل بدعت ہیں اور عقیدہ اشکایہ ہے کہ بدعت اور قدرت افعال کی اصلاح نہیں اور تمام خلق اپنے افعال میں مجبور ہیں انہی اور اہل بدعت کی تکفیر میں علماء ملت و خلف میں اس کا اختلاف ہے اور زمین شریک نہیں کہ جب کا مذہب اور عبت سودی الی الکفر ہو اور وہ تاویل نہ کرتا ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور جب کا مذہب بطریق تاویل کے ہو اور جہاد اور خطا باعث بدعت کی ہو تو اس کے تکفیر میں اختلاف ہے بعض علماء تمام اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں اور یہ قول ہے اکثر سلف کا فقہاء اور متکلیفین سے اور بعضوں نے انکو جماعت مسلمین سے نہیں نکالا ہے اور وہ اکثر فقہاء اور متکلیفین ہیں سو انھوں نے کہا ہے کہ وہ عاصی گمراہ ہیں انہیں احکام اسلام کے جاری ہیں اور مسلمین سے میراث پانچ

ابن ہمام نے شرح میں کہا: ان اکثر اہل مذہب اٹکو کا فرقت ہیں لیکن یہ کلام فقہاء مجتہدین کا نہیں اور غیر خدا کا کلام معتبر نہیں اور مجتہدین سے
 علم کفر منقول ہوتا ہے مانی نہیں الحاح میں تو اس منقول سے ظاہر ہوا کہ جبرہ موسیٰ بنی اور ایمان کے حکام سے علت و ذبیحہ ہر خود اسکا بایب منی
 یا جبری شایع کو مناسب نہ تھا یہ مسئلہ ذکر کرنا اور بدوین رد کرنے کے اٹکو چھوڑ دینا باوجودیکہ یہ منی ہر عقیدہ فاسدہ پر کہ انی اٹھادی مختصر بخلاف بدو
 اور جو منی نصرانیت علی ما نقل الیہ عندنا معتبر نہ تھا عند الذی حتی لو جس یہودی لایکل ذکا تہ برخلات اس یہودی اور جو منی کے جو نصرانی ہر گیا کہ
 اسکا ذبیحہ حلال ہوا سو اسٹک کے وہ ثابت رکھا جاوے گا ہمارے نزدیک اسی علت نصرانیت پر جسکی طرف اس نے انتقال کیا یعنی اسو اسٹک کے تمام کفر ایک
 علت ہر تو منی علت معتبر ہوگی ذبح کے وقت تو اگر یہودی مجوسی ہو جائے تو اسکا ذبح حلال نہ ہوگا و المستولہ بین مشرک و کتابی لکتابی لانہ وقت اور جواز کا یہاں
 ہو اور یہاں مشرک اور کتابی کے تو وہ کتابی کے مانند ہر یعنی اسکا ذبیحہ حلال ہوا سو اسٹک کے کتابی ہر یعنی مشرک سے اسکی بدی کثرت و ماری کثمتہ خدا
 اٹھا لانا لکتابی اور حلال نہیں ذبیحہ اسکا جو نام خدا قصد ترک کرے ذبح کے وقت برخلات امام شافعی کے بقولہ تعالیٰ اور لا تاكلوا مما يمس بغير اسمہ علیہ
 حتی تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ اٹکو چہرہ اسم کا نام نہ کرو نہ وہ اور امام شافعی سے پہلے اسکی حرمت پر اجماع منعقد ہو گیا تو اگر قاضی ذبیحہ مشرک کتبہ عند اٹکے جواز
 حکم سے تو حکم لکھنا فتنہ ہوگا سو مسئلہ مخالفت اجماع کے ہر فان ترکنا ناسیاطہ حل خلا لانا لاک ہر اگر نام خدا بھول کر ترک کیا تو ذبیحہ حلال ہر برخلات امام مالک
 یعنی اٹکے نزدیک عند ا اور نسیا تا ترک تیسرے علت نہیں ہوتی ہر اسی دلیل یہ ہر کہ شایع نے ناسی کو ذکر کر کے فتنہ در دیا ہر مذہب تو یہ کہ کلام تمام ذکر کے کر دیا
 اٹکل ناسی کو کلام تمام مساک کے کر دیا صوم میں اسی سبب سے وان ذکر ہمہ تعالیٰ غیرہ فان واصل بلا عطف اگر کہ قولہ بسم اللہ اللہ تعالیٰ قبل من فکان او
 منی ومنہ بسم اللہ محمد رسول اللہ بارع عدم عطف فیکون مبتدا لکن بکہ للوصل صورتہ ولو باجرا و نصب حرم دراز اگر امہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اٹکے غیر کو
 ذکر کرے تو اگر غیر خدا کو ملاوے بدون عطف کے تو مکروہ ہر چنانچہ یون کہنا بسم اللہ اللہ تعالیٰ قبل من فکان او منی یعنی قبول کر فتنہ شخص کی طرف سے یا میری طرف سے
 اور وصل بلا عطف سے ہر یون کہنا بسم اللہ محمد رسول اللہ بارع وال محمد عطف نہ ہونے کے سبب سے تو ذبح شروع کرنے والا کلام کا ہر کہ انی اٹھادی یا محمد کا لفظ
 مبتدا ہو یعنی توجہ اکلام مشرک لیکن مکروہ ہر وصل ظاہری کے سبب سے اور اگر وال کو زیر یا زبرد سے تو ذبیحہ حرام ہوگا کذا فی الدرر عن فایہ البیان ہم حموی
 لہذا من منقول ہر کہ وال کے زردینے سے ذبیحہ حرام ہوگا اور فتاویٰ عالمگیری میں نہایت سے منقول ہر کہ رفع نصب جرتینوں صورتوں میں ذبیحہ حلال ہر
 اسو اسٹک کے رسول علیہ السلام نہ کر ہر بدون عطف کے کذا فی المخطوطاتی قبل ہذا اذ عرف انہ بعضون نے کہا یہ یعنی رفع وال سے مکروہ ہونا اور جواز نصب
 حرام ہونا اوقت ہر جبکہ ذابح علم خود کو جانتا ہو والا وجہ ان لا یعتبر الا عراب بل یجزم مطلقا بلا عطف لعدم احرف ربیعی کہا فادہ بقولہ اور قول وجہ ترمذ
 کہ اعراب کا اعتبار کیا جاوے بلکہ ذبیحہ حرام ہوگا مطلقا خواہ خود جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بسبب عطف کرنے کے عدم عرف کی جہت سے کہ انی از ربیعی چنانچہ
 مسنف نے اٹکو قول آئندہ میں بیان کیا ہر غلبی نے حاشیہ ربیعی میں کہا کہ میری دیکھی ربیعی کے سبب نخون میں یہی عبارت ہر اور وہ غیر ظاہر ہر
 اسو اسٹک کے یہاں عدم عطف میں کلام ہر تو یون کہنا ظاہر ہر بل لایجزم مطلقا دون عطف یعنی بلکہ حرم نہیں مطلقا بدون عطف کے اور مؤید اس کلام کا وہ
 ہر جو ہم نے فتاویٰ عالمگیری سے عن انہما یہ نقل کیا کذا فی المخطوطاتی وان عطف حرمت نحو بسم اللہ و اسم فکان او فکان اور اگر ذبح نے
 خدا کے نام کے ساتھ غیر خدا کو ذکر کیا بطریق عطف کے تو ذبیحہ حرام ہوگا چنانچہ یون کہنا بسم اللہ و اسم فکان یا یون کہنا بسم اللہ و اسم فکان یعنی خواہ فقط
 اسم کو بسم پر عطف کرے خواہ غیر خدا کو فقط خدا پر عطف کرے دونوں صورتوں میں حرمت ثابت ہر لانہ اہل یہ غیر اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ہر
 نا ذکر فیما عند اعطاس وعند الذی غیر خدا کے ذکر کرنے کے بطریق عطف کے اسو اسٹک ذبیحہ حرام ہوگا کہ اسے غیر خدا کا نام بکارا گیا یعنی اور خالاک
 قرآن مجید میں اس ذبیحہ کھانے کا حکم نہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دو مکان ہر جہنم جھکو ذکر کرنا چاہیے ایک تو چھینکنے کے وقت

اور دوسرے سوچ کر کے وقت فانی فصل صورتہ و معنی کا لہ عار قبل الاجتماع والد عار قبل التسمیۃ و بعد النجاشی لایس بہ لعدم القرآن صلا
 بعد اگر دواج لے ذکر غیر خدا کو نام خدا سے علیحدہ اور جدا ذکر کیا یا عتبار صورت اور معنی کے چنانچہ دعا کرنا ذبیحہ کے گرانے اور لٹانے سے پہلے اور دعا کرنا بسم
 لے سے پہلے یا دعا کرنا دواج کرنے کے بعد تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں اس واسطے کہ ہمیں غیر خدا کا صلا افعال نہیں نظر میں نہ حقیقت میں مگر بلکہ دعا کرنا قبل
 ذبح کے مسنون ہے اس واسطے کہ ابو داؤد اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے دن دو خسی مینڈھے ذبح کیے
 سو انکو جب قبلہ رخ کر یا تو یہ دعا کی رالی وجہ و جہی للذی فطر السموات والارض علی ملۃ ابرہیم خفیفا واما ناس انہم یکن ان صلوٰتی ولسکی ویمانی مانی
 بعد رب العالمین لا شریک لہ وذلک الارت واما من المسلمین اللہم نیک ذلک وایک اللہم محمد وامتہ بسم اللہ اللہم ہر ایک پھر حضرت نے ذبح کیا اور
 دوسری روایت جابر سے ترمذی میں یوں ہے کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے مینڈھا پیچ کیا اور فرمایا بسم اللہ اللہم ہر ایک یعنی ذبح مینڈھ (شی)
 و الشریط فی التسمیۃ ہوا الذکر الخالص عن تنویر لدعا وغیرہ فلا یکل القولہ للہم غفر لی لانہ دعا و سوال بخلاف الحمد بعد او سبحان بعد مرید التسمیۃ فای
 یکل اور تسمیۃ یعنی نام خدا لینے میں شرط یہ ہے کہ ذکر خالص ہو دعا وغیرہ کے اختلاط سے تو ذبیحہ حلال نہیں فقط یوں کہنے سے اللہم غفر لی یعنی آئی ہو مجھ کو بخش ہو
 اور سوال پر تو خالص فکر نہ ہو بخلاف الحمد بعد او سبحان بعد کہنے کے جبکہ دواج اس قول سے تسمیہ کا ارادہ کرے تو ذبیحہ حلال ہوگا و غلط عند النجاشی فقال الحمد
 لایکل فی الاصح لعدم قصد التسمیۃ اور اگر دواج کو چھینک آئی ذبح کے وقت سوئے الحمد بعد کہا تو ذبیحہ حلال ہوگا قول صحیح میں بسبب عدم قصد تسمیہ کے
 م اس واسطے کہ عاصی الحمد بعد سے شکر نعمت کا ارادہ کرنا ذبیحہ کا بخلاف الخبیث حیث یخبرہ قلب فی حملہ علی ما ذلوی واللا لایوفی بینہ و میں امر فی مجتہد قال
 برخلاف خبیثہ کے کہ وہاں اگر خبیث چھینکے اور الحمد بعد کہے تو یہ کننا ثبوت خبیثہ کے واسطے کننا یت کرنا ہی میں کتا ہوئی اور اسکا حمل کرنا اُس صورت پر لائق ہے
 جبکہ خلیل الحمد بعد سے خبیثہ کا ارادہ کرے اور اگر ارادہ کر گیا تو خبیثہ نہ ہوگا یہ اس واسطے قید لگائی تاکہ موافقت ہو جائے ہمیں اور ہمیں جو مذکور ہو چکا ہے
 میں سوال کر مہم صنف نے جو میں کہا کہ اگر خبیث چھینک کیو اسطے الحمد بعد کہا تو قائم مقام خبیثہ نہ ہوگا انتہی و لو کہی نہ کہما کہ اگر تسمیہ کے مقام پر الحمد بعد یا سبحان
 کہا اور تسمیہ کا ارادہ کیا تو کننا یت کرنا ہی اور اگر خبیثہ کا قصد کیا اور تسمیہ کا ارادہ نہ کیا تو ذبیحہ حلال ہوگا اور ہی طرح اگر الحمد بعد کہا اور تسمیہ کا قصد کیا اس واسطے
 یہ الفاظ باب تسمیہ میں صریح نہیں ہیں صریح تو فقط بسم اللہ ہی تو یہ الفاظ کننا یہ ٹھہرے اور کننا یہ قائم مقام صریح کے نہیں ہیں ناگزیریت سے چنانچہ باب بطلان میں صریح
 ہے کہ الذی لایطہادی و استحب ان یقول بسم اللہ بعد الاکبر بلا وادو کہ یہاں لایقطع فور التسمیۃ کما عزاہ الذی لایطہادی و قال قبلہ و المستدول المستقول
 عن الہی صلی اللہ علیہ وسلم بانو ادواج کے وقت یوں کننا استحب ہے کہ بسم اللہ بعد الاکبر بدو کے اور وادو کے ساتھ یوں کہنا کہ بسم اللہ بعد الاکبر بدو کے اسلئے
 کہ فوریت تسمیہ کا قاطع ہے چنانچہ نسبت کیا ہے طبعی نے اس قول کو خمس اللہ طہوانی کی طرف اور طبعی نے اس سے پہلے کہا کہ مشہور اور معمول اور بقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے وادو کے ساتھ جو اگر وادو سے قطع فوریت ہوتی تو لازم آتا ہے کہ ذبیحہ مردار ہو جائے اور وہ وجوب خد وادو کا مقتضی ہے نہ استحب کا مگر یہ کہ فوفا بقر
 کیسے علاوہ یہ ہرگز یاد دہا و قاطع فوریت نہیں فتاویٰ عالمگیری میں بدائل سے منقول ہے کہ تسمیہ کا وقت ذکاۃ اختیار میں ذبح کا وقت ہے تقدیم سبب پر جائز
 نہیں مگر زمان قبل جس سے چنانہ ممکن نہیں اور بطرح حدیث میں وادو منقول ہے اسی طرح علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وادو منقول ہے بقالی نے کہا کہ استحب ہے کہ کہے
 بسم اللہ وادو بعد الاکبر وادو کے ساتھ کہ ذی لایطہادی و لوسی لم تحضرہ لیتصح بخلاف ما لو قصد یہا التبرک فی تبدل الفعل و لوسی بہا امر آخر خانہ لایصح فلا کل او
 اگر دواج بسم اللہ زبان سے بولا تو تسمیہ کی نیت حاضر نہ ہوئی تو تسمیہ صحیح ہے برخلاف اسکے اگر تسمیہ سے برکت لینے کا قصد کیا شرع فعل میں تسمیہ سے اگر کسی امر کا ارادہ کیا
 سو اسے ذبح کے تو تسمیہ صحیح نہیں تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا مگر صورت عدم نیت اس واسطے صحت ہوئی کہ دواج کو جبکہ امر ہو تھا اسکو مہرچا لایا یعنی لفظ صریح نیت کا
 محتاج نہیں اور وجوب قصد تبرک یا نیت امر آخر اس واسطے حلت نہیں کہ اسے غیر مامور کی نیت کی چنانچہ فائز میں تسمیہ کرنا دواج بسم اللہ بولا اور اسے ہاتھ ہزار کہ

اپنے شکار گوزندہ پایا اسکابل قریب الماک ہو گیا اور ذبح کی فرصت تنگ ہو گئی یا منے ذبح کرنے کا ہتھیار نہ پایا سو اسکو زخمی کر دیا تو ایک روایت میں وہ حلال ہو گیا مگر بہتر یہ تھا کہ شاربجاسے فی ردیہ قول کہتا اسواسطے کہ یہ قول بعض مشائخ کا اور بعضوں نے کہا کہ اسکا کھانا حلال نہیں بدون قطع عروق کے کہ انی الخطا وی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ایک مرغی درخت پر ٹنگ گئی اور اسکا مالک اس تک نہیں پہنچ سکتا تو اگر اسکی فوت اور موت کا خوف نہ ہو اور اسکو تیر سے مارے تو اسکا کھانا جائز نہیں اور اگر فوت ہو جائے گا ڈر ہو تو اسکا کھانا جائز ہے اور کیڑو جبکہ مالک کے پاس سے اڑ گیا پھر اسکے مالک یا اور کسی شخص نے اسکو تیرا راتو فقہانے کہا کہ اگر وہ اپنے مکان پر نہ آسکتا ہو تو اسکا کھانا حلال ہے خواہ تیر فوج کے مقام پر لگے خواہ او کہ میں اسواسطے کہ ذکاۃ اختیار سے غاخری ثابت ہوئی اور اگر کوئی اسے مکان پر آسکتا ہو تو اگر تیر فوج کے مقام پر لگا تو حلال ہے اور اگر وہ مقام پر لگا تو اُمین اخلاص ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ حلال نہیں دنی منظومہ انفسی سے ان جنین مفسرہ جبکہ لم یتذک بذکاۃ اُمہ و فحرف لم یصف ان ازہو نہ انفسی میں ہے کہ پیٹ کا بچہ مستقل ہے اپنے حکم میں حلال نہیں ہو جاتا اپنی ماں کے حلال ہو جانے سے تو مصنف نے ان شرطیہ کا لفظ حذف کیا مگر بعضی اگر پیٹ کا بچہ ذبح کیا گیا تو حلال ہے در نہ حلال نہیں اور وہ اپنی ماں کا تابع نہیں کہ اسکے حلال ہونے سے وہ بھی حلال ہو جائے وقالان تم خلقہ اکل لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکاۃ الجنین ذکاۃ اُمہ وحکمہ الامام علی التنبیہ اسی ذکاۃ اُمہ بدلیل اندروی بانصب اور صاحبین نے کہا کہ اگر جنین پیٹ کے بچہ کی خلقت پوری ہو چکی ہو تو کھایا جائے بدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنین کی ذکاۃ اسکی ماں کی ذکاۃ ہے اور امام اعظم نے اس حدیث کو تشبیہ بچوں کیا ہے جن جنین کی ذکاۃ اسکی ماں کی ذکاۃ کے مانند ہے اس دلیل سے کہ اسکی رویت نصب سے بھی آئی ہرم اکل نے شرح ہر ایہ میں کہا کہ ذکاۃ اُمہ برقع نصب دونوں طرح مروی ہے تو اگر منصوب ہو تو کھانے کا نہیں اسکی تشبیہ ہونے میں اور اگر مرفوع ہو تو بھی انکا نہیں اسواسطے کہ وہ قوی تر تشبیہ میں اول سے لفظ اشاعرع و علیاک عینا ما و جدید جدید کذا فی الخطا دی) لیس فی فوج الام فنافۃ الاولہ عدم یتقن موتہ اور مان کے ذبح کرنے میں بچہ کا ضائع کرنا نہیں ہے کیونکہ اسکی موت کا یقین نہیں ہے یعنی جنین نام تخلیق مان کے ذبح کرنے سے زندہ بھی رہتا ہے تو اسکی موت یقینی نہ ہوئی مگر بقیہ دلیل امام کا اور جواب ہے اس سوال مفید کا کہ اگر بچہ کھانا اسکی ماں کے ذبح کرنے سے حلال نہ ہو تو اسکی ماں کا ذبح کرنا جائز نہ ہو اسواسطے کہ اسکی ماں کا ضائع کرنا ہے اور حالانکہ مال ضائع کرنا حدیث میں ممنوع ہے چنانچہ زلیعی میں ہے کہ ذی بلی ولا تحل ذوا ب یصید بنابہ فرج نخو البعیر او تحلب بیلغلبہ اسی فقرہ فرج نخو البعیر من سبع بیان لذی ناب و سبع کل مختلف متب جاع قاتل عاۃ او طیر یا ان لذی حلب اور حلال نہیں بیش ولا زندہ جو خکار کرتا ہو اپنے بیش سے یا وہ طائر بچہ گیر چکل ولا جو خکار کرتا ہو اپنے چکل یعنی ناخن سے تو خکار بیش کی قید سے اونٹ سا با نور خل گیا حرمت سے اسواسطے کہ اگر وہ بیش دار ہو لیکن بیش سے شکار نہیں کرنا اور خکار چکل کی قید سے کہو تر سا طائر حرمت سے مکمل گیا اسواسطے کہ ہر چند وہ چکل دار ہو لیکن چکل سے شکار نہیں کرتا ہر خا ر ح نے کہا سبع یعنی زندہ ہر جانور او جبک لیجانے والا فارت گر بھارتنے والا قاتل بنا بر عادت کے م حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع و کل ذی حلب من البعیر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر بیش دار زندہ اور ہر چکل دار طائر کے کھانے سے اور بالاجماع سبع ذی ناب سے وہ مرد ہے جو اپنے بیش سے چیر بھارت کر شکار کرتا ہو اور ذی حلب سے بھی وہ مرد ہے جو اپنے چکل سے شکار کرتا ہو اور وہ حرمت یہ ہے کہ طبیعت ان حیوانات کی منوم دفع ہوئی ہے شرعاً تو خوف یہ تھا کہ انکے گوشت کھانے سے انھیں کی خواہش بد انسان میں بھی پیدا ہوگی تو نبی آدم کی تکریم کے واسطے حیوانات مذکورہ ام ہو گئے کہ ذی الخطا وی ولا اکثرات ہی صغار دو اب الارض و احد ما خشرۃ اور حلال نہیں خشرات یعنی چھوٹے جانور زمین پر چلنے والے اور چلنے والے جو زمین میں رہتے ہیں خشرات صحیح ہے خشرۃ بالتحریک کذا فی القاموس م ہوام و خشرات الارض چنانچہ جو ما اور گوس اور بولا اور سی جو

زمین میں رہتے ہیں حرام ہیں اس واسطے کہ سبب بین قائل اہل قتالی و مجرم علیہم الجناہات اور اس واسطے کہ غالباً وہ نجاست و خورجین کہانی اٹھایا
 من الاتفاق و الحکم الا بطریقہ بطلان احوشیہ فانما و لیسنا طلال لہر طلال نہیں پاؤ گئے بطلان دشمنی کہ خون یعنی گور کے کہ وہ اور ان کا دور و درخشاں ہے
 کہ حرام ہے اگرچہ وہ دشمن ہو جائے اور گور و طلال اگرچہ وہ اہلی اور مانوس ہو جائے اور پھر بطلان باغ و حیات کہ ذانی اہل المکیر و اہل الغل اندی اس
 حاکمۃ طوارقہ بقرۃ کی اتفاقاً و لغو سا نکلا اور و خیر طلال نہیں جسکی مان کہ جسی تو اگر خیر کی مان گاسے ہو اور باب اسکا کہ حاو و طلال اور بالکلیہ
 بالاتفاق اور اگر خیر کی مان گوری ہو تو وہ اپنی ان کے مانند جو یعنی امام کے نزدیک مکر و ہر او صاحبین کے نزدیک طلال حرم قاعدہ کلمہ سین ہے ہر
 کہ جو بچہ غفلت کہیں سے پیدا ہو تو اسکی مان کا اعتبار اگر مان طلال ہو تو وہ بھی طلال ہے اگرچہ اسکا باب حرام ہو اور اگر مان حرم تو بچہ بھی حرم ہے اگرچہ
 باب اسکا طلال ہو و بخیل و خندہ و انشا علی محل ذیل ان اباحیہ رجوع عن حرمتہ قبل بڑھنے ایام و علیہ الفتویٰ عبادتہ اور طلال نہیں غور اور
 گوری امام کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک طلال ہے اور بعضوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے تین ذن اپنی موت سے پہلے اسکی حرمت
 سے رجوع کی اور اس کے طلال ہونے کے قائل ہوئے اور اسی پر فتویٰ دے کہ ذانی اہل عادیہ میں گور کی کوشت تحریر کو صبح کہا اور اور میں بخل
 خیر الاسلام اور ابو العین کے کہ بہت تترہبی کہ صبح کہا ہے تو در صورت کہ بہت تترہبی امام اور صاحبین میں کچھ خلاف باقی نہ رہے گا اس واسطے کہ صاحبین
 اگرچہ طح کے قائل ہیں لیکن کہ بہت تترہبی کے ساتھ کہ ذانی اٹھا اسی و لا باس بینہما علی الا وجہ اور گوری کے دو حرمین خیر مشافہہ نہیں بر قول وجہ ہر
 اس واسطے کہ اس کے دو دو چنے میں سالن جواد کی کچھ کی تصور نہیں بطلان گوشت طلال کا جانے کے کہ ذانی لہج و اضع و اضع و اضع لہا اباحہ خدا
 محل اور طلال نہیں جو اور گوری اس واسطے کہ دونوں میں دار میں اصرام شافعی و مالک اور احمد کے نزدیک دو طلال ہیں و اسلحہ اہریرہ و حریرہ اور طلال نہیں
 بخل و خشکی کا ہوا دیانی و اغراب الالبیع الذی یا کل یحییٰ لانی باجاست طالعہ المستفہم قال و بحیثیت ما یخففہ الطباع السلیحہ اور طلال نہیں
 برقی کہ جو در کاناہی اس واسطے کہ وہ حیوانات خبیثہ کے ساتھ ملحق ہے یہ کہا ہے مستفہ نے اپنی شرح میں ہر مستفہ نے کہا کہ خبیثہ وہ چیز ہے جس سے طلال
 سلیمہ گناہین اور اسکو مکر وہ اور خبیث جانین ہم غراب ربق و دو چہ میں سیاہی اور سفیدی ہو کہ ذانی اٹھا اسی عن المکی عن الکشف و افادات یوزن
 غراب ہر جمیع فدان قاموس اور طلال نہیں غدا یعنی جنگلی سیاہ جڑا کو اشراج نے کہا غدا ہر وزن غراب نسفی کہ حرم ہے اور جمع اسکی غدا ہے کہ
 ذانی اٹھا اس میں صمد الشریعہ نے شیع و قایہ میں اصرام در نے غدا کا ترجمہ طالعہ سیاہ بزرگی کیا ہے اور شراج نے قاموس نے شریعہ کیا ہے خانکہ قاموس میں غدا کا ترجمہ
 گرا اور کثیر الرش و قیر غلب کہ یہ کا تب کے اغلاط سے ہو قاموس کی عبارت یہ ہے انذات کثیر غراب لہذا کثیر الرش جمہ غدا خان ذیل الغلب و اس
 من اکلہ محول علی الذی اور طلال نہیں ماضی اور سوسا یعنی گود اور سوسا کہانے کی روایت ہے وہ بعد اسلام مجہول ہے یعنی ابتدا سے اسلام میں طلال
 تھا اب طلال نہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک طلال ہے و لیس نوع و ازین عرس و ارحم و لیس و ہر طائر ذی الصیۃ یعنی النعم و کلہا من بیع لہا اکمل
 نہیں ہوش دشمنی اور لا اور کس کہ ذانی منتخب اور نبات اور وہ کہ بہت پرندہ ہر شاہہ رخ کے اور یہ تمام بیاع ہر اکمل ہے میں ہم پر بیوع جانور ہے جو کہ
 نند لیکن اسکی دم اور کان جو کہ سے زیادہ دراز ہیں اور دونوں پاؤں دونوں ہاتھوں سے دراز تر کہ ذانی اٹھا اسی عن ابی اسود و تو ظاہر ہے کہ
 ہر جمہ اردو میں گوس ہر اور خرن لادوہ میں پر ہوں کا ترجمہ فارسی میں خرگوش اور ہندی میں گوس کیا ہے و صمد اعلم ذیل کفاش لاندہ ذوات
 اور بعضوں نے کہا کہ طلال نہیں چھگا در اس واسطے کہ وہ سفید و حرم اتفاقاً نے کہا کہ ذیل میں طلال ہے اس واسطے کہ ہر فیہ ہر حرام نہیں بلکہ سفید
 جانور حرام ہے جو بے غیش سے شکار کرنا ہوتا ہے اور قادی عالمگیری میں چھگا در کی طح و حرمت کے رد قول مذکور ہیں کہ ذانی اٹھا اسی عن ابی اسود و
 و طلال نہیں دیانی اور پانی کا جانور حرم حیوان الی سے دومر اور حکامادی اور ماضی پانی میں ہر کہ ذانی لہج الا اسکا الذی مات باغہ و تو کراہی

ما یحس ولو طافیه مجرد وہبانیہ سب دریا بی جان و رام ہیں گردہ مجلی حرام نہیں جو کسی آفت کے سبب سے مرگئی ہو اگرچہ مجلی نایاک یا بی بین ہو
 ہو اور اگر کسی مجلی یا بی پر مجلی آئی ہو کذا فی الوہبانیہ سم فاعده کلیہ مجلی میں خفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ مجلی کسی سبب سے مرگئی تو وہ حلال ہے خواجہ و مجلی
 اگر شمار ہوئے سے مرگئی اور مجلی بغیر سبب سے مرگئی تو وہ حلال نہیں چنانچہ بانی پر کی اترائی ہوئی مجلی کذا فی الدرر الخیر الطافی علی وجہ الماد الذی تحت
 وہو ما بلا من فوق مجلی طلال ہے گردہ مجلی طلال نہیں جو بانی پر مجلی آئی ہو یا جو خود بخود اپنی موت سے مرگئی ملا آفت اور طالی وہ مجلی ہے کہ حکایت بانی یا اسما
 کی طرف ہو مگر وہ من فوق فلیس بلا من فوق لکما یوکل مافی بطن الطافی تو اگر مجلی کی میٹھا دیر کی طرف ہو تو وہ طالی نہیں اسکا کانا حلال ہے جیسے اس مجلی کا
 کانا حلال ہے جو اترائی مجلی کے پیٹ میں، دم جو مجلی کہ دوسری مجلی کے پیٹ میں ہو تو اسکی موت نشا و سبب سے ثابت ہوئی یعنی تنگی مکان کے سبب سے
 کذا فی خیر الوہبانیہ اور مخ افشار میں ہے کہ اگر ایک مجلی دوسری مجلی کو نکل گئی تو دونوں کا کانا حلال ہے یعنی اس واسطے کہ دونوں کی موت آفت سے
 ہوئی دما مات بحر الماء اور وہ اور ربطہ فیہ او القاضی موتہ بانہ وہبانیہ اور مجلی مرگئی یا بی کی گرمی یا سردی کے سبب سے یا بانی میں باندھنے کے سبب سے
 یا ل وغیرہ سے یا کسی چیز کے ڈانے سے یعنی کوئی ددریا بی میں ڈالی اور مجلی اسکو کھا کر مرگئی تو اسکی موت آفت کے سبب سے ہوئی یعنی تو حلال ہوگی کذا فی
 الوہبانیہ سم اگر مجلی کو پرندہ دریا بی نے قتل کیا یا مجلی مرگئی یا بی کے گڑھے میں یا ایک شخص نے مجلی گیری خیرہ میں کہ اس سے نکل نہیں سکتی اور وہ شخص
 اسکو کھڑکھاتا ہو سو نہیں وہ مرگئی یا جا بی میں مجلی مرگئی اور وہ اس حال میں تھی کہ جاں سے نکل نہ سکتی تھی یا مجلی کو بانی میں بستہ کیا سو وہ برف میں باقی
 رہ گئی اور مرگئی تو وہ حلال ہے اور اگر بانی کی گرمی یا سردی سے مرگئی تو وہ ماکول ہے یا یک دروایت میں کیونکہ اسکی موت کا سبب پایا گیا اور دوسری آفت
 یہ ہے کہ وہ حلال نہیں اس واسطے کہ بانی مجلی کو مارنا نہیں ہے کہ گرم ہو یا سرد چنانچہ کافی میں ہے کذا فی الدرر والا بحریت سماک ہو و المارما ہی سماک فی صورتہ
 وافر و ہما بالذکر للتفاد و خلاص محمد اور حلال نہیں دریا بی جانور مگر جرث اور مارا ہی حلال ہے جرث سیاہ مجلی ہے اور مارا ہی سانپ کی صورت پر مجلی ہے
 نے دونوں مجلیوں کو جدا اس واسطے ذکر کیا کہ انکے مجلی ہونے میں پوشیدگی تھی اور محمد کے خلاف کی جہت سے علیحدہ بیان کیا مگر عینی نے کہا جرث کہ جیم
 و تشدید ہے کہ سورہ ایک قسم پر مجلی کی مدد یعنی گول ہوتی ہے جیسے ڈھال اتنی اور جو محمد سے مغرب میں منقول ہے کہ سب مجلیان حلال ہیں سو اسے
 جرث اور مارا ہی کے ضعف قول پر غایۃ البیان میں ہے کہ بعض روایں اور اہل کتاب جرث کے کمانے کو کڑہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک دیکھ
 تھا وہ لوگوں کو اپنی جوروں کے پاس بلاتا تھا سو بخ ہو کر جرث ہو گیا سو باطل قول ہے کہ جو مسخ ہوا وہ تین دن کے بعد مر گیا اسکی نسل باقی نہیں رہی
 کذا فی الطحاوی والدرر مارا ہی کو اہل ہند بام کہتے ہیں اور جرث کو بعض اہل ہند سچیل کہتے ہیں و حل اگر اودان مات افقہ بخلاف اسماک اور حلال
 ہے مگر اگرچہ وہ خود بخود بلا سبب ظاہر مرگئی ہو بخلاف مجلی کے کہ وہ بلا سبب خود بخود مرے سے حلال نہیں و انواع اسماک بلا ذکاۃ کحدت ملت لہا
 میستان ایک و اگر اودان کا بعد و الحال کسرا لار و سب اقسام مجلی کے حلال ہیں بدون ذبح کرنے کے اس حدیث کی دلیل سے کہ حلال ہو سے
 ہمارے واسطے و در حدیث مجلی اور حلال ہے و در خون کلیجہ اور تلی شایع نے کہا طلال کسرا اولی ہے و حل غراب الرزح الذی یا کل حب او
 لم یست کا کذا حلال ہے جو دانہ کھاتا ہو یعنی نجاست خور نہیں ہے شہر میں نہیں آتا جو صغیر اکثہ ہوتا ہے مثل فاختہ کے و امیر علم و الارنب و العقیق و الخیر
 کچھ میں اکل حیث و حسب و الاصح علیہ اور طلال ہے خرگوش و عقیق حقیق وہ کو اگرچہ مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اور اسکا حلال ہونا اصح قول ہے مگر عقیق
 بر وزن قنقذیر نہ دبلق سیاہ اور سفید ہوتا ہے اور اسکی آواز میں عین و قاف معلوم ہوتا ہے کذا فی انقاس بعض لوگ اسکو کھاتے ہیں چڑھاوی
 نے حاشیہ کی ہے نقل کیا کہ عقیق بر وزن جعفر پرندہ ہے کہوتر کے مانند پس دم والا امین سفیدی اور سیاہی ہوا وہ اقسام غراب سے ہے بدنگونی
 اس سے لیتے ہیں اتنی اور ابو اسف سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے عقیق کو پوچھا تو فرمایا کہ لا باس یعنی اس کے کمانے میں کچھ مضائقہ نہیں

[illegible]

اور کلام جو پہلی اور دہری کے غیر میں اس واسطے کہ پہلی اور دہری حلال ہو کذا فی الخطا ذی الاس بدیع قبل موتہ فعل کا لکھوس حیوان الماکول
 لان بقی من کبود غیر معتبر صلا نرا ذی قلت ان کرہ کما کر جوف و کہ حیوان بدیع سے جدا ہو سکی ہوت سے پہلے تو اسکا کھانا حلال ہو اگر وہ حیوان اول الماکول
 اس واسطے کہ بیشتر زندگی حیوان بدیع میں باقی ہو و ہلا معتبر نہیں کذا فی البزاقہ میں کہتا ہوں لیکن عضو کا جدا کرنا حیوان بدیع کے ٹخنہ سے ہونے سے پہلے کرا
 ہو چنانچہ اسی کتاب میں مذکور ہو چکا و در زانی الطہارۃ قول البہانیتہ اور ہم نے قول آئندہ وہاں یہ کہ خریداری کے کتاب الطہارۃ میں قبل تیمم کھم کتاب الطہارۃ میں
 شارح نے بیان کیا ہے کہ غلبہ شایستہ کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ فقہائے تصریح کی ہر کہ وہ بھیرا حلال ہو جو بکری سے پیدا ہوا اپنی مان کے اعتبار سے وہ
 کھم الخال ایہا میں قبل قضا و اگر اہل مذکور اور بہت سے جہیں نے حلال کہا ہے قطعاً خچرون کا گوشت حالانکہ مان انکی گھوڑی ہو اور اگر بہت ہی مذکور ہو یعنی جس
 خچر کی مان گھوڑی ہو وہ صاحبین کے نزدیک حلال ہو اگر کہ بہت ہی مذکور ہو سے دان نیز کلب فوق غنر نجار یا + تاج لہ اس لکھب قنطر + اور اگر جست کی کتے نے بکری
 پر یعنی جفتی کی تو اسکی بچہ پیدا ہوا جسکا سر کتے کے مانند ہو تو اسکو دیکھنا چاہیے سے فان اکلت کما فکلب عیما + وان اکلت بنتا ذہار میں تیرہ سو اگر اسے
 گوشت کھا یا وہ دہانگ کتابہ اور اگر اسے کھاس کھائی تو یہ ہر کا نا جا سے یعنی اسکا کھانا بچا ہے سے دیوکل یا قیما دان اکلت ملنا + و ذافا فہر با و انبیاح
 خیر + اور سوسا سے سر کے باقی گوشت کھا یا جا سے اور اگر گوشت اور کھاس دونوں کھاسے تو اسکو مارنا اور اسکا چلانا خبردار کر لیا گام یعنی اگر مارے سے کتے کی مانند
 ہونے کے تو نہ کھانا چاہیے اور اگر بکری کے مانند چلا سے تو طلال کرنے کے بعد سر پھینکا جا سے اور باقی کھا یا جا سے کذا فی الخطا دی سے دان اکلت فافخ فان کر شہا بد
 ففخر ولا فہو کلب قنطر + اور اگر شکل اور شبہ ہو یعنی کتے اور بکری دونوں کی طرح آواز کرے تو اسکو بیچ کر تو اگر اسکی اور جھڑی ظاہر ہو تو وہ بکری ہو لیکن سر اسکا
 دور کیا جا سے اور اگر جھڑی نہ ملے تو وہ کتا ہو ذہن کیا جا سے یعنی اسکا کھانا بچا ہے وہی معایا تھا اور وہاں یہ کی حیثیت میں یہ ہر سے دہی شہا و دن فوج
 یکلما + و سن ذی الذی فحی ولاد نہر + اور کوں بکری ہو جسکو بد دن بچ کے شارع حلال کھتا ہو اور کوں ہر دفعہ جو اپنے گھر میں رہا یا تاک کہ وقت فحی ذہن مواد
 اسے خون میں جاری کیا م مصرعہ اول کا جواب کتاب اسافا کے آخرین مذکور ہو چکا اور مصرعہ ثانی کا جواب خود ترجمہ میں مذکور ہو گیا محل سوال نقطہ نظر ہو
 ضعی کا تو ظاہر اسکا مطلب یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کون شخص ہر جسے قربانی کی اور حالانکہ خون نہیں بہایا قربانی کرنے اور عدم خونریزی میں یہاں فافخ ظاہر ہو تو ناظم مطلب
 وہ ہر جو ترجمہ میں مذکور ہو نہ قربانی کرنا خاتمہ اٹھ پھر میں ہر در اسے جسے اتھار دستہ سینگ اور کرا اور مصیب اور صوف اور دہر یعنی روٹیں اور بال اور پڑ
 اور دہری خواہ حیوان ماکول لکھ ہو یا غیر ماکول ہر کذا فی الخطا دی سے دن زوار ہر الجواہر دہر دہر اعلم استغفر اللہ کلیم

کتاب الاشیئہ

یہ کتاب ہر شے یعنی قربانی کے مسائل میں ذکر الخاص بعد اہام کتاب الذبائح کے بعد کتاب الاشیئہ کا لانا خاص کا ذکر ناہر عام کے بعد یعنی ذبیحہ
 عام ہو اور قربانی خاص ہر وہی لنتہ اسم لما ینذج ایام الاضحی من شہتہ اشہی باسم وقتہ ضعیفہ وقت میں اس حیوان کا نام ہو جو ایام ضعی میں ذبح کیا جا سے قبل
 نام رکھنے شے کے اسکے وقت کے نام کے ساتھ جو حیوان بدیع ہو ایام خرمین اسکو ضعیہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وقت ضعی یعنی دن چڑھے اسکو ذبح کرتے ہیں
 کذا فی الدبر تو اسکا نام ہا نو ذہر اس کے وقت کے نام سے کذا فی الجلی طحا دی نے کہا زلیعی میں ہر قربات مالہ و قسم میں ایک قسم تھلیک ہر ضا خجہ صدقہ اور
 دوسری قسم طلات ہو ضا خجہ اعناق اور ضعی میں دونوں معنی متع ہو سے کہ خونریزی سے وہ اتان ہر پھر کوشت میں نعر کرنے سے تھلیک اور اباحت ہو
 اتھی و رعات میں ہر کہ قربانی کا خرید کرنا وں دم سے بہتر جو ہر دم کی خیرات سے اس واسطے کہ جو قربت خونریزی سے حاصل ہوتی ہو وہ صدقات سے
 نہیں ہوتی و شرعاً فوج حیوان مخصوص غلبہ لقرتہ فی وقت مخصوص اور مصلا ح شرع میں ضعی عبارت ہو حیوان مخصوص کے ذبح کرنے سے
 عبادت کی نیت سے مخصوص وقت میں حیوان مخصوص یعنی گا سے بل بھیر باری اونٹ اور وقت مخصوص یعنی ایام خرو و شر الطہارۃ الاسلام والا فافخ و لیسار

اگر قربانی سے انکاف مقصود ہو تو بپاسکا مالک نہیں اپنے فرزند کے مال میں بیانیہ اس کے غلام کے آزاد کرنا یا ان کے نہیں بلکہ اگر گوشت کا تسبیح مقصود ہو تو
صنیر کا مال صدقہ نفل کا احتمال نہیں رکھتا ہر اور اس قول کو موقوف کی طرف نسبت کیا ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تم قرع علی قول اللہ فی خبرہ و مال نہیں
اور خبر کہ در حاجتہ و باقی سیدل بانی متفع بعینہ کتب وقت رہا استہاک کثیر و خود ان مکان دیکھو و اوصی ہر صنعت نے قول ذیل بقرین کی ہے
قول سے اور طیل کھاے اپنی قربانی سے اور گوشت اٹھا کھا جائے بقدر اسکی حاجت کے اور جو گوشت باقی رہے وہ بدل دیا جائے اس خیر سے جسکے بعینہ ذات سے خیر
فائدہ ہوئی کہ بیانیہ کثیر اور مردہ اس خیر سے بدلنا چاہیے جسکے استہاک سے فائدہ حاصل ہو بیانیہ روٹی اور آٹا اس کے کھانا مرج بہ ان مکان اور اسی طرح یعنی باپ کے ہاتھ
اور اور وی ہر صبح شتر کی سنتہ فی بذریعہ شربت لایقہ ای ان نوی وقت شتر الا شراک صبح سنا اور اول استساہا اور ایک شخص کے ساتھ صبح ہر شریک
ہو جانا ہر شخصوں کا اس شتر اور گاوین جو خرید کیا گیا قربانی کیو اسے یعنی اگر خرید کے وقت خرید کرنے والے نے شریک کر لینے کی نیت کی تو صبح ہر اور سے شتر ان
کے اور اگر شریک کی نیت نہیں کی خرید کے وقت تو صبح نہیں ہر اور سے استساہان کسم صورت سئلہ یہ کہ قربانی خسار میں کی یا نہی ذات کیو اسے ہر میں شریک کر لیا
عالمگیر میں ہر اگر قربانی کھرا دے خرید کی ہر میں ہر شخصوں کو شریک کر لیا تو مردہ ہر اور قربانی ساتوں کی طرف سے کفایت کریگی اور اگر خرید کے وقت شریک کر لینے کا
ارادہ کرے تو مردہ نہیں اور اگر قبل از خرید کھرا دے کہ تو شتر ہر اور میں سے ہر گاہ کہ خرید کی اس ارادہ سے قربانی کرے اپنی ذات سے ہر خرید آدمی اس کے ساتھ شریک
ہر گاہ کہ تو کفایت کرنا ہر اور سے استساہان کے اور فیاس یہ ہر کہ جائز ہو اسے کہ کیا کر کھا اسکو قربت کیو اسے توسیع اسکی قبول امتنع ہر درجہ استساہان یہ ہر کہ گاہ آدمی کوئی
گاہ پانا ہر اور شریکوں کو نہیں پانا ہر خرید کے وقت سوا کو خرید کر لینا ہر ہر شریکوں کو طلب کرنا ہر اور اگر ہر جائز ہو تو لوگ حرج میں پرین اور حرج شرعہ فوج
ہر ہستی اور باقی کلام خارج ہر اسفید ہر کہ گاہ خرید کی شریک کی نیت سے اور حالانکہ ایسا نہیں ہر بلکہ صورت سئلہ یہ بلایت شریک خرید کی ہر اسے شریک
کیو پایا اسو اسے کہ اگر شریک کی نیت سے خرید کرے گا تو مخالف قیاس ہوگا لکن مذکورہ اولی کذا فی الخطاوی لخصا و ذای الا شراک قبل الشراک ہر اور یہی
اشراک خرید کرنے سے پہلے سب و بیتر ہر او قسم اللحم و زنا لا خرافا و شریک قربانی کا گوشت قسمت کیا جائے قول کرنے انکل کریم فتاوی خلاصہ اور فیض
میں ہر کہ تحقیق قسمت کی شریکوں کے ارادہ پر ہر کذا فی الخطاوی الا انہ انضم معہ من لا کارح او یکلمہ صرف الجنس بخلاف جسمہ ہر جبکہ گوشت کے ساتھ ہر
یا کمال لائی جائے تو وزن کا برابر ہر نماز و زمین جنس کو خلاف جنس کی طرف پھرنے کے سبب سے یعنی ہر جانب میں کچھ گوشت ہو اور کچھ پائے یا
ہر جانب میں کچھ گوشت ہو اور کچھ کمال یا ایک جانب میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسری جانب میں گوشت اور کمال ہر تو بپاسکا ہر جو شریک کرنا جنس
خلاف جنس کی طرف کذا فی الدرر و اول وقتہا بعد الصلوۃ ان فرج فی عصر ای بعد ہر منۃ عید و نوقل بحیثہ لکن بعد واجب اور قربانی کا اول وقت
بعد نماز کے ہر اگر شہر میں زوج کیا ہو یعنی اس نماز عید کے بعد اول وقت ہر جو سب سے پہلے نماز ہو گئی ہو اگر چہ خبیہ عید سے پہلے قربانی کی ہو لیکن خبیہ کے بعد
قربانی سبب ہر اور قبل از خبیہ قربانی کرنے سے بدکار خیر گنا کذا فی تجلی و بعد ہر و قبلہ لم یصلوا بعد و جوز فی بعد و بعدہ قبل الصلوۃ لان الصلوۃ فی اند
وقت قضاء و لا اور نہ یعنی و خیرہ اور قربانی کا اول وقت نماز عید کے وقت گذرنے کے بعد ہر اگر لوگوں نے عذہ کے سبب سے نماز نہ پڑھی ہو اور گیا حرمین اور
بار حرمین و عید کو قبل از نماز عید قربانی جائز ہر اسو اسے کہ گیا حرمین بار حرمین کی نماز قضاء حق ہو گئی نہ اور کذا فی از لمجم عذر سے مراد غیر فتنہ و بیانیہ
نکر ہو کہ بعد طلوع فجر یوم النحر ان فرج فی غیرہ اور قربانی کا اول وقت یوم النحر کی فجر کے طلوع ہونے کے بعد ہر اگر قربانی فرج کی شہر کے سوا کاٹن یا قتل
میں دآخر میل غروب یوم النحر دجوزہ انفا فی فی اربع اور آخر وقت قربانی کا یوم ثالث یعنی بار حرمین یا یوم کے غروب ہونے سے پہلے اور اہام خاصہ نے
ہر عین یا یوم یوم قربانی جائز کجا یوم ایام خمر کے تین ہیں اور اہام شریقی کے بھی تین ہیں اور دونوں ایام گذرتے ہیں چار دن میں اول روز خمر ہر شریقی نہیں
اور کجا ان شریقی ہر خمرین اور دونوں درمیان کے خمر اور شریقی ہیں ایام خمر دسویں گیا حرمین بار حرمین اور ایام شریقی گیا حرمین بار حرمین

تیرہ سو تیس سال تک لا اخیاتہ لاسکان بن علیہ اور معتبر قربانی کا مکان ہے نہ اس شخص کا مکان جیسے قربانی واجب ہے تو اگر قربانی دیات میں ہو اور قربانی کرنے والا شہر میں ہو تو مجروح طالع قربانی جائز ہو اور اگر قربانی شہر میں ہو اور قربانی کرنے والا دیات میں تو قربانی جائز نہیں اگر بعد نماز عید کے قربانی مسدود نظر کرے کہ زمین کا مال فاعل معتبر جو عیدہ عصری اور اتجیل ان خرچہ حاجت پھر مہینہ بہا و ادائع الفجر مجتبیٰ تو اس شہری کا حیالہ جو تنہا قربانی کیا جائے یا ہمارے نماز عید سے پہلے یہ ہو کہ قربانی کو نکال دے شہر سے باہر یعنی اس مکان میں تہاں سافر کو قصر صلوٰۃ جائز ہے پھر وہاں فجر کے طلوع ہونے سے قربانی کرے کہ قربانی اجنبی و معتبر افراد فقیر و غنیہ والوۃ و ولوت فلو کان غنیاً فی اول الایام فقیراً فی آخرها لایجب علیہ ان یدفع فی لیوم الا تریجب علیہ وان مات قبلہ لایجب علیہ اور معتبر قربانی کا چھلا وقت پھر فقیر اور غنی اور ولادت اور موت کی واسطے تو وہ اگر غنی ہو اول ایام میں اور فقیر ہو آگے چلے دن میں تو اسے قربانی واجب نہیں اور اگر طفل پیدا ہو چکے دن میں تو اسے قربانی واجب ہے اور اگر غنی ہو گیا چکے دن میں تو اسے قربانی واجب نہیں ہم فقیر کے مال میں قربانی واجب ہے اور جب ایک توئی کے چنانچہ مذکور ہو چکا بتین ان الامام صلی غیر طہارۃ تعاد لصلوٰۃ دون الاختیاء لان سن العلماء من قال لایعید لصلوٰۃ الا الامام وحده فکان لا اجتناد فیہ سلع زلیعی بعد نماز اور قربانی کے ظاہر ہوا کہ امام نے نماز عید کی پڑھائی بدون طہارت کے تو نقصان پھیرا جائے نہ قربانی اس واسطے کہ علماء میں سے بعضا عالم وہ ہے جو کہ تارک نماز کا اعادہ نہ کرے مگر امام تنہا تو نہیں جتنا مجتہدین کی گنجائش پھر کئی ایام یعنی جب مقتدیوں پر اعادہ واجب نہ ہو تو قربانی کا اعادہ کیونکر ہو گا تو سقوط جماعت جواز قربانی کا عذر ہے تارک قربانیان فساد سے محفوظ رہیں دینی اجتہاد کے قبل التفرق لاسبغہ اور مجتبیٰ میں ہے کہ نماز اعادہ کی جائیگی مگر متفرق ہونے سے پہلے نہ بعد متفرق ہو جانے مقتدیوں کے ہم یہ تفسیر ہے طلاق متن کی اس واسطے کہ اعادہ بعد التفرق میں مشقت ہے دینی البرزانیہ بلکہ فیما مضی علم یسلوا و صحوا بعد طلوع الفجر جاز فی اختیار اور برازیہ میں ہے کہ ایک شہر آخر جہین مقتدیہ یعنی دمان کا کوئی حاکم نہیں ہے تو شہر والوں نے نماز پڑھی حاکم کے نہ ہونے کے سبب اور قربانی کی بعد طلوع ہونے فجر کے تو جائز ہے قول مختار میں ہم اس واسطے کہ شہر بنبرہ دیات کے ہو گیا اس حکم میں زلیعی حرجی نے کہا اور یہ معارض ہوا اس قول کے جو پہلے منقول ہو چکا زلیعی سے خطا دی ہے کہا تو عذر مقدم غیر مقتدیہ محمول ہے چنانچہ مذکور ہو چکا اور یہ مقتدیہ خود ہے تو معارض نہ رہا لیکن فی البیان بعد التمسک من اول وقتہ لایجوز الرجوع حتی تزول الشمس انتہی لیکن بیابغ میں ہے اور اگر حاکم نے عذر نماز عید ترک کی پھر کسی شخص نے قربانی اول وقت یعنی بعد طلوع فجر سنت قربانی کی ادا کی تو وجہ کرنا قربانی کا جائز نہیں جبکہ مذکور ہوا کہ مس نہ ہو پھر زلیعی بیابغ میں قربانی قبل زوال اس واسطے کہ شاید قبل زوال تک حاکم نماز عید کا ارادہ کرے خطا دی ہے کہا اس اعتبار کی کوئی وجہ نہیں اس واسطے کہ قبل اسکے نماز ترک ہوئی تھی عذر کے سبب اور یہ بلا عذر ترک ہوئی وقیل لایجوز قبل الزوال فی لیوم الاولی و يجوز فی بقیۃ الایام قلت وقد سناہ مختار الزلیعی وغیرہ ویزم فی ابوہب تنبیہ اور بعضوں نے کہا کہ قربانی جائز نہیں قبل زوال کے اول دن میں اور جائز ہے باقی دنوں میں میں کہتا ہوں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ قول زلیعی وغیرہ کا مختار ہے اور ہی یقین کیا ہے اور ہب الرحمن بن خویر درہما لکما لوشہدوا انہ لیوم العید عند الامام فصلوا ثم استخروا ثم بان انہ لیوم عرفۃ ابراہیم صلوٰۃ و التوضیۃ لانه لا ینکر التخرع عن شئ من الخطا فیکلم بالجواز فیما یطیع المسلمین چنانچہ اگر کوئی دیکھو کہ امام نے نزدیک وہ عید کا دن پر سو لوگوں نے نماز عید کی پڑھی اور قربانی کی عین ظاہر ہوا کہ وہ عرفہ کا دن تھا تو انکو نماز اور قربانی کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ ایسی خطبے چنانچہ ممکن نہیں تو جواز صلوٰۃ اور قربانی کا کیا جائیگا جمیع مسلمین کے سچا کو یہ واسطے یعنی مانگی نماز اور قربانی فساد سے محفوظ رہے و تفریہا الذی لیسلا الاحتمال لطلوع اور کردہ منبر ہی ہر وجہ کرنا قربانی کا رات کو غلط اور خطا ہو جانے کے خیال سے ولو ترک التوضیۃ و مضی یا ما تصدق بجا جہتہ ما فاعل تصدق عینہ ولو فقیر اور اگر مذکر نخواستے نے قربانی کرنا چھوڑا اور قربانی کے دن گذر گئے تو میں جانور کا نذر کرنا اسکو زندہ خیرات کر دے اگرچہ نذر کرنا نذر فقیر و شایع نے کہا نماز فاعل ہے تصدق کام یعنی جسکے ملک میں بکری یا بھیر ہو اور وہ دون نذر کرے کہ خدا کے واسطے مجبور واجب ہے یہ کہ میں اسکو قربانی

کسی ہو دوسرے طبیب کو دیا وہی النی حجت حتی یقطع لہما اور نہ وہ جانور جسکے تخون کی نوکین مقلوع ہوں یعنی جس جانور کا علاج کرنے سے دودھ نہ قطع
 ہو گیا ولا النی لایلتی لہما یعنی نہ دوسرے نہیں قربانی اس دنبہ کی جسکے پیداشی جکتی نہ ہو کذا فی النبی ولا بالکشی لان کما فی النبی شرح و بیان ذرا
 فیہ اور جائز نہیں قربانی خشکی اس واسطے کہ اسکا گوشت پختہ نہیں ہوتا کذا فی شرح الوہابیتہ اور کیا اور ابان کی کتاب میں ہے ولا یجوز لہ النی اگر
 العذرة ولا ناکل فیہ اور جائز نہیں قربانی نجاست خور جانور کی جو گوہ کھاتا ہے اور اسکے سوا کچھ نہیں کھاتا مگر اس فہم سے معلوم ہوا کہ اگر نجاست ہی
 کھاتا ہو اور چار اہی کھاتا ہو تو اسکی قربانی درست ہے کذا فی الخطا دی تتمہ قربانی جائز ہے اس جانور کی جسکو کھانسی آتی ہے اور اسکی جوڑ جلابے سے چل
 نہیں سکتا اور اسکی جودا خالیگیا ہے اور اسکے دودھ اترتا نہیں بلکہ مرض اور جیسا چھوٹی جکتی ہے دم کے برابر اور جسکی زبان کٹی ہو بشیر لیکہ چار اہی کھاتا ہے
 کذا فی الخطا دی ولو اشترانا سلیمۃ ثم تعیبت بعیب مانع کما مرقط علیہ اقامتہ غیر ما متقا ہما ان کان غنیا وان کان فقیرا اجزاء ذلک اور اگر
 سندرت خرید کی ہے اگر نہیں وہ عیب لگ گیا جو مانع ہے جو از قربانی کا چنانچہ عیوب مانعہ مذکور ہو چکے تو اشیر واجب ہے اور قربانی اسکے قائم مقام کرے
 اگر خرید کرنے والا مالدار ہو اور اگر محتاج ہو تو وہی حسب دار قربانی اسکے دسٹے کنایت کرتی ہے کذا لو کان ثیابہ وقت اشیر العدم الوجوب علیہ
 بخلاف النبی اور اسی طرح معیوب قربانی محتاج کے دسٹے کافی ہے اگر قربانی میں عیب ہو جو دودھ خریدار کے وقت اسواسطے کہ محتاج پر قربانی واجب
 نہیں برخلاف مالدار کے کہ اشیر واجب ہے تو اسکے حق میں کافی نہ ہوگی ولا یشتر فیہ ما من یضر ابا عند النبی شرح اور اگر نہیں کنایت عیب اسوجا نا قربانی کا خشک
 ٹوٹنے کے سبب سے بچ کے وقت و کذا لو ماتت فعلى النبی غیر ما یافقر و اگر قربانی مرنے لگی تو مالدار پر دوسری قربانی اسکے سوا واجب ہے محتاج پر دروہ صلاحت و درست
 فشری خری طرعت فعلى النبی احدا ہما و علی الفقیر کلا ہما تنسی اور اگر قربانی گم ہو گئی یا جوری گئی سو اسے دوسرا جانور خرید کیا تو غنی پر ایک جانور کا قربانی اگر چاہے
 ہے اور محتاج پر دو لون کا قربانی کرنا ضرور ہے کذا فی النبی م یہ مسئلہ مکرر ہو گیا وان بات احد السبعة اشترکین فی البذنة وقال الورثة اذ یجوز عنہ و حکم صحیح عن
 اکل اشترکنا القصد القرعہ من اکل و لود یجوز بلا اذن الورثۃ مخرجہم لان یغنیہا لم یقع قرعہ اور اگر گاسے یا اونٹ کے سات شریکوں میں سے ایک شریک
 مر گیا اور میت کے وارثوں نے کہا کہ ذبح کر میت کی طرف سے اور اپنی طرف سے تو سب کی طرف سے قربانی صحیح ہوگی اشترک کی راہ سے ہو چکی عبادت
 کا قصد سب کی طرف سے حاصل ہوا اور اگر شریکوں نے میت کے وارثوں کے بلا اذن انکو ذبح کیا تو شریکوں کی طرف سے بھی قربانی ادھنوی ہو چکی اساتو
 حصہ عبادت واقع نہ ہو اپنی جب بعض عبادت نہ شہرا تو اکل ہی عبادت نہوا عدم خیر کی سبب کذا فی کافی وان کان شریک لہستہ نصرانیہ او فرید للہم ثم
 عن و احترمہ لان لا رافۃ لا تجزی ہر اہل ہما اور اگر چہ شریکوں کے ساتھ ساتھ ان شریک نصرانی ہو یا فقط گوشت لینے کا ارادہ رکھتا ہو تو کہیں کسی کی طرف سے قربانی
 نہ ہوگی اسواسطیکہ خویری تجزی نہیں ہوتی کذا فی اہدایہ بدیل گذشتہ م اور یہی حکم ہوتا ہے قربان شرکت پذیر میں یعنی جب متفرق کے ساتھ وہ شخص شریک ہو جو قربت
 کا قصد نہیں رکھتا ہے تو عبادت اور درمیت قربت عبادت اور ہوگی اگر چہ قربت کی بہت مختلف ہو مگر چہ کہ بعض شریک قربانی کا ارادہ کرنے اور بعض
 جزا شہید اور بعض ہدی ہما اور بعض کفارہ ہرم اور بعض ہدی قطع اور بعض دم مقہ یا قران کا ارادہ کرے اور اسی طرح اگر بعض اپنے فرزند کے عقیقہ کا قصد کرے
 ایسا بیان کیا ہے کہ اہل علم نے فرمایا میں اور اب اسے پہلے محمد نے ذکر کیا ہے کہ قربانی کے وہ حصہ ہونے سے عقیقہ وغیرہ بزوج کو نسخ کر دیا اور محمد کی انس سابق
 اسکے مفید ہے کہ نسخ تو فقط وجوب کی راہ ہے والا عقیقہ ہی قربت ہے اور بچا نہ ہو اس بحث کے جو شریکانی نے ذکر کیا ہے کہ عقیقہ مکروہ ہے کذا فی الخطا دی
 خلاصہ یہ ہے کہ عقیقہ کا قربت و عبادت ہونا خود اہل علم کے کلام سے ثابت ہے اور یہ جو اہل علم نے کہا ہے کہ عقیقہ وغیرہ کو قربانی نے نسخ کر دیا تو مطلب یہ ہے کہ عقیقہ
 وجوب نہیں ہے اس نفی تنجایا باحت کی لازم نہیں اور اگر مکروہ کہنا تو قول بدیل ہے اسواسطیکہ عقیقہ کا دین مقہدہ سے ثابت ہے اور اہل اسلام میں ہی ہے فروع
 مسائل لحقہ شایع و لو ان لہستہ نفر شری کل واحد منہم ساء لا یجتہ احدہم معتبرہ و اما بخریج انہ لایستثنی فیہ کل واحد مثل ثمننا فان قلت حتی لا یصرف کل واحد منہم

ہانڈی اور یہ سکہ استفادہ ہوا ہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کہ جسے اپنی قربانی کا پیرا چاہا تو اس کی قربانی نہ ہونی کہ انی المداۃ وکرہ
 غیر صوفیہما قبل النحر لیشفع بہ فان خیرہ تصدق بہ ولا یرکبہا ولا یجمل شہما شیئاً ولا یوہر باخان فعل تصدق بالاجرة حاوی السنادی لانہ الترمذی اقامہ
 القریۃ صحیح اجزا اور قربانی کے رد میں اور بال نہ کرتے نہ دینے کے پہلے تا اس سے فائدہ حاصل کرے پھر اگر کمتر سے تو نہ کو خیرات کر دے اور قربانی پر
 سوار نہ ہو اور نہ اس پر کوئی خیر لادے اور نہ اسکو کرایہ دے سوا اگر ایسا کرے تو اجرت کو خیرات کر دے کہ انی حاوی السنادی اور مذکورہ اسوئے جائز نہیں
 کہ عبادت کا قائم کرنا اس کے تمام اجزائے لازم کیا گیا ہر بخلاف ما بعدہ حصول المقصود بخیر برخلان بعد نحر کرنے کے کہ صوفیہ کا کمتر نادرست ہے بحسب
 حاصل ہوجانے مقصود کے کہ انی لہیٰ یعنی قربانی سے مقصود قربت تھی سو نحر کرنے سے حاصل ہوجاے اب اتنا ہی کہ اس سے صحت کمتر نادرست و دوسرے کا
 درست ہو ویکرہ الا متقلع بلینہما قبلہ کما فی النصوص و منهم من اجازہما اللغنی لوجوبہما فی الذمۃ ظاہر تعین زلیلی اور مذکورہ ہر نفع حاصل کرنا قربانی کے دودھ سے
 نحر کرنے سے پہلے چنانچہ صوفیہ میں اتنا ہی قبل نحر کر دے ہر اور فقیہوں میں سے بعضا فقیہ وہ ہے جسے کمتر نادرست و دودھ دھونا قبل نحر کے جائز رکھا ہے مالمذکر کہ اس سے
 سبب وجہ ہونے قربانی کے مالمذکر کے ذہن پر تو اس پر مخصوص قربانی تعین نہیں ہے کہ انی الزلیلی ولو غلط انسان فی نحر کل شاہ صاحبہ یعنی عن نفسہ علی ہادئ علیہ
 قولہ غلط اولم یطاف فیکون کل واحد وکیلہا عن الآخر ولانہ ہدایہ قال ابن الہمال و ظاہر کلام صدر الشریعہ وغیرہ وقوعہ عن صاحبہ صحیح آسانا بلا غم اور اگر شخص
 غلط کار ہوے اور شخص نے اپنے ساتھی کی بکری نحر کی تو یہ قربانی صحیح ہے باعتبار اتحسان کے بدون لازم ہونے تا ان کے شایع نے کہا کہ اس صفت یہ ہے کہ شخص
 نے دوسرے کی بکری ازراہ غلط اپنی ذات کی طرف سے قربانی کی بدیل قول صاحب انیلح کہ دونوں نے خطا کی ہو یا نہ کی ہو تو شخص دوسرے شخص کا ویں ٹھہر جائے
 مولات حال کے سبب سے یعنی دونوں کو قربانی کرنا منظور تھا سو سہل ہے جسے حاصل ہوا کہ انی المداۃ یہ کہ اس میں کہاں قتل انیلح نے اور صدر الشریعہ
 وغیرہ کا ظاہر کلام ہے و لالت کرتا ہے کہ ہر بکری کا نحر دفع ہوا اس کے مالک کی طرف سے ہم خطا دہی نے کہا کہ صدر الشریعہ کا ذکر کرنا بلا وجہ ہے اسوئے کہ اس سے
 زفرح کے تمام اہل غریب کا اسی پر اجماع ہے کہ نحر مالک کی طرف سے ہی بغیرہ اذن طالی و یحالیان ولو اکلوا و لم یغیر فاقمہ فاہدایہ اور دونوں شخص باہم حلت کی
 درخواست کریں یعنی معاف کر دہیں اگر قربانی کا گوشت کھایا ہوا دینہ پچانا ہو پھر بعد اس کے پچانا ہو کہ انی المداۃ وان شاکا ضمن کل لصاحبہ قیمۃ مجمل تصدق
 ہوا اور اگر دونوں نے باہم بخل کیا اور معاف نہ کر دیا تو پھر شخص دوسرے شخص کے گوشت کی قیمت کا تاوان دے اور پھر شخص قیمت کو خیرات کر دے قلت
 فی ادائل النفاۃ الاولیٰ من الاشباہ لو شربہا عانیۃ الاخیرۃ فذبحہا غیرہ بلا ذنہ فان ذلک مذبوۃ ولم یضمنہ اجراتہ وان یضمنہ لایخیرہ و ہذا اذا ذکبھا ضمن
 نفسہ اما اذا ذبحھا عن مالکھا فلا ضمان علیہ انتہی فرجیہ میں کہتا ہوں اور ایشاہ کے پہلے فائدہ ادائل میں یہ سکہ ہے کہ اگر ایک شخص نے جانور خرید کیا قربانی
 کرنے کی نیت سے پھر دوسرے شخص نے اسکو نحر کر ڈالا بدون اس کے اذن کے سوا اگر مالک نے اس مذکور کو لیا اور اس سے تاوان نہ لیا تو اس کے حق میں
 قربانی کفایت کر گئی اور اگر اسکا تاوان لیا نحر کرنے دے سے تو قربانی ادا نہ ہوگی اور یہ اس صورت میں ہے کہ جس شخص نے جانور کو اپنی طرف سے نحر کیا ہے
 اور اگر مالک کی طرف سے نحر کیا ہوگا تو اس پر تاوان نہیں انتہی قول الاشباہ سو ایشاہ کی طرف مراجعت کر لیا صحیح لوصفی ایشاہ الغصب ان یضمن
 قیمۃ ما جتہ جیسے قربانی صحیح ہو اگر ایک شخص نے بکری غصب کر کے قربانی کی بشرطیکہ غاصب نے مغسوب بندہ کو زندہ بکری کی قیمت کا تاوان دیا ہو
 زغرہ بکری کا ضمان اس واسطے لازم آیا کہ غاصب اسکا مالک ٹھہر گیا غصب کے وقت سے بطریق استناد کے اگرچہ قربانی صحیح ہو لیکن غاصب گنہگار ہوا
 غصب سے تو اس پر توبہ اور استغفار لازم ہے اس سکہ سے معلوم ہوا کہ تاوان کے بعد ذبحہ طلال ہے اور ارم پر ہم اسد کہتے سے کفر لازم نہیں تاہو بلکہ کفر لازم
 نہیں تاہو جب تک کہ غصب کرنے کو طلال بنجانے کا کہ انی خطا دہی کا اذا باعنا حبیبہ صحیح ہے اگر غصب کی بکری کو غاصب بیع کر گیا اور مالک کو اسکی
 قیمت کا تاوان دیا کہ انی لہما ضمن لصاحبہما قیمتہا ہر ایہ منظور لکھا بالفسان میں وقت الغصب اور اسی طرح اگر غصب کی بکری کو غاصب بیعت کرے

تو نادان دے اسکی قیمت کا اسکے مالک کو کذا فی البدایہ مشاء بمغصوبہ کی قربانی صحیح ہو گئی بسبب ظاہر جو جانے بکری کے مالک کے تاوان نہیں ہے
غصب کے وقت سے لا الودیعۃ ان فیہما لایک سبب تمام بعد تمام اسبب ہو اللہ ج مقنع فی غیر ملکہ قربانی صحیح نہیں مانت کی
بکری کی اگرچہ اسکے مالک کو نادان ہی دے سوا اسکے کہ تاوان کا سبب یہاں بیخ و برباد ملک ثابت ہوتی ہے سبب کے تمام ہونے کے بعد اسدو سبب
فوج ہو تو فوج واقع ہوا اسکے غیر ملک میں قلت و فطران العایۃ کا لودیعۃ و المہر و یتہ کا مقصود لادینہا مقصود بالذین کذا اکثر کہ غلیج میں کتابوں اور سلسلہ
وامانت سے ظاہر ہوتا ہو کہ عاریت وامانت کے مانند یعنی عاریت کی بکری کے فوج کثرت سے قربانی صحیح نہیں اور مردوں بکری مقصوب بکری کے برابر ہوا سوا اسکے
مفسون بالذین ہو اور اسی طرح مشترک بکری مقصوب بکری کے مانند ہو تو ان سائل کو کتب فقہ میں تلاش کرنا چاہیے تاکہ فقہر علم معلوم ہو جائے مگر بدائع
میں عاریت کو ودیعت کے مانند صریح بیان کیا ہے عدم صحت قربانی میں اور خانیہ اور خلاصہ میں مسئلہ ہن برخلاف شراح مذکور یعنی مردوں جانور کی قربانی
صحیح نہیں باوجود تاوان دینے کے تو اس تصریح کے مقابل میں شراح کی تجویز لائق اعتبار کے نہ ہی خزانہ میں مذکور ہے کہ دو بکریاں مشترک میں دو شخصوں میں
سود و دونوں نے انکو قربانی کیا تو کافی ہو انہی اور اگر ایک شریک نے مشترک کی قربانی کی تو اس میں تجویز علما مختلف ہے کذا فی المخطا وہی مختصر افروغ
مسائل مکتبہ شراح کے نوں نتیجہ علیہ الصلوۃ والسلام سودا رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی قربانی کی ثلث سیاہ متحی مخطاوی نے کہا شاید کسی
سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ قربانی کی ہو حدیث میں تو تصریح ہے کہ حضرت نے قربانی کیے دھنسی منیذرت شاخا اسفید رنگ بن کھجور
سیاہ دال ہی موجود تھے مذکر عشر حیات ذمہ فتنان مجبی الاثر بہا خانہ والا صحیح وجوب اکل لایحیانا بامدنی بنہ اجماع شراح و ہجانیہ ایک شخص نے دس قربانی
کی مذمورانی تو اسبیر و قربانی لازم آئی سوا اسکے کہ دو قربانی کی حدیث آئی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو منیدھون کو قربانی کیا ہے چنانچہ ہی اسکا
مذکور ہو چکا کذا فی الحانیہ اور صحیح ترقول وجوب کل ہے یعنی دس قربانی کا وجوب ہونا صحیح ہے سبب وجوب کر لینے نادر کے اس نیز کہ حسی اجسلسل سجا
ربانی موجود ہے کذا فی شرح الوہابیہ قلت غا و لزوم الذکر بما من سبب وجوب عقداوی و مطلقا قالہ المصنف فی مخطا میں کتابوں اور شراح و ہجانیہ کے مسئلہ مذکور
سے ثابت ہوتا ہو لازم ہو جانا اس مذکر کا جسکے ہم منس شریع میں وجوب ہو خواہ وجوب عقداوی ہو خواہ وجوب مطلقا لیساکہ بوجہ منصف نے بی شرح میں
تو اس حکم کو یاد رکھنا چاہیے فقہ میں جلیس صحیبا بہا جان خلاف الحق نصیحتہ لغیرہ لا الریق بیکر بکریاں و مفسون میں مشترک ہیں جو دونوں انکو قربانی کیا تو
جائز برخلاف نادر کر نے مشترک ملک کی سبب صحیح ہونے قسمت غنم کے نہ رقی کے قسمتی بنتین فالانیتہ کلہا و قبل الذلک الحمد یکت نفس سے دو بانو قربانی کیے تو
دونوں قربانی ٹھیکے اور ذبیحوں کے کما کہ زیادہ گوشت والا جانور قربانی ٹھیکے والا افضل اکثر قیمتہ فان استویا فالاکثر ثمانا فان استویا فالطبیعا و لوی اکل فاکل
فرض کا کارکان الصلوۃ فان الغرض ہما مطلق الاہم فاذا لم یلحق قطع اکل فرضا مجتبیٰ و فضل قربانی زیادہ قیمتہ والی ہوا اگر قیمتہ میں دونوں برابر ہوں تو
زیادہ تر گوشت والی افضل ہوا اگر گوشت میں برابر ہوں تو عمدہ گوشت کی قربانی افضل ہوا اگر سب کی قربانی کی تو سب فرض واقع ہونے سے نماز کا کارکان
کہ انہیں سے فرض تو اسی قدر چیر چرن کا نام بولا جائے بھر جب نمازی نے اسکو طویل کر دیا مثلاً تین بیت سے زیادہ قرأت کی یا یاخی یا سات بار کوٹ
اور جو دین تسبیح کئی تو سب فرض ہی واقع ہو گا کذا فی التبیان فی فرض سے مراد فرض عملی ہے کذا فی المخطا وہی شری فیہ و امر جلا بذرہما فقال ترک
التسمیۃ عمدا لزم فیہما لیتشری الامر بہا آخری و بھی قصہ و لایا کل لو ایام الخراجا قیۃ و الا تصدق لقیمتہ اعلیٰ فقہرا و غانیۃ قربانی کا جو خرید کیا ہے اگر
مرد کو اسکے بیچ کرنے کا امر کیا سو ذرا بچ نے کما کہ میں نے بسم اللہ کہنا قصدا ترک کیا تو امور پر اسکی قیمت دینا لازم ہو گا تا امر کرنے والا اس قیمت سے
اور قربانی خرید کرے اور اسکو قربانی کرے اور خیرات کر دے اور آپ نہ کھائے یہ اسوقت ہے اگر خر کے ایام باقی ہوں اور اگر باقی نہ رہے ہیں تو اسکی
قیمت فقہروں پر تصدق کرے کذا فی الحانیہ و فیہا ارادہ نتیجہ موضع بدر مع انصاف فی الذبح و اعانہ علی الذبح بھی کل وجوباً ظہر لکما احدا و اکل ان التسمیۃ

احد ہا کفنی حرمت وہی صلح لغزاً فقال ای شاة لا یحل بالتبیتہ مرقول لا بد ان یعلیہ ما حرمنا ورنہ ینہی ہر کہ ایک شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا
سوانیا یا تمہر قصاب کے ہاتھ کے ساتھ رکھا وچ کرنے میں اور انکی عددی وچ کرنے پر تو ہر شخص بسیم اللہ کہے بلکہ جو بسیم اللہ کو ایک شخص ہی ترک کرے گا
یا گمان کرے گا کہ ایک شخص کا بسیم اللہ کنا کفایت کرتا ہو تو بدیہ حرام ہو جائے گا اور یہ مسئلہ حیتان ہونے کی لیاقت رکھتا ہو تو یوں سوال کیا جائے کہ
کوئی بھیر بکری ہو جو ایک بار بسیم اللہ کہے سے طلال نہیں ہوتی بلکہ یہ ضروری ہے کہ پھر دوبارہ بسیم اللہ کہنا چاہیے و قد ثبتنا انہ فی الخیر الرطبی فقال سہ ای وچ لا بد یحل
فیہ ۱۱ من خنی بذر ذی التزویۃ فاجب ختمہ بالفرض فانما لازمہ شراد لا تفعیہ اور لبتہ لکون لک کیا ہو ہمارے استاد خیر الدین علی نے اردوہ نظم یہ ہو کر وچ
ہو جسکی حلت میں یہ ضروری ہے کہ دوبارہ ذکر کیا جائے صاحب تشریح کی اپنی ہد قالی کا نام لیا جائے سو اسکا جواب دے نظم سے اسطے کہ ہم شرک نہیں دیکھتے
اور پسند نہیں کرتے نقلت فی الجواب سے فخر جاب انکا کتبۃ من فقیہ مدینہ فقیہ خیر الدین نے کہا تو میں نے جواب سوال مذکور میں یوں کہا کہ اسے
جواب نظم میں جیسا کہ توجہ ہوتا ہے اس فقیہ سے جسکی روایت ثابت ہو فقیہ سے یہی شاة فی دجما اشترک انشان و فخر الدین انکر انکر شرط کا نزویہ و ذاک وچ قصاب
وضع ولید مع اصحاب الذی یخیرہ وہ بھیر بکری ہو جسکی وچ کرنے میں دو شخص شریک ہو تو دوبارہ نام خدا ذکر کرنا شرط ہے جیسا کہ ہم روایت
کرتے ہیں کہ وہ وچ کرنا اس قصاب کا ہر جسے ہاتھ رکھا اپنے اس صاحب کے ساتھ جو انکی اسید رکھتا ہو یا خون کرتا ہو کہ شاید ایک شخص کی قوت سے
وچ نہ ہو سکے قلی کی واحد نما ۱۱ نذر کر اسید علی شہیہ تو ان دو شخصوں میں سے ہر شخص پر واجب ہے کہ ذکر کرے اللہ کو اور انکا لیکہ وہ پاک
ہو شہیہ اور تمیل سے و فی الوہبائتہ و شر حاکم سے و و دجما شاة معاقم واحد ۱۱ بسیم اللہ شاة تخر و در وہبائتہ اور انکی شرح میں کہا اور
اگر دو شخصوں نے بکری کو سامخی وچ کیا پھر ایک شخص بسیم اللہ نہ بولا تو بکری مترک ہو گئی یعنی حرام واجب الزکر ہے و ان فتری نہما لثانۃ
و یحل فالتوکیل بالذبح بخیر اور اگر تین شخص تین بکریاں خرید کرین اور انکا واقع ہو یعنی تینوں شخص اپنی اپنی بکریوں کی شناخت میں حیران ہوں
تو وچ کا وکیل کر دینا کاشت جرت ہم شرح وہبائتہ میں صورت مذکورہ میں یوں چاہیے کہ تینوں شخص ہر ایک کو وچ کرنے میں وکیل کرین سو اگر اپنی
بکری وچ کی تو جائز ہے اور غیر کی بکری وچ کی انکے اذن سے تو بھی جائز ہے وکیل شراد اشاة للفران شری و یصح خلاف العکس و بقوہ بخیر و خرید شاة
کا وکیل اگر غیر یعنی بکری خرید کرے تو صحیح ہے بخلاف عکس کے یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل شاة خرید کرے تو صحیح نہیں اور مانگنے کی اجرت میں وکیل
انقصان تھا و یکام و جمعیت ہے کہ شاة ہم نہیں ضمان در معنی بھیر اور بکری دونوں کو شامل ہے بخلاف عکس یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل کیا سو اسنے
شاة من انسان یعنی بھیر خرید کی تو موکل کو انکا لینا لازم نہیں چنانچہ غایہ میں ہے فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر قربانی خرید کرنے کا وکیل کیا سو وکیل نے
خرید کی اور اسے مانگے کیو اسطے ایک دم پر کوئی آدمی مقرر کیا تو موکل پر یہ اجرت لازم نہیں یعنی وکیل کو دینا پڑیگا و لو قال سودا و غیر صح لا و اذا
فی قرا عینیا بغیرہ اور اگر موکل نے کہا کہ سیاہ رنگ لاسے یا بکری خرید کرنا سو وکیل نے غیر اسے خرچ یا سفید خرید کی تو صحیح ہے اور اگر وکیل نے شاخدار سیاہ چیم قربانی
کی خرید میں بغیر کی تو صحیح نہیں اسو اسٹیکہ شاخدار سیاہ چیم کی خرید میں لوگ غیبت کرتے ہیں تو مخالفت وکیل ضرر ہوگی بخلاف اول صورت کے جسے غیبت نہیں
بیزر بشر الاموا و تصحیح بجا بکچھ محرر علیانے و قربانیوں کو لازم کیا ہو اس شخص کے حق میں جسے دس قربانی کی نذر مانی اور سب دس قربانی کی پکا
کی تصحیح منقحہ و محقق قول ہے یعنی تصحیح قول ہے کہ تمام نذر واجبہ لازم ہوگی چنانچہ یہ مسئلہ سابق مذکور ہو چکا ہے و من بیت بالامر انم تصدقا و الا کل
نہما و ذلک الخیر اور اگر قربانی ہوئی میت کی طرف سے انکے امروہ لازم جان اسکا غیرت کرنا اور اگر قربانی میت کی بدون امر ہوئی ہے میت کی طرف سے
تو کھا اسکے گوشت کو اور یہ قول مختار اور پسندیدہ ہے و من مال طفل فاصح سقوطا و من ابی فی تصد ہوا نکر و اور غیر کے مال سے تو سقوط
قربانی کا قول صحیح ہے اور غیر کے باپ کے مال سے باپ کے حق میں قربانی ہونا صحیح ہے اور یہی قول ظاہر الروایۃ میں ہے چنانچہ یہ مسئلہ اول کتاب الایمان

میں مذکور ہو چکا ہے وہاں شاذہ ارج بعد ذہب یا غیر ذہبی میں صحیح علیہما دیوجہ اور بکری کا نہہ کرنے والا اسکے ذبح ہو جانے کے بعد رجوع کر سکتا ہے کہ تو کفایت ہوگی اسکی طرف سے جسے اسپر قربانی کی اور اسکو ثواب ملے گا یعنی زید بقر بانی واجب تھی سو خالد نے اسکو ایک بکری یہی کی سو اسے قربانی کی بقر خالد نے ذبح کے بعد یہ میں رجوع کی یعنی مذبح بکری پھر تو یہ رجوع درست ہے ابام کے نزدیک خلافت لابی یوسف کذا فی الخطا اور زید کی طرف سے قربانی ادا ہوگی اور اسکو قربانی کا ثواب ملے گا بعد اہم و متغیر ہند الیم

کتاب الخطر والاباحۃ

یہ کتاب ہے خطر اور اباحت کی یعنی اس میں فعل ممنوع اور مباح کا ذکر ہے مباح کا ذکر اس واسطے ہے کہ کوئی اسکو مکروہ مان کرے اور اس میں فرض بھی مذکور ہو تا ہے تا معلوم ہو کہ اشکات ترک کرنا حرام اور ممنوع ہے فقہ کی بعضی کتابوں میں کتاب الخطر والاباحۃ کو کتاب الکراہت کہا ہے اس واسطے کہ میں فعال مکروہ اور غیر مکروہ ہونے میں اگرچہ ذکر مکروہ اہم ہے اور بعضی کتاب میں کتاب الزہد والورع مذکور ہے اس واسطیکہ اس میں اکثر مسائل مباح مذکور ہیں اور اسے احتراز کرنا زہد اور ورع ہے اور بعضی کتاب میں اسکو کتاب الاتحسان بیان کیا ہے اس واسطیکہ اس میں وہ افعال مذکور ہیں جنکو شرع نے نیک یا بد کہا ہے مناسبہ ظاہر ہے کہ کتاب الخطر والاباحۃ کی مناسبیت کتاب الاضیاء سے ظاہر ہے اس واسطیکہ ضخیم میں اکثر مخطوبات اور مباحات داخل ہیں بلکہ یہ کتاب ہر کتاب کے ساتھ مناسبیت رکھتی ہے کذا فی الضیاء وی و الخطر لغتہ المنع و کجس اور خطر ففتح حاد و خطر و ظا معجم لغت میں عبارت ہے منع اور حبس و شتر عا مانع من شتر عا اور اصطلاح شرع میں خطر وہ ہے جسکا استعمال شرعاً ممنوع ہے یہ تعریف ہے مخطور کی نہ خطر کی و الخطر ضد لہاج اور مخطور ضد ہر مباح کی یہ تعریف بالام ہے اس واسطیکہ فرض و حرام اور مکروہ و ہیض مباح ہیں تو مخطور کی تعریف خاص یہ ہے کہ جسکا ممنوع ہونا بدلیل قطعی ثابت ہے قرآن سے یا حدیث سے یا اجماع سے یا اس دلیل سے جسکا مرجع دلائل ثلثہ مذکورہ ہوں کذا فی الخطا وی و اباح ما جیر للکاملین فعلہ و ترکہ بلا استحقاق ثواب و عقاب نعم بحاسب علیہ حساب یا بصیر اختیار اباح و مباح وہ فعل ہے جسکے کرنے اور نہ کرنے کی مکلف کو گونہ کو اجازت ہو بلا استحقاق ثواب اور بلا ترتیب عقاب مان لبتہ یہ ہے کہ مباح پر کچھ ہو گا حساب ہو گا کذا فی الانقیام عدم ثواب و عذاب و مخطور عدم ثواب کے ہے اور اگر مباح میں جہاد کی نیت کرے تو ثواب ہو گا اور اگر گناہ کی نیت کرے تو عذاب ہو گا خالی صلی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات کل مکروہ اسی کا کہ ہے تحریم حرام اسی کا تحریم فی حقوتہ باننا عند محمد وانا المکرہہ کا کہ ہے تشریح خالی اکل اقرب اتفاقاً جو مکروہ تحریمی ہے وہ حرام کے مانند ہے و دفع کے عذاب میں محمد کے نزدیک اور مکروہ تریبی تو حلال کی طرف نزدیک تر ہے یا اتفاق امام اور شیخین کے کم حرام وہ ہے جو بدلیل طعی قطعی ممنوع ہو اور ہکا ترک فرض ہے چنانچہ شراب کا پینا اور مکروہ تحریمی وہ ہے جو بدلیل طعی ممنوع ہو اور ہکا ترک کرنا واجب ہے جیسے سوسار کا کھانا اور شترخ کا کھانا تو امام محمد حبلی کتابوں میں کہ بہت بولتے ہیں تو اس سے حرام مراد رکھتے ہیں اور مکروہ تحریمی کو حرام نہیں کہتے ہیں اس واسطیکہ اسکی دلیل قطعی نہیں جو حرمت بر دلالت کرے تو کجی حرمت دلیل غیر طعی یعنی خراہا دیاقول صحابی سے ثابت ہے اسکو مکروہ کہتے ہیں اور یہ جو کہ مکروہ تریبی حلال سے نزدیک تر ہے یعنی اسکے کرنے پر برا عذاب نہیں لیکن اسکا تارک کچھ مخطور ثواب پاویگا کذا فی الخطا وی و عند ہما و صیح اختار و ثلثہ البدنہ و شہبہ الی احرام اقرب و امام غلام در البیوت کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام کی طرف نزدیک تر ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور جہاد و شہبہ مکروہ تحریمی کے مانند ہے شیخین کے نزدیک مکروہ تحریمی میں حلت اور حرمت کے دلائل متعارض ہیں لیکن جانب حرمت کی غالب ہے و المکرہ و تحریم نسبتہ الی احرام نسبتہ الواجب الی افضض نسبتہ بایست ثواب یعنی لفظی اثبوت و یاقم بارتکابہ کمایا تم تبرک الواجب و ثلثہ نسبتہ المکرہہ تو مکروہ تحریمی کی نسبت حرام کی طرف ایسی ہے جیسے واجب کی نسبت فرض کی طرف تو مکروہ تحریمی ثابت ہو تا ہے اس دلیل سے جس سے واجب ثابت ہو تا ہے یعنی جس دلیل کا ثبوت قطعی ہے اور دلالت قطعی ہے اس سے مکروہ تحریمی اور واجب ثابت ہو تا ہے اور مکروہ تحریمی کے کرنے سے آدمی گنہگار ہو تا ہے جیسے واجب کے ترک کرنے سے گنہگار ہو تا ہے اور واجب کے مانند سنت مکروہ ہے دلائل شرعی

پارہ قسم میں ال وہ دلیل جس کا ثبوت اور دلالت طلب درودوں قطعی اور یقینی بین چنانچہ آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ مرتبہ ہیں کسی طرح تاویل کا احتمال نہیں یہ مفید یقین ہے اور ایسی دلیل سے فرض اعتقادی و حرام ثابت ہوتا ہے نہ تاہی وہ دلیل ہے جس کا ثبوت قطعی ہے اور دلالت قطعی چنانچہ وہ آیات اور احادیث جن میں تاویل کا احتمال ہے اور یہ مفید ظنی ہے اور اس سے فرض عملی ثابت ہوتا ہے نہ تاہی وہ دلیل ہے جس کا ثبوت قطعی ہے اور دلالت قطعی چنانچہ اخبار آحاد مرتبہ ایسی دلیل سے وجہ و مکررہ تحریری ثابت ہوتا ہے نہ تاہی وہ دلیل ہے جس کا ثبوت اور دلالت درودوں قطعی بین جیسے اخبار آحاد و اجماع قطعی ایسی دلیل مفید سنت اور استحباب ہے اور گاہے فرض ہوتے ہیں اور قطعی و عملی مراد ہے یہی دلیل دھب کہتے ہیں اور اس سے فرض عملی کا ارادہ کرتے ہیں کہ انہی اطمینان والی دلیل سے فی حجت حرمۃ تحمل القرب من الحرم مالعاقب چند درودوں استحقاق العقوبۃ بالنار بل اعتبار کس کی کہ سنت الموملۃ فانہ لا یطریقہ بحقوقہ الذلالت من متعلق بہ حکم ان عن شفاعۃ ابنی المختار صلی اللہ علیہ وسلم محدثین ترک سنتی لم یمل شفاعتی فخر کہ سنت الموملۃ قریب من الحرم و لیس بحرم انہی اور قطعی میں ہر طرح کی حرمت کی بحث میں مطلب ہے کہ مکررہ قریب بحرم وہ ہے جس سے محذور متعلق ہو نہ عذاب و فزع کا استحقاق بلکہ عتاب کا استحقاق ہے جیسے سنت موملہ کے ترک سے عذاب و فزع متعلق نہیں بلکہ ترک کے ترک سے بنی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی متعلق ہے اس حدیث کی دلیل سے کہ جو شخص میری سنت کو ترک کرے گا وہ میری شفاعت کو نہ پاوے گا تو ترک سنت موملہ قریب ہے حرام سے اور وہ خود حرام نہیں ہے نہ ہی باقی الزلیع میں حرم شفاعت سے یہاں شفاعت مخصوصہ مراد ہے چنانچہ ترقی درجات کی شفاعت اور یہ مراد نہیں کہ مطلق شفاعت سے محرومی ہوگی سو اس سے کہ کب کبیرہ بھی شفاعت سے محروم نہ ہوگا بدلیل حدیث کے کہ لا شفاعتی لاہل الکبار من امتی تو مکتوب مکررہ یا نارک سنت موملہ کیونکہ حرم ہوگا حاصل کلام مقدس کا یہ ہے کہ محدث نے مکررہ تحریری حرام کا اطلاق کیا ہے اور اس کو حلال نہیں کہا ہے کیونکہ اس کی علت پر دلیل قطع نہیں و شیخین نے اس کو حلال میں داخل کیا ہے سو اس سے کہ اس کی علت پر دلیل قطعی دلیل ثابت نہیں نہ ہی خلاصہ مقام ہے کہ مکررہ محمد کے نزدیک حرام کی ایک قسم ہے کیونکہ اُن کے نزدیک قطعی بھی حرام ہے اور ظنی بھی اور دونوں کا مکتوب قریب بالنار ہے اگرچہ عذاب متفاوت ہو و شیخین کے نزدیک مکررہ تحریری حلال غیر قطعی میں داخل ہے اور علت سے اباحت لازم اور مکتوب مکررہ تحریری کا گنہگار اور عتاب ہے نہ معاقب بالنار تو معلوم ہوا کہ خلاف مابین محدث و شیخین کے لفظی نہیں ہے کہ انہی اطمینان والی لغت و لغت اللغات و شرع و شرع لغتوں حرام و سنت و احوال غیرہ و انہی نے فرض تیار علیہ حکم احادیث کھانا غذا کیو اس سے اوپر بنا دفع عیش کیو اس سے فرض ہے اس پر ثواب ملے گا حکم حدیث کے اگرچہ اکل و شرب حرام ہے ہر عام دار سے یا غیر شخص کے مال سے اگرچہ مال غیر کا تاوان اس پر لازم ہوں حدیث مذکورہ ہے جو قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بعد تعالیٰ لیو جرنی کل شیء حتی اللبۃ نہیما العبد الی فیہ کذا فی شرب بلا لیس یعنی حق تعالیٰ ہر چیز میں ثواب دینا ہے یہاں تک کہ اس قسم میں ثواب دیتا ہے جس کو بندہ اپنے شکر تک اُٹھانا ہو حرام اور مردار اور غیر کا مال کھانا حالت اضطرار میں ہے اور شفیق میں ہے کہ جو شخص مردار نہ کھائے مخفیہ میں یا زورہ نہ کھائے یا نہ کھائے کہ مر جائے تو وہ گنہگار ہے اور اس سے اس کی تعریف میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ فرض نہ ادا کر سکے اور بعضوں نے کہا کہ تین دن کے بعد اور صحیح ہے کہ غیر موقت ہے سو اس سے کہ طبع آدمیوں کی مختلف ہوتی ہیں کہ انہی اطمینان والی و لکن بقدر ما یدفع الانسان الی اکل عن نفسه کھانا نافر ہے لیکن اتنا کھائے کہ آدمی اپنے ذرت سے ہلاکت کو دفع کرے و ما جو علیہ وہ بقدر ما تمکن بین الصلوۃ قائما و من صومۃ مفادہ جواز لیل الاکل بحیث یضیف عن النفس لکن لم یحکم فی المنقی وغیرہ اور ایک کھانا وہ ہے جو چیر ثواب ہو تاہی اور وہ اس قدر کھانا ہے جس سے آدمی کٹے ہو کر نماز پڑھ سکے اور زورہ رکھ سکے شراح نے کہا اس کلام سے اس قدر تقیل طعام کا جواز مستفاد ہوتا ہے جس سے آدمی ادا سے فرض سے ضعیف ہو جائے لیکن ایسی تقیل مضبوط درست نہیں ہے چنانچہ متعلق وغیرہ میں مصرح ہے قلت و فی المنقی بانفس النفس بقدر ما یدفع الی اکل و لکن بعد الصلوۃ قائما اتنی مقبہ میں کہتا ہوں اور شفیق میں بھی میں یوں نہ کہو کہ اس قدر کھانا نافر ہے جو ہلاکت کی دور ہو اور اس کے ساتھ کٹے ہو کر نماز ممکن ہو اتنی کلام البغنی تو خبر دار ہوں اس قدر کھانا سو اس سے فرض ہے کہ فرض عبادت اور نہیں

ہو سکتی بدون اسکے و سیاح الی الشبع لثریہ قوتہ اور کھانا بیابح ہر سیری اور آسودگی تک آمدی کی قوت زیادہ ہو و حرام عمرنی بخانیہ بکرہ و ہونا تو
ای الشبع و ہوا کل طعام غلب علی غلبہ انہ یفسد معدتہ و کذا فی الشریعہ ستانی اور وہ کھانا حرام ہر جو سیری اور آسودگی سے زیادہ ہو یعنی آٹا کھانا کہ
کھانے دے کو کھان غالب ہو کہ اسکے پیٹ میں فساد کر گیا یعنی بد چھی ہو گی یا ہیضہ ہو گا اور خانیہ میں اسکو کردہ کھا ہر یعنی کردہ بخری جو قریب
بحرام ہر خستانی میں کھا کہ اسی طرح اتنا پینا بھی حرام ہر جو صاف بعدہ ہوم زیادہ کھانا اسو اسطے حرام ہو کہ بالی کا ضائع کرنا ہر اور اپنی ذات
کو سیار ڈالنا حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کے حق میں کسی برتن کا بھڑا ایسا بدر نہیں جیسا کہ پیٹ کا بھڑا بدر ہو سو اگر ضرورت ہو تو پیٹ کے تین
جیسے کرے ایک تھائی کھانے کی اور ایک تھائی پانی کی اور ایک تھائی دم لینے کے واسطے اور بہت عذاب اپنے ہر جو بہت پیٹ کو بھرنے میں بوداؤ
نہ رویت کی جو حمد اور شکر کرے کھانے اور پینے کے بعد اسکی مغفرت ہو گی کذا فی الخططادی عن الدبر انتقی الا ان یقیضہ فوہ صوم لغدا و لکلا
بسبحی خفیضہ او خود لک آسودگی سے زیادہ کھانا حرام ہر مگر اس نیت سے حرام نہیں ہر کہ کل کے روز سے کھنے کی قوت حاصل ہو یا کہ اسکا کھان نہ
شراب دے یا مانند اسکے کسی اور عذر سے کھانا درست ہر حرام نہیں ہوم عذر مذکور چنانچہ زیادہ کھانا کر کے کیوں اسطے حرام نہیں اس برن لک صحابی طرح صحیح
کھانے کھاتے تھے اور ڈکڑا دیتے تھے سو انکو یہ فائدہ کرتا تھا کذا فی البرزہ دالخانیہ ولا تجوز الیافۃ بتقلیل الا کل حتی یضعف عن دار العبادة ورجا کر نہیں
کھانے کی اسقدر ریاضت کہ اداس عبادت سے ضعیف ہو جائے و لایاس بانواع الفتوا کہ وتر کہ فضل اور طرح طرح کے میوؤں کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں
اور اسکا ترک افضل اور بہتر ہے و استخاذ اللعنه سرف اور طرح طرح کے کھانے پکوانا سرف ہر یعنی فضول خرچی ہوم مگر حاجت کے وقت کثرت کھانے سرف نہیں ہر چنانچہ
اگر ایک کھانے کو نہیں کھا سکتا تو کثیر کھانے درست ہر تا ہر قسم سے تھوڑا تھوڑا آٹا کھا جسے بقدر سے اداس عبادت پر قادر ہو یا ہماروں کی دعوت منظور ہو تو کثیر
کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الخلاصۃ و کذا فی الخیر فون کحاجۃ اور اسی طرح درمیان کو کھانا حاجت سے زیادہ بیودہ صرف ہوم مگر بہ نیت دعوت درست ہر
کذا فی المعالمیرۃ و سنۃ الاکل للہماۃ اولہ و الحمد لآخرہ غسل الیدین قبلہ و بعدہ و یدار بالاشاب قبلہ و بالشیوخ بعدہ ملتقی اور کھانے کے وقت سنت ہر
کھانے کے پہلے بسم اللہ کہنا اور بعد اسکے الحمد للہ کہنا اور قبل از طعام اور بعد از طعام دونوں ہاتھ دھونا اور کھانے سے پہلے جو انون کے ہاتھ دھلانے سے ابتدا
کیجائے اور کھانے کے بعد بڈھون کے ہاتھ دھلانے سے ابتدا کیجائے کذا فی الملتقی م اور اگر اکل میں بسم اللہ کہنا جوئے تو یوں کہ بسم اللہ علی اولہ و
آخرہ و جب بسم اللہ کہے تو بلند آواز سے تاسکے ساتھ ہی بسم اللہ کہیں اگر کھانا حلال ہو تو بسم اللہ کہے اور الحمد للہ کہے اور اگر کھانا حلال نہیں
بلکہ دونوں ہاتھ بند دست تک دھونا چاہیے قبل از طعام ہاتھ دھو کر دریاں سے پوچھنا چاہیے اور بعد از طعام پوچھنا چاہیے تا اثر طعام کا زایل ہو جائے بلکہ
سے ہاتھ دھونا اگر آٹا آٹین باقی نہ رہا ہو تو تھوڑی قاضی خان میں لائیں برنہ کو رہا اور نو اور ختمام میں آٹے اور تھوڑے ہاتھ دھونا رام و صابون سے
منقول ہو اور کثیر فم جمیع موضع میں سخب ہر اور لائق یون ہر کہ برتن لیکر اپنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور ہر سے آٹین نہ خانت نہ کرے مانند وضو کے اور سنت یہ ہر
کہ نمک سے شروع کرے اور نمک پر ختم کرے اور نہایت گرم کھانا نہ کھائے اور نہ اسکو سونگھے اور نہ اسکو اور پانی کو بھونکے مان اگر بھونکے میں مانند ف کے آواز
نہ نکلے تو بھونکنا درست ہر اور ہاتھ پوچھنے سے پہلے انگلیوں کا چاٹنا اور کبابی کا چاٹنا اور جو نوالہ دسار و خان پر گر پڑا ہو اسکو کھانا یہ سب امور مذکورہ سنت
ہیں راہ میں کھانا کھو ہر اور سر پر نہ کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور کھانا پینا تمیہ لگا کر ہوا یا بایان ہاتھ زمین پر رکھ کر کسی چیز پر ٹیک لیکر کھو ہر اکل میں
و المعالمیرۃ تتمہ اپنے اوپر اور اپنے خیال پر خرچ کرے اس طرح کہ نہ اسراف ہو نہ بخل نہ انکے جمیع مرغوبات کی تلاش کرتا رہے نہ جمیع شہتیاں روکتا رہے
بلکہ میانہ روی اختیار کرے سنت یہ ہر کہ کبابی کے درمیان سے نہ کھائے سو اسکیلک برکت درمیان میں نازل ہوتی ہر بلکہ ایک طرف سے کھائے

اس واسطے کہ طعام یکسان مان اگر طبع میں رنگ بزرگ نمیشے ہوں تو جلد حر ہے چاہے کھائے ہی طرح اگر طبع میں لوان جمع ہوں تو بر طرف سے
 کھانا درست ہے حدیث میں وارد ہے کہ جو رکابی کو چائے کھانے کے بعد تو رکابی کہتی ہے کہ اے مجھ کو دوزخ سے آنا دے جیسے تو نے مجھ کو شیطان سے آزاد کیا
 اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ رکابی اُسکے واسطے مغفرت طلب کرتی ہے حدیث میں وارد ہے کہ اگر کرم کرو روٹی کی کہ وہ برکات سموت و راض ہے کہ اور
 جس قوم نے روٹی کا اختفات و رخصات کی توحی تعانی اُنکو گرسائی و محتاجی کے ساتھ مبتلا کرتا ہے اور اُسکے اکرام سے یہ کہ جب روٹی سانسے آوے تو سانس کا
 استظار نہ کرے یعنی روٹی کھانے کے امام محمد نے کہا کہ لوگوں پر محتاج کا کھانا دنیا اُن وقت میں جبکہ وہ خرچ اور طلب عاجز و راض ہے تو جو کھانا طالی جانتا ہو اُسکو نکالنا
 دنیا فرض ہے جہت سے وہ خرچ اور اس عبادت پر کار و بار اگر محتاج خرچ پر کار و بار خود کر لیا اور کھانے اُسکو کھانا نہ دیا تو جو لوگ کھانا طالی جانتے ہوئے سب
 گناہ میں شریک ہونگے اور جو محتاج کسب پر کار و بار ہو تو کسب و حسیہ اور سوال کرنا اُسکو حلال نہیں کہ فی الخطا دی کہ ہم الا ان فی ہمارا الایۃ ظاہر اَللہ مالک
 عینہا اور کردہ جو کھانے کا گوشت اور کھانا دودھ یعنی بالوگے سے یا گوشت کردہ و تخریجی ہر بظان مالک کے کم کہ بہت بیمار و غیرہ سب کے حق میں ہے اور حار و خشی
 یعنی گوشت کا گوشت اور دودھ حلال ہے کہ فی الخطا دی ولین کمالہ اتی تا کل الذرۃ ولین لکۃ الی الفرس بول الابل و اجازہ ابی یحییٰ التتار دی اور کردہ
 جلا کہ کا دودھ جلا کہ دگا سے یا بکری یا اونٹنی سے جو گوہ کمانی ہو اور کردہ ہو کھوری کا دودھ اور ارث کا یا شتاب در ابو یوسف نے اونٹ کا یا شتاب علاج کو کھانے
 جائز کما ہے ہم بنام یہ میں ہے کہ امام عظیم کے نزدیک کھوری کا دودھ حلال ہے جتنا کچھ کتاب لا خبر میں آئیگا و کہہ چکا ہے اسی حکم کمالہ و لکۃ اور جلا کہ اور کھوری کا گوشت
 اگر وہ جو کھانے کمالہ حتیٰ مذہب میں محمد و قدر ثلثۃ ایام لجا جتہ و اربعۃ لثاۃ و خشرۃ لابل و بقرۃ الی انظر اور گوہ کھانے والا جانا تو بند کر رکھا جائے یہاں تک
 کہ اُسکے گوشت کی گندگی اور بد بو رفع ہو جائے اور جس کی مدت شمار کی گئی ہے موجب غایہ و روایت کے مرغی کے واسطے تین دن اور بھیر بکری کے واسطے چار دن
 اور اونٹ اور گائے کے واسطے دس دن و دو اکت پنجاستہ و غیرہ بحیث ملق منقہ ماحلت کما مل اکل جدی غدی بلبن خنزیر لان کھمہ لا یتیر و مانی یسیر

استعمالا لایق کہ اگر اور اگر با نور نجاست و دوزخ کھانا ہو اس طرح کہ اُسکا گوشت گندہ ہو تو حلال ہے جیسے وہ ضوان حلال ہے جو بالوگیا کما سورہ کہ دودھ
 سے اس واسطے کہ اُسکا گوشت تغیر نہیں ہوتا اور دودھ اُسکا غدا و جودہ نیست اور نابود ہوتا ہے و کچھ اثر باقی نہیں رہتا ہر دم اور اسی طرح جو کھانے میں اگر
 سے پہنچے با دین تو اُسکا کھانا نہ نہیں و لوسقی یا بکل کچھ خمر افدج من ساعۃ حل الکھ و کیرہ ربعی و صید سحر دہبانیہ اور اگر کول لکھ جانور کو
 شراب پلائی گئی پھر وہ اسی وقت بیچ کیا گیا تو اُسکا کھانا طالی ہے اور کردہ ہے کہ فی الرطبی و کتاب صید میں خرچ الوہابیہ و کہہ الا کل و لشراب الا دان و لکھ
 من انا و ذہب و فضۃ للرجل و المرأة لاصلاح کھدیف اور کردہ ہے کھانا اپنی ادا و تیل لگانا اور خوشبو ملنا سونے اور چاندی کے برتن سے مرد اور عورت دونوں کے
 حق میں اطلاق حدیث کی دلیل سے حدیث مذکور بخاری اور مسلم میں حدیث سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنچو ہر دیر دیا اور نہ پہنچو
 چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ انکی رکابیوں میں اسی سے کہ برتن کا زدن کے واسطے ہن دنیا میں اور تھارے واسطے ہن آخرت میں اتنی بھر جب کھانا پینا
 انہیں منع ہے جو ان اسی طرح اُن برتنوں سے تیل لگانا اور خوشبو لگانا بھی منع ہے اگلا فی المنع و کذا لیکرہ الا کل بلعقہ لفضۃ و الذہب و الاحمال لکھ
 و ما ائشہ و لک من الاستعمال لکھلۃ و مرۃ قلم و دودۃ و خونا و اسی طرح کردہ و تخریجی ہے کہ کھانا چاندی اور سونے کے چھچھے اور سرہ لگانا انکی سلامیوں سے اور
 جو استعمال اسکے مشابہ ہے جیسا کچھ چاندی سونے یا سرہ دان در قلم اور دوات اور مانند اُسکے کردہ ہے ہم ظرو ف مذکورہ کے مانند چاندی سونے کی مسینی اور
 مسینی و راقابہ اور مسینی اور جس چیز کا کھانا نہ بدین کو حاصل میورد و اور حور کو درست نہیں کہ فی الخطا دی یعنی اذا استعملت ابتداء فیما صنعت لکھ و کھ
 شحات الناس و الا فلا کہ بہت حتیٰ لو نقل الطعام من انا و الذہب الی موضع آخر و صوب الماء و الذہب فی کفۃ لاعلیٰ اسے ابتداء اقم استعمالا لباس و مجنبی و غیرہ
 ہر ماحرہ فی المرۃ یحییٰ یعنی ظرو ف اور آلات مذکورہ کی بہت اُس وقت ہے جبکہ اُنکو ابتداء استعمال کیجیے اُن کا موزن خکے واسطے وہ بنائے گئے ہیں

لوگوں کے رواج کے موافق اور اگر ابتداء استعمال نہ ہو تو کہ بہت نہیں تو اگر کما نفع کیا جائے سوئے کے برتن سے دوسری جگہ یا بانی یا تیل گت دست
میں ڈالنے اپنے سر پر ابتدا پھر اسکا استعمال کرے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الجبہ وغیرہ اور یہی مطلب کو تحریر کیا ہے درین تو اس قید کو یاد رکھنا
چاہیے م درین یوں مذکور ہے کہ ظروف وغیرہ جو تیل وغیرہ کے واسطے مصنوع ہیں انکا استعمال اسوقت حرام ہے جبکہ تخمین ظرف سے تیل سر پر ڈالا جائے
اسواسطے کہ وہ ظروف اسی واسطے مصنوع ہوئے ہیں کہ اسی طرح استعمال ہوں اور اگر انہیں یا تیل یا تھوڑا لے اور تیل یا تھوڑا لے تو کہ بہت نہیں
اسواسطے کہ ان سے ابتدا استعمال نہوا تھی لیکن مجتہدین درین یعنی علامہ دانی اور نوٹ نے اس تخصیص کو رد کیا ہے اس طرح کہ استعمال چاندی سوئے کا
مصنوع ہو اسواسطے کہ اصل اس باب میں یہ حدیث ہے کہ (ہذا ان حرامان علی ذکور یعنی مل لانا شتم) اور جبکہ معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ عورتوں کو فقط زینور حلال ہے
تو درائے زیور کے حرمت باقی رہی خواہ استعمال بالذات ہو خواہ بواسطہ کیونکہ احادیث نہی کی مطلق ہیں کذا فی الخطا وی م ہر چند در کے موافق فساد علی
میں محیط ہے مگر منقول ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ کسی طرح استعمال نہ کرے و ہمد علم و مستثنیٰ لغستانی وغیرہ استعمال البیضہ و کچھ شہد الساعدان سہمانی الحرب
للضرورة اور قستانی وغیرہ میں چاندی سوئے کے خود اور زرہ اور دستا نوں کو جنگ میں ضرورت کے سبب سے مستثنیٰ کیا ہے کہ بہت سے وہ دنیا پر رجع للبدن
والا غیر تجملہ بادانی تختہ من ذہب وفضہ و سیرکذ لاک و فرش علیہ من دینار و نحوہ فلا باس بہ بل فعلہ اسلف خلاصہ حتی اباح ابو حنیفہ توسد الیہ باج و ہوا
علیہ کمایاتی اور یہ یعنی ظروف فضیہ اور ذہبیہ کی تحریم اس صورت میں ہے جبکہ استعمال نفع بدن کے واسطے راجع ہو اور اسکا سوا تجمل کرنا سوئے اور چاندی کے
برتنوں سے اور اسی طرح سوئے چاندی کی چار پائی سے اور پیر دیا اور مانند اسکا فرش کرنا تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اسکو سلف نے کیا ہے کہ کذا فی تجملہ
یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ نے دینا کاتیکہ لگانا اور پیر سوزا مباح کیا ہے چنانچہ آگے اور کیا دیکرہ الا لکی فی نحاس اور صفرو الا فضل الخفاف قال صلی اللہ علیہ
وسلم من اتخذ اوانی بنیۃ خزازۃ الملکۃ اختیار اور کردہ ہو کھانا تانے اور پیتل کے برتن میں اور فضل اور برتنی کا برتن ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر میں مٹی کے برتن رکھے اسکی زیارت فرستے کرتے ہیں کذا فی الاختیار م ظاہر کہ بہت اسوقت ہے جب تانبے اور پیتل کا برتن
بے قلمی ہوا اور ظروف چینی میں تولفاست اور تجمل اور اداسے سنت دونوں موجود ہیں اسواسطے کہ وہ مٹی کے برتن میں لایکہ مادہ کر من انا و
رصاص و زجاج و بلور و عقیق خلافاً للشافعی اور کردہ نہیں کھانا رنگ اور خیشے اور بلور و عقیق کے برتن سے برطلان امام شافعی کہ انکے نزدیک
کہ بہت ہے وحل لشرب من انا مرقضض ای فردق بالفتنہ اور حلال ہے مینا ظرف مفضل سے یعنی جو برتن کہ فرین اور نقش اور مسح ہو چاندی سے فارقی
میں اسکو سم کہتے ہیں ہندی میں بدر اور جڑا و منخ بفقار میں مفضل کی تفسیر فردق ہے اور خیشی میں مسح ہے اور قستانی میں فرین مفضل ہے اور یوسف
کے نزدیک مفضل بھی جائز نہیں بلقی نے کہا یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ چاندی برتن سے جدا ہو سکے اور تو یہ یعنی اگر چاندی کا ایسا پتلا پانی برتن پر لایا
جو جدا ہونے کے تو وہ بالاجماع درست ہے اسواسطے کہ وہ مستملک ہے اسکا بانی رہے کا کچھ اعتبار نہیں چنانچہ شافعی اسکو بیان کر گیا کہ کذا فی الخطا وی و اگر کو
علی مسح مفضل و الجلوں علی کسی منہ من لکن بشرط ان تقی ای جنب موضع لمضہ نعیم قبل دید و جلوس سرج نحوہ اور حلال ہے سوار ہونا مفضل زین پر
اور حلال ہے بیٹھنا کسی مفضل پر لیکن اس شرط سے خلال مفضل برتن میں بیٹھا کہ چاندی کی جگہ سے ٹھکے علیہ رکھے اور توں منعیف یہ ہے کہ مقرر ہے جدا رکھے
چاندی کی جگہ سے اور زین کے جلوس اور اسکا مانند میں بھی بدن جدا رکھے م اقتناہ نم کا اعتبار نہ قنابید اور باقی مضامین کا چنانچہ اختیار اور ہدایہ اور
جو ہرہ میں مذکور ہے یہ حکم ہر ظرف مفضل کا اور جو ظرف خالص چاندی کا ہو اسکا استعمال تو کسی طرح جائز نہیں کذا فی الخطا وی و الا انما لہ منصب مذہب
اور فضتہ و الکمرسی لہ منصب ہما و حاتمہ و مصحف ہما اور اسی طرح حلال ہے ظرف منصب یعنی برتن میں چاندی سوئے کے پیر خڑے ہیں اسکا استحکام کیواسطے
اور اسی طرف پر چاندی سوئے کے پیر خڑی کسی اور زیورائیکہ اور مصحف کا چاندی اور سوئے سے م فساد علی عالمگیری میں ہے کچھ مضائقہ نہیں کھانے

ہے کافر نہ ہوتا اور مفقوض میں جبکہ سونے چاندی پر غنہ ہے اور اسی طرح غنہ منسوب اور کسی اور پر جبکہ چاندی سونے پر غنہ ہے اور اسی طرح حلقہ
آئینہ کا چاندی سونے سے اور اسی طرح ہجر اور گام اور زین اور دھجی اور کاپی مفقوض یا مضبوط درست ہر شے طیکر اُس پر غنہ واقع ہوا اور ابو یوسف کے
نزدیک یہ سب مکروہ ہیں لیکن مضبوط میں ہے کہ امام عظیم کا قول صحیح ہے انتہی کما لو حلقہ فی مفقوض فی فصل سیف و سبیل و فی قبضتہما و کجام و کجام
و لم یضع یدہ موضع الذہب و الغنۃ چنانچہ چاندی سونے کا کام کرنا درست ہے اگر لٹا اور چھری کی کوئی مین یا ان دونوں کے قبضے میں یا گام یا کاپی میں
کرے اور اپنا ہاتھ نہ رکھے سونے چاندی کی جگہ میں ہم کافی ہیں ہر جبکہ چھری کی کوئی مین یا ہاتھ لگا کر قبضہ میں چاندی ہو تو امام عظیم نے کہا کہ اگر چاندی کی جگہ
پر لٹا کر دھڑا کر دین میں کر لیا تو مکروہ نہیں ہے کہ ان فی الخطاوی و ذکر کتابہ اثوب بذهب و فقتہ و فی الجہاد لا باس بالسلکین المفقوض و الجہاد و رکاب و عن الحائض
مکرہ الکل اور اسی طرح درست ہے کہ چھری چاندی سونے سے لکھنا اور قبضے میں ہے کہ چھری مفقوض اور دوتا در کاب کا کچھ مضائقہ نہیں اور ابو یوسف کے
نزدیک یہ سب مکروہ ہیں ہم امام عظیم کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری میں اس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیاد ٹوٹ گیا تو موضع شق چاندی
کی زنجیر سے جکڑا لیا اور احمد کی روایت میں ہے کہ اس بنی لاکے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا یعنی یہاں تھا آئین چاندی کا پتھر چڑھا تھا و مختلف
فی المفقوض اما المظلی فلا باس بہ بالاجماع بلا فرق بین کجام و رکاب و غیرہ لان الظلمۃ مستہاک لا یخلص فلا عبرۃ للونہ عینی وغیرہ اور خلافت
ابو یوسف اور امام کا مفقوض میں ہے یعنی جس چیز میں چاندی سونا طلحہ ہو سکتا ہو اور مظالم یعنی چھری چاندی سونے کا پانی پیرا ہو سو وہ تو بالاجماع
درست ہے بدون فرق کے درمیان گام اور رکاب وغیرہ کے اس واسطے کہ ظالمین چاندی سونے کا پانی مستہاک ہے جبکہ نہیں ہو سکتا تو اسکی فقط ملک
کا کچھ اعتبار نہیں کہ انی یعنی وغیرہ و قبیل قول کا فرد و جو سیا قال شتریت اللحم من کتابی فیل او قال شتریتہ من مجوسی فحرم دلایرہ و خمر او
اور مقبول ہے کہ کافریہ قول اگرچہ کافر مجوسی ہو کہ میں نے یہ گوشت تول لیا ہے یہودی یا نصرانی سے تو اس گوشت کا کھانا حلال ہے کما یاکونہ کما کہ میں نے
مجوسی سے گوشت خرید کیا تو گوشت حرام ہوگا اور اس کے قول کو خبر واحد کے سبب سے مردود کرے و اصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات
لانی الدیانات و علیہ یحکم قول اکثر دینس قول الکافر فی کل داخرۃ یعنی لکما ملین فی ضمن المعاملات و مطلق محل و اخرتہ کما تو ہمہ الزمعی اور اسکا قاعدہ کلیہ
یہ ہے کہ کافر کی خبر مقبول ہے بالاجماع معاملات میں نہ دیانات میں اور اسی قاعدہ پر کفر کا یہ قول محمول ہے اور کافر کا قول مقبول ہے حلت اور حرمت میں یعنی حلت
اور حرمت کہ ضمن معاملات کے مامل ہو نہ ہر طرح کی حلت اور حرمت جیسا کہ زبلی شراح کہنے تو ہم کیا ہم ایک شخص کا قول مقبول ہے معاملات میں
خواہ وہ شخص متقی ہو خواہ فاسق آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مسلمان ہو یا کافر بسبب ضرورت اور دفع حرج کے اور مجملہ معاملات و کالت اور مضاربت اور
رسالت فی امایہ اور اذن تجارت ہے لیکن بانیمہ صدق خبر کا گمان غالب ہونا ضروری ہے تو اگر اس کے صادق گمان غالب ہو تو اُس پر عمل کرے اور اگر گمان غالب ہو
اس کے صدق کا یا شک ہو تو اُس پر عمل نہ کرے کہ انی الخطاوی عن الکافی و اسراج معاملات وہ مورہین جو فیما بین الناس جاری رہتے ہیں چنانچہ بیع اور شرا اور
وکالت وغیرہ و دیانات وہ امور ہیں جو فیما بین خدا اور بندہ کے ہوتے ہیں چنانچہ عبادات اور حلت و حرمت و قبیل قول لہم ترک و لو اشی و اشی
فی الامتیہ سوار خبر براء ابوہی غیر ماؤنسہ درملوک کا قول اگرچہ وہ عورت ہو اور مستیر کا قول مقبول ہے چھہ ہو بچانے میں خواہ غلام نے یہ خبر دی ہو کہ میرے
مالک نے یہ تحفہ دیا ہے اور شرف کو یا یون کہا ہو کہ اس شخص نے یہ تحفہ دیا ہے مالک کو والا ذن سوار کان بالتجارۃ و ابوہی الدار مثلا اور مقبول ہے غلام اور
صغیر کا قول اذن میں خود تجارت کا اذن ہو یا مثلا دخول دار کا اذن ہم اسراج میں ہے کہ اگر ایک شخص کے غلام باطل صغیر نے دوسرے کے گھر میں داخل
ہونے کا اذن دیا تو قیاس یہ ہے کہ گمان غالب پر عمل کرے لیکن عادت جاری یون ہے کہ اس سے لوگ باز نہیں رہتے لہذا یہ جائز ہے کہ انی الخطاوی و قید
فی اسراج بماذا غلب علی راہ صدقہ فلو خری غیر نحو مابلون و دشنام لا باس بمعینہ و لو نحو زبیب ہوی لظنی سید لان اظہار کہ نہ وہاں فیہ اور اذن تجارت

میں سراج میں اسکی قید لگائی ہو جبکہ اسکی رائے میں انکا صدق غالب ہو تب قول مقبول ہو تو اگر صغیر صوابوں اور اشخاص ایسی خبر کی خرید کارا دہ کرے
 تو اسکے ماتحت چنانچہ مضائقہ نہیں اور اگر سنے اور دلو ایسی خبر کے مول لینے کا قصد کرے تو اسکے ماتحت چنانچہ لائق نہیں اس واسطے کہ صغیر کا کذب ظاہر حال ہے
 اور اسکا پورا بیان سراج میں ہم مٹھائی وغیرہ کی طرف اشفاق شقاق رہتے ہیں تو ظاہر حال اس پر دلالت کرتا ہو کہ وہ اپنے مان یا پ کے پیسے
 مٹھائی کھانے کے واسطے جو رالایا ہو گا تو اسکا یہ قول کہ میرے مان یا پ نے سنا ہے یا قبول نہ کرنا چاہیے لیکن انھیں اس کے اطفال پر یہ اشتباہ
 نہیں ہو سکتا ہو و یقین قول الفاسق والکافر والعبد فی الحادثات لکثرة وقوعها اور فاسق اور کافر اور غلام کا قول مقبول ہو معاملات
 میں وقوع معاملات کی کثرت کے سبب سے ہم اصل یہ کہ معاملات میں ہر نمبر کا قول مقبول ہو تو اگر معاملات میں عدالت شرط ہو تو حرج عظیم واقع ہو
 اس واسطے کہ عدالت کی شرائط صحیح کیاب ہو گمان اسکو آدمی پاوے کہ اس سے معاملہ کرے یا اسکو نوکر رکھے اور لوگوں کے پاس معاملات کیو واسطے بھیجا کرے
 اور سامع کو کوئی دلیل نہیں سو خبر کے تو اگر نمبر کی خبر مقبول نہ ہو تو معاملات کا روزہ بند ہو جائیگا اور اس واسطے کہ معاملات کا کثیر الوقوع ہیں تو ان میں عدالت
 کا شرط ہونا باعث حرج ہو لہذا انہیں فقط نمبر کفایت کرتی ہو کہ ان فی الزبانی کہا اذ ان خبر نہ وکیل فظان فی بیع کذا فی خبر اشرا منہ ان غلب علی الرای
 صدقہ کما روئے بھی آخر خطر چنانچہ اگر فاسق یا کافر یا غلام نے خبر دی کہ وہ دلیل ہو غلام نے شخص کا فلاںی خبر کیجیے میں تو اس سے اسکا خرید کرنا جائز ہو اگر خرید
 کرنے والے کے گمان میں اسکی راستی غالب ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور کتاب الخطر کے خبر میں بھی اسکا ذکر آدینکا و شرط الحدیث فی الدیانات ہی التی
 بین اجدد والرب اور شرط ہر عدالت اور پر ہر نگاری دیانات میں دیانات وہ امور ہیں جو بندے اور مالک علی الاطلاق کے درمیان واقع ہیں ہم چونکہ
 دیانات معاملات کے مانند کثیر الوقوع نہیں تو ان میں عدالت کی شرط کرنی حرج نہیں و قول فاسق اور کافر اور صغیر کے قبول کرنے کی ان میں کچھ ضرورت و حجت
 نہیں کا خبر عن نجاستہ الما فیہ تم ولا یؤمنون ان اخیر ہما مسلم عدل خبر حرجا یقتدر منہ ولو عجد اداہمہ پیسے نجاست پانی کی خبر سے تم کرے
 اور اس پانی سے وضو نہ کرے اگر نجاست کی خبر دی ہو مسلمان پر پیر گارنے پر پیر گارہ ہو جو بازار رہتا ہو اس خبر سے جسکی حرجت کا اعتقاد رکھتا ہو اگرچہ وہ
 غلام ہو یا لوندری ہم عدالت سقط احتمال کذب ہو تو اس احتیاط کی حاجت نہیں کہ پانی اگر التیم کرے و تحری فی خبر الفاسق نجاستہ الما و خبر التیم عمل
 بغالب منہ اور اسکل دور اسے فاسق اور مستور حال کی خبر میں حرج عمل کرے اپنے من غالب پر یعنی اگر فاسق اور مستور یعنی جسکا فسق اور عدالت معلوم نہیں ہو
 کہیں کہ یہ پانی ناپاک ہو تو دمان اشکل کرے من غالب پر عمل کرے نہ اُنکے قول پر و لو اراق الما فیہ تم فیما اذ غلب علی اہ صدقہ و توضا و تیم فیما
 اذ غلب علی اہ کذبہ کان احوط اور اگر پانی کو گروا دے پھر تیم کرے اس صورت میں جبکہ اسکو من غالب ہو کہ فاسق یا نجاست کی خبر میں در وضو اور
 تیم کرے اس صورت میں جبکہ اسکو گمان غالب ہو اسکے کذب کا قویہ احوط ہو گا یعنی انہیں زیادہ تر احتیاط ہو دینی کچھ ہر تیم بعد وضو احوط اور جو ہر دین ہر گروا
 اسکا تیم کرنا وضو کے بعد احوط ہے انہیں شارہ ہو کہ تقدیم تیم کی وضو یا احتیاط ہو اور تاخیر تیم کی وضو سے احوط ہو کہ انی الطحاوی اما الکافر اذ غلب علیہ
 علی کذبہ فارقتہ جب قستانی و خلاصہ وغایتہ اور کا ذکر تو یہ حکم ہے کہ جب اسکے کذب بر صدق کا گمان غالب ہو تو پانی کا بہا دینا مستحب ہو کہ انی بہتانی کا
 و احتیاج ہم یعنی اگر کافر نے خبر دی کہ یہ پانی نجس ہو اور اسکے صدق کا گمان غالب ہو تو اگر اس پانی سے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز جائز ہو ہر ہیکہ کا فر تیم کرے
 اسکی خبر لازم نہیں لیکن پانی اگر تیم سے نماز پڑھنا مستحب ہو قلت لکن تیم قبل ارقہ لم یجرب تیم بخلاف خبر الفاسق لصلیہ لڑنا فی الجملہ بخلاف الکافر میں بہتان
 در صورتیکہ کافر کی نجاست کے صدق پر گمان غالب ہو لیکن اگر تیم کرے پانی گرا دینے سے پہلے تو اسکا تیم جائز نہ ہو گا بخلاف خبر فاسق کے کہ دمان تیم مذکور
 جائز ہو گا اس واسطے کہ فاسق کی خبر فی الجملہ لازم کی صلاحیت رکھتی ہو اور کافر کی خبر لازم ہونے کے لائق نہیں م فاسق کی خبر کی جملہ لازم ہونے کی یہ
 دلیل ہو کہ اگر فاسق کی گواہی قبول کرے حکم دے تو اسکا حکم نافذ ہو گا اگرچہ اسکی گواہی قبول کرنا حرام ہو اور اگر کافر کی گواہی پر حکم دیگا یعنی مسلم کی

خصوصت میں تو حکم اسکا نافذ نہ ہو گا دل و خبر عدل بطارہ و عدل نجاست حکم بطارہ بخلاف الذبیحہ اور اگر مسلم مستحق نے پانی کی طہارت کی خبر دی اور وہ مسک
 مستحق نے اسکو نجاست کی خبر دی تو پانی کی طہارت کا حکم دیا جائے گا برخلاف ذبیحہ کے کہ دیاں در صورت ناقص حرمت کا حکم ہو گا پانی کی طہارت
 کا اسواسطے حکم ہو گا کہ دونوں خبریں بسبب ناقص کے ساقط الاعتبار ہو گئیں تو اصل پر یعنی طہارت پر حکم ہو اور معتبر الغلبہ فی اذان طہارہ کو معتبر نہ دیکھو
 و قیۃ فان الاغلب طاہر بخبر و بالعکس اسوالا لاغلبش اور غلبہ معتبر ہر فردت پاک اور ناپاک میں جو باہم مل گئے اور مذہب جو جانور اور مردار میں جو باہم
 مخلوط ہو گئے تو اگر پاک برتن یا مذہب جو جانور اکثر ہوں تو طہارت اور شراب اور اکل کے واسطے غور کرے اور اکل دروازے اور اگر ناپاک برتن یا مذہب دار
 یا نور زیادہ ہوں یا دونوں پاک اور ناپاک برابر ہوں تو ظن غالب کا کچھ اعتبار نہیں مگر دفع عیش کے واسطے البتہ فردت میں گمان غالب معتبر ہو گا و
 فی اثبات خبری مطلقا اور کثیر نہیں ہر طرح کا گمان غالب معتبر صحیح خود اکثر کثیر سے طاہر ہوں یا نجس اسواسطے کہ سر عورت میں کچھ سے کچھ بدلہ نہیں اور پانی
 کا بدلہ لاشیٰ ہونیم کے واسطے وھی ابی ولیمۃ و شملہ لعب او غنا و قعدہ و اکل لوانسکر فی المنزل و لعلی المائدۃ لایسفی ان یقعد بل یخرج سرضا القول
 تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظلمین کوئی شخص شادی کی دعوت میں بلایا گیا اور دیاں او دعب یا راگ ہر تو ٹھیکے یا کھائے بشرطیکہ اہل خلاف
 بشرع مکان میں ہو اور دستار خوان پر نہ ہو اور اگر غیر شرع و دستار خوان پر ہو تو اب بیٹھنا لائق نہیں وجوباً بلکہ مکمل جائے ناخوش ہو کر اسواسطے کہ
 قرآن مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مت بیٹھ نہی کے یا رہو نہ کے بعد ظالم قوم کے ساتھ تم دلیہ شادی کے کھانے کا نام ہو جو زوجین کی ملاقات کے بعد
 ہو اور بیٹھو نہ کے کما دونوں طعام کا نام دلیہ ہو طعام دلیہ سنت پر حدیث میں آیا ہے کہ دلیہ کراگرچہ ایک ہی بکری کا ہو مگر تاشی نے کہا اجابت یعنی
 اختلاف برسنے کے نزدیک اجابت واجب ہو اور اکثر کا قول یہ ہے کہ سنت ہو اور افضل یہ ہے کہ اگر دلیہ ہو تو دعوت قبول کرے اور نہیں تو وہ مختار ہو لیکن
 اجابت افضل ہے اسواسطے کہ ہمیں دل ہوس کا خوش کرنا ہے مگر فاسق مسلمان کی دعوت قبول نہ کرے نامعلوم ہو کہ تو اسکے فسق سے رضی نہیں اور ہی طرح
 اسکی دعوت قبول نہ کرے جسکا اکثر مال حرام ہو ان اگر وہ مکے کے اصل مال حلال ہے میراث سے یا قرض لینے سے تو دعوت قبول کرے اور کھائے اور اگر کھانا غالب
 مال حلال ہے تو اسکا تحفہ قبول کرنا درست ہے جبکہ دعوت قبول کی اور اسکے مکان پر گیا تو جو اسکے ذمہ پر تھا ساقط ہو گیا اختیار کھانے یا نہ کھانے کے بعد
 صحیح نہیں اور کما نا افضل ہے اگر درود دار نہ ہو اور اگر صاحب عت کا قصد مذموم ہو یعنی اپنی شیخی در نام آوری و ترک گزاری جائے خصوصاً اہل علم کو اپنی دعوت
 قبول کرنا چاہیے اسواسطیکہ اجابت میں آپ کو ذلیل کرنا ہے اور ذمی کی دعوت قبول کرنا جائز ہے کہ انی لخطا و خی خیر فان قدر علی منع فعل ہر اگر دعوت میں
 کیا اور دیاں پانچ رنگ ہو تو اگر شخص منع کرے نہ یہ قرار ہے تو منع کو صحیح یعنی منع کرنا قرار ہے جب ہر اگر نہ کرے گا تو گنہگار ہو گا اسواسطیکہ حدیث صحیح میں روایت ہے
 کہ جو شخص ان شریع دیکھے تو اسکو بے اختیار سے سوادے سو اگر قادر نہ ہو تو بایں اسکا برائی ظاہر کر دے اور یہ بھی اگر نہ ہو سکے تو دل سے اسکو برا جانے اور بیعت لانا
 ہو و الا یتدبر ان لم یک من یتقیدی یا ہر اگر منع کرنے پر قادر نہ ہو مگر کہ اگر ان دونوں میں ہر ایک کے قول و فعل نے لوگ اقتدا اور پیروی کرتے ہوں یعنی اگر
 مقتدا اسے ملے تو مگر کہ دل سے ناخوش ہو کر ان کا اقتداء ہی حکم بقدر علی منع فرج و طہارتہ لان فیہ من الذین سوادے مقتدا ہو اور منع کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ ان
 مٹ جائے اور نہ ہیے اسواسطیکہ اسکے شرع سے عیب گناہی دین بنام اور ہمیں سب سے کا دروزہ کو اسکا عیب نہیں ہے نہ وہ اس بزرگ کی پیروی کرنے کے دیکھ کر انی عن الامام کا
 فعل ان یتقیدی یا ہر جو قول نام سے قول کر کہ میں کیا رہو کی دعوت میں مبتلا ہوا تھا سو میں نے سب کیا تو یہ اسکے مقتدا ہونے سے پہلے ہوا تھا کہ انی الاضاح و ان علم
 اولیٰ البیاب لا یخیر صلا اسوا کا ان میں مقتدا ہی یہ دلائل حق اللہ خود تامل فرمادے یا قیاس میں کمال و اگر کو سب کو پہلے معلوم کرے تو مہلک دیاں نجاست خواہ مقتدا ہو یا
 غیر مقتدا اسواسطیکہ حق دعوت کا لازم ہر تاجر حاضر ہونیکے بعد فعل اسکے گذار و دین کا نام نجاست کی ہر درجہ ہے ہر کہ اجابت دعوت ہر وقت ہے جبکہ دیاں اور غیر شرع
 گذارنی ازلی فی سراج و دولت المسلمۃ ان الاملاہی کلہا حرام اور سراج میں ہر اور سب دعوت نے دلالت کی کہ سب کھیل اور پانچ رنگ حرام ہیں مہلک مہلک ہیے عین مستحلی

ہیں وجہ یہ کہ مرد کی ملاجست اپنی عورت کے ساتھ اور ماویہ اپنے گھر کے کی اور قرائداری ویدخل علیہم بلا اذہم لانکار المنکر اور اباب لایہی کے گھر میں
 لکس باسے بدون ان کے اور خلاف شرع کے ٹٹانے کیڑا سے لایہی یعنی ہرگز کسی کے گھر میں بلا اذن جاننا درست نہیں لیکن جب ان لوگوں نے خلاف شرع کے
 ارتکاب سے اپنی حرم سے ساقط کر دی تو ان کی تہک حرمت جائز ہو گئی کذا فی المنح قال ابن مسعود صوت اللہ وفتنار نیست البتاق فی قلب کما یتلما البتاق
 عبد اسد بن مسعود نے کہا کہ لہو اور راک کی آواز دل میں اتفاق کو لگانا ہی جیسے پانی گھاس کو لگانا ہے ہر نفاق سے نفاق علمی مراد ہے نہ نفاق اعتقادی جو کفر ہے
 قلت و فی البرازیہ اشباع صوت الملا ہی کفرب مقب و نحوہ حرم لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اشباع الملا ہی عصیۃ و بکسوس علیہا فسق و لہذا ذہبا کفرای البتاقہ فمقت
 الجواح الی غیر مطلق الاصل کفر البتاقہ لاشکرا فالوجہ کل الوجہ ان تجنب لیسع لمدادی انہ علیہ الصلوۃ والسلام اذخل صوبہ فی اذہ عند سماعہ اشعار العرب و
 فیما ذکر لیسق کفرہ ہی نہیں لکنا ہوں اور برازیہ میں ہے کہ باجون کی آواز سننا جیسے بانسری بجانے کی آواز اور اراوند اسکے حرام ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
 سلم کے اس قول سے کہ اشباع ملا ہی گناہ ہے اور اس پر شیخنا فسق ہے یعنی طاعت ربانی سے باہر نکل جانا ہے اور اس سے لذت لینا کفر ہے یعنی کفران نعمت ہے
 تو عصا کو صرت کرا اس پر نیزہ کی طرف جسکے واسطے وہ بنائے نہیں گئے نعمت کا انفران ہے نہ شکر اس نعمت کا تو دہ جب کہاں وجہ یہ ہے کہ گناہ گیر ہو جائے
 تا آواز کو نہ سنے اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے گشت مبارک کو اپنے کان مقدس میں داخل کر لیا تھا اسکی سماعت
 کے وقت اور عرب کے اشعار اگر کوئی فسق کا ذکر ہو تو وہ مکر وہ ہیں انتہی مافی البرازیہ او تلیظ الذنب کما فی الایثار اور اللہ تعالیٰ کما فی الایثار یا تلذذ
 سماع کو کفر فرمایا اس گناہ کی بڑائی جتانے کو کما فی الاغنیاء شریح المختار یا کفر فرمایا اسکو حلال سمجھنے کے سبب سے کما فی الایثار یا تلذذہ و من ذلک ضرب ابوہ للنفق
 فلیہ البتاقہ ولا یاس بہ کما اذ ضرب فی ثلثۃ اوقات لذلک کرکثت نفحاتہ و لیسع لمدادی البتاقہ لاشکرا و فی المغنہ المفرغ و بعد البتاقہ الی نفیۃ الموت و
 بعد نصف اللیل الی نفیۃ البعث و ما رہما فیما علقہ علی الملتقی اور منجملہ ملا ہی نوبت کا بجا ناہی تفاخر و نام آوری کے واسطے تو اگر نوبت نوازی تہذیب کے
 واسطے ہو تو اسکا عقابا لہ نہ بن جنانہ جبکہ تین وقت نوبت بچے صورت کی تین بار عمو کے جانے کی یاد دینے کے واسطے ایسے کہ نوبت کی آواز اور صورت کی آواز
 میں فی حکم مناسبت ہے عذر کے بعد کی نوبت اشارہ ہے نفیۃ و نیست و بعد و شاک ہے ہمارہ ہر نفیۃ موت کا اور ادھی رات کے بعد اشارہ ہے ہر نفیۃ بخت کا یعنی قبر کے
 اٹھنے کا اور اور اسکا بیان اس شرح میں ہے جو ہم نے ملتقی الی الجبر علی کی ہر شرح ملتقی میں شراج نے کہا جس سے مروی ہے کہ شادی نکاح میں دن بجا ناہی
 ہے شہرت نکاح کی واسطے اور مزاج میں ہر دن اسوقت درست ہے جبکہ سہیں جلال یعنی حجاب میں نہوں اور کما بجا ناہی بہت تطرب نہ تو تہذیب ہلا گانے والا
 ایسے ہے کذا فی نفیۃ مانی اور فصل در تواجید کو سامری کے لوگوں نے اول بجا کیا جبکہ سامری نے گوسالہ بنایا تو گوسالہ پرست اسکے سامنے ناچے اور عبد کرنے لگے
 قویہ کفار گوسالہ پرستوں کا دین ہے اور طریقہ محمد میں ہے کہ حرمت رقص پر نص قرانی موجود ہے قال تعالیٰ ولا تلش فی الاثس زکاً یعنی ست چل زمین میں ترقی او
 تجتر کی راہ سے اور رقص میں نہایت بخت اور بجاوٹ اور تراؤ ہوتا ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ رقص گناہ کبیرہ ہے اور ہر رقص سے اور بعض فقہ ہوں نے کہا کہ غلبہ جبر
 رقص منع نہیں جیسے صوفیہ کے ہوتا ہے مجلس فراد و سماع میں تا تا خانہ میں وہ مضمون ہے جو جو رقص پر دلالت کرتا ہے اس غلبہ بحال کیواسطے جسکی حرکات
 ترش کے مانند ہیں وہ اس صورت میں ہے جبکہ وجہ صادق ہو اور قیام میں نہ شخص غلبہ ہو اور ایک چیز کا ہے حلال ہوتی ہے اور کبھی حرام ہوتی ہے جو خلا
 مقام کے سبب سے کما ذکرہ ابو سعور و شرح ملتقی میں ہے کہ جو ہمارے زمانہ کے متصوف سماع کے وقت اور بلند کے نور مارے ہیں ہر حرام و حلال میں بیجا ناہی زمین اور آسمان
 سابقین ایسا نہیں کرتے تھے اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا شعر سننا اباحت غنا پر دلالت نہیں کرتا ہے وہ اشعار حکمت اور عظیم ترش تھے اور حدیث
 توا جائز ہی صحیح نہیں سرحدی تھی نے فرمایا دہد کرنے والے کی شرط یہ ہے کہ اس حد کو اسکا وجد پہنچ جائے کہ اگر اسکے چہرہ پر لہو پرستہ تو اسکو کچھ خبر نہ ہو ورنہ اسکی
 انتہی انی شرح الملتقی کذا فی الخطا دی اور عزت آلات سرود کی اور اختلاف غنا سے مجرک کتاب اشہاد و میں مفصل مذکور ہو چکا فلینظر فہمہ

فصل فی لباس فصل در لباس کے مسائل میں قرض لباس دو چیز جو خور کو چھوے اور گرمی یا سردی کو دفع کرے بشرطہ کہ نہ بڑھائی
یا کٹان یا صوف کی ہو سنت کے موافق یعنی اسکا درن سنت ساتی یک ہو اور ستین چھلکوں ایک اور ستین کا عرض بقدر ایک بالشت کے برابر
سنت میں مصرع ہو متوسط لباس چاہیے نفیس نہ بیس اسواسطے کہ خیرا ناخوار اور سنا اور سوہنے کہ نہی ضروری لباس شہری سے یعنی جو نہایت
نفیس جدا و نہایت خیس اور سبب و لباس ہر جو آرائش اور نعمت آئی کے انداز کے دھٹے ہو اور بلباس میں ہر زیور کے واسطے عید اور حیران
مجامع خلق میں نہ جمیع اوقات میں اور کدوہ لباس نہ ہو جو خیرا و کبر کو دے ہو اور سپید لباس سبب ہو کدانی ٹھنڈی اور انحصار محرم لبس اگر ہو لو کہ
ہینہ وین بہ علی المذہب الصحیح جن الامام النجاشی ازہدس اکلہ نالی فی القنیۃ دی حستہ حستہ فی موضع خم بہ لبوسہ اور حرام ہو ہینتا حیرانی شہی
کبرے کا اگرچہ کوئی اور کبرہ حاصل ہو در میان شہی کے اور بدیک بہ موجب مذہب صحیح کے اور امام غفرلہ سے روایت ضعیفہ یہ کہ شہی تو بہ وقت حرام اور
جبکہ وہ کمال سے لگا ہو قینہ میں کما اور بہ خستہ غلبہ ہر دو ان جہان شہی کا عموم بلوی صحیح جب معلوم ہو کہ مذہب صحیح یہ شہی کی حرمت علی الاطلاق
ہو خواہ بدن سے متصل ہو یا غیر متصل تو روایت ضعیفہ قابل اعتدائے نہیں ٹھنڈی سے نکل لائے طوائی سے نکل کیا صحیح یہ کہ کل حرام ہو اور قوی ضعیف
مذکور کو بعض شراح کی طرف نسبت کیا ہے امام کی طرف حرید و کبرہ ہر جسکا نانا یا نادونون شہم ہو چنانچہ جب بدن اور ذرا پائی اور تافنہ اور طلس اور کباب
ابوداؤد و نسائی بن علی مرتضی سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیشے و تخرین شہی کبر لیا اور باین ہاتھ میں ہونا اور ذرا پاک یہ
دونوں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور زندی اور نسائی کی دوسری روایت ہو کہ لباس حرید و دوشے کا میری امت کے مردوں پر حرام ہو اور ان کی عورتوں
پر طلال حرید و حین اور نسائی بن عمر فاروق سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں حرید وہی ہینتا ہو جسکا آخرت میں کچھ حصہ نہیں
ہو کدانی تیسرا و فی الحرب فائز محرم ایضا فندہ و قال لکل فی الحرب اگرچہ شہی جنگ میں پہنے سو وہ بھی حرام ہو امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ لائی
شہی لباس طلال حرم صاحبین کے نزدیک جنگ میں گارحہا کبر شہی درست ہو جو سلاح کی مشرت سے بچاؤ نہ باریک شہی کدانی لعلگیریہ علی الرجل
لا المرأة الا قدر اربع اصابع کا علامہ التوبہ محمودہ قبل مشورہ و قبل بن بن شہی حرام ہو مرد پر نہ عورت پر مگر مرد پر بقدر چار انگل کے حرام نہیں جیسے شہی
بوتیان کبرے کی حرام نہیں چار انگلیاں علی ہونین مراد ہیں اور بعضوں نے کہا کہ کھلی ہونین اور بعضوں نے کہا کہ ملین نہ کھلیں مراد ہیں نجم الامہ بخاری نے
کہا کہ خست حرید یہ معتبر چار انگلیاں ہیں نہ نہایت ملین نہ نہایت کھلیں کدانی لعلگیریہ عن القنیۃ و ظاہر المذہب عدم جمع اشرف و لو فی عامہ کا بساطی المذہب
اور شہی ہونین میں ظاہر مذہب عدم جمع متفرق ہو اگرچہ متفرقات ہونین عمامہ میں ہوں چنانچہ قینہ میں شہرہ میان حرم اسکی توضیح قینہ میں ہون مذکور ہو
کہ عمامہ کی متفرقات ہونین کے جمع کرنے میں اختلاف ہو چنانچہ الامام بخاری نے کہا کہ جمع کرنا متفرقات کا یہی ظاہر مذہب ہو مگر جبکہ ایک خط شہم کا ہو اور ایک
خط کسی اور چیز کا اسطرچہ کہ سب شہم ہی نظر آتا ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر شہم غیر شہم جدا جدا ظاہر ہو جیسے عمامہ کا طرہ تو ظاہر مذہب عدم جمع ہو کدانی
فی لعلگیریہ یعنی اگر کبرے یا کچھ شہم کی ہونین متفرق کثرت سے ہوں اگر ان سب کو جمع کیجے تو چار انگل سے زیادہ ہو جائیں تو ظاہر مذہب میں یہ
جمع کرنا مستحب نہیں وہ کبرہ طلال ہو و شہم عمامہ طراز ما قدر اربع اصابع میں یا بیسم من اصابع عمرضی مدعنہ و ذلک فی شہرہ یا جعفر فیہ اوقینہ میں ہر کہ ایک
عمامہ ہو جسکا نقش نگار شہم کا ہو چار انگل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کے اور فاروق کی چار انگلیاں ہمارے بالشت کے ساتھ قیاس
کی گئی ہیں تو ہند نقش و نگار میں خست ہر عمامہ لعلگیری میں قینہ سے طرہ عمامہ یعنی کنار اور نچل پگڑی کا مذکور ہو نہ طراز ظہیر الدین تہرناشی نے
کہا کہ معتبر چار انگلیاں ہیں انہی ہیئت اور کل پر سلف کی انگلیاں معتبر نہیں ہیں کدانی لعلگیریہ عن القنیۃ طحاوی نے کہا اصابع مشورہ
خیر معتبر ہیں تو بہتر یہ تھا کہ شراح اس عبارت کو ذکر نہ کرتا و کذا لعلگیریہ سون مذہب کل اذا کان منہ مقدار اربع اصابع والا لکل للرجل بلعمری

اور اسی طرح جو سونے سے بنا ہو حلال ہے جبکہ اس قدر بڑی چار انگلی اور چار انگلی سے زیادہ ہو تو درگ حلال نہیں گذارنی الزامی و فی مختصی العلم فی اہمات فی متبعین
اکثر کتب و فیلاد و مختصی میں ہر کہ نقش نگار اور بولی عمامہ میں دو جگہ ہر یا زیادہ تو توحج کرنا چاہیے یعنی چار انگلی سے زیادہ ہو تو درست نہیں اور بعضوں نے کہا کہ
متفرق کا جمع کرنا ضرور نہیں جم غفریب مذکور ہو چکا کہ ظاہر مذہب جم جم متفرق ہو تو اس عبارت کا ذکر ضرورتاً و فی حق ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عمامہ علیہا
علم من نصب منہ قدر کثرت و صایع لباس من مذہب بکرہ و فیلاد لایکرہ و مختصی میں امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ عمامہ پر نقش نگار ہر چاندی سے بقدربتین
کے تو بکرہ مضائقہ نہیں اور سونے کا نقش نگار کرہ ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے کہ مکروہ نہیں و فیہ مکروہ کچھ بکفوفہ بحریر طلت ہذا رتبت کرنا ہذا
ابن زبائنا سے ہے البتہ و مختصی میں ہر کہ مکروہ ہے جبکہ کفوفہ بحریر یعنی جس پر ان کے اہزان میں ریشمی کپڑا یا سوٹن کتا ہوں اس رویت سے ثابت ہے کہ
اگر رتبت اس کی جو ہمارے اہل زمانہ کی عادت ہے بصری پیرانہوں کے پہننے کی ہم غلطی نے کیا ہے رویت ثانیہ ہے کہ عمامہ پر نقش نگار ہر چاندی سے بقدربتین
منقول ہے کہ کفوفہ بحریر عمامہ علماء و فقہائے نزدیک درست ہے نہ ہی اور یہاں میں ہر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ کفوفہ بحریر پہنتے تھے یعنی ریشمی ہر کہ
یہ حدیث صحیحہ بن نہیں پہنچ سچ ہے کہ ہمارے اہل بصرہ و قریہ نے یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے سوٹن کرنا یا کیربان یا تھامنا اور اس کے دونوں چاک دیکھ
سے تھے سو کہما کہ یہ عائشہ صدیقہ کے پاس تھا جب وہ مگرین تو میں نے اسکو لیا سو حضرت اسکو پہنتے تھے سو ہم اسکو دھو لیں ہر چاروں کے واسطے سوٹا کرتے
سے تھا حاصل ہوتی ہے اور ابوداؤد کی رویت میں یوں ہے کہ اس جبکہ جیب در دونوں آتین در دونوں چاک دیکھتے تھے اور بخاری کی ادب غفر دین یوں ہے کہ
ہر کہ اس جیسے کیربان دیکھا تھا بالشت بحریر و دونوں چاک دیکھتے تھے حضرت اسکو حناؤن کے آنے کے وقت و حجرہ کے دن پہنتے تھے اتنی مافی یعنی مختصراً
فیہ المخص العلم فی عرض الثوب قلت و مفادہ ان التلیل فی طولہ کرہ اتنی قال المصنف و بحریر و مصدر الشریعہ لکن اطلاق الہدایہ و غیرہا بخلافہ اور مختصی
ہر کہ کیر کے عرض میں حکم مختص ہے میں کہتا ہوں اور اس سے مستفاد ہو کہ علم قلیل کیر کے طول میں مکروہ ہے اتنی مافی مختصی مصنف نے اسی شرح میں کہا اور اسی
قول یعنی طول کے عدم جو از پختن کیا ہے و بحریر و صاحب در غرض میں و مصدر الشریعہ نے لیکن ہر کہ اطلاق یعنی عدم قید طول و عرض مختصی کے مخالف ہے و
فی السراج عن سیر المیر العلم حلال مطلقاً صغیر کان و کیر قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ و بحریر و مخالفت لما مر من التعلیل باریع صلیع و فیہ حجتہ علیہ لکن اتنی بے فی زمانہ
اتنی قلت قال شینا و ظن ان الاریۃ و الباقی علی الروح فانہ طلال و کیر لانیس بلین و یجھل التوفیق اور سراج میں ہر کہ کیر کے علم ہر طرح کا حلال ہے و بحریر
صغیر جو یا کیر مصنف نے کہا اور یہ قول مخالفہ ہے اس قول کے جس میں چار انگلی کی قید مذکور ہو چکی اور علم کے صغیر و کیر کی حلت میں خصوصت عظیم ہے اس شخص
کے لیے جو علم کیر کے اہتمام کے ساتھ مبتلا ہے ہمارے زمانہ میں اتنی مافی شرح المصنف میں کہتا ہوں ہمارے استاد نے کہا اور میرا گمان غالب ہے ہر کہ حجتہ
اور نشان و بحریر ریشمی کیرائیز سے پرانا ہوتا ہے سو وہ حلال ہے اگرچہ زیادہ ہو سو ہر کہ وہ لباس آدمی کا نہیں اور اس تقریر سے دونوں قولوں کا اختلاف نہ ہو گیا
یعنی اربع صلیع کی قید لباس میں ہر کہ کیر کے اطلاق غیر بلوس مجھوں ہم روایت کی شریعہ عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ کہ مضائقہ نہیں علم کا ہر سے کیر و یوں میں
جبکہ علم چار انگلی ہو یا اس سے کم اور اس میں کچھ خلاف مذکور نہیں کیا اور اس لائمہ غرضی نے سیر میں کہا کہ علم کا کچھ مضائقہ نہیں سو اس کے وہ مانع ہے اور اسکی مقدار
بیان نہیں کی چنانچہ فتاویٰ حاضی خان میں ہر تو مانع کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ علم ثوب مراد ہے نہ علم رتبت سو اس کے اگر بالکل حجتہ بحریر کا ہو تو بحریر سے
در وازہ کا پردہ حریر سے درست ہے تو ظاہر ہے اختلاف علم ثوب میں علم رتبت میں گذارنی غلطی یعنی توسیع کے اسناد کے قول سے توفیق میں بقولین حاصل نہ ہوئی
و لباس یکلمۃ الیہ صلیع ہر کہ اسد و حجتہ ابرہیم شرح و ہبانیہ لطلال مردون کے واسطے کچھ مضائقہ نہیں و ہبانیہ کے چھپر کثرت اور سہری میں زیادہ کیر اور
جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم کا ہو کہ اتنی شرح الوہابیۃ لکھنؤ لکھنؤ شجرانہ و انشا مونہ لانیس بلین کلمہ کبرکات و تشدد بدلا شجرانہ اور مانوس ہے سو اسے
وہ جائز ہے کہ وہ لباس نہیں بدن سے علاحدہ رہتا ہے ہم قاموس میں ہر کہ کلمہ باریک پردہ اور باریک گھٹا ٹوب ہر مجھڑوں سے بچنے کے واسطے یعنی چھپر کثرت

اور سری اور شجاعت سرب پشته خانہ و قلمہ تاج الوہابیہ فقال فی کلمۃ الیاباج فالنوم جائزہ و فی القنیۃ المستفی ذمسطرہ و دریا ج وہبانیہ نے کہا کہ
کیا ہو سو یوں کہتا ہوں اور رشی چکرکٹ میں سورہنا جائز ہے اور قنیۃ اور مستفی میں یہ جواز قوم پر و مکرہ النکتہ منہ ایمن الیباج و ہواصح قول اللایۃ
برآ اور کردہ ہر رشی ازار بند ہی قول صحیح ہے اور اس کے جوار کا قول صحیح ہر رشی ازار بند اگرچہ چار انگل ہو درست نہیں اس واسطے کہ وہ مستقل اور
جد اگانہ چیز ہے برخلاف نجات وغیرہ کے کہ وہ تابع ہیں نہ مستقل کذا فی الخطادی و کذا مکرہ العلقوۃ وان کانت تحت العمامة اور اسی طرح
کردہ خربی ہر رشی تو بی اگرچہ وہ عمامہ کے نیچے چھپی ہو مرد کو رشی باجاندی سونے کی ٹوپی یا جس ٹوپی پر رشیم بہت سیا ہوا کوئی چیز جاندی سونے کی یا
انگل سے زیادہ ٹوپی پس ہوئی ہو کر وہ خربی ہے کذا فی البالمیریۃ نو معلوم ہوا کہ گونا گونا گویا دینت طلائی یا نفرتی اگر چار انگل یا کم ہو ٹوپی پر نورست ہر
والیکس الذی یعلق قنیۃ اور اسی طرح رشیم کی وہ تحلی کردہ ہر جو بدن پر لگائی جائے کذا فی القنیۃ اسواسطے کہ تعلیق بنمایہ بلبوس ہر دو خلعت
فی عصماۃ بحر احقرہ ہی ای بحر کذا فی الجنبی اور اخلاص زخم کی رشی ٹی میں کذا فی المجتبى خطادی نے کہا کہ صحیح قول بھی ہے کہ رشی ہی کر دہا
ازار بند کے مانند وہیہ ان لان یرین میتہ بالیباج و یجل باوانی وہب و قنیۃ بلا نقادہ فرادہ مجتبے میں ہے کہ مسلمان کو اپنا کمر آراستہ کرنا رشی کپڑے
سے او بخل کرنا سونے اور چاندی کے برتنوں سے درست ہے بشرط عدم تفاخر و تکبر یعنی مکان بن طلّس وغیرہ کا بخت پروردہ لگانا درست ہے بشرط عدم تفاخر و تکبر
بحسن للفقہاء لکن عمامة طویلۃ ولیس ثياب دہشتہ اور قنیۃ میں ہے کہ فقیہوں کے دستے عمامہ طویلہ بانڈھنا اور کشادہ لباس پہننا اچھا ہے و فقہا لا یأثم
بنشد خمار اسود علی غینیۃ من ابرشیم قدر خلعت دمنہ المرءہ اور قنیۃ میں ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں رشی سیاہ کپڑا باندھنا اپنی دونوں آنکھوں پر غدر کے سبب
سے میں کہتا ہوں اور نجمہ غدر مذکور جوش کرنا ہر نمکر کا و فی شرح الوہابیۃ عن المستفی لاباس بعروۃ الغنیۃ و زرہ من بحر بلانشیح اور شرح وہابیۃ
میں ہر منتفی سے کچھ مضائقہ نہیں پیراہن میں رشی نمکر اور گندھی لگانا اسواسطے کہ وہ تابع ہے پیراہن کا یعنی خود لباس مستقل نہیں دسے
التعارخانیۃ عن السیر الکبیر لاباس بازمن الیباج والذہب اور تا نارخانہ میں سیر کبیر سے منقول ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں رشی اور سونے کی
گندھ دیون میں دھما من مختصر الطحاوی ولا یکرم علم الثوب من القنیۃ ویکرم الذہب قالوا واذن الشکل فقد خص الشرح فی کیفیات دلکات قد یرون
من الذہب اتقی اور تا نارخانہ میں مختصر طحاوی سے منقول ہے کہ کردہ نہیں نقش نگار کپڑے کا چاندی سے اور کردہ ہر سونے سے علانے کہا اور یہ
یعنی عدم جواز علم زین شکل ہے اسواسطے کہ شرع نے کفایت یعنی حاشیہ کی خصیت دی ہے اور کفایت کبھی سونے کا ہوتا ہے اتقی وافی التارخانہ میں
قنیۃ میں ہر علم یعنی نقش نگار سونے سے ذہب مشوج کے مانند چار انگل مر دیکھ اسواسطے جائز ہے اور اسی طرح ٹوپی میں ظاہر نہ رہا میں جائز چار انگل اور امام جمعی کے
مزویک جائز نہیں جیسے حریر کی جائز نہیں انتہی مطحادی نے کہا کفایت سے ظاہر اس عبارت میں معنی خیاطت مراد ہے اور حالانکہ قاموس میں کفایت
بالفتح بمعنی مثل اور زرق بقدر کفایت مذکور ہے اور معنی خیاطت کن ہے نہ کفایت اور شرح علیہ الصلوۃ والسلام ہے جب کفوہ تحریر کا پہننا ثابت ہے
آئین چاندی سونا مذکور نہیں تو اسکی تحریر کرنا جاہلے مانع سے بلکہ غلبہ تشویشات سے رحمت نہیں انتہی مختصر امام وباصد لتوفیق قاموس میں مذکور ہے کہ کشف فی
وہ ہر جورہن کے گرد ہوا چولینا ہو چنانچہ حاشیہ ثوب کا اور کفایت بالکسر کنارہ ہے اسکا اور جو اسکے گرد ہوتی تو صاف معلوم ہو گیا کہ کفایت سے حاشیہ
اور دامن کا کنارہ مراد ہے اور جب قنیۃ سے ظاہر ہو اکبر انگل کا یا شبہ زین نظام ہر ذہب میں جائز تو نہ خصبت بھی ثابت ہو گئی وہ علم وسیل تو سدہ و فقر اش
وامام علیہ وقال صاحبین عن الشافعی مالاک حرام و ہواصح لکان فی المویب قلت تلحق بذلک ظلال المشور اور رشی کپڑے کا کیا بتایا اور کافر نکاح کیا اور اسیر
سو رہا محال ہے اور صاحبین اور امام شافعی اور مالک نے کہا حرام ہے اور یہی قول درست کا صحیح ہے لکان فی المویب میں کہتا ہوں تو اس تصحیح کو یاد رکھنا چاہیے
لیکن یہ تصحیح ضرب مشور کے خلاف ہے شریک لایہ میں ہے کہ یہ تصحیح متون معتبرہ مشورہ اور خروج کے مخالف ہے اور بعضوں نے کہا کہ ابو جعفر امام سامعین ملک

قول میں کہ ان فی الخطا وی داما جلد دمارا اوزار افانہ مکرہ بالاجماع سراج اور کپڑے کے اوپر لٹبی پینا یا لٹبی یا جامہ پینا سو وہ تو بالافتاق سب کے نزدیک مکروہ ہے کہ ان فی السراج م شکار وہ کپڑے جو بدن سے لگا ہو اور زنا روہ جو بدن سے متصل ہو داما کپڑوں علی الغصۃ عرم بالاجماع شرح مجمع او چاندی کی خیر بر تو بیٹھا بالاجماع ورم ہے کہ ان فی شرح الجمع وکل البیس ماسدہ البرسم وکلمۃ غیرہ لکشان وطن وخرلان التوب زما البصر تو بالانسیج ولسج بالجمیۃ فکانت ہی المختبرہ دون السدای اور حلال ہے شروع جسکا تانا ریشم ہو اور جسکا تانا ریشم کے سوا اور چیز کا ہو چنانچہ کتان یا لٹبی کی چھال کا یا رولی کا یا خمری جی دریا کی جانور کے روئین کا اسو اسٹے کہ کپڑا تو کپڑا انہیں ہوتا مگر بناوٹ سی اور بناوٹ ہوتی ہے بانی سے تو کپڑے کی حقیقت میں بانی ہی غیر ظہرانہ مانا نا قلت و فی الشریعۃ البیہ عن الواہب مکرہ ماسدہ ظاہر کا اعتبار فی ذیل لا بکرہ و نحوہ فی الاختیار قلت ولا یغنی ان المرحۃ اعتبار الجمیۃ کما یعلم من الخیرۃ بل فی البیہ ان اکثر المشایخ افتوا بخلافہ میں کہتا ہوں اور شریعۃ البیہ میں مواہب سے ہے کہ مکروہ ہے وہ کپڑا جسکا تانا ظاہر اور خودار ہو چنانچہ عسائی کپڑے میں بانی سے زیادہ تانا ریشم کا ظاہر رہتا ہو اور بعضوں نے کہا کہ وہ مکروہ نہیں اور اسی کے مانند اختیار میں ہے میں کہتا ہوں بانی کے اعتبار کرنے کا قول مرج ہے چنانچہ غریبہ سے معلوم ہوتا ہے بلکہ معتبی میں صاف مذکور ہے کہ اکثر مشایخ نے برخلاف اسکے فتویٰ دیا ہے یعنی برخلاف کہت کے عدم کہت پر فتویٰ دیا ہے ہم ملتقی اور سکی شرح میں ہے کہ جسکا تانا ریشم ہو اور بناوٹ سی وغیرہ کا ہے تو وہ حلال ہے خود بانا کم ہو یا زیادہ یا برابر ریشم کے اور بعضوں نے کہا جیسا نا غالب ہو تب حلال ہے اور صحیح پہلا قول ہے چنانچہ بخیر اور بتانی میں ہے کہ ان فی الخطا وی دافی شرح الجمع الخ خصوص غم لجزئی قلت و ہذا کان فی زما ہم داما الا ان من کثیر و جسد فحرم بر جندی و تار خانہ فلیحفظ او شرح مجمع میں ہے کہ نہ بفتح خانہ و نہ انقوٹہ شدہ دریا کی بیٹھ کر کا صوف ہے نہ ہی میں کہتا ہوں اور یہ یعنی اخلاق خرقا صوف پر فقہار سابقین کے زمانے میں تھا اور اب تو خزر سے ہوتا ہے اور ہوقت میں تو خرم ہے کہ ان فی البر جندی و تار خانہ تو اب اصطلاح متقد میں اور تاخرین کو یاد رکھنا چاہیے تو حرام کو باسند لال قول سابقین کوئی طلال نہ سمجھے و حل عکسہ فی الجہر فقط و صقیقا یحصل بہ اعتبار احوال و قلوب قیاسا حرم بالاجماع لعدم الفائدۃ سراج و عکس سابق طلال ہے فقط لانی میں یعنی جسکا تانا رولی وغیرہ کا ہو اور بنا ریشم کا ہو وہ جنگ میں درست ہے و نیز وہ گاڑھا ہو جسکے سبب سے صدمات و شتم سے بچاؤ حاصل ہو تو اگر باریک ہو گا تو وہ لڑائی میں بافتاق حرم ہے بیفائدہ ہونے کے سبب ہے کہ ان فی السراج ہم فقط اجماع کا دخل فقریب معلوم ہو گا داما حاصہ فیکرہ فیما عہدہ خلافا لہما ملتقی اور خاصا صریح یعنی جسکا تانا اور بناوٹ دونوں ریشم ہو تو وہ امام رحمہ کے نزدیک ردائی میں حرام ہے اور صاحبین کے نزدیک طلال ہے کہ ان فی ملتقی ہم جو ہرہ میں ہے کہ اگر حریر باریک ہو تو جسکا پیننا جنگ میں بافتاق امام اور صاحبین کے حلال نہیں اسو اسٹے کہ حفاظت عدو کا فائدہ اس میں حاصل نہیں ہوتی لیکن ظاہر ہدایہ اسکے مخالف ہے اسو اسٹیکے میں ہے کہ حریر اور دیا جنگ میں صاحبین کے نزدیک جائز ہے و نیز اس میں ضرورت ہے اور حریر خالص ذات سلاح کا دافع ہے اور دشمن کی آنکھ میں عیب ڈالتا ہے اپنی جنگ دیکھنے نہیں توجہ حریر خالص طاقا صاحبین کے نزدیک جائز ہے و نیز جنگ میں توجہ جسکا فقط بنا ریشم ہے کہ نہ مکرنا زنگو کا تو اجماع سابق کی حکایت صحیح نہیں کہ ان فی الخطا وی قلت لم ار ما لو حلت الجمیۃ یا برسم وغیرہ و لظاہر اعتبار الغالب میں کہتا ہوں اور میں نے اس کپڑے کا حکم نہیں دیکھا جسکا بنا ریشم اور غیر ریشم سے مخلوط ہو اور لظاہر الغالب کا اعتبار ہے یعنی اگر ریشم غالب ہے تو حرام ہے اور اگر غیر ریشم غالب ہے تو حلال دینی کا وہی لڑا ہدی کر دے گا مکان ظاہرہ و زوڈ و نہ تر نہ زوڈ ظاہر المذہب عدم جمع اکتفاء لاداکان خطا منہ و زوڈا منہ غیرہ و حیثہ ہری کلمہ خرافا اما اذاکان کل واحد بتبیینا کا لفظ از فی ائمانہ فظاہر المذہب انہ لا یجمع انتہی وافر تخیلا قلت و قد علمت ان اجبرۃ للجمیۃ لا للظاہر علی لظاہر فاقیم اور حادی زما ہدی میں ہے کہ مکروہ ہے جسکے ظاہر میں تو ریشم ہو اور حلال نہ اسکی ایک دھاری ادن کی ہے اور ایک دھاری ریشم کی اور ظاہر مذہب عدم جمع متفرق ہے مگر اس صورت میں خطوطا متفرقہ جمع کیے جاویں گے جبکہ امین ایک دھاری ریشم کی ہو اور ایک غیر ریشم کی ہو اس طرح ہر کہ سب ریشم ہی دکھائی دیتا ہو سو اگر ایک دھاری جدا جدا ہو جسے عمامہ کا نقش و نگار تو ظاہر مذہب ہے کہ متفرقات کو جمع نہ کر نیکی انتہی مافی الحسا وی

[illegible]

اسکو دیکھنا اور خلوت کرنا احلال نہیں کہ نہ انی احمالگیرہ والاوی تکلیف الرخل لکنا تیوہم ان الاول بین الثانی وکذا الکلام فیما بعد فتاویٰ قلت وقرینہ الحکم فی ختہ راوہ
 بہترہ تھا کہ نصف لفظ رخل کو نہ لانا نہ صرف بابت ولام تا اسکا دہم نہ تاکہ رخل اول رخل ثانی کا عین ہو اس واسطے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب باللام مکرر آتا ہو تو ثانی
 میں ہوتا ہو اول کا اور ہی طرح کا کلام ہو اس کے باعد میں یعنی منظر المرأة من المرأة کذا فی القہستانی بین کتابا ہون اور قرینہ مقام خاثر کے واسطے کفایت کرتا ہو
 نقل عن الزاہدی انہ لفظ لعمرة غیرہ باذنیہ یتم قلت وقرینہ لفظ الزاہدی منظر لعمرة غیرہ دی غیرہ باذنیہ یتم اتنی فلیعظ بقہستانی نے نہ ہر ہی سنیہ
 نقل کیا کہ ایک مرد دوسرے کی شرگاہ کو دیکھے اس کے اذن سے تو گنگا رنگ کا بین کتابا ہون عین وقرینہ یا عرض ہو بلکہ زاہدی کی عبارت ہون کہ ایک مرد نے غیر شخص کی شرگاہ
 کی طرف نظر کی اور حالانکہ اس کی شرگاہ غیر ظاہر ہو یعنی کپڑے سے ڈھکی ہو تو دیکھنے والا گنگا رنگ کا ہوا ہے کلام الزاہدی تو قہستانی کی غلط فہمی کو یاد دہنا چاہیے م زہدی میں ہر
 صورت کے بدن میں نال کرنے کا مسافقہ نہیں اگر کسی کپڑے سے شریک کپڑے سے اس کا حجم معلوم ہوتا ہو اور اگر حجم معلوم ہوتا ہو تو نظر نہ کرے بلی حدیث وروند علیہ السلام
 اسلام کے کہ جو غلیظ عورت کو نال کرے اور اس کے کپڑے دیکھے بیان تک کہ اس کی ہڈیوں کا حجم ظاہر ہو جائے تو وہ شخص نہایت کی خوشبو نہ سونگے گا کذا نے
 اطمینادی سوی ما بین سرہ الی تحت رکتہ فالرکبۃ عورة لاسرۃ ایک مرد دوسرے مرد کے بدن کو دیکھے سوائے اس بدن کے جو طہین کی نان کے ہو اس کے
 گشتوں کی نیچے ایک یعنی زینت سے زینت ان تک نظر نہ کرنا طلال نہیں تو عبارت میں سے معلوم ہوا کہ نہ ان عورت اور وہ جب لستر ہو اور زینت عورت میں م عورت علیہ السلام
 اور پھر ہر اس کے بعد ان اس کے بعد نہ ان کو تو غیر شخص کا نہ ان کو کلام دیکھے تو اس پھر زنی سے انکار کرے نزاع نہ کرے اور اگر ان کی دیکھے تو اسے زنی سے انکار کرے اور
 اگر عورت علیہ السلام دیکھے تو دھکنے کا امر کرے اور اب دے یعنی اگر نہ مانے تو اسے کذا فی احمالگیرہ ومن عرضہ وامنہ کمال لہ دیکھا خرج ابو سیدہ واما
 ہو لستر کہ دیکھو وغیرہ بضاعہ و مصاہرۃ فکما کالاجنبۃ یجبی ویشکل بالمفضاۃ فانه لا یحلی لہ دیکھا وینظر الیہا فتاویٰ قلت وقرینہ حجاب بانہ علی
 الی فرجہا البشوة وغیرہ والاوی ترکہ لانیہ یوثب انیسان اور مرد اپنی زوجہ کی اور اپنی اس لونڈی کی جس کی قربت اسکو طلال ہو فرج کی طرف نظر کرے شہوت
 سے اور بدن شہوت کے اور شرگاہ کا نہ دیکھنا بہتر ہو کہ نسیان پیدا کرنا ہو طلال لونڈی کی قید سے مجوسی لونڈی اور کتابہ لونڈی اور شریکت کی لونڈی اور
 غیر کی منکوحہ لونڈی اور جو لونڈی کہ شیر خوار کی یا مصاہرت کے سبب حرام ہو کر گئی اس واسطے کہ ان لونڈیوں کا حکم یگانہ لونڈی کے برابر ہے کہ انی اجنبی
 اور اس قاعدہ پر کہ جس کی وطی درست ہو اس کی شرگاہ کا دیکھنا درست ہو عرض دارد ہوتا ہو اس عورت کا جس کا پیش اور پس ایک ہو گیا ہو پردہ پٹ کر
 کہ اس کی وطی تو طلال نہیں اور نظر نہ کرنا احلال ہے کہ نہ انی القہستانی بین کتابا ہون اور گاہے ہون جواب دیا جاتا ہو اس عرض کا کہ قاعدہ مذکورہ انفری
 ہے نہ کلیم لونڈی کی حرمت بالمصاہرت کی صورت یہ ہے کہ وہ خود وہان ہو یا بیٹی بیٹی میں ہو کہ بہتر یہ ہے کہ زوجہ میں سے ایک دوسرے کی شرگاہ کو نہ دیکھے بلکہ
 کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی اپنی زوجہ کے پاس جاوے تو لستر کرے جتنا ہو سکے اور دونوں برہنہ نہ ہو جائیں گے حوں کے مانند کذا فی اطمینادی ومن جہر میں
 لا یحلی لہ نکاحا ابداً بسبب الیہ سبب ولونڈی الی الراس الوجه والصدر والساوق والعصدا الی من شہوتہ فہو متا فیضا ذکرہ فی الحدیث من عصر علی الاول
 قصار بن کمال اور دیکھے مرد اپنی عورت کا سر اور سرہ اور سینہ اور پٹائی اور بازو اگر اپنی شہوت سے بخون ہو اور اس کی شہوت سے بھی ایسا دیکھا ہو مرد
 سو جس شخص نے مرد کی شہوت پر انقصار کیا سو اسے قصور کیا بیان میں کذا ذکرہ ابن کمال احرم وہ عورت ہے جس کے ساتھ نکاح کو نامزد کو کبھی طلال نہیں بسبب
 نسب کے یا سبب کے اگرچہ حرمت کسی حرام کاری سے ہم حرمت کسی چنانچہ مان میں خالہ عمہ دادی نانی اور خوات سببی چنانچہ دایا اور اس کے اصول اور فرج اور
 خوشہ ہن والا اور اگر فرج سے خون ہو شہوت کا تو غصا نہ کر کی طرف نظر نہ کرنا احلال نہیں الا الی نظر وینظر علیہا فلا لا شافی ولفظہ دیکھے مرد اپنی عورت
 کی پیچھا اور پٹ اور ان کی طرف پیچھا اور پٹ میں امام شافعی کا خلاف ہے واصلہ قہہ تعالیٰ ولا یبدین زینتہن الا بوجہ التین الایۃ وکلام المذکورات ہوتا
 الزینۃ بکلافہ اطر وحموہ اور نظر حرام میں اصل بعد قہاے کا یہ قول ہے کہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کرن مگر اپنی ازواج کو یا اپنے آبا اور

عورت کے دانت کسک کر باریک بنادے اور جو دانت باریک کر دے اور جو عورت دوسری عورت کے منہ کے بال بوجھ سے بچے اور جو حیاء سے وخصمی وحبوب
 و الخشفت فی النظر الی الآخر جینیہ کا انحصار وخصمی وحبوب اور خشت عورت جنسی کی طرف نظر کرنے میں مرد جماع کے برابر میں ہم خصمی وحبوب کے فوٹے نکل گئے
 اور محبوب وہ جسکا اند تاسل اور دے گئے اور خشت وہ ہر جو مرد کو اپنے اور فاد کے ان بیون شخصوں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ خصمی کو عورت
 ہونی چاہیے اور جماع کر سکتا ہو بلکہ بعضوں نے کہا کہ وہ قوی الجماع ہونا چاہیے اس واسطے کہ اسکا نازہ مست نہیں ہونا اور اسی طرح عقوق الذکر وخصمیتیں کو بھی شہوت
 ہونی چاہیے اور سلطان کرنا چاہیے اور اسکو از ان بھی ہونا چاہیے اور لڑائی تو مریض ہے اور خشت نزلے اور رخنے کو بھی کہتے ہیں جسکے عضا اور زبان میں عورتوں کے مانند نرمی ہونا عورتوں
 کی اسکو سلطان خواہش ہو تو بعضے فقہانے کہا کہ ایسے نازک کا عظام و عورتوں کے ساتھ رخصت ہو لیکن اصح قول یہ ہے کہ اسکا بھی عظام و عورتوں کے مانند نرمی ہونا چاہیے
 و قبل الا بان محبوبت مارہا لکن فی کبریٰ ان بن جودہ من قلعہ لبحرہ والدیانہ اور بعضوں نے کہا کہ اس قطع الذکر وخصمیتیں کے نظر کرنے کا مفاد انہیں نہیں جسکی
 منی خشت ہو لہٰذا لیکن فنادی کبریٰ میں ہے کہ جیسے اسکو تجویز کیا ہو تو قلت امتحان اور قلت دیانت سے ہم صحیح ہے کہ حلال نہیں بلکہ لیس عموم لیس کنانی اور
 نفس یہ ہر فعل لیسوینین بعضوں اس بجا ہم و عقوق و زوجہ یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول کہدے ایماندار مردوں سے کہ اپنی نظروں کو روکیں اور اپنی سرگاہوں کو
 نگاہ رکھیں خلاصہ یہ کہ خصمی اور محبوب اور خشت مومنین میں داخل ہیں تو اسکا نظر کرنا اجنبی عورتوں کی طرف حلال نہیں و جائز کہ عن امتہ بغیر از ہما
 و عن عرسہ ہر ای باذن حرہ او مولیٰ امتہ و قبل بجزیدہ لیساد الزمان ذکرہ ابن السلطان اور داخل یعنی ازال کے وقت عورت سے جدا ہو کر منزل ہونا اپنی
 نو نڈی سے جدا ہونا یا بدون اس کے اذن کے جائز ہے اور اپنی منکوحہ سے باذن درست ہے یعنی اگر منکوحہ آزاد ہو تو اس کے اذن سے اور غیر کی نو نڈی ہر تو اس کے
 مالک کے اذن سے درست ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ عزل بدون اذن کے بھی جائز ہے فساد زمانہ کے سبب سے کہہ اذکارہ ابن السلطان

باب الاستبراء وغیرہ

یہ باب ہے استبراء وغیرہ کے احکام میں ہم استبراء لغت میں عبارت ہے طلب برأت سے مطلقاً اور شرع میں جم جانبہ کی طلب برأت محل ہے عبارت ہونی ملک پر
 کے بعد بعض تکہ نظر کرنا کہ حاملہ نہیں ہے تو اسی وقت تصرف کرنا اور نہ میں تو وضع حمل کے بعد میں ملک استبراء امتہ نوع من انواع الملک استبراء اور
 وہی دفع حیاتیہ دفع بیع بعد قبض و نحو کا جو شخص ملک ہو نو نڈی کے استبراء کا یعنی اس سے استبراء کا جو جن وجوہ الملک جیسے ملک حاصل خریدت یا میراث میں پہلے
 سے یا جہاد میں لڑنے سے یا رفع حیاتیہ سے یا فتح ہو جانے سے یا بعد قبض سے اور مانند انکے چنانچہ میراث یا جوع عن بیہ یا صلح یا کتابت یا عقی خلاصہ
 اس طرح کہ نو نڈی عوض طے یا حق کے یا صدقہ یا وصیت یا بعض اجارہ کنانی لفظادی و قدرت بلا استبراء لیخرج شرار الازوجہ کما سجدی اور ملک جاریہ میں
 استبراء کی قید لگائی گئی تاخیر زوجہ کا مسئلہ محل جائے چنانچہ آگے آوے گا ولو بکرا او شتر او سن عبید او حرہ او عیدہ ملکاتہ وما ذواتہ ولو سترکا
 بالبدن والا لا استبراء استبراء واجب ہے اگرچہ جاریہ یا کرہ ہو یا غلام یا عورت سے خریدی ہو اگرچہ وہ شتری کا غلام ہو چنانچہ اپنے کتابت اور ما ذوق سے
 خریدی ہو بشرطیکہ غلام ما ذوق سترق بدین ہو اور نہ میں تو استبراء کی کچھ حاجت نہیں ہر بارہ میں سبب غیر شتر یعنی حدیث ملک و تصرف و ملک یعنی
 تصرف برات جم اور چونکہ ملک اس کتابت اور ما ذوق سترق بالبدن کے مولیٰ کی ملک نہیں امام کے نزدیک لہذا صحیح ہوگی تو استبراء بھی واجب ہوگا بخلاف
 ملکاتہ غیر سترق او سن محرما غیر محرما کیلا تعق علیہ یا جاریہ خریدی ہو جاریہ کے محرم غیر نسبی سے غیر نسبی کی قید اس واسطے لگائی تاکہ جاریہ آزاد ہو جائے محرم یم
 محرم غیر نسبی چنانچہ خرید کر جاریہ کا اسکی رضاعی بہن سے یا ابن و دخی سے کنانی لفظادی و حسن کلی علی شرح الوقایہ او سن مال صبی ولو غلبہ یا جاریہ
 خریدی ہو غیر کے مال سے اگرچہ صغیر شتری کا لو کہ محرم علیہ و طہارۃ و کذا و دواغیر فی الاصح لاحمال و قوعمانی غیر علیہ بطور واجبی جو مالک ہو اجاریہ مذکور
 تو استبراء لفظ اسکا اور اسی طرح دروغی اور موجبات جملے کے حرام میں صحیح تر قول میں بسبب احتمال واقع ہونے جماع کے اسکی غیر ملک میں اس کے خلاف

ہونے کے لئے کہ سبب سے ہم دو ایسی جماعتیں بنائیں اس درود سے یعنی اگر جاریہ حاملہ ہوئی اور اسکا عمل ظاہر ہو گیا اور بانی نے اس کے دل کا دعویٰ کیا تو جاریہ اسکا مال و ولد ہو گئی اور بیع اسکا باطل ہو گئی تو بوسہ وغیرہ ملک میں واقع ہوا حتیٰ کہ سبب سے ہمیں حیض و شہر فی ذوات تہر دی معفرہ دستہ و سقلمہ حیض جو لونڈی کا مالک ہو تو اس پر اسکا جماع اور دوا دعویٰ حرام ہے یہاں تک کہ اس کے رحم کی صفائی معلوم ہو جائے ایک بار حیض ہونے سے حیض ہونے والی عورت میں اور عینہ گذرنے سے عینہوں والی عورت میں اور وہ معفرہ ہے اور کبیرہ جسکا حیض بند ہو گیا پیری سے اور جسکا حیض منقطع ہو یعنی اسکو کبھی حیض نہیں آتا کذا فی الخطا دی یعنی اگر وہ لونڈی ہو تو ایک بار حیض آنے سے رات کے رحم کی معلوم ہو گئی اور اگر نا بانہ یا بدی ہو یا وہ جوان جسکو کبھی حیض نہیں آتا تو ایک عینہ گذرنے سے ہم واجب نہیں فرمایا وہ حدیث اصل ہے جو ابوداؤد میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جنگ اوطاس کی گرفتار ہوئی لونڈیوں کے حق میں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حاملہ کا جماع نہ کیا جائے وضع حمل تک اور نہ غیر حاملہ کا یہاں تک کہ ایک بار اسکو حیض آجائے کذا فی المعنی دلو حاجت فیہ بطل الاستبراء بالایام اور اگر معفرہ یا کبیرہ یا منقطعہ کو عینہ کے اندر حیض آگیا تو ایام کا استبراء باطل ہو گیا یعنی استبراء میں اصل حیض ہے اور عینہ اسکا بدل تو اصل کے ہونے بدل کی کچھ حاجت نہ رہی دوا و رفع جنبا بان صارت مستندۃ الطہر وہی من حیض استبراء التہرین و حتمہ امام غنجدی و بیہقی اور اگر جاریہ کا حیض رخص ہو گیا اس طرح کہ اسکا طہر دراز ہو گیا اور طہر نہ وہ حیض جاری ہو تو ان میں سے ہر تو اسکا استبراء دینیہ اور بیع دن کا ہر گز کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ استبراء بعد از حیض ہر دن شہر عشرۃ ایام برسدی وغیرہ فلحفظ اور استبراء کا استبراء ہے کہ اول عینہ سے دس دن تک اسکی قربت کو چھوڑ دے کذا فی البرجدی وغیرہ تو اسکو با د رکھنا چاہیے و بوضع حمل نے کمال اور استبراء کے حاملہ میں بچہ پیدا ہونے سے ولا یعتد بحیضہ ملکاً فیہا ولا اتی بعد المملک قبل قبضہا و لا بولادۃ حملت کذلک ای بعد ملکاً قبل قبضہا اور استبراء میں شمار نہ کرے اس حیض کو جس میں شہر ہوا اسکا مالک ہو اور نہ اس حیض کو جو حامل ہو ملک کے بعد شہر قبضہ ہونے سے پہلے اور نہ شمار کرے اس ولادت کو جو ای طرح حاصل ہوئی یعنی بعد ملک قبل قبضہ کے لکھا لیتا بعد اسکا مالک ہو اور نہ اس حیض کو جو قبل قبضہ ہوا بعد بیع قبل اجازۃ بیع فضولی وان کانت فی ید مشتری حیثہ شمار نہیں کیا جاتا وہ حیض وغیرہ جو حاصل ہوا بعد بیع قبل اجازت فضولی کے اگر جاریہ مشتری کے قبضہ میں ہو یعنی اس واسطے کہ بیع فضولی میں ملک پوری نہیں ہوتی بدین اجازت کے ولا یعتد ایضاً باسکا اصل بعد قبضہ فی الشراء لیس بعد قبضہ ان شتر یا شرا صحیحاً لا انفار لمملک او شمار میں نہیں آتا وہ حیض وغیرہ بھی جو حاصل ہوا قبضہ کے بعد شمار نہ فاسد میں قبل اس بات کے کہ اسکو شتر صحیح خرید کرے سبب ہونے ملک کے یعنی ملک کامل بیع فاسد میں نہیں جو حیض استبراء میں شمار کیا جائے و جب شتر انصیب شریک میں لیتے شتر کہ بیعتا تمام ملک لان در وجب ہے استبراء سبب خرید کرنے سے اپنے شریک کے اس لونڈی سے جو شتر کہہ دو لون میں سبب پوری ہو جانے اسکی ملکیت کے اب یعنی ایک لونڈی دو شخصوں میں شتر کہ ہر سو ایک نے دوسرے کا حصہ بول لیا تو اس پر استبراء واجب ہو اس واسطے کہ شریک مشتری اب اسکا پورا مالک ہوا و جو شتر کی حیضہ خاضعہ و کا محوسۃ او مسکاتۃ بان مشتری امتہ محوسۃ اولئکہ و کاتبتا بعد الشراء قبل الاستبراء فاختاتم سلمت المحوسۃ او عجزت لکانتہ لوجودہ بعد ملک استبراء استبراء کفایت کرتا ہے وہ حیض جو لونڈی کو ہوا اور طہر نہ وہ محوسۃ یا مسکاتۃ ہے صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے جو سی یا مسلمان لونڈی خرید لی اور سلمہ کو کتاب لکھا بعد از بیع قبل استبراء کے پھر کو حیض آیا یا پھر جو سی لڑکی مسلمان ہو گئی یا مسکاتۃ لونڈی ادا سے بدل کتابت سے عاجز ہوئی سبب پائے جانے حیض کے مالک ہونے کے بعد بیع حیض مذکور ہو اسے استبراء کفایت کر گیا کہ وہ حامل ہوا مالک ہونے کے بعد ایک عند خود الاقبۃ فی دالہ اسلام خائتہ اور استبراء واجب نہیں جاریہ گر خیمہ کے پھر تہے کے وقت دالہ اسلام میں کذا فی کفایتہ اتفاق نے کہا اس مسئلہ میں تفصیل بخرج مطلقا دی میں ہے کہ اگر جاریہ بھاگ گئی دار الحرب میں پھرتی آئے یہ مالک کے پاس کسی چیز سے اس پر استبراء نہیں امام کے نزدیک اس واسطے کہ کفار اس کے مالک نہیں ہو گئے اور صاحبین ہر کے نزدیک اس پر استبراء ہے کیونکہ کفار اس کے مالک ہو گئے اور اگر کفار نے جاریہ کو دار الاسلام میں گرفتار کیا اور حالانکہ وہ گر خیمہ تھی اور اسکو پکڑ کے دار الحرب میں لے گئے تو امام اور صاحبین سب کے نزدیک مالک

ہو گئے سو اگر اب وہ اپنے مالک کے پاس بیٹ آدگی تو سب کے نزدیک اس پر استبراء واجب ہوگا نہ ہی تو بموجب اس تفصیل کے کہ خیریت سے وہ جاریہ مرد پر جو درجہ واجب
 میں بجا لگئی اور کفار و کفر نہیں گئے پھر وہ اپنے مالک کے پاس آئے نہ ہی اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ماتن اور شراح کے کلام میں کتنا غلطی ہو گئی کہ انہی
 اخطاوی و دروغ و غلط و ای اذہم بجا انصاف خانیہ اور جاریہ غصب سے بے غیر دین سے استبراء واجب نہیں بشرطیکہ اسکو غاصب نے بیع و الا ہو کذا
 فی النکاحیم اور اگر غاصب نے بیع و تسلیم کی پھر مالک نے حکم حاکم یا شتری کی رضائے تو شری غصب کرنا ناجائز ہوگا تو مالک پر استبراء واجب
 نہیں اور اگر جانتا ہوگا تو صورت عدم حرام کے استبراء نہیں اور بعد جماع شتری استبراء واجب ہو کذا فی اخطاوی و لم تاجر و غصب المبرورہ نہ تعدم التحدیث
 المالک اور درم تاجرہ اور مذکورہ نہ استبراء واجب نہیں ملکیت کے حادث نہونے کے سبب سے یعنی اجارہ اور ہن جاریہ سے مالک کی ملک زنا کی
 نہو گئی تھی جو استبراء واجب ہوتا و احوال بیع قبل قبض لا استبراء علی البائع لکما لو باع جارا بخیار و قبضت ثم اطلعت بخیارہ لعدم خروجها عن ملکہ اور اگر بیع کو کذا
 و با شتری کے قبضہ ہونے سے پہلے تو بائع پر استبراء واجب نہیں جیسے اگر جاریہ کو بیچا بشرط خیار یعنی جا کذا و شتری نے پھر قبضہ کیا پھر بائع نے ایشی شرط کے موافق سے
 بیع کو باطل کر دیا تو استبراء واجب نہیں اس واسطے کہ جاریہ بائع کی ملک سے خارج نہیں ہوتی دونوں صورتوں میں و کذا الویاع مدبرہ اوم و ولدہ و قبضت ان لم یطما
 شتری اور اسی طرح اگر بائع نے اپنی مدبرہ یا م و ولیدہ بیچی اور پھر قبضہ ہوا پھر مدبرہ یا م پر استبراء واجب نہیں اگر شتری نے اسکی تربت نہ کی ہوم اپنی عرض یہ کہ
 مدبرہ اور ام ولد کی بیع باطل ہے تو جاریہ قبض سے ملو گئی تو شتری کی تربت زنا شترہ امین استبراء کیو کر واجب ہوگا تو اسکی تحریر کرنا چاہیے کذا فی اخطاوی و کذا
 لو طلقها الزوج قبل الدخول ان کان زوجا بعد الاستبراء فان قبله فاختار وجوبه و بطلی اور اسی طرح اگر جاریہ کو کذا و زوج نے طلاق دی قبل دخول کے تو مالک پر استبراء
 نہیں بشرطیکہ جاریہ کا نکاح کر دیا ہو بعد استبراء کے اور اگر قبل استبراء کے نکاح کر دیا ہو تو بموجب استبراء اختیار اور پسندیدہ ہو کذا فی الویاعی قلت و فی کمالیہ شتری معتد بہ
 و قبضہ قائم قبضت عدتہا لم یستبراء لعدم حل و طہا للبائع وقت وجود سبب ین کنا ہون اور جلالیہ میں بی غیر کی عدت والی جاریہ خرید کی اور پھر قبضہ کیا پھر
 اسکی عدت منقضی ہو گئی تو اسکا استبراء نہ کرے اس واسطے کہ اسکی وطی حلال نہیں بائع کو وجوب سبب کے وقت یعنی مالک اور قبض شتری کے وقت ہم صواب یہ ہے کہ
 یون کما جاسے کہ وجوب سبب کے وقت شتری کو اسکی وطی حلال نہیں اتفانی نے شرح اخطاوی سے نقل کیا کہ جاریہ خرید کی اور وہ عدت میں تھی خواہ عدت و طہان
 ہو یا طلاق اور اسکی عدت سے ایک روز یا کم باقی رہا ہو اور بعد قبض شتری کے عدت منقضی ہو گئی تو پھر استبراء واجب نہیں پھر اگر عدت قبل از قبض منقضی ہو گئی تو
 کو حلال نہیں بدو نہ شترہ کے کذا فی اخطاوی و لا باس بحلیۃ استقاط الاستبراء اذا علم ان البائع لم یقر بہا فی طہر یا ذلک والا فلا یطہا بطہی اور کما
 مسافقہ نہیں استبراء کے حلیہ میں جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بائع نے جاریہ کی تربت نہیں کی اس طرح اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو استبراء کے ساقط کرنے کا حلیہ نہ کرے
 اسی قول پر فتویٰ ہر ابو یوسف کے نزدیک حلیہ استقاط کا مطلقا جائز ہے اور محمد کے نزدیک مطلقا مکروہ ہے لیکن مفتی تفصیل یہ یعنی اگر بائع کی تربت معلوم ہو تو ابو یوسف
 کے قول پر فتویٰ ہے اور در صورت تربت محمد کے قول پر فتویٰ ہے بدلیل اس حدیث کے کہ جو دو مرد خدا اور آخرت کا ایمان رکھتے ہیں انکو حلال نہیں کہ ایک عورت پر
 اجتماع کریں ایک طہر میں زوج بائع نے اس طہر میں تربت نہ کی تو یہ نہیں تحقیق نہوگی اور تربت اور عدم تربت دونوں معلوم نہون تو عدم جو اظہار ہے تو ہم غفلت ہم سے
 کذا فی اخطاوی و ہی اذہم لمن تحتہ حرۃ و اربع ما بان نکاحا و یفسدہا ثم یستبرأ فاحل اللہ لہ النکاح لانہ بالنکاح لا یجب ثم اذا شری زوجۃ لایجب ایضا اور وہ
 یعنی استبراء کا حلیہ جو وقت کہ اسکے نیچے آزاد عورت یا جارسکو کذا و نہ بان نہون یہ کہ جاریہ سے نکاح کر لے اور پھر قبضہ کرے پھر اسکو خرید کر لے تو وہ جاریہ اسکی
 وقت اسکو حلال ہوگی اس واسطے کہ نکاح سے استبراء واجب نہیں ہوتا پھر جبکہ اسنے اپنی زوجہ کو خرید کیا تو بھی استبراء واجب نہوگا ہم قبل خرید کے قبض اسواسطے
 شرط ہوا کہ قبض بعد خرید سے استبراء ساقط نہوگا اسواسطے کہ خرید سے نکاح نسخ ہو جاو گیا تو استبراء واجب ہوگا لیکن ہدایہ اور ذخیرہ اور حیطین اطلاق مختار ہے و کما
 برہان میں قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ تقدم قبض اور دخول دونوں شرطین چنانچہ تیسرے میں ہے آرد و سرا قول طحاوی کا یہ ہے کہ قبض شرط ہے نہ دخول اور تیسرا قول

شتریں کا یہ کہ نکاح فقط کافی ہے قبض شتر پر نہ دخول اور یہ قول و جمع شتر اور قول کافی انکے ہر کذا فی الخطاوی لخصاً ونقل فی الدرر عن طبر الدین اشتراط
 وعلیہ قبل الشر او ذکر وجہ اور درین طبر الدین سے نقل کیا شتر ہونا و حی کا خرید کرنے سے پہلے اور پہلی وجہ بھی ذکر کی جو وجہ مذکورہ ہو کہ بعد و حی کے خرید
 کرنے سے اسکا مالک ہوگا اور حالانکہ جاریہ اسکی عدت میں ہوگی اور اگر و حی نہیں کی تو بجز خرید کے نکاح باطل ہوگا و بیجا بجز حب ملک کے وقت نکاح نہ رہا
 تو اعتبار واجب ہو گیا اسلئے سبب تحقق ہونے سے یعنی استحداث حلت و حی بملک یمن کذا فی الدرر وان کانت شتر حرة فاحکمت ان نکاحها ابطال
 ایز وجہ امن یتق بہ کیا بھی قبل اشتراط ان علیہا اشتراط قبل قبضہ لہا مال و بعدہ لم یسقط من وثوق یس تحت حرة اور اگر اسکی ملی حرة ہو یا منکوحہ چار
 نوٹ بیان ہیں کذا فی الخطاوی توحیدہ استواء کا یہ کہ بائع جاریہ کا نکاح کر دے شتر کی خرید سے پہلے اس شخص سے جس پر اسکو عتقاد ہو طلاق دینے کا چنانچہ
 اسکا ذکر ذریعہ آو گیا یا بعد خرید قبل قبض کے جاریہ کا نکاح شتر کی کر دے اس وقت قبض سے جسکے نیچے آزاد و عدت میں نکاح نے کمال قبل قبض کے نکاح شتر ہو تو اگر بعد قبض کرنے
 کے نکاح کر دیا تو اعتبار اساقط نہ ہوگا اور وجہ اشتراط ان کیوں ان پر مابعد ما ویدہ یعلقہا شتر ان طاب ان الا علیہا یا جاریہ کا نکاح کر دے کسی شخص سے یا بن شرط
 کہ جاریہ بنے طلاق کی تہا یہی بائع یا شتر کی طلاق کا اختیار و وجہ بائع اسکو طلاق دے۔ ہر وقت ہر جگہ یا شتر کی اس سے دے کہ جاریہ کا نکاح اسکو طلاق نہ گیا
 ثم شتر یالانہ یقبض فی قبض الزوج قبل الدخول بعد قبض شتر فی قبض الاستبراء نکاح کے بعد شتر کی جاریہ کو خرید کر دے اور شتر قبضہ کر دے و صورت زوج ہونے
 کے یا شتر کی جاریہ قبضہ کر دے و صورت زوج شتر کی کے بزوج اسکو طلاق دے قبل دخول بعد قبض شتر کے تو اعتبار اساقط ہوگا مگر حاصل اگر شکست میں رہے تو حلیہ
 استواء کا یہ کہ بائع جاریہ کا نکاح کر دے قبل خرید کرنے شتر کی کے اس دے جس پر طلاق دینے کا عتقاد ہو یا شتر کی اسکو خرید کر دے بزوج اسکو طلاق دے تو اعتبار واجب نہ ہوگا
 ہوا و علیہ اسے غیر کی منکوحہ خرید کی اور اسکی و حی شتر کی طلاق میں تو اعتبار نہیں پر جب اسکے شوہر نے قبل دخول کے طلاق دی تو جاریہ شتر پر طلاق ہو گئی اور ہر وقت
 میں حدوث ملک یا بائین گیا جو وجہ اعتبار کا سبب ہو تو اعتبار واجب نہ ہو اور اگر شتر نے بعد خرید قبل قبض کے جاریہ کا نکاح کر دیا و مدت بجز نکاح کے بعد قبضہ کیا بزوج بنے
 قبل دخول اسکو طلاق دی تو اعتبار واجب ہو بعد قبض کے اور ہر وقت میں و حی شتر کی کو قیام نکاح سے طلاق یعنی اور جب و حی طلاق ہوئی طلاق زوج کے بعد ہر وقت
 اعتبار کا سبب یعنی حدوث ملک یا بائین گیا کذا فی شرح الوقایہ قبل ملک لاتی اخذ ابو یوسف رحمہ علیہ ما نہ لہن و دم انی سیدہ طفثت لک شہد ان لا شتر علیہا جاریہ
 و لیتو بہا فقال شتر علیہا و یوہب لہ نصف ما تقطع و یعضون کہ لکما کہ جس سکہ بقاضی ابو یوسف نے لاکھ و دم ہے یہ ہے کہ زبیدہ خاتون نے مارون رشید کو قسم
 دلائی کہ کسی جاریہ کو بجز خرید نہ کرے اور نہ بیہ قبول کرے تو ابو یوسف نے کہا کہ نصف جاریہ خرید کرے اور نصف اسکو بیہ بچالے کذا فی المسقط یعنی تو اس طریق سے یہ بات
 صادق آئی کہ تمام اور کمال نہ خرید کی نہ بیہ ہوتی تو قسم بھی قائم رہی اور جاریہ کا نصف بھی طلاق ہو گیا اور کیا تہا شتر کی بعد اشتراط قبض کا یہ فیہ طلاق و علیہ
 یطلب الفرق میں کتابہ و نکاح بعد قبض و قدر نصف من شہد بخلاف ما سئلہ و لکن فی شتر بلا لہ من موہب ابی یوسف بقیہ الکتابہ لکونہا قبل قبض علیہا
 قلت ثم وقت علی البرکان ترجع موہب الرحمن فلم یقبض المذکور فتر یا شتر کی جاریہ کو ملکات کرے بعد خرید اور بعد قبضہ کرنے کے چنانچہ اشتراط قبض کو
 فقہا کا طلاق فقیر ہو اور بوجہ اسلئے تو طلب زن کرنا چاہیے درمیان کتابت اور نکاح بعد قبض کے یعنی اگر شتر کی جاریہ کا نکاح کر دے بعد خرید اور قبض
 کے تو اعتبار اساقط ہوا اور اگر بعد قبض اسکا نکاح کر دے تو اعتبار اساقط نہ ہو تو کیا فرق ہے کتابت اور نکاح میں اور لہذا یہ معصفت نے اپنی شرح میں فرق مذکور کو نقل کیا کہ
 اپنے اسناد سے بحث کی راہ سے نہ رویت کی راہ سے چنانچہ اس فرق کو مذکور کرنا یعنی اسلئے قول میں یعنی شتر بلا لہ میں موہب الرحمن سے تصریح ہے تفسیر
 کتابت کے قبل قبض کے ہونے سے یعنی شتر کی کو قبضہ کرنے سے پہلے کتابت کرنا چاہیے تو اس مقام کو تحریر کرنا چاہیے میں کتابت ہونے میں وقت ہوا برابر مان
 شرح موہب الرحمن پر سو میں نے قید مذکور کو نہیں دیکھا سو مال کرے بعضوں نے یوں جواب دیا ہر نکاح کو کہ شتر بلا لہ نے فقہاء و موہب سے نقل نہیں کی تو عبارت اسکی مجبوز
 ہے چند کتب سے تو اگر صاحب موہب نے قید مذکور کی تصریح نہیں کی تو ممکن ہے کہ اسکی غیر تصریح کی ہو کذا فی الخطاوی تم تصحیح فرما یا لیجز الوطی و بلا اعتبار

غیر سبک پر غرض دنیا کے واسطے سودہ کردہ ہو اور قول چائیں یہ کہ اگر فاعل کو تقسیم مسلم اور کافر کا مصلحت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ فاعل لفظا وی معنی سے
شرح ہوا یہ میں کہا نام ازبھی کے مانند والدین اور ہوتا کہ ہاتھ جو سنا دست ہوا اور جو شخص تقسیم اور کفر کا مستحق ہو اسکی تقبیل یہ جائز ہو تو فی نصف حق بجامع انہ لایا
تقبیل یہاں تک کہ المتدین از نصف فی شرح میں جامع سے نقل کیا کہ کچھ مضائقہ نہیں حکم دینا کہ ہاتھ جو سنا کا لفظا وی نے کہا اسکی کچھ حاجت نہیں کہ یہ قول
میں داخل ہوا اس کے اساطین صاحب کتب در حکومت کو کہتے ہیں و اسطین عادل و قبل شہبختی و اسطین عادل کے ہاتھ جو سنا میں مضائقہ نہیں اور
بعضوں نے اسکو سنت کہا جو نہ انی معتبی تقبیل میں حادث کثیر و مروی ہیں از کچھ عبادہ بن عمر سے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ ہم لوگوں
سے بیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم نے آپ کا دست مبارک چوما اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں
صلی اللہ علیہ وسلم کی چال دھال میں کسی کو میں نے غلطی نہ رسول سے زیادہ تر شاہین بن دیکھا جب فاطمہ آنی تھیں تو حضرت اُن کے واسطے اٹھ کھڑے ہوتے
تھے اور انکو جو سنا تھے خود اور اپنے مقام پر بٹھلاتے تھے اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی کہ یہودی قوم نے حضرت کے ہاتھ اور پاؤں جو سنا اور ترمذی اور
ابن ماجہ نے روایت کی کہ جب عثمان بن عفان مر گئے تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام انپر چکے اور انکا بوسہ لیا اور تارادے کہ انسوچہ ہمارا پر ہے ترمذی نے کہا یہ
حدیث حسن صحیح ہر قول حادث سے اہانت تقبیل بدو جلی سے ہوئی اور سرور کو کھکی و حادث سے ثابت ہوا تقبیل میں لعنہ علی الشفیعین عبد اللہ بن جعفر
کی حدیث سے جسکو پہنچے یہ روایت کیا ہے ثابت ہو لیکن یہ بخاری و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ہے اور اگر بطریق شہوت کے ہو تو جائز نہیں بلکہ حرام ہے کہ انی اسی حدیث میں
غصہ و تقبیل را سہی اہل عالم اور کما فی التبریز اور چرنا اسکے سرین عالم کے سر کا حید تر ہو کہ انی التبریز مخطا وی نے کہا شاید کہ جو معنی اکثر ثواب
کے ہو و الاخص فیہ ای تقبیل اللہ لغیر ہما لغیر عالم و عادل ہو انکار بخشی و فی لفظان التقسیم اسلام و کافر جائز و ان لیل الدنیا کہ اور حضرت نہیں
ہو سواے عالم اور عادل کے ہاتھ جو سنا میں یہی قول مختار ہے کہ انی مجتہد امیر میں ہو کہ اگر غیر عالم اور عادل کا ہاتھ جو سنا فقط اسکے اسلام کی تقسیم اور کفر
کے واسطے ہو تو جائز ہو اور اگر دنیا حاصل کرنے کے واسطے یہ خوشامد ہو تو کفر و بطلان میں عالم اور عادلان فی دفع اللیہ قید و لیکن من قدر التقبیل اجابہ و
قبیل لا یخص فیہ کیا یہ تقبیل المکرۃ ثم اخری او عند القمار و الادا کما فی تہنئۃ مقدمہ التقبیل ای شخص نے عالم یا زائد سے اسکی درخواست کی کہ اپنا قدم
اسکی طرف بڑھا دے اور یا بنا قدم اسکو چومنے دے تو اسکو عالم یا زائد مان لینی چومنے دے اور بعضوں نے کہا کہ نہ مانے چومنے کی رخصت نہ دے جیسے عورت
کو دوسری عورت کا سٹھ اور گال چومنا کفر وہ ہر ملنے اور رخصت ہونے کے وقت چنانچہ تہنئۃ میں ہر تقدیم قول بعض یعنی صاحب قہنہ نے ہم اجابت کو مقدم کر
لیا اجابت پر قال و ما یفعلہ اجمال میں تقبیل یہ نفسہ اذ لقی غیرہ نو کفر وہ تلاختہ فیہ صاحب قہنہ نے کہا اور یہ بعض جواب کی عادت ہے اپنے ہاتھ جو سنا کی جب
غیر شخص سے ملاقات کرے تو وہ کفر وہ ہر سوہن جسٹ نہیں یعنی کفر وہ تہنئۃ ہر و اما تقبیل یہ صاحب عند القمار و مکر وہ جماعا اور اپنے ساتھی کی تقبیل یہ ملاقات کے
وقت تو بالاجماع کفر وہ ہر مخطا وی نے کہا یہ قول تو اقوال سابقہ سے جدا نہیں ہر تو حکایت جماع کی کہیں کیا وہ ہر و کذا لفظیہ من تقبیل الارض میں یہ دے
اعلم اور غلام و اطفال و الرضی بہ ان لایہ شیعہ عبادۃ اللہ و یہ لوگ جو زمین کو چومتے ہیں علمون و سلاطین اور ہر و ک کے سامنے سو حرم ہر اور کفر و الا اور جو
ان فعل سے رہی ہر عالم ہو سلطان دونوں نگارہین اسو اسٹیکہ سطح زمین کا جو نہایت برستی کے مشابہ ہو یعنی اسو اسٹیکہ کہیں سجدہ غیر خدا کی صورت معلوم ہوتی ہے
کہ انی لفظا وی و ہل کفران علی و عبادۃ و تقسیم کفران علی و عبادۃ لا دھار تا مکرہا لکبیرہ اور کیا زمین کا چومنے والا کافر ہو جائے جو اب کیا ہے کہ اگر کفر
عبادت اور تقسیم کے کرنا ہو تو کافر ہو گیا اور اگر بدعتیہ اور اسلام کے کرنا ہو تو کافر ہو گیا اگر کفر ہو گیا تو کفر ہو گیا اگر کفر ہو گیا تو کفر ہو گیا
ہو کہ غیر خدا کو خلق کے واسطے تو وضع کرنا یعنی اگر کفرانا اور بدعتیہ حکمنا ہر مخطا وی نے کہا اور یہ ہر کہ غرض دنیاوی کے حاصل کرنے کے واسطے اور شہوت
پرستی کے لیے تو وضع کرنا حرام ہو اور اگر فقیر و کبیر اس کے واسطے تو وضع اور کسار کرے تو وہ تو وضع و رخصت خدا کی طرف ہی حاجت ہو یعنی اس سے غرض دین

معرض دنیا و فی الدنیا بکونین غیب القیام العظیم اللقادم کیا جو قیام دوللفاری بین بدی العالم و سخی لظما اور دنیائین میں ہر یکاثر بلکہ مستحب و کفر و با
 آنے والے مسافر کے لیے جیسے جائزہ کھڑا کرنا قرآن مجید کے واسطے کو عالم کے سامنے اور آخر کتاب بخطر میں یہ سائنہ نظم میں دیکھا مخرزلان نے کہا اختیار ہوا کہ عالم
 قیام میں مختلف ہو سو بعضوں نے قیام کو مستحب کیا بلکہ بعض نے اور اور کے کہا ابوالہاسہ رضی اللہ عنہ نے کہ بعض نے اصل ہی علیہ وسلم کے عطا کونکے تو ہم کو جواب دے کر ہو گئے
 تو فرمایا کہ نہ کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعضوں نے قیام کو مباح کہا جو اسے لال قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاعل
 کیوں اسے خراج ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی میں مروی ہے اور بعضوں نے اس میں تفصیل کی ہے خانیچہ قاضی خان نے کہا ہر چند لوگ قرآن پڑھتے ہیں یا ایک شخص قرآن پڑھا کر پڑھا
 پاس کوئی شرافت میں سے آیا تو فتنہ مانے کہا کہ اگر مردانے والا عالم ہو یا قاری کا باب یا استاد ہو تو اس کے واسطے اٹھنا جائز ہے اور اس کے سوا قیام جائز نہیں انتہی اور
 مجمع قادی نظام کی میں ہے قیام قاری کا جائز ہے جب کوئی اس سے زیادہ تر عالم یا اسکا استاد ہے اسکو قرآن یا علم سکھایا دے یا اس کے دارین یا وہ اس کے سوا کسی کو اس
 قیام جائز نہیں اگرچہ تھے والہ خلیل اللہ اور شریفیت ہو اور شریفیت ہے ابن دیمان شغل کیا کہ ہاے زمانے میں قیام مستحب ہے سو اس کے ترک قیام کہنا افضل اور اولاد
 کا مورث ہونا ختم و صاحب ملک میں قیام کی عادت ہو اور وہ جو قیام پر وعید و تعویذ دے دے اس کے حق میں مجبور ہے جو کھڑے رہنے کو اپنے سامنے پسند رکھتے ہیں خانیچہ زکریا
 اہل عجم کی عادت ہے اور اب کبار گاہ اٹھنا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے ترک قیام پر دلالت نہیں کرتا سو اسکا کہ قیام کو اس کے کھڑے ہونا عجم کی عادت تھی اور جب سند
 آئے تو اکثر صلحہ نے فرمایا (تو موسیٰ علیہ السلام) یعنی اپنے سردار کو اس کے اٹھنے کو انی الخطا دی خاندانہ قیل اذیل علی حسنة اور قبلہ اودۃ للولد علی ائند قبلہ اودۃ للولد

علی الاراس و قبلہ الشفقة لانی علی محبة و قبلہ الشفوة لاهلۃ اذہ علی نعم و قبلہ التحیۃ للمؤمنین علی الیدۃ لادبغھم قبلۃ الدیانۃ الخراج و جوہر وقت تقدم فی الحج
 تقبیل قبۃ الکعبۃ فائدہ اقسام تقبیل میں بعضوں نے کہا کہ چونکہ پانچ قسم پر ہر اول چونکہ ماموت اور یار کا فرزند کہنے گاہ پر اور چونکہ رحمت کا اپنے
 والدین کے واسطے سر اور چونکہ شفقت کا اپنے بھائی کے واسطے پیشانی پر اور چونکہ شہوت کا اپنی عورت کی اپنی طحال لڑائی کو منہ پر اور چونکہ تحیۃ اور
 سلام کا مومنین کے واسطے ہاتھ پر اور بعضوں نے بوسہ عبادت اور دیانت کو زیادہ کیا ہر حجر اسود کو اس کے کذا فی الجوز ہر میں کتاہون اور کتاب الحج میں آستانہ
 کعبہ کا چونکہ مقدم مکر ہو چکا یعنی یہی بوسہ دیانت ہے و فی التہنئۃ فی باب ما یطیق المسلمان تقبیل المصحف قبل بدۃ لکن دی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یاخذ المصحف
 کل غداۃ و یقبلہ و یقول عند ربی و شوری و ربی غر و بل دکان عثمان رضی اللہ عنہ تقبیل المصحف و یسبح علی وجہہ اور قنیۃ میں یہ متعلقات مقابہ کے باب میں کہ مصحف
 شریف کا چونکہ بعضوں نے کہا بدعت ہے لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مصحف کو ہر صبح لیتے تھے اور چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے رب کا اہد
 ہر اور وصیت ہے اور کتاب اور فرمان میرے رب غر و بل کا اور عثمان رضی اللہ عنہ مصحف کو چومتے تھے اور اپنے چہرے پر اسکو ملتے تھے و ما یقبل الخیر فخر الشافعیۃ
 انہ بدعت مباحہ و قیل حسنة و قالوا لیکہ دوسرے لایوسہ ذکرہ ابن قاسم فی حاشیۃ علی شرح المنہاج لابن جریر فی بحث الوصیۃ و قواعدنا لایا ہ اور روئی کے چومنے کو تو
 شافعیوں نے کہا کہ بدعت مباح ہے اور بعضوں نے بدعت حسنة کہا ہے اور شافعیوں نے کہا کہ روئی کا یا ٹون سے روندنا مکروہ ہے اسکا چونکہ مباح بیان کیا ہے
 ابن قاسم نے اپنے حاشیہ میں جو ابن حجر کی شرح منہاج میں ہے وہیمہ کی بحث میں اور ہمارے قواعد بھی اسکو رد نہیں کرتے یعنی روئی کا چونکہ قواعد حنفیہ سے
 بھی مباح معلوم ہوتا ہے سو اس کے ترک حکم میں کسی حدیث میں مروی اور تقبیل منجہ کریم ہے و ہمد اعلم و جاز لا یقلو الخیر بالکین و اگر مودہ خان اسد کرمد اور
 حدیث میں آیا ہے کہ روئی کو ٹھجری سے نہ کاٹو اور اسکی تعظیم اور کریم کر دے کہ حق تعالیٰ نے اسکو بزرگی دی ہے یعنی اس ان اشرف المخلوقات کا
 قوت اسکو مقرر کیا ہے

فصل فی السجۃ فیصل ہر جمع وغیرہ کے بعض حکام میں مسلمان کو تجارت اور سوداگری اور بیابان کرنا ناچاہیے جتنا کہ خرید اور فروخت کے مسئلے دریافت نہ کرے
 کہ جس چیز کی خرید و فروخت شرع میں جائز ہے اور کسکی نہیں مان سابق میں سوال ہوا کہ قوم ترک بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہیں اور اسکا اکثر مال حرام ہے اور

ترطیر مال حاصل ہوتا مالکون کو دو مال پھر دے اگر جانتا ہو اسو اسطیکہ یہ مال بمقابلہ گناہ کے ہر تو شکا لینا گناہ ہر شکو پھر دنیا چاہیے اور اگر صاحب مال طہم
تو خیرات کر دے مالکون کی طرف سے تا اگر عین مال انکو نہیں ملا تو ثواب انکو ملے اور اگر بلا شرط نوکری دے دے کے مال ملا تو یہ مال طہم ہر کد فی الخطا دی ہے ہستان
مین ہر کد اکثر قول اور گناہے وان سے بھرت نہیں ٹھرتے اور شرط نہیں کرتے بعد فرخت خدادی کے روح اور معمول کے موافق دیتے ہیں تو اگر چہ خبر میں شرط
نہیں لیکن درحقیقت یہ بھی شرط ہر اسو اسطے کہ فقہ کا قاعدہ کہ لہر و کالشرط یعنی معمولی اور فی مشروط کے برابر ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے جہاں تک لہر و کالشرط
الما فیہ میں تعلیمہ کما فی نقش لہر و کالشرط ہر آرائش مصحف مجید کی چاندی سونے سے اسو اسطیکہ ہر اسکی تعلیم ہر جیسے جیسے کی نقش کاری در آرائش میں تعلیم اور طہات
قدہ رحم غایت میں ہر کد آرائش مصحف کی سونے اور چاندی سے درست ہر اور ابو یوسف کے نزدیک مکروہ انتہی اور مسکند مسجد میں اختلاف ہر مسجد میں ہر مسجد میں نقش کاری
چونہ اور ساگون اور سونے کے پانی سے لباس بہ اور فقیر دن کو دنیا افضل ہر نقش کاری سے حضرت میں ہر کہ اسی قول پر فتویٰ ہر کہ بعض شہاخ نے کہا کہ حجاب اور
دیوار قبلہ نقش کاری قلیل ہو یا کثیر مکروہ ہر اسو اسطے کہ نمازی کا دل مشغول ہو جائتا ہر تماشا میں نماز سے غافل ہو جاتا ہر اور حجت کی نقش کاری قلیل ہو تو
جائز ہر اور کثیر مکروہ و جو طہی نفس پانی سے تر ہوئی اسکا لگانا مسجد میں مکروہ ہر رضائے لید اور گوہر کے جب طہی میں ملائی گئی تو اسکا مسجد میں لگانا درست ہر حکام
کی ضرورت کے سبب سے مسجد میں لگانا اور دونا مکروہ ہر اگر مختلف کو درست ہر اور جب کھانے اور پونے کا مسجد میں فقہ کے تو شکاف کی نیت کہ مسجد میں جائے
اور زکواہ کے مسجد رمت کی شکاف کی نیت ہر یعنی گھر دی یاد و گھر کی یا نماز پڑھے پھر اسکے بعد کھانا یا لینا جو چاہے کہ چنانچہ ہر مسجد میں ہر مسجد میں درست
لگانا سایہ کی نیت سے درست ہر بشرطیکہ مسجد میں نئی نہ ہو اور صفت میں خلل نہ پڑتا ہو تعلیم مسجد پندرہ طرح ہر اول یہ کہ دخول مسجد کے وقت سلام کرے اگر لوگ
ٹپٹے ہوں در ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہوں اور اگر نماز پڑھتے ہوں تو یہ کہ اسلام علینا س دینا و علی عبادہ الصالحین ۲ نماز پڑھے و کثرت تحیت مسجد میں ٹپٹنے سے پہلے ۳
خرید و فروخت نہ کرے ۴ تلوار نہ نکالے ۵ گم ہوئی چیز دہان لا ش نہ کرے ۶ سوار نہ کھڑا کرے دمان آواز بلند کرے دنیا کی باتیں نہ کرے ۸ اند جانے کے وقت
لوگوں کی گردنوں پر نہ بھاندے ۹ مکان کے واسطے نزاع نہ کرے کہ میں یہاں بیٹھ گیا تو دمان بیٹھ اسکی پتلی نہ کرے صفت میں انسانا ہی کے آگے نہ چلے ۱۰ مسجد میں نہ بھوکے
۱۱ دمان انگلیاں نہ چٹکادے ۱۲ انجاسات اور زکون اور دیوان اور اقامت حد دے مسجد کو پاک رکھے ۱۵ اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں بہت کرے کہ زانی اہل المکیر پڑھتے
صحیح میں طار ہر کہ جب مسجد میں جائے تو اول دہن پائون کچے اور در در پڑھے اور یہ دعا کرے اللهم افتح علی ابواب جہنم (اور جب باہر نکلے تو اول بابان پائون
پڑھاوے اور در در پڑھے اور یوں دعا کرے اللهم افتح علی ابواب ملک (و غشیرہ اور قرآن مجید کی دس س آیتوں پر علامت بنا نا جائز ہر نقطہ ای ٹھارا عر ابہ تحصیل
الرفق جد خصوصاً للہیم حسن اور قرآن مجید کا لفظ یعنی اسکے اعراب کو ظاہر کرنا لکھا جائز ہر اور اعراب کی تحریر سے یقیناً آسانی حاصل ہوتی ہر خصوصاً حنیون کو یعنی عرب کے
سوا اور ملک و دیوان کو تو اعراب دینا مستحب ٹھرا م برلمان میں ہر کہ اصل رتبہ ہر کہ تشریف و لفظ مصحف میں مکروہ ہر اسو اسطے کہ سپین ترکہ خرید ہر اور عبد المسبح بد
نے کہا کہ قرآن کو پھر در کھو اور سپین اس چیز کو نہ ملاؤ جو سپین داخل نہیں اور خرید و معنی کی متعل ہر ایک خرید فی التلاوۃ یعنی قرآن کے ساتھ غیر قرآن کو نہ پڑھنا اور پھر
تحریر فی الخطا یعنی قرآن کے لکھنے میں لفظ اور تشریز کرنا کہ زانی الخطا دی لیکن ہر خبر کے نزدیک سبیل کے واسطے درست ہر و علی ہذا لباس بکتابتہ ہما ہی السورہ
عدای و علامات الوقت و نحوہا فی بدعتہ خستہ در فتنہ اور بنابر اسکے نظر تفسیر سبیل کچھ مضائقہ نہیں سورتوں کے نام اور آیتوں کی شمار اور وقت کی نشانیاں کے اور انکے
مانند چنانچہ لفظ مسجد علامت آیات ہر دے لکھنے میں تودہ بدعت حسنہ ہر کہ زانی الدرر و یقینہ و فیہا لباس کو اغذہ خبار و نحوہا فی مصحف و غیر فقہ و مکرہ کی کتاب نجوم
اور اب و فتنہ میں ہر کہ مضائقہ نہیں اخبار وغیرہ کا غزوات کا مصحف اور تفسیر و دفعہ کی دفتیوں میں لگانا اور نجوم اور ادب یعنی صرف و نحو باخت و غیرہ کا دفتیوں میں
لگانا مکروہ ہر جم فتادی عالمگیری میں ہر کہ ابو جابر سے سوال ہوا کہ اغذہ اخبار اور متعلقات کا خاکہ وراق غلات میں استعمال کرنے میں یعنی سجات دفتیوں میں
لکھنا ہے میں تو جواب داکہ مصحف اور کتب تفسیر و دفعہ میں درست ہر کہ کتب ادب و نجوم میں انتہی لیکن یہ بیان نہیں کہ اخبار سے احادیث ہر ادب میں یا تواریخ

کذا فی الخطا وی ویکرہ لصغیر فصحت و کتابہ بطلہ مدق یعنی تشریہا و لا یجوز لعنتی فی کاغذہ و قد خوطہ ولی کتبہ طلب بحجہ صحف کی چھوٹی تختی کرنا اور باریک قلم سے لکھنا مکروہ بکرہ بہت تشریہ ہے اور قدحہ وغیرہ دینی کتاب کے کاغذ میں کسی چیز کو لپیٹنا جائز نہیں اور طب کی کتابوں میں لپیٹنا جائز ہے ہم کتابت کے قرآن کا جو قصد کرے اھلک لائق ہے کہ واضح تر اور خوش خط کتابت کرے عمدہ سفید ورق پر خطی قلم اور روشن سیاہی سے لکھے اور میں اس طرح لکھا دے رکھے اور مصحف کی ضخامت و حجم زیادہ کرے کذا فی اقلیہ و جاز و دخول الذی مسجد اً مطلقاً و کربہ مالک مطلقاً و کربہ محمد و ایشافعی و احمدی فی مسجد الحرم اور جائز ہے داخل ہونا ذی کا ہر مسجد میں اگرچہ مسجد الحرم ہو اور مالک نے اسکو مکروہ کہا ہے ہر مسجد میں اور محمد ایشافعی اور احمدی مسجدی الحرم کے جانے کو مکروہ کہا ہے ذی کے حتیٰ میں ہم امام دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کازن کو مسجد میں آنا اور مسند احمد و طبرانی میں بھی ہے مضمون کی حدیث وارد ہے کذا فی یعنی شافعی کی دلیل یہ ہے ہر نماز میں شکر نیکو شخص خلا لقرآن مسجد الحرم بعد عام ہند ام یعنی شکر ناپاک ہیں تو مسجد الحرم کے قریب جا دین اس سال کے بعد اور دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ غسل جنابت اس طرح نہیں کرے کہ جنابت دفع ہو اور نجاست کی دلیل سے مالک نے کہا کہ کسی مسجد میں آکا جانا اور نہیں شرع نے اسکا جواب اگلے قول میں دیا قلنا انہی تلوینی لا تکلیفی ہم جواب کہتے ہیں کہ قرآن کی نئی تلوینی ہے نہ نئی تکلیفی ہم تلوینی نسبت ہے تلوین کی طرف اور تلوین مارید یوں کہ نزدیک وہ صفت قدیم ہے جسکے طرف افعال کی صفات راجع ہوتی ہیں تو بہت شریفہ کے معنی یہ کہ حق تعالیٰ شکر نیکو میں مسجد الحرم کی نزدیک کو پیدا کرے گا اور تلوینی کی مثال استماع طوعا و کرہا اور تکلیفی کی مثال فہو اب لودہ اور تلوینی اور تکلیفی کا فرق یہ ہے کہ امتثال تخلف نہیں ہوتا اور تلوینی سے عقلاً اور تکلیفی سے تخلف ہوتا ہے کذا فی اجماعی و قد جوز و اجوز طبرانی و جلیل غیباً اور بہت شافعیوں نے جائز رکھا ہے جنابت میں مسجد کے اندر چلنا راہ چلنے کے مانند یعنی یہ جو شافعیوں نے جنابت کفار کو عدم دخول مسجد پر دلیل ٹھہرایا ہے سودیل نام تمام ہے سو اسٹے کہ ان کے نزدیک مسجد میں بلا توقف گذرنا درست ہے یعنی لا یقربوا الا محجوا ولا یقربوا عرۃ بعد حج عام ہذا عام مسع صین اور صدیق رضہ و نادوی علی رضہ علی حیرہ بسورۃ براءہ وقال الایح بعد عامنا ہند اشرک ولا یطوف عریان رواہ الشیخان وغیرہما فلیحققا یہ وجب نہی تلوینی ٹھہری تو بہت شریفہ کا مطلب یہ ہوا کہ شکر نیکو حج اور عمرہ پر ہنہ نہ کہ نیکے اس سال اپنی ہر نماز میں سال کے بعد جبکہ حضرت صدیق اکبر امیر حج ہوئے تھے اور حضرت علی نے اپنے اوٹ پر سے سورہ براءہ با دار بلند سنا دی اور کہا خبردار سو کہ ہمارے اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ طواف نہ کرے اسکو شیخین یعنی بخاری اور مسلم ذخیرہ نے روایت کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم اقلانی نے کہا کہ آیت ہمارے اصحاب کے نزدیک اس پر محمول ہے کہ مشرک منع کیے جاویں مسجد الحرم کی تولیت اور کارپردازی سے یا برہنہ طواف پر چھوٹی و چنانچہ جاہلیت میں کرتے تھے تو حق تعالیٰ نے تشریہ مسجد الحرم کا امر فرمایا نہ کہ نفس دخول ممنوع ہے بل حدیث صحیح بخاری کے کہ مذکور ہو چکی تو یہ حکم یا فقط مہنین کو ہے کہ انکو روکنا یا مہنین اور کفار دونوں کو موجب اس قول کے کہ کفار ذرع شریعت سے مخاطب ہیں اور یہ نہی تلوینی نہیں ہے سو اسٹے کہ نہی تلوینی کا مدلول نہیں ہے عقلاً مختلف نہیں ہوتا اور یہاں لیا نہیں ہے آہی خطا ہی نے کہا یعنی یہ کیونکر معلوم ہو کہ بعد اس نہی کے کسی مشرک نے برہنہ طواف نہیں کیا تو تشریہ تھا کہ شرع وہ تہذیب کرتا جو اہل ذرہ ہے کیا ہے آہی مختصراً بقصر دلائل با حریفی فصل الجریۃ اور تہذیب و مہنین جو جزیہ کی فصل میں گذر گیا ہم فصل جزیہ میں یہ ہے کہ محمد نے سیر کیر میں دخول کافر کو مسجد الحرم میں منع کیا ہے اور سیر کیر میں عدم منع مذکور کیا ہے اور سیر کیر بحال تصنیف ہے محمد کی تو ظاہر اہلین دہ سکہ وارد کیا ہے جو آخر کار خوب ثابت ہو گیا و جاز حیاً و تہ بالا جماع اور جائز ہے بیمار پرسی ذی کی بالانفاق ہم بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ یہودی درکار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا جب بیمار ہوا تو حضرت اہل عبادت کو تشریف سے گئے پھر فرمایا مسلمان ہو جا سو دہ مسلمان ہو گیا حضرت نے فرمایا ایشافعی خدا کو جسے اسکو دوزخ سے آزاد کیا کذا فی یعنی اور سو اسٹے کہ عبادت ایک قسم کا احسان ہے اور قرآن مجید میں حربی کفار کے احسان سے منع فرمایا برظنا غیر حربی کے لیکن جامع صغیر میں یہودی اور نسرانی کی عبادت کا جواز مذکور ہے و فی عیادۃ الجوسی قولان اور مجوسی کی عبادت میں دہ قول ہیں

جواز اور عدم جواز عبادۃ فاسق علی الاصح لایستلزم دیوارۃ سبقت مسلمین اور جائز ہوتا ہے یا نہیں اس کی برآوں صحیح ہو سکتے ہیں فاسق
مسلمان پر گنہ گار اور بیارہم نہیں تو مسلمانوں کے حقوق میں سے ہو جواز خصماً لہما علم حتی اہرقہ اور جواز نہ خصی کرنا جاریا پانے جانوروں کا بیان تک کہ
ان کی کا بھی خصی وہ جب کا خفیہ نہ لایا ہے ہنری میں انکو جیسا کہ ہے نہ انما اخصاء الا انھی فرم اور آدمی کا خصی کرنا تو حرام ہے مگر خون سے خدایت لینا اور
عورتوں میں جالے دینا مکروہ ہو نامہ اعظم نے کہا کہ اگر لوگ جسے غارت نہ ہوتے تو خصی کرنے والے انکو کیوں خصی کرتے ہتھنوں میں لگا کہ خوبہ خصی نہ کرے
ہیں دل یہ کہ اس کے سلب سے پید نہیں ہوتے اور نہ اسے سلطان پیدا ہوتا ہو اور لوگوں کی تادیب میں زبردست اور خوبے ادب اور عورتوں کی مجلس میں آرزو کرنے میں کہ کائنات
ہم بھی عورت ہوتے اور مال جمع کرنے میں نہایت حرص ہوتے ہیں اور شدت سے بخل ہر نے ہیں باوجودیکہ اولاد نہیں رکھتے کذا فی العینی قبل و افرس بعضوں نے
کہا اور گھوٹے کا آنتہ کرنا حرام ہے مگر شیخ الاسلام نے کہا حرام ہے اور شمس لامہ حلوانی نے کہا کہ ہمارے صحابہ کے نزدیک آنتہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے
بالسنت والا حرام اور خصی کرنے میں نقصانے منفعت کی قید لگائی اور اگر منفعت نہ ہو تو حرام ہے مگر بعضی اگر گھوٹے کے سوا اور جانور کے خصی کرنے میں فائدہ حاصل
ہوتا ہو تو درست ہے اور اگر منفعت یا دفع مفرت نہ ہو تو حرام ہے چنانچہ مالگیری میں یہ ذخیرہ سے و انرا لکھیہ علی الخیل کہ گھوٹے ستانی اور گدھا چڑھانا کھڑی پر اور
گھوڑا چڑھانا گدی پر جائز ہے یعنی بچہ لینے کے واسطے کذا فی تہستانی والحققتہ للتذراوی و لو مارجل بطاہر لیس اور حنفیہ اور عمل اللہ ہر بیماری کے علاج
کے واسطے پاکیزہ نہ پاک سے درست ہے اگر چہ ختنہ درد کے واسطے یوم دفع دھن کے واسطے ختنہ درست ہے نہ میں بدن کے واسطے سنن ابو داؤد میں ابو داؤد سے
مرویت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق نصاب ہے بیماری اور دوائی ہیں اور ہر بیماری کی دوا ہر رنگ کی ہے تو تم دو کیا کرو اور حرام خیر سے دو انہیں
فی العینی و کذا اکل تداوی لا یجوز الا بطاہر لیس اور اسی طرح علاج کرنا جائز نہیں اگر پاک خیر سے نہ خیر سے وجوہ فی الہدایۃ بحکم اذا خیر طیب سلم ان خیر شفا
و کم یجد مباحاتہم مقام اور نہ میں حرام خیر سے علاج کرنے کو جائز کہا ہے بشرطیکہ مسلمان طیب نے انکو خیر ہی ہو کہ ہی حرام خیر سے شفا ہو اور کوئی مباح خیر اس کے
تمام مقام نہیں پاکی م ذخیرہ میں ہر ایک بیمار سے طیب نے خیر پینے کو کہا علمایہ کی ایک جماعت نے کہا نظر کرنا چاہیے اگر فقیدنا جاتا ہو کہ خفا ہو جائے گا
تو طلال ہو اور فقیہ عبد الملک نے اپنے استاد سے نقل کیا کہ طلال میں ترناشی میں ہر خون اور شیباب پینا اور درکار کرنا یا یا کو علاج کیو اٹے جائز ہے جبکہ طیب
سلم نے اس سے کہا ہو کہ تیری اس خفا ہو اور کوئی مباح خیر اس کے تمام مقام نہیں در اگر طیب نے کہا کہ اس میں جلد شفا ہوگی تو نہیں اختلاف ہے کذا فی الہدایۃ فی
وفی الزبیرۃ ومعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہدم یجمل شفا و کم فیما حرم حکم فی الحزنہ عند اعظم الشفا و دل علیہ جواز اساعہ اللقنۃ و بخر و جواز شرب لانا اللہ اعلم
قد قد ضاہ میں کتابوں اور ازبیر میں ہے کہ اس حدیث کا یعنی مقرر اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا مقرر نہیں کی اس خیر میں جسکو تم پر حرام کی مطلب نفی حرمت ہے
شفا معلوم ہونے کے وقت یعنی جب یقیناً بالاتر و معلوم ہو جائے کہ اسی حرام خیر میں شفا ہو تو اب اسکی حرمت باقی نہ رہی ولانت کرنا ہی اسی مطلب پر
نہ تارنے کا جواز شراب سے اور شراب پینے کا جواز دین شنگی کے واسطے ہستی اور ہو مقدم ذکر کر چکے ہیں یعنی لایستلزم علق میں انک گیا کسی طرح نہیں لگتا
اور پانی نہیں لیتا تو اسوقت شراب پینا بقدر لقمہ تارنے کے درست ہے اور اسی طرح خندید میں شراب پی لینا بقدر دفع غش حلاکت کے درست ہے اور حالانکہ
شراب نجس اور حرام ہے تو معلوم ہو گیا کہ اسوقت اسکی حرمت باقی نہ رہی دلا جواز کی کوئی صورت ہے مگر وہ درکار نہ ہے اگر یہ اعتقاد ہو کہ شفا ہی اللہ تعالیٰ ہے
اور دو کو اسے سبب ٹھہرا ہو اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ د شفا ہی تو درست نہیں معلوم کرنا چاہیے کہ از اللہ فر کے سبب تیرے میں ایک تو سبب قوی اور تیرے
چنانچہ پانی غرضت کا خیر ہے اور دنی فرار شنگی کی خیر ہے دوسرے سبب یعنی حبیبہ فساد اور پھینے لگانا اور سہل فساد سراج سارا ابواب طیب یعنی برہوت کا
معاجمہ حرارت سے اور حرارت کا بردت سے اور یہی سبب طیب میں ظاہر ہیں سبب برہوت حبیبہ وغنا اور ہوا و طبعی سبب کا ترک کرنا تو کل نہیں بلکہ اگر
حرمت کا خوف ہو تو نہ تارک کرنا حرام ہے اور سبب ہر دم کا ترک کرنا تو کل کی شرط ہے ہر سبب میں نہ حکم کا خوف ہوا اور نہ تارک کرنا و غش نہیں اور نہ میں

نہیں کرتے اور درجہ متوسط یعنی سبب طبعی جسے علاج کرنا اسباب طبع سے تو اسکا کرنا توکل کے مخالف نہیں بلکہ سبب مہیوم اور اسکا نہ کرنا بھی ممنوع اور مخطوط نہیں بلکہ
 ترک سبب قطعی بلکہ گاہے ترک علاج افضل ہوتا ہے اس کے فعل سے بعض احوال میں بعض شخص کے واسطے خواجہ عمدہ میں ہرگز نہیں ہے ایک شخص کا سیٹ جاری ہو گیا یا
 آنکھیں خوش بین آئین سو اسے روانہ کی یہاں تک کہ ناتوان ہو کر گر گیا تو اسیر گناہ نہیں اور اگر جو کھار یا اور اسے نہ کھایا یا جو قدرت کے یہاں تاک
 کہ مر گیا تو وہ گنہگار ہو گا اور دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ کھانا بقدر قوت کے آسودہ کر دیتا ہے یقیناً تو اسکا ترک کرنا اپنی جان کو ہلاک کرنا ہے اور محال ہے
 دو کرنا ایسا نہیں یعنی حصول شفا کا سبب قطعی نہیں ہر حجامت یعنی خون کا نکالنا کچھنوں سے ہر شخص کو مستحب ہے اور حجامت بعد نصف ماہ ہر روز شنبہ تہران
 نافع ہے اور پندرہویں تاریخ سے پہلے کردہ ہر دفعہ میں ہر کہ آدمی اور سور کے سوا اور حیوانات کی ہڈیوں سے علاج کرنا درست ہے لیکن اگر درجہ بالا ہو تو اسکی
 خشک ہڈی سے علاج درست ہے نہ تر سے قتیہ میں ہر کہ عورت کے دورہ کا ماس لینا مکرر علاج کے واسطے پسند درست ہے لیکن جو ہر خلاطی میں ہر کہ اجزاء آدمی
 سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں خلاصہ میں ہر کہ تریاق کا کھانا کر دہ ہے جبکہ اس میں سانپ کا گوشت پڑا ہو لیکن سبب اسکی درست ہے اور اگر یقیناً معلوم ہو کہ اس میں سانپ
 نہیں پڑا ہے تو اسکا پسند درست ہے چھپ میں ہر کہ لڑکوں کا دغماض سے اور اسی طرح حیوانات کا دغماض انسانی کی واسطے درست ہے خزانہ الفتادی میں ہر کہ قرآن کفر
 کرنے میں اختلاف ہے یعنی بعض پر قرآن پڑھنا یا کاغذ میں لکھنا اور بعض پر لکھنا یا تہن میں لکھ کے دھونا اور یا بار کو ملانا عطا اور مجاہد کے نزدیک علاج ہر اور بھی
 نزدیک کردہ ہے خزانہ مفتیین میں ہر کہ نور ذکر کے ایام میں کاغذ پر دعا وغیرہ لکھنا اور دروازوں پر چکنا نا حرام ہے اور اسطیکہ میں اسے تعالیٰ کے نام پاک کی بابت ہے
 اور جو بیوں سے شبابت ہے ہر اکل میں اہل المکیہ و جازر زرق تھا ضی میں بیت المال بویست المال حلال ہے حق والام سبیل اور جائز ہے قاضی کا زرق بیت المال
 یعنی خزانہ سلطانی سے لشکر طیکہ بیت المال حلال ہے حاجی جو ہر وہ غیر واجب ظلم سے جمع ہوا ہو تو قاضی کو اس میں سے لینا حلال نہیں یعنی اس واسطے کہ وہ غیر کمال
 ہر اس کے مالک کو بھیر دینا چاہیے کہ انی الزبیری وغیرہ بالزرق یقیناً بقدر ما یغنیہ والہ فی کل زمان و دو مینا فی الاصح اور مصنف نے ولفیہ قاضی کو تعمیر زرق کیا
 معلوم ہو کہ مقدار اسکی بقدر کفایت قاضی کے اور اس کے عیال کے چاہیے ہر زمانہ کے موافق اگر قاضی مالدار ہو تو بھی زرقی اسکی بیت المال سے تعلق ہے قول اص
 میں م اس واسطے کہ اسے اپنی ذات کو روک رکھا مصلحت سلیم کے واسطے اور جس محلہ سبب بقعہ ہو وہاں بلا شرط ولو بہ کالاجرة حرم لان القضا طاعۃ فام خیر کما
 الطاعات قلت و ہل یجری فیہ کلام المتأخرین خیر اور یعنی بیت المال سے قاضی کی روزی کی حلت ہر وقت ہے جبکہ روزیہ بدین شرط کے مقرر ہوا ہو اور اگر شرط
 سے ہوا جرت کے مانند تو اب قاضی کو بیت المال سے لینا حرام ہے اور اس واسطے کہ فیصل کے اس مقدمات کا طاعت اور عبادت ہے تو اسکا اجارہ جائز نہ ہو جیسے در باقی
 طاعات کا جائز نہیں میں کہتا ہوں اور کیا انصاف میں متاخرین کا کلام جاری ہو گا یا نہیں اسکی تحریر کرنا چاہیے متاخرین کا کلام یہ ہے کہ طاعت پر استیجار درست
 ہے مخطوطی نے کہا تحریر اسکی یہ ہے کہ جس کے نزدیک قرأت قرآن دفعہ مخصوص ہو یا اجارہ ہے تو قضا وغیرہ حاجات میں اجارہ جائز نہ ہو گا اور جو عموم طاعات
 کے اجارہ کو جائز رکھتا ہے تو اس کے نزدیک درست ہو گا و جاز سفر امتہ و م الولد و الحکاتہ و البقیۃ بلا حرم ہر انی زانہم انی زاننا فلا تعلبہ اہل
 القضا و البقیۃ ابن کمال اور نوٹدی اور ام ولد اور کاتبہ اور نوٹدی کہ نصف یا ثلث آزاد ہے تو اسکا سفر کرنا بدین حرم کے درست ہے ہر حکم حجاز مانہ قدما کا
 ہمارے زمانہ میں تو سفر غیر حرم کے ساتھ نوٹدیوں کا جائز نہیں اہل فساد کے غلبہ کے سبب ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ مذکورہ ابن کمال و جاز شرعاً والا بد
 للصغیر منہ وبعہ ارجح مالا بد للصغیر منہ لاخ و عم و م و لستقط ہو فی حجر ہم امی و کتمہ والا لا اور صغیر کے واسطے خرید کرنا اس حین کہ جو اس کے واسطے ضرور ہو
 خواجہ بقیہ اور کسوت اور دایہ نو کر کھنا اور چچا اسکا جو صغیر کے واسطے ضروری ہے جائز ہے اس کے بھائی اور چچا اور مان کو اور اسکو جسے لادارت لڑکا پڑا یا بستر
 صغیر اشخاص مذکورین کی حفظ اور پرورش میں ہوا اور اگر انکی پرورش میں نہ تو خرید و فروخت صغیر کے مال کی درست نہیں و جاز اجارہ لامہ فقط
 نو فی حجر یا و کذا الملتقط علی الاصح کذا غرہ المصنف بشرح الحج و لم ارہ فیہ دیاتی تنانیا بقیہ مقبہ اور فقط اسکی مان کو صغیر کا اجارہ دینا جائز ہے اگر اسکی

اور اسکی دعوت قبول کرنا اور ہنگامہ فوراً برپا کرنا درست ہے اور اسے آجس کا کم قیاس یہ ہو کہ ہنگامہ یہ وغیرہ قبول نہ ہو کیونکہ وہ قریح کے لائق نہیں ہیں لیکن
 بطریق آجس کے درست ہے کہ اہل معاملہ اسکی طرف رجوع کریں اور سوداگری اسکی روئے کرے اور حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کا
 تحفہ قبول کیا انکے آثار ہونے سے پہلے اور یہ کہ کا تحفہ قبول کیا اور فرمایا کہ اسکے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ کذا فی الزبطی ذکرہ کہ سوسہ آری قبول
 ہر تہہ بعد تو با و اہل اودہ التقدرین لعدم الضرورة اور کردہ ہر اسکی کہ سوت یعنی غلام کے کپڑے کا تحفہ قبول کرنا اور روپیہ آخری کا ہدیہ دینا اسکا کردہ ہر
 عدم ضرورت کے سبب سے یعنی یہ ہر مخیر سوداگر کی کہ نہیں و آنحضرم شخصی ظاہرہ الاطلاق ذیل علی دخولہ الحرم لوستہ تحفہ ہر آنحضرم شخصی یعنی خود کے
 خدمت لینا کردہ ہر ظاہر اس کلام کا حلال پر دلالت کرتا ہے خواہ باہر خواہ گھر میں اور قریب ضعیف یہ ہے کہ خود سے باہر خدمت لینا کردہ نہیں بلکہ اسکا
 جانا اگر کے اندر عزت میں کردہ نہیں اسکی عمر پندرہ سال یا زیادہ کی ہو و کہہ اگر فرض اری عطا بقال کیا نہ وغیرہ درہم در آن خوف ہر یعنی بیدہ شرط
 لیاخذ متفرقا منہ برباک ناشاء و ولولم بشرط حال العقد لیکن تعلیم نہ بدیع لذلک بشرط لایہ لانہ فرض بر لیا و ہر بقا مالہ اور کردہ ہر فرض یعنی روپیہ یا
 گیسون بقال کا چنانچہ نانوائی وغیرہ کو دینا لغت ہو جانے کے خوف سے اگر اسکے پاس سے بشرط کر لینا کہ بقال سے بعض اسکے لیا گیا متفرق جو یا گیا اور
 اگر بشرط حال عقد یعنی دینے کے وقت نہ کی لیکن بقال جانتا ہے کہ وہ ہی واسطے دیتا ہے تو بھی کردہ ہر کذا فی الزبطی دلیل کوہت کی ہے کہ اس طرح دینا اگر
 ہر جس سے مالک نے نفع حاصل کیا یعنی مالک کا مال باقی رہنا ہم اکثر اسباب ہوتا ہے کہ وہی بقال وغیرہ کے پاس دیتا ہے کہ اس طرح اسکی سے کہ یہ پاس باقی رہی ہو جائے
 تو بقدر ضرورت مالک نہ کرے اسے لیا کرتا ہے تو یہ کردہ ہر اسوہ لیکہ اس فرض سے نفع حاصل ہوا باقی رہنے مال کا خواہ دیکے وقت متفرق لینے کی شرط اور اگر مالک
 اسوہ لیکہ معرفت کامل شرط ہے ہر تحسین بن منصور کی سنن دیر قری میں حدیث فرج ہے کہ جب فرض ہے تو بشرط کا ہدیہ قبول کرے اور اسکی سواری پر سوار ہو کر مسرت جبکہ
 وہ یہ دینا اور سوار ہونا دونوں میں فرض ہے پہلے بھی جاری ہوا اور پیش کی دوسری روایت یہ ہے کہ کل فرض بر غنۃ نمود و بن جوہ البرا یعنی قریض نفع صحیفہ تو بھی باقی ہے
 ہر مالک جو وہ سے کذا فی یعنی شرح الامدادیہ تلک اودع لایکھ لانہ لو مالک لا یقیم تہ اگر روپیہ وغیرہ بقال کے پاس امانت در رویت رکھ دے اسے متفرق لیا کرے تو کہ وہ نہیں
 اسلیکے کہ اگر روپیہ وغیرہ ملت ہو جائے بقال کے پاس تو ہر تار دان میں جب واجب رویت میں نہ ہو تو قرض ثابت ہوا لہذا اگر منفعہ کردہ ہر منفعہ اور کذا فی بشرط مالک
 قبل الاقرض ثم اقترض مکر اتفانہ قمتانی و بشرط لایہ اور ہی طرح اگر متفرق لینا قرض دینے سے پہلے شرط کر لیا ہر قرض دیا تو بالاتفاق کردہ نہیں کذا فی قمتانی و بشرط لایہ ہم
 تجنیس اور خبر میں اسکی میں ہر تین مذکور میں ایک یہ کہ لینا بطریق بیع یا خرید کے قرض میں شرط کرے دوسرے یہ کہ شرط نہ کر لیا کہ معلوم ہو کہ اسی کے واسطے دیتا ہے و دول
 صورتیں کردہ ہیں ہمیں دوسری وجہ یہ کہ قرض دینے سے پہلے شرط کرے بعد اسکے قرض دے تو یہ جائز ہے کہ کہیں نفس عقد میں منفعہ شرط نہیں کذا فی الطحاوی ذکرہ تحسین لیا
 اللعجب بالسر وادرز و کھیلنا کردہ تحریری ہر ہم کیلے لار و شیرین بابک نے کالہ لایہ لہذا اسکو نہ شیر کرتے ہیں کذا فی انعاموس قمتانی نے کہا کہ یہ کیلے شاپور بن ابی ذر
 کی موضوعات سے ہو و ردہ دوسرا بادشاہ ہر ملوک ساسانیہ سے اور یہ حرم ہر اسوہ قطع عدالت ہر بالاجاز اتھی اور دست نہ شیر کی حدیث مرفوع میں ثابت ہے
 چنانچہ جامع صغیر میں ہر اور عینی نے اس میں صحیح مسلم سے روایت کی ہے و کذا فی الشرح کبیر اور وکل و لایح الا اناد اور ہی طرح شرط کر کردہ ہر شرط کبیر
 ضیمن مجہد ہر اور میں مجلسی جائزہ ہر اور اسکو تحفہ نہیں دیا جانا اگر بیکت ہم ہر چند شرط کی حرمت چند احادیث ضعیفہ میں مذکور ہے لیکن عمدہ دلیل اسکی
 تحریم یہ ہے کہ وہ اسوہ ہر اور ان مراتب ثلثہ سے جکا استثناء حدیث متعدد میں ثابت ہے کہ خارج کذا فی یعنی شرح و قایہ میں ہے کہ شرط کھیلنے میں فوت نماز کا ہر
 اور عمر ضائع کرنا ہر اور نظر باطل کا ایسا استیلاء ہے کہ کھیلنے والے کو بھوک پیاس کی خبر نہیں رہتی اور چرکا کیا ذکر ہے و اباحہ اشافی و ابویوسف رحمہما فی ردوۃ و لکھما
 شارح الوہابیۃ نقال سے و اباس بالشرط دی ردوۃ و عن ابر قاضی الترق و لہرب یوسف و اور شرط کو بیاح کہا ہے شافعی اور ابویوسف نے کیا ایک روایت
 میں اور اسکو نظم کیا ہے وہ بانیہ نے سولون کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں بشرط میں اور ایک روایت ہے مقبول علامہ شرقی و غرب کے قاضی سے

کندانی است و در حوا و حجب ان یاعمره القاضی من غیر قوت و قوت اہل عام سبب مخالف القاضی غرہ بجا رہا در مال و مال و مال
القاضی علیہ طعام و فاقا علی الصحیح و یہ وجب کہ جبکہ غلہ کا زیادہ ہو اسکی اور اسکی کردار کوئی قوت سے اسکی سبب ڈالنے کا قاضی حکم دے پھر اگر وہ سبب
بلکہ حکم قاضی کی مخالفت کرے تو قاضی اسکو غریب دے جیسا مناسب دیکھے اسکی زبردستی و توجہ کے واسطے اور قاضی اسکا غلہ زبردستی بخدا سے اتفاق امام اور
مساجین رہے قبول صحیح ہر چند اس کے نزدیک جرجا زبردستی نہیں لیکن در صورت غرقام کے درست ہے کہ انی اخطا دینی فی اسراج کو خاف الامام علی الہد
الہاک اند الطعام من الخمرین فرق علیہم فاذا وجد و سحر رد و مثله و ہذا پس غریب و ضرورت و من غریب مال غیرہ و خانہ الہاک ستادہ بلا مضاہ و نقلہ الزامی
عنہ لا اختیار و آخرہ اور سرج و دلیج میں ہے کہ اگر بادشاہ اہل شہر کے ہلاک ہو جائے تو اسے غلہ شہر کرنے والوں کی سزا دینا اور اہل شہر کو بانٹ دے پھر
جب اہل شہر کو کشائش ہو تو اس کے برابر زلیج مالکوں کو پھیر دینا اور یہ لینا بادشاہ کا زبردستی جرجا نہیں بلکہ ضرورت کے سبب ہے اور جو شخص کسی کے مال کی غلطی
ہو اور اپنے ہلاک ہو جائے تو اسے وہ اسکو ملے بلا مضامندی مالک کے اور زلیجی نے یہ مسئلہ فقہان سے نقل کیا اور یہ کتاب رکھا و لا یکن حق اگر بحسب غلطی
بلا خلاف و بحلو میں بلکہ آخر خلافا لثانی اور مختار نہیں ہوتا آدمی اپنی زمین کا غلہ بند کر کے سے بالاتفاق اور اس کے غلہ کے جس سے جسکو ملا دیا ہے دوسرے
شہر سے برخلاف ابو یوسف کہ میں نے اس کے غلہ سے اسکا مال جس حق میں اس سے متعلق نہیں تو اس حق میں اس کا غلہ نہیں ہوتا اور اگر اس کے حق میں اس کا غلہ ہے
اسکا نہیں کہ اہل شہر کا حق اس سے متعلق نہیں فقہ ابو الیث نے شرح جامع وغیرہ میں فرمایا کہ اسکی زمین میں ایک صورت درست ہے اور دوسری کہ وہ اسکی زمین میں
ہو کر وہ صورت یہ ہے کہ شہر میں غلہ ہو لے اور یہ سبب اور لوگوں کو اس کے نیچے سے ضرر ہو نا ہو اور جو صورت درست ہے وہ یہ ہے کہ اسکی زمین کا غلہ ہو یا دوسرے شہر سے اسکو
لے آیا ہو یا شہر ہی میں غلہ خرید لیا ہو لیکن لوگوں کو ضرر نہ ہو اور مختلف صورت یہ ہے کہ شہر کے متصل قریات سے غلہ خرید کرے اور شہر میں بند کر کے تو اس کے نزدیک درست
ہو اور جس کے نزدیک کر وہ ادیری قول بخوف و اتی لویہ صاحب ہدایہ نے محبوب کو کر وہ کہا ہے ابو یوسف کے نزدیک ہے کہ جو غلہ نہیں لے سکا فقہ ابو الیث نے اسکو قسم
متفق علیہ میں اہل کیا ہے تو دوری نے کتاب التقریب میں دیت کی کہ ابو یوسف نے کہا کہ اگر غنیمت سے غلہ لاوے تو وہ حکام نہیں اور یہی طرح شہر کر بھی ہے تو بحلو
بلکہ آخر ابو یوسف کے نزدیک ہے کہ اگر اسکا شہر ہو گا کہ انی کوئی شرح الہدایہ مختصرا و عند محمد ان کا یہ سبب نہ عادیہ کر وہ ہو چکا اور محمد کے نزدیک اگر غلہ لانے کی اس شہر سے
عادت ہو تو وہ باقی غلہ لاکر بند کر چکا کر وہ ہے اسکا بلکہ تمام شہر کا حق اس سے متعلق ہے اور یہی قول شمار ہے و لا یسرہ کا حکم بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا سحر و خانہ
ہو اسرا القاضی الباسط الرزاق و حاکم نزع مقرضہ کہ بدیل قول فی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نزع مقرضہ کہ ہو اسکا بلکہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہی نزع مقرضہ دینے والا فافین
باسط الرزاق فی معنی تنگی اور کشائش لای کی ایسی کی طرف سے ہم ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں اس کا ذکر ہے کہ لوگوں کو کیا اسرا ہوں اس نزع کر ان پر کیا ہو
ہمارے واسطے نزع مقرضہ دینے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بہرہ ہر اسرا القاضی الباسط الرزاق میں چاہتا ہوں کہ خدا سے ملوں و رحم میں سے کوئی
شخص مجھ سے مطالبہ نہ کرے غلام کرنے کا نہ خوگانی نہ مال کا نہ زنی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور دارمی اور دار ابو یوسف سے منقول ہے نبی سند میں ہو کر وہیت کیا ہے کہ اسکا
یعنی الا اذا تعدی الارباب عن التیمۃ تعدیا فاحشۃ فلیس بمشورۃ اہل الارباب کہ جبکہ غلہ فروش قیمت میں تعدی فاحش کرے تو حاکم اہل اس کے مشورہ سے
نزع مقرضہ کر دے تعدی فاحش کی صورت عینی اور زلیجی وغیرہ ہے یہ بیان کی ہے کہ وہی قیمت پر بیع کرتے ہوں قال المالک علی الوالی ما یوکلہ عوام و اہل مال
نے کہا کہ حاکم اگر ان کے سال میں نزع کرنا وجب ہے تو اسکا علم اور مالک کے منہ میں نزع اور عدم لزوم کا فرق ہے جوئی ہمارے منہ میں نزع حاکم پر وجہ نہیں ہے صورت تعدی
جائز ہو اور مالک کے نزدیک وجب ہے و فی الاقناع ائمہ و مشرورانہ اہل البائع ضرب الامام نقص لایل المشتري و یلہ ان یزاد البیعی ما تجب و اختیار میں ہے کہ حاکم نزع
بقرضتے اور بائع دوسرے حاکم کا ضرب ہے اگر اس کے نزع سے کسی کے تو مشتری کو وہ غلہ علانی نہیں یعنی مالک کی ناراضا مندی کے سبب سے تو چلے جواز
کا یہ ہے کہ مشتری بائع سے کہے کہ میرے ہاتھ تو بیچ جھڑ تو جا ہے بلکہ انی عینی عن محیط و لو لم یصلحوا علی سحر و آخر و لکم و ذل فی قصاص مشتری بالفقہان

والقرس والبخل والکفر الذی لا یقرب الی الله وافراده اخصف خلافا لما ذکرہ فی مسائل شنی فتنہ والابل وعلی الاقدام لانہ من اسباب البراءة فکان منہ ویا
اور کچھ مضائقہ نہیں باہم سبقت لیجائے گا تو بابتہ ہی اور گھوڑا اور اونٹ دوڑانے میں اور تیرہوں کے دوڑنے میں اسو سے ایسا کہ امور مذکورہ جہاد کے
اسباب سے ہیں تو سبقت سبب ہوئی المتقی اور مجمع میں کہ کما خیر اور گدھے کی مسابقت بھی درست ہے اور اخصف نے اپنی شرح میں یہ بھی لکھا کہ سبقت ثابت رکھا
اور مسائل شنی میں اسکے مخالف ذکر کیا ہے تو خبر دار ہر ہنام مسائل شنی میں جلت مسابقت گھوڑے اور اونٹ اور اقدام اور تیر اندازی میں جس کی طرف
و چند ائمہ لکھتے ہیں کہ فی الاقدام امر ارجح لعل اور ائمہ ثلثہ یعنی مالک اور شافعی اور احمد کے نزدیک اقدام میں مسابقت جائز نہیں یعنی مال شرط کر کے درست نہیں
اور ائمہ نو فیہا ج فی کل المملع لکما یأتی اور بلا شرط مال کے تو سبقت مباح ہے سبب واجب اور ملا ہی میں جیسا کہ آگے آدیکام غلام کا مال ائمہ ثلثہ کے کلام
مربط ہے اور مستنون آئندہ اسکا منہ ہے کہ یہ کلام ہے اہل مذہب کا کہ انی لخطا وی حل لکھل وطاب لانی لکیرہ تحقیقا ذکرہ البرجہ ہی وغیرہ وعللہ البرازی باسنادی
بالشرط و عدم العقد و القبض انتہی ومفادہ لزومہ بقصد کما یقول لثانیۃ متبعہ سبقت کا مال مشروط حلال و بطیب ہے اور زمین کے مستحب متقی پر ہونا ہے
کہ حاکم زہدستی دلاوے ایسا ذکر کیا ہے برجدی وغیرہ نے اور برازی نے اسکی علت بیان کی ہے کہ شرط سے کوئی چیز متقی نہیں ہوتی سبب نہوئے عقد و قبض کے
انتہی کلام البرازی دویہ کلام لزوم مال مشروط کا مفید ہے عقد ہونے کے سبب سے چاہے چٹا فی مذہب کتنے ہیں تو سکو دیکھ سہوئے یعنی عقد یا قبض سے تحقیق
مال ثابت ہوگا تو حاکم زہدستی دلاوے آدیکام ان شرط المال فی مسابقتہ من جانب واحد مسابقت کا مال مشروط حلال ہے اگر مسابقت میں ایک جانب سے
مال کی شرط کی ہو مثلاً حاکم زہدستی دلاوے اگر میرا تیر سبقت کرے تیرے یا میرا گھوڑا یا اونٹ آگے بڑھ جائے تیرے گھوڑے اور اونٹ سے تو میں اس
سودم تجسس لو لگا اور اگر تیری طرف سبقت ہوگی تو میں کچھ نہ دوں گا و حرم لو شرط فیہا من لجانین لانی یہی ہے تمہارا اور سبقت کا مال مشروط حرام ہے اگر مسابقت میں
دونوں جانین کے مال مشروط ہو اور ہوسکے یہ قرار اور جو ہو گیا اسلئے کہ تمہارے ہر جسمین جانینی ہر ہون اجمال عزمت میں کہ انی الزامی لا اذ احلالا ثانی لثانی
محلکما یعنی ہر سبقت کے بعد اگر سبقت میں سبقت والہم خیر ثم اذ سبقتا اخذنا وان سبقتا لم یعلموا فیہا سبقتا ایہما سبق اخذ من لثانی سبقتا جانین کا مال مشروط حرام
مگر اس صورت میں حرام نہیں جبکہ دونوں نے تیسرے شخص محل کو اپنے درمیان داخل کر لیا بشرطیکہ اسکا گھوڑا اور اونٹ ہر دونوں کے گھوڑے سے اسطرح برابر ہو کہ اسکا
بڑھ جانا دونوں گھوڑوں سے ممکن ہو اور اگر اسکا گھوڑا ایسا نہ ہو تو ایک کو دوسرے کا مال حلال نہیں ہے اگر تیسرا محل آگے بڑھ گیا تو دونوں شخصوں کا مال مشروط
لے اور اگر وہ دونوں شخص تیسرے سے بڑھ گئے تو تیسرا انکو چھو نہ گیا اور دونوں شخص اس میں جو بڑھا دیکھا وہ اپنے ساتھی دوسرے سے لیکام محمد نے کتاب میں کہا کہ انالٹ
کو سبقت جو از کاحیلہ ہوگا جبکہ اسکا سابق اور سبق ہوتا متوہم ہو اور اگر اسکی سبقت دونوں سے متیقن ہو یا اسکا سبق ہوا یقینی ہو تو جائز نہیں عالمگیری
میں ہے کہ جب جانین نے محل کو فیہا میں اپنے داخل کیا ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو سبقت کرے مجھے تو تیرے واسطے اتنا مال ہے اور اگر میں سبقت کروں تو میں اتنا
لوں اور اگر تیرا سبق ہے تو کچھ پیادے اور خلاصہ میں ہے کہ جانین نے تیسرے کو داخل کیا اور تیسرے سے کہا کہ اگر تو ہم دونوں پر سبقت کرے تو دونوں کا مال مشروط
تیرا ہے اور اگر ہم تیسرے پر سبقت کریں تو ہم کچھ لین تو ازراہ استحسان یہ جائز ہے تہی اس سے معلوم ہوا کہ اذ خال انالٹ کی دو صورتیں ہیں یعنی نے کہا وہ جو ازراہ ہی
کہ انالٹ کر کے غرامت نہیں قطعاً و یقیناً بر تقدیر پر نہیں تو فقط یہی شمال ہے کہ پاوے یا پیادے تو اس سے قمار ہونا ثابت ہوا تو گویا ایک ہی جانب مشروط ہوئی
اس واسطے کہ تمہارے جو میں جانین احتمال غرامت میں سادی ہوں کہ انی لخطا دی وکذا حکم فی المتفقہ فاذا شرط لمن بعد لہو اصبح وان شرطہ نکل علی صاحبہ
و مجتہد اور اسطرح کا حکم ہر وقتہ کی مسابقت میں ہو جبکہ مال شرط ہو اس کے واسطے جس کے ساتھ صواب و حق ہے تو صحیح ہے اور اگر دونوں مال شرط کیا ہر شخص کے واسطے
ساتھی پر تو صحیح نہیں کہ انی الزام فی المتجمی جب صاحب حق کے واسطے مال مشروط ہوا تو یہ قمار کی صورت ہے اس واسطے کہ احتمال زیادہ نقصان ہر شخص میں موجود ہے بلکہ
حالت مال فی یہ صورت ہے کہ مال مثلاً زید کو دیا جائے اگر حق کوئی اسکی جانب ظاہر ہو اور اگر دوسرے کی طرف حق کوئی ثابت ہو تو وہ کچھ نہ پاوے یا تیرے

مافی النبی زینت و احاطت و احاطت فی الوسیانہ بالیہ و فیہ فیصل ملحق بالکتاب فی جمیع حجتہ بحسب بعض الحجاہ فی بعض من کتابہ ہذا و فیہ فیصل ملحق بالکتاب فی جمیع حجتہ بحسب بعض الحجاہ فی بعض من کتابہ ہذا
بہرہ کہ بعض من کتابہ ہذا فیہ فیصل ملحق بالکتاب فی جمیع حجتہ بحسب بعض الحجاہ فی بعض من کتابہ ہذا
فیصل ملحق بالکتاب فی جمیع حجتہ بحسب بعض الحجاہ فی بعض من کتابہ ہذا
الہ اسکے علم کا دائرہ فیہ دن کوئی ہو چکا ہو اور دوسرے کا دائرہ اسی کی فرائض کو سمجھنے پر اول غرت کو نہ لکھا ہو اور ثانی اپنی فرائض پر دروی نہ لکھا ہو
ساعتہ حیرت من احیاء اللیلۃ اور روایت میں آیا کہ باہم علم کا ذکر کرنا ایک ساعتہ بہرہ ایک رات کی عبادت سے پہلے ہی نہ ہو جس نہت ہم عالمگیری میں ہے کہ علم اور فقیہ
کی طلب فرض ہے اور جبکہ نہت صحیح ہو تو سب سبک اقبال سے افضل ہے اور اس طرح زیادہ علم کا اشتغال شہر و صحت نہت افضل ہے اور اس سے کہ اسکا فائدہ عام تر ہو
لیکن اس شرط سے کہ اس سے دین میں نقصان واقع نہ ہو اور صحت نہت کے فضل سے حق تعالیٰ اور آخرت کا قصد کر کے نہ طلب دنیا اور جاہ اور خستہ کا اور
انگریزوں میں پہل اور فتح خلق اور احیاء علم کا ارادہ کرے تو بعضوں کے نزدیک یہ بھی صحت نہت میں داخل ہو گا مافی ذخیرۃ الکردی اور اگر صحت نہت پر تیار ہو تو
بھی علم کیلئے ان کا علم سے بہتر ہو علم خیر ہے لیکن نقد و فضل پر تو علم فہم پر بہتر ہے تو سزاوار ہے کہ علم ہزار کلام حکماء میں اور ان کے
حاصلین میں ان کے طلب علم بقدر ضرورت دین و دنیا فرض ہے سو اس کے فرض میں ہر اگر اس سے زیادہ علم حاصل کیا تو افضل ہے اور اگر ترک کیا تو گناہ نہیں علم میں قسم ہے کہ
تو علم نافع جسکا حاصل کرنا واجب ہو وہ صرف جو کلام علم ہو بعد اسکے علم حلال اور حرام اور دینی و دنیاوی کے واسطے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے
علم وہ ہے جس سے پرہیز کرنا واجب ہو یعنی علم سحر اور نام فہم اور طلسمات و علم نجوم گر بقدر معرفت و اوقات نماز پنجگانہ اور طلوع و غروب قبلہ اور ہر اہمیت طریقہ کے
درست ہے اور ایک علم اور ہر یک کا نفع آخرت میں نہیں وہ علم جدید اور ناسخات کا ہے تو اسکے اشتغال میں عمر کا ضائع کرنا ہر فرض اس سے الزام نہیں ہر نہ انکار حق
کذا فی الخطا وی تخشع اولہ الخرج لطلب العلم الشرعی بلا اذن والدہ یہ لو تھما دھما فی الدردار و درو جوانوں کو علم شرعی کی طلب کے واسطے سفر کرنا ہے والدین کے
بلا اذن و صحت ہے اگر وہ دارمی والا ہوا دیواریاں در میں مدم اگر امر ہو تو والدین کو سنہ سنہ کرنا درست ہے اور مرد علم شرعی سے نہ علم کلام اور مانند اسکے جو
نہ بیان فلا سفہ اور ان کے باطل سے ملنے پر نہ انہما مافی الدردار و اذاکان الرجل لصیوم و لعیلی و لیفر الناس سیدہ و لسانہ فذکرہ بجا فقیہ الدین غیبتہ حتی
لو اخرج السلطان بذکرک لیرجہ لا ینم علیہ اور جبکہ ایک شخص نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہوا در لوگوں کو خطبت دیتا ہو ایشہ بقدر میزان سے تو ہر کسی کی جرائی کا
ذکر کرنا غیبت نہیں بیان تاک کہ اگر حاکم کو اسکی خبر دے تاکہ وہ اسکو دھتے تو خبر کرے گناہ نہیں جس کی بد گوئی اسوجہ غیبت میں نہیں کہ وہ گناہ کو علانیہ نہ کرے
اور جس گناہ کو چھپانا ہو تو چھپا کر ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے و قالوا انی علم ان اباء بقدر علی منہ علمہ و لو کتابتہ دالا لکلا لانتفع احدہ و قماہ فی الدردار و قماہ
تاکہ اگر جانے کے چھپا باپ اسکے منع کرنے پر تیار ہو تو اسکو آگاہ کر دے اگرچہ اسلام لکھ بھیجنے سے ہو اور اگر دین پر تیار ہو تو آگاہ نہ کرے تاکہ باپ اور بیٹے
میں عداوت نہ پڑ جائے اور پورا اسکا بیان در میں ہے و کذا لا ینم علیہ نوذر مساوی انھیہ علی وجہ الاتہام لایکون غیبتہ انما انھیہ ان مذکر
علی وجہ الغیبت برید السب در ہی طرح اشیر گناہ نہیں اگر اپنے بھائی مسلمان کی بڑایاں ذکر کرے بطریق اتہام اور فسوس کرنے کے اور سبک کیا یا عیب
غیبت نہیں غیبت تو یہی ہے کہ عیب ذکر کرے بد و غیبت کے ستام و تحقیر اور عیب جوئی کا قصد کرے و لو کتابتہ لانتفع احدہ لایریدہ بطعم علی غیبتہ و جوئی خاصہ
فیصل فیہ مجہول و متظاہر فیج و لمصاہرۃ و دوسرے عقائد و تہذیر نہت و لشکوی ظلامتہ لکلام شرح و بیانیہ اگر ایک گانوں و دانوں کی غیبت کرے تو وہ غیبت مجہورہ
نہیں ہے سو اس سے کہ اس بد گوئی سے وہ سب بہتے دانوں کا ارادہ نہیں کرتا ہے بلکہ بعض لوگوں کا قصد رکھتا ہے اور وہ بعض قبل میں نہیں نہیں کہ ان کی غیبت نہت
بلکہ ہر پنج شخصوں کی ایک تو شخص غیر میں کی دوسری جو علانیہ گناہ نہ تہذیر و تہذیر یعنی تا ناسخہ کرنے کی وجہ سے جوئی بد عقاید کے عیب سے تاکہ وہ عقیدہ
ناسخہ سے باز رہے یا شخصین حکم کے سامنے اپنی مظلومی کی شکایت سے کہ انی شیخ الوہابیہ ہم معاملت کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کہیں کاج کا ادہ کیا اور

دوسرے سے مشورہ لیا تو اسکے عیب کا بیان کر دیا درست ہو اور اسی طرح اگر معاملہ یا اسکے ساتھ سفر کا ارادہ کیا یا کوئی چیز خرید کر کئے کا قصد کیا اور وہ عیب کا عیب
 نہیں جانتا ہو تو صاحب مشورہ کو عیب بیان کرنا درست ہو اور اسی طرح روایت اور شیخ میں جو حدیثیں کی جرح جائز ہو تا مسلمین شرع سے محفوظ رہیں اور جب حکم سے
 بیان کرنا ظلم ظالم کا درست ہو دیکھتے ہی سے یہ طرح فتویٰ پوچھنا درست ہو کہ مجھ پر فلا نے غصہ کیا یا میرا زوج ایسا کرتا ہے یا حکم میں کیا حکم ہے اور عیب کی کئی
 القاب مشورہ کا ذکر کرنا چاہئے فلاں چہرہ یا لنگڑا درست ہو یہ نیست میں داخل نہیں کہ نہ فی الخطا دی مختصراً و کما لکون العیبة باللسان من حیث لکون القیاس بالفضل
 وبالترقیض والکتابہ وبالحرکہ وبالرفز ولغیرہ لعین فی الاشارة بالید وکل ما یفہم منہ المقصود فہو داخل فی العیبة و ہو حرام اور جیسے عربی زبان سے غیبت
 ہوتی ہے ویسے ہی فعل سے اور تریض یعنی قول غیر مرجح سے اور لکھنے اور حرکت سے اور اعضا کے اشارہ کرنے سے یہی غیبت ہوتی ہے اور جس چیز سے مقصود دشنام ہو وہ غیبت
 میں داخل اور وہ حرام ہو غیبت فعلی جیسے کسی کے قدر اور افعال کی نقل کرنا اور تریض جیسے یوں کہنا کہ میں غیبت نہیں ہوں و من ذلک ما قالت عائشہ رضی اللہ
 عنہا و قلت علیہا امراة فلما دلت اومات بیدی فی قصیرة فقال صلی اللہ علیہ وسلم عتیبتا اور منخلہ غیبت فعلی کے وہ روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
 کہا کہ ایک عورت ہمارے پاس آئی پھر جب وہ بیٹھ چلی تو میں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی وہ ٹکلی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اسکی
 غیبت کی و من ذلک احکا کا کان مٹھی ستار جا ادا کیا مٹھی تو غیبت بالفتح لائے عظم فی التصویر و تفہیم اور یہی غیبت فعلی سے حکایت اور نقل کرنا ہر چنانچہ لنگڑا چلنا
 یا جھلک کر وہ چلتا ہو تو نقل کرنا بھی غیبت ہے بلکہ غیبت فعلی بہتر ہے غیبت قولی سے اس واسطے کہ وہ تصویر اور تفہیم سے زیادہ تر اور عظیم تر ہے قولی سے و من غیبت القیاس
 بعض من مر بنا ابوہم اور بعض من رآہ اذ کان الخاطب یفہم خصا معینا لان الحمد و تفہیم دون ما یفہم لکلا اذ لم یفہم عینہ جاز و تمامہ فی شرح الوہبانیہ اور منخلہ
 غیبت یہ ہے کہ کسی کو جو شخص کج کے دن ہمارے پاس ہو کر نکلا یا حکوم نے دیکھا وہ ایسا ہے یہ قول اس وقت غیبت ہے جبکہ مخاطب عین شخص کو سمجھے ہو یا نہ سمجھے
 اور موضوع تفہیم شخص ہو نہ وہ قول یا فعل جس سے تفہیم ہو اور جبکہ مخاطب اسکی ذات کو نہ سمجھے تو جاسز ہو اور یوہ بیان اسکا شرح وہاں یہ میں ہر اور بعض نسخہ میں بجائے
 شرح وہبانیہ کی شرح شرح وہبانیہ ان لغت افلاک حال کو نہ غالباً بوضف مکرہہ اور ہر حدیث میں ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندرون
 ما یغیبہ قالوا اللہ و رسولہ علم قال ذکرک اھا کہ بایکیرہ قبل اذ رایت الکمان فی اشی ما قول قال انک ان فیہ ما نقول و ان فبتہ و ان لم یکن فیہ فقد بہتہ اور شرح مذکور
 میں ہے کہ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کے غائب ہونے کے وقت اسکا اسحال یا قال تو بیان کرے جو اسکو برا لگے جبکہ وہ اسکو نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب سے کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے اصحاب نے کہا اللہ اور اسکا رسول زیادہ تر دانا ہو فرمایا
 کہ اپنے بھائی مسلمان کا وہ حال بیان کرنا جو اسکو کہہ معلوم ہوتا ہو کسی نے کہا یا حضرت بتائیے تو کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب واقعی ہو جو میں کہتا
 ہوں تو بھی غیبت ثابت ہوگی و فرمایا کہ اگر نہیں وہ عیب ہے جسکو تو کہتا ہو تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے تو اللہ تو نے اس پر تہنات
 باندھا یعنی عیب واقعی کا ذکر کرنا بھی تو غیبت ہے اور غیر واقعی عیب کا بیان کرنا غیبت نہیں بلکہ تہنات اور اقرار ہے غیبت سے قبیح تر خطا وی نے
 کہا مسلمان کی قیید احترازی نہیں تو ذمی کی بھی غیبت حرام ہے اور جو حکم مردوں میں ثابت ہے وہ عورتوں میں بھی ثابت ہے الا بدلیل مخصص اور
 جس طرح غیبت حرام ہے وہی بھی اسکا استماع بھی حرام ہے حتیٰ فہا نے اس بلا سے عام سے ہم کو نجات بخشے، لیکن حدیث مذکور ابو داؤد
 اور ترمذی میں ہے ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہے و اذ لم یکنہ یفہمہ التدم و الا شرط بیان کا لغتاً ہے اور جس شخص کی غیبت کی اور اسکو اسکی خبر
 نہیں پہنچی تو غیبت کرنے سے نہ است اور شہرہ ہونا کفایت کرتا ہے اور اگر اسکو غیبت کی خبر پہنچ گئی ہے تو جس چیز کی غیبت کی ہے اسکا بیان کرنا
 منکاب کے سامنے اور معاف کرنا شرط ہے رفع گناہ میں م یعنی در صورت عدم علم غیبت یا تو یہ کفایت کرتی ہے اور در صورت علم اسکے سامنے یوں
 بیان کرنا چاہیے کہ میں نے تیری یوں غیبت کی ہے سو تو اسکو معاف کر دے تب غیبت کا گناہ معاف ہو گا خطا دی نے کہا ظاہر اہل برأت عام کفایت کی ہوگی اسکا

[illegible]

اور اگر گناہ کو چھپاتا ہو تو گمراہ نہیں جیسے مکر وہ جو سلام کرنا و سب جو حقیقتہ جواب نہیں دے سکتا چنانچہ کمانے والا یعنی جسکے لئے مقرر ہے اور وہ عیار ہا ہوا یا تھا
ہو جو اس سے شرعاً چنانچہ نماز کا پڑھنے والا اور قرآن خوان دارا گن تینوں کو سلام کوئی کرے تو جواب سلام کا مستحق ہو گا انتہی مافی التبعی وقد سنائی بابت اس
السلام کہ اگر ہمت فی حقیقت وغیرہ وضو ادا نہ کرے اور سلام علیکم بخیر المیم اور قسدت متعلقہ کے باب میں ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں کہ بہت سلام کرنے کے میل اور
چند مقام میں اور یہ کہ وجب نہیں جواب دینا سلام علیکم کا بخیر معنی اگر سلام کے سیم کو خرم کے ساتھ کہے تو میں وغیرہ حذف کرے تو جواب وجب نہیں
اس واسطے کہ مخالفہ سنت کے ہو اور عربی بولی کے موافق نہیں لکن انہی اخطا دی لیکن ظاہر احوام جو اعراب سے وقت نہیں دہیں سے منشی ہیں بلکہ وہی
احد اقبول اسلام علیہما و علی عبادہما السلام اور اگر کسی کو نہ دیکھے تو یوں کہے (اسلام علیہما و علی عبادہما السلام) یعنی ہم پر سلام
ہو اور حق تعالیٰ کے نیک بندوں پر عبادہما صلح ہے وہ ملائم مراد ہیں جو سلام کرنے والے کے ساتھ ہیں اور حاضرین جن تارخانہ میں ہیں کہ سلام کرنا ہر ایک
داخل ہونے میں چاہیے فرج مسئلہ لکھنؤ شراح کا یکراہ اخطا اس کی اسجہ الا انہم یخیر قاب الناس فی الخیار لکافی الاختیار و من الموہب الرحمن لانی
تصدق بخاتمہ فی الصلوۃ فندہ احد یقولہ دیوتوان الزکوۃ و ہم انون مسجد میں سوال کرنے والے کو دنیا مکر وہ ہو مگر جبکہ سائل کو تو گن کے گردنوں پر قدم
اٹھا کر نہ پھانڈتا ہو تو شکوہ دنیا قبول شمار مکر وہ نہیں لکن انہی اخطا دی و من موہب الرحمن اس واسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگریزی نماز میں
خیرات دی سو حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں انکی صحت کی کہ زکوۃ دیتے ہیں اور مالانکہ رکوع میں ہوتے ہیں یعنی وہ نماز جو میں تھیں تو اول میں ہی ہو گئی
جبکہ نماز میں جو فضل اعمال پر تصدیق درست ہو تو مسجد میں بطریق اولیٰ درست ہو گا تو معلوم ہو کہ گوہر اخطا اس کی مسجد جلالتی رقباب ہو
لکن انہی اخطا دی احب الاسما الی اللہ تعالیٰ عبد اللہ و عبد الرحمن و دست ترین ساری حق تعالیٰ کے نزدیک عبد اللہ و عبد الرحمن جو ہم مسلم
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر سے حدیث مرفوعہ منقول ہے کہ (احب الاسما الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن) منادی کے کیا اور عبد اللہ
افضل ہے مطلقاً حتیٰ کہ عبد الرحمن بھی اور ان دونوں ناموں کے بعد محمد افضل ہے پھر احمد پھر ابیہم اتھی قول انس و ابی بن عبد اللہ بن مسعود و روایت
ہو کہ عبد الاسما الی اللہ عبد اللہ یعنی سب ناموں میں پسندیدہ تر خدا کے نزدیک وہ نام ہے جس سے عبدیت ثابت ہو چنانچہ عبد اللہ و عبد اللہ و عبد اللہ لکن انہی
الخطا دی و جاز التسمیۃ یعنی ورشید و غیرہما من الاسما مشترکہ و یاد فی مختلفہ مایراد فی حق اللہ تعالیٰ لکن التسمیۃ غیر ذلک فی زمانہ اولی لان احوام بصیر و نہا
عند اللہ لکن انہی اسراجیہ اور جائز ہو آدمی کا نام علی اور رشید رکھنا اور انکے سوا سے ان اسلم سے جو منتر کہیں خالق اور مخلوق بین انکا تسمیۃ بھی درست
ہو اور ہمارے حق میں اسما مذکورہ سے انکے غیر معانی مراد ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کے حق میں مراد ہوتے ہیں لیکن انکے سوا اور نام کھانا ہمارے زمانہ میں
بہتر ہو اس لیے کہ عوام لوگ پکارنے کے وقت اسما و حمد وہ کو حقیر کر کے پکارتے ہیں لکن انہی اسراجیہ مثلاً علی حق تعالیٰ کے حق میں یعنی عالی رتبہ ہر شے
سے اور آدمی کے حق میں عالی رتبہ ہر اپنے ہر دور سے اور رشید حق تعالیٰ کے حق میں یعنی امثال الی اللہ الی اللہ والی کل خیر اور آدمی کے حق میں تقرب الی اللہ
حاصل کرنے والا اور جو خدا و مرشد ہو فیہ کا تعلیم و تعلیم سے ومن کان اسمہ محمد الا باس بان طینی ابی القاسم لان قرلہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی القاسم
بانی قریۃ خلیفہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یعنی ابی القاسم اور جبکہ نام محمد ہو انکی کنیت ابو القاسم سے کہنے میں کچھ منعا لکے نہیں اس واسطے کہ یہ حدیث
کہ میرا نام نور کھو اور میری کنیت نہ رکھو البتہ منسوب ہے اس واسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے نزدیک بن خفصہ کی کنیت ابو القاسم بھی سبب کہ بہت
ہو تھا کہ ابو القاسم لکھ کر یہ دیکھتا رہتا تھا کہ میرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف التفات فرماتے تو وہ کہتے کہ ہم نے ان کو پکارا تو کہو ویکرہ ان بار خواہ حال یا
وان مدعو المرأة زوجہا باسمہ انتہی بلفظہ اور یہ مکر وہ ہے کہ مراد اپنے باب کا نام لے کر اور جو اپنے شوہر کا نام لیکر پکارے انتہی مافی التبعی فیہ منقطع ہے کہ اللہ کا حق
وہ یہ ورنہ حق کا حق زوجہ پر نہایت زیادہ ہو تو تعلیم و تکریم کے ساتھ خطاب کرنا چاہیے نام لینے میں بظاہر ہے اولیٰ ہی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا کہی ہو

جب مشورہ اور غیر مشورہ کا ساتھ نہ ہو تو فقط شاذات پر حنا بطریق اولیٰ مکرہ ہو گا کذا فی الخطاویٰ بحسب لاجل خضاب شمرہ و کتبہ دلوئی خبر
فی الاصح والاصح ان علیہ السلام لم یصلحہ و لیکرہ بالواد فیل لا یجمع الفتاویٰ و کل من منخ مصنف مستحب ہر دو خضاب کرنا ہے یا بولی در داری
اگرچہ خضاب کے سوا سب جہاد کے قول صحیح ہیں اور صحیح تر قول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا اور سیاہی کا خضاب کیا مکرہ ہوا اور
بعضوں نے کہا مکرہ نہیں کذا فی مجمع الفتاویٰ اور سب سائل مصنف کی شرح انتفاہ سے منقول ہیں مگر تاہم بانیوں میں خضاب مکرہ ہر عورتوں کی
مشابہت کے سبب سے بالوں کا خضاب درست ہو اگرچہ سیاہ اور چواری کے پسند آنے کے واسطے کہ ابویوسف رحمہ سے روایت ہے کہ جیسے بھوکھا چھا معلوم
ہو تاہم کہ میری عورت میرے واسطے اپنا سنگار اور آرائش کرے وہی عورت کو میری آرائش پسند آتی ہے اکثر مشائخ کا قول ہے کہ سیاہی کا خضاب مکرہ ہے
کذا فی الخطاویٰ خضاب کا ختم کا اتفاق درست ہوا اور احادیث میں وارد ہے لیکن کتب میں اختلاف ہے کہ وہ سیاہ یا کوئی اور گھاس ہے جو خضاب کے ساتھ بولی
جاتی ہے مگر ہم نے اساتذہ دہلی سے سنا کہ سیاہی کے خضاب سے وہم کا خضاب بنتی ہے اس واسطے کہ صحیح بخاری میں وارد ہے کہ جب فاتمہ رضی اللہ عنہ کا منہ
شہید ہو کر شام کو گیا تھا تو قریش بنی ہاشم کا خضاب تھا تو معلوم ہوا کہ اورادیہ کی سیاہی مکرہ ہے وہم کی کتب اتنی لایفیع بہا بھی غنا اسم ہمد و ملائکہ
رسولہ و حرق الباقی و لا یاس بان تلقی فی نار جبار کما ہی اودفن و ہو حسن کما فی الانبیاء وہ کتاہین جنسے فائدہ حاصل نہیں ہوتا بوسیدگی کے سبب سے انھیں
اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں کا نام مٹایا جائے اور باقی جلاد بجا میں اور بچے یا بی بی میں اسی طرح بلا نحو سما و مقدرہ اٹکا ڈالنا درست ہے یا نہیں میں دفن
کر دیا جائے اور دفن کرنا جلانے اور بہانے سے افضل ہے جیسے حضرت بنیاء علیہم السلام کو دفن کرتے ہیں بعد موت کے انھیں المکرہ ان ہی رحمہ بالیں اصل مکرہ
اور عظیم سیالانہ غلطیہ اور زبرد مقص یعنی فی پہلہ اما اکثر بین بالعبارات اللطیفۃ المرقفۃ و اشرح لفظا فہم فہم غلط میں مکرہ قصب بیان کرنا یہ ہے کہ
لوگوں سے وہ قصب بیان کرے جسکی کچھ اصل مشہور اور معلوم نہیں اہل روایت کے نزدیک یا انکو اس چیز کی تسبیح کرے جسے خود عمل نہیں کرتا یا اصل قصہ اور
مطلب میں کچھ زیادہ کر دے یا کم کر دے لیکن کلام کا ارستہ کرنا اور باقون مطیع دل زہم کرنے والیوں سے اور شرح کر دینا قرآن اور حدیث کے فوائد کا سو
وہ بہتر ہو مگر اکثر جمال و عظیم یاد دنیا پرست اور تہیہ کرنے والوں کی عادت ہے کہ حکایات کا ذہب اور روایات موضوعہ جسکی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل
نہیں فرید وقت اور گرمی محفل کے واسطے بیان کرتے ہیں یا کلمی بشتی کرتے ہیں وہ معلوم ہوا کہ درست نہیں مکرہ ہے جو جاہل کے غلط گوئی میں یا حرمین عالم کے
بیان میں اکثر ایسے فساد دینی واقع ہوتے ہیں و لا فضل مشارکتہ بل حلتہ فی عطارد انما بہ لکن فی زماننا اکثر ما ظلم من لکن من و فہم عن نصہ حسن دان
اعطی جلیع من عجز او مشارکت اپنے اہل محلہ کی اس مال کے دینے میں جسکو حاکم مقرر کرتا ہے بہتر ہو لیکن ہمارے زمانے میں اکثر نوآبادیوں میں سو شخص اسکے
دفع کرنے پر اپنی ذات سے فاذہر تو بہتر ہو اور اگر دے تو عاجز ہونے کے سبب دینا چاہیے یعنی اگر اہل محلہ پر سے نہ مال سکے عاجز ہو تب دے ہم دفع کرنا
اپنی ذات سے اسوقت درست ہے جبکہ اسکا حصہ غیر پر نہ ڈالا جائے فتاویٰ عالمگیری میں قبیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص پر ناحق قصور بانہ جا لیا تو اسکو
ٹالنا اپنی ذات سے درست ہے بشرطیکہ باقی لوگوں پر اسکا حصہ نہ ڈالا جائے اور افضل یہ ہے کہ اپنی ذات سے دفع نہ کرے یعنی دینے میں اہل محلہ کے شریک
رہے کذا فی الخطاویٰ پس لہذا ہی الحق ان یا فذہر غیر جس حصہ و جزوہ اشتاقی دہو الا وسیع صاحب حق کو جائز نہیں کہ لے اپنے حق کے غیر جس کو اور
غیر جس کے لینے کو شافعی نے جائز کہا اور شافعی کا قول وسیع تر ہے استفادہ حق میں یعنی اگر مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر کیوں فرض ہیں اور اس سے
موصول نہیں اور وہ اسکے جو یا چاول یا دے تو اسکو لینا درست نہیں اس واسطے کہ اسکے سمجھ میں نہیں غیر جس میں مجببی ہیں کہ دراجم اور دنیا را ایک جس
میں تو اگر دم کے بدلے دینا دے تو درست ہے معلوم طلب میں استنباط انما انحصر مجرما فشری جہنما و اخذ بعضہا ذاک لانه تکلیف لہ من الابا و معلوم نے
لوگوں سے خریش کتب کی چٹائیوں کے واسطے جیسے طلب کے سو جمع کیے تحصیل کر کے پھر کچھ پیسوں سے چٹائیوں خریدیں اور کچھ پیسے آپ لیے تو اسکو

یہ صریح ہے اس واسطے کہ اس طرح کا دنیا دہوں کے باپوں کی طرف سے تہلیل ہر علم کو مٹا دینے کا کہ اس میں نال ہے اس لیے کہ مسلم ہنر کے دلیل کے ہر خرید
 ہنر یعنی وکیل کو بعض قس کا لینا درست نہیں کہ خیانت ہو لایا اس بڑی ہنگامہ بکاشتہ الامتہ دونوں علیحدہ علیحدہ تہذیب نہیں منکوحہ کی قربت کرنے میں ہر طرح
 سامنے نہ بالکل کسی کے یعنی نوٹری کی قربت منکوحہ کے سامنے درست نہیں جماعتی میں مسئلہ بعض متنازعہ بقول ہر اور قبل اسکے محمد کا قول یوں ذکر کیا ہے کہ در
 نوٹری یوں یاد دہیوں کا جمع کرنا ایک فرض پر اور ایک کی قربت دوسرے کے سامنے کر دہ ہر کذا فی الخطا دی ظاہر اکوہت کا قول محمد ہر اس واسطے کہ
 اگرچہ دم کا ستر دیکھنا منکوحہ یا نوٹری کو درست ہو لیکن نوٹری کو منکوحہ کا ستر دیکھنا کیونکر درست ہو گا و جب مالا قیمتہ لایا اس بات متنازعہ ہے ایک شخص نے غیر کی
 وہ بی بی پائی جس کی کچھ قیمت نہیں اور اس سے فائدہ لینا درست ہے یعنی بلا اجازت مالک کے دولتہ قیمتہ وہو غنی اصدق ہے اور اگر اس شخص کی کچھ قیمت ہو اور یا نوٹ
 غنی ہو اور مالک معلوم نہیں تو اسکو خیرات کر دے لایا اس باجماع فی بیت فیمصح للبلوے کچھ مضائقہ نہیں جماعتی میں اس کو غرضی یا دالان کے اندر نہیں جیت
 رکھا ہے یہ جائز ہو اسبب تکلیف اور شفقت کے ہم جماعتی میں اسی طرح مطلق مذکور ہے اور قنیہ میں یہ قید مذکور ہے کہ صحیح تصور ہو اور اگر دولت پر نظر کیجیے تو
 مناسقات داخل ہو جائے لاکر تک مسلمہ علی السرح للحدیث ہر اللہ لہا ہی ولہو کا جبہ خردا و ج او مقصد دینی اور نبوی لا بد لہا منہ فلا باس ہر سواری نہ
 کرے مسلمان عورت زین پر سبب نہیں حدیث کے یہ عدم جواز شوق ہے جب اسوب تماشا منظور ہو سوار ہونے سے اور اگر جہا دیاج کی حاجت کے سبب
 سے عورت زین پر سوار ہو یا کسی مقصد دینی یا دنیوی کے لیے جو اسکے واسطے ضروری ہو سوار ہونا مضائقہ نہیں جماعتی میں مذکور خطا دی یوں مذکور ہے کہ
 (معنی ہر الفروج علی السرح) یعنی بالقرآن و لم یخرج باکامن قدر تصحیح فی المعنیہ تحسن قرآن پڑھنا خوش وازی سے اور سبب امکان نہ حاج ہو گیا
 اس مقدار سے جو زبان عرب میں صحیح ہو تو وہ خوب جماعتی میں خوش آوازی و دان تک درست ہے جماعتی میں قواعد موسیقی کی رعایت نہ ہو یعنی راگ اور
 راگنی کو دخل نہ دے یعنی جس صوت طبیعتی تحسن ہو نہ صناعتی جماعتی میں حرکت اور حرکات اور سکناات میں تغیر ہو جاتا ہے ذکر اس میں معلوم انجری علی طلوع الشمس
 اولی من قرأ القرآن ذکر اسد کرنا طلوع فجر سے طلوع آفتاب بہتر ہے قرآن کے پڑھنے سے و تحب لقراءۃ عند الطلوع اور خوب اور تحب ہر قرأت
 قرآن کی طلوع یا غروب کے وقت ہم فتاوی عالمگیری غراب سے منقول ہے کہ طلوع آفتاب اور ان اوقات میں خمین نماز درست نہیں درود پڑھنا اور دعا
 کرنا اور تسبیح پڑھنا بہتر ہے قرآن کے پڑھنے سے اور سلف ان اوقات میں تسبیح کیا کرتے تھے اور قرآن نہیں پڑھتے تھے اتنی تو شاید یوں کہنا صحیح تھا کہ طلوع یا
 غروب کے وقت قرأت سبب نہیں یا ذکر سبب ہے ان اوقات میں کذا فی الخطا دی لایا اس ملا نام عجیب اصولو تقریر آیت الکرسی و خواجہ مسعود
 البقرۃ والاختار افضل مضائقہ نہیں امام کو نماز کے بعد آیت الکرسی یا آہن الرسول کے پڑھنے میں بلند آواز سے اور چپکے پڑھنا انکا افضل ہے قرآن اذکار
 بعد اصولو جہر اللہ مات بدعتہ قال استما ذالکنا استحسنہ للعادة والا نارسورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے بعد پکار کے رفع حاجات کے واسطے جیت
 ہے ہمارے استاد یعنی بدیع نے کہا لیکن وہ بدعت حسنہ ہے سبب عادت مسلمین کے اور سبب دار و مرویہ جبار اور انار کے ہم فتاوی عالمگیری
 میں اس مسئلہ میں تفصیل واقع ہے یعنی اگر اس نماز کے بعد سنت ہو چنانچہ ظہر یا مغرب یا عشا تو سورۃ فاتحہ پڑھنا کر دہو اور نہیں تو کر دہ نہیں سمجھا
 یعنی اس واسطے کہ فرض اور سنت میں سوے الم امت اسلام یا اور انکا را تھورہ کے فصل کرنا نہ چاہیے اور شوقہ نامکملہ باقبض رشوت ملوکی نہیں
 ہو جاتی قبضہ کرنے سے تو شہ کے یعنی رشوی کو سکا پھر لینا درست ہے جماعتی میں اگر عالم کو تھو دیا اس واسطے کہ در سفارش کرے یا ظلم تو دفع کر دے تو یہ رشوت ہے
 ایک شخص نے دوسرے کی حاکم سے سچی کی اور انکا کام نکال دیا تو بعد کا براری کے ہر یہ قبول کرنا درست ہے اور کار براری سے پہلے اسکے طلب کرنے سے
 ہر یہ حرام ہے اور بدولت طلب کے مختلف فیہ ہے اور ہمارے متنازعہ کے نزدیک درست ہے اور اگر دونوں کے تھو قبول کرنا نہیں اختلاف ہے متنازعہ کا کذا فی الخطا دی
 عن ابیہی لایا اس بالرشوۃ اذخاف علی دینہ کچھ مضائقہ نہیں رشوت دینے میں جبکہ آدمی اپنے دین پر خون کرے جماعتی میں باپنا حق حاصل کرنے کو رشوت

دے تو یہ دینے کے حق میں رشوت نہیں بخیر بانی میں ہر ایک مرد ایک گائون میں رہتا ہوا اور تین ظالم ہوا اور یہ مرد اس ظالم کو بڑھ جات
یا مسکرات خضر دینا ہر دفع ظلم کے واسطے تو درست ہوا دینی صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی انفرادی و انفرادی لسانہ دینی بسم اللہ لغت میں ہندو فادات و لیلی علی شامہ
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شامہ دن کو اور جس کی زبان درازی اور مدد کی سے خوب کرتے تھے انکو مال عطا فرماتے تھے اور بولتے انقلب کا حصہ غریب ہونا اور
زکوٰۃ سے ایسے سائل کی دلیل ہونے کے واسطے کفایت کرتا ہر دم مولفہ انقلب روسا و کفار حجتے بنوا و زکوٰۃ کا حصہ تالیف قلوب کے واسطے دیا جاتا تھا انبیا
اسلام میں حج اہل احمہ الامام حسن اہل حلیہ کے پھر قوت زاد باجم امام کے واسطے جمع کر دیا تو یہ ہر دم امام سے ظاہر امام حیدر اہل بربیل حلیہ و
من اہل بیت مالک علیہ السلام علی کل صلیح و کلام و دعا و اور حرام مال سے وہ مال مراد ہوا جو بصلاح چیز لیا جائے چنانچہ تک اور گاس اور بانی اور کسان میں انبیا
مذکورہ صلی علیہ وسلم میں سب آدمی تین شریک تھے لیکن جب آدمی تک کو شلارے اسکے کھان سے اٹھا لے تو وہ اسکا مالک ہو جاتا ہے تو اب اسکو چھینا درست
ہو دیا یا خذ غار لغز و شاعر و شاعر و حکواتے فال تعالیٰ دس انسان میں شیری او کثرت اور خجہ اسواں محرکے وہ مال ہر جسکو غازی ہو اسطہ غزا و
شاعر ہر بے غیر کوئی اور سحر اور طواری لیتا ہر زما یا حق تعالیٰ نے اور بعض آدمی وہ ہر جو اسکو حدیث یعنی کھیل کی بابت خرید کر تا ہوا مراد وہ غازی
ہیں جو اہل شہر سے زبردستی مالی لین او کثرت سے وہ مراد ہوا جو اسکو خرید سے غفلت میں دے چنانچہ امدیت بے اصل اور قصص غیر معتبرہ اور
مذہب ایک اور فضول کلام ہے آیت نفوس حارث بن کلہ کے حق میں اتنی وہ سوداگری کو ملک عجم میں جاتا دکان سے اجا عجم خرید کر لانا اور
قریش سے بیان کرنا اور کتنا کہ محمد سے عا اور نمود کا قصہ بیان کرتے ہیں اور میں تم سے رسم و رفتہ یار و غیر ہما کا قصہ ذکر کرنا ہوں تو کا فرنگی حکایات
ستے اور قرآن کی سماعت ترک کرتے تب یہ آیت استری و صحابہ معارف و قراد و کاہن و مقام و دو فتنہ و دو فتنہ و اور حرام ہر وہ مال جسکو باطن
کے بجائے دے لیتے ہیں اور زور اور غیبی خبر بتانے والا اور قمار باز اور عورت بیل سے بدن کی گودنے والی لیتی ہوا مال حرام کی فروغ اور شافین
بست ہیں م از خجہ اجرت دشرہ یعنی اس عورت کی اجرت جو دوسری عورت کے ذمت گھس کر باریک کر دے اور جو متوسط عقد نکاح کا ہو کچھ مال سا وجود و
شخصوں میں صلح کر دے مال ہے اور شراب و مسکرات کا تین اور جو مال کہ جانوروں کی خضی پر لیا جاتا ہے اور جو اور در در اور در و ن کی کھان کی قیمت
قبل از دباخت اور زحی اور شراب کے جام یعنی چھنے لگانے والے کی اجرت یہ سب مال حرام ہیں کذا فی الطحاوی قبل لہ یا خبیث و خود جاز لا لدنی کل شیتہ
لا تو جب احد و ترکہ افضل کسی نے کسی کو کہا یا خبیث اور اسند اسکے کوئی کلمہ سخت تو نجائب کو پھیر کے کنا اس گالی میں جائز ہر جو گالی کہ حد کی موجب نہیں ہو
اور ترکہ اسکا افضل یعنی ضرر افضل ہر جواب دینے سے کہ قول المستوع اور اسل اصنام حتی انظر فانہا نفاق احق نقل کے روزہ دار سے کسی نے سوال کیا کہ کیا
روزہ دار ہر تو اسکا یوں کنا کہ دیکھنا چاہیے مگر وہ ہر اسواسطے کہ یہ نفاق ہر باحق اور جالت م یعنی یہ منافقین کا طریقہ ہر ما معلوم ہو کہ یہ اپنے عمل کو چھپانا
بلکہ یوں جواب دینا بہتر ہو کہ مان میں روزہ دار ہوں اسواسطے کہ مہرم میں دیا کو دخل نہیں کذا فی من لہ فقال و مال فلیل لایوسی کل جس شخص کے چھوٹے روکے
ہوں اور خود مال ہو وہ نقل وصیت نہ کرے م لیکن اگر مرض پر صلوات اور کفارات ہوں تو حاضرین کو چاہیے کہ مرض سے بطریق احسن وصیت کرادیں
مگر یہ کہ مرض عالم متقی ہوا و یہ جو حدیث ہے کہ اپنے بیماروں سے وصیت کا امر کو تو مطلب اسکا یہ ہو کہ بیمار اپنی اولاد اور عیال اور دستوں کو جمع کرے
اور محمد راہی بجا لادے اور لا الہ الا محمد رسول اللہ کی گواہی دے اور سلی گواہی دے کہ بہشت اور دوزخ اور قیامت کا اتنا حق ہے پھر اولاد سے
کے کہ تم کسی عبادت کرو گے میرے بعد پھر انکو ایمان کی وصیت کرے اور اسے کہ نہ ہو مگر مسلمان جیسے حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام
نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی پھر اسکے بعد جو چاہے وصیت کرے کذا فی مجتبیٰ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد جو پھر یوں ملکی وصیت کرنا چاہیے
و وصیت دیرانی کے بعد اسواسطے کہ احادیث صحیحہ میں درود ہو کہ مسلمان کو چاہیے کہ تین دن سے زیادہ وصیت میں تاخیر نہ کرے من صلی او تصدق

برائے الناس لا یعاقب بتکلیف الصلوة ولا یتأثم بها قبل بدائی الغرض و عند الزوال بدی الخوف لا یؤثر فی الغرض من شخص نماز متناہی یا
 زکوة اور خیرات دینا ہر لوگوں کے دیکھنے کے واسطے تو اس نماز پر پابندی کے سبب سے اس پر عذاب ہوگا اور نہ اس کو اس کا ثواب ملے گا البتہ اس کے
 کما کہ یہ عدم عتاب اور ثواب غرض میں جو نہ خوف میں اور نہ بدی نے اس کو نفل کے واسطے بھی عام کہا ہے فقہاء کے اس قول کی دلیل سے کہ یہاں
 غرض میں داخل نہیں ہوتا ہم شارح کو یوں کہنا بہتر تھا و جہہ ان بدی بالخوف اس واسطے کہ نہ بدی کی عبارت مجتبیٰ میں ہے اور اگر کسی شخص کی بدی
 ان الزوال لا یؤثر فی الغرض فقہین الزوال انتہی تو معصومیت میں تغلیل ظاہر ہے اور تقسیم میں ظاہر نہیں کہ نہ فی الخطا ہی غزل ازل علی ہیئت غزل الامور پر کدورت
 کا تمام دکانورت کی ہیئت اور وضع پر کدورت یعنی ہو سیکے دکانورت کی مشابہت کرنا اور عورت کو مرد کی مشابہت کرنا جائز نہیں اور حدیث میں اس کے
 لغت وار ہے کہ المرأة سور الہل وسور الہل عورت کو مرد کا جھوٹا اور مرد کو عورت کا جھوٹا کر دہم مرد جھوٹا یا بی بی عورت غیر مسال کا
 اور یہ کہ اہل در صورت تہذیب کے ہر والا ظاہر کر دہ نہیں اس کا تحریر کرنا چاہیے کہ نہ فی الخطا ہی ولہ شرب زوجہ علی ترک الصلوة علی الاطلاق اور
 شوہر کو جائز ہے نماز اپنی زوجہ کا نماز کے چھوڑنے پر بنا پر ظاہر نہ ہے کہ ہم اور اسی طرح اپنے ولد اور یتیم کا نماز ترک صلوۃ پر جائز ہے کہ نہ فی الجیسۃ
 یا یجب علی المؤمن تطیق الفاجرة زوجہ پر وجب نہیں مطلق دینا حرام کار زوجہ کا خطا ہی نے کہا فوجزنا وغیرہ کو شالی ہے لا یجوز الا من عمن بحیض العسرة
 شرب فی الصحیح جائز نہیں وضو کرنا ان حوضوں سے جو پینے کے واسطے بنائے گئے ہیں قول صحیح میں لیکن وضو کے حوضوں سے عینا درست ہے و لیکن
 الوضوء متہ و فیہ اور پانی پینے کے حوض سے پانی لے کر وضو کرنا اور خود حوض میں وضو کرنا منع کیا جائے و کلام الہدایہ ان ما ذنابہ جائز والا لا اور اس
 حوض سے پانی لانا اپنے اہل و عیال کے پینے کے واسطے اگر مالک کی اجازت ہو بجانے کی تو درست ہے اور نہیں تو جائز نہیں الذب ببلع الاحیاء
 حصہ دفع الظلم عن نفسه والمراد التبرع لان میں الذب حرام فال دیوار الحق قال تعالیٰ قتل الخراسون اکل من لحمی جھوت بولنا اپنے حق کے
 ظاہر کرنے کے واسطے اور اپنے اوپر سے ظلم کے دفع کرنے کے واسطے باح ہے اور کذب سے مراد تعریض ہے یعنی مخالف تصریح اس واسطے کہ میں
 کذب حرام ہے صاحب مجتبیٰ نے کہا اور یہی قول حق ہے کہ کذب سے تعریض مراد ہے نہ میں کذب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جھوت بولنے دے سنت کیے گئے
 یہ سب مسائل یعنی مسئلہ جھوت غیر متفقہ ہے یہاں تک مجتبیٰ سے منقول ہیں وہی الوہبانیۃ قال سہ و علیہ جاز الذب دفع ظلم + او اہل الغرضی و اہل
 بطن + اور وہبانیہ میں کہا جھوٹ بولنا درست ہے صلح بین المؤمنین کے واسطے یا دفع ظلم کے واسطے اور وہب سے جھوٹ بولنا درست ہے اور وہب سے
 وحشت بین مذہب اور لائی میں کذب درست ہے نہ فتح حاصل ہوا نہ شایع وہبانیہ نے کہا کذب سے معارض مراد ہے نہ کذب خالص دیکھو فی کلام تعمیر
 خادم + من شارخویر افتا و انور + اور حرام میں نہ شکار کا دینا اور جی کرنا کر دہ ہے اور جو چاہے نہ لگائے نا تو علمائے کہا ہے کہ اپنے ہاتھ سے نوزہ لگا دے
 کہ ہے پر جی کرنا بلا ضرورت کر دہ ہے اور ضرورت درست ہے اور بلا حیولت ثوب ران پر جی کر دہا حرام ہے خیالچہ جاہلون کی عادت ہے سو حرام ہے کہ ان کی سنت
 ان وہبانیہ و فیفس منہا و بطریق + من علم الاطفال فیہ دیوز + اور عادت گرفتہ مرد و عاتج مسجد فاسق ہے اور اسی طرح جو ظلم کہ ایسے کے بڑھاکو
 دہ دہ گناہ ہر شایع وہبانیہ نے کہا تعلیم فی مسجد کہ کسی نے فسق نہیں کہا یا ان اسکو گناہ کہا ہے تو ناظم کے کلام کی یوں توجیہ ہو سکتی ہے کہ جب اسے گناہ
 پر اصرار کیا تو فاسق ہو گیا و من قام رجلا تخلف فبائر فی غیرہ اہل العلم بعض یقرر + اور جو کھڑا ہو گیا کسی شخص کی تعلیم اور کریم کے واسطے تو جائز ہے اور
 جیسے علما غیر اہل علم میں اسکو ثابت رکھتے ہیں ہم شخص سے مراد مسلمان ہے نہ کہ فرما اس واسطے کہ اسباب میں مذکور ہو چکا کہ کافر کی تعلیم جائز نہیں اور بعضوں کے
 نزدیک قیام اہل علم کے واسطے مخصوص ہے یا نہ فی قیہ بین ہر دو جز نقل الیہ بعض مطلقا + عن بعضہما فوق یملین بطن + اور بعضوں نے یہ کہ
 تسل کرنا جائز کہا ہے مطلقا خواہ دلیل ہو یا زیادہ اور بعض فقہائے منقول ہے کہ دلیل سے زیادہ جائز نہیں ہم مڑوسی نے ذکر کیا کہ یہ کہ یہت کر

کتب
 جامع
 فی
 الفہم
 و
 الفہم
 و
 الفہم

علم سے جاننے والی اور جاننے والی امور کا ادا کرنا اور جو باب احکم کے لیے طفل کے بارے میں علم حاصل کرنے کا اور جو کتابیک بر رجاء اور جو مصالحت کے سبب سے خبر پانے
 کے لیے کیا صنعت کو کہتا ہے اور میں عرب سے زیادہ نہ مارے اور فاضل کے امر سے اس صورت میں جو کہ فاضل عادل ہو اور حجت طرہ کا مائرا
 ہو گیا اور اس نے مانے میں فقط فاضل کے حکم پر ہمتا کرنا چاہیے کہ وہ فی اطفالی واثواب میں ذکر القرآن ہستما مدینہ واثواب افضل لطفیل یحضر اور قرآن
 پڑھنے سے قرآن کی سماعت میں زیادہ کر ثواب ہو اور صلوات اللہ علیہ افضل کا ثواب بھی ہے کے واسطے مخصوص ہر دم استماع قرآن کا ثواب پڑھنے سے واسطے زیادہ ہو
 کہ استماع وجوب ہے اور پڑھنا مستحب ہے اور جرات طفل کا طفل ہی کو ثواب ہو اور اسکے باب کو تعلیم کا ثواب ہو اور رکب بانی اللہ کر اولے میں صلوات اللہ علیہ
 درس اعلم اولی وافضل اور سیکھا یا قرآن کا اخیل اور مقدم ہر طفل نماز سے اور سیکھا علم کا یعنی علم منہض کا مقدم تر ہو یا قرآن کے سیکھنے سے اس واسطے
 کہ تعلیم قرآن فرض کفارہ ہے اور تعلیم مسائل فقہ بقدر ضرورت فرض میں ہے اور اشتغال بقرآن میں اولیٰ چیز فرض کفارہ کے اشتغال سے اس سے معلوم ہو تا ہے کہ تعلیم
 قرآن کا افضل ہے اس فہم کے تعلیم جو قدر حاجت سے زیادہ ہو و قدر ہو اور امتداد علم و فہم بہ علامہ ختم الدرس میں بغیرتہ اور بعد غیہوں کے کر دے کہ اس
 و امتداد علم کے کو اور مانند اسکے چنانچہ درود پڑھنے کو ختمام درس کے ملام کیواسطے وقت غز کر لکھو و جبکہ کہتے ہیں کہ اسے اس لفظ کو بے محل صرفت کی
 یعنی وسیلہ اعلام اور اطلاع کا قرار دیا اسی طرح اگر ایک شخص محفل میں آیا اور اسے کرایا یا امتداد تھا تا کہ اہل مجلس اسکے آنے سے خبر نہ ہوں اور اسکے لائق
 پیشگی جاہ دین اور تعلیم کرن یا جو کیداریوں کے لالہ الا اسناد و مانند اسکے ملائی اسکے جانگنے اور جو کیداری سے آگاہ ہوں تو یہ سب کر دے ہر اس واسطے
 کہ ذکر مقصود نہیں مان اگر دو قصہ جمع ہوں یعنی اعلام بھی اور ذکر بھی تو قصہ غالب کا اعتبار ہو گا کہ فی اطفالی و فاعادہ طحاوی نے کہا کہ طحاوی اور
 بطحاوی مخرج ہوے اور طحاوی روزی میں گفتگو کرنے لگے کہ اب ہمیں سے کچھ باقی ہے تو بطحاوی نے کہا کہ اصول طفل کے دس ہیں حق تعالیٰ انھیں سے دست
 کر تا ہے پانچ بندوں میں اول تجارت بشرط صدق و راست گویا ۱۰۲۰ اجابہ بشرط خبر خواہی ۱۰۳۰ لک ۲۰۳۰ یہ اور چھ برادرستی کا ۱۰۴۰ میراث اس طبیب سے یعنی جس میں ہوش
 نے ملال مال مع کیا نہ حرام ۵۰ جو غلہ کہ زمین غیر ملوک میں پیدا ہوا یعنی غلہ خورد و خامس غنیمت کا جبکہ عدل اور احسان سے اسکی قسمت ہوئی ہوئے شکار و شغل کا ۱۰۵۰
 شکار دریا کا ۱۰۶۰ سوال کرنا سخت ضرورت کے وقت ۱۰۷۰ اجارہ موت تو طحاوی نے کہا کہ ہر سلطان پر وجوب ہے تفسیر ان اصول کی تا وہ طحاوی پاک حاصل ہو
 جو ہم اہمات ہے اور سب امور سے مقدم ہے و الحمد للہ و ستغفر لہ اللہ

کتاب ایثار الموات

کتاب ایثار موات کے مسائل میں ہم موات فتح و ضم میں ہر ذریعہ جیات و فوات وہ زمین ہے جو چھکا کوئی مالک نہیں اور جیا یعنی زندہ کرنے سے مراد ہے جو کہ
 میں غیر ضروری زراعت کے لائق ہو جاوے یعنی ویران زمین آباد ہو جاوے اس واسطے کہ ہر چیز کی جیات اس چیز کے لائق اور مناسب ہوتی ہے اسلئے مناسب
 ان غیر مایکروہ و مالک و شاید کہ مناسبت اس کتاب کی کتاب الکراہیہ سے ہے کہ اس کتاب میں وہ حکم ہے کہ مکر وہ ہے اور وہ حکم بھی ہے جو مکر وہ نہیں بلکہ حیات و حیات کا سہ
 و نامیہ و المراء ہنا انما یہ جیات دو قسم ہے حاسہ یعنی جس سے حسن اور حرکت حاصل ہو اور زامیہ یعنی جس سے نشو و نما حاصل ہو اور یہاں مراد جیات نامیہ ہے
 حاسہ جس سے مایہ سلطان الانتماع بہا اور زمین غیر ملوک غیر زامیہ کو موات کا سبب باطل ہوئے اسکی انتفاع کے تو وہ عودہ ٹھہری زندہ ہم عدم انتفاع کی
 وجہ ہے کہ پانی میں زمین دب گئی یا سنبھنے کا پانی وہاں نہیں یا پھٹل ہو گیا وغیرہ مالک من موانع الا انتفاع و حیادہ مینا و غیر اس اور کرب و سخی اور جیا موات
 یعنی زمین عودہ کا زندہ کرنا عمارت بنانے سے ہو تا ہے یا درخت لگانے سے یا بوتے یا سنبھنے سے ادا ایسی مسلم او ذمی اخصا غیر تقسیم بہا و بیست مملوکہ مسلم
 او ذمی مملوکہ کلم کن ہو انا قلم لہ یحرف مالک فاضل یحرف فیہا الام و فو ظہر مالکھا ترد الیہ و یقین لثما ان ان تقست بالزیع و ہی یحیدہ من ہتیر
 اذ اصاح من یا قصبی العام وہی جو ری الصوت بزید لا یسمع بہا صوتہ لکھا عندہ ابی یوسف و ہر ہتھا کما فی المنتہا رہیہ و جب کہ سلمان

یاد می آید کہ اس زمین ویران کو جس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ کسی مسلمان یا ذمی کی ملکوت نہیں اور وہ در واقع ہر گاہ کو اس سے اس طرح کہ اگر کچھ زمین جو مستحقانے آبادی پر چرند پرستیکہ وہ شخص پیداوار نہ کر دے یا اگر زمین کو اس کی آواز نہ سنائی دے تو وہ آباد کرنا اور مسلمان یا ذمی اس زمین کا مالک ہو جائے اور جو زمین کے نزدیک اور یہی قول خارج چنانچہ مختار وغیرہ میں صاحب زرہ ساگر زمین ویران کسی مسلمان یا ذمی کی ملکوت ہو تو وہ موات نہیں ہے پھر اگر اس کا مالک مسلمان ہو تو وہ قطعاً یعنی لا وارث مال ہے زمین بادشاہ اسلام تصرف کرے اور اگر بعد اسکے چھکا مالک ظاہر ہو تو وہ زمین اسی کو پھیر دے جائے اور اس کے نقصان کا نادران دے اگر زراعت کرنے سے زمین میں کچھ نقصان ہو گیا ہو زمین مذکور کا آباد کرنے والا مالک ہو گا اگر مسلمان ہو تو اس پر عسر و حرج واجب ہو گا اور اگر ذمی ہو تو ضرر واجب ہو گا اور اگر خزان کے بانی سے اس کو سنبھالے گا تو اس کو اختیار ہو گا کہ ان فی الاختیار و غیر محمد عدم اتفاق اہل فقہانہ بہ وہ قائل

الاشیاء قلت و عند الظاہر الروایۃ و بعضی کما فی نزکوۃ الکبریٰ ذکرہ فقہستانی و کہ ان فی البرجندی عن منصور بن قاضی خان ان یفتویٰ علی قول محمد غالب من اشترى بئالی کیست سلم یدکر ذلک لیحفظ او محمد بن نے اہل قریہ کی عدم احتیاج کو اس زمین کی طرف معتبر کیا یعنی موات وہ زمین غیر ملک ہے جس سے اہل قریہ منتفع ہوتے ہوں خواہ قریہ ہو خواہ بعید اور یہی قول ہے انکہ لیسہ کابین کتابوں اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور اسی کا فتویٰ چنانچہ فتاویٰ کبریٰ کی کتاب نزکوۃ میں ہے ایسا ذکر کیا ہے کہستانی نے اور اسی طرح برجندی میں ہے عن منصور بن قاضی خان کہ محمد بن کے قول پر فتویٰ ہے کہ قشر بنیالی سے تعجب ہے کہ اس نے اس کو کیوں بیان نہ کیا تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ صحیح تر قول موات میں وہ ہے کہ اگر مستحق آبادی میں ہی کھڑا ہو کر لیندا اور اسے چلا دے تو جان و از نہ ہو پیکہ وہ موات ہے اور بہان تک آواز نہ پہنچے وہ آبادی کے لوح سے ہے کہ وہ ان ملک مویشی چرانے وغیرہ کی اہل قریہ کو حاجت ہوتی ہے تو شاید قاضی خان نے کسی اور کتاب میں ہرگز اس کے قول پر فتویٰ بیان کیا ہو گا و لیسہ علم ان افون لہ الامام فی ذلک و قال علیہا بلا ذنہ حیاء موات سے

مسلم مالک اس کا ہو جائے اگر امام نے اس کو آباد کر نہیں سکے دیا ہو اور ہوا جائے کہ اس کا مالک ہو جائے بدون اس کے حکم کے بھی ہذا مسلمان فادہ یا شرط افون اتفاقاً اور یہ یعنی شرط افون امام اور عدم شرط ہر وقت ہے جبکہ وہ مسلم ہو اور اگر آباد کر نہ لے اور ذمی ہو تو بادشاہ اسلام کا اذن باتفاق امام و صاحبین کے شرط ہے و ہذا امام علیہا

اصلاً اتفاقاً کہستانی اور اگر آباد کرنا والا فرما سن ہو تو زمین کا اصل مالک ہو گا باقی اتفاقاً کہ ان فی فقہستانی و لور کرنا بعد الحایر و زحما غیرہ فالاول احتی بہان فی الاصل اور اگر آباد کر نہ لے زمین کو چھوڑ دیا آباد کرنے کے بعد وغیرہ شخص نے اس کو بویا تو بہر شخص اس کا زیادہ تر خداداد ہے صحیح تر قول میں ولو احیی ارضاً یتیم احاط الا حیا و جوا نہیا

الارضۃ من لہ بعتہ لفر علی التقاب تعین طریق الاول فی الارض لہ البتہ اور اگر ایک شخص نے ویران زمین کو آباد کیا پھر اس کے چاروں طرف سے آباد بھی ہو جائے

تخصرون کے آباد کرنے سے علی التقاب نہ کیا رگی تو پہلے آباد کرنے والے کی راہ چھٹی زمین میں متعین ہو گئی م و اگر سب میں کی آبادی یا شخص نے کی تو اس کی راہ مقرر کرنے میں ہر طرف سے اس کو اختیار ہے اور اگر جو اب ایہ میں چاروں شخصوں ساتھ ہی آبادی کی تو شخصوں کی طرف سے چاہے راہ مقرر کرے کہ ان فی العالمیہ

وسن حجرا رضاً اسی من غیر منہا بوضع علامتہ من حجرا و غیرہ ہم اہل مالک ثلث سفین و فعت الی غیرہ و قبلہا ہو احتی بہا و ان لم یملکنا لانہا علیہا

یا لایا و تعمیر لہجہ و تعمیر اور جسے روک ڈال زمین کو یعنی غیر کا تصرف دیان سے منع کر دیا تھو وغیرہ کی نشانی ملے کہ پھر اس کو چھوڑ دیا تین سال تک تو وہ زمین غیر شخص کو دیجائے آبادی سے واسطے اور تین سال سے پہلے وہی شخص نشانی رکھنے والا زیادہ تر اس کا حقدار ہے اگرچہ وہ اس کا مالک نہیں ہو گیا اس واسطے کہ آدمی

اس کا مالک ہوتا ہے آبادی اور تعمیر سے نہ فقط روک ڈالنے سے و لو کر ہا و قرب علیہا المسنۃ او شق بہا نہرا و بذر ما فہو ا حیا بوسط اور اگر ویران زمین کو جو یا بے سران باندھا سیلاب سے روکے گیا اس کے واسطے نہ رکھ دی یا اس میں سچ ڈال دیا تو وہ اس کا دندہ کرنا اور آباد کرنا کہ ان فی المبسوط ہم مسنۃ بضم م

ولیسہ یدنون وہ چیز جو سیلاب کے واسطے بنایا جاوے یا پانی کو ٹھانڈے سے ایسا نہ کرے یا غلیظ البیان اور مغرب میں اور مصباح العلوم میں ہے کہ مسنۃ

اور ہا ہر پانی کے اندر بنائی جاتی ہے جس کا سکہ کہتے ہیں کہ ان فی الطہادی اور قاموس میں مسنۃ کی تفسیر عمر کی ہے اور عمر مشترک ہے و غیرہ و لا یجوز احیاء

اراضی میں تھی بسبب سخت زبردستی انکی اراضی کے اور ہماری اراضی میں نرمی تو پریم ہم گزشتہ زیادہ کرنا چاہیے تاکہ زمین کا پانی دوسرے کنوئین میں منتقل
 نہوجائے اور اسکو ہدایہ کی طرف منسوب کیا ہو اور جندی نے اس قول کو کافی کی طرف نسبت کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم تاتا تا زیادہ کر کے زمین پر
 ہما جین کے قول پر فتویٰ ہو تو معلوم ہوا کہ امام اور صاحبین دونوں کا قول منقہ ہے جو جمعی نے کہا جب حاجت کا اعتبار ہو تو تقدیر کا تو مسئلہ میں
 داف منقوی باقی نہ کذا فی المطاوعی از حضرت بافی موات باذن الامام کنوئین کا حرم ہم اگر اسوقت ہو جبکہ کنوئین زمین ہوا تبین سلطان کے
 علم سے کھودا ہو فلو فی غیر موات اوفیہ بلاذن الامام مکن حکم کذا لک کذا ذکرہ مصنف تو اگر کنوئین میں ہو یعنی غیر منقہ کنوئین میں ہو یا موات میں
 رون اذن سلطان کے تو اسکا حکم ایسا ہوگا ایسا ذکر کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں عبارت القمستانی و فیہ مرقا الی انہ لو حضرت فی ملک
 الغیر لا یتحق الحرم فلوحت فی ملک فہ من الحرم ماشاؤالی ان المار و غلب علی ارض ترکہا المملک ادا تو انقرضوا لم یجر ایضا و لا فخر ترکہا المملک لا یعود
 و لم یکن حرم ایلام جازا حیوا و ما وعزا الی المصنرات و عبارت قمستانی کی یون ہو اور میں یعنی اسکے ماتے کے قول میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر کنوئین کھودے
 غیر کی ملک میں یعنی اسکے اذن سے تو وہ مستحق حرم کا نہیں ہو الا بشرط حرم کذا فی المطاوعی تو اگر اپنے ملک میں کنوئین کھودا تو اسکو حرم رکھنے کا اختیار ہے
 جتنا چاہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ اگر پانی غالب ہو گیا زمین پر اور مالکوں نے اسکو چھوڑ دیا یا وہ مر گئے یا منقرض ہو گئے تو اس زمین کا آب و کرنا جائز
 نہیں ہوا اگر پانی وہ زمین اس طرح چھوڑ دے کہ پھر اسکا حوزہ زمین کی طرف نہر کا اور زمین آبادانی کی حرم نہیں ہو تو اسکا آب و کرنا درست ہے اور اس قول کو
 قمستانی نے مصنف کی طرف نسبت کیا ہے و حرم العین خمسائہ قرا ع من کل جانب لمائی الحدیث اوشیمہ آب کا حرم ۵۰ گز ہے ہر جانب سے
 چنانچہ حدیث میں ہے ان ابو یوسف نے کتاب الخراج میں زہری سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرم عین ۵۰ گز ہے اور
 بیر عین کا حرم ۴۰ گز ہے اور نیز ماضی کا حرم ۶۰ گز ہے کذا فی بعضی شرح السدایہ دائلہ ارج ہو المسرۃ دیہوت قبضات و کان ذراع المملک ای ملک لاکم
 سبع قبضات فکسیر قبضۃ ادر گز سے کسکو چھوڑنا کر حوزہ چھوڑی کا اور سلطان کا سر کا سات شعی گز چاسو میں سے ایک قبضہ بھی حکم کر ڈال گیا و مع غیر
 من اخصر غیرہ فیہ لاند ملکہ فلو حفر فلا ولی ردہ و تھمینہ و تمامہ فی الدرر و صاحب حرم کا غیر منع کیا جائے کنوئین وغیرہ کھودنے سے حرم میں اسوا
 نہ حرم تو چشمہ اور کنوئین واسے کی ملک ہے تو اگر غیر منقہ حرم کے اندر کنوئین کھودے گا تو پہلے شخص کو چھکا پاٹ دینا یا بعد نقصان ادا ان لینا بدست ہے اور اسکا
 پورا بیان درمیں ہے و لو حفر الثانی ہرانی منشی حکم لایر الا ولی باذن الامام فذهب ما لایر الا ولی و تحول الی اثباتہ فلا شر علیہ لاند
 غیر متعدد الماکتفت الارض لایملک فلا خصمہ کن بنی حانوتا بحسب حالوت غیرہ فکسدت اکانوت الا ولی لایستفانہ لاکر علیہ در و ر علی اور
 اگر دوسرے شخص نے کنوئین کھودا تھا اسے حرم میں یعنی ہم گز کے بعد پہلے کنوئین سے سلطان کے اذن سے سو پہلے کنوئین کا پانی جاتا رہا اور دوسرے کنوئین کی طرف
 منتقل ہو گیا تو حفر ثانی پر کھرتا دان نہیں ہوا اسلئے کہ وہ متحدی نہیں ہو اور جو پانی زمین کے نیچے ہو وہ غلوکی نہیں تو اس کے ساتھ کچھ فصاحت نہیں اس شخص کے ہاتھ
 جسے دوکان بنائی غیر کی دوکان کے برابر پہلو میں سو پہلی دوکان دوسری دوکان کے سبب کا سد ہو گئی جاری نہ رہی تو پھر کچھ موخذہ نہیں کذا فی الدرر
 و الرمی و فیہ تو ہم ہر دایرہ فیہ فیہ لاند قیمۃ لا ینار اجدارہو اصحح اور یہی میں ہے کہ اگر ایک شخص نے غیر کی دیوار گرا دی تو دیوار کے مالک کو اسکی
 قیمت کا موخذہ ہو چتا ہے نہ دیوار بنانے کا یہی قول صحیح ہے و لکا و ثانی حکم من کو ب استلالتہ دون بجانب لا ولی لایسبق ملک لاول فیہ و ثمتما
 حرم کے دوسرے کھودنے واسے کا قین طرف سے حرم ہر پہلے کنوئین کی جانب سے اسلئے کہ افراد کی ملک ہیں سبقت کر گئی و لقتضاہ ہی مجری الماکت
 الارض حرم بقدر ما یملکہ القاد الطین و نحوہ و عن محمد رحمہ اللہ و لکنہ الماکت فکا حرم و فی الاختیار فوضہ لای الامام اسی لو باذنہ و الا فلا شکر ذکرہ لایر خدی
 اور کار یعنی پانی بننے کا مکان زمین کے نیچے اسکا حرم بقدر اسکے صلاح کے ہر اندر کی مٹی ڈالنے کے واسلئے اور مانند اسکے اور ہر دم سے ہر ہر

کہ کاریز کا حرم کنوئین کے مانند چالیس گز ہر خطاوی نے غایہ لبیان سے نقل کیا کہ یہی قول پر شیعین ہر کا بھی اور کاریز کا بانی اور کنی میں بحث کرتے ہو گیا تو اسکا حکم حیتہ کے مانند ہو یعنی پانچ سو گز اسکا حرم ہو گا اور اختیار میں کاریز کا حرم سلطان کی رائے پر منحوس کیا ہے یعنی اگر سلطان کے حکم سے کاریز کو دی گئی ہو اور زمین تو اسکا پتھر حرم نہیں انسا ذکر کیا ہے جہ سے و حرم شجر غیر سن فی الارض الموات خمسۃ اذخ من کل جانب

چالیس غیر ان غیر سن تہ اور جو درخت زمین میں لگایا گیا اسکا حرم پانچ گز ہر طرف سے تو اور شخص کو جائز نہیں کہ زمین درخت لگا دے و متفق

ما بین خود و جملہ و لغات الیہ بالموت اذ لم یکن ذلک حرم یا نعام و جوان و جملہ و درخت کا بانی بجز نامعتنق ہو گیا وہ زمین موات سے ملحق ہے بشرطیکہ وہ آبادانی کی حرم نہ ہو و جملہ و درخت و طریق متعلق ہے یعنی اگر زمین پر دریا کا بانی غالب ہو گیا اور پھر سطح سمٹ گیا پھر ترے کی توقع نہ ہو تو وہ زمین تو

میں داخل ہو گا چنانچہ آباد کرنا جائز ہے علی الخلفان فان کان حرم یا او جاز خودہ لم یخیر اجابہ لانه لیس مات بجز اگر زمین دریا پر حرم ہو آبادانی کی یا بانی کا بجز آباد کرنا و متوقع ہو تو اسکا آباد کرنا جائز نہیں کہ وہ زمین موات نہیں ہے و انہر فی ملک اخیر لا حرم لہ الا برمان در جو نہر غیر کی ملک میں

ہو اسکا حرم نہیں نام رہنے کے نزدیک مگر گواہ کرنے سے بہتہ حرم ثابت ہو گا و الا لاساۃ لہنہ لہنہ و لہا طینہ و جابجین نے کہا کہ صاحب نہر کے واسطے

میتہ کی ملکیت ہے اس کے آنے جانے کے واسطے اور نہر کی مٹی ڈالنے کیواسطے یعنی اگر نہر مٹی سے بٹ جائے تو اسکا نہر سے مٹی کا لکڑی پیر ڈالی جائے و قدرہ

بقدر عرض نہر من کل جانب و ہوا رفی متفق و قدرہ ابو یوسف بعت لیل نہر و علیہ نعمتوی ہستانی مغربا لکرمانی او محمد نے میتہ کی تقدیر بقدر عرض نہر کے بیان

کی ہر طرف سے اور یہ قول سہل اور موافق تر ہے کہ فی المتفق اذ ابو یوسف نے اسکی تقدیر بیان کی ہے بقدر نصف بطن نہر کے اور اس قول پر فتویٰ ہے کہ فی

الہستانی من لکرمانی و فیہ غریبا لا اختیار و جو عرض علی ہذا الخلافات اور ہستانی میں ہر اختیار سے منقول و جو عرض کا حرم بھی اسکی حکمت پر ہے یعنی امام کے نزدیک

حرم نہیں مگر با قیامت ہو و امام صاحبین کے نزدیک ہے کہ میتہ بقدر عرض عرض او ابو یوسف نے کہ نزدیک بقدر نصف بطن جو عرض فیہ مغربا لکرمانی و

لو کان لہنہ صغیر یا حیاج الی کریمہ فی کل صین فہ حرم بالاتفاق اور ہستانی میں کافی سے منقول ہے اور اگر کسی نے صغیر ہو جسکی مٹی صاف کرنے کی ہر وقت جانت

ہو تو اسکا حرم بالاتفاق امام و صاحبین کے ثابت ہے و فیہ غریبا لکرمانی ان الخلافات فی نہر ملک لہ ساسۃ فارغہ یز قدا ارض غیر صاحب لہنہ فاساسۃ لہ

عند ہما و لصاحب الارض عندہ اور ہستانی میں کرمانی سے منقول ہے کہ بہتہ خلاف امام و صاحبین کے کا ان میں نہر ملک میں ہے جسکی میتہ خالی ہو و درخت غیر سے

اسکے متصل و برابر دومرے شخص کی زمین ہو صاحب نہر کے سوا تو اس صورت میں صاحبین کے نزدیک میتہ صاحب نہر کی ملک ہے اور امام کے نزدیک

صاحب ارض کی ملک ہے و حرم اگر میتہ فارغ نہ ہو بلکہ صاحب نہر یا صاحب ارض کے درختوں و غیرہ سے مشغول ہو تو بالاتفاق درختوں کا مالک میتہ کا بھی مالک ہے

کہ فی الخطاوی عن المدبر عنی من قاضی خان سے منقول ہے کہ اگر میتہ زمین کی برابر نہ ہو بلکہ اپنی ہو تو وہ صاحب نہر کی ملک ہے و اسواسطیکہ ظاہر و ارفع اسکا

نہر کی مٹی سے ہے و فیہ مغربا لکرمانی و فیہ غریبا لا اختیار بقدر ما یتحاج الیہ لافقا و طینہ و نحو ہا ہستی قلت و من علی الاتفاق لہنہ لہنہ علی لا اختیار و شرح صحیح او

ہستانی میں ہر قمتہ سے منقول کہ توں صحیح ہے کہ صاحب نہر کیواسطے حرم بالاتفاق ثابت ہے و مقدار جب قدر مٹی و غیرہ ڈالنے کی حاجت ہو ہتھی مانی و ہستانی

میں کتابوں اور جن لوگوں نے اتفاق نقل کیا ہے کہ زمین سے شربطانی ہے و ناقل عن الاختیار شرح صحیح

فصل فی الشرب فی فصل ہر شرب کے مسائل میں ہر وقتہ تصیبت لہا و شربطانی و لا ارتفاع بانما و تصیبتا للزراعتہ و الدوب شرب بالکسرت میں عبارت ہے

بانی کے حصہ سے اور شرح میں عبارت ہے بانی سے فائدہ حاصل کرنے کی باری سے نہر حیت سینچنے کیواسطے دریا و نہر دون کے پلانے کے لیے و شہتہ شرب ہی آدم لہما

بالشفاہ اور لب سے بخا آدم کا پینا ہے و ابوبن کے جانوروں کا پینا ہے حرم بیان شرب بضم شین مصدر ہے یعنی نوشیدن اور شرب کے مراد ہی آدم کا استعمال ہے و دفع

دوسرے یا کمانے پکانے یا دھویا غسل یا کپڑا دھونے کے لیے اور مانند اسکے اور ہاگم کے حق میں شرب مراد دفع شربگی اور جو اسکے مناسب ہے کہ فی الخطاوی عن المدبر عنی

مالک بنین اسکو اسکی تہیک بھیج وجہ تہیک کے درست ہو گا اس سے ارادہ گھاس ہو خود رہو ہے تو صاحب میں اسکا مالکانہ نہیں تو اسکو جمل باوا سے
 وہ اسکا مالک ہو گا برخلاف ذہن کے اگر وہ خود رہو کہ اس آوی کی زمین میں تو صاحب میں اسکا مالکانہ ہو اسکو کوئی نہیں سکتا بلکہ اذن صاحب میں اسکا مالک
 سے وہ اگر اس جو جنگل میں کسی آدمی نے جلائی ہو تو اس میں سب شریک ہیں تو اگر وہ سر آوی آئے اور اس کے گرد ٹھیکر تاپا یا ہے یا اسکی رشتہ میں بکریا جاتے یا
 چراغ روشن کیا جاتے تو اس جلائے والا اسکو روک نہیں سکتا اور اگر اپنے موضع ملک میں گدلاوے تو اسکو اپنی ملک سے شفع سے روکنا درست ہے جلائے کی روکنا
 لینا غیر کی ملک سے جائز نہیں بدو اس کے اذن کے اور غیر ملک سے لینا درست ہے اور طلب کی نسبت کسی کا ٹون یا جماعت کی طرف مغربین جنگل یہ معلوم ہو کہ
 یہ اسکی ملک ہو اور لڑکیان جمع کرنے والا نقطہ جمع کرنے سے مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اس سے کسی سے نہ مانندی ہوں کذا فی اخطا دی و حکم اسکا و حکم المار فی مال
 الما مالک اما ان تقطع وترفع الیہ والا تتركہ لیا خذ قدر ما یرید یزیدی اور گھاس کا حکم پانی کے حکم کے مانند ہے تو مالکانہ نہیں کہا جاتے ارادہ اپنی زمین میں اس سے
 دے کہ یا تو گھاس کا طریق طلب کو دے اور زمین تو اسکا روکنا چھوڑ دہو ہے جتنا اسکا چاہے کذا فی الریعی ہم گھاس کا ٹون دینا اسوت ہے کہ حکم زب اس کے دوسری زمین
 میں سب گھاس ہو جو نہ ہو کذا فی البالمگیریہ ولو نسیم الما و ہو سچان علی نفسه و وابستہ لعلش کان لہ ان لبقا تلمہ لاسلح لاخر عرضی ہمدنہ اور اگر مالک
 شخص دوسرے کو مباح پانی سے روکے اور وہ ڈرنا و اپنی جان اور بچے جانو کے ہلاک ہو جانے سے پیاس سے تو اسکو اس سے ملنا درست ہے ہتھیار سے بدل
 اس اثر کے جو عرفہ روق رضی ہمدنای صنف سے مروی ہے و ان کان حرجزانی الا وانی قاتلمہ بغیر اسلح کطعام عند محصہ در و اذ کان فضل عن حاجتہ
 لملکہ بالا حازر فصا لظہیر لظہام و فی فی البیرونی و الا وانی ان لبقا تلمہ بغیر اسلح لایہ ترکب معیتہ فکان کالغیرہ کا فی اور اگر پانی بھر رکھا ہو برتون میں اور چون
 ہلاکی کا ہو پیاس سے اور مالک پانی نہ دیتا ہو تو پیاس اس سے بدو ہتھیار کے رٹے یعنی لاشی وغیرہ سے رٹے نہ تلوار سے جیسے کوئی طعام سے روکے
 خدمت گرسنگی کے وقت کذا فی الدرر درنا ہں شرط ہے ہر یک پانی اسکا حاجت سے زیادہ ہو بسبب مالک ہو جانے اس شخص کے بھر کھنے سے تو پانی لاشی
 کے مانند ہو گیا اور بعضوں نے کہا کونین وغیرہ کے پانی روکنے میں بہتر ہے کہ بدو ہتھیار کے اس سے رٹے ہو اسطے کہ مائع ترکب ہو گا نہ کا
 تو لاشی سے و انما منہ تفریک ہو کا فی یعنی ترکب معیتہ مستحق تفریک ہو نا چرنا و بیا و زر کر ہوا سٹے و کری انہ از صفرہ غیر ملک میں بیت المال نان لم
 لیکن شہ او بی بیت المال شہی بجز اناس علی کریم ان تمنوا عندہ و نا لظہار و نہ غیر ملک کا کو ذایت المال سلطان سے ہو سوا گردان یعنی بیت المال
 میں کچھ مال نہ ہو تو لوگوں سے زبردستی کرنا چاہیے اس کے کھدوانے پر اگر وہ انکار کرتے ہوں اس سے یہ زبردستی جو دفع فر کر ہوا سٹے یہ کہتر ہو کہ عوم مال
 سرت کرین مصالح پر اپنے اختیار سے لہذا سلطان کو بجز جبر کرنا درست ہے جیسے لشکر اسلام کے سامان کو اسطے جبر درست ہے کذا فی الجہوی و کری لہذا ملک
 علی ابل و بجز من ابی منہم علی ذلک اور ملک نہ کر کا کو ذما و ضمان کرنا شہی سے اس کے مالکوں پر ہو اور جو نہیں سے انکار کرے اس پر زبردستی کی جائے و فی فی مال
 لایجبر اور بعضوں نے کہا کہ نہ خاص میں جبر نہ کیا جاتے نہ نہ خاص وہ جہیں شفعہ و جب ہو اور نہ عام وہ جہیں شفعہ و جب نہ ہو اور اسکی تہیک بدین خلات ہو
 بہتر قول اس میں یہ ہے کہ اگر نہ کے شریک سو سے کتر ہیں تو شرکت خاص ہو اس میں استحقاق شفعہ ثابت ہے اور اگر شریک سو ہیں یا زیادہ تو شرکت عام ہے اس میں
 ہر شریک کی دسٹے شفعہ و جب نہیں بلکہ شفعہ ہر سب سے اسطے خاص ہے کذا فی یعنی دل ری چون ان باہر القاضی نعم اور کیا خج کرنے والے نہ خج کرنے والے
 سے بجز نیلے یا نہیں تو اگر یہ خج کرنا قاضی کے حکم سے ہو تو رجوع درست ہے اور زمین تو درست نہیں مؤتہ کری لہذا شریک علیہم من اعلاہ اور نہ شریک کے
 کھودنے کا خج شریکوں پر ہو نہ کے ادب کی جانب سے ہم بیان ہو گا یوں کہ اگر نہ کے دس شریک ہوں تو کھودنے کا خج ہر شخص پر دسواں حصہ ہو گا
 تاکہ ایک کی زمین سے نہ بجا و زکے تو اس وقت میں خج نہ کر کا باقی لوگوں پر رہے گا ہر شخص پر فواں حصہ فان جا و اراض رجل منہم پرے
 من مؤتہ الکرسی و قالا علیہم کریم من اولہ اے آخہ با حصص کما یستوون فی استحقاق شفعہ بجز اگر نہ بجز جاسے ایک شریک کی

زمین سے تودہ برسی ہو گیا کونے کے خرچ سے اور صاحبین نے کہا کہ سب فریکون پر کھودنے کا خرچ ہر اول سے آخر تک بقدر حصوں کے جیسے وہ سب بڑا
 ہیں شرب میں ہم بہترین چمکناک شایہ کشانی استحقاق اشغفہ یعنی جیسے وہ برابر ہیں شغفہ کے استحقاق میں چنانچہ پہلی میں ہر اس واسطے کہ حق شرب شرکون کو
 مخصوص نہیں کذا فی الخطاوی دلا کر علی اہل الشفہ اور کھودنا واجب نہیں پانی پینے والوں پر یعنی اس واسطے کہ وہ نہ کے مالک نہیں بلکہ حق توقفہ
 شرب میں ہر جبکہ پانی موجود ہو و نصوح دعویٰ شرب بغیر ارض استحسانا اور پانی کی باری کا دعویٰ بدون زمین کے درست ہے اور اسے استحسان کہم و درجہ
 یہ ہر کہ باری مرغوب فیہ اور تعلق کے لائق ہے اور یہ ممکن ہے کہ آدمی بدون زمین کے میراث یا وصیت سے مالک ہو باری کا اسلئے کہ گاہے زمین بک جاتی ہے
 پانی کی باری کے توقفہ باری کا باقی رہنا تصور ہو بدون ارض کے و اذکان لرحل ارض و آخر فہما نہ و ارب الاصل ان لایجر فی النہر فی ارضہ لکن
 ذلک و تیر کہ علی حالہ اور جبکہ ایک مرد کی زمین ہو اور دوسرے شخص کی اس زمین میں نہ ہو اور زمین کا مالک چاہے کہ انکی زمین میں نہ جاری ہے تو انکو
 اس روکنے کا اعتبار نہیں درجہ نہ کو اسے قیدی حال پروان ممکن فی یدہ و لم یکن جاریا فیہا احوالی الاصل فعلیہ لہا ان ہندہ لہ نہ و نہ قدر
 کان لہ مجرہ فی ہذا النہر مسوقہ مستقر حصیہ اور اگر ان کے تصرف میں نہ ہو یعنی اس کے درخت نہ ہوں نہ کے کٹا ہے پر کذا فی العینی اور اس زمین میں جاری نہ ہو
 اسکا جاری ہونا زمانہ ماضی میں معلوم نہ ہو تو دعویٰ پر بیان اور ثابت کرنا گواہوں سے لازم ہے کہ یہ نہ انکی ملک ہو یا اسکا پانی اس نہ میں جاری تھا انکی مدائی تھی
 مدعی کی زمین سینچے کیواسطے م تودہ نہ قد کان کا و مدعی ادھر اس واسطے کہ دعویٰ ملک نہیں ہے یا حق اجراء میں چنانچہ پہلی میں صبح ہر کہ نہ فی الخطاوی علی ہذا
 المتعب فی نہر او علی سطح او لیسر اب و دشمنی فی داغیرہ فحکم الاختلاف فیہ ظیرہ فی اشرب یعنی اور ہر قیاس پر پانی گرنے کا مکان ہر نہ زمین یا
 پر دلی ہر اقیاس پر نہ یا راہ یس مذکور دوسرے شخص کے گھر میں واقع ہیں تو ہم اختلاف تخصیص کا حکم پانی کی باری کے حکم کے مانند ہم مصب یعنی آبیز
 سے مراد پانی کے وہ فضلات ہیں جو وضو یا غسل یا نہر کا پانی نہ میں یا چھت پر گرا ہو یعنی اگر قدیم سے دوسرے کی نہ میں فضلات مذکورہ گرا کرتے ہیں کسی کے گھر میں
 دوسرے کا پر نہ یا راہ واقع ہو تو وہ انکو منع نہیں کر سکتا اور اگر دعویٰ کے وقت انکار نہ ہو کہ وہ موجود نہ ہوں تو اسے گواہ ہونا ہے اپنا دعویٰ ثابت کرنا لازم ہوگا زمین
 قوم خصمو انی اشرب فہو نیم علی قدر ارضہم لانه المقصود نہ شرب ہر ایک قوم میں انھوں نے جگہ کیا زیادتی اور کمی باری میں تو باری ان کے دینا نہیں بقدر انکی ارض
 کے ہوگی اس واسطے کہ باری سے تو زمین کا سینچنا مقصود ہے یعنی پانی کی حاجت مختلف ہوتی ہے باعتبار ارضی کے تو ہر شخص کا حق بقدر انکی زمین اور حاجت کے
 ہوگا اختلاف اختلاف فہم فی طریق فائزہم سینودان فی ملک رقبہ بلا اعتبار سعة الارض و سعة الارض المقصود الاستطراق بخلاف راہ کے ختلان کے کہ قطار
 کی ملکیت میں ہر شریک بابرین بلا اعتبار کثرت ادگی اور کمی گھر کے ہوا سیکہ مقصود راہ و درخت ہر اور مختلف نہیں ہر کثرت ادگی اور کمی سے لیس لاجل اشراکونی
 النہر ان شتی نہ نہر او نصیب علیہ راجی لاجی وضع فی ملک ولا غیر نہر ولا جاہ و قایہ اور نہر کے شرکون میں کسی کو دست نہیں ہے کہ اس سے دوسری نہر جاری کرے
 یا اسے نیچے قائم کرے کہ وہ نیچے قائم کرنا دست ہے جو خاص انکی زمین میں واقع ہو اور نہر او پانی کو ضرر نہ کر سکنہ فی الواقع ہم نیچے قائم کرنا اس واسطے درست نہ ہو
 نہر کا کنارہ ٹوٹا ہے اور کنارہ ٹوٹنے سے پانی بیکارہ جاتا ہے کام میں نہیں تا نہر کے عدم ضرر سے مراد یہ ہے کہ اسکا کنارہ نہ ٹوٹے اور پانی کے عدم ضرر سے مراد یہ ہے کہ اسکا
 ہر نے میں خلل واقع نہ ہو اور ایتہ کناخوہ او جسر او فخر او قایہ قائم کرے نہ شرب نہ نیچے چلی جائے و لا ب یا قائم کرے چوٹی بل خشی اور نہی بل تو شریک کو جائز نہیں
 اور یوسع فہم لہر اقسیم بالا یام و کان نہ قد کانت لقسیمہ بالکوی کسیر الکات حج کوہ بختما انقب لان لہم تیر کہ علی قدر شعور حق فیہ ایک شریک
 نہر کا و نہر کثرت ادگی یا پانی کی قسمت دونوں کے شمار سے کہ حال نہ قدیمی قسمت تھی پھر رقبہ کے تو یہ سب مورد دست نہیں اس واسطے کہ قدیم چیز اپنی قدرت
 پر چھوڑی جاتی ہے نہ شرب ظاہر ہونے حقیقت کے قدرت میں کوئی کسکاف حج ہو کہ یعنی رقبہ ہم اصل انکی رقبہ بت ہے لیکن بیان مستعار ہے کہ شرب
 کے منافع آب کے واسطے کذا فی الخرب اولیوق تصبیتہ الی ارض لہ آخری لیس لہ منہ اس میں نہ شرب یا شرب لہا کے اپنا حصہ پانی کا

تسارح نے کہا کہ بکسرفون اور تشدید یا جو تھانہ ہے اور بد بفتح زائجہ و بار موحہ مبارک پر غزوہ سے اور غزوہ کو ہندی بن جہاگ اور چھینا کہتے ہیں جوش سے
 مراد جوش کامل ہے اس طرح پر کہ نیچے کا پانی اور ہر جوب ہے اور اوپر کا نیچے کو ذی الطحاوی اور شند اسے مراد قوت اور کثرت ہے جوش کھانے کی جس سے ست
 کر دینے کی قوت حاصل ہو جائے اور بعضوں نے کہا کہ شند اسے وہ حالت مراد ہے جو شراب کے جوش کو فہم اور درک سے روکے اور بعضوں نے کہا مساحت
 اسکا یعنی مست کر دینے کی بیاقت مراد ہے کہ انی بنیۃ یعنی دم لتیر طلاق ذوق و بے قانت التکتہ وہ اخذ ابو حفص البکیر وہو الانہر لکافی الشرب بلا لیں
 الموصوب و بانی مایفیدہ اور صاحبین رح نے خر کی حقیقت میں جہاگ ڈالنا شرط نہیں کیا یعنی فقط غلیان اور شند اسے نشہ حاصل ہو جائے تاہر ہر
 جہاگ ڈالنے کے اور یہی قول ہے تیغون اماموں کا اور اسی قول کو ابو حفص کیر رح نے لیا ہے اور یہی قول ظاہر تر ہے چنانچہ شرب بلا لیں میں تو اسے منقول ہے
 اور اگر اسے اس مطلب کو مفید ہے یعنی تولد و کل حرام اور فلی و شند ص صاحبین رح کی دلیل یہ ہے کہ لذت طلب اور قوت مسکرو شند اسے حاصل ہو جائے
 ہر اور یہی خوشی و ایتھاد عدوت اور نکاح کے روکنے میں اور جہاگ ڈالنا وصف زائد ہے اسکو مستی پیدا کرنے میں تاہر نہیں اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ غلیان
 شند اسے ابتدائے مراد کہاں شند اور جہاگ ڈالنے سے ہر سو اسطیکہ جہاگ ڈالنے سے صافی ممتاز ہو جائے مگر اسے اور حکام شرعی جو مرتے متعلق ہیں وہ بعض
 میں چنانچہ حد اور کثیر مستحل اور مانند اسکے لہذا مناط احکام نہایت و کہاں پر ہو کذا فی الزبیری وقد تطلق الحرة علی غیر مذکور کما زائد اور کما ہے عمر کا اطلاق ہوتا ہے
 غیر مذکور پر باعتبار مجاز کے ہم ابن اعرابی امام اہل لغت نے کہا خمر اسو اسے نام ہوا کہ وہ رکھی گئی یہاں تک کہ خمر ہو گئی اور خمر عبارت ہے تفریح سے
 اور بعضوں نے کہا کہ خمر نام ہوا اسکی مخامات کے سبب سے عقل کو وہ چھپا ڈالتی ہے قول اول حنفیہ کے موافق ہے اور قول ثانی اللہ عنہ کے موافق ہے ہر سو اسطیکہ
 انکے نزدیک ہر مسکر خمر ہے اور دلیل اسی وہ احادیث ہیں جو مطلق کی مفید ہیں چنانچہ مسلم کی حدیث کل مسکر خمر و کل مسکر حرام اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جو
 تعریف خمر کی ہے جسکی ہر اسیر اہل لغت کا اتفاق ہے اس کے سوا اور کلمات کو بادیہ اور شلت و غیر ذلک کہتے ہیں تو غیر کو خمر کہنا باعتبار مجاز کے ہے نہ باعتبار حقیقت
 کے اور مجاز ہونے پر حدیث مسلم وغیرہ محمول ہے یا بیان حکم مجمل ہے کہ انی الزبیری اور غیر تفصیل اسکا تب علوہ میں ہم شرح فی احکام الشریعہ فقال و حرم قلیلہا و کثیرہا
 و الاجماع لعینہما اولہذا تھا چھتھ رح نے خمر کے دس حکون کا بیان شروع کیا سو یوں کہا کہ خمر کا قلیل و کثیر باتفاق استقامت ہے اور حرم ذاتی یعنی خمر کی ذات حرام
 ہے نہ نشہ کرے یا نہ کرے ہم بعضوں نے کہا کہ قلیل خمر حرام نہیں سو اسے کہ قلیل مسکر نہیں جو موجب فساد ہو اور یہ قول کفر ہے امین قرآن اور حدیث اور اجماع کا انکار ہے
 اس لیے کہ قرآن میں خمر کو جس فرمایا اور جس میں اسے کو کہتے ہیں چنانچہ ہم خمر کو جس فرمایا ہے تو خمر اور خمر خمر خمر است ذاتی میں برابر ہیں اور حرام ہونے میں ان
 دونی قولہ تعالیٰ انما خمر و البسیر الا یہ شر دلائل علی حرمہا بسوطۃ فی الجہتی وغیرہ اور انما خمر و البسیر کی تفسیر میں دس دلیلین خمر کے حرام ہونے پر بحثی وغیرہ میں شرعاً
 نہ کو رہیم دلائل مذکورہ یہ ہیں انکو تفسیر اور ہمام کے ساتھ ذکر فرمایا ۱۔ مسکو جس یعنی جس میں کما ۳۔ اعمال شیطانی سے اسکو شمار کیا ۴۔ و جساب کا حکم
 کیا ۵۔ و جساب خمر پر فلاح معلق کی ایشیطان اتیاع عدوت کا ارادہ کرنا ہر خمر سے ۶۔ ایتھاد بعض کا قصد رکھا ہے اسکے سبب سے ۸۔ و کتاب ہر بادیہ سے
 ۹۔ و کتاب ہر نماز سے ۱۰۔ نہی بلوغ بصیغہ استفہام تہدید کی کذا فی الجہتی وہی نسبت نجاستہ غلیظہ کا بول اور خمر جس نجاست غلیظہ ہے شراب کے مانند
 سو اسے کہ اسکی حرمت بدلیل قطعی قرآنی ثابت ہے و کیف مستحکم اور کافر ہو جائے خمر کا حلال کرنے والا سو اسے کہ وہ دلیل قطعی کا منکر ہے اور سقوط تقوا
 فی حق المسلم الا بالیقین فی الاصح اور خمر کا مال متقوم ہونا مسلمان کے حق میں باق ہے نہ بایات اسکی صیح تر قول میں ہم مال متقوم مسلمان کے حق میں
 سو اسے نہیں کہ حق تعالیٰ نے اسکی بایات کی جس میں فرمایا اور متقوم ہونا غارت کا مستحق اور خمر کی بایات ہونے میں اختلاف ہے اور صیح تر قول یہ
 ہے کہ وہ مال ہے بسبب میلان طبائع کے اسکی طرف و حرم الاستفادہ براء و لیسقی و دواب و الطین و انظر لتاسی و فی دور اور دین و طعام وغیر ذلک
 اور حرام ہونا نہ حاصل کیا ہو مگر چہ جاوہر دن کا پلانا ہوا یا اس سے مٹی کا ترکا دیا یا ربانے کو یا اسکا کھینا تماشے کے واسطے یا دوین اسکا ڈالنا

یا تیل میں یا کھانے میں یا اسکے سوا اور طرح سے استعمال کرنا جائز نہیں جہاں الا تحلیل اور خوف غلط بقدر ضرورت دلوں اور نہ سکر حد متعین مگر خمر کا سکر کہ بتانا یا خوف تشنگی سے بقدر ضرورت کے پینا حرام نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ سکر ہو گا تو اس پر حد ماری جا دیگی کہ ذاتی لخت سے ولایہ کوڑ بیجا حدیث مسلم ان الذی یرحم شرہا حرام بیجا اور جائز نہیں مگر کا بیجا صحیح مسلم کی اس حدیث کی دلیل سے مقرر ہے اسکا بیجا حرام کیا ہے اسے اسکا بیجا بھی حرام کیا ہے مسلم بن ابی حسان سے روایت ہے کہ ایک مرد مشک بخیر خمر سے لایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم نہیں کہ بدعت نے اسکا بیجا حرام کیا ہے پھر اسے دوسرے آدمی کے کان میں چپکے بات کی حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیا سرگوشی کی اس نے کہا کہ میں نے اسے پیچڑانے کا امر کیا ہے تب یہ حدیث فرمائی کہ جسے بیجا حرام کیا اسے اسکا بیجا حرام کیا پھر اس مرد نے مشک کا دمانہ نکول دیا تو جو اہلین خمر بھی سب جاتی رہی کہ ذاتی یعنی وحید شراب ہوا ان لم یسکر منها اور حد ماری جائے خمر کے پینے والے پر اگرچہ وہ مست ہو جائے اس سے باوجود عدم سکر حد لازم ہے اس واسطے کہ اسکی حرمت ذاتی ہے نہ فقط سکر کے سبب سے کیونکہ وہ ام الحائش ہے وسط میں حدیث مذکور ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب خمر کا پیالہ اپنے ہاتھوں پر رکھتا ہے تو اس پر آسمانوں اور زمین کے فرشتے نعت کرتے ہیں پھر اگر اسے پی تو اسکی ناز بانیس ات قبول نہیں ہوتی اور اگر اسکو چھینے یا کرتا ہے تو وہ بت پرست کے مانند ہے کہ ذاتی لفظ صادی وحید شراب بخیر یا ان سکر اور خمر کے سوا اور سکر کے پینے والے کو حد ماری جاتی ہے جبکہ اسکو بیہوشی اور نشہ ہو م فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ہمارے زمانے میں محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ ہے کہ حد ماری جا دیگی اس پر جو مست ہو جائے ان شرابوں کو سکر جو خوب اور شہد اور دودھ اور بخیر سے بنائی جاتی ہیں اس واسطے کہ فاسق لوگ ان شرابوں پر جماع کرتے ہیں ہمارے زمانے میں دلہو واجب کا قصد کرتے ہیں اور اس کے پینے سے مست ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں اتنی دلاویز فیما بلطخ اور خمر کا لگ پر پیکانا اس کے ارادہ حرمت میں اثر نہیں کہ نام یعنی پکانے سے اسکی حرمت تراکب نہیں ہوتی اس واسطے کہ پکانا شرع میں ثبوت حرمت کے نسخ کرنے کیواسطے ہے نہ اس واسطے کہ اسکی حرمت کو باطل کر دے حرمت کے ثابت ہو جانے کے بعد یعنی خمر ہو جانے سے پہلے بلطخ البتہ مؤثر ہے اور جبکہ خمر بلی کی تو اس کے بعد بلطخ کچھ اثر نہیں کرنا کہ ذاتی لفظ صادی اللہ اللہ فیما بلطخ عالم سکر منہ لافحصا ص لحد بالشی ذکرہ الزبیدی و مستظهر لمصنف و مصنف مانی نقیہ و مجتبیٰ تم نقل عن ابن وہبان انه لا یلیققت لما قالہ صاحب القیۃ مخالفاً للقواعد امام یعقوبہ نقل من غیرہ اتنی ذقہ کلام لابن الشنۃ مگر یہ کہ خمر بلطخ کے پینے میں حد ماری بنجا دیگی جب تک اس سے مست نہ ہو گا سبب مخصوص ہونے حد کے کسی خمر کے ساتھ ایسا ذکر کیا ہے زبیدی نے اور فتویٰ کیا ہے اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں وضع کیا کہ اس قول کو جو قیہ اور مجتبیٰ میں ہے یعنی جب خمر بلی کی گئی اور اسکی لختی دور ہو گئی تو حلال ہو جاتی ہے پھر مصنف نے ابن وہبان سے یہ قول نقل کیا کہ اہل اہل کما جاسے اس کے قول کی طرف جو صاحب قیہ نے قواعد مذکور کے مخالف کہا ہے جب تک کہ اسکی نائید کسی اور قیہ کی نقل سے ثابت نہ ہو اتنی اور اس تنصیف میں ابن شہنہ شراح وہابیہ نے گفتگو کی کہ خمر بلطخ پر بلا سکر کا نہ واقع ہونا ایک قول ہے اور دوسرا قول جس الائمہ خمری کہ یہ ہے کہ اس کے شراب پر حد واقع ہوگی نحو ہی سے یا بہت چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں کافی سے منقول ہے اور اسی طرح قاضی خان اور دلائل میں ہے کہ ابن شہنہ نے کہا صاحب قیہ کی مراد یہ ہے کہ خمر بلطخ حلال ہوتی ہے جبکہ اس سے اور مصنف حرمت کے یعنی لختی اور مست کر دینا تراکب ہو جائے کیونکہ اسکی حقیقت بدل گئی جیسے سکر کہ ہو جانے سے اسکی حقیقت بدل جاتی ہے اور یہ جو صاحب سکر نے کہا ہے کہ بلطخ سے خمر حلال نہیں ہو جاتی تو مراد اسکی یہ ہے کہ جب حرمت کے اوصاف موجود ہوں کیونکہ انقلاب درتجملہ نہیں پایا گیا جو مقتضی ہے ابحاث کا اور یہ جو کہ بلطخ کو اسکی حلت کے اثبات میں اثر نہیں مخالفت اس کے نہیں اس لیے کہ مؤثر انقلاب بلطخ کی نہیں کچھ خصوصیت نہیں کہ ذاتی لفظ صادی ولایہ کوڑ بیجا اللہ اللہ علی امتداد امام مصنف قلت ولوبا حقان و قطار فی طیل نمایہ اور جائز نہیں خمر سے دکرنا بنا بر قول عتد کے ایسا کہا ہے مصنف نے شرح میں میں کتابوں اگرچہ خمر سے ختم کیا جائے اور پینا ب کے سورخ میں پکانا جائے کہ ذاتی لفظ ہم ہر خمر ختم وغیرہ میں احتمال

سکر کا نہیں لیکن جس لعین ہونے سے بھی درست نہیں اسی طرح اسکا سر اور اس میں ڈالنا جائز نہیں و بخور تھکسما و الوطرح شہر فیہا خلا فنا
للتناضی اور جائز ہو کر کاسکر کہ بنا کر پھونک کر کوئی چیز تانہ نکالے غیرہ کے ڈالکر کہ جسے بخلاف تناضی ہم امام شافعی رحمہ کے نزدیک اگر غیر خود ہو کر ہو جائے
تو حلال ہے اور نہ کہ بخیرہ ڈالکر کہ بنا کر درست نہیں پھر جب خبر سکر ہو گئی تو نہ تانک سکر کر و تانک بڑیاک ہو گیا اور انکی اور کی جانب انکی نیت سے
یا کہ ہو گئی ابو سعید رحمہ نے اپنے استاد سے نقل کیا کہ یہی قول مفتی ہے کہ ذی الطحاوی و الشافعی و الاطالہ بالسر و ہو عصیر طحی مذہب اقل من ثلثیہ
و عصیر سکر و صوبہ صنف ان ہذا لیس الباذق اور دوسری قسم اشرہ حرمہ سے طلالہ بالسر ہے اور وہ اس پر انکو کا جو پکا یا گیا یہاں تک کہ دو تہائی سے کمتر
جل گیا اور وہ سکر ہو گیا اور صنف رحمہ نے اپنی شرح میں کہا کہ حق یہ ہے کہ اسکا نام بادہ ہے نہ طلام بادہ میں بھی اسی طرح ہے کہ جس عصیر کا دو تہائی سے کمتر جل گیا
وہ بادہ ہے اور قاضی خان کے فتاویٰ میں دو تہائی کی قید نہیں بلکہ یوں کہا کہ انکو کا یا نی جب تھوڑا پکا یا گیا وہ بادہ ہے طحاوی نے شرح میں کہا کہ
نقل کیا کہ اقل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر تہائی چلجا و یگا تو جب تک شیرین پر سب کے نزدیک حلال ہے اور بعد غلیان اور شہاد کے جب تک کہ شہرہ
تب تک شہین رحمہ کے نزدیک حلال ہے بخلاف الحمد و اما طلالہ فمما ذکرہ بقولہ و قیل ما یطبخ من الاربعین حتی ذہب لثناہ و لقی ثلثہ و صار سکر او بجز
کما جری علیہ صاحب الخیط وغیرہ یعنی فی التسمیۃ لانی حکم لان علیہ التثلیث اسی بالطلالہ علی مانی محیط ثابت شیر کبار الصحابہ رضی اللہ عنہم کہانی
اشرہ بنیالیہ اور دوسرا قول یہ ہے کہ طلالہ وہ شہرہ ہے کہ انکو کا یا نی پکا یا جادے یہاں تک کہ انکی دو تہائی یا چلجا وین اور ایک تہائی باقی رہے اور
وہ سکر ہو جائے اور اسی شہرہ کو طلالہ کہنا حق ہے چنانچہ صاحب محیط وغیرہ اسی پر چلے ہیں یعنی فقط تسمیہ میں نہ حکم میں یعنی صاحب محیط وغیرہ نے اشرہ
کو طلالہ کہا ہے اسکو حرم نہیں کیا ہے اس واسطے کہ طلالہ ہونا اس ثلثت کا جو سی بطلالہ ہی موجب رویت محیط کے ثابت ہے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے پیشہ سے
چنانچہ شرب بنالیہ میں ہم خلاصہ یہ کہ طلالہ تفسیر اول یعنی بادہ حرام ہے اور طلالہ تفسیر ثانی یعنی ثلثت غلبی بشرط عدم اسکا طلالہ ہے و ثلثت حرام نہیں الا بقدر سکر
کہ ذی الطحاوی و سی بالطلالہ بقول عمر رضی اللہ عنہما استنبہ بالطلالہ البعیر و البعیر ان الذی یطلی بہ البعیر یجران و ثلثت کا نام طلالہ رکھا گیا عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کے سبب سے کہ ثلثت کیا خوب شاہ ہے اور ثلث کے طلالہ کے ساتھ اور وہ یعنی طلالہ وہ قطر ان ہے جو حارثی اونٹ کو طلالہ
ہم طلالہ بالسر قطر ان ہے اور قطر ان فتح دس روپے خیر ہے جو حارثی اونٹ پر ملی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ ثلثت غلبی غلظت قوم میں انیسکے شاہ تھا طلالہ لاندہ سکر
خاروق غلظ نے فرمایا و نجاستہ ای طلالہ علی تفسیر الاول کہ اقلہ اشرہ کا خبر مفتی اور اسکی نجاست یعنی طلالہ بنا تفسیر اول چنانچہ صنف رحمہ نے
کہا ہے خبر کے مانند جس پر اسی قول پر فتویٰ ہے ہم طلالہ تفسیر اول یعنی دو تہائی سے کمتر چلے جو سی بادہ ہے اسکی نجاست غلیظہ ہے اور تفسیر ثانی کے موافق یعنی
ثلثت غلبی جبکہ وہ طلالہ ہے تو ظاہر ہے و انالک السکر فحقین و ہوا تہی من باء الرطب اذا اشتد و قذف بالزبد و اشرہ بہ مجرمہ سے تیسری شہرہ
سکر و بیج سین و کاف اور وہ پکارس ہے پختہ تر کجور کا جبکہ وہ خوب خوش مارے اور جھاگ ڈالے یعنی اور یہین قوت اسکار کی حاصل ہوتا اگر شیرین ہوگا
تو بالاتفاق حلال ہے کہ ذی الطحاوی عن التہستانی و الراعی یطبخ الرطب و ہوا تہی من باء الرطب بشرط ان یقذف بالزبد بعد غلیان اور
اشرہ بہ مجرمہ سے چوتھی شہرہ سابق ریب ہے یعنی جیسانہ موزی اور وہ پکا یا نی ہے موز کا یعنی جس یا نی میں انکو خشک کو چند مدت تر رکھا بشرط اسکے جھاگ
ڈالنے کے خوش کھانے کے بعد و الحلال ای الثلثۃ المذکورۃ حرام اذا غلی و اشتد و تمام یعنی تینوں مذکورہ شراب میں یعنی بادہ اور سکر و قیغ ریب
حرام ہیں جبکہ خوش کھا وین اور اشتد او بکڑن و الا لم یحرم اتفاقا اور اگر خوش و اشتد و نہ تو بالاتفاق حرام نہیں ہم امام رحمہ کے نزدیک ہوا
حرام نہیں کہ شرط حرم کی غلیان اور اشتد اور جھاگ ڈالنا ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اسوجہ سے حرام نہیں کہ شرط حرم کی غلیان اور
اشتد اور ہوا حاصل نہیں و ان قذف حرم اتفاقا اور اگر جھاگ ڈالا تو بالاتفاق حرام ہے ہم امام رحمہ کے مذہب پر تو ظاہر ہے اور صاحبین رحمہ کے

نزدیک اس لیے حرام ہے کہ جب فقط غلیان اور اشتداد پر موت ہوئی تو جھاک ڈالنے سے بطریق اولیٰ مرست ہو گئی و ظاہر کلامہ کی قیہ استون آہ تھا
ہنسنا تو لہذا قال البرجدی نعم قال التستانی درک العقیدہ بالانہ عقد علی السابق قبیہ اور بائن کا ظاہر کلام باقی اور تیزوں کے مانند ہے جو کہ اسے اس مقام
میں صاحبین کا قول پسند کیا ہے کہ فقط غلیان اور اشتداد پر کفایت کی اور جھاک ڈالنے کو مذکور نہیں کیا ایسا کیا ہے برجدی نے بیان قستانی نے کہا کہ
نے بیان جھاک ڈالنے کی قید ترک کی اس واسطے کہ بیان سابق پر اشتداد کیا یعنی جو کہ خمر کی حقیقت میں جھاک ڈالنا مذکور کر چکا تھا یہاں اس کے ذکر کو
منجائے اس سے خبر اور نہ نام مخطوطی نے کہا کہ معنی اس کی شرح سے قستانی کے کلام کی تائید نکلتی ہے اس واسطے کہ اسے سکر کی مرست میں جھاک ڈالنے
کو غلیان کے بعد ذکر کیا ہے تو یہی قید فیض زیب میں بھی جاری ہوگی اس واسطے کہ دونوں میں کیساں غلات ہو دلم ہیں حکم نجاستہ اسکر بالفسخ و
ظلمہ انہا خیفہ دیو بخار السرخسی و خسارنی الہدایۃ انہا علیہ و در صفت نے سکر فقیہین اور فیض کی نجاست کا جو بیان نہیں کیا اور اس کے کلام
سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کی نجاست خیفہ ہے اور یہی قول شمس لائے سرسی رہ کا مختار ہے اور ہر اید میں یہ اختیار کیا ہے کہ نجاست علیہ ہے و
دون مرستہ انحر فلا یکفر مستحکم لان مرستہ بالاجتہاد اور مرستہ شریعت یعنی باہر اور سکر اور فیض کی کثرت ہو خمر کی مرست سے تو انکا حلال جانتے والا
کا خزنہ کہا جاوے گا اس واسطے کہ مرستہ انکی اجتہاد کے سبب ہے اور مرستہ خمر کی بدیل قرآنی قطعی حکم نسبت میں ہے کہ کفر کو کفار سے کہنا بہتر ہے کفر سے اس واسطے
اول نسبت الی الکفر میں خاص اور زمانہ مشترک ہے اور خاص و ذات مراد میں اولیٰ ہر مشترک سے کذا فی المخطوطی و لکھنالی مشہرہ اربعۃ انواع الاول بنیذہ التہ
والزبیب ان طبع ادنیٰ طبعہ یحل شرہ وان اشتداد شرہ سے چار شرب حلال ہیں اول بنیذہ قرار زبیب ہے یعنی خشک کھجور و خشک انگور کا پانی
بشرطیکہ تھوڑا سا پکایا جاوے یعنی یہاں تک کہ فسخ حاصل ہو کہ انی الزبیبی تو اسکا بنیاد حلال ہے اگرچہ جوش کھا کر قوی ہو جاوے ہم اشتداد کے ساتھ قوت نہ کر
نہیں کیا بیان سابق پر کفار کے چنانچہ فرمیں یہ عینی نے تنہا میں تہیٰ کی مرست میں حادثہ دار بین اور حکی ملت میں بھی حادثہ دار بین تو اگر حرام کو حرام برہمن
کہے اور حلال کو مطبوخ پر تو تو افق حاصل ہو اور تراض دین ہو جائے وغیرہ اذا شرب منہ بلا لہو و طرب فلو شرب بلا لہو فلیطیب و کثیر و حرام اور یعنی طرب
بنیذا و قرا و زبیب کی اس وقت ہے جبکہ وہ پیاجاے بدون لہو و طرب کے تو اگر لہو و طرب کے واسطے شرب ہوگا تو اسکا قلیل اور کثیر سب حرام ہے ہم مختار
میں ہے کہ طرب شبکی ہے جو انسان کو شدت خزن یا سردی کے بعد حاصل ہوتی ہے در بین کہا کہ یہ قید ان شراب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ بنا
کو لہو و طرب کے ساتھ استعمال کرے فاسقون کی وضع پر تو حرام ہے و مالم لیسکر فلو شرب ما یطیب علی طہانہ مسکر فحرم اور طرب اس وقت تک ہے
جب تک وہ نشانہ کرے تو اگر اشتداد ہے گا جقدر کے پینے سے اس کے نشا کرنے کا گمان غالب ہوگا تو وہ بنیاد حرام ہوگا یعنی قیح اخیر نے نشا کر دیا
وہ حرام ہے نہ مشروب تمام جرأت میں ہے کہ جسے نوپاے پیہر کے سوا شراب حلال سے اور انکو نشہ نہ ہو بھراٹے دسوان سیالہ یا سواٹے نشا کیا تو
دسوان سیالہ جو نہ اگلے پیالے ابو یوسف نے کہا کہ اگر مست ہونے کی نیت سے پیچھا تو قیح اول ہی حرام ہے اور وہاں کا بیٹھا حرام اور سکی طرب
چلتا حرام ہے کہ انی المخطوطی و التانی انجلیہ طمان بن الزبیب التمر از طبع ادنیٰ طبعہ وان اشتداد یحل بلا لہو و طرب حلال سے مشروب ثانی طلیہ
ہے یعنی خشک انگور و خشک کھجور کا مخلوط پانی جبکہ وہ تھوڑا سا پکایا جاوے اگرچہ جوش کھا کر اشتداد میں حاصل ہو حلال ہے بدون لہو و طرب
کے ہم طرب کی دلیل وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ہم طہی بھر تھوڑا سیلہ بنیذہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسلم کے واسطے برتن میں ڈالتے تھے اور پانی اُسپر ڈالتے تھے سو جو علی الصباح تر کر رکھتے تھے حضرت صلعم انکو شام کو پیتے تھے اور جو شام کو کھجور رکھتے
انکو علی الصباح پیتے تھے اور وہ جو احادیث میں طلیہ سے منی وارد ہے وہ قطعی حالت پر محمول ہے تاکہ دو نعمتوں کا اجتماع نہ ہوے اور حالانکہ یہ
محتاج ہے بلکہ ایک چیز پر وہی کو دے اور ایک آپ استعمال کرے اور اباحت ذرا خالی میں تھی یہ توجیہ ہے کہ ہم یہ غنی سے مستول ہے

حدیث مرفوع روایت کی کہ میں نے عکرو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو اب زیارت کیا کرو اور محمد رحم کو اپنی ماں کی زیارت کا حکم
اور منع کیا تھا قربانی کے گوشت کو کہ تین دن سے زیادہ رکھا جاوے سو اب رکھو جتنا تم چاہو منع اسی واسطے کیا تھا کہ مالدار فقیر پریشانش کرے
اور دُبا کر اور ختم اور دفنت میں بنید بنائے منع کیا تھا سو اب پیو ہر برتن میں اس واسطے کہ برتن کسی چیز کو حلال اور حرام نہیں کرنا اور نہ ہر شے کرنے
والی چیز کو کذا فی الجہنی شرح الہدایۃ ان برتنوں میں شراب بنائی جاتی ہے سو اگر اتنی شراب ہو تو بعد پاک کرنے کے اُنکا استعمال درست ہے پاک کرنے
کا طریقہ یہ ہے کہ اگر گریزاں برتن ہو تو تین بار دھو ڈالے اور اگر نیابر تن ہو تو محمد رحم کے نزدیک دھو بھی پاکی نہیں ہونا اور ابو یوسف رحم کے نزدیک تین بار
دھوئے اور ہر بار خشک کرنے سے پاک ہو جائے اور دوسری روایت یہ ہے کہ آئین بار بار پانی چھڑے اور اگر تار سے پھانک کہ صاف پانی نکالے جہنم میں شراب کا
خارج نہ ہو قنادی قاضی خان میں ہے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے کہ شراب وردی کھڑی مگر والا تشا ط یا لدر دی لان فیہ اجزاء الخمر و
قلیلہ لکثیرہ کما روکن لاسیڈن شارب عندنا بلا سکر و بید جاعا اور خمر کی ٹھٹھ پینا اور سکو لکھی میں بل کر بلون میں لگانا مکروہ ہے اس واسطے کہ ورد اور
ٹھٹھ میں خمر کے اجزاء موجود ہیں اور خمر کا قلیل اُسکے کثیر کے مانند حرام ہے چنانچہ مذکور ہو چکا لیکن اُسکے پینے والے پر چار سے نزدیک حد ماری بخا و سکی
بدون نشہ کے اور نشہ کے ساتھ بالا اجاع حد ماری جاویگی و حرم اکل البنج و کشیشہ ہی ورق لنب و الافیون لانه مفسد للعقل و لصمدون ذکر ہند
و عن الصلوۃ اذین حیسانی اجواہر و حشیشہ یعنی ورق لنب اور فیون کا کھانا حرام ہے اس واسطے کہ ہر واحد اشیا ثلثہ سے مفسد عقل ہے اور یاد خدا اور
نماز سے باز رکھتا ہے اور روکتا ہے موطا وی نے بیج اور حشیش میں عطف تفسیری سمجھا ہے حالانکہ یہ خطا ہے پہلے کہ بیج فلتح با و موجدہ و سکنون خراسانی اجواہر
ہے اور حشیش ورق لنب یعنی ننگ ہے جسکو جاہل فقیر بتے ہیں چنانچہ بیج کی ماہیت فخرن الادویہ میں یون مذکور ہے کہ بیج یعنی خراسانی اجواہر بناتی سست ہے
یہ برگ بادرجو یہ و بسیا غلیظہ و در طول و عرض ازان بزرگ تر و بسیا سبز باکل بسیا ہی و برگ و ساق غلیظہ آن غریب و فخرن در غلافی شبیہ بگل نار و شاخا
آن یکی زبرد دیگرے و مملو از تخمے شبیہ بگلہ و بسیا ریزہ تر ازان و غیرہ در دوسہ نوع سست سیاہ و شمرخ و سفید ہر دو نوع اولیٰ بہت غیر مستعمل و نوع سوم کہ
سست مستعمل و کیا اب بعضے سرخ آنرا استعمال نہایت اور صاحب فخرن نے قنب میں کہا کہ بفارسی کنب و ننگ و ہندی جانگ و با صطلح ورق نجیال و شیش
و حشیشہ لفقرا گویند و درخت آن بلند و ساقی آن بخت و گل آن سفید و تخم آن مدور کہ آنرا شنایان و بفارسی شہدہ گویند انتہی شیخ الاسلام عینی نے
شرح بدایہ میں بیج کی ماہیت صاحب فخرن کے مانند ذکر کی ہے اور کہتا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بیج وہ گھاس ہے جسکو قلند یہ استعمال
کرتے ہیں جو لغت عرب میں حشیش مشہور ہے سو غلط اور خطا ہے بلکہ بیج مناسک و حشیش کی اس واسطے کہ حشیش قاتل نہیں لیکن محمد اور مفسر اور کسلس ہے اور میں و
وسیمہ میں اندر متاخرین کا اسکی تحریم پر اجماع واقع ہو گیا ہے شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اپنی شرح میں کہا کہ قلیل سقمونیا اور بیج مباح ہے دو کو اسے اور جو اسے
زیادہ ہو اور قتل کرے یا عقل کو زائل کر دے وہ حرام ہے انتہی مانی لفظی موطا دی نے قستانی عن شرح اللباب سے نقل کیا کہ بیج دو قسم ہے ایک نرل عقل وہ حرام ہے دوسری
خفوی ہے اور دوسری قسم مباح ہے فیون کے مانند اسواسطے کہ اس سے عقل قتل ہوتا ہے لیکن دال عقل نہیں ہوتا اور مدایہ و غیرہ میں جو با حشیش کی مذکور ہے وہ بھی
قسم مانی پر مجہول ہے انتہی لکن دن حرمتہ آخر فان اکل شیئا من ذلک لا حد علیہ ان سکر نہ بل نیز زیادہ و ان کحد کہ انی بچہ خراسانی اجواہر
اور ننگ اور فیون حرام ہے لیکن حرمت خمر سے انکی حرمت کتر ہے سو اگر کوئی شخص انہیں سے کھائے تو پھر حد نہیں کہ ہے اس سے مست ہو جائے بلکہ اسکو تحریر
دیجائے حد سے کتر کہ انی اجوہرہ و کذا آخر جو ز لیب لکن دن حرمتہ حشیشہ قالمہ الحصف اور اسی طرح جو ز لیب یعنی جاسے چل حرام ہے لیکن اسکی حرمت
ننگ سے کتر ہے ایسا کہ ماہر مصنف نے ہم مصنف رحم نے خمر میں حرمت جاسے چل متافہمہ اس سے نقل کی ہے اور اسکو ثابت رکھا ہے اپنے قواعد کے موافق تاکہ
الکذا فی لفظ دی فخرن الادویہ میں مذکور ہے کہ جو ز لیب سکر ہے و نقل عن الکجام و غیرہ من قال کل البنج و حشیشہ فهو مذنب بتبعہ بل قال نجم الدین

الزادہ انہ بکفر و بیاح قتل اور مصنف رحمہ فی شرح میں جامع وغیرہ سے نقل کیا کہ جو بیح اور نیک کے حلال ہونے کا قائل ہو وہ علی بن ابی طالب و علی بن ابی طالب کے کہ وہ منسوب بہ کفر و زور اور ان کا قتل مباح ہے مصنف رحمہ نے جامع فقہاوی سے یہ نقل کیا کہ حافظ الدین نے شرح قمر ناشی سے ذکر کیا کہ الحسن لائے غرضی سے صلت اور حرمت خدیش یعنی بیباک کا سوال ہو اسکا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ سے کچھ منقول نہیں اس واسطے کہ اُن کے وقت میں اسکا استعمال مشہور نہ تھا تو اباحت پر باقی رہا اور صلت سے بھی کچھ منقول نہیں مگر فی کے زمانے تک جو شاگردین امام شافعی رحمہ کے اور بعد میں عمر شاگرد امام عظیم رحمہ کے عراق و عجم میں تھے وہ اسکی اباحت کے قائل تھے جو جب اسکی بلا عام ہو گئی اور ہفتہ عالم میں پھیلا اور غایت عقلا پر غالب ہو گئی اسکے استعمال سے تو تمام علماء راوی راوی انہ نے مگر فی کے مانند اسکی حرمت کا فتویٰ دیا اور اسکے چلانے کا اور اسکے بلنے کی تعزیر کا فتویٰ دیا تو اب شافعی رحمہ اور حنفی رحمہ دونوں مذہبوں کا اسکے حرام ہونے پر فتویٰ یہ بیان تاکہ اسکی حکمت کے قائل کو زندگی اور مبتدع کہا جائے اور حکم کیا ہے کہ جو بیباک سے مست ہوا اور طلاق دے تو اسکی طلاق راق ہوگی زبردستی کی وجہ سے کذا فی الطحاوی قلت ونقل شیخنا اجماع الفقہاء ان شافعی فی شرح علی منظومہ ایہ ابد رہے ملحقہ بالکفار و الصغار عن ابن حجر ملکی انہ مخرج تجریم جوز الطیب باجماع الائمة الاربعة و انہا مسکرة میں کہتا ہوں اور ہمارے استاد نجم غری شافعی رحمہ مذہب نے اپنی شرح میں جو اُن کے باب بدر الدین کی منظومہ یہ ہے جو کہا کرتا اور ضار کے بیان میں یہ ابن حجر ملکی سے یوں کہا ہے کہ اُس نے تصریح کی ہے جو اصل کے حرام ہونے پر باتفاق جاری و ناموں کے اور یہ کہ وہ تشاکر کرنا ہے مگر قائل شیخنا اجماع و التین الذی حدت و کان حدوہ بدعتی فی منہ خمسہ عشر بعد اہل بدعتی شارہ اند لایسکر و ان سلم لہ فاندہ منفر و ہورام الحدیث احمد عن ام سلمہ قالت نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفر قال طیس من الکفار و تناوہا الحرة و المرتین و مع منی ولی الامر عنہ حرام قطعاً علی ان استعمالہ ربا و اضر بالبدن ثم الاضرار طبع کیرہ کسا کر و الصغار انتہی بحر فہر کہا ہمارے استاد نجم شافعی نے کہ تنبا کو جو نوید ایش ہے اور اسکی سیرایش و مشق شام میں ایک ہزار پندرہ سال ہجری میں ہوئی اسکا پینے والا یہ دعوے کرتا ہے کہ وہ نشہ نہیں کرتا اگر اُسکے عدم سکروان کیسے تو کہتے وہ مفر ہے یعنی اگرچہ عقل کو زائل نہیں کرتا مگر حواس کو نلکھ دیتا و ضعیف کرتا ہے اور جو پیر مفر ہے وہ حرام ہے بریل اس حدیث کے جو مسند احمد میں حضرت ام سلمہ رحمہ سے مروی ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسکر اور مفر یعنی نشہ کرنے والی اور مست کرنے والی چیز سے کہا نجم مذکور نے کہ تنبا کو کا ایک دوبار استعمال کرنا کبیرہ گناہ نہیں اور باوجود منع کرنے سلطان وقت کے وہ یقیناً حرام ہے علاوہ یہ کہ اسکا استعمال اکثر بدن کو ضرر کرتا ہے جو ان اسکو ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسے باقی صفائے کا دوام کبیرہ گناہ ہے جو جاتا ہے انتہی کلام اجماع تھا اجماع بلفظہم و ابو سعید خدری روایت ہے کہ تنبا کو کی حرمت علماء شافعیہ رحمہ کے مخالف ہے ہو سلیک شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ اگر وہ حقیقی ہو تو زوج پر اسکا سامان کر دینا واجب ہے انتہی اور نجم نے ثقات شافعیہ رحمہ سے دریافت کیا سو انھوں نے کہا کہ جو ابن حجر نے حرمت بیان کی ہے سو قوی و ضعیف ہے اور نہ مستحب ہے کہ تنبا کو کردہ تفریبی ہے مگر بعارض اور حقہ اوقات زوج پر واجب ہے جب زوج کو اسکی مادت ہو اور ترک اسکا ضرر کرے تو اقبیل تفکرات ہوگا اور اگر اسکا ترک ضرر کرنا ہو تو سن قبیل علاج کے ہوگا تو اب زوج پر لازم ہوگا انتہی کلام شافعیہ اور یہ جو ضرر بدن کا مذکور کیا سو حقیقت حال یہ ہے کہ یہ در مختلف ہے یا مثلاً مستحالیہ کے یعنی کیو مفر ہے اور کیو نافع کذا فی الطحاوی و فی الاشباہ فی قاعدۃ الاول الا باحۃ و التوقف و غیر اشد فیما اشکل حالہ کما یحیوان المشکل امرہ و ایضا اجماع یہیہ انتہی قلت فیقیم منہ حکم النیات الذی اشار فی زمانہ السمی بالتین قنبہ و الاشباہ میں اس قاعدہ کے اندر کہ اصل اشیا میں اباحت ہے با توفیق و ظاہر ہوتا ہے انہ اس قاعدے کا اُس چیز میں جسکا حال معلوم نہیں چنانچہ وہ جانور جسکا حال معلوم نہیں اور وہ گھاس جسکا نہ ہر چوہا ثابت نہیں ہوتا انتہی کلام الاشباہ میں کہتا ہوں تو اس قاعدے سے جو جاتا ہے اس گھاس اور بوٹی کا جو ہمارے زمانہ میں شائع اور پھیل گئی ہے جسکا نام تین یعنی تنبا کو ہے تو ضرر وار رہنا معنی موجب اس قاعدہ کے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے جو نہ حرام ہے و قد کرہ ہر

شیخنا اجماعی فی ہدیۃ الحاکم قالہ انوم و یصل بالاولیٰ قندبار و ابنتہ بنا کو کہ ہمارے ائنداد عہادی نے اپنے رسالہ ہدیۃ اجماعی میں لکھ دیا کہ کوئی سیار
 کے ساتھ بطریق ادلیٰ ملحق کر کے سو اسکو غور کر کے ہم مفتی روم ابو سعود نے کہا کہ ہر ایک بہت تترہبی ہر کس سیار کی کجاق کی دلیل سے اور کہہ تترہبی
 سے جو از نکلتا ہی نہیں اس کجاق سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں حقہ دیا کر دہ تترہبی ہو یہ سیار زبان کردہ تترہبی ہو اور قرآن خوانی کے وقت نہ نکلتا ہو
 صریحاً ہے ادبی ہو کہ فی الخطاویٰ شاہ عبدالغفر محمد رح دہلوی نے جواب استحقاق میں بیان کیا ہے کہ جو لوگ (کل حقان حرام) سے قلیا انشی کو حرام کہتے ہیں
 سو یہ حدیث نہیں لیکن حقہ کشی کو تین ام لازم ہیں ایک تو بدلو کا حقہ کش کے منہ سے دوسرے ملاست مائش کی تیسرے دھواں نکلتا ہے کہ منشا یہ اہل
 دفع ہی ہر چند ہر واحد کو بہت تترہبی کا موجب ہو لیکن باجماع انور لہ کہ بہت تترہبی ثابت ہوتی ہے انتہی لغض کلامہ اشرفیہ و بعد علم و بمن جرم جرمہ استیشتہ
 شارح الوہبانیۃ فی الخطوط نقال سے و انتو تجریم کشیش درتہ و تطیق بخش زبرد دروا لبائتہ القادیب وفاق انتوا و در زندہ مسئلہ در دروا و ادراں علما
 میں سے چونکہ کی حرست پر یقین کر کے ہیں فساح و ہبانیہ نے بیان کیا ہے اسکو کتاب الخطر میں اور اسکو نظم کیا ہے اور یوں کہا ہے اور علما نے فتویٰ یا ہونک
 کے حرام ہونے اور اسکے جلادینے اور بنک نوش کی طلاق واقع ہونے پر زجر اور نوح کی وجہ سے اور ثابت کی ہے علما نے بنک فروش کی تترہبی و فسق اور اسکے
 حلال کہنے والے کا زندہ اور کفر ثابت کیا ہے اور اسکو شفع اور تحقیق بیان کیا ہے و بعد علم و استغفر اللہ العظیم

کتاب الصید

یہ کتاب ہر صید یعنی شکار کے احکام میں ہر قسم کی سطرزی سے نقل کیا کہ صید وہ حیوان ممتنع متوحش ہو جسکا کڑا ممکن نہیں ہو جملہ ممتنع کی قید سے مرنے والے
 بطریق کئی سلیسہ کہ ممتنع سے وہ مردہ کہ اسکے پاؤں یا پر ہوں جن سے وہ جاگ سکے اور متوحش کی قید سے کہ تو کل گیا اسو طیکہ متوحش سے مردہ ہو کہ آدمیوں سے
 ماہون نہ ہوں نہ رات نہ دن اور دست حبسی کی قید سے وہ پاؤں یا پر ہو کر گیا کہ وہ شکار کرنے سے حلال نہیں بلکہ ذکوۃ ضرورت سے حلال ہے اور اسی قید سے
 متوحش ماہون داخل ہر صید میں چنانچہ پاؤں یا پر ہوں بکلا کر یا ممکن نہیں مگر طیکہ نعل مناسبہ ان کلا نہا پورٹ ہر شایہ کہ نسبت صید کی کتاب الاشریہ سے یہ ہر کہ ذوال
 چیز مورت سرد رہتی ہیں ہر مباح خمسہ عشر طراسوطہ فی ایشایہ و سنقرمانی آسانا لہا سائل شکار کرنا مباح ہے نہ رطون سے جو فصل نہ کوڑی غنایہ میں اور
 ہر مانی تقریر بیان کر کے اس کتاب کے آسانا سائل میں منجملہ ضرورت نہ کوڑی پنج شتر میں ہر شکار کرنے والے میں ۱۔ ہونا اسکا مسلہ یا کلبی ۲۔ حیوڑنا اسکا کلب
 یا بارکوس شریک ہونا اسکے چھوڑنے میں غیر مسلم یا کلبی کا ہم۔ ترکہ ہم سعدہ انکرناہ چھوڑنے اور شکار کے پکڑنے کے اندر دوسرے کام میں مشغول ہونا اور یہ
 یا پنج شتر میں کلب وغیرہ میں ہیں اسلعم ہونا اسکا یعنی تعلیم یافتہ ہو یا جاننا اسکا بطریق چھوڑنے کے ہم عدم مشاکبت کلب غیر معلم کی ہم قتل کرنا شکار کا زخم سے
 ہ شکار کا نہ کھانا اور یا پنج شتر میں ہر ۱۔ یہ کہ کئی خورش نشیدار ذہت اور چکل سے نہوم شکار کا حشرات الارض سے ہونا ۳۔ سو اسٹیل کے تہی جانور ہونا
 ۴۔ قادر ہونا شکار کا اپنے پچانے پر اپنے پاؤں سے یا پر وں سے ۵۔ مر جانا شکار کا شکار کرنے سے قبل اسکے ذبح کرنے کے کذا فی عالمگیریہ خزانہ مایہ پکلی تینوں
 شتر میں ملت اکل کے واسطے ہیں نہ طلق شکار کیواسطے پنج انفار میں ہر کہ شکار کا سبب مختلف ہونا ہر شکاری کے جملات حال سے اسلے کہ شکار کا کبھی حاجت کی
 وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی انکار باروری کے واسطے اور کسی دل بہلانے کیواسطے اور غایۃ ایمان میں ہر کہ شکار کرنا مباح ہے حلال جانور میں اور حرام میں حلال تو کھانے
 کیواسطے اور حرام جانور کا شکار اور غرض کیواسطے یا اٹکی کھال یا بال سے فائدہ لینا یا دفع اذیت کیواسطے پنج انفار میں ہر کہ شکار کرنا مشروع ہے قرآن سے قال لست
 دواؤا حلتکم فاصطادوا و احکم صید البر و تم حرام یعنی جب تم حلال ہو یعنی ہر وہ شکار کرنا حرام کر دیا گیا تمہر شکار کرنا شکاری میں جنتک تم حرام ہو اور مشرود
 ہو حدیث سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نے عدی بن حاتم سے کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے تو ہر قسم اسد کہ بچر اگر اٹھنے شکار کیڑ کھا اور
 تو نے اسکو زندہ پایا تو اسکو ذبح کر اور اگر تو نے اسکو مقتول پایا اور حالانکہ کتے نے اسکو نہیں کھایا تو اسکو کھا اسو طیکہ کہ کتا بکرا ناجی نبی ہر یہ حدیث بخاری

اور مسلم اور سند احمدین پر اور جماعت است اسکے شروع ہونے پر قائم ہو اور عقل سے بھی اسکی خوبی ثابت ہو اس واسطے کہ یہ قسم پر کتاب کی اور کتاب بیاض کی ہے
مافی الخ اذ الحرم فی غیر الحرم شکار کرنا بیاض ہے مگر حرم کو غیر حرم میں مل جنین م طلی کے کما یوں کہنا بہتر تھا (الا الحرم اذ فی الحرم) یعنی شکار بیاض ہے مگر حرم کو یا حرم میں
بیاض نہیں ہو اسلئے کہ یہ عبارت تنہا شکار کو شامل ہے شکار حرم کو مل یا حرم میں اور شکار طلال کو حرم میں اور لکھائی کما ہوا ظاہر یا شکار کرنا بیاض ہے مگر لکھائی
کے دسٹے چنانچہ یہ ظاہر ہے اور حرفۃ علی مافی الاستیادہ قال المصنف و نمازہ و تہجدہ والا فانما تحقیق عندی اباحۃ اتخاذہ حرفۃ لانه نوع من الکتاب و کل
انواع کسب فی الاباحۃ سوا علی المذہب الصحیح کما فی البزازیہ و غیرہ یا شکار کرنا بیاض ہے مگر شکار کا پیشہ اختیار کرنا بیاض نہیں ہے عدم اباحت بموجب اشباہ
کے ہے مصنف نے شرح میں لکھا کہ عین نے عدم اباحت حرفۃ میں زیادہ کی اشباہ کی تیجیت سے درہم سے نزدیک شکار کے پیشہ اختیار کرنے کی راحت
تحقیق ہے اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم ہے اباحت کی اور سب قسم اباحت کے برابر ہیں بموجب تدبیر صحیح کے چنانچہ ہزارہ وغیرہ میں ہر دم مصنف شکار
ہو صاحب اشباہ کا ادب کی راہ سے اسکے قول ضعیف کو معنی علانیہ روئے کیا نصب شبکہ تصید ملک یا تعلق بہا خلافت یا اذنی الضمیر یا
للجفاف فانہ لایملک یا تعلق بہا ایک شخص نے شکار کے واسطے جال لگایا تو وہ مالک ہوگا اس بانور کا جو عین عین کیا یہ خلاف اس صورت
کے جبکہ جال لگایا جسکے خشک کرنے کے لیے نوہ مالک ہوگا اسکا جو عین کیا ہے ہم تو اہل صورت میں دوسرے شخص شکار کو نہیں لے سکتا اور
دوسری صورت میں جو شخص اسکو پکڑے گا مالک ہوگا جال والا اس سے نہیں لے سکتا وان وجد المقتلش او غیرہ حاتمہ او دینار مفسر و بالمرتب
الاسلام لایملکہ و بحسب آخر لایہ اور اگر نیار یا کوئی اور شخص انکو ٹھپی یا شہر فی حیدر اسلام کا سکھ ہو یا دے تو اسکا مالک ہوگا اور اسکی تعریف سے
بہنو انا و جب ہے کہ جبکا ہو سو اسکو ہم مقتلش بضم سیم و سکون قات و کسر لام و ثنین مجھے عرف میں اسکو کہتے ہیں جو زمین میں الیت کی چیز یا
کرنا بہر کذا فی المطحطاوی و تہذیبہ کفری ہو وہ رکاز میں داخل ہو علم ان اسباب الملک ثلثہ ناقل کسب و مہمہ و خلافت کارب و مہالہ ہو لایستلزام
حقیقۃ یوضع الید او حکما بالنتیجۃ کتفب شبکہ تصید لا یحتاج علی البیاض انما یحق ملک فلو استولی فی مفاذۃ علی طلب غیرہ ولم یملک ملک المقتلش
یا بحجہ بلا تعریف معلوم کر کہ ملک کے سبب تین ہیں ایک سبب ناقل ہے یعنی ایک مالک سے دوسری مالک کی طرف ملکیت منقول ہو جاوے جیسے
سیح اور بہ سے ملک دوسرے کی ہو جاتی ہے اور دوسرے سبب ملک کا خلافت ہے یعنی ایک کے کرنے کے بعد دوسرے کا مالک ہوتا چنانچہ میراث او
یسر اسبب ملک کا اصلات ہے یعنی استیلا اور فادہ ہونا اس مباح چیز پر جو خالی ہے مالک سے خواہ حقیقۃ استیلا اور قدرت ہو تصرف میں کر لینے سے
یا حکما قدرت ہو اسکے تہیہ اور سامان کرنے سے چنانچہ جال کا لگانا شکار کے واسطے نہ جال خشک کرنے کے لیے تو اگر ایک شخص ستولی ہو جنگل میں
غیر شخص کی لکڑی پر تو مالک ہوگا یعنی اس واسطے کہ ملک غیر سے خالی نہیں اور زمین کے تلاش کرنے والے کو طلال نہیں وہ چیز جو یا وہ بدون تعریف
کے و تمام اشترک فی لمطولات و شکار کی تعریف تمام بڑی بڑی کتابوں میں ہر دم تمام تعریف صید کی قسمانی سے ترجمہ میں مذکور ہو چکی و سبب تصید
بکل ذی ناب و طلب تقدما فی الذبائح من کلب و باز و خوجہ و لشرط قابلیتہ لتعلیم بشر یا کو نہ لیس نجس یعنی در حلال ہے شکار کرنا
ہر شہ دار اور جنگل گیر سے کتا ہوا باز اور باندہ انکے چنانچہ چیتا اور شکار بشر یا قابل ہونے تعلیم کے اور بشر اسلئے جس عین نہونے کے کتاب الذبائح
میں غنیمت اور جنگل گیر کی تفصیل ہو چکی یعنی ہر غنیمت اور ہر جنگل والا امر مذہب اسلئے کہ اونٹ بھی بیش دار ہوتا ہے اور کہو و جنگل والا لکھن یہ شکار
نہیں کرتے نیز اور جنگل سے قم فرع علی احمد من الاصل بقولہ فلا یجوز تصید بدب و اسد لعدم قابلیتہما لتعلیم فانما لایجوزان لاغیر الاسد
ملکومتہ و الدب لحساستہ و حتی بعضہم بالذہب احدثہ تحساستہا پھر مصنف نے تفریع کی اس قاعدہ پر جسکی تمہید کی اس قول سے تو جان زمین
شکار کرنا یہ چیز اور شیر سے اس واسطے کہ زمین تعلیم کی قابلیت نہیں کیونکہ وہ دونوں شیر کے لیے عمل نہیں کرتے شیر اپنی علوہت سے شیر کا کام نہیں کرتا

اور یہ سبب انہی حساست اور مرض کے دوسرے کام نہیں کرتا اور بعضوں نے یہ کہہ کے ساتھ جیل کو بھی بھیجا ہے اسکی حساست کی وجہ سے
 ہم اور بعضوں نے جھڑپے کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا و لاخیر زنجبائستہ علیہ وعلیہ ظاہر بالکلب علی القول بجاستہ عینہ الا ان یقال ان الفص
 اور دقتہ عینہ اور نہ سوئے شکار کرنا درست ہے اس کے نفس العین ہونے کے سبب سے اور موجب اس قاعدے کے تو کتے سے بھی شکار جائز نہوا سن
 لوگوں کے نزدیک جو کتے کو نجس امین کہتے ہیں مگر یوں جواب دیجئے کہ کتے کے جواز شکار میں نفس دار ہے تو کتا مستثنیٰ ہے اس قاعدے سے سو گاہ
 رہنا اور بندہ دفع قول الفہستانی ان الکلب نجس العین عند بعضہم و لاخیر زنجبائستہ علیہ عین عند ابی حنیفہ علی مانی الخیرہ وغیرہ قتال اور اس جواب سے
 فہستانی کا یہ قول مندفع ہوتا ہے کہ کتا نجس امین ہے بعضوں کے نزدیک اور سو نجس امین نہیں ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک چنانچہ تحریر وغیرہ میں
 ہے سو تامل کرے بشرط علمہا علم ذی ناب وکلب بیش در اور شغل گیر کا شکار حلال ہے انکی تعلیم یا قتل کی شرط سے و ذاتہ ترک الا کل اما
 الشرب بن السید فلا یفر قستانی و یاتی لثانی الکلب نخوہ و با رجوع اذ ادعوتہ فی البازی نخوہ اور یہی انکی تعلیم یا قتل کرنے
 وغیرہ میں تین بار نہ کھانے سے ثابت ہوتی ہے اور باز وغیرہ میں پلٹ آنے سے جیکو تو اسکو بلا دے اور شکار کا خون پی لینا تو منکر تعلیم کا نہیں
 چنانچہ قستانی میں ہر ازہر گے مذکور ہو گا م یعنی جب تین بار کتا شکار کرے اور پہلی کھال اور گوشت اور ہڈی اور وغیرہ کھائے تو اسکا علم
 ہونا ثابت ہو گا سو اسطے کہ کتے کی عادت غارتگری اور بجا لگانا ہے اور باز وغیرہ کی عادت وحشت ہے پھر جب دونوں نے اپنی عادت چھوڑی تو
 تعلیم یا قتل کی نیت ہوئی خواہ باز گوشت و کیکل پلٹ آتا ہو یا بدون گوشت کے اور اگر باز شکار کچھ کھا دے یا کتا تو یہ انکی تعلیم یا قتل کو غیر نہیں کرنا ہے کذا
 فی الخطا دی و بشرط وجہہما فی اسی موضع منہ علی اظہار و بیعتی اور شکار حلال ہے بشرط زخم لگانے کے اور باز کے کتے کا مقام میں موجب ظاہر الروایۃ
 کے اور اسی پر فتوے یعنی فقط کا لازمی کرنا شرط نہیں بلکہ ذکوہ اضطرابی ہر زخم سے ثابت ہوجاتی ہے کہ نجس خون نکل جاتا ہے و عن التانی یحل بلا جرح و
 بہ قال ایشافعی اور ابو یوسف رحمہما کہ روایت یہ ہے کہ شکار حلال ہوتا ہے بدون زخم کے بھی اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہما و بشرط ارسال سلم و
 کتابی اور شکار حلال ہوتا ہے بشرطیکہ کتے یا باز کو سلمان یا اہل کتاب چھوئے شکار یعنی اگر کتا یا باز شکار کا چچا کرے بدون ارسال کے اور اسکو کھانے
 قتل کرے تو حلال ہو گا و بشرط التسمیۃ عند الارسل و لو طما فاشترط عدم ترکہا عند اعلیٰ حیوان منمنع انما قال در عن الاستیعاب و جہانت
 متوجس فاندی وقع فی الشبکۃ اسقط فی البیروانی و سناس التفتیح فیہ حکم المذکور و لذلہ قال یوکل لان الکلام فی صید الماکل دان حل صید غیرہ
 کیا ہے اور ہم حل الاستیعاب بامحکم شکار کیا مانی قتال اور شکار حلال ہوتا ہے بشرطیکہ سم اسد کہے کتے یا باز کے چھوڑے وقت جاوے منمنع متوجس ماکول
 پر اگر یہ سم اسد کتا حقیقہ نہ ہو بلکہ کتا تو بشرط طاعت عدم ترک تسمیۃ عند اہل یعنی ترک تسمیۃ نسبتاً نامفہوم منمنع سے سو اسطے کہ جانور اپنے جانے پر قادر ہو
 یا توں سے یا دونوں پر دن سے متوجس کی قید ہو اسطے لگائی کہ جو جانور طالع میں پھنسا یا کنوین میں گر آیا وحشی مانوس ہو گیا تو کنوین حکم مذکور یعنی اسل
 اور زخم سے اسکی طاعت ثابت نہوگی بلکہ نہ کرنے سے وہ حلال ہو گا اور اسی واسطے مصنف رحمہ شکار میں مانول ہونے کی قید لگائی ہو طبعاً و تشکیلاً یاں خلال
 شکار میں ہر چیز غیر مانول کا بھی شکار کرنا حلال ہے چنانچہ آگے مذکور ہو گا یا عام تر ہر مانول اور غیر مانول سے سو اسطے کہ مثلاً کھان سے فائدہ حاصل
 کرنا حلال ہے چنانچہ آگے آدیکا سوال کرے و بشرط ان لا یشکر الکلب لہ علم لاسل صیدہ کلب غیر معلوم و کلب مجوسی و لم یسل و لم یسم علیہ اور شکار
 حلال ہوتا ہے اس شرط سے کہ کلب معلوم یعنی تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ وہ کتا شکار ہو گیا ہو جکا شکار کرنا حلال نہیں چنانچہ بدون کھا کتا اور مجوسی کا کتا یا
 کتا جو چھوڑا نہ گیا بلکہ خود کتا شکار دھڑیا یا ارسال کے وقت عند اہل سم اسد کتا شکار ترک ہو تو ان صورتوں میں شکار حلال ہو گا و بشرط ان لا یطول
 و قفۃ بعد ارسال لہ لکون الا طما و صفا فالارسل اور حلال ہے شکار بشرطیکہ کتے یا باز نے چھوڑنے کے بعد شکار پکڑنے میں دیا وہ وقفہ

نام برادر صاحبین کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ صاحبین کے نزدیک ہر اور نام کے نزدیک جیسا کہ غصہ میں بھی نوح کرنا ضروری ہے نیز یہ وغیرہ کے مانند کذا فی ہکذا
 و المستبر فی الترتیب و اختواتہا لطیفہ و موقودہ و ما اکل السج و ما لم یضفہ مطلقاً کثیرہ و ان قلت کما تہتمز اب و علیہ التوفی و قد غفر فی الذرائع و الترتیب
 اور اسکے مانند چنانچہ لطیفہ و موقودہ میں جسکو دہندہ نے لکھا یا اور یا بریں مطلق حیات ہستہ اگرچہ زندگی نہایت کم ہو چنانچہ ہم نے اسکی طرف اشارہ کر دیا اور
 اسی قول پر فتویٰ ہوا کہ یہ مقدم مذکور ہو چکا کتاب الذرائع میں ہم متذہب وہ جانوری جو ادب سے گریز اور لطیفہ جسکو دوسرے جانور نے اپنے سینہ سے مارا اور موقودہ
 وہ جو لاشی وغیرہ کے مارنے سے قریب ہلکا ہو گیا یعنی حیوانات مذکورہ دونوں نوح کے حلال نہیں درہی طرح شکار میں بھی حیات قلیلہ غصہ کے معتبر ہونے کا
 فتویٰ ہے سید محوی نے کہا تو کھانا شکار مذکور کا حلال نہیں بدون نوح کے خواہ ممکن زندگی ظاہر اور باہر ہو یا نہ ہو کہ غیرہ کے زخم سے یا تیرے اور ہی قول پر فتویٰ
 ہے بریل اسکی کہ (وما اکل السج الا ما ذکیتہ) اور بریل حدیث عدی مذکور یعنی اگر کتنا شکار کو کھڑے اور تو کھو زندہ یا دے تو نوح کر سکو کذا فی المطاوع و نجوان
 ترکہا و ان ذکاہ محمد اسع ہندہ علیہا فہما است حرم ہر اگر عباد نے شکار کو زندہ یا یا اور نوح کرنے کو ترک کیا عمدہ یا جو دھا درہونے کے شہر بھرہ ہو گیا تو حرم
 ہو گیا و کہ اگر حرم تو غیر من التذکیر فی ظاہر الروایۃ و من ابی حقیقہ دانی جو متکمل و ہو قول اشاعی قال انصف فی فتی میں لافاقیۃ شمارہ الی علمہ اظہار سہ سہ
 قلت وجہ اظہار ان غیر من التذکیر فی مثل ہذا الاصل حرم اور ہی طرح شکار حرام ہو گا ظاہر الروایۃ میں اگر عباد دعا خیر ہو گیا نوح کرنے سے پہلے کہ اسکے یا اس نوح کا
 ہتھیار زمین یا وقت نہ گئے اور نام ابو یوسف رحمہ فی ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ صورت غیر حلال ہے اور ہی قول ہے شافعی اور کا انصف رحمہ نے ہی شرح میں لکھا اور
 میرے سن میں اور دقایق کے سن میں شمارہ اسکے حلال ہوجانے کی طرف یعنی قدرت کی قید لگانے سے اور ظاہر الروایۃ کو تو سن چکا اتنی مانی خرج انصف میں کہتا ہے
 اور ظاہر الروایۃ کی دلیل ہے کہ عاجز ہونا نوح کرنے سے اسی صورت میں حرام کو حلال نہیں کہ تمام بر خلاف اس صورت کے کہ بانی اور کھانا حاصل کرنے سے عاجز ہو
 تو شراب اور اور کھانا سماج ہو گا اور اسل مجوسی کلید فرجہ مسلم فخر بنی نے اپنا کتاب جوڑا شکار پر مسلمان نے کہے کو تیر لکھا اور ہر کا یا شہور
 کہے سودہ تیر ہو گیا اور اسنے شکار مارا سودہ شکار حرام ہے ہر چند زبردت میں یعنی منع اور نہی کے ہے لیکن زبردت سے یہاں مراد رغیب اور خوش دانا ہا
 شکار کرنے پر اور زبردت سے مراد اظہار زیادت طلب ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ اور مطاوعی میں ہر معلوم کرنا چاہیے کہ جب ارسال اور زبردت ہوں تو ارسال بہتر
 ہو گا تو اگر ارسال مجوسی یا حرت یا بت پرست یا تارک تسمیہ ہے اور زبردت مسلمان سے تو شکار حرام ہے اور اگر انکس اسکے حلال ہے یعنی ایک مسلمان نے کہے کہ
 شکار پر چھوڑا اور مجوسی نے اسکو تیر کیا تو اعتبار چھوڑنے کا کیا جاوے گا اور شکار حلال ہو گا اور اگر ارسال موجود نہ ہو اور زبردت موجود ہو تو اب زبردت ہو گا بھر اگر زبردت
 مسلم ہے تو حلال ہے اور اگر مجوسی ہے تو حرام ہے اور قلعہ عرض عرضہ و ہوسم لاریش کہ کسی بلاصابتہ بوجہ یا شکار کو عرض نے قتل کیا اپنی عرض سے تو
 حرام ہے اور عرض وہ تیر ہو جس میں پر نہیں اور عرض اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نشانہ بر لگتا ہے اپنی عرض کی طرف سے نہ طوں کی طرف سے ہم عرض ہونا
 عراب تیر ہی بدون پرکا دونوں کنارے اسکے باریک اور درمیان میں موٹا وہ نشانہ پر عرض کی جانب سے لگتا ہے نہ تیری کی طرف سے کذا فی انماوس و لولہ
 حد فاصاب بعد حل اور اگر عرض کے کنارے پر حدت اور تیری ہو پھر وہ شکار کو تیری کی طرف سے لگے تو وہ حلال ہے اور بندۃ ثقیلۃ ذات حدۃ خیر
 تقدما باقتضی لا باجدا قتل کیا شکار کو بھاری غلیلہ باڑہ دالے نے تو شکار حرام ہے سبب اسکے قتل کرنے کے بوجہ سے اور اگر انی سے نہ باڑہ اور تیری سے
 ہم بندۃ بنیم با موحہ و سکون نون مدوشی ہے اس سے مارنے ہیں اور اسکو طاعتی بھی کہتے ہیں کذا فی الخرب ہندی میں جسکو غلوہ اور غلیلہ کہتے ہیں جسکو
 علی سے چلاتے ہیں و لو کانت خفیۃ لما حدۃ حل تقدما باجرح حیثند لوم بحر صلا بولکل مطلقا و شرطی الجرح الاماء و صل لاسفی و تمانہ فیما علقۃ علیہ اور
 اگر غلیلہ لکھا نو کیلا ہو تو شکار حلال ہو گا اس لیے کہ اسوقت میں نو کیلا غلیلہ زخم سے قتل کرتا ہے اور اگر غلیا نے شکار کو زخم کیا تو اسکا کھانا مطلقا درست
 نہیں خواہ غلیلہ بھاری ہو یا لکھا گول ہو یا نو کیلا اور زخم میں خون بہنا شرط ہے اور بعضوں کے نزدیک شرط نہیں کذا فی الملتقی اور اسکا پورا بیان

المتعلق کی ہمارے شیخ بن رحم فتاویٰ قاضی خان بن یزید غلیبہ اور پھر ادھر عرض اور لاشی اور اس کے مانند کاشتکار حلال نہیں اگرچہ شکار زخمی ہو گیا ہو لیکن
 کہ دنیا و مذکورہ جو حیرتی چٹائی نہیں ہیں مان اگر انکو دراز فو کہ اگر تیر کے مانند کرے اور انکا پھینک مارنا ممکن ہو اور وہ میرے پھاڑے اپنی مدت اور تیزی سے تو
 انکا انکا حلال ہوگا اور اگر اندر زخم ہو گیا بسبب گرفت کے اور یا ہڑت نہ پھینکا تو حلال نہیں بلکہ اس سے خون کا ہنا حاصل نہیں ہوتا حتیٰ خلاصہ یہ کہ
 کہ اگر قتل و قتل اور گرانی سے حاصل ہو تو حلال نہیں اگرچہ خون نکلا ہو یا خیر اور میں اسکی طرف اشارہ ہوا اور یہی جواب لکھا شیخ زین صاحب پر لارائی نے جب
 ان سے یہ سنا تھا ہوا کہ جو شخص چیلون کا شکار کرتا ہے سیدھے ڈھکی کی گولی سے انکا کھانا درست ہے یا نہیں تو جواب لکھا کہ انکا کھانا حلال نہیں بلکہ کسی قسم کے
 مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر موت شکار کے زخم سے بالیقین حاصل ہوئی ہو تو وہ حلال ہے اور اگر قتل اور گرانی سے ہوئی ہو تو بالیقین حرام ہے اور اگر شک ہے یا نہیں کہ
 زخم سے موت ہوئی یا قتل سے تو احتیاطاً حلال نہیں حتیٰ کہ تباہیوں کے سبب کی گولی کے شکار میں احتیاط یہ ہے کہ انکا کھانا حلال نہیں ہو اسلئے کہ گولی تو بظاہر غنیمت
 کے تہیت قتل کرتی ہے نہ اپنی حدت اور بارش کی تیزی سے وہہر علم کہ انی لفظ اولیٰ و درمی حمید وقوع فی ما دل احوال قتل بالما و خرم یا شکار کو تیر مارا سو وہ گڑبائی
 میں اور گیا تو حرام ہوگا کہ شاید قتل انکا پانی سے ہوا ہو نہ تیر سے ولو اظہر یا کیا وقوع فید خان انفس چہ فیہ دم و الاصل المتعلق اور اگر شکار آبی چرایا ہو پھر تیر لگنے کے بعد
 پانی میں گر پڑی ہو اگر کھانہ پانی میں ڈوب گیا تو وہ حرام ہوگئی اور اگر پانی میں زخم نہیں ڈوبا تو حلال ہے کہ انی المتعلق اس واسلئے کہ پہلی صورت میں احتمال ہے کہ
 پانی نے قتل کیا اور دوسری میں احتمال نہیں یہ سبب شوق ہے جبکہ بسیار زخم لگا ہو جس میں زندگی کی امید ہو اور اگر ایسا زخم ہو کہ زندگی کی امید نہ ہو تو شکار حلال ہے
 کہ وہاں قتال مذکور نہ ہو کہ انی اہلگیریہ و وقوع علی سطح او جبل فزوی نہالی الاض حرم فی انسانی کلہا لان الاخر عن مثل نہ ممکن تاثیر لگنے
 کے بعد چڑیا چھت پر یا پہاڑ پر گری پھر وہاں سے زمین پر گر پڑی تو حرام ہے ان سبب مسائل میں اس واسلئے کہ ایسی صورتوں میں چھتا ممکن ہے کہ زمین پر ضرور نہیں
 کہ جب زخمی چڑیا کے نو پانی یا چھت یا پہاڑ پر گرے اور اس طرح کا حکم جو دخت یا دیوار یا کھڑی چھتی یا پتھر کے کنارے پر گرنے کا اور اگر چڑیا چھت
 یا پہاڑ وغیرہ پر گر کر پانی رہی زمین پر نہ آئی یا نیٹ یا پتھر کے مانند پر گری تو حلال ہے اس واسلئے کہ وہ بہتر زمین کے ہے کہ انی لاشی فان وقع علی
 الارض ابتدا اذا اخر از غنہ غیر ممکن چل پھر اگر تیر کی زخمی چڑیا پہلے سے زمین پر گر پڑی اور پھر تو حلال ہے اس واسلئے کہ اس سے بچاؤ ممکن نہیں چھتی
 زمین پر گرنے سے اخرا غیر ممکن ہے تو یہ احتمال کہ شاید زمین کے گرنے سے چڑیا مر گئی ہو تو ساقط الاعتبار ہے و نہ شکار کے باب کا اسناد ہوگا اور اس
 مسلم کلیہ فرجہ اراغہ بصباح مجوسی فائز جزا در درون الاوصال و فصل برقع باہو فوقہ منہ نسخ اکبریت یا مسلمان نے اپنا کنا شکار پر چھوڑا سو
 نے اسکو برگیا یعنی شکر کے اسکو چھڑکایا اور تیر کر دیا سو وہ تیر ہو گیا اور شکار کو مارا تو شکار حلال ہے اس واسلئے کہ زجر کتر ہوا رسال سے اور فعل دفع ہوا تاہی اس
 فعل سے جو اس سے فوق ہے یا برابر اس کے ہر سکتا و ضعیف سے جیسے صحیح حدیث منوہ ہوتی ہے اصح یا صحیح سے یہ ضعیف سے ہم زجر اس واسلئے کہ تیر ہوا رسال
 سے کہ زجر یعنی ہوا رسال ہے کہ اسکا تاکید ہے تو حلت اور حرمت میں ارسال معتبر ہو نہ زجر اولم یہ سئلہ احد فرجہ سلم فائز جزا در درون الاوصال حکمایا نے
 کو کسی نے نہیں چھوڑا پھر مسلمان نے اسکو شکار پر چھڑکایا اور گرم کیا سو وہ گرم اور تیر ہو گیا اور شکار مارا تو حلال ہے اس واسلئے کہ زجر اس کی بھی ہے یعنی ہنزلہ
 ارسال کے ہے و در صورت عدم ارسال او اخذ غیر ما ارسل الیہ لان غرضہ اخذ کل صید تان حتی لو ارسل علی صید و کثیرہ بمیتہ و احدۃ قتل اکل اکل کل
 یا کہنے نے اور شکار مارا اس واسلئے کہ چھوڑا گیا تھا تو وہ حلال ہے اس واسلئے کہ صیاد کی غرض ہر ایک اس شکار کا بڑا ناہو جس پر کتا قارہ ہو سکے یا شکار
 کہ اگر صیاد نے کتا چھوڑا بہت سے شکاروں پر اکیسا رسم اسد کہ سو اسے سب شکاروں کو قتل کیا تو سب کا کھانا حلال ہے یعنی خلاصہ یہ ہے کہ نصیبین
 شکار کا اعتبار نہیں اکل فی الوجہ المذكورۃ لما ذکرنا وجہ مذکورہ میں ہر شکار حلال اور اکل کوئی جوان و لائل سے خلجہم نے ذکر کیا ہم قولہ اکل جزا
 سلطان دفع اور اس کے سطوات کی کسید رمی فقط عضو منہ فایوکل لا بعض و خلافا للشافعی و لما قولہ علیہ اسلوۃ و اسلام یا مین من انھی فو

اُسکے تلف کر ڈالنے کے وقت سوائے اس نقصان کے حوالہ کے زخم لگانے سے حاصل ہوا دم و جان وادان یہ ہر کتنا ہی نے غیر کے مملوک شکار کو تلف کر دیا سو حکم یہ شخص
 ترک کاری لگانے سے اسکا مالک ہو گیا تھا تو وقت اتلاف کے غیر قیمت لازم آدے کی وجہ سے اول کا نقصان وضع کر کے توجیح چکی یوں یہ کہ وہ شکار دوسرے کا تھا
 مثلاً سو شخص اول کے زخم سے دوسرے کا نقصان ہو گیا پھر دوسرے نے تیرا راتو آٹھ درم کا اور نقصان ہو یا پھر شکار ہو گیا تو دوسرے شخص آٹھ درم کا نادان دے لے گا
 المنع وحل صلیبا و ما یوکل لمحہ و ما یوکل لمحہ منصفہ جلدہ او شعروہ اور شیعہ اول دفع شعروہ و کلمہ شروع لاطلاق النقص در حلال ہر شکار کرنا اس جانور کا
 جسکا گوشت حلال ہے اور جسکا گوشت حلال نہیں ہر اسکی کھال یا بال یا پر کی منفعت سے یا اسکی تیر اور اوت کے دفع کرنے کے واسطے اور ہر شکار یا کول اور
 غیر یا کول شرع میں درست ہر نفس قرآنی کی مطلق دلیل سے یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا (و از او خلقتهم فاصطادوا) یعنی جسوقت حج کا حرم باندھے ہو تو شکار کر د
 اس آیت میں یا کول اور غیر یا کول کی قید نہیں اور لغت عرب میں یا کول اور غیر یا کول دونوں کو شکار کہتے ہیں دینی اقلیتہ بخور ذبح احرہ و الکلب نفع ما دالاولی
 ذبح الکلب اذاخذت حرارة الموت اور قنیہ میں ہر کہ بلی اور کتے کا ذبح کرنا کسی منفعت کے واسطے جائز ہے اور تیرہ یہ کہ جب کتا مرے لگے تو اسکو ذبح کر ڈالے م
 جبکہ بلی موزی ہو تو اسکو نہ مارے نہ اسکے کان لے بلکہ اسکو ذبح کر ڈالے چنانچہ ذہیر دین ہے اور اگر کلب غور ہو یعنی کاتا ہو تو اسکا قتل جائز ہے اور اسکا مالک
 نادان نہیں لے سکتا کذا فی الطحاوی و بیہ طبرکہ خیر نہیں العین کثر فی فلاطیر صلا و جلدہ و قیل لہ جلدہ لا یجوز ذبحہ صحیح یا قنیہ یہ کما فی الشریعۃ عن ابیہ
 ہنا و در فی الطارۃ پاک ہو جاتا ہو گوشت اور چمڑا غیر جس عین کا چنانچہ سور کہ وہ صلیبا یا عین ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ غیر یا کول کی کھال پاک ہو جاتی ہے
 نہ گوشت اسکا اور یہ قول اقوال مفتی بہا میں صحیح تیرہ چنانچہ شریعۃ لایہ میں مواب سے کتاب البصید میں منقول ہے اور یہ گزر گیا کتاب الطہارۃ میں اخذ الطیر
 لیلا مباح والا ولی عدم قطعہ خانیہ پرندہ کا یکدھار ات کو مباح ہے اور تیرہ یہ کہ ایسا نہ کرے کذا فی الخاتمہ مکرہ تعلیم البازی بالطیر احمی
 لتغذیہ مکرہ ہے ہر بازو شکار سکھا نازندہ پرندہ پر اسلحہ کہ پرندہ کو اس سے تکلیف ہوتی ہے سمع الصائد حسن انسان اور غیرہ من الابلیات
 کفرس وشاة فرمی الیہ فاصاب صید الم یحیل شکاری نے آدمی یا اسکے سوائے یا بوجہ اور چنانچہ گھوڑے اور بکری کی آہٹ شنی سو اسکی طرف
 تیر چھینکا سو شکار کو لگ گیا تو وہ شکار حلال نہیں م یہ مسئلہ کتب فقہ میں مختلف مذکور ہے ہر ایہ میں شکار مذکور کو حلال کہا ہے اور مضمرات میں اسکو تو حلال
 قرار دیا ہے شنی نے اسکو غیر یا کول کہا سو اسلحہ اسے تیر مارا اور شکار کر کے کا قصد نہیں کیا بلکہ اسے ہی کو پسند کیا سو جسے کہ آدمی وغیرہ کی طرف تیر مارا
 اصطیاد نہیں ہے اگرچہ تیر شکار کو لگ جاوے کذا فی الطحاوی بخلاف ما اذا سمع حسن اسد او ذہیر فرمی الیہ و ازل کلبہ فاذا ہو صید حلال لا کل
 ہر خلاف اس صورت کے کہ جب شیر یا سوسر کی آہٹ شنی سو اسکی طرف تیر مارا یا کتا چھوڑا پھر لگانا وہ شکار یا کول اللحم نکلا تو وہ حلال ہے و لعلہ ان حسن صید او ذہیر
 لم یحیل جوہر ولانہ اذا جمع لیسع و الحرم غلب الحرم اور اگر معلوم ہو کہ آہٹ شکار کی یا غیر شکار کی آہٹ ہے تو حلال نہیں کذا فی الجوزہ سو اسلحہ جب بیچ اور خرچ میں ہو
 میں تو محرم غالب ہو جاتا ہے احتیاط کی راہ سے رمی طلیبا فاصاب قرنہ او ظلفہ فمات ان و ماہ اکل و جود خرچ والا تیر مارا ہر کسو اسکے لگا سنگ
 یا کھر کو سودہ مگر اگر اسکو خون آلودہ کر دیا تو وہ یا کول ہو گا خرچ کے موجود ہو جانے سے اور اگر خون نہیں نکلا تو وہ یا کول نہیں و العبرۃ بکالمہ الرمی فی الصید
 بر دتہ اذا رمی مسلما الا باسلا مہ اور اہلیت صلیبا و دین تیر اندازی کی حالت مقبرہ تو شکار حلال ہے تیر انداز کے مرتد ہو جانے سے جبکہ اسے تیر لگایا ہو اسلام
 کی حالت میں اور شکار حلال نہیں تیر انداز کے اسلام لانے سے جبکہ اسے تیر لگایا ہو بت پرستی کی حالت میں ہم غنایہ میں ہے کہ تیر لگانے اور کلب معلم کے چھوڑنے
 کے وقت اسلام شریعہ ہو تو اگر اسے تیر مارا یا کتا چھوڑا حالت اسلام میں پھر وہ مرتد ہو گیا تو شکار حلال ہے اور اس کے بالعکس حلال نہیں کذا فی الخاتمہ یہ وجوب
 الجزاء جبکہ اذرمی مالا با حرامہ و سچی قبیل کتاب الدیات اور بدلا دینا شکار کا وجوب ہو گا حرم کے حلال ہو جانے سے جبکہ اسے تیر مارا حالت حرام میں نہ اسکے
 حرم ہو جانے سے بلکہ اگر غیر حرم نے تیر مارا شکار کو پھر اسے حرام باندھا تو جزا واجب نہیں اور وہ شکار حلال ہے اور یہ مسئلہ آدیکا کتاب الدیات سے پہلے

کتاب الہدایہ
 ۱۶۹
 ہفت ہجری ۱۰ سال کے وقت اسکی تملیک ہر وجہ اباحت ہر شخص میں ہر کہ ایک مرد نے اپنا جائز چھوڑ دیا اور دوسرے نے مسکو لیا اور اسکی دیکھا اور
 خبر گیری کی چیز اسکا مالک آیا سو اسکی دو صورتیں ہیں اگر اسے چھوڑنے کے وقت یہ کہہ گا جو اسکو بکے ہے تم نے اسکو اسکا کر دیا یا یہ نہ کہہ گا تو یہی صورت میں مالک اسکو
 نہیں لے سکتا اسوا سے کہ اسے تملیک کو مباح کر دیا اور دوسری صورت میں اسکو لینا جائز ہی عدم اباحت کے سبب سے یہی قول ہمارا ہے شکار کے چھوڑ دینے میں گذر
 فی الطحاوی مختصر و عنانہ بعض الاماۃ تکرار اور اسے عتاق کو کوئی بخشش کے چھوڑنے کو بعض علما انکار کرتے ہیں یعنی ارسال بلا اباحت کو جائز نہیں ہے مگر بیخارج و ہرمانیہ
 اور اگر بعض اس پر دلالت کرتا ہے کہ اکثر علما اسے خود ہیں حالانکہ یہ اسفقول نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہ سب یہی ہے کہ حرام ہے کہ نہ ان فی الطحاوی دان بقیہ غیر ہر جائزہ
 اور اگر مالک نے عصفور پر کسی کو غیر واجد کے ساتھ یا تو مالک کو اسکا لینا جائز ہے یہ اس صورت پر محمول ہے جبکہ مالک نے ارسال کے وقت لینے والے پر مباح نہ کر دیا ہو
 چنانچہ جنہیں اور یہ ہے کہ نہ کوئی چھوڑ دے ان فی الطحاوی کی فقہر الامان راہ لغشتر جسے لینا جائز ہے چھوڑا اس انار کا جسکو چھلکے والے نے پھینک دیا مگر ہزار میں ہی
 شتر خیر بے قیمت کا نہیں ہے لہذا لینا شیخین ہم کے نزدیک درست ہے لیکن بعد اتفاق مالک اسکا اسکو لے سکتا ہے کہ ان فی شرح الوہابیہ بعد البر فی مباحاتہ ۵
 اور حلال لایحل صطبا وہ عصفور و دوا صیدت ولا ہی تنفر اور وہاں نہ کی سیلیون میں یہ ہر وہ کوئی غیر مرغوم مرض حرم میں ہے جسکا شکار کرنا حلال نہیں ہے ان کا دیکھا
 چلو غیر اس کے نے شکار نہیں کیا اور نہ اس سے متفرق ہو دے یہاں گم اسکا جواب شایع ہے اگلے قول میں دیا ہو صید دخل دار جل غلق علیہ یا بلکہ فلا بلکہ
 غیر دار و اجزائہ یعنی مراد وہ شکار ہے جو ایک مرد نے گھر میں گھس کیا ہو اسے سیر یا دروازہ بند کر دیا یعنی مفسد اس طرح سے بند کر لیا کہ اسکے بکڑنے پر قادر
 ہو گیا تو اب اسکا کوئی مالک نہ ہو گا سو اب صاحب خانہ کے اگر چہ بعد اسکے فروج کے م یعنی شکار گھر میں گھسا یہ جب صاحب خانہ نے دیکھا تو دروازہ بند کر لیا
 اس طرح کہ وہ کل نہیں سکتا اور صاحب خانہ اسکے بکڑنے پر قادر ہے ہر بدو شکار کرنے کے تو صاحب خانہ اسکا آخذ اور مالک ہو گیا اور اگر اسے دروازہ بند
 کر لیا اور حالانکہ شکار اسکو معلوم نہیں تو اسکا آخذ اور مالک نہ ہو گا تو اگر پہلی صورت میں شکار باہر نکل گیا اور غیر صاحب خانہ نے اسکو بکڑ لیا تو وہ مالک
 نہ ہو گا اور دوسری صورت میں تو دوا صیدت میں ہی صیدت ہر دوا صیدت حقیقی ہو نہ صید حاکمی اور غیر مرغوم سے غیر صاحب خانہ
 نہ ہو گا اور دوسری صورت میں مالک ہو گا چنانچہ شرح وہابیہ میں ہے تو دوا صیدت میں ہی صیدت ہر دوا صیدت حقیقی ہو نہ صید حاکمی اور غیر مرغوم سے غیر صاحب خانہ

كتاب الرحمن

کتاب الرحمن

یہ کتاب ہر مسائل دین یعنی گرد کرنے کے احکام میں مناسبتاً ان فیہ من الزان واصلت بحسب تحصیل المال مناسبت کتاب الرحمن کی کتاب اصدیت یہ ہو کر
رسن او شکار کرنا ہر ایک تحصیل مال کے سبب ہیں ہونے جس النبی و بعض میں لغت میں عبارت ہر جس شو سے یعنی چیز کے روکنے اور بند کرنے سے خواہ وہ چیز
مال ہو یا غیر مال و شرعاً جس شیئر مالی اگر جعل لشکر مجوسا لان کجابس ہو الم تهن اور مصطلح شرع میں رسن عبارت ہر مالی چیز کے جس کرنے سے یعنی
چیز کو مجوس کر دینا سو اسطے کہ جس کرنے والا مرتن ہو نہ رسن میں شرح نے جس شو کی تفسیر جعل لشکر مجوسا سو اسطے کی تا رہن ثابٹن ٹھہرے ہو شک کہ جاب تو
مرتن ہر نہ رسن بلکہ رسن تو شو کا مجوس کر دینے والا ہے اور تعریف میں جس رسن ہو اسطے معتبر نہوا کہ کلام ہر اس رسن میں جو رسن داخل ہو نہ ارسان میں جو مرتن کا
فعل ہر مثلاً ازیرنے خالد سے سو دم لیے اور یا باغ اسکے پاس گر دو بھدیا تو زید را رسن ہر اور خالد مرتن در باغ مرتن حق تکین استفادہ ای خذہ منہ کھا لیا و عضا
کا ان نیتہ لم یرون اقل من الدین رسن عبارت ہر جس شو سے بعوض اس حق کے جسکا حاصل کرنا اولیائشو مرتنون سے ممکن ہو خواہ نام حق کا جس سے
لینا ہر کے یا بعض حق کا چنانچہ اگر قیمت مرتنون کی دین سے کم ہو تو بعض حق کا حصول ممکن ہو گا نہ کل کام امتنان اخذ کی قید سے وہ خبر کل گئی جو نہیں ٹھہری
چنانچہ برکت لذائی الطحاوی کا الدین کا الایستقدا لان لعین لا یکن استفادہ من الرسن الا اذا صار دنیا کما کہا سمعی چنانچہ دین کا حاصل کر لینا مرتنون
سے حق مذکور سے دین سو اسطے مراد ہوا کہ عین کا حاصل کرنا مرتنون سے ممکن نہیں مگر حسب قیمت کہ عین دین حکمی ہو جاوے چنانچہ دین حکمی کا بیان

بعد ایک سطر کے آتا ہے شایع نے کہا کہ لہرین کا کات ہفتہ کا کات ہر تینوں کا یعنی حق منحصر ہر دین میں تو دین کی حق ہر بعض استغفار میں ہر ہونے پر ہونے میں
 نہیں کہ عین میں تو صورت مطلوب ہر سو کا کاتنا اور جامع ہونا دوسری شریعت میں نہیں برطانت دین کے کہ کاتنا استغفار ہونے میں ہر کاتنا ہر کاتنا ہر کاتنا
 الونایہ حقیقہ وہ دین واجب ظاہر اور باطنی اور ظاہر فقط نفس عباد و خل و جد و اما و آخر خواہ دین حقیقہ ہو اور دین حقیقی وہ ہر جو دوسرے ظاہر اور باطن میں واجب
 ہو یا فقط ظاہر میں واجب ہو جیسے اس غلام کا تمن جواز کا کاتنا وہ سرکہ جو تمن ثابت ہو اتم تو غیر ظاہر میں صحیح ہو تو قاعدان لازم آدیا جائے کہ اس کے ملاک ہو جانے
 سے تو اگر غلام اور سرکہ کی قیمت دس درہم ہو مثلاً تو باطن پر شریعتی کو دس درہم دینا لازم ہو گا محمد نے بسوڑ اور جامع میں تعین کی کہ مقبوض حکم دین فاسد لازم
 ارضان ہر ہی قول مختار ہر کذا فی الخطا دی عن الاضیاء و حکما کا لا عیان المضمون بالمثل ادب قیمۃ کما یجوز خواہ دین کما ہو چنانچہ وہ عیان ہونا
 ضمان مثل یا قیمت سے ہوتا ہے چنانچہ آگے مذکور ہو گا مضمون بالمثل ادب قیمۃ کو مضمون ہر جی کہتے ہیں تاج بشریہ نے کہا مضمون ہر جیہ وہ ہر کے کات
 ہو جانے کے وقت مثل واجب ہر اگر کما مثل ہو یا قیمت واجب ہر اگر کما مثل ہو چنانچہ مقبوض ہو اس کے کہ اگر غاصب مقبوض کے بدلے مالک کے پاس کی جی
 رہن رکھ دے تو رہن صحیح ہر حالانکہ مقبوض دین نہیں ہر اور چنانچہ مقبوض علی سوم بشر اور مقبوض حکم سیخ فاسد اور ہر در بدل طلع اور بدل صلح میں ہر اور ہر ہر
 چنانچہ وہ صلح جو باطن کے پاس ہر تو کما تافان یعنی در صورت تلف ہو جانے کے تمن سے ہر نہ قیمت سے کذا فی بعضی حسن طبعی شرح دقایق کا تہیہ میں کما مضمون
 ہر نفسہ کو فوض ہر کما صحیح ہر جیسے فوض دین کے رہن صحیح ہر اسو ہر کما مال کار دین ہر اتنی قانیہ میں ہر رہن کما فوض ہر دین کے جائز ہر لیکن دین فوض
 عیان کی اس طرح ہر کہ رہن فوض اُن عیان کے جو امانت اور دعت اور عاریت اور ال غصارت اور مضایعت میں سو جائز نہیں ہر اور ہی طرح رہن عین مستاجر
 باطل ہر اور ہی طرح عیان مضمون ہر رہا سے رہن جائز نہیں چنانچہ باطن نے عین کو بیجا اور فوض بیع کو کی چیز رہن رکھ دی شریعت کے پاس قبل تسلیم کے تو وہ مال اگر
 مالان مگر عیان مضمون یا قیمت سے رہن رکھنا مانند مقبوض کے بالاتفاق جائز ہر اور ہی طرح رہن فوض ہر اور بدل طلع کے جائز ہر خواہ وہ عین یا اور ہی طرح یا فوض
 مختصراً خلاصہ یہ کہ عین مضمون ہر دین ہر حکم دین ہر تو رہن کی قبولیت صادق آئی کہ رہن نہیں ہونا اگر دین میں خواہ دین حقیقی ہو یا حلی و عقد یا کاب و قبول حال کو نہ
 غیر لازم دقتند ظلم اس تسلیم الرجوع عنہ کما فی البتہ اور دین ہر عقد ہونا ہی کاب و قبول سے دہا یکہ وہ عقد غیر لازم ہر اور ہر وقت میں تو رہن تسلیم ہر رہن
 آئی اور رہن کی عقد سے رجوع کرنا جائز ہر چنانچہ یہ میں جائز ہر رہن غیر لازم ہر کہ کو نہ تہیہ کا عقد ہر مانند ہر و حدہ کے دہا دار رہن ہر رہن میں رکھنے میں
 فاذا سلمہ و قبضہ امر تنہا لکونہ خزائن متفرقا لکونہ علی تفرقا لا شغل لاجل الراجح بدون التفرق فی الامشاع و لو کما بان فصل المرہون فی المرہون
 حلقہ کا شجر و مستضع لازم ہر جب رہن تسلیم کر دیا رہن کو اور رہن نے بشر قبضہ کر لیا اس حالت میں کہ رہن ہر جمع اور مضمون ہر نہ متفرق مانند متفرق
 ہونے بھل کے درخت پر خالی نہ مشغول ہر رہا میں رہن رکھنا درخت کا بدون بھل کے غیر اور مقسوم ہر نہ مشاع اگر چہ شیع حکمی ہو اس طرح کہ رہن مقبض ہو
 غیر رہن سے باعتبار پیدائش کے چنانچہ اتصال درخت کا رہن ہر ہر سے ادب آگے واضح ہو گا تو رہن لازم ہو گا بعد تسلیم اور قبض کے بشر و طرہ کو رہا جب
 عدم تفرق رہن کا شرط ہوا تو بھل کا رہن کما بدون درخت کے اور زرع کا رہن بدون من کے جائز نہوا اور جب رہن کا خالی ہونا حق رہن سے شرط ہونا
 درخت کا رہن بدون بھل کے اور زمین کا بدون درخت کے اور گھر کا رہن بدون متاع رہن کے جائز نہوا فاوان القبض شرط المرہون کما فی البتہ صحیح فی الجہت
 شرط اکواز مضاف ہر کا کلام مذکور اس کا مفید ہر کہ قبض رہن کا عقد رہن کے لازم ہونے کی شرط ہر جیسے یہ میں قبض لزوم کی شرط ہر اور جی میں اسکی
 تصحیح کی ہر کہ قبض جواز رہن کی شرط ہر جی کہ قبض لزوم کی شرط ہو گئی تو مطلب یہ ہر کہ رہن صحیح ہو بدون قبض کے مگر بدون قبض کے لازم نہیں اور
 جب جواز کی شرط ہوئی تو مطلب یہ ہر کہ رہن صحیح نہیں بدون قبض کے و الخلیۃ بان الراجح دالہن قبض حکما علی الظاہر اور تخلیہ کر دینا
 در میان رہن اور رہن کے در حکم قبض کے ہو ظاہر الروایۃ میں یعنی قبض کا حکم جاری ہر تخلیہ میں تو اگر بعد تخلیہ رہن اسکو نہ دے

ترجمہ ائمہ و فضلاء عرب و علماء ہند

اور وہ ضائع ہو تو نادان اس کا مرتبہ پر لازم آدھکا کذا فی الخطا دی عن ابی اسود ورم تخلیع یہ کہ رہن مہون کو ایسے موضع میں رکھتے کہ مرتبہ اس کے لینے پر قادر ہو
یغلام ہزار دہ ہزار اور ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ منقول میں قبضہ ثابت نہیں ہوتا بدین نقل کے کذا فی شرح الوفا کا بلع فاما فیہ ایضا نہیں تخلیہ میں ہیں
قبض پر مابذیع کے اسوئے کے تخلیہ بیع میں بھی قبض ہو ہو مضمون ذوالک بالاقبل من قیمتہ و من لدین رجب مہون تلف ہو جائے مرتبہ اس کے پاس تو کرنا
اس کا نادان کی قیمت اور دین سے لازم آدھکا ہم ہر دین میں کہ قیمت اور دین دونوں سے کمتر نشان ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے جو کمتر ہو اس کا ضمان ہو تو اگر دین کی
ہر قیمت مہون سے تو مستقر نادان ہر مرتبہ پر اور اگر قیمت اقل ہو تو نادان سے کذا فی شرح الوفا یہ تلف ہو جانے کی قید اسوئے لگا کی اگر مرتبہ ہر دین
کو قیدی سے تلف کر ڈالے گا تو تمام مہون کا نادان سپر لازم ہوگا چنانچہ محیط میں ہر اور اگر اس میں اس شرط پر کر دے کہ اگر ضائع ہو مہون کو تلف ہلاخان
ضائع ہو تو رہن جائز ہو اور شرط باطل ہو تو نادان لازم ہو کہ یہ تعدیل مشروع ہے اور اگر بعض مہون تلف ہو تو دین قیمت کیا جاوے گا مالک در وجود یہ مثلاً
اگر گھر ہزار رہن رکھا اور اس کی قیمت ہزار ہو پھر گھر ویران ہو گیا تو ہزار کی قیمت ہوگی عمارت و زمین کی قیمت ہر مہون بقض ہر مہون کا حصہ ساقط ہوگا اور رہن
کا حصہ باقی رہیگا کذا فی الخطا دی وعند الشافعی ہر مہون ہر مہون کے نزدیک مہون امانت ہو تو نادان لازم نہ آوے گا و المستبر قیمتہ دوم ایضاً لازم ہلاک
لما توہم فی الاشباہ و غافلۃ منقول کما مرہ منصف اور مہون کی قیمت معتبر ہے جو اس کی قیمت یوم القبض ہو یا یوم ہلاک کی قیمت ميسا و حو کا کما یا ہو چنانچہ
نے کیونکہ وہ منقول نہ ہے کے مخالف ہے چنانچہ منصف نے شرح میں اس کی تحقیق بیان کی کہ مقتضی علی سوم الرحمن ذالم سین لھذا ارادہ ارادہ ارادہ
من الدین مضمون فی الاصح کذا فی القیۃ والا شباہ جس مہون پر قبضہ ہو اگر قبضہ کے رہنے کے جبکہ مقدار اس میں کی نہ کہ زکوٰۃ ہو جس کو رہن طلب
کرنا ہو تو اس کا نادان لازم نہیں صحیح تر قول میں چنانچہ قید اور شباہ میں چنانچہ رہن نے مرتبہ سے کما کہ یہ چیز میں تیرے پاس گرد و کھجی پھر فرض میں تجربے ہوگا
اور مقدار فرض بیان نہ کی اور مہون ہلاک ہو گیا تو اس پر نادان نہیں اور اگر مقدار نہ کر رہی ہو تو نادان لازم ہوگا فان ہلاک و مساوت قیمتہ الدین صغار
مستوفیا وینہ حکم اسو اگر مہون مرتبہ کے پاس تلف ہو گیا اور اس کی قیمت دین کے برابر ہو تو مرتبہ پنا دین یکم شرح باجکا یعنی خدا لینا تھا اتنا نادان
دینا لازم آیا تو برابر ہو گیا یا دین برابر آیا اور زوات کا ان الفضل امانۃ فی قبض بالعدی یا قیمت مہون کی دین سے زیادہ ہو تو مقدار زائد ہو وہ امانت
ہو تو اس کا نادان تعدی سے لازم ہوگا یعنی جب امانت پھری تو اس کے ہلاک ہونے سے ضمان نہیں کر جائے مرتبہ تعدی سے اس کو ہلاک کر گیا انقصت سقط بقدر
درج الممر من الفضل لان الاستیفاء بقدر المالیتہ یا قیمت مہون کی کم ہو دین سے تو بقدر قیمت کے دین ساقط ہوگا اور زائد کو مرتبہ اس سے بھرے
اسوئے کے حاصل ہونا بقدر رایت کے ہر مہون خلاصہ یہ ہے کہ اگر دس دین ہو اور دس دین مہون کی قیمت ہو تو ہلاک ہو جانے سے اس صورت میں گویا
مرتبہ نے اپنا دین بھر پایا اور اگر زائد دین قیمت ہو تو پانچ دین مرتبہ کے پاس امانت ہو اور اگر پانچ دین قیمت ہو تو پانچ دین مرتبہ اس سے بھر لے گا و ضمن الممر من
بدر عوی الہلاک بلایر مان مطلقاً سو اگر کان میں احوال الماہرۃ ادبائتہ و حسن مالک بالباطنہ اور نادان دیگا مرتبہ مہون کے دعوی ہلاک سے بدین
شہادت کے ہر طرح خواہ مہون احوال ظاہرہ سے ہو چنانچہ ارجحی اور غلام وغیرہ خواہ احوال بالطنہ سے ہو چنانچہ قدر اور پیر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نادان کو جس
با احوال بالطنہ کیا ہو وہ طلب وینہ من اہنہ و لہ حبسہ بہ وان کان الممر من فی یدہ لان حبس خبر بطلتہ اور مرتبہ کو جائز ہے اپنا دین طلب کرنا اس کے رہے
اور اس کو اختیار ہے رہن کے جس کرنے کا دین کے سبب سے اسوئے کے جس اور دین کی تاخیر کا بہ لا ہو یعنی باوجود قبض مہون کے دین کا تقاضا کر دہ رہن کو
سرعت ادا سے دین کے واسطے محسوس کرنا مرتبہ کو درست ہے و لہ حبس ہنہ بعد الفسخ لھذا فی قبض ینہ او یرئ لان الممر من لا یصل مجرد الفسخ بل یقی رہا
باقی قبض والذین ہا فاذا مات احدہما لم یبق رہا زلیحی و دروہیر ہما اور مرتبہ کو جائز ہے محسوس رکھنا مہون کا عقد رہن کے فسخ ہو جانے کے بعد یہاں
تک کہ وہ اپنا دین پادے یا دین کو معاف کر دے اسوئے کے رہن باطل نہیں ہو جاتا مگر دفع عقد کے بلکہ رہن باقی رہتا ہے جب تک کہ قبضہ

[illegible]

حفاظت کرے اپنی ذات سے اور اپنے اہل و عیال سے جس طرح وہ ذیبت کی حفاظت درجہ ہر خطا عیال میں ساکت ہے نہ نفقہ اور اگر درجہ ہر روزانہ فی زوج کے
خطا میں دے تو ہر رمضان نہیں اگرچہ زوج پر زوج کا نفقہ نہیں کذا فی الجہد و ضمن ان خطا بغیر ہم کما رجھا اور مرتب پر ضمان لازم ہوگا اگر غیر عیال سے کسی خطا
کرے گا چنانچہ کتاب الادبۃ میں گذر گیا اور ضمان سے غضب کا ضمان مراد ہوتا ہے کہ ضمان کذا فی الخطا دے و ضمن یا بدعا و عارۃ و عارۃ و عارۃ و عارۃ
و نقد یہ کلی قیمتہ قسط الدین بقدرہ اور مرتب پر ضمان لازم ہوگا اسکی و ذیبت رکھنے اور عارۃ دینے اور جاریہ دینے اور نقدی دینے سے ہر روز
کی تمام قیمت کا تو دین سا قسط ہر جا دیگا بقدر اسکی لینے اور باقی کا مطالبہ دیگا ہر روز پر و کذا فی ضمن کلی قیمتہ بحصل خاتم الارہین فی شہرہ سوا اصل قیمتہ
لباطن کہتہ اولاً بغیر جہدی لیسیری اور لیسیری علی اعتبارہ ارضی اور ہی طرح مرتب تاوان دیگا پوری قیمت کا رہن کی انگوٹھی پہننے سے اپنی یا بہن یا دہنی
چنگلی میں بنا براس فول کے جسکو رضی نے پسند کیا ہر خواہ انگوٹھی کے ٹکین کو اپنی باطنی فٹ میں کرے یا نہ کرے اسی کا فتویٰ گذر گیا الی البرجندی ہم ضمان اسواسطے
لازم آیا کہ یہ استعمال ہونے حفاظت کن قدرنا فی الخطا عن البرجندی منہا ایشمار الہ نقض واجب التجرعۃ فقیہ طت و لکن جرت احادیث فی زمانہ البسۃ کہ لک
فتیعی لازم انسان قیاساً علی مسئلہ اسیت الکتبہ فلیحذرن کہ جن نے کتاب الخط میں مقدم ذکر کیا ہر برجندی سے کہ وہ اپنی چنگلی میں انگوٹھی پہنتا ہر نصیر کی عادت
ہو اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہو تو گاہ رہنہا میں کتا ہوں لیکن ہمارے زمانہ میں تو وہ اپنی چنگلی میں انگوٹھی پہننے کی عادت جاری ہو گئی ہو تو لازم ہو نا
ضمان کا لازم ہر مسئلہ سیف پر قیاس کرنے سے جو آگے آتا ہو تو اسکی تحریر و تصحیح کرنا چاہیے لایحیالی فی صبح آخری الا اذا کان المرتب امرۃ ففیضمن لان
النساء یبیس کذلک فیکون استعمالاً لا خطا ابن الہمال مغزیا للزلیعی ضمان لازم ہوگا سوا چنگلی کے دوسری انگلی میں پہننے سے مگر جس صورت میں مرتب
نہ ہوگی تو دوسری انگلی کے پہننے سے بھی تاوان دے گی اسواسطے کہ حورین اس طرح چنگلی کے سوا اور انگلیوں میں بھی پہنتی ہیں تو انکے حق میں
استعمال ہونا خطا چنانچہ ابن کمال نے یہ ذکر کیا ہر زلیعی کی طرف نسبت کر کے ہم یہ جو کہ لکھتا ہوں انگوٹھی کے پہننے سے ضمان لازم ہوگا قہراً و یہ کہ ضمان غضب
مزم ہوگا اور یہ نہیں کہ مصلی ضمان لازم ہوگا بلکہ اس صورت میں تعلق ہونے سے قیمت یا دین سے جو کہ ہر جا بقدر ضمان لازم آویگا کذا فی الخطا دے
مشکلہ تعلد بعضی الارہین لا ائمتہ فان ائمتہ ان یقلد دن فی النادۃ البیض لا ائمتہ اور انگوٹھی کے مانند دو تلواروں کا باندھنا ہر زمین تلواروں
کا اسواسطے کہ بہادر عادت میں دو تلواریں باندھنے میں نہ تین تلواریں یعنی اگر رہن کی دو تلواریں باندھیں تو ضمان لازم ہوگا کیونکہ یہ استعمال ہر
در اگر تین تلواریں باندھیں تو ضمان لازم ہوگا کیونکہ یہ حفاظت ہر استعمال و فی البیس خاتمۃ ای خاتم الارہین فوق آخر رجح الی العادۃ فان کان
میں چنگلی لبس خاتمیں ضمن والا کان حافظاً فلا یضمن اور رہن کی انگوٹھی پہننے میں دوسری انگوٹھی پر عادت کی طرف رجوع کیا جاویگا تو اگر مرتب ان
لوگوں میں سے ہو جو چنگلی اور آرایش کرتے ہیں دو انگوٹھیاں پہنکر تو تاوان دیگا اور اگر ان لوگوں میں نہیں تو حفاظت ہر سے گا تو ضمان نہ دیگا ثم ان
ضمنی بہا ای باقیمتہ اندکۃ من جنس الہین لیتقیان قصاصاً مجرودہ ای مجرد بقضاء بالقیمتہ اذا کان الہین حلاً و طالب المرتب الی رہن
لنقص الیشکان ثمنہ فضل جہا اگر مرتب نے قیمت مذکور ادا کی دین کی جنس سے تو ادا سے ضمان اور دین دونوں کی کر رہا ہو جائیگا جیسے مجرودہ
نے قیمت کے جوق کہ دین حال ہونہ مہل اور مرتب رہن زائد کا مطالبہ کرے گا اگر دین زیادہ ہوگا قیمت ہم درہم اور دینا بیروزہ
سین مختلف ہیں چنانچہ محدثین میں مصر ہر اور شرح حموی سے استفادہ ہوتا ہو کذا فی الخطا و ای وان کان الہین مہل فلیضمن المرتب قیمتہ
موان بہا عندہ فاذا ضل الاجل اخذہ بدینہ اور اگر دین مہل ہو تو مرتب اسکی قیمت کا تاوان دے اور قیمت مذکور مرتب کے پاس
ہے گی پھر جب مدت دین کی آوے گی تو مرتب اسکو لے گا اپنے دین کے بدلے وان قضی بالقیمتہ من خلاف جنسہ کان الضمان رہنہا
مذہ الی قصاص وینہ لاند بدل الی رہن باخذہ مگر اگر مرتب نے قیمت ادا کی جنس دین کے مخالف تو تاوان دین رہے گا مرتب کے پاس

[illegible]

کتاب ہو مگر ترے قبضہ کرنے کے بعد ملت ہو تو مرتن کا قول جبر ہو گا سو اسے کہہ اسکے دخول فی ایمان کا منکر کذا فی الخطا وی فی الزیادۃ وان برہن انما
 لا یتاۃ ایمان بآزاد اگر دونوں اپنے دعوی پر گواہ لاویں تو اس کے گواہ مقبول ہونگے بسبب اسے ثابت کرنے نہان کے کذا فی الزیادۃ ویکون لہم سفر بہ بالبرہن
 اذا کان طریق آسانا کافی الودیعہ وان کان لہ حمل و سونۃ اور مرتن کو جائز ہر مہون کا سفر لہجنا میکہ راہ سجت ہو جیسے ولایت کو سفر میں لہجنا یا نہر
 اس طریق جائز ہے اگر چہ مہون کے لیجانے کے واسطے بار برداری و درج کی حاجت ہو کہ ان الاقالین البکر و کذا فی الادی الزین فی سیدہ کما فی الہادیۃ مغربا
 لحدۃ علی خلاف مانی فتاوی القاضین و سل مانی لحدۃ قول الامام دانی فتاوی قوالا کما لیسیدہ کلام لہجنا و ہی شرح مہون کو ایک شہر سے دوسرے شہر
 میں لہجنا درست ہے اگرچہ مدت سفر ہوا اور اسی طرح اس شخص کو سفر جائز ہے جس کے قبضے میں مہون ہے چنانچہ غادیہ میں ہر عہد سے منقول بر خلاف و در قاضین
 کے فتاوی یعنی قاضی خان و قاضی ظہیر الدین کے فتاوی کے اور شاید کہ جو روایت عہد میں ہے وہ امام رب کا قول ہے اور جو دونوں فتاوی میں ہے وہ مساجد
 کا قول ہے چنانچہ یہ مفہوم ہوتا ہے قنبہ کے کلام سے ہم شاید کہتے کی کچھ حاجت نہیں سو اسے کہتا وی قاضی خان میں قاضی بن کما مریا مذکور ہے کذا فی الخطا وی
 قائمۃ فی الحدیث از غنی الزین فو با فیہ قالوا معاہ اذا شہدت قنبہ بعد ما کہ بان قال کل الادی لم کانت قنبہ معنی با فیہ بن الدین کما ذکرہ المستفاد الالہ
 فائدہ حدیث میں ہے کہ جب رہن دکانی بنترے تو وہ بوض اس دین کے ہر حسین وہ مہون ہر شرح حدیث نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب مہون
 کی قیمت شہتہ ہو اسکے ہلاک ہو جانے کے بعد اس طرح پر کہ رہن اور مرتن ہر ایک کتا ہو کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اسکی قیمت کتنی تھی تو مرتن تاوان
 دے اسقدر دین کا جب قدر میں وہ رہن تھا یعنی دین رہن سے سا قظ ہو جاوے گا جبکہ مرتن کے پاس مہون ہلاک ہو جائے ایسا ذکر کیا ہے صنف ہر
 نے شرح میں کتاب الہین کے شروع میں ہم یہ حدیث سنہ اور مرسل دونوں طرح ہدی ہے سند کی تو در فطنی نے بسند ضعیف روایت کی ہے اور مرسل
 کی ابو داؤد نے اپنے مراسیل میں روایت کی ہے یون کتا ہوں مرسل ابو داؤد صحیح ہے یہ قول سفید ابن قطان کذا نے یعنی شرح المسند ایہ

باب ما یجوز از ترسانہ و مالایحوزہ

یہ باب ان مسائل میں ہے کہ کون چیز کا رہن رکھنا جائز ہے اور کس کا جائز نہیں الاصح رہن ہر شے ہے لحدۃ کو غیر مہون مگر صحیح نہیں رہن رکھنا مشاع یعنی
 غیر منقسم کا اسکے متنازعہ اور جد انہوں نے کے سبب سے چنانچہ شروع میں لکھا گیا مطلقا مقاربا و اطاریا من شریکہ او غیرہ تقسیم ولا مشاع کا رہن مطلقا صحیح نہیں
 خواہ شیوع عقد رہن کے متصل ہو یا بچھے سے طاری ہو گیا خواہ اپنے شریک سے ہو کہ اس رکھے یا اور جس سے مشاع قیمت پذیر ہو یا ہو تو صحیح اند فاسد
 بعضن البعض وجوزہ اشافی بجز در یافت کرنا چاہیے کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ رہن مشاع کا باطل نہیں فاسد ہے جس پر شریک کا ضمانت قبضہ کرنے سے لازم ہو گا اور
 رہن مشاع کو امام شافعی نے جائز رکھا ہے ہم اعتقاد دین کی شرط یہ ہے کہ مال ہو اور اسکے مقابل بھی مال مضون ہو تو اگر شرائط جواز کی پائی گئی تو رہن صحیح مستند
 ہو گا اور اگر کوئی شرط مفقود ہوئی تو رہن فاسد مستحق ہو گا اور جان رہن مال ہو چنانچہ آزاد یا خمر ہو یا مقابل اسکے مال مضون ہو تو رہن اصل مستحق ہو گا
 اسی کارہن باطل نام ہے وہی الاشباہ ما قبل البیع قبل الرین الا فی اربعۃ اشعاع و مشغول و متغیر غیرہ و اصل حتمہ بشرط قبل وجودہ غیر لحدۃ و جواز رہن
 لایرہا اور اشباہ میں ہے کہ جو چیز بیع قبول کرتی ہے وہ رہن بھی قبول کرتی ہے یعنی جس چیز کی بیع صحیح ہے اسکا رہن رکھنا بھی صحیح ہے سو اسے چار چیزوں کے
 مشاع اور مشغول اور متصل بغیر اور وہ غلام جس کا حق مطلق ہو کسی شرط سے قبل اسکے وجود کے سوا غلام مہر کے تو ان چارہن کی بیع تو جائز ہے رہن رکھنا
 اشکا جائز نہیں مشغول کو مطلق کہا حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ مشغول ہلاک رہن مانع رہن ہے اور مشغول ہلاک غیر کا رہن جائز ہے اور حق مطلق کی صورت
 یہ ہے کہ مالک نے اپنے غلام سے کہا کہ تو اگر اس گھر میں داخل ہو گا تو تو آزاد ہے تو اسکی بیع تو درست ہے مگر رہن درست نہیں ہاں مگر یہ مطلق کی بیع بھی
 درست نہیں لیکن مہر بقید کی بیع جائز ہے کہ ان فی الخطا وی و فیما اخیلہ فی جواز رہن المشاع ان پیچہ الصفیت باخیار ثم یرہنہ الصفیت

ثم یفصح البیع قال المصنف وفیه لکھ و علمہ فصر علی البیع فی الشروع الطاری اور شہادہ بن جواز رہن شیع کا یہ جملہ مذکور ہے کہ نصف شیع کی بیع
شرط اختیار کے کرے پھر مشتری کے پاس نصف باقی کو رہن رکھے پھر بائع شرط اختیار کے سبب سے بیع منسوخ کر دے نصف رہنے شرح میں کہا کہ اس میں
اعتراض ہے اور شاید کہ یہ خیال متفرع ہو شیع طاری میں ضعیف قول پر مان میں بلو یوسف اور کا ضعیف قول میں مذکور ہے کہ شیع طاری کا قبضہ مکمل میں کا
بائع نہیں گذرانی الطحاوی قلت کل ولا علی البیع لانه بائع لا یجوز انما ان یقبی فی ملک و وجودہ بلکہ دلی کل مالکوں رہن شیع ابتدا کا بسطہ فی تنویر
البیعا لقریبہ میں کتابہوں بلکہ وہ بنا بر قول صحیح کے ضعیف قول پر بھی متفرع نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ شرط اختیار دو حال سے غالی نہیں کرانی رہے گا کسی ملک
میں یا کسی ملک کی طرف خود کر سکا اور ہر حال میں شیع کا رہن ابتدا سے ہو گا چنانچہ مشتری بیان کیا ہے اسکو تنویر البیعا میں نو خبر در ہما شرت الدین قری کی
تنویر البیعا میں شہادہ و نظائر میں مذکور ہے کہ یہ جملہ بہر متفرع ہے کہ شیع طاری مضر نہیں بلکہ ظاہر ہے پھر متفرع نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جب بائع نہیں کی
اس شرط پر کہ ملک کو اختیار ہو تو بیع بائع کی ملک سے باہر گیا تو اسے اپنے بعض ملک کو رہن رکھا تو رہن شیع ابتدا سے ثابت ہوا
اور اگر مشتری نے اپنا اختیار کیا تو معاہدہ کے قول پر ظاہر ہو اس واسطے کہ ان کے نزدیک ملک مشتری میں نقل ہو گیا تو رہن کھنا متعلق کا اپنے شریک کے پاس
لازم آیا اور وہ بنا بر نہیں اور امام کے قول پر اگرچہ مدت اختیار میں ملک مشتری میں داخل نہیں ہوا لیکن بعد مدت کے یا مشتری کی ملک میں داخل ہو گا یا بائع کی ملک
میں خود کر گیا اور ہر حال میں رہن شیع کا ابتدا سے ظاہر ہو گا گذرانی الطحاوی مختصر قلت و جملہ البیعا مافی حیال مینہ البیعی اراد رہن نصف رہن شہادہ بیع
لنصفہ من طالب الیون و نصف نہ اقس علی ان مشتری بائع را یقبض الیہ ثم یفصح البیع حکم اختیار قبضہ فی یدہ بمنزلہ رہن بائع و عندہ ابن المصنف فی
رد المحتار جو اہر میں کتابہوں اور صحیح جواز رہن شیع میں وہ ہے جو مینہ البیعی کے حیلوں میں مذکور ہے ایک شخص نے اپنے گھر میں سے نصف غیر مقسوم کے رہن
رکھنے کا ارادہ کیا تو اس کے نصف کو طلب رہن کے کا بیع کرے اور اس سے نہیں اٹکائے اس شرط پر کہ مشتری کو اختیار ہو اور مشتری گھر پر قبضہ کرے پھر بیع کو
توڑ دے حکم خیار کے تو نصف گھر مشتری کے قبضہ میں باقی رہیگا بمنزلہ رہن بوض اقس کے اور اس جملہ پر شیخ صاحب ابن المصنف نے فرمایا جو اہر میں تھا کیا کام اور
اسی طرح حموی نے حاشیہ شہادہ میں اس جملہ کو ثابت رکھا شیخ نقض رہن ہے کہ اگر مشتری کے پاس تلف ہو گا تو وہ ملک پر نہیں ساقط ہو گا اور اگر غیب دہر
ہو جاوے گا تو اس کے حساب کے موافق نقص ٹھ جاوے گا و فیہا الشروع الثابت ضرورۃ لا یضربانی اولو بحیثہ و لو جاز تجوزین و قال خذ احدہما رہنا الا فرغنا فاعندہ
قال نصف کل منہما یصیر رہنا بالیدین لان احدہما یس بادی بن الاخر فی شیع الیون منیما بالضرورۃ فلا یضر اور زوار جو اہر میں ہے کہ جو شیوع ضرورت کے سبب سے
ثابت ہو وہ رہن کے واسطے مضر نہیں ہو اس واسطے کہ لو کہ زمین ہے کہ اگر ایک شخص دیکھ کر لایا اور بولا کہ نہیں سے ایک کپڑا رہن رکھو اور دوسرا کپڑا ابتاعت رکھو اپنے
پاس تو ہر کپڑے سے نصف نصف رہن ٹھہر جاوے گا وین کی عوض اس واسطے کہ ایک کپڑا رہن با ابتاعت کے واسطے ادنی اور مقدم نہیں تو رہن شائع ہو گا
دونوں کپڑوں میں عدم ترجیح کی ضرورت کے سبب سے تو یہ شیوع ضروری رہن کو ضرر نہیں کرتا ولا رہن ثمرۃ علی تخل و عندہ ولا لزوم ارض او تخل او نہاد
بدونہا اور جائز نہیں رہن کھنا اس پہل کا جو دخت پر ہر مدون دخت کے اور زمین کی زراعت یا دخت یا عمارت کا بدون زمین کے و کذا علیہا
کہ رہن مشتری لا یقر ولا یض لا یخل اور اسی طرح کا حکم ہے اس کے عکس میں چنانچہ رہن رکھنا دخت کا بدون محل اور زمین کا رہن رکھنا بدون دخت کے
م اور اگر اخراجات شجر کی تشریح نہ کی تو درست ہی رہن میں بالتبع داخل ہو گا والا اصل ان المہون منی اتصال غیر المہون خلقۃ لا یجوز لا شیع بعض المہون
وحدہ در را و قاعدہ کلیہ ان مسائل میں یہ ہے کہ جب مہون متصل ہو غیر مہون سے باعتبار پیدائش کے تو رہن جائز نہیں سبب منسوخ ہونے قبضہ مہون
کے فقط گذرانی الدرر دین الامام جواز رہن الاض لا یجوز اور امام کے ایک روایت ہے کہ زمین کا رہن بدون دخت کے جائز ہے اور زمین شجر ہو اضعافا
اور لہذا رہن جائز ملحق لانه متصل لصلان جاذبۃ اور اگر رہن کیا دختوں کو ان کے مواضع کے ساتھ یا گھر رہن کیا اس کے ساتھ جو اس کے اندر ہے تو جائز ہے

کہ انی المقتی ہو اسلئے کہ وہ متصل ہو باصل بجا ورت اور متعارف کے دینی اقلیتہ میں دار الحکیمان مشترکہ میں وہیں البیرون صح فی امر صلاہ البیرون اتصال
المقتی بالحقان مشترکہ لکوم سبھا ورفیقہ میں ہو کہ ایک گھر میں رکھا اور دلا لکھ اسکی دیوار میں مشترک میں بنائیں سر میں اور بڑھ سوں کے تو رہیں صحیح
ہو صحت اور انسانی میں اور حجت کا متصل ہو نا مشترک دیواروں سے منہ میں کا نہیں اس لیے کہ وہ تابع ہر نہ اسلئے کہ فقیہ میں پوری روایت یوں کہ کہ میں صحیح
ہو صحت اور حجت اور ہر ایک خاص دیواروں میں کہ انی المقتی و لا رہن کہ والمدر و المکاتب و المولد والوقت اور جائز نہیں رہن رکھنا
آراد کا اور غلام مدر اور غلام سکا تب اور ام ولد اور وقت کا تم لما ذکر الایکوز رہنہ ذکر الایکوز رہن بہ قال ولا بالارامات کو وقعت و امانتہ غیر
جبکہ صنف رہے وہ خیرین ذکر کہ میں جگہ میں رکھنا درست نہیں بلکہ اگر ضرورت کیا جسکے بدلے میں جگہ درست نہیں تو صنف رہے یوں کہا اور
رہن جائز نہیں بدلے امانتوں کے چنانچہ و وجہ امانت ہم اور ہی طرح عاریت اور بانی مفارقت اور مالی شرکت کے بدلے میں رکھنا جائز نہیں اسلئے کہ
میں کا موجب یہ ہستیفا ہو مریں کے دسے تو رہن کا قبضہ لازم ضمان ہو گا تو ضمان ثابت کا جو با ضروری تاکہ بعض مضمون واقع ہو اور ہستیفا و دیں اس سے
ہو کے اور امانت کے قبض میں ضمان میں کہ رہن اس کے بدلے صحیح ہو کہ انی الدرر ولا بالدر کہ خوف استحقاق المبیع فالرہن بہ باطل بخلاف انشاء لکما اراد
رہن بالدر کہ جائز نہیں استحقاق المبیع کے خوف سے تو رہن بالدر کہ باطل ہو بخلاف کفالت الدر کہ کہ وہ صحیح ہو چنانچہ لکذا لکام میں بالدر کہ ہو اسلئے صحیح نہیں
کہ رہن تو ہستیفا ہو اور ہستیفا نہیں ہو تا واجب ہونے سے پہلے اسلئے کہ معنی در کہ تا و انی لہنا ہر مریں کا بعد استحقاق مبیع کے تا میں مجزی کے کا حکم ہو اور رہن
بالدر کہ کی تفسیر یہ ہو کہ ایک شخص کوئی غرض سے کرے اور سکا مریں ہے اور شتری دے کہ تا بہ میں بلع کے سو کسی اور شخص کی ملک کی اور مریں کے بدلے
بلع سے کوئی چیز رہن رکھے قبل از استحقاق کے تو یہ بھی باطل ہو اور جو رہن اکثریت ہو گا تو شتری کے پاس امانت ہو گا ضمان انکا لازم نہ آویگا خواہ کہ
حاصل ہو یا منہو بخلاف کفالت کے ہو سیکر کفالت بالدر کہ صحیح ہو تہ فرق یہ ہو کہ رہن ہو تا زدا ہستیفا کہ اسلئے اور ہستیفا نہیں جو رہے پہلے اور نہ امانت
کی زمانہ مستقبل کی طرف جائز نہیں اور کفالت تو عبارت ہی التزام طالع ہے اور التزام افعال کا منشاء مستقبل صحیح ہو ولا عین مضمونہ بغیر ما اویجری لکما اراد
مثل المبیع فی ید الیابیع فائتمون بائع فاذا ملک زہب بائع اور رہن جائز نہیں مبیع مضمون فیو اس کے بدلے یعنی وہ چیز کا اراد ان مثل یا قیمت سے
نہیں چنانچہ مبیع بلع کے پاس ہو اسلئے کہ انکا ضمان نہیں ہے جو پھر اگر مبیع بلع کے پاس تلف ہو گیا تو مریں جاتا رہا مبیع نے شتری کے ہاتھ کوئی چیز بھی اور یہ
بلع کے پاس ہو بلع نے کوئی چیز شتری کے پاس بدلے سے کہ رہن رکھی تو یہ رہن باطل ہو اسلئے کہ میں وجہ ہو تا ہر مریں کے مقابلہ میں یا در مبیع بلع کے پاس
دین نہیں بلکہ اگر مبیع تلف ہو گا تو شتری کے بدلے میں سنا فط ہو گا اور وہ بلع بھی ہو اور یہ نہیں ضمان میں کہ انی الدرر ولا بالکفالت بلع نہیں جائز نہیں
حاضر ضمانی کے بدلے یعنی نفس کا اصل پر مال وجہ نہیں جسکے بدلے میں جائز ہو اور اگر مال ضمان ہو اور بدلے اس کے بدلے کہ رہن کے تو یہ رہن درست ہو
کہ انی المبیع ولا بالقصاص مطلقا فی نفس مادونا اور رہن جائز نہیں بدلے قصاص کے ہر طرح خود قصاص طان کا ہو یا اعضا کا ہو اسلئے کہ ہستیفا قصاص میں ہے
مستدر ہر اور یہ رہن باطل ہو اسلئے کہ مریں یعنی قصاص میں نہیں تو اگر مریں ہلاک ہو گا تو مال کا مال افعان ہو گا بخلاف ایچا تہ خطا ولا ضمان استیفاء والا
من الزہن برخلاف جانب خطا کے کہ اسلئے بدلے رہن جائز ہو سبب ممکن ہونے دیت کے مریں سے یعنی یہاں تو مال وجہ ہو تو رہن مقابلہ مال کے جائز ہو گا ولا
بالشفعہ اور رہن جائز نہیں بدلے شفعہ کے یعنی رہن لینا جائز نہیں اس شتری سے جو ہر تسلیم مبیع شفعہ کے سبب سے وجہ ہو اسلئے کہ مبیع کا شتری پر ضمان نہیں
و باجرہ الناکحۃ و المختفیہ اور رہن جائز نہیں نوہ کر اگر گانے والی عورت کی اجرت کے بدلے ہو اسلئے کہ اسکے مقابلہ میں کوئی چیز لازم ضمان میں کہ انی الدرر
و ما بعد الحجابی او المولیون اور رہن جائز نہیں غلام قاتل یا غلام غریوں کے بدلے ہو اسلئے کہ مالک پر انکا ضمان نہیں دار المبیع الیہ فی ہذہ الصور
فللرہن اضرة فلو ملک عند المرثی قبل المطلب مالک حجابا و لا اذ لم للبطل فیقبض باذن المالك صدر اشر لیتہ دین کمال اور جب کہ رہن

لازم ہو گا نہ وہیں کا ہذا ادا ہوگی قدر اللہین فان لم یسلم لم یسلم لیکن ہذا فی الاصح کما مر فی التفسیر علی رسم الزکوٰۃ بان رہنہ علی ان یسلم فی شئ من ملک فی بدو بل یسلم فی
 بین الامین مذکور فی البزازیہ وغیرہا والاصح انہ غیر مضمون وقد تقدم ان التفسیر علی رسم الزکوٰۃ انہ بین المقدار غیر مضمون فی الاصح یعنی دین اور مومن
 ہلاکی مرہون سے نادان لازم ہونا اس وقت ہو جبکہ رہن نے مقدار دین کو مبین کر دیا ہو پھر اگر اسے مبین نہ کیا ہو تو اس کا ضمان لازم نہ ہو گا قول الاصح
 میں چنانچہ یہ کہہ دیا اس مرہون کے بیان میں جیسے قرضہ ہو مطلب رہن پر اس طرح کہ رہن رکھا اس شرط پر کہ رہن کو مرتن کی چیز دین دے سو مرہون
 مرتن کے پاس تلف ہو گیا ضمان امین لازم ہو گا یا نہیں امین خلاف ہو دوا مومن میں جو نیاز بہ وغیرہ امین موجود ہو اور قول صحیح تر یہ ہے کہ امین
 نادان نہیں ہو اور مرتن میں مقدم مذکور ہو چکا کہ مقبوض مطلب رہن جبکہ دین کی مقدار امین نہ ہو غیر مضمون ہو صحیح تر قول میں وصح براس مال المسلم
 مشن اعرف والمسلم فیہ اور صحیح تر میں سلم کی رہاں المال کے بدلے اور مرتن کی ضمان اور مسلم فیہ کے بدلے ہر چند صحت اس میں کی سلق دین کی تحت میں اصل
 تھی لیکن اسکو علیحدہ اس واسطے مستند رہنے ذکر کیا تاکہ مسائل آئندہ اس پر مرتب ہوں فان ہلاک الزکوٰۃ فی المجلس ثم اعرف المسلم وصار
 المرتن مستوفیا حکما خلافا للثالثہ بجز اگر مرہون تلف ہو گیا صرف اور سلم کی مجلس عقد میں تو صرف اور سلم کا عقد تمام ہو گیا اور مرتن پایا جائے والا
 محرم گیا حکما بظلمات انہ مشابہ ہم معنی مرتن نے گویا اس المال اور مرتن صرف کا پایا یا اگر مرہون رہاں المال کے برابر تھا اور اگر زیادہ تھا
 تو فاضل اسکے پاس مانگتا ہو اور اگر اقل تھا تو بقدر اسکے مستوفی ہوا اور باقی کو رب اسلم سے وان فترقا قبل نقد و ہلاک بطلان ای سلم و مرتن
 اور اگر اقل مرتن مجلس عقد سے جدا ہو گئے نقد دینے رہاں المال یا بدل صرف سے پہلے اور مرہون کے ہلاک ہو جانے سے پہلے تو سلم اور مرتن باطل ہو گئے ہم و بطلان
 یہ ہو کہ اس المال اور بدل صرف میں قبضہ شرط ہو سہاں قبضہ رضی اور حکمی دونوں فوت ہو گئے دام المسلم فیہ قبضہ مطلقا اور سلم فیہ قبضہ مطلقا صحیح ہو خواہ مرتن میں
 میں تلف ہو گیا یا بعد فترق کے اس واسطے کہ سلم فیہ کا قبضہ ہونا مجلس میں وجوب نہیں فان ہلاک الزکوٰۃ فی المجلس ثم المقدار وصار المسلم فیہ بجز اگر مرہون
 ہلاک ہو گیا تو عقد سلم تمام ہو گیا اور وہ عوض ہو گیا سلم فیہ کا ولوم ہلاک لیکن تفاسخا سلم و المسلم فیہ میں مرہون رہاں المال استحسانا نہ بطلان تمام
 تمامہ اور اگر مرہون ہلاک ہوا لیکن عاقدین نے عقد سلم کو فسخ کر دیا اور سلم فیہ کے بدلے رہن ہو تو وہ از روئے استحسان کے رہاں المال کے بدلے مرتن ہو گا
 اس واسطے کہ رہاں المال بدل ہو سلم فیہ کا تو رہاں المال بجائے سلم فیہ کے قائم ہو گیا وان ہلاک الزکوٰۃ فی المجلس بعد الفسخ المذكور ہلاک ہو ای المسلم فیہ فلیزم
 رب اسلم دفع اسلم فیہ بقاد الزکوٰۃ علی ان ہلاک اور اگر مرہون ہلاک ہو گیا فسخ مذکور کے بعد تو سلم فیہ کے بدلے ہلاک ہو تو رب اسلم کو سلم فیہ کا
 دنیا لازم ہو گا بسبب باقی رہنے رہن کے حکما اسکے ہلاک ہونے تک ہم معنی رب اسلم بر سلم فیہ کا مثل سلم فیہ کو دنیا اور رہاں المال کا البتہ وجوب رہاں
 کہ رہن مضمون ہو اسکے بدلے اور البتہ رہن کا حکم اسکی ہلاکی تک باقی ہو تو رب اسلم رہن کی ہلاکی سے سلم فیہ کا مستوفی ہو گیا کذا فی المنع والابال
 یہ رہن بدین کا کن علیہ علیہ لفظہ لان لا یداعہ فہذا اولی اسلامہ مضمونا و اولو دیتہ امانۃ او باب کو جائز ہو اپنے فضل کا غلام رہن رکھتا ہے اس میں
 کے جواب پر ثابت ہو اس واسطے کہ باب کو اسکے غلام کا ودیت رکھنا درست ہو تو رہن رکھنا بطریق اولی درست ہو گا بسبب ہلاک ہونے رہن کے مرتن پر
 نادان واجب ہو کر اور ہلاک ہونے ودیت کے امانت ہو کر بلتا نادان والوصی کذا لک اور وصی کو بھی اسی طرح صغیر کے غلام کو اپنے دین کے بدلے
 رہن رکھنا جائز ہو دفالی ابویرست لایک کان ذلک اور ابویرست رہنے لکما کہ باب اور وصی اسکے مالک نہیں یعنی اسکے غلام کے رہن رکھنے کے ہم اذا
 ہلاک ہوتا قدر اللہین للصغیر لا فی الصغیر لاناہ بجز جبکہ غلام مرہون ہلاک ہو جائے تو باب اور وصی صغیر کو بقدر دین کے نادان دے نہ زیادہ کا نادان اس واسطے کہ
 زیادہ امانت ہو اور امانت میں نادان نہیں وقال التمر تاشی صغیر الوصی القیمۃ لان الاب ان یصح جمالی الوصی بخلاف الوصی لکن یزعم فی الذخیرہ وغیرہا
 بالتسویۃ منینما اور غفر ناشی نے لکما کہ وصی غلام کی پوری قیمت کا نادان دے اس واسطے کہ باب کو صغیر کے مالی سے نفع حاصل کرنا درست ہو بظلمات

ہو گیا تو زمین پر چھٹا خانہ نہیں گذانی اور ہندو شریعت باع عید اعلیٰ ان میں مشتری بابتیں تقیبا بعینہ الوصلیٰ لیسلا کذا لکست بعینہ
صح غلام بیجا اس شرط پر کہ مشتری ایک مہینہ خیر رہن رکھ دے بدے غم کے یا اسی طرح مہینہ فاسد دے تو بیع صحیح ہو اگر مہینہ زمین نہیں تو اگر مجلس
بیع میں مہینہ بائع اور مشتری متفق ہو گئے تو بیع جائز ہو اور اگر اتفاق نہ کیا اور زمین ادا کیا تو بھی بیع جائز ہو اور زمین تو فاسد ہو کذا فی الخطاوی عن ابن الزبیری
لا یجبر مشتری علی الوفاء لما دار نہ غیر لازم اور مشتری پر جبر نہیں وعدہ رہن پورا کرنے پر ہوا سٹے کہ مذکور ہو چکا کہ وہ غیر لازم ہے یعنی رہن اور وعدہ رہن
لازم الوفاء نہیں اور وعدہ رہن کا رہن سے فوق نہیں حالانکہ رہن خود لازم نہیں تا عدم تسلیم تو وعدہ رہن کا طریق ادلی لازم ہو گا والیس بائع فسخ
لفیوات الوصف المذکور اور در صورت عدم وفا بائع کو فسخ بیع جائز ہے بسبب فوت ہو جانے وصف مخریج کے یعنی بائع رہنی ہو چکا شرط مذکور ہے
تو بدو ان کے رہنی ہو گا یہ وجہ اسکی رضا تمام نہوئی تو اسکو فسخ بیع کا اختیار ہے یا ترک رہن پر رہنی ہو جائے الا ان یدفع مشتری التمن حالا
ادید قیمة الزمین مشتری وادارہا حصول مقصود فسخ بیع کا بائع کو اختیار ہے مگر کہ مشتری تن نقد دے یا مہر ہوئی شرط کی قیمت کو رہن رکھ دے
تو فسخ بیع کا اختیار نہ رہے گا بسبب حاصل ہو جانے مقصود کے یہ جواب ہے سوال مقدار کا سوال ہے کہ شرط میں زمین مہینہ نہ ہو کر ہی قیمت اسکی خلاف ہے
حاصل جواب ہے کہ استیفاء تو معنی ثبات ہے یعنی قیمت پر اور صورت رہن تو امانت ہے تو مقصود رہن سے اسکی قیمت ہے بعینہ صورت وان قال مشتری
البائعۃ قد عطاہ شیئا غیر سببہ اسک مگر حتی عطا یک التمن فهو رہن تلفظہ با یضید الزمین داخرا للعانی خلافا للتانی والیس لہ اور اگر مشتری
نے سو اے بیع کے کوئی چیز بائع کو دی اور اس سے کہا کہ اسکو رکھو یہاں تک کہ میں نکلوں دن تو وہ رہن ہو گا بسبب دینے مشتری کے ولفظ جو رہن
کا فائدہ دینا ہے اور اعتبار معانی کا ہے نہ الفاظ کا برخلاف ابو یوسف جو اور آئمہ ثلثہ کے ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ رہن کا لفظ اور اسکا مادہ شرط نہیں ہے
لو کان ذلک اشترى الذی قال لہ مشتری اسکے سوا بیع الذی مشتری لہ بعد قبضہ لہ حیث نہ یصلح ان یکون رہنا ثمنہ اگرچہ وہ چیز جسکو مشتری نے
کہا کہ رکھ دے وہی بیع ہو جسکو اسنے بعینہ خرید کیا تو بھی رہن ثابت ہو گا بشرطیکہ مشتری نے بعد قبضہ کرنے سے کہ یہ کہا ہو ہوا سٹے کہ اسوقت میں مجھے
قبضہ کرنے کے بعد وہ اسکی صلاحیت رکھتا ہے کہ مہر ہو بدے اپنے ثمن کے ہم یعنی جب مشتری نے بیع پر قبضہ کیا تو اسکی ملکیت اس میں نہیں ہو گی یہاں تک
کہ اگر وہ بعد قبضہ تلف ہو تو مشتری کا مال تلف ہو گا نہ بائع کا اور عقیدہ فسخ نہ ہو گا و لو قبلہ لا کیون رہنا لہ محسوس بالتمن کلما اور اگر بیع کے قبضہ
کرنے سے پہلے مشتری نے کہا کہ اسکو رکھنا ادا سے ثمن تو وہ رہن ہو گا ہوا سٹے کہ وہ تو محسوس ہے بدے ثمن کے چنانچہ گذر گیا مگر تو اگر بیع قبل قبضہ کے تلف ہو گا تو بیع
فسخ ہو گی اور زمین مشتری کے ذمہ رہے ساقط ہو گا بقی لو کان لیسع ما یفسد بکلمہ و خیرا بطل مشتری و حات البائع تلفہ جائز بعد و شر اوہ و لو باعد بازیر بعد
ہ لان فیہ ہمتہ باقی رہی ہے صورت کہ اگر بیع غیر متبعض جسکو مشتری نے بائع کے پاس رہن رکھا اس قسم کی چیز جو زیادہ مہر نے سے بگڑ جاتی ہو چنانچہ
گوشت اور روٹی سو مشتری نے ادا سے ثمن میں دیر لگائی اور بائع ڈرا اسکے تلف ہو جانے سے تو اسکا بچنا اور دوسرے شخص کو اسکا خرید کرنا
جائز ہے اور اگر اسکو بچا ثمن اول سے زیادہ تو زائد کو خیرات کر دے اسدا سٹے کہ اس میں شبہہ ہے غیر کے مال ہونے کا یعنی مشتری کام خطاوی نے کہا
یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مسئلہ مستقل عام ہو خواہ رہن ہو یا نہ رہن جہاں علیا عند جہاں میں اسکل منہما صح و کلمہ رہن میں کل منہما دونو غیر شریکین
اور اگر ایک جہز نے کوئی چیز دوم دے گئے پاس ہی رکھی بدے اس دین کے جو دونوں کا ہے تو زمین صحیح ہے اور وہ پسند بالکل دونوں کے پاس رہوں
ہو اگرچہ دونوں شریک نہ ہوں یہ نہیں ہے کہ اسکا نصف ایک شخص کے پاس رہن ہو اور دوسرا نصف دوسرے شخص کے پاس ہوا سٹے کہ رہن
مضاف ہے جمع عین کی طرف بصنفہ واحد اور اس میں شیوع نہیں اور موجب اسکا جس بالذین ہے اور وہ متجری نہیں تو وہ محسوس شراہر شخص کا
اور اس میں کچھ منافات نہیں برخلاف اسکے کہ اگر مہر کر دے دونوں کو تو اہم رہے نزدیک درست نہیں ہوا سٹے کہ مقصود یہاں ملک ہے

اور عین دین میں شریعت کی ملک کا من مستور نہیں ہو سکتی کذا فی الدرر فان تھا کیا فکل واحدہما فی نویسہ کا المعدل فی حق الآخر لہذا لایخرا ان
 یخرا فعلی کل جس نصف فلو دفع لہ کما فی ضمن حصہ خلافا لہما وجعل مسئلہ اللو وبعثہ نلیج ہر اگر دونوں میں متنون ہے مہون نہ کو میں ہی ہند فی نوہر میں بی بی باری
 میں شخص عادل کے مانند ہر دوسرے مرتبہ کے حق میں یہ اس صورت میں ہر جگہ مہون اس قسم سے ہر قسمت قبول نہیں کرتا یا بچہ گور یا یا غلام اور اگر
 قسمت پذیر ہو چاہے بچہ نکاح یا گیموں تو ہر مرتبہ کو نصف مہون کا جس لازم ہر اگر ایک دوسرے کو بالکل مہون دیکھا تو امام رب کے نزدیک ہر تہا ان
 لازم ہو گا نہ صاحبین کے نزدیک اور اس مسئلہ کی اصل دو ہیست کا مسئلہ ہر کذا فی الزلیعیم دفع یہما فی حسب لازم او یکا لمی میں ہر کہ جب شر قابل قسمت
 دو شخصوں کے پاس دو ہیست رکھے سو ایک مودع نے دوسرے کو بالکل دی تو دفع یہما ان لازم او یکا خلافا للصاحبین لہو ہا کہ ضمن کل حصہ تجزی لایستفاد
 اور اگر مہون ملک ہو گا تو ہر مرتبہ بقدر اپنے حصہ دین کے تہا ان دیکھا سبب قسمت پذیر ہونے استیفاد دین کے یعنی عند الملک ہر مرتبہ اپنے حصہ کا مستوفی
 ہو گیا سو مسئلہ استیفاد تجزی ہر کذا فی الدرر فان قضی بین احدہما فکلہ رہن الآخر تہا ان کل عین رہن فی بدل سہما بلا تفرق پھر اگر رہن ہے ایک
 مرتبہ کا دین اور اگر دیا تو بالکل مہون دوسرے مرتبہ کے پاس رہن بیکجا بدل گذشتہ کہ تمام عین ہر مرتبہ کے ہاں تہا رہن ہر بلا تفرق یعنی بلا تجزی وان
 رہن ہر جہاں رہتا واحد آدین علیہما صح کل الدین ویکہ الی استیفاد کل الدین لکاشیوع اور اگر دو شخصوں کے ایک مرد کے پاس ایک بچہ رہن رکھی عین
 اس دین کے جو دونوں پر ہر نور میں صحیح ہو گا بغرض تمام دین کے اور مرتبہ مہون کو اپنے پاس رکھے گا تمام دین کے حاصل ہونے تک ہو اسطے کہ اس صورت
 میں شیوع نہیں ہر اسو اسطے کہ قبض رہن تمام مہون میں بلا شیوع حاصل ہر کذا فی الدرر و لو رہن عبدین لایف لایاخذ احدہما بقضاء حصہ
 بحبس لکل بکل الدین کا لمبیع فی بد البائع اور اگر ایک شخص نے دو غلام بغرض ہر کے رہن رکھے تو ہر ایک غلام کو اسکا حصہ دار کرنے سے نہ بیکجا سبب
 مجبور ہو دو دونوں غلام کے بغرض تمام دین کے رجاء لایسے بیع مجبوس رہتا ہر بائع کے پاس اور اگر کل من فانی لکل واحدہما شکیا من الدین لہ ان قبض
 احدہما اذادی ماسی لہ خلاف السیع لعدہ لہ تفصیل نہیں فی الزہن لایالیع ہو الاصح اور اگر رہن ہے ہر غلام کے واسطے کچھ دین مقرر کر دیا یعنی
 مثلاً یون کہا کہ یہ غلام بغرض چار سو درہم کے رہن رکھتا ہوں اور وہ غلام بغرض چھ سو درہم کے رکھتا ہوں تو رہن کو ایک غلام قبضہ کرنا جائز ہے جگہ ادا کرے
 اسقدر دین جو اسکے واسطے عین کر دیا تھا خلاف بیع کے بسبب تعدد ہو جائے عقد کے تفصیل نہیں ہے رہن بی بیع میں ہی قول صحیح ترجمہ وجہ اسکی ہر کہ عقد
 رہن کا قبول کرنا ایک غلام میں دوسرے عقد کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہیں بطلان بیع کے ہو اسطے کہ بیع میں امام نے نزدیک تفصیل میں سے تعدد عقد کا
 نہیں ہوتا لہذا اگر ایک بیع قبول کرے نہ دوسرے میں تو بیع باطل ہو جائیگی کل میں ہو اسطے کہ بائع کو فرج ہوا ہر تفریق منصفہ سے کیونکہ عادت یہ جاری ہر
 کہ مانع کو عمدہ کے ساتھ ملا کر بیع میں در رہن میں ایسا نہیں ہر اسو اسطے کہ رہن کو تفریق سے فر نہیں ہوتا اور بی روایت صح ہر اور صل کی روایت میں اس مسئلہ
 میں اور مسئلہ سابقہ میں کچھ فرق نہیں کذا فی النہ خطادی نے کہا بہترہ تھا کہ تہا بیع کے تفصیل نہیں ہے تفصیل البذلک اسو اسطے کہ بیع میں ہوا ہر نہ رہن
 میں و بطل غنیہ کل سہما اس میں جلین علی رحل نہ اگر کل واحد رہن تہا اس کے بعد مثلاً عندہ و قبضہ کا کمالہ کون کا رہن تہا لہذا و کہ رہن لہذا لاک فی آن
 واحد و لایک فی قبضہ لازم شیوع فقہا تہا و حیثہ فی ملک ماتہ اذ الباطل لاطم لا اور دو درہم کے گواہ ایک مرد پر باطل ہیں اس مقدمہ میں کہ اس مرد نے
 اسکے پاس یہ چیز مثلاً غلام کو رہن رکھا اور اسے اس قبضہ کیا سو اسطے کہ تمام غلام کا اسکے پاس رہن ہونا اور ب غلام کا اسکے پاس رہن ہونا ایک
 آن میں محال ہر اور اسکا نصف نصف رہن ہونا ممکن نہیں سبب لازم ہونے شیوع کے تو دونوں گواہ بیان سا فہا ہو گئیں اور سہوت میں اگر مہون ہاں
 ہر گواہ انت ہاں ہو گا یہ دن ضمان اسو اسطے کہ رہن باطل کے لیے کچھ نہیں ہوا م حق یون کہ نہ کی ضمیر کا مرجع رحل ہر نہ کل واحد اور رہن کی ضمیر ہر کا
 مرجع رحل رہن ہوا و ضمیر ظاہر کا مرجع کل واحد ہر اس لیے کہ مرتبہ دو رہن اور رہن ایک مرد ہر کذا فی الخطادی لہذا مترجم نے اسی کے

موافق ترجمہ کیا شرح کے موافق لان یعنی اخی المانع ہذا اولیٰ اور خان را خاکا صاحب تاریخ الاقدم اولیٰ کنڈا اذ کان لارین فی شہ
احد ہوا کاغذ ذوالید اخی المانع یعنی سلطان شہنشاہین کا شہادت ہے جبکہ دونوں تاریخ بیان کی ہو سو دونوں کے تاریخ بیان کی ہو تو اولیٰ تاریخ
والا لائق تر ہو اور اسی طرح جبکہ مرہون ایک مدعی کے پاس ہو تو قاضی زیادہ تر حق دار پر اسکی سبقت کے قرینہ سے یعنی اسکا قاضی پر ہونا نفس پر دہل ہو
اسکے سبقت کی ولومات راہنہ اور ہن بعد شہادہ حال ان الزمان جہاں اسکی ایدہ یا اولاد اس بعد جہاں ان حکم ہندوستانی غیر ہن کل کنڈا
کما و مستفادہ کان فی مد کل واحد ہوا نصفہ اس بعد رہنا جہتہ استعنا لا انقلاب بالموثقیقار و الشائع بقیلہ و اگر شہادہ غلام کار ہن ہو گیا اور نہ لکھ
مرہون انکے ساتھ رہی یعنی انکے قبضے میں رہا قبضے میں دونوں کے نہیں دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہو گا کہ فی الزمانی جہر مرہون اسی طرح گواہ یا باخبر
ہم نے انکو بیان کیا ہے یعنی ہر مرہون کے گواہ نے یہ گواہی دی کہ میرے ہاں غلام کو مدعی کے پاس رہن رکھا اور اسکا قبضہ بہرہ مرہون کے قبضے
میں نصف نصف غلام رہن رہیگا اسکے حق یعنی اسکے بچ کے بدلے از روئے احسان کے ایسے کہ ہن ہوت رہن کے سبب سے غلبہ ہو گیا اور تاریخ
استیقا کو قبول کرنا ہم قیاس سے ہے کہ ہن مذکور باطل ہو اسلئے کہ رہن سے مقصود جس پر استیقا درین کیو اسلئے اور جس بیان نہیں ہو سکتا شیخ کے
سبب سے وجہ احسان ہے کہ عقد کو بالذات مراد نہیں ہونا بلکہ حکم عقد مراد ہونا اور حکم رہن کا زندگی رہن میں جس کا اور شائع اسکو قبول نہیں کرنا اور ہن
کی موت کے بعد درین حاصل کرنا ہر مرہون کو سچا اسکے نہیں ہے اور شائع اسکو قبول کرنا ہر کنڈا فی المنح اخذ عملہ اسلئے کہ ہن ہونا غلام نہ ملن رہنا

اور اذا بملتک تملک ہوا بلکہ مرہون قال دہر اظاہر اذ فی المطلوب تہر کہ رہنا عادیہ و مفادہ انہ ان فی تہر کہ کان رہنا دالہ علیہ کل احلاق اسراجیہ وغیرہا لکما
افادہ المصنف دہر نے میدون کی گڑھی کی ما اسکے پاس ہن رہے تو دہر گڑھی رہن نہ ٹھہری اور جبکہ تلف ہوگی تو بطور مرہون کے تلف ہوگی یعنی ضمان ہن لازم
ہو گا نہ ضمان غصب کا صاحب عادیہ نے کہا اور یہ حکم یعنی اسکا ہلاک ہونا بطور مرہون کے ظاہر ہے جبکہ میدون اسکے جن رہنے پر رضی ہو گیا ہو کنڈا فی ضمان
اور اس کلام کے مفادہ ہونا ہے کہ اگر مالک اسکے رہن رہنے پر رضی ہو تو وہ رہن ثابت ہو گا اور اگر رضی نہ ہو تو رہن نہیں غصب ہے اور حق ثانی کے مستفادہ
مراجیہ وغیرہ کا اطلاق محول ہے چنانچہ مصنف نے اسکو شرح میں بیان کیا ہے سراجیہ میں یوں کہ جب میدون کی گڑھی بدون اسکی ضمانت دی کے اپنے
رہن رکھنے کیو اسلئے لی تو وہ رہن نہیں ہے بلکہ غصب ہے یعنی خلاصہ مطلب شائع کا یہ ہے کہ اگر بدون ضمانت میدون کی گڑھی پر رضی ہو گیا اور گڑھی تلف ہوئی تو
بطور مرہون کے تلف ہوئی اور اگر رضی نہ ہو تو بطور غصب کے تلف ہوئی اور باند اسکے عالمگیر میں جو ہر نفا دی سے منقول ہے کنڈا فی المطاوی دی و فی حق اخی المانع

میسک مال میدون رہنا بلا ذمہ و ذیل اذ اس فہلہ اخذہ مکان حقہ قضائہ فی ذہنہ و اقراہہ مصنفہ و جہتی میں یہ کہ مالک مال کو جائز ہے کہ میدون کے مال کو بدون اسکی
اجازت کے رہن کے طور پر روک لے اور بعض نے کہا ہے کہ جب مالک کو پاس ہو تو اسکو اپنے دین کی جگہ پر میدون کا مال لے لینا اپنے دین کے وصول کرنے کو درست
ہو اور اسکو مصنف رحمہ نے ثابت رکھا ہے دفع ثوبین فقال خذ ایما شئت رہنا بلکہ اخذہا ہم ملکن اخذہا رہنا قبل ان یختار احدہما بلکہ سراجیہ میں
دائن کو دیکھ کر دیے جہر کہ مالک ان دو میں سے ایک کپڑا جو اسکو چاہے رہن کر کہ بعض بقدر دین کے سوداؤں نے دونوں کپڑے لیے تو انہیں سے ایک کپڑا بھی
رہن ہو گا ایک کے ہتھار کرنے سے پہلے کنڈا فی اسراجیہ یعنی جناب ایک کپڑے کو پسند کر لیا تو رہن ثابت ہو گا فروغ مسائل الحقہ شائع کے غصب رہن لکھا
الاذا غصب فی حلقہ تعلق مرہون باذن رہن رہن کا غصب کرنا اسکے تلف ہو جانے کے مانند ہے تاوان لازم ہونے میں مگر جبکہ غاصب نے غصب کیا اس
حالت میں جبکہ مرہون مرہون کو اپنے استعمال میں لایا ہو اور ہن کی اجازت سے تو مرہون پر ضمان لازم ہو گا مگر مصنف رہن رکھا اور ہن نے مرہون کو
انہیں بڑھنے کی اجازت دی تو اگر بڑھنے کی حالت میں تلف ہو گیا تو دین ساقط ہو گا یعنی اس لیے کہ ضمان مرہون پر لازم ہو گا اسلئے کہ رہن کا حکم میں
ہے ہر جب اسکو استعمال میں لایا مالک کے اذن سے حکم بدل گیا اور رہن باطل ہو گیا اور اگر تلف ہو گیا تو اسلئے کہ بے تردید ساقط ہو گا کنڈا فی عالمگیر

اپنی نقدی کے سبب سے اور ان میں سے ہر ہون کی قیمت میں اور اس قیمت کو رہن رکھ دین اس مستند کے پاس یا اسکے سوا اور شخص کے پاس اور ہون کو
 اس قیمت کا رہن رکھ لینا اپنے پاس جائز نہیں تاکہ مستند ادا کرنے والا اور قیمت کا تقاضا کرنے والا نہ ہو جائے مگر اس واسطے کہ قیمت ہون کی مستند رہن
 ہو تو اگر قیمت کو اپنے پاس رکھے تو قیمت کا ادا کرنے والا اور تقاضا کرنے والا ٹھہر گیا اور حالانکہ دونوں میں مخالفت ہو کہ انی المنح وہی للحدی الرجوع بسوادی
 المطولات اور مستند کو کیا رجوع کرنا جائز ہے جواب اٹکا مفصل مذکور ہے ہری کتابوں میں ہم یہی ہیں کہ جب ہون کی قیمت رہن ہوئی مستند اولیٰ کے پاس یا
 غیر کے پاس پھر رہن نے دین ادا کیا سوا اگر مستند نے قیمت کا نادان دیا ہو سو جب سے کہ اتنے ہون مرہن رہن کو دیا تھا تو قیمت مرہن کے واسطے اسلام رہی اسکو جس کے
 پاس ہو اور اگر مستند نے ہون کی قیمت کا ضمان دیا ہو سو جب سے کہ اتنے ہون مرہن رہن کو دیا تھا تو رہن قیمت کو لیا جائے پاس ہو پھر مستند کو مرہن سے قیمت مرہن
 جائز ہو یا نہیں جواب اٹکا یہ ہے کہ اگر مستند نے مرہن کو مرہن بطور عاریت یا ودیعت کے دیا اور وہ تلف ہو گیا ہو اسکے پاس تو مرہن سے ہٹا رجوع درست نہیں اور
 اگر مرہن نے اسکو خود تلف کر دیا ہو تو مستند مرہن سے بھر لیا اور یہی طرح رجوع درست ہے اگر مستند نے مرہن دینے کے وقت مرہن سے یوں کہا ہو کہ اے اسکو مرہن
 اپنے حق کے یا جس کے اسکو مرہن دے اپنے دین کے کذا فی الخطا دی مختصراً واذ ہذا ملک یہ ملک من ضمان المرہن اور جبکہ مرہن تلف ہو گیا مستند کے پاس تو مرہن
 کے ضمان سے تلف ہو گیا یعنی مرہن پر نادان اٹکا لازم ہو گا فان وکل الزہن لم تر من وکل العدل او غیر ہما بیعہ عند طول الاجل صحیح تو کیلہ لوالکس
 اہل لذلک ای لیس عند التویل پھر اگر رہن مرہن کو یا مستند کو یا اسکے سوا اور شخص کو مرہن کی بیع کا وکیل کرے دین کی عت کے نزدیک تو یہ وکیل
 کرنا صحیح ہے بشرطیکہ وکیل بیع کرنے کی لیاقت رکھتا ہو وکیل کرنے کے وقت یعنی عاقل بالغ ہو والا لکن اہل لذلک عند التویل لا تصح الوکالۃ وجہ مذکور وکل
 بعد صغیر لا یقبل فباعہ بعد بلوغہ ثم یصح خلافاً لہما اور اگر وکیل اسکی لیاقت نہ رکھتا ہو تو وکیل کے وقت تو وکالت صحیح نہ ہوگی اور ہر وقت میں تو اگر
 رہن نے مرہن کی بیع کا صغیر بے قیہر کو وکیل کیا اور اسے اپنے بالغ ہونے کے بعد بیع کی تو بیع صحیح نہ ہوگی امام کے نزدیک برخلاف صاحبین رحمہم کے کہ
 اُنکے نزدیک بیع صحیح ہونا شرط الوکالۃ فی عقد المرہن لم یشرع بجزہ ولا یموت المرہن ولا المرہن للزکوٰۃ لزم عقد فی مخالفت
 الوکالۃ المفردۃ من وجہ اجدہا ہذا بجزہ وکالت مشروط ہوئی عقد رہن میں تو وکیل معزول نہ ہو گا رہن کے معزول کرنے سے اور نہ رہن کی موت سے اور
 نہ مرہن کی موت سے بسبب لازم ہوجانے وکالت کے عقد رہن کے لزوم کے سبب سے تو رہن کی وکالت مخالفت ہر وکالت مفردہ سے بچنے وجہ
 انہیں سے ایک وجہ یہ ہے کہ موکل کی موت سے وکیل معزول نہیں ہوتا اور وکالت مفردہ میں معزول ہوجانا ہر شرط وکالت کی یہ صورت ہے کہ رہن
 کے کہ میں نے اسکو رہن رکھا اس شرط پر کہ فلا نا شخص مرگے آنے پر وکیل ہو اسکے بیع کرنے کا کذا فی نحوی والثانی ان الوکیل نہایت بجزہ سے
 البیع عند الاقتناع اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وکیل پر بیان یعنی بیع رہن کی وکالت میں جبر کیا جائے گا بیع پر اتناع کے نزدیک ہم وجہ یہ ہے
 نام رہن کو فروز اور کیفیت جبر کی یہ ہے کہ حاکم وکیل کو چند روز قید رکھے اگر بے رحمی وہ ہر ارکسے تو عالم اسکو بچھڑائے کذا فی الدرر وکنہ الوشرط بعد الزہن
 فی الاصح زلی علی خلاف ظاہر الروایۃ وان صححا قاضی خان وغیرہ علی ما نقلہ فقہستانی وغیرہ فتنبہ بخلاف المفردۃ اور یہی طرح توکیل اور وکیل بجزہ
 صحیح ہے اور وکالت مشروط ہوگئی ہو وے بعد رہن کے صحیح تر قول میں کذا فی الزلیعی برخلاف ظاہر الرافیہ کے اگرچہ قاضی خان وغیرہ نے ظاہر الروایۃ
 کو صحیح کہا ہے چنانچہ فتہستانی وغیرہ نے اسکو قتل کیا ہے تو خبر دار رہو برخلاف وکالت مفردہ کے ہم عالمگیری میں ہے کہ اگر مستند بیع سے انکار کرے
 تو اگر وکیل بعد تمام رہن کے ہوئی ہو تو ابویوسف علیہ الرحمۃ سے روایت ہے اور اسی قول کو بعض مشائخ نے لیا ہے کہ ابی جبر کیا جائے گا چنانچہ
 وجز نہیں ہے اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ محیط سرخی میں ہے والثالث انہ یملک بیع الولد والارثش اور میری وجہ یہ ہے کہ وکیل مذکور ہون
 کہنے اور دین کے بیع کا مالک ہو مگر بیع دیت کی یہ صورت ہے کہ غلام مرہن کو کسی نے قتل کیا خطا کی راہ سے پھر اسکی ویت میں

جناس دی تو وکیل کو بیع جناس کا اختیار و درجہ اذ اباع بخلاف جنس الدین کان لان غیر فیہ الی غیرہ لکن کلمات او کالہ اعرڈہ اور جوئی نام بیو
کرجب وکیل نے مرہون کو بیع جنس دین کے برخلاف تو اسکو جنس دین کی طرف پھینا درست ہے برخلاف وکالت مفردہ کے کہ وہ صرف کا مالک نہیں اور اسکا حق ادا
کان عبد او قتله عبد خطا فرفع بالجنایۃ کان لہ بیعہ بخلاف المفردۃ متعلق بالجمع اذ باع بخون وجہ یہ کہ جب مرہون غلام ہو اور اسکو دوسرا غلام
از او خطا قتل کر دے سو غلام قاتل قتل کے بدلے دیا گیا تو وکیل کو اسکی بیع کا اختیار ہے برخلاف وکالت مفردہ کے یہ مخالفت کا قول باخون جو تو بیع متعلق
ہو و لہ بیعہ فی غنیۃ و غیرہ اگر ذمہ الہن لکھا کان لہ حال حیاتیہ البیع بغیر حضرت اسی قصہ الزہریں در وکیل مذکور کو مرہون کا بیعچار بہن کے دارون کے
بیعہ درست ہے اسکو اسکی بیع کا اختیار تھا رہن کی زندگی میں غیر موجود ہونے رہن کے وکیل کو کالہ مہوت الوکیل مطلقا اور وکالت باطل ہو جاتی کر
وکیل کی بیعت سے ہر طرح خواہ وکیل مرہون ہو یا معتبر یا غیر انکا اسواسطے کہ وکالت میں میراث جاری نہیں در وکیل وکیل کی اسے ہر مرضی ہوا تھا نہ اسکی غیر کی
اسے بر دین الثانی ان وصیہ تملیہ لکن خلاف جواب الاول اور ابو یوسف رحمہ سے ایک روایت یہ کہ وکیل کا وہی وکیل کا بیعہ ہی ہو نہ کہ وہی لکن یہ روایت
اصل یعنی امام محمد رحمہ کے بسو را کے جواب کے مخالف ہے کہ ذانی الطحاوی دی لو او صی الی آخر بیعہم الصحح الا اذا کان شرطاً لہ ذلک فی الوکالۃ اور وکیل ضرور
لے اگر وصیت کی بیع مرہون کی دوسرے شخص کو تو صحیح نہیں مگر جبکہ وکیل کا وصیت کرنا وکالت میں شرط ہو گیا ہو تو درست ہے بیعت اسکی یہ کہ رہن کے اصل
وکالت میں یوں کہنا یہ کہ میں نے تجھ کو بیع مرہون کا وکیل کیا اور جو تو نہیں کرے میں نے تجھ کو اسکی اجازت دی کہ ذانی الطحاوی دی ولایک الہن الا غیر بیعہ غیر
رضی الآخر اور مالک نہیں بہن اور مرہون کی بیع کا بدن ضامندی دوسرے کے یعنی رہن بدن ضامہ مرہون بدن ضامہ رہن بیع نہیں کر سکتا
اسواسطیکہ مرہون کا دونوں کا حق متعلق ہے تو ایک دوسرے کے حق کو بدن اسکے اذن کے باطل نہیں کر سکتا فان حل الاجل غاب الہن جہر الوکیل علی سیکہ ہوا کہ
فی الوکیل مفسوۃ اذ غاب وکالہ او با یا فایہ علیہا بان جبکہ ابا البیغ فان بی بعد ذلک مع القاضی واما للضرر جہر اگر دین کی مدت پہنچی اور مرہون غائب ہو تو
وکیل پر جبر کیا جاو گیا اسکی بیع کا یا یا غیر بیع حکم ہے خصوصیت کے وکیل میں جبکہ اسکا مولک غائب ہو وے با وکیل خصوصیت سے اسکا برکات ہو تو غیر خصوصیت با بیع مرہون کی اسطے
جبر کیا جاو گیا اس طرح کہ قاضی اسکو قید کرے چند روز بعد اگر وہ عدم بیع پر اصرار کرے تو قاضی اسکو پیدائے دفع ضرر کی اسطے مخطا دی ہے لکھا کہ کیفیت جاری کر دینا کہ
اکثر نسخوں میں مذکور نہیں و ان باہر العدل فالتمس من کل من قبلہ مالک املاک او اگر معتد نے مرہون بیچ دیا تو اسکا حق نہیں بچا بیع کے اخذ تو منعت ہو گا بیع
نعت ہونے کے مانند معنی مرہون کا مال نعت ہو گا سبب بانی رہے معتد رہن کے اسواسطے کہ من قائم مقام بیع مرہون کے فان اوفی غنۃ معتد بیع مرہون فاستحق
الہن ومن فان کان البیع مالکاً فی ید مشتری ضمن مشتری الہن ان شاء اللہ فاصیب بہ اگر معتد نے مرہون بیچا اور اسکا حق بیع کے بعد مرہون کو
یا پھر مرہون غیر ان کی ملک ٹھہرا اور اسکا نادان دیا گیا سو اگر بیع نعت ہو گیا مشتری کے پاس تو مالک استحق کو اختیار ہے چاہے رہن سے نادان لے اسواسطے کہ
وہ فاصیب ہے جسے پرایا مال رہن رکھا بلا اذن مالک کے وضمنہ صحیح البیع و قبضۃ التملک فبما انہ اور ہوتے ہیں بیع ختم کی اور قبضہ مرہون کا حق بیعت کے باغیض
صحیح ہو گیا سبب مالک ہو جانے رہن کے اسکے تاوان دینے سے اذ من استحق العدل لتعدیہ بالبیع ثم ہوا علی العدل فیصیر الہن وصحا ایضاً با چاہے مالک
ضمن معتد سے تاوان دے سبب اسکا تعدی ہی ہے اور قسطنطنیہ کے سے پھر معتد تاوان دینا چاہا رہن سے مرہون کی قیمت کا اور وقت بین بیع و مرہون صحیح ہوگی اور قبضہ مرہون کا
من بیع صحیح ٹھہر گا اومن المرہون منہ الذی اداہ لیمہ یا معتد چاہے مرہون سے تاوان دے اس قسطنطنیہ کا و معتد نے اسکو ادا کیا یعنی اسواسطے کہ استحقاق سے ظاہر ہو گیا
مرہون نے ناحی قسطنطنیہ لکھا فی الدرر و ہوا مشتری کہ او العدل لانہ بدل ملکہ اور وہ یعنی من مذکور معتد کا منلو کہ اسواسطے کہ اسکی ملک کا بدلہ جو جب معتد
نے مرہون بیع کا تاوان دیا تو مرہون اسکی ملک ہو گیا اور من اسکا بدلہ لاہو تو من معتد کا منلو کہ اسواسطے کہ اسکی ملک کا بدلہ جو جب معتد
الطلان قصۃ اور مرہون رہن سے اپنا دین جہر سے بضرورت بطلان قبضہ من یعنی جب معتد نے مرہون سے قسطنطنیہ کا تاوان دیا تو مرہون کا قبضہ من پر باطل ہو گیا

تو بالضرورت میں رہیں سے بنادین مجھے گاوان کان لارین کا کمانی پیشترہ اخذہ مستحق من شتر یہ اور اگر ہوں میں موجود ہونے شری کے پاس تو مالک مستحق اس کے شری سے لگا اس واسطے کہ اسے اپنا بیعتاں پایا اور حج ہو اسی التشریف علی الحدیث لکن لاندہ الحاقا قدر شری معتمد سے اسکا من مٹے اس واسطے عاقبت میں کا تو وہی ہو تو عقد کے حق اسی سے متعلق ہوئے غم پر حج ہو اسی الحدیث علی الزین یہ اور نیز معتمد رہیں سے اسکا من مٹے یعنی اسے کہ رہیں نے معتمد کو عہدہ تادان میں دلا اسکو وکیل کے کہ تو رہیں پر اپنی تکلیف دہ جب ہو گئی کہ فی الدرد وادار حج علیہ صحیح لکن فی الدرد وادرب معتمد نے رہیں سے نافان میں کا بھر لیا تو قبضہ مرتن کا من پر صحیح ہو گیا اور من اسکو مسلم ٹھہرا اور حج الحدیث علی المرتن تہنہ با جا ہے معتمد مرتن سے اسکا من پھیرے یعنی اس واسطے کہ جب بیع ٹوٹ گئی تو من باطل ٹھہرا اور حالانکہ اسے اسکو من جان کر قبضہ کیا تھا پھر جب من ہو گیا باطل ہو تو اسکا نقض قبض بالضرورت واجب ہو گیا کہ فی الدرد حج ہو اسی المرتن علی الزین یہ اور بدینہ پھر مرتن میں پھر کہ رہیں سے بنادین مجھے اس واسطے کہ جب مرتن نے من پھیر دیا تو اسکا دین بخریات ہو گیا جیسا تھا زاد دینی الدرد وادو فایہ دان بخریات اولو کالہ بعد الزین حج الحدیث علی الزین فقط سوار قبض عہدہ اولو زور اور ذقایہ میں بیان آتھم زاید بیان کیا ہے اور اگر وکالت بعد عقد رہیں کے مشروط ہوئی ہو تو معتمد فقہا رہیں پر رجوع کرے گا نہ مرتن پر خواہ مرتن نے من پر قبضہ کیا ہو یا کیا ہو م اس واسطے کہ جب توکیل بعد عقد کے ہوئی تو مرتن کا حق اس سے متعلق ہوا تو پھر رجوع بھی ہو گا اور عدم قبض من کی صورت یہ ہو کہ معتمد نے مرتن پر چار رہیں کے اس سے اور من ضائع ہو گیا معتمد کے پاس بلا تعدی پھر مرتن غیر رہیں کا ثابت ہوا تو جو نادان معتمد کو لاحق ہو گیا اسکو رہیں سے بھرے گا کہ فی الدرد فان ہلاک الزین عند المرتن فاستحق الزین وضمن الزین قیمتہ ہلاک الزین بدینہ پھر اگر مرتن ہلاک ہو گیا مرتن کے پاس سو مرتن غیر رہیں کا ملک نکلا اور مالک کے رہیں سے اسکی قیمت کا نادان لیا تو مرتن نف ہوا گیا مرتن کے دین کے پاس یعنی رہیں اور ضمان سے اسکا مالک ہو گیا اور ایضا دین صحیح ہو گیا کہ فی الدرد وان ضمن المرتن قیمتہ پر حج علی الزین بقیستہ الی ضمنہ العزہ و بدینہ لا تقاض قبضہ اور اگر مالک نے مرتن سے اسکی قیمت کا نادان لیا تو مرتن رہیں سے مرتن کی قیمت اور بنادین مجھے یعنی وہ قیمت جو مرتن نے نادان دے کر مہر لی اپنے مرتن کے سبب سے اور دین مجھے سے انتفاض قبض کے سبب سے م رجوع قیمت کی وجہ یہ ہو کہ مرتن نے غریب کا بار رہیں کی جہت سے بسبب تسلیم کے اور رجوع دین کی وجہ یہ ہو کہ جب قبضہ مرتن کا باطل ہو گیا تو اسکا دین بخریات ہو گیا جیسا تھا کہ فی الدرد وصدور التشریف فرج سکا لافہ شایع کا فی الزین لویہ ذہبت من ذابہ الزین یخطو رج الدین و سبجی دلو بحیہ من ہو کہ جانور مرتن کی کچھ جاتی رہی مرتن کے پاس تو چو غائی دین سا قضا ہو گیا اور یہ مسئلہ کتابات انجیایات بن آگے آوے گا و اسرا لم

باب التشریف فی الزین

و انجیایہ طلیہ و جانیہ اسی الزین علی غیرہ یہ باب پھر مرتن میں نصرت کرنے کا اور مرتن پر جنایت کی جنایت کا غیر مرتن پر توقف حج الزین رہتہ علی اجازتہ مرتنہ او قضا و دینہ رہیں کا حجاب اپنے مرتن تو اس کے مرتن کی اجازت پر یا اسکا دین اور اس کے برہوت پر م م یعنی جب رہیں نے مرتن کی بیع کی بلا ان مرتن کے تو بسبب متعلق ہونے حق مرتن کے بیع نافذ نہیں ہو تو پھر اگر مرتن نے بیع کی اجازت دی یا رہیں نے اسکا دین اور اس کو با تو بیع نافذ ہو جاوے گی فان و جدا حد ہر جائزہ و صلاحتہ رہنما فی صورتہ الاجازۃ پھر اگر اجازت یا اسے دین یا با گیا تو بیع موقوف نافذ و کال ہو گئی اور اسکا من رہیں ہو گیا اجازت کی صورت میں یعنی در صورت اسے دین رہیں کی حاجت نہ رہی وان پھر مرتن اسے بیع و فسخ مجیدہ لا یفسخ یعنی فی الاصح اور اگر مرتن نے بیع کی اجازت نہ دی اور رہیں نے بیع کو فسخ کر دیا تو بیع فسخ ہو گئی اس کے فسخ کرنے سے صحیح تر قول میں واذ فی موقوفہ فاشترى بالخیار ان شار صیر الی فکاک الزین اور رفع الامر الی القاضی فیفسخ البیع و ہذا اذا اشتترہ ولم یعلم انہ رہن ابن کمال اور جب کہ رہا

کر دیا تو اسکا حکم مانند ہر اشیاء حکم کے جیکہ مالدار ایک غلام زہرہ کو آزاد کر دے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے یعنی اطلاق ازین عنان کے مانند ہر آزاد کر دینا
ہو کر مرنے میں رہنے سے اپنا دین کے اور اگر دین جو مل ہو تو اسکی قیمت لے اور اپنے پاس رہنے رکھے مدت کے آنے تک کذا فی الدرر والوہان ان لفظہ جہنمی
اور غیر ازین فالمرتن فیستہ ای لست قیمتہ یوم ہلک فتلون البقیۃ رہنا عندہ کما اور اگر مہون کو شخص ضعیفی یعنی غیر مہون نے تلف کیا تو مہون
تلف نہ کرے اسے اسکی قیمت کا تاوان ہے وہ قیمت جو تلف ہونے کے دن اسکی غنی قیمت اسکی رہنے کی زمین کے پاس چنانچہ گذر گیا اور اسکا
علی المرتن فقیر قیمتہ یوم البقیض لہ مضمون البقیض السابق یعنی اور اگر مہون کو مرنے نے تلف کیا تو مرنے پر اس کے نادان دین میں یوم البقیض کی قیمت چنانچہ
اسے کہ مہون کا ضمان مرنے پر قبض سابق سے لازم آتا ہے کذا فی الزلیعی و با عاریۃ ای المرتن ازین میں رہتہ بخرج من ضمانہ لیسبتھا عاریۃ بجا
اور عاریت دینا مرنے کا رہنے کو نکالنا ہر مرنے کو اس کے نادان سے یعنی اگر مرنے نے مہون رہنے کو بطور عاریت کے دیا تو مرنے پر سے ضمان نہیں
ساقط ہو گیا اور اسکو عاریت کہنا مجاز ہے م یعنی لفظ عارہ یہاں مجاز اسے عارہ ہر سو اسے کہ حقیقت عارہ تملیک منافع ہے اور تملیک نہیں
ہوئی بلکہ مالک سے اور حالاکہ مرنے مہون کا مالک نہیں تو تملیک اسی سے کیونکر ممکن ہوگی فلو ہلک ازین فی بدال راہن ہلک مجاز ہے
لو کان عطاء بکفیل لایم یلزم البقیض شہرہ و جہن ازین نعم لو کان ازین اخذہ بغیر رضی المرتن جاز ضمان البقیض تا نارخانیہ سو اگر مہون ازین
یا مہون نے تلف ہو گا تو تلف ہو گا یعنی دین مرنے کا قائم رہے گا کچھ ساقط نہ ہو گا کیونکہ قبض موجب ضمان مرفوع ہو گیا یہاں تک کہ اگر مہون نے
مرنے کو مہون شہار کے سبب سے ضمان دیا ہو تو ضمان پورا دان لازم نہ ہو گا بسبب خارج ہو جانے مہون کے رہنے سے مان اگر مہون نے مہون کو
لیا ہو بدین ضمانندی مرنے کے تو جائز ہے ضمان خاص کا کذا فی التا نارخانیہ یعنی قبض مہون سے مطالبہ ہو گا کہ مہون مرنے کو دلا دے کذا فی التا
قان عاد و قبضہ عاد ضمانہ سو اگر قبضہ مرنے کا مہون پر ہو دیکھا تو اسکا ضمان بھی مرنے پر ثابت ہو گا وللمرتن استردادہ منہ الی یدہ اور مرنے
جائز ہے غیر لامر مہون شہار کا رہنے کے پاس سے اپنے قبضہ کی طرف سے قیامات ازین قبل ذلک ای قبل الاسترداد فالمرتن احق یہ میں سائر
الغیر ما لبصار حکم ازین بجا اگر مہون دیا ہو تو مہون سے پہلے تو مرنے زیادہ تر حقد ہے مہون سے رہنے کے باقی قرض خواہوں سے بسبب باقی رہنے
حکم رہنے کے کم رہنے کا حکم اس واسطے باقی ہے کہ عاریت عقد لازم نہیں ولو اعادة و رد احدھا جنبیا باذن الآخر سقط ضمانہ اور اگر مہون با
مرنے نے مہون یا عاریت دیا جنہی کو دوسرے کی اجازت سے تو ضمان اسکا ساقط ہو گیا اس واسطے کہ ضمان تمام قبض کے سبب سے سو باقی نہ رہا و
کل شہما ان یعیدہ رہنا لکان اور مہون اور مرنے میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ مہون کو قائم کر دے جیسا کہ سابق رہنے تھا اس واسطے کہ انکار
عقد کے سبب دونوں کا حق نہیں ثابت ہے بخلاف الاجارة و البیع و البتہ ازین من المرتن و من جنہی اذا باشرھا احدھا باذن الآخر
جست بخرج من الزین تم لا یجود الا بعقد معتد لانہا عقود لازمہ بخلاف اجارہ و بیع و ہبہ اور مہون کے مرنے سے یعنی جیکہ عقود مذکورہ مدار ہر
مہون سے مرنے کے واسطے یا جنہی کے واسطے بشرطیکہ مہون یا مرنے ان عقود کا باشر ہو و دوسرے کے اذن سے کیونکہ مہون نکل جاتا ہے مہون کے سبب
عقد مذکورہ کے مہون خود نہیں کرتا مرنے کی طرف مگر معتد جدید ہو اسطے کہ عقود مذکورہ لازم ہیں م یعنی اگر مہون نے مرنے کو مہون اجارہ دیا تو مرنے باطل
ہو گیا اسواسطے کہ اجارہ عقد لازم ہے منقذ نہیں ہوتا مگر بعقد تقاض رہنے کے اور یہی طرح اگر مہون نے جنہی کو اجارہ دیا تو مرنے جائز رکھا یا مرنے نے عارہ
دیا جنہی کو اور مہون نے اسکو جائز رکھا تو مرنے باطل ہو جاوے گا اور یہی حکم بیع اور ہبہ کا مخطاوی نے کیا لیکن میں بعد ازین میں نظر ہو کر بیعی نے کہا اسکو
نہیں کیا بخلاف اجارۃ و بیع و البتہ ازین من دارین عدم لزوم عاریت مہون کے اور بخلاف بیع مرنے کے رہنے سے اس کے عدم
لزوم کے سبب سے بیع عاریت و بیع مرنے سے حتی لازم متعلق نہیں ہو ا جو رہنے باطل ہو جائے بغیر قیامات ازین قبل رہنے

تائید کیا تا کہ مرتب اس وقت لغت و باقی رہی یہ بات کہ اگر اہل دین دوسری بار میں رکھنے سے پہلے تو مرتب برابر ہی باقی فرض خواہوں کہ بعض مہربان اجارہ دیا ہر ہر
مرتب کو یا جس کو از نقص اجارہ کر کے دوسری بار اسکو مرتب کے پاس رہن نہیں رکھا اور اہل دین مرگیا تو مرتب اس حق بالمہربان نہیں بلکہ اور فرضی ہر ہر
برابر ہوا سو اسٹے کہ اجارہ وغیرہ سے رہن سابق باقی نہ رہا باطل ہو گیا و لو اذن لہ اہل دین لمرتب فی استعمالہ او اعارتہ لعلل ملک اہل دین قبل
ان بشرع فی العمل او بعد الفرائض منہ ملک بالذین بقدر عقد العین اور اگر اہل دین اذن دے مرتب کو مرہون کے استعمال کا یا اس کے عاریت
دینے کا کسی کام کے واسطے پھر مرہون تلف ہو عمل کے شروع ہونے سے پہلے یا بعد فارغ ہونے کے عمل سے تو تلف ہو گیا دین کے عوض یعنی دین
مرتب کا ساقیا ہو گیا بسبب باقی رہنے عقد رہن کہ مرہون کو استعمال کا اذن ہے بدون طلب کر نہ مرتب کے یا کام کی دوسرے مرتب جن
سے عاریت مانگے اور وہ اسکو عاریت دے تو اگر قبل استعمال یا بعد استعمال کے تلف ہو گا تو مرتب برضمان رہن لازم ہو گا کذا فی الدرر ولو ملک فی حالہ العمل
والاستعمال ملک امانۃ فثبوت یہ احادیث ضعیفہ اور اگر مرہون تلف ہو عمل اور استعمال کی حالت میں تو امانت ہو کر تلف ہو یعنی اب ضمان لازم ہو گا بسبب
ثابت ہونے قبض عاریت کے اس وقت میں یعنی اذ قبض عاریت مخالفت قبض رہن کے تو ضمان ثابت ہو گا و لو خلقا فی وقتہ ای وقت ہلاک فقال لمرتب
ملک فی وقت العمل و قال لہ اہل دین فی غیرہ فالقول لمرتب لازم منکر و لیسۃ لہ اہل دین لانہما اتفاق علی رد الیہ الیہن خلاصہ فی الزمان فی عودہ الاچتہ نذیر
اور اگر اہل دین مرتب نے اختلاف کیا مرہون کے تلف ہونے کے وقت میں سو مرتب نے کہا کہ تلف ہو عمل کے وقت میں اور اہل دین نے کہا کہ عمل کے سوا اور وقت
تلف ہوا تو مرتب کا قول مقبول ہو گا سو اسٹے کہ وہ منکر ہو جو ضمان کا اور ضمانت اہل دین کی مقبول ہو گی بسبب کہ اہل دین مرتب قبض رہن کے رد الیہ
ہیں تو رہن کی تصدیق قبض رہن کے عود کرنے میں ہو گی بدون گواہی کے کذا فی البزازیہ و فیما اذن لمرتب فی لبس ثوب لہن یا فجاہ لہن مرتب شرفا و قال
مخرق فی لبس ذاک الیوم و قال لہن باللبس فیہ و لا مخرق فیہ فالقول لہ اہل دین ان ذالک لہن باللبس فیہ و لکن قال مخرق قبل لبسہ و بعدہ فالقول لمرتب
فی قدر ما عا دین ضمان و ہذا نذیر یہ کہ اہل دین نے مرتب کو اذن دیا مرہون کیسے کے پہننے کا ایک دن سو مرتب وہ کپڑا لپٹا اور بولا کہ وہ بھٹ گیا تھا
اُسی دن کے پہننے میں اور اہل دین نے کہا کہ تو نے اُسدن نہیں پہنا اور نہ اُسدن میں بھٹا تو رہن کا قول معتبر ہو اور اگر اہل دین نے اُس دن کیسے پہننے کا اقرار
کیا د لیکن یہ کہ کپڑا بھٹ گیا تھا اس کے پہننے سے پہلے یا بعد پہننے کے تو مرتب کا قول مقبول ہو جو ضمان کی مقدار میں جب رہن نے پہننے کا اقرار کیا
تو ضمان سے خارج ہو جائے نہ پر دونوں کا اتفاق ہو تو دوسرے تلف ہونے ثوب مخرق کی قیمت تو ضمان رہن معتبر ہو گی کذا فی الخطا دی فروغ
مسائل ملحقہ شراح کے رہن الاب من مال غطفہ شیکا بدین علی نفسه جائز فلو اہل دین قیمتہ اکثر من المہربان فملک ضمان الاب قدر المہربان دون الا زیادہ بخلاف ہو گی
فانہ یقیم قیمتہ و یفرق ان الاب ان یتفق بال یصغیر عند الحاجة و لا کذا لک الوصی باپ نے اپنے طفل کے مال سے کوئی چیز بے اس دین کے جو باپ کی
ذات پر ہی رہن رکھی تو جائز ہو تو اگر مرہون کی قیمت زیادہ تر ہی دین سے اور وہ تلف ہوا تو باپ کا دین دیگا بقدر دین کے زیادہ کا تا دین نہ دے گا
برخلاف وصی کے کہ وہ اسکی پوری قیمت کا تا دین دیگا اور دونوں میں فرق یہ ہو کہ باپ کو جائز ہو نفع حاصل کرنا صغیر کے مال سے حاجت کے وقت اور
وصی ایسا نہیں کہ اسکو تنقل صغیر کے مال سے درست ہو و لو اذک الاب و مات الاب لیس لابن قدرۃ قبل قضاء المہربان و یرجع الابن فی مالی الاب ان کان یقیم
نفسہ لانہ مضطر کثیر الیہن اور اگر صغیر بالغ ہو گیا اور باپ مرگیا تو فرزند کو مرہون کا لینا بدین ادا کرنے دین کے جائز نہیں اور فرزند باپ کے مال سے اتنا
بچے اگر اس کے باپ نے فرزند کا مال اپنی ذات کے واسطے رہن رکھا ہو رجوع نہ ہو و مستبرع نہ ہو مگر باک رجوع نہ درست ہو جیسے مستبرع رہن کو رہن سے رجوع کرنا درست ہے جبکہ وہ پنهان
م یعنی فرزند اپنے مال کے خلاص کرنے میں مضطر ہو تو وہ مستبرع نہ ہو مگر باک رجوع نہ درست ہو جیسے مستبرع رہن کو رہن سے رجوع کرنا درست ہے جبکہ وہ پنهان
کی تخلیس کی دوسرے رہن کا دین داکرے کذا فی الخطا دی و رہن شیکا تم اتر بارہن لغیرہ لا یصدق فی حق اہل دین یوم بقضاء الدین و وہ الی القدر و اگر اہل دین نے

[illegible]

موجبة للقصاص معتبرة فیتقص منه رجل الدين خانيه وعبارة فقہرستانی وشرح الجمع بطل الرهن اور اگر جنایت قصاص کی موجب ہو تو معتبر ہو یعنی قتل عمد
 میں غلام سے قصاص لیا جاویگا اور دین باطل ہوگا کذا فی النجاشی اور قسستانی اور شرح صحیح کی عبارت یہ ہے کہ رہن باطل ہو جاوے گا مکام بطلان دین کی وجہ سے
 کہ جب غلام مرہون قتل ہو تو محل استیفاء دین باقی نہ رہا اور ظاہر بطلان دین و بطلان رہن میں کچھ خلاف نہیں کذا فی الخطاوی کہنا یہ ای الرهن علی ابن
 الراہن او علی ابن المرتهن فانما معتبرة فی الصحیح حتی یرفع بها او یفندی وان کانت علی مال یباع کما لو جسی علی الایمنی او جسی لایمنی لایزالک
 زلیعی جیسے جنایت مرہون کی رہن کے فرزند یا مرتهن کے فرزند پر ہو اسطے کہ وہ معتبر ہو قول صحیح میں تو مرہون دیا جاوے گا بسبب جنایت کے یا انکا فدیہ
 دیا جاوے اور اگر جنایت مرہون کے مال پر ہو تو وہ بچا جاوے گا اور صاحب مال کو دیا جاوے گا یا بچا جائے شخص اجنبی پر انکی جنایت معتبر ہو فرزند رہن اور
 مرتهن پر جنایت اسو اسطے معتبر ہوئی کہ فرزند باپ سے اجنبی ہو بنائیں املاک کے سبب سے کذا فی الزلیعی ولورہن عبدک ایسا وی القابالعت موصل
 فرجعت قیمته الی مائۃ فقلہ رجل وغرم مائۃ وحل فاعلم مرتهن یقتضیہا ای المائۃ قضا وحقہ ولا یرجع علی الراہن بشر کو تہ بطلان والا اصل
 نقصان اسلوا بوجہ سقوط الدین بخلاف نقصان بعین فاذا کان الدین باقیاً وید المرتهن ید الاستیفاء ویستمر متوفیاً للکل من الابدان اور اگر وہ غلام
 جو ہزار درہم کے برابر ہو ہزار درہم موصل پر رہن رکھا غیر اسکی قیمت پلٹ کر سودم کی ہو گئی پھر اسکو ایک مرہون قتل کیا اور سودم نادان دیا اور دین
 مرتهن کی مدت آپہنچی تو مرتهن سودم پر قبضہ کرے اپنے ادا حق کے سبب سے یعنی اداسے بعض حق کے سبب سے اور رہن سے کچھ نہ لے گا جیسے غلام مرہون
 کی موت بلا قتل میں رہن پر کوئی چیز نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نقصان نرخ سقوط دین کا موجب نہیں بر خلاف نقصان میں سے پھر جبکہ دین باقی رہا
 اور بینس مرتهن کا قبضہ استیفاء ہو تو وہ تمام دین کا پانے والا ٹھہر گیا ابتدا سے رہن سے ولو باعدی عبد المذکور مائۃ بام الراہن قبض المائۃ قضا
 حقہ ورجع تسع مائۃ لانه لما کان الدین باقیاً وقد اذن ببيعہ بمائۃ کان الباقی فی ذمۃ کانه استردہ و باعدہ بمائۃ اور اگر مرتهن نے غلام مذکور پر سچا سودم
 رہن کے اسے تو مرتهن قبضہ کرے گا سودم پر اپنے حق کے سبب سے اور نو سودم رہن سے بھرے گا اسو اسطے کہ جب دین باقی رہا اور البتہ رہن نے
 اسکو سودم کے ساتھ بیچنے کا اذن دیا تھا تو باقی دین یعنی نو سودم رہن کے ذمہ پر لازم رہے گو یا اذن مذکور سے رہن نے مرہون پھر لیا مرتهن سے اور اسکو
 بذات خود بیچا لا ولو قتلہ عبد قیمته مائۃ فذبح بہ فقلہ الراہن وجو بائکل الدین وهو الالف یقیام الثاني مقام الاول کما دوما وقال محمد انشاء
 اقلیم کل دینہ او ترک علی المرتهن بدینہ وهو مختار کما فی الشرح الخالیۃ عن الموهب لکن عامۃ التیون والشرح علی الاول اور اگر ہزار درہم کی قیمت دے لے
 غلام مرہون کو اس غلام نے قتل کیا جسکی قیمت سودم ہو پھر قاتل غلام قاتل کے بدلے دیا گیا تو رہن پر وجوب ہے کہ غلام مذکور کو تمام دین یعنی ہزار
 درہم دے کر رہن سے چھوڑا وے بسبب قائم ہو جائے غلام ثانی کے غلام اول کے مقام پر گوشت اور خون میں یعنی آدمی ہونے میں دونوں برابر ہیں اور محمد
 نے کہا رہن اگر چاہے اسکا رہن فاک کرے مرتهن کا سب دین دے کر یا اسکو مرتهن کے پاس چھوڑ دے اسکے دین کے بدلے اور یہی قول محمد کا مختار ہے خانیہ
 شریعہ میں ہے موهب الرحمن سے منقول لیکن اکثر فقہ کے متون اور شروح اول قول پر مشتمل ہیں فان جسی ترک التفریق اولی الراہن خطا و قد اہ المرتهن لانه
 لک ولو یرجع علی الراہن بشر غیر ان غلام مرہون نے ارزاہ خطا کسی کو قتل کیا تو مرتهن اسکا فدیہ دے اسو اسطے کہ مرہون اسکی ملک ہو اور مرتهن فدیہ دکر
 رہن سے کچھ نہ لے گا شایع ہے کہ ما صنف کو فارغیہ کا ترک کرنا بہتر تھا یعنی اسو اسطے کہ مسئلہ سلسلہ سابقہ سے متفرع نہیں ہم تعلیل ملک مرتهن غیر ظاہر ہو تو
 اگر شایع یوں کشاد لان بجمایہ حصلت فی ضمانہ تو بہتر تھا کذا فی الخطاوی یعنی قتل حاصل ہو اگر مرتهن کے ضمان میں اسو اسطے کہ ضمان جنایت کا مرتهن سے اور غلام
 مرہون کا بالکل اسکے ضمان میں ہو اور اسکا دین رقبہ غلام کو مستغرق ہو کذا فی الدرر ولا یملاک ان یدفعہ الی ولی النجاشی لانه لا یملاک تملک اور مرتهن
 مالک نہیں غلام کے دینے کا ولی جنایت کو یعنی مقتول کے مالک یا وارث کو اسو اسطے کہ مرتهن تملک مرہون کا مالک نہیں فان ابی المرتهن من بعد وفاء المرتهن

ان شاربہ و فداہ و سقیطہ الدین کل منہا لو اقل من قیثمۃ الدین و سادیا و لو اکثر لیسقط قدر قیثمۃ العبد فقط و لا یسقط الباقی من الدین بخلاف من نے
 فدیہ دینے سے انکار کیا تو رہن دے غلام قاتل کو اگر چاہے یا انکار فدیہ دے اور دین مرتن دونوں صورتوں میں یعنی دفعہ اور فدیہ میں ساقط ہوگا اگر دین کا جزو
 مرتن کی قیمت سے یا برابر ہو اور اگر دین قیمت سے زیادہ ہو تو فقط بقدر قیمت غلام کے ساقط ہوگا اور باقی دین ساقط ہوگا و لو کہ مرتن مال کا تخریق قیثمۃ فداہ
 المرتن خان ابی بامہ الہرہن اودھادہ اور اگر ملک مرتن تلف کرے اُخدر کو جو اس کی قیمت سے کمتر ہو تو مرتن مرتن کا فدیہ دے پھر اگر وہ فدیہ نہ دے تو مرتن
 اس کو چھوڑے یا انکار فدیہ دے اگر مرتن فدیہ دیکھا تو مرتن اور اس کا دین بجاں سابق باقی رہیگا اور ضرورت انکار مرتن اگر بہن اس کو بچے تو بچا کا مال تلف کیا اگر
 اس کا دین ادا کرے اور اگر فدیہ دیکھا مرتن تو مرتن کا دین ساقط ہوگا اور اس کی تفصیل محوی اور عالمگیری میں ہے و لو قتل ولد ارتن انسانا و یتیمک لا فداہ ارتن
 خراج عن ارتن اودھادہ دفعی رہناج اسہ اور اگر مرتن کوئی کا فزند قتل کرے کسی انسان کو یا تلف کرے کسی مال کو تو رہن اس کو دیا اے اور وہ رہن سے
 خارج ہو گیا یا رہن اس کا فدیہ دے اور وہ رہن باقی رہیگا اپنی مال کے ساتھ و لا جناح الہیہ فدیہ و بصیر کانہ ہاک یا فہ سادیا و تمامہ فی جناحہ اور باقی
 مرتن کی جناح تو باطل ہے یعنی اگر جانور جانور کو مار دے یا مال کو تلف کرے تو اس کا ضمان نہیں اور اس کا تلف کرنا ایسا ہوگا گویا آفت آسمانی سے وہ تلف
 ہو گیا اور اس کا پورا بیان فتاویٰ قاضی خان میں ہے مات الارتن یباع و وصیہ رہنہ باذن مرتنہ و قضیۃ دینہ تقیامہ تقامہ رہن مر گیا تو اس کا وصی
 اس کے مرتن کو بیع کرے اس کے مرتن کے اذن سے اور اس کا دین ادا کرے بسبب قائم ہونے وصی کے مقام رہن کے خان لم یکن لہ وصی صلبا لقاضی
 لہ وصیبا و امرہ بیعہ لان نظره عام پھر اگر رہن میت کا کوئی وصی ہو تو قاضی قائم کرے ایک وصی کو اور اس کو بیع مرتن اور اسے دین رہن کا دین
 کرے اس واسطے کہ قاضی کی نظر عام ہے یعنی قاضی منصوب ہو اس واسطے کہ حقوق مسلمین پر نظر ہے جبکہ وہ عاجز ہو اپنے کام میں دین الودیتہ صغار اطفال
 کبار اطفال و لیت فی المال فکان سلیم خلیفہ جو ہر دین یعنی بیع وصی کی اس وقت ہے جبکہ وارث رہن کے صغیر نابالغ ہو سو اگر وہ بالغ جوان ہو تو
 وہ میت کے خلیفہ ہیں مال میں تو ان پر پھر زنا مرتن کا لازم ہو لہذا فی الجورۃ فروع مسائل ملحقہ متعلقہ کے ہیں اوصی بعض الترتک الدین علی طبع عند غریم من
 غرامہ توقت علی وصی لقیتمہ و لم یردہ فان قضیۃ دینہ قبل الرد نقد و لو نقد اخریم باذنی زوج فی دینہ وصی نے بعض متروکہ رہن رکھا اُس دین کے لیے بیعت
 پر جو ایک دین کے پاس منجملہ اور دین والوں کے تو رہن موقوف رہے گا باقیوں کی رضامندی پر اور ان کو رہن کا پھر دانا درست ہے پھر اگر وصی نے باقی
 لوگوں کا دین ادا کر دیا رکھنے رہن سے پہلے تو رہن مذکور نافذ ہوگا و یگا اور اگر صاحب دین ایک شیخص ہو تو رہن جائز ہے اور مرتن بچا جاو یگا ادا ہے
 دین کے واسطے و فی مین المفقہ للصف لایجل الارتن موت الارتن و لا موت المرتن و لا موت ویشی الارتن رہنا عند الترتک اودھادہ کی کتاب مدین المفقہ
 میں ہے کہ رہن باطل نہیں ہو جاتا رہن کی موت سے اگر نہ مرتن کی موت سے اور نہ رہن اور مرتن دونوں کے مرنے سے اور مرتن رہن متاخر وارثوں
 کے پاس م اس واسطے کہ وارث رہن کے قائم ہیں اور اگر وارث نہیں تو وصی کے پاس رہن قائم رہے گا لہذا فی الخطادی
 فصل فی مسائل متفرقہ یہ فصل ہے کتاب الارتن سے مسائل متفرقہ ہیں رہن عسیر قیثمۃ عشرۃ بعشرۃ قحمر تم تحلل و ہولسیادی عشرۃ فہو
 بعشرۃ لکان ان اکثر کا شیرہ جس کی قیمت دس درہم ہے رہن رکھا دس درہم پر سودہ خر ہو گیا پھر سرکہ ہو گیا اور وہ پھر کہ دس درہم کے برابر ہو تو وہ دس درہم
 مرتن ہو جیسا کہ خر ہونے سے پہلے رہن تمام لائق یوں تھا کہ رہن باطل ہو جاتا اس واسطے کہ خر ہو جانے سے مال متقوم نہ رہا لیکن باطل نہ ہو کہ ہو جانے
 کی صلاحیت سے و لہذا اگر شیرہ خرید کرے اور وہ خر ہو جائے قبض سے پہلے تو بیع باطل نہیں سرکہ ہو جانے کے جمال سے پھر جب سرکہ ہو گیا تو عارض الکی ہو گیا
 ثابت ہونے سے پہلے تو گویا اس کا وجود ہی نہ تھا لہذا فی الدرر و محوی ثم المستقر فی الزیادۃ و نقصان القدر لا یتیمہ علی ما فادہ ارتن لکمال پھر نہیں یعنی اُس
 شیرہ میں جو خر ہو گیا پھر سرکہ ہو گیا اس کی زیادہ و نقصان میں مقدار معتبرہ نہ قیمت کی کمی بیشی چنانچہ ارتن لکھا ہے اس کو یا نہ کیا ہے کمی بیشی میں مقدار کا اعتبار

اور جتنا زیادت ماکولہ ہو جائے گا سو مرتبہ رہیں گے لیکن اس واسطے کہ اتلاف زیادت کا ہوا مرتبہ کے فعل سے رہیں کی تسبیح کے سبب تو کو بار مرتبہ
 اسکو لیا اور ظن کیا کہ انی لفظا دی لفظا بعد الہاک الاصل فک بھستہ من الدین لانه صار مقصود ایا نسا کا در بیع بقابلہ شہ و اذا کان مقصود ایا
 زیادت متولدہ باقی رہے بعد ہلاک ہو جائے پہل مرتبہ کے تو زیادت مذکور غلام کیا جائیگی بقدر اسکے حصہ کے دین سے اس واسطے کہ زیادت مقصود ہو گئی
 خلاص کرنے کے سبب اور تابع کے متقابل خیر ہوجاتی ہے جبکہ تابع مقصود ہو جائے و خلیفہ بقسم الدین علی فقیر یوم نسا کا در قیمۃ الاصل
 یوم بقض لسط من الدین حصۃ الاصل و فک انما بھستہ لکما لو کان الدین عشرۃ و قیمۃ الاصل یوم بقض عشرۃ و قیمۃ لہما یوم انک سے فقیر
 عشرۃ حصۃ الاصل صیف و لث عشرۃ حصۃ انما و فیک یہ اور اس وقت میں دین قیمت کیا جائے گا زیادت متولدہ کی قیمت پر خلاص رہیں گے
 اور اصل کی قیمت پر قبض کے دن اور دین سے حصہ اصل کا سا قسط ہوگا اور زیادت خلاص کیا جائے گی بقدر اسکے حصہ سے چنانچہ اگر دس دم ہوں اور اصل
 مرتبہ کی قیمت قبض کے دن دس دم تھی اور زیادت متولدہ کی قیمت خلاصی کے دن پانچ دم تھی تو دس کی دو تہا یا ان یعنی چھ کسرے نہ اصل کا چھ کسرے
 سو سا قسط ہوگا اور دس کی ایک تہا یعنی تین کسرے نہ حصہ ہی زیادت کا تو تین دم سے زیادہ مذکورہ کا فک رہن کیا جائیگا و لو اذن الدین
 فی اکل الزوائد اکل الزوائد من بان قال نہ ہمارا ذکھ فاکھما ظاہر نعیم اکل انما و بہ فتی لمصنف قال الا ان یوجد نقل محقق جس حقیقت
 الاکل متبع فلا ضمان علیہ و علی المرتب لانه تلفہ باذن المالك اور اگر رہن نے اذن دیا مرتب کو نہ دیا مرتبہ کے کھانے میں اس طرح کہ رہن نے
 مرتب سے کہا کہ جو چیز زیادہ ہو یعنی درخت کا پھل یا حیوان کا دودھ تو اسکو کھا سو مرتب نے اسکو کھا یا تو مرتب پر کھا تا دین نہیں ہوا اسے کہ اسے مالک
 کے اذن سے تلف کیا تا سراج نے کہا ظاہر لفظا اکل زوائد کے اکل نہیں کو بھی شامل ہے خواہ پھل یا دودھ کھاے یا اسکو بیکرا اسکا نہیں کھاے اور اسی کا
 فتویٰ دیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں مصنف نے کہا اگر یہ کتب فقہ میں کوئی نقل محقق یا بی جاوے کہ وہ حقیقت اکل کو خاص کرے تو اسکو اتباع کیا جائے
 یعنی رضورت وجود نقل محقق اکل نہیں زوائد جائز ہوگا والا علاق یحوز تعلیفہ بالشرط و کھڑ بخلات تعلیک در طلاق باحت کی تعلیق شرط و خبر جائز
 ہے بخلات تعلیک کے ہم یعنی جب رہن نے مرتب کو اکل زوائد کا اذن دیا تو یہ باحت ہے تعلیک نہیں ہے اور باحت کی تعلیق شرط پر درست ہے نہ تعلیک کی
 تو رہن کا یہ قول حلق کہ جو چیز ہو جس زیادہ پیدا ہو یعنی پھل یا دودھ تو کھا درست و جائز ہے و لا یسقط شئ من الدین و سا قسط ہوگا مرتب کے
 دین سے کچھ باحت اکل سے قال فی الجواب اصل رہن دار و باح اسکی لمرتب فرغ بسکناہ ظل و خیر بعض لسط شئ من الدین لانه لما اباح لہ اسکی امد
 حکم العاریۃ حتی لو امد منہ کان نہ ذلک جو اہر اخلاطی میں کہا کہ ایک مرد نے گھر میں رکھا اور مرتب کو اسے اندر نہا مباح کر دیا سو اسکے رہنے سے خل بیگا
 اور کچھ مکان دیا ان ہو گیا تو مرتب کا دین کچھ سا قسط ہوگا اس واسطے کہ جب رہن نے مرتب کو نہا مباح کر دیا تو مرتب نے عاریت کا حکم لیا یا تاک کہ اگر
 رہن مرتب کے رہنے کو منع کرے تو رہن کو اسکا اختیار ہم اس میں اختلاف ہے کہ مرتب کو نہ دیا مرتبہ کے استخاف لینا باذن رہن درست ہے یا نہیں سو معنی فقہاء
 مکروہ کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ سود و بیع ہے اور بعض اسکو مباح کہتے ہیں چنانچہ زلیلی در جوارہ و حقینہ او خانیہ میں باحت مذکور ہے حموی نے حاشیہ شاہ ابن
 کہا کہ اسی قول پر فتویٰ ہے کہ انی لفظا دی عن ابی اسعود و فی المنہات و لو بہ شاة فقال لہ انہ کل و لہ ما و شہر بسکناہ فلا ضمان علیہ و لہ اذن لہ فی
 مرقۃ البستان نصرا کھ کا اکل رہن تم نقل عن التذیب انہ یکرہ لمرتب ان یبغ بالزین وان اذن لہ الزین قال لمصنف و علیہ یحیل اعن محمد بن اسلم لانه
 لا یکل لمرتب ذلک و لو بالاذن لانه ربوا قلت و علیہ یغید انما تحریمیتہ قتالہ و منہات میں ہے اور اگر بکری گرو گئی سو مرتب سے رہن نے کہا کہ
 اس بکری کا بچہ کھا اور کھا دودھ بی تو مرتب پر تا دین نہیں اور اسی طرح اگر رہن نے مرتب کو بیع کے پھلون میں اذن دیا تو مرتب کا کھانا یا کھا
 کھانے کے برابر ہوا بچہ صاحب منہات نے تذب سے نقل کیا کہ مرتب کو نفع حاصل کرنا مرتب کے مکروہ ہے اگرچہ اسکو رہن نے استخاف کا اذن دیا ہے

مرتبہ کے پاس سے تو کتر مال قیمت سے اور دین سے تلف ہوگا یعنی قیمت مرہون کی اگر کتر ہو دین سے تو مرتبہ قیمت کا نادران لازم ہوگا اور اگر دین کتر ہو قیمت سے تو دین لازم ہوگا سن بات دلہ غرار فاعل مرتبہ حق بلکہ کافی ارہین اصحیح اور دین ناسد کا جو دین ہو گیا اور اس کے چند قرض دینے والے ہیں تو مرتبہ زیادہ تر قصداً مرہون کا بیسے رہن صحیح ہیں مرتبہ حق پر قرض سلسلہ شراح کارہین لہرین باطل کا مرزاد فی العاریۃ مغرباً للرب بایۃ ایک مرہون کا بلا فک رہن دوسری بار رہن رکھنا باطل ہے خواجہ نسیم نے اسکی کتاب اناریۃ میں تحریر کی ہے دہانیہ سے منقول کہ مرہون کا رہن باطل ہے تو مرہون رہن کرے خود مرتبہ لیکن اگر مرتبہ کے رہن کو رہن جائز رکھے گا تو باطل ہوگا کہ انی اخطا دی رفتی سبایا تھا حال سے دوسرے رہن پر اہم لکھا کہ جو غنیہ قوت بالموت بشرطہ اور دہانیہ کی پیلیون میں کہا ہے اور کوں مرہون ہے جیسا انشکاک مطلوب نہیں یعنی انکا خلاص ہو جائے لیکن کوں قائل ہے کہ مقتول اگر مرہون ہے تو موت سے اسکی دیت نصف ہوتی ہے (جس سوال اول کا جواب یہ ہے کہ مرہون علیہ انفاک انفس ہے حق تعالیٰ نے فرمایا دکل نفس یا کسبت ہفتہ یعنی ہر جان اپنے اپنے اعمال کے سبب سے مرہون ہے خدا کے نزدیک اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مراد ختمہ کرنے والا ہے جسے منکر کا ختمہ قطع کر دیا تو اگر قطع ختمہ سے وہ مر گیا تو پھر نصف دیت واجب ہے اور اگر ختمہ زندہ رہا تو پوری دیت واجب ہے کہ انی اخطا دی دوسرے علم بالصواب لہذا ارجح وہاں

کتاب الجنایات

یہ کتاب ہے جنایات کے مسائل میں مناسبتاً ان اربعہ عصیۃ المال و حکم الجنایۃ لعیۃ الانفس و المال و سبیلۃ النفس قدرم مناسبت کتاب الجنایات کی کتاب ارہین سے یہ ہے کہ مرہون شروع ہوا مال کے محفوظ رہنے کے واسطے اور جنایت کا حکم یعنی قصاص یا دیت اور کفارہ اور زمانہ یرات شروع ہوا قانون کے محفوظ رہنے کے لیے اور مال و سبیلہ ہر جان کا انداز رہن عدم مذکور ہوا جنایات پر ہوا سبب کہ وسیلہ مقدم ہے ذی الوسیلہ جم شرعیت قصاص میں غیر کے عموم رحمت ارحم الراحمین کی معلوم ہوتی ہے نہ انفس محفوظ رہیں اور فاعل خون قصاص سے قتل سے باز رہے اور اسکی خوبیاں وہ ہیں جو حدود کی خوبیاں ہیں اور سبب بھی انکا وہی ہے جو حدود کا سبب ہے اور جنایت کی شرط یہ ہے کہ محل جاندار ہو کہ انی اخطا دی تم الجنایۃ لنتہ اسم لایکتب من الشرع وراثت کرنا چاہیے کہ جنایت فوت ہو بہرے کام کرنے کا نام ہے جم جنایت مصدر ہے جمع اسکی جنایات ہے ہر چہ مصدر کی جمع نہیں آتی لیکن بیان مصدر یعنی ہم منقول ہے لہذا جمع لانا انکا درست ہوا و شرعاً ہم فعل حرم مل بالی انفس نفس اغتصاب و نصب و سرقہ باطل ببال و الجنایۃ بماصل نفسی و اڑان و شرعاً جن جنایات اس فعل حرام کا زام ہے جو مال یا جان میں واقع ہو تو اس ترتیب میں چوری اور قتل اور غضب اور دوسرے جرم الی اور دینی و دنیوی لیکن قصود نے یہی معنی میں غصب اور سرقہ خاص کر لیا ہے اس فعل حرام کے ساتھ جو مال میں واقع ہو اور جنایت خاص کر لی ہے اس فعل ممنوع کے ساتھ جو مال و اڑان یعنی باطل و مال کا کان انکھ میں واقع ہے جم جنایت علی انفس کو قتل کہتے ہیں اور جنایت علی الاطراف کو قطع اور جرح کہتے ہیں قتل عبارت ہے اس فعل سے جو عید کی حالت متعارف ہو اور زندگی اس کے سبب سے منکسر ہو جائے اور زوال حیات بلا فعل عید کسی ہوتے ہو کہ انی الی و فی و انشی انفس اللہ تعالیٰ بہ الاحکام الایۃ دنیۃ و کفارۃ و دیم و حلال ارتحستہ و الا فانوا کثیرۃ کریم مطلب و قتل جرحی وہ قتل جس سے احکام آئندہ یعنی قصاص اور دیت اور کفارہ اور گناہ اور زانی ارت متعلق ہے پانچ قسم ہے ذرہ قسام قتل کے قیست ہیں خواجہ نسیم لکھتا ہے کہ زانی کا اور کافر جرحی کا قتل کرنا نام یعنی حصر فعل کا قسام خمسہ میں باعتبار تعلق احکام آئندہ کے ہے قسام قتل کا ذکر کرنا بیان مقصود نہیں قسام خمسہ یہ ہیں قتل عمد شبہ عمد خطا جاری مجرماً خطا قتل یا سبب الاول عمد و جوان عید ضررہ و ضرب الادی فی ای موضع من جسدہ بالہ تفرق الاجزاء و قتل سلاخ و قتل ذنن حیدر جو ہر دھند و مسخ شب و جرح و جرح دیرۃ فی قتل برہان و سبیلۃ و قود مار عطف علی عمد و لانا متفق کبار و قتل علی الزکوۃ حتی کو وضعت فی المذبح کا حوت اہر و قی ان سال ہوا لہم دلا لا لکافی لکفایۃ قسم اولی قتل عمد وہ یہ ہے کہ آدمی کے مارنے کا قصد کیا جائے کسی مقام میں اس کے بدن سے

[illegible]

آدمی کے اہلالت میں عمدہ قصاص کا موجب تو جان کے سوا ہے۔ میں شبہ عذوبین بلکہ عذر سوم یعنی آلات نفس باختلاف کہ مختلف ہوتا ہے اور ہمارے نفس مختلف نہیں ہوتا مثلاً عصا کے قتل نفس کا لہ نہیں اور یا تیرا یا توں کے تورنے کا البتہ کہ ہر نوع عصا وغیرہ سے اگر تیرا یا توں کف ہو گا تو میں کفار اور رب مختلف نہیں بلکہ قصاص واجب ہر معنی فاعل کا بھی یا تیرا یا توں توڑا جا دیکا و ذلالت خطا ہو تو معان لانا یا خطا فی نفس الفاعل کان برمی خصیاً فہم صیدا اور بریسا اور نہ فاذلک موسلم در تفسیر ہی قسم قتل خطا ہو اور اسکی دو تیس ہیں اسو سے کہ خطا اور جو کہ لکھی فاعل کے گمان میں چنانچہ فاعل نے تیرا یا توں شکار یا کافر جری یا غیر جان کر سودہ تو ناگمان مسلمان نکلا اور خطا فی نفس اہل کان یہی غرضاً او صیدا فاصاب آدمیا اور یغرضاً فاصاب ہم رجسہ اور تبا و زینہ اور ارادہ فاصاب رجلا او قصدر رجلا فاصاب غیرہ اور ایدرجل فاصاب بق غیرہ ولو غفقتہ غم خطا اور او رجلا فاصاب ما طام رحم اسہم فاصاب الرجل فمخطا لانا خطائی صابہ بکائنات و جرم سبب آخر و حکم ایضاً لاخر سبابہ ابن کمال عن لحيط یا خطا واقع ہو نفس فعل میں چنانچہ تیرا مارا تشاہد یا شکار کو کسی آدمی کو لگایا یا مارا تشاہد کو سو پیر لگا پیر تشاہد سے پلٹا یا تشاہد سے آگے بڑھ گیا کسی مرد کو لگایا یا فاعل نے ایک فرد کے مارنے کا قصد کیا سو تیر دوسرے مرد کے لگ گیا یا ارادہ کیا ایک مرد کے یا تیر پر مارنے کا سو اس کے سوا اور مرد کی گردن پر لگا اور اگر پہلے مرد کی گردن پر لگے گا تو وہ قتل عمد ہی یقیناً یا ارادہ کیا ایک مرد کا سو تیر دوا میں لگا پیر تیر و مان سے پلٹا سو دوسرے مرد کے لگ گیا تو یہ اخیر صورت بھی قتل خطا کی ہے اسو اسے کہ تیر انداز دیوار کے لگانے میں جو کہ لگایا اور دیوار سے تیر کا پلٹنا یہ دوسرا سبب ہے اور حکم مضایف اور سبب ہوتا ہے پچھلے سبب کی طرف چنانچہ ابن کمال نے اسکو نقل کیا ہے مخطا سے قاتل و کذا الوسط من بد خشیہ اولیئہ قتل رجلا یضیق خطا فی الفعل ولا قصد فیہ فکلام صدر اشرفیہ فیہ فافیہ ابن کمال نے کہا کہ اگر ایک شخص کے ہاتھ سے لکڑی یا نیت جھوٹ پڑی سو اس کے صدر سے کوئی مرد قتل ہو جائے تو اس صورت میں خطائی الفعل ثابت ہو اور حالانکہ فاعل کا عین مطلقاً قصد نہیں ہے تو صدر اشرفیہ کے کلام میں وہ دخل ہے جو عین ہر صدر اشرفیہ نے شرح دیا ہے میں کہ خطائی الفعل وہ ہے کہ قصد کرے ایک فعل کا سو اس سے دوسرا فعل صادر ہو جائے چنانچہ تشاہد کو اسے سو خطا کر کے او شخص کے لگ جائے نہ ہی حاصل کلام اس کلام میں قصد کو شہد کیا حالانکہ قصد خطائی الفعل میں لازم نہیں چنانچہ لکڑی اور نیت کے جھوٹ پڑنے کی صورت مذکورہ میں خطائی الفعل ثابت ہے اور میں مطلقاً قصد نہیں لیکن غریب آوے گا کہ یہ جاری مجرا سے خطا کی صورت ہے نہ خطائی الفعل کی کذا فی لخطا وی مختصراً فی الوہابیہ سے و فاصد شخص ان اصاب خلافہ فذ خطا و اقل فیہ معذرہ اور وہابیہ میں ہے اور قصد کرنے والا ایک شخص کا اگر لگا تیر خلاص اس کے دوسرے شخص کے لگ جائے تو یہ قتل خطا ہے اور میں قاتل از در سے قصاص کے معذرہ ہے و فاصد شخص حالۃ النعم ان ہیبت + مقتس ان ابی ومانہ نیزہ اور قصد کرنے والا ایک شخص کا مقتول کی حالت نوم میں اگر وہ مر جائے تو قاتل سے قصاص لیا جائے اگر اسکا خون سائل باقی رہے یعنی اگر مقتول خون یا موت سائل رہے تو قاتل سے قصاص ہے کہ ذنی لخطا دی عن افقیۃ والاراج ما جہ مجری خطا کہ نام القلب علی رجل قتلہ لانا المعذرہ کا مخطی اور جو بھی قسم وہ قتل ہے جو جاری مجرا سے خطا کی ہے یعنی خطا نہیں بننے خطا کے ہے جیسے سونے والا انقلاب ہو جائے کسی مرد پر سو کہ قتل کرے اسو اسے کہ سونے والا معذرہ ہے خطا کرنے والیکے ارجم صورت اسکی ہے کہ کوئی شخص بلند چوڑے یا بلند تخت یا بخت کے کنارے پر سوتا ہو سو کر وٹ بدلنے میں اور پرے کر پڑا اور نیچے کا آدمی گر گیا کچل کر تو نام معذرہ ہے خالی کے مانند تو قتل خطا نہیں بلکہ بننے خطا کے ہے خطا دی میں عالمگیر عن لحيط سے منقول ہے جاری مجرا سے خطا چنانچہ ایک شخص چھت پر کسی آدمی پر پڑا اور وہ مر گیا یا لکے ہاتھ سے نیٹ یا لکڑی گریزی اور دوسرا آدمی اس کے صدر سے مر گیا یا ایک شخص جانور پر سوار تھا سو جانور نے دوسرے آدمی کو کچل کر مار ڈالا اور ایسی میں کہ نام منقلب کا قتل بننے خطا کے ہے اسو اسے کہ حقیقت میں خطا نہیں اسو اسے کہ نام کچھ قصدری نہیں کہ وہ اپنے مقصود کا غلط تصور ہے تو یہ قتل بننے خطا کے ہے اسکا ایک فعل حقیقی کے ہے و ہر کے سبب سے نہ ہی فانی لخطا ہے

تو معلوم ہوا کہ خطائی نسبت سہل بشریت کی طرف صریح ہے و وجہ یہ کہ موجب ہذا النوع من العمل و بہر خطا و راہ جزا کفرہ و الذی علیہ علی اعطایہ و الامور
انہم یقتل الذی لکفارۃ یؤذن بالام نزل بہریتہ اور اس قسم کے قتل کا معنی قتل خطا و ذیل نیز لفظ خطا کا موجب کفارہ ہے اور دیت قاتل کے مدکاروں پر اور لکنا کہ کفر لکنا
قتل سے اسو سے کہ کفارہ کا مشروع ہوا خبر دیتا ہے ثبوت کفارہ کی سبب ترک کرنے غیبت اور قیاس کے اس صورت میں قتل کا کفارہ بین ملک ترک ہوتا ہے لکنا کہ کفارہ ہر
کیونکہ ایسی ہے اعتیاضی کی کہ دوسرا ملک ہو گیا اسو سیکار افعال باحد کی مباشرت جائز نہیں مگر بشرط عدم ایذا جرح دوسرے کو اذیت پہنچی تو ایسے قیاس ترک کیا
وہ گنہگار ہو گا اور خود لفظ کفارہ سے کفارہ لکنا ہے اسو سیکار کفارہ یعنی پوشندہ ہے اور پوش منین دن گناہ کے کذا فی الزی و کذا من قتل سبب کا و ہر
و واضح ہے کہ فی غیر ملک غیر اذن بن سلطان ابن کمالی اور یونین قسم قتل سبب جو جیسے کونان کچھ دے والا اور تخریج دے والا وغیرہ ملک میں بلا اذن حاکم کذا و ذکر ابن
کمالی میں شرح الخطا و جی غیر ملک تفرار وضع دونوں کی تہ ہے چنانچہ درین سے تو اگر اپنے ملک میں کونان کچھ دے یا تخریج دے گا تو اسکی طرف سے قتل کی تابست
منو کی تودیت اور کفارہ بھی ہو گا کذا فی الخطا و دیکھ اذیت حثیہ علی قارعة بطریق و خود ذاک الا اذیت علی التبرک و بعد علیہ باخبر و خودہ در اور ایسی طرح قاتل
سبب ہے کہ دے والا لکڑی کا شراع عام میں اور مانند اسکے جو تلف ہو جائے گا سبب ہو چنانچہ پیشون کا دمیر کو دینا راہ میں لگو جبکہ کوئی شخص کوئی غیر پر ہلا کذا خبر
جان بوجھ کر کذا فی الدرجم اسو سے کہ جان بوجھ کر چلنا خود اپنی جان کو ہلاک کرنا ہے کذا فی الجوبہ و وجوبہ الذی علی الحاقہ اور قتل سبب کا موجب دیتہ ہر قاتل کے
مدکاروں پر کونان کچھ دے والا غیر وقت کا سبب ہے اور کچھ دے والا متعدی ہے اس میں تو بغیر لفظ وقوع اور قتل کے قرار دیا گیا تودیت و جیسے ہوئی مباشرت نفوس کے اسو سے
لا الحاقہ و لا قتل بل انہم ہر دو وضع فی غیر ملک اگر اس قتل کا موجب کفارہ نہیں و کفارہ قتل کا بلکہ غیر ملک میں کونان کچھ دے والا تخریج وغیرہ رکھنے کا
البتہ گناہ تابست ہے کذا فی الدرر و کل ذاک یوجب حرمان الارث اور کانی ملکنا ابن کمالی اور قتل کے جمیع قسم مذکورہ حرمان میراث کے موجب ہیں یعنی
کوئی شخص اپنے ورثہ کو قتل کر گیا تو اسکی میراث قاتل نہ پا دیا گیا بشرطیکہ قاتل عاقل بالغ ہو کذا و ذکر ابن کمالی م غنی اگر قاتل غیر بالغ مجنون ہو گا تو میراث سے
محروم نہ ہو گا چنانچہ سید شریف کی شرح سر اجہ میں صریح ہے والا ہذا اور قتل سبب عموم قتل جمیع قسم قتل کی حرمان قاتل کے وجب ہیں اسو سے ان قسم کے معنی قتل سبب
میں قاتل میراث مشغول سے محروم نہ ہو گا اسکے عدم قتل کے سبب سے ہم معنی قتل سبب میں بوجہ مباشرت قتل نہیں جو موجب حرمان ہو و ہر سبب مباشرت مباشرت میراث
قتل قاتل سے مقتول کے ساتھ سوبہاں موجود نہیں بلکہ قاتل کا فعل زمین سے البتہ متصل ہوا اور مباشرت کے ساتھ خلاف اصل ہو اسو سے ملحق کیا ہے تاکہ خون کا رفر
سجائے کذا فی الجوبہ و لختہ لہا معی باخطا و فی حکامہ اور ام شافعی نے قتل سبب کو قتل خطا کے ساتھ ملحق کیا ہے اسکے جمیع احکام میں و البتہ مسلم
فصل فیما یوجب القود و لا یوجب فیصل فی قتل کے بیان میں جو قصاص کا موجب ہے اور جو قتل قصاص کا موجب نہیں ہے بوجہ القود و نقصان قتل کی
مقتولان الدم بانظر بقا کہ در سیفخ عند قولہ ولو قتل الفاتل جنی علی التابید عمد و جب ہے تو دینی قصاص ہر محفوظ الدم دینی کے عمد قتل سے شائع ہے
کہ محفوظ الدم سے مراد یہ ہے کہ نظر اسکے قاتل کے خون اسکا محفوظ ہے کذا فی الدرر اور اسکا مطلب ہی فصل میں بات ہے اس قتل کے پاس قتل لفظ اتنی فرج ہو گا
م یعنی جو مقتول کہ نظر بقا لہا محفوظ الدم ہے یعنی اسکی خویشی قاتل کو بھی مباح نہیں تو اسکے قتل عمد سے قصاص نہیں ہے یعنی اسکے بدلے قاتل کو قتل کرنا واجب ہے
محفوظ الدم کی قید سے مباح الدم سے اقرار ہوا ہے ذانی محسن و جرحی اور مردار و دم کی قید سے سنا سے اقرار ہوا ہے اسکا کونان تا قیام دار الاسلام محفوظ خون
تو دیا تخریب قاتل کو قتل کرنا بدلے مقتول کے قاتل میں قصاص کی تفسیر قود کی ہے لیکن خطا و فی نہایہ جزئی سے نقل کیا کہ اس میں یہ ہے کہ قاتل کے ساتھ مردہ
قتل کیا جائے جو اسے مقتول کے ساتھ کیا خواہ وہ قتل ہو یا قطع عضو یا ضرب یا جرح تو اس صورت میں تفسیر قود کی قصاص کے ساتھ تفسیر بالام ہر دو اسلام
والذی اردہ مسلمان اور ذمی ہے یعنی ذمی محفوظ الدم مسلمان اور ذمی ہیں سو جو انکو عمد قتل کر گیا وہ انکے بدلے مقتول ہو گا اگر کوئی کہے کہ اگر مسلمان نے
فرزند مسلمان کو عمد قتل کرے تو باپ پر قصاص و جب نہیں حالانکہ تعریف مذکور میں وہ داخل ہے تو اب اسکا یہ ہے کہ یہ عوارض سے ہے تو قود عمد کی نسبت نہیں

داخل ہوگا سو اسلئے کہ قصاص تو بیان واجب تھا اصل میں ہر شعلہ بال ہو گیا سو اسلئے کہ انوت نہ ہو ہر قصاص کے قتل جانے کا اور ہی طرح عید قوت کے قتل
 عزمین قصاص واجب نہیں بلکہ قصاص شعلہ بدت ہوگا رعات نفع دقت کے عارض سے کذا فی الخطا دی لاہما من کھری بیاسا دی و جری یعنی انکے قتل عید سے
 قصاص واجب نہیں تھا من تو وجہ سے کہ اسکا دم دما محفوظ نہ ہوا و جری تو مطلقا مباح الہم بشرط ان کیون اقل مطلقا لانا نقرانہ لہیں لہیں مجوز و جری
 مذکور کے قتل عزمین قصاص واجب بشرطیکہ قاتل اسکا عاقل اور بالغ ہو سو اسلئے کہ تا بھ ہو چکا ہے کہ صغیر اور مجنون کے واسطے عید نہیں فی النہایت علم علیہ بقود
 نجن قبل دفعہ لہوی قلب و تہ ہزارہ میں ہر قاتل پر حکم حاکم ہو گیا قصاص کا پھر وہ دیوانہ ہو گیا وراثت کے دینے سے پہلے تو قصاص بدل کر دیت ہو جا و گیا
 یعنی پہلے قاتل عاقل تھا پھر دیوانہ ہو گیا تو قصاص ساقط ہوگا اور اگر وراثت کے دینے کے بعد دیوانہ ہوا تو قصاص ساقط ہوگا کذا فی نسخ قتل من کین و جری
 قتل فی افاقہ قتل کیا اس قاتل نے جو کبھی دیوانہ ہو جانا ہے اور کبھی شکو افاقہ ہوتا ہے تو حالت افاقہ میں مارا جا و گیا خان جن بعدہ ان مطبقا سقط و ان
 غیر مطبق قتل پھر اگر مجنون ہو گیا بعد اسکے اگر خون ملتی یعنی دیکھی ہو تو قصاص ساقط ہو گیا لیکن بطریق احسان دیت اسکے مال میں واجب ہوگی
 کذا فی العاقلیر تہ اور اگر خون دیکھی نہیں تو قتل ہوگا قتل عبد مولاہ لار دایہ فیہ و قال ابو جعفر یقتل غلام نے اپنے بیان کو قتل کیا تو اس میں کچھ
 روایت نہیں امام رح اور صاحبین سے اور ابو جعفر حنفی فقہ نے کہا کہ غلام مذکور قتل کیا جا و گیا قبل عبد الوقت عمد ا لا تو دیکھ سہی نے وقت کے غلام
 کو قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں یعنی مراعات مصلحت وقت تو قاتل سے اسکی قیمت لی جاے اور دوسرا غلام وقت کے واسطے خرید کیا جاوے قتل ختنہ عمد ا و نہ فی
 کا حصر سقط القود قاتل نے اپنے داماد کو عمد ا قتل کیا اور حالانکہ قاتل کی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہو تو قصاص ساقط ہوگا م سو اسلئے کہ بیٹی اپنے زوج کے قصاص
 کی وراثت ہوئی باب پر حائز میں ہے کہ اگر مقتول کے وارثوں میں قاتل کا فرزند ہو یا فرزند کا فرزند تو قصاص باطل ہو دیت واجب ہوگی کذا فی الخطا و
 و بشرط انتفاء اشبہہ کو لا واد ملک اور عجم کہو لہ انکشی قصبتہ منہا کما سچی اور قتل عید میں قصاص واجب بشرطیکہ قاتل اور مقتول میں قصاص بجانے کا شہد
 منو چنانچہ ولادت یا ملک ہو یا کوئی اہرام ولادت اور ملک سے عام تر چنانچہ مقتول کا یون کہ اسکا قاتل سے کہ تو مجھ کو قتل کر سوتا قاتل نے اسکو قتل کر دیا چنانچہ
 شہدہ مذکورہ کی تفصیل آگے آدے کی تفصیل پھر بالبحر و بالعید غیر الوقت کما م خلا فاللشافعی تو قتل گیا جاتا ہے آزاد برے آزاد کے اور برے غلام کے
 سوداے غلام وقت کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ عید وقت کے مقتول ہونے میں قصاص واجب نہیں بلکہ اسکی قیمت دینا قاتل پر واجب ہے برخلاف
 امام شافعی کے اسلئے کہ انکے اور امام مالک رح اور احمد رح کے نزدیک آزاد برے غلام کے مقتول ہوگا بلکہ قاتل پر اسکی قیمت کا تاوان لازم ہوگا
 امام شافعی رح کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اگر بکر و العبد والعبد والاثنی بلاشے افر یا ہے یعنی آزاد برے آزاد کے مار جاے اور غلام برے غلام کے
 اور عورت برے عورت کے تو یہ مقابلہ اسکا مقتضی ہے کہ آزاد برے غلام کے مارا جاے سو اسلئے کہ بنا بر قصاص سادات پر ہے اور حالانکہ غلام آزاد
 میں برابر ہی نہیں اسکا جواب شارح نے آمیدہ قول میں دیا و لنا اطلاق قولہ تعالیٰ انفس بانفس فانہ مانع قولہ تعالیٰ بکر یا کرا لایہ کما رواہ اسوئی فی الذکر
 المقتدر عن احسان بن عباس اور ہاری دلیل اطلاق پر اس آیت کا کہ انفس بانفس یعنی جان برے جان کے نہیں آزاد اور غلام کی قید نہیں تو یہ آیت اگر بکر
 کی آیت کی ناسخ پر چنانچہ جلال الدین سیوطی خافعی نے تفسیر در المنثور میں نسخ کو محاسن من ابن عباس نقل کیا ہے م جملہ دلائل خفصہ کے عموم پر اس آیت کا
 (کتب علیک ایقصاص فی قتلی) یعنی مقتولین میں غیر قصاص کرنا مفرض ہے مقتول عام ہے آزاد ہو یا غلام از کلمہ قولہ تعالیٰ (و من قتل مسلما یا نصری فقتلہ) و لہ
 سلطانا لیکن اگر آزاد اپنے ذاتی غلام کو قتل کرے گا تو قصاص ساقط ہے اجماع کی دلیل سے کذا فی یعنی علی آیت تخصیص بالذکر فلا یصحی ما عداہ کیفیت ولود
 لوجب ان لا یقتل الذکر الا اثنی و لا قاتل بہ علاوہ نسخ سے یہ ہے کہ اگر بکر و العبد بالعید خاص کر ذکر کیا ہے اور تخصیص بالذکر ماسوے مذکور کے نفی نہیں کرتا
 یعنی اس تخصیص سے غلام کے برے قتل آزاد کی نفی ثابت نہیں ہوتی یہ کیونکر ہو حالانکہ اگر تخصیص ماعدا کی نفی یہ دلالت کرتی تو یہ واجب ہوتا کہ مرد

تو شریک پر بھی قصاص واجب نہیں والدہ بولی اور خلی کے مانند ہوا اسے کہ قصاص کی عدم قیمت بذریعہ لاک ثابت ہوگی جو تو قاتل کا مدعی قاتل ہوگا
ہم خفیوں کے نزدیک بخلات شامعی کے کذا فی البہارن ولا سید عبیدہ اور عبیدہ و سکا تہ و عبیدہ و لہذا و خلعت تو لم دین ملک
قصاصاً علی ایہ قطعاً کیا سچی اور نہ قتل ہوگا مالک اپنے ذاتی غلام اور اپنے بکاتب غلام اور اپنے بکاتب غلام کے بدلے قاتل کے غلام
کی صورت داخل ہو قاتل کو اس قول کے تحت میں درجہ زند قصاص کا مالک ہوا ہے باپ پر تو قصاص سا قطعاً ہے خواجہ میسئلہ خدیوہ کے بعد ایگام
مالک پر قصاص ہوا اسے وجہ ہو کہ غلام اسکا مال ہو اور اسان پر اپنے مال کے تلف کرنے میں مجبور جب نہیں لیکن خانیہ میں ہے کہ حاکم مالک کو تو خبر دے اور جو
میں ہے کہ سولی پر کفارہ واجب ہے غلام اور برباد بکاتب در زندہ کے غلام کے قتل میں کذا فی الطحاوی ولا عبیدہ مالک بعضہ لان القصاص لا یجوز اور
قتل ہوگا شریک بعد شریک کے بدلے ہوا اسے کہ قصاص قیمت بذریعہ م جب بعض قصاص سا قطعاً ہوا مالک بعض کے سبب تو کل قصاص سا قطعاً ہوگا عدم خبری کی وجہ سے
عینی نے کہا شرح ہدایہ میں تو قاتل دوسرے شریک کو بعد اس کے حصہ کے قیمت ادا کرے ولا عبیدہ الرہن حتی یتمتع العاقدان اور بعد مرہون کے بدلے تا اجتماع
عاقدین قصاص نہیں یعنی جب تک رہن اور مرہون دونوں موجود ہوں تو غلام مرہون کے قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا اسو اسے کہ مرہون مالک نہیں جو قصاص کا
مالک ہوا اگر رہن قصاص لینے پر متفق ہو تو مرہون کا حق باطل ہوتا ہے لہذا وجوب قصاص میں اجتماع عاقدین شرط ہے تا حق مرہون اسکی ضمانت میں سا قطعاً ہوگا
وقال محمد لا تعدوان جہنما جہنمہ وعلیہ یحکم مانی الدار وعرنا للکافی لکافی الخ اور محمد نے کہا کہ بعد مرہون کے بدلے قصاص نہیں اگر رہن مرہون دونوں
موجود ہوں کذا فی الجہنمہ اور محمد کے قول پر محمول ہے وہ روایت جو در مرہون کا فی سے منقول ہے کذا فی الخ م یعنی جو کا فی سے در مرہون مذکور ہے کہ باوجود مرہون
عاقدین کے بعد رہن کا قصاص نہیں ہو محمد کا مذہب ہے نہ شیخ کا تو بموجب اس مذہب کے جب قصاص سا قطعاً ہوا تو قیمت مقتول لیکر مرہون کے پاس میں رہن
کذا فی الطحاوی لکن فی الشربلانی عن الطبرانی انہ ضرب الی نفقہ لیکن شربلانی عن الطبرانی ہے کہ وہ یعنی محمد کا قول فقہ سے قریب تر ہے فی و خلافاً لہما
لیکن رہنہا مکانہ مانی رہی یہ صورت کہ اگر رہن اور مرہون نے قصاص دقت لینے میں اختلاف کیا تو دونوں کو اسے قیمت لانی جائیگی اور وہ قیمت بکافہ ہونے
مقتول کے رہن رہی و قتل عبد الا جبارہ فالقود لہ وجہ اور اگر جبارہ کا غلام مقتول ہو تو قصاص لینے کا حق مالک کا ہے نہ مستاجر کا دایمہ اذ اصل فی ہذا
قبل قبض فان اجازہ مشتری بسیع فالقود لدان ردہ للبائع القود قبل القیمۃ جوہر اور غلام فرختہ حکم بائع کے پاس قتل کیا جائے قبض مشتری سے کو جائز
کر دے تو قصاص لینا مشتری کا حق ہے اور اگر بیع کو مشتری رد کر دے تو قصاص لینا بائع کا حق ہے اور قوی ضعیف ابویوسف کہ بائع کہ یہ کہ بائع قصاص نہ لے سکی قیمت
سے کذا فی الجہنمہ ولا یبکاتب وکذا ابنہ وعبیدہ شربلانیہ قتل عمداً لا جبارۃ متعید احمدانہ شرط فی کل قود عرج فار و وارث و سیدوان اجتماعاً لکتابت ہما
فی سوتہ حرا و قیفاً فاستنبہ لولی فارفع القود اور قصاص وجہ نہیں بدلے اس کتاب کے جو عمداً مقتول ہوا و فار بدل کتابت کے اور وارث در بولی کو مجوز
اگر جہاد و وارث اور بولی سا تہری موجود ہوں بسبب مختلف ہونے صحابہ کرام کے اسکی موت میں ازاد ہو کر یا غلام ہو کر تو اس کے ولی میں اس اختلاف کے سبب سے تہ
تو قصاص ہر قسم ہو گیا ولی کے عدم تعین سے اور اسی طرح قصاص نہیں کتابت مذکور کے زندان غلام کے مقتول ہونے سے کذا فی الشربلانیہ تارح نے کہا قاتل
محمد کی قید لگانے کی کچھ حاجت نہیں ہوا اسے کہ عمدہ تو ہر قصاص میں شرط ہے علی رضی اور عبد اللہ بن سہود کے نزدیک کتابت مذکور ازاد و ازیرین ثابت
کے نزدیک غلام مراد اگر ازاد مراد تو ولی قصاص کا مالک ہے اور اگر غلام مراد تو سولی ولی پر مجرب اس اختلاف نے اختیاء واقع ہوا ولی میں تو قصاص ہر قسم ہو گیا
خان لم یدرع وارتا غیر سیدہ سوار ترک و فارادلا و ترک وارتا و لا و فارادلا سیدہ لتعینہ ہمار کتابت مقتول نے کوئی اپنا وارث چھوڑا سوا
اپنے سوا کے خواہ و فار بدل کتابت کو اسے چھوڑا یا چھوڑا یا وارث کو چھوڑا اگر و فار بدل کتابت موجود نہیں تو اسکا مولا قصاص لینے کا سبب
مستحق ہونے سے ولی ہونے میں ولی اولی تصور الاربع خلاف محمد اور کتابت کی چار صورتوں میں سے پہلی صورت میں غلام ہر قسم کا کام پہلی صورت میں ہے کہ

سانب تو اس کے قتل پر پیغمبر می لائن ہر پیر جبکہ ظاہر ہو کہ وہ سانب حقیقت میں جن تھا تو شرعاً قاتل پر کوئی چیز و جسم نہیں اسد علم و لایا و لا باسیعت
 و ان قتلہ بغیرہ خلافاً لسانب فی اور قصاص نہ لیا جائے مگر سیف یعنی تلوار سے اگر جہ قاتل نے مقتول کو تلوار کے سوا اور کسی چیز سے قتل کیا ہو بخلاف ان تمام اشیاء کے
 یعنی ان کے نزدیک اسی طرح قتل کرنا قاتل کا مردود و جرح ہے اسے مقتول کو مارا یہ حدیث صدیق اکبر سے سنیں ابن ماجہ میں اس لفظ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم لا قود الا بالسیف یعنی قصاص نہیں مگر تلوار سے اور اگر قطعی میں علی مرتضیٰ سے حدیث مرفوعہ مروی ہے لا قود فی نفس غیر ما لا یجوز بحدہ یعنی قتل نفس غیر اہل
 قصاص نہیں مگر وہ ہے کہ انی یعنی علی ہمدانی و فی الدررین یکما فی المراد بالسیف اسلحہ قتل و جرح فی حج و غیرت جہت قاتل و مقتول اسلم و در لایع کما فی
 غیر وہ الاثری نا اعتنا اسلحہ و کثیر بالسیف فی قود علیہ معلوہ و اسلام لا قود الا بالسیف ثانی اسراجہ من لہ قود قاتل بالسیف خلافاً لہ فی قود قاتل بالسیف و جرح و جرح
 غر و کان مستوفیاً بحمل علی ان مرادہ بالسیف اسلحہ و ہمد علم و دررین کا ہے کہ تلوار سے لوبہ کا اختیار مراد ہے میں کہتا ہوں اسی کی تصریح کی ہے جرح و جرح
 کی کتاب الحج میں رسول کریم علیہ معلوہ و اسلام کی حدیث میں کہ لا قود الا بالسیف سو جو سراجہ میں ہے کہ جو قصاص لینے کا مالک ہے وہ تلوار سے قصاص سے
 قاتل کو قتل نہیں کرتے بلکہ اسے گایا اسکو پتھر سے قتل کر لیا یا اور کسی طرح سے ہلاک کر لیا تو وہ شخص قتل کر دیا جائے و لیکار اور وہ شخص اس قتل نامشروع سے
 قصاص کا پانے والا ہو گیا انتہی کلام ہر جہ تو یہ محمول ہے اسیر کہ صاحب سراجہ کی مراد تلوار سے اختیار ہے و ہمد علم و لاب المعنویہ قود و تنفیہ اللہ و
 اذا ملک ملک اسلحہ بالاولی لا یعفو عما یقتل یدہ ای یدہ و قتل قریب لہ ابطال حقہ و لایکملہ اور فرزند ناقص العقل مردہوش کے قطع ید اور اس کے
 قرابت دار کے قتل کے بدلے اس کے باپ کو قصاص لینا قاطع اور قاتل سے جائز ہے تفسیر صدر اور سکین دن کے دہستے اور جبکہ اس کا باپ قصاص کا مالک
 تو صلح کا بھی بھرتی اولی مالک ہو گا نہ معاف کر دینے کا یعنی شکو قطع اور قتل میں مفت معاف کر دینے کا اختیار نہیں سو جبکہ مفت معاف کر دینا فرزند مردہوش
 کے حق کو باطل کر دینا ہے اور باپ ابطال حق فرزند کا مالک نہیں جم منوہ وہ ہے جو یوقوت ناقص العقل مردہوش ہو بدین دیوانی کے جسکو اول ہند بولا
 بخوندہ ہوتے ہیں اس کے قرابت دار سے مراد اس کا اخیان بھائی اور بھائی مان اور بیٹا ہے باپ کو قصاص کا اسو سے اختیار ہوا کہ صاحب حق تو مردہوش ہے لہذا
 اس کا باپ اس کے قائم مقام ہوا اس لیے کہ فریخت کے سبب اس کی تشفی خاطر فرزند کی تشفی قرار دیکھی گئی کہ انی لخطاوی و نفسیہ صلیہ بقدر الدیہ و اکثر منہ و ان
 وقع باقل منہ لصلح اس وجب الدیہ کاملہ لانہ لہر المنوہ اور شرط ہے باپ کی صلح دیت کی مقدار پر یا اس سے زیادہ یا اور اگر دیت سے صلح علم مردہوش
 ہوگی تو صحیح ہوگی اور یوری دیت و جب ہوگی اس لیے کہ یہی بہتر از نافع تر مردہوش کے حق میں و التفاضل کا لاب فی جمیع ماذکر نا فی الاصل مع قتل و لا دلالت علی
 قتله و اصلا لا یعفو لانه ضرر لعمامة اور قاضی باپ کے مانند ہر جمیع احکام مذکورہ کے اندر قول صحیح ترین ہے اس شخص کے مارا گیا اور اس کا کوئی وارث نہیں تو
 حاکم کو اس کے قاتل کے قتل کرنے کا اور مال صلح کرنے کا اختیار ہے نہ مفت معاف کر دینے کا اسو جبکہ مفت معاف کر دینے میں لا وارث عوم طلق کا بڑا ضرر ہے و لا
 کالاح یصلح عن قتل فقط بقدر الدیہ و لا قود فی الاطراف اسانا لہ بسلک ہما مسلک الاسوال اور مردہوش مردہوش کے حق میں اس کے بھائی کے برابر ہے کہ
 فقط صلح کر سکتا ہے اس کے قرابت دار کے قتل سے بقدر دیت کے اور مردہوش کے اطراف میں قصاص لینا بیل سہا کے جائز ہے سو جبکہ اطراف اسانا
 میں اسوال کا طریقہ سلوک ہے و اصعبی کا المعنویہ فیما ذکر اور طفل صغیر معنویہ کے مانند ہر جمیع احکام مذکورہ میں جم یعنی اگر صغیر کا قطع ید ہو یا اس کے قرابت دار کو
 قتل کرے تو صغیر کے باپ کو اور قاضی کو قصاص لینا اور صلح کرنے میں اختیار ہے معاف کر دینے میں اختیار نہیں اور مردہوش کا بھائی قصاص نہیں کر سکتا
 اور نہ معفو کا انکو اختیار ہے مگر فقط صلح میں انکو اختیار ہے و لیکبار بقود قبل کبار بصرار خلافاً لہما دالصل ان کل الایتری اذا وجب مہیہ کا ثابت اکل علی لایک
 کو لایۃ انکاح و ان اور مقتول کے عاقل بالغ و وارثوں کو قصاص لینے کا اختیار ہے صغیر وارثوں کے جوان ہونے سے پہلے بخلاف مہاجری کے یعنی ان کے
 نزدیک قصاص نہ ہو گا جب تک صغیر وارث جوان ہوں و مردم انتظار کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو چیز نسبت بذریعہ جنہ اس کا مال سبب پایا جائے وہ چیز ایک

مات کر ناحی قصاص و یا حق وارث ثانی کو ساقط کر دیتا ہے تو وارث ثالث سے قصاص لیا جاوے گا اور اگر کسی کو معلوم نہیں ہے کہ قصاص میں نہیں اور اس کے مال میں دیت واجب ہوگی بظاہر اس صورت کے کہ ایک شخص نے دوسرے مرد کو کھڑا کر دیا وہ عدو قتل کیا جائے سو مقتول کے وارث نے کھڑے کرنے والے کو قتل کیا اور قاتل پر قصاص واجب ہوگا سو یہ ایک صورت اس قسم کی نہیں ہے جیسا کہ جو جتنا لوگوں پر شکل ہو مگر بظاہر پہلی صورت کے بعضی غرض سے یہ ہے باقی وارثوں کا حق ساقط ہو یا شکل غیر صحیح ہے لہذا اس میں در صورت علم سقوط قصاص ہوگا اور یہ دیت ہر اور ہمسائی کی صورت میں فقط قصاص ہے نہ دیت صحیح ہمسائیاں وارث ہیں۔

باقام اولیاء المقتول یعنی اہل بیت سبب الجرح و اقامہ انصار بقیۃ اہل بیت من جراحہ و مات بعد مدۃ فیئینۃ ولی المقتول ولی کذا فی بعض حکام مغریالہماوی ایک شخص نے آدمی کو زخمی کیا اور زخمی مر گیا تو مقتول کے وارثوں نے گواہ لگائے کہ وہ زخم کے سبب سے مر گیا اور نہ بابت گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ زخمی زخم سے اور دیت کے بعد مرنا تو وارث مقتول کے گواہ اولیٰ بالقبول ہیں کذا فی بعض حکام عن یحییٰ اقامہ اولیاء المقتول السنیۃ علی اہل جرحہ زید و قتلہ و اقامہ زید السنیۃ علی ان المقتول قاتل ان زید لم یجر حنۃ ولم یقتلۃ فیئینۃ زید اولیٰ کذا فی اشتغال مغریالہماوی و سبب مقتول نے اس پر گواہ و اقامہ کیے کہ مقتول مذکور زید نے زخمی کیا اور قتل کیا اور زید نے گواہ قائم کیے اس پر کہ مقتول نے خود کو اٹھا کر زید نے مجھ کو زخمی نہیں کیا اور نہ مجھ کو مارا تو زید کے گواہ اولیٰ بالقبول ہیں کذا فی اشتغال عن مجمع الفتاویٰ و سبب زید کے گواہ صاحب حق کے قول یہ قائم ہیں نفسی بر قاتل الجرح و سلم یجر حنۃ فلان مات الجرح و لیس لو شتۃ الدعویٰ علی الجراح ہذا السبب مطلقاً و قبل ان الجرح سر دنا عند القاسی الناس قبلت قبیلہ جرحہ نے کہا کہ مجھ کو قتل کرنے شخص نے زخمی نہیں کیا یا زخمی مر گیا تو اس کے وارثوں کو زخم لگانے والے پر اس سبب سے دعویٰ نہیں ہو سکتا مطلقاً خواہ اٹھا کر زخم معلوم ہو یا نہ اور تو فی ضعیف یہ ہے کہ اگر زخم قاسی یا لوگوں کے نزدیک معلوم ہو تو دعویٰ وارثوں کا مقبول ہے کذا فی فیئینۃ ولی الدرر بن السعد و فی عفا الجرح اولیاء بعد الجرح قبل الموت جاز ہے۔

استحساناً اور در در بین سعودی سے یہ مقول ہے کہ اگر الجرح یا اس کے وارثوں نے زخم لگنے کے بعد موت سے پہلے معاف کر دیا تو بدلیل استحسان کے معاف کرنا جائز ہے جرح میں سے ایک اس فصل میں مکرر ہو گیا ولی الوہبانیۃ جرح قاتل نفسی فلان و مات جرحہن دارۃ علی آخرہ قتلہ لم یسمع لای حق الموت و قد اکتہم و وہبانیۃ میں ہے کہ زخمی نے کہا کہ مجھ کو قتل کرنے شخص نے قتل کیا اور وہ مر گیا سو اس کے وارث نے دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ دوسرے نے مارا تو گواہ سمیع منون کے اس پر ایک ہی جرحی جرحی موت کا اور موت تو گواہوں کو یا وارثوں کو یا دونوں کو چھوٹا کر گیا و لو قاتل جرحی فلان و مات جرحی علی ابن آخرہ جرحہ خطا و قبلت لیساما علی حرمانہ الارث اور اگر الجرح نے کہا کہ مجھ کو قتل کرنے شخص نے زخمی کیا اور وہ مر گیا سو اس کے بیٹے نے دوسرے بیٹے پر گواہ قائم کیے کہ اُس نے ارزہ خطا کو زخمی کیا یا خطا تو یہ گواہی مقبول ہوگی بسبب قائم ہونے اس کو ہی کے اسکی میراث کے محروم ہونے پر سقاہ سما حتی ماتان و فیئینۃ حتی یا کلمہ و لم یعلم بہ فمات قصاص و لا دیت لکنہ تجس و یزید ایک نے دوسرے کو زہر پلایا یا مہانک کہ دہر گیا تو اس نے اسکی لڑائی کر دیا یا تاک کہ اُس نے خود کو کھالیا اور وہ زہر کو نہ جانتا تھا سو مر گیا تو زہر دینے والا پر نہ قصاص ہے نہ دیت لیکن وہ مجوس ہوگا اور اسکو زہر دینا دلی و لو ادرہ لیسام ایجار یجب لہ فیہ علی عاقلہ اور اگر زہر اس کے حلق میں زہر دستی ڈال دیا اور وہ مر گیا تو دیت واجب ہوگی قاتل کے برادر دگاردن پر دان و دفعہ لہ فی شربہ فشرب و مات منہ فکا لاول لانہ شرب با اختیارہ و الا ان لفرع خدمۃ فلا یلزم الاثر و الا استغنا رفاۃ و اگر اسکو زہر شربت کے اندر ملا کر دیا سو اس نے پیا اور مر گیا اس کے بیٹے سے سو حکام دلی صورت کے اندر یہی قصاص ہے نہ دیت سو اس کے اول وارثان دونوں میں وارثین میں مقتول نے زہر کو اپنے اختیار سے پیا نہ جبر سے لہذا کہ اس طرح دینا و دنا و فریب و تو کچھ لازم نہیں ہے نہ زہر دینا و استغنا رفاۃ کذا فی کماۃ و ان قتلہ لفرع لیسام بالعلیٰ فی فیئینۃ فیئینۃ ان ہا بہ حد احد مداد ظہر و جرحہ اجاء اما نقلہ اصنف عن مجتہدی اور اگر مقتول کو قتل کیا یا بچا و دیت اور مٹھے سے تو قاتل سے قصاص دیا جاوے گا اگر اسکو لوس کی یا جرح لگی یا اسکی ٹیٹھ لگی اور اس نے زخمی کر دیا تو اتفاق مدویات کے قصاص لیا جاوے گا جیسا کہ مسنون نے یہی نسخہ کیا ہے شراح نے کہا کہ لفرع صمیم دہر تیار ہے جس سے کسی کا کام کیا جاتا ہے یعنی بچا و دہر وغیرہ اور اگر بچا و دہر کے دستہ جوبی سے

[illegible]

فی الحال کانفس علیہ ابن الہمال حیث خیر غارۃ الوفاۃ فقال یجب دفع من شہر سلفا علی المسلمین و یقتلہ ان لم یکن دفع ضرہ الایہ صرح بہ فی الکفایۃ
ایسی لائن میں باب دفع مسائل صریح بہ ہستی وغیرہ ویاتی ما یؤیدہ اور جسے تلوار میان سے نکالی مسلمانوں پر اسکا قتل واجب ہے یعنی فی الحال ملا وقت اسکا
قتل واجب ہے چنانچہ ابن الہمال نے اسکی تصحیح کی ہر کیونکہ اسے وقایۃ الردیۃ کی عبارت بدل ڈالی ہر سو یوں کہا کہ وجوب دفع کر اس شخص کا جسے تلوار
نکالی مسلمان پر اگرچہ دفع اسکا اسکے مار ڈالنے سے ہوا اگر اسکا دفع ممکن ہو بدفع قتل کے تسرع کی ہر اس قید کی کفایۃ پھر ہر ایسے میں یعنی اسواسطے کہ دفع
قتل ہر دفع مسائل کی قسم سے ہر یعنی حملہ کرنے والے کی دفع کے مانند ہر تصحیح کی ہر اسکی ہستی وغیرہ نے اور آگے آویگا وہ کلام جو اسکی تائید کرے گا کہ ابن الہمال
کے کلام سے قتل فی الحال طریق اشارہ کیے گئے ہر صریح اسکی نہیں ہر اسکی دفع میں وقت نہیں تو شراج کہ یوں کہنا بہتر تھا کہ ابن الہمال نے کفایۃ طحاوی
و لا شہ فیقتلہ بطلان حمل اصال اور تلوار نکالنے والے کے قتل میں کچھ نہیں اسکے قاتل پر قصاص نہ دیتے بغیر بطلان حمل اصال کے قتل کے یعنی اگر اونٹ ادا
حملہ کرے اور دے اسکو مار دے تو ہر دفع اسکے قتل میں گناہ نہیں لیکن اسکی قیمت دینا قاتل پر واجب ہوگا و الا قتل من شہر سلا علی رجل لیلۃ او نہار فی مفر
او غیرہ او شہر علیہ لیلۃ فی مفر او نہار فی غیرہ فقتلہ شہر علیہ اور کچھ نہیں اسکے مار ڈالنے سے جسے لوہے کا ہتھیار نکالا اور چٹایا ایک ہر درخت
میں یا دن میں خواہ شہر کے اندر ہو اسواسطے اسکے خجل میں یا اسیر لڑائی اٹھائی رہت کو شہر میں یا لڑائی اٹھائی دن کو شہر کے سو ڈنگل وغیرہ میں سو ڈنگو مار ڈالا جسے شہر
ہتھیار یا لڑائی اٹھائی مہر سلفا غیر سلفا سے کہ ہر اسواسطے کہ دران جماعت مسلمین پر زور کھینچے دے اور بیان پر ہتھیار کھینچنے والے کے قتل میں کچھ نہیں طحاوی
رات ہو یا دن ہو یا غیر شہر اسواسطے ہتھیار بدن میں نہیں ہر تانہ گھس جاتا ہو اور لڑائی اٹھائی یا لڑائی لیکے قتل میں رات کو شہر میں یا دن کو خجل میں کچھ نہیں ہر سلفا اگرچہ لڑائی
بدن میں کس نہیں جاتی لیکن شہر میں رات کو اور شگل میں دن کو مظلوم کی زیادتی اور بد نہیں ہو سکتی ہاں اگر دن کو شہر میں لڑائی اٹھانے والے کو قتل کرے گا تو اسکے پر
قاتل مارا جائیگا اسواسطے کہ لڑائی بدن میں نہیں ہر شہر میں دن کو زیادتی اور بدگار مہر سلفا نہیں کہ انکی قصہ شہر میں و لوطا دی لوطا و ان شہر مخزون علی غرہ و لوطا
فقتلہ شہر علیہ مگر ایجاب لہ فیہ فی الادارہ مجنون نے غیر شخص پر ہتھیار کھینچا سو اس شخص نے مجنون کو ٹھہرا مار ڈالا تو قاتل کے مال میں دیتے واجب ہے ہر شہر قصاص
نہیں ہر مقتولہ ابی الدرداء علیہ السلام فی الاصل لانه دفع الشہر اور مجنون کے مانند صغیر اور جانور مگر اگر ہوا اور شافعی نے کہا کہ ضمان نہیں ہر صغیر و
میں یعنی مجنون شہر اور صغیر شہر اور درجوان مسائل کے قتل میں اسواسطے کہ قتل دفع شہر کو اسواسطے ہر اور ہر سی دلیل یہ کہ مجنون اور صغیر اور درجوان کا فعل متصف
ہر صفت نہیں تو بناوۃ ثابت ہوئی تو انکے خون کی عصمت ساقط ہوئی اختیار صحت کے نہونے کے سبب دہندہ اگر مجنون یا صغیر کسی کو قتل کرے تو قصاص
نہیں یا جانور کسی کا کچھ قصاص نہ دے تو اگر تارادان نہیں ہر جب رنکا خون محصور ہو یا مباح نہ شہر تو قصاص واجب ہوا لیکن قصاص واجب ہوا جو صحت کے سبب
یعنی دفع شہر یا رنکا خون مباح کر دیا پھر جب قصاص دفع شہر کی علت سے ساقط ہوا تو خون نہا واجب ہوا کفایۃ فی الایضی و لوضر بہ شہر فافسدت و کف عنہ علی وجہ
لا یرید فرہ ناہیا فقتلہ لاخری شہر علیہ وغیرہ کہ اجماع ابن الہمال تبالی لکان فی و کفایۃ قتل القاتل لانه بالافراد عادت عصمتہ ملت فخر ادا نام شہر اسواسطے کہ
خبرہ والا فلا یخفف اور اگر ایک شخص کو تلوار کھینچنے والے نے مارا پھر ہتھکڑیاں اور دھڑے باز با اسطرح کہ دوسری بار مارنے کا ارادہ نہیں کھنسا سو دوسرے نے
اسکو مار ڈالا یعنی پتھر تلوار کھینچی تھی اسے مارا یا اسکے سوا اور شخص نے قتل کیا یہی طرح کی تعیم کی ہر ابن الہمال نے کافی ذکر کیا ہے کہ تابع ہو کر تو اسکا قاتل قتل کیا جائے
اسواسطے کہ تلوار کھینچنے والے کے خون کی عصمت بجز مات ہو گئی ہلٹ جانے کے سبب میں کہتا ہوں تو یہ مفرح ہو گیا کہ جب تک وہ رہتا ہو کہ تلوار کھینچنے پر اسکا تو اسکو اسکا
مارا نہ دیتے ہر اور نہیں تو مارا نہ دیتے نہیں تو اسکو مار دینا یا یہ مخطا دینی کہ اسکا تاج کی تحریک اور متعجب ظاہر نہیں اسواسطے کہ اسے انسان رہتا ہو شہر پر ہر ہر ہر ہر
جاتا ہو اور عود کا ارادہ نہیں کھنسا یعنی تو مطلقاً ہر شہر کی بات شہر کی دلیل نہیں ہر سی دن قتل علیہ غیرہ لیلۃ یا خارج لہر قد من یتہ فقیہہ رب ابست
فقتلہ فلا شہر علیہ لقونہ علیہ لعمولہ و اسلام قاتل دون ملاک اور جو ایک شخص کے گھر میں غیر شخص رات کو داخل ہو شوہر کی کال مال اسکے گھر سے نکلا

بشرطیکہ قاتل مقتولین کے خون کا وارث ہو و فیما عن الواقات لو انہ صغیر لقیص اور بزانیہ میں ہر دو قاتل ہے کہ اگر قاتل کا بیٹا صغیر ہو تو قصاص لیا جائے
 ہم یعنی اگر ایک شخص نے کہا کہ میرے فرزند کو قتل کر اور فرزند صغیر ہو تو قاتل قصاص پر چھوڑ دینا اور یہی حکم ہے برادر صغیر خنجر اغیار میں ہے کہ یہ معمول ہے فیما
 کے جواب پر اور احسان کی دلیل سے تو دیت ہو کذا فی الخطا دی دنی انجانیہ بقیلک و بی بقیلک و بالعت قتلہ لقیص اور زانیہ میں ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا
 کہ میں نے اپنا خون تیرے ہاتھ پر ایک پیسے یا ہزار کو پیچا سو اُسے اسکو قتل کیا تو قصاص لیا جائے اس واسطے کہ یہ باطل ہے اور قاتل کا اذن نہیں ہے تو یہ قول قاتل کے
 قول کے مانند نہیں کہ دیت واجب ہے دنی قصاص و فی اقل الی علیہ دیت لانیہ اور اس قول میں کہ قاتل میرے باپ کو دیت واجب ہے قاتل مقتول کے فرزند پر
 دنی قطع یدہ مقلع یدہ یقتل اور اس قول میں کہ میرے باپ کا ہاتھ کاٹ سو اُسے اسکا ہاتھ کاٹنا قصاص لیا جائے گنا قاطع سے دنی شیخ ابنی قتیہ لاشی علیہ فان
 فعلیہ الدیۃ اور اس قول میں کہ میرے فرزند کا سر چھوڑ ڈال سو اُسے اسکا سر چھوڑ ڈال تو اس پر کچھ نہیں ہے اگر وہ مر گیا اس سبب سے تو اس پر خونہا ہے و قیل لا تجب
 الدیۃ ایضا و صحیحہ رکن الاسلام کما فی العمادیۃ و مستقرہ الطرسوسی لکن ردہ ابن وہبان اور قول ضعیف یہ ہے کہ اپنی ات کے اذن قتل پر دیت بھی قصاص کے ہند
 واجب نہیں اور اس قول کو رکن الاسلام نے صحیح کہا ہے چنانچہ عمادیہ میں ہے اور طرسوسی نے بھی اسی کی تائید کی ہے لیکن ابن وہبان نے اسکو رد کیا ہے
 م شروع وہبانہ میں ہے کہ لائق یہ ہے کہ قول اول یعنی سقوط قصاص اور وجوب دیت صحیح ہو اس واسطے کہ عصمت دم موجود ہے اور قصاص کو ساقط
 ہو گیا ہے بشبہ اذن سے اور شبہ وجوب مال کا مانع نہیں ہوتا اقل عبدی او قطع یدہ ففعل فلا ضمان علیہ اجماعاً چنانچہ اگر مولیٰ نے کہا
 کہ میرے غلام کو قتل کر یا اسکا ہاتھ کاٹ سو اُسے اسکو قتل کیا اور اسکا ہاتھ کاٹنا تو اس پر نادان نہیں بالاتفاق ہم اس واسطے کہ غلام مال میں داخل ہے
 اور مال میں ابتداء جاری ہو لیکن اس قتل اور قطع میں آخر اور امور دونوں گنگارین کذا فی الجوی بقولہ قطع یدہ اور جلی دان سری نفعہ مال اللہ الاثر
 کا لا سوال فصیح الامر چنانچہ اس قول میں ضمان نہیں کہ میرا ہاتھ میرا ہاتھ کاٹ ڈال اگرچہ قطع اُکل جان تک پہنچ جائے اور وہ جابہ اسواسطیکہ اطراف
 اموال کے مانند ہیں تو امر کرنا نہیں صحیح ہو گا م سرائت الی النفس اور موت نہ بزانیہ میں ہے خنجر اغیار میں دراکس رایت کو قتل اعتبار کیجیے تو نذر قتل کی ہے ہمیں بھی
 خلاف مذکور جاری ہو گا کذا فی الخطا دی ولو قاتل قطع علی ان یقتل ہذا الثوب او ہذا الدرہم قطع یجب ارش الید لا یقتل و یصل العصب بزانیۃ اور الی اللہ ما ہذا
 کاٹ اس شرط پر کہ تو مجھ کو یہ کپڑا یا درہم دے سو اُسے قطع کیا تو ہاتھ کاٹنا خونہا واجب ہو گا نہ قصاص اور صلح یعنی شرط عطاے ثوب یا درہم باطل ہوگی کذا
 فی البزازیہ فروع مسائل لمحۃ شراح کے ہتہ بقصاص بغیر القاتل لا یجوز لانیہ البحر فیہ التملیک قصاص کا سبب کرنا اور شخص کو سوائے قاتل کے جائز نہیں ہے اور اس
 اس میں تملیک جاری نہیں ہم اور اسی طرح قاتل کو بھی سبب قصاص بدیل مذکور جائز نہیں کذا فی الجوی حاشیۃ الاشباہ و عنوان الی عن القاتل فضل بن ابراہیم و صلح
 من بقصاص وارث کا معاف کر دینا قاتل سے افضل اور بہتر ہے مال پر صلح کرنے سے اور صلح بہتر ہے قصاص سے ہم عفو وارث سے قاتل کی برادر ہوتی ہے دنیانہ
 دیت اور قصاص سے لیکن ظلم آدم علی قاتل سے برادر نہیں ہوتی کذا فی الخطا دی عن الاشباہ و حاشیۃ ابی السعود و کذا عنہم خروج ادبی حکم ہے عفو مخرج کا یعنی عفو
 ہے صلح سے اور صلح بہتر ہے بدلائین سے لانیہ ثوبہ لانیہ فی تسلیم لقیص و ہا فیہ صحیح نہیں ثوبہ قاتل متبک اپنی جان کو قصاص کو اسلیم کر دے کذا فی الوہبانہ
 ہم یعنی فقط زانیان سے توبہ کرنا اور دل میں نام نہ ہونا کفایت نہیں کرتا متبک قصاص کو اسلیم اپنی جان حاضر کرے اور یہی شرط رحمت توبہ ہے کہ مقتول کے وارثوں سے
 خبر کر دے کہ یہ قصوب بھی ہے ہر اگر کذا فی الخطا دی عن شرح الوہبانہ وغیرہ الامام شمس کو شہادت بقصاص کا محدود دینا اصولیین فرقی فقہاء اشباہ امام یعنی حاکم مسلمین
 شرط استیفاء قصاص ہے یعنی خون کے بدل لینے میں حدود کے مانند امام کا ہونا شرط ہے علماء اصول کے نزدیک فقہیوں نے قصاص اور حدود میں فرقی کیا ہے کذا فی الاشباہ
 ہم یعنی فقہاء کے نزدیک استیفاء حدود کے لیے امام شرط ہے قصاص کو اسلیم محیط میں ہے کہ ایک مرتد مقتول ہو ائمہ کا ایک وارث ہو تو اسکو قاتل کا قتل ناقص ہے کذا
 سے جائز ہے فاضل بقصاص کا حکم دیا ہو یا ندیا ہو اور قاتل کو تلو اسے قتل کرے اور اسکی گردن کاٹے اور اگر غیر تلو اسے قتل کرے تو نسخ کیا جائے اور اگر قتل منع کر گیا تو غیر

دیجائیگی اسیر نادانی نہیں کسی طرح قتل کرے ستونی قصاص ہوگا کذا فی الجملہ و رہنما فی قاعدہ محدودہ البتہ اس قصاص میں رد و انافی سے جو قصاص اہل علم سے
 انقصاص دون محدودہ اور شاہدین محدودہ البتہ اس قاعدہ میں یہ ہے کہ حدود کے مانند قصاص پر گہر سات صورتوں میں یہ صورت یہ ہے کہ قاضی کو حکم کرنا یا
 درست پر قصاص میں درست ہے نہ حدود میں م۔ قول اس پر یہ ہے کہ قاضی اپنے علم پر فیصلہ کرے سوائے حدود کے لیکن اب فتویٰ اس پر یہ کہ قاضی کو حکم کرنا یا درست پر
 یعنی بدون شہادت کے مطلقاً جائز نہیں کذا فی مجموعی شرح الاشباہ انقصاص بیزش و محدودہ قصاص میں میراث جاری ہے اور حد میں نہیں م۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قصاص
 میں صورت نہیں کذا فی مجموعی شرح غنوی انقصاص لا یکسر۔ قصاص کا غنوکا صحیح ہے نہ حکام۔ بعد غنوکا کے محمول ہے اور قبل غنوکا کے حدیث کا غنوکا ناجائز ہے کذا
 فی حاشیہ ابی ہریرہ و انقصاص لا یلغی الشہادۃ بالقتل بخلاف ابی ہریرہ حدیث م۔ حد کا کذا ناقل میں شہادت کا مانع نہیں بخلاف حد کے حدیث کے سوا و بیزش
 باشارۃ اخرس و کذا بہ بخلاف ابی ہریرہ اور قصاص ثابت ہوتا ہے گوئی کے اشارہ سے اور اس کے لحدیث سے بخلاف حد کے م۔ صورت اس کے یہ ہے کہ مقتول کے پاس
 گونگا آیا اور اسے تلوار پکڑی اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا یعنی میں نے اسکو تلوار سے مارا ہے تو اس طرح قصاص ثابت ہوگا اور حد ثابت نہوگی کذا فی الجملہ
 و بجز الشفاعة فی انقصاص لا یکسر۔ سفارش کرنا غنوکا قصاص میں جائز ہے نہ حد میں اسابتہ لا بد فی انقصاص من الدعوی بخلاف ابی ہریرہ حدیث م۔ اس سے
 سابق صورت یہ ہے کہ قصاص میں دعویٰ ضروری نہ حد میں مگر حدیث میں البتہ دعویٰ ضروری نہ ہی مافی الاشباہ و فی القیئہ نظر فی باب دارجل فقہا اہل علم
 لایضمن ان لم یکنہ تحقیق من غیر فقہا و ان لکنہ ضمن اور قیئہ میں یہ کہ ایک شخص دوسرے مرد کے گھر میں جھانکا دروازے کے اندر سے سو اس مرد نے اسکی آنکھ پھونکی
 تو صاحب خانہ پر ضمان نہیں اگر جھانکنے والے کا ہٹانا بدون آنکھ پھونکنے کے ممکن نہ ہو اور اگر بدون اس کے وہ ہٹ سکتا ہے تو نوادان اس پر لازم ہوگا
 وقال انشافی لایضمن فیما اور امام شافعی نے کہا کہ آنکھ پھونکنے والے پر دونوں صورتوں میں تاوان نہیں م۔ ابو ہریرہ کی حدیث دلیل ہے امام شافعی کی
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک مرد جھانکے بدون تیرے اذن کے سو تو اسکی آنکھ پھونک دے شیکرے مار کر تو کچھ گناہ نہیں اور ہماری دلیل
 یہ حدیث ہے کہ آنکھ میں نصف دیت ہے اور ہر عام پر ناظر خانہ اور غیر ناظر کو اور اسلئے کہ اگر کوئی باب مفتوح سے نظر کرے یا گھر میں گھس کے کچھ لے تو بھی مستوجب
 قطع میں نہیں اور حدیث ابو ہریرہ مباغہ فی الزجر مجھوں ہے اور اگر حدیث مذکور کو اس ناظر مجھوں کیجیے کہ کسی طرح نظر سے باز نہ رہے بدون آنکھ پھونکنے کے
 تو منافات بالکل ناکل ہو جائے لیکن مسئلہ آئندہ کے منافی ہے کہ وہ مطلق ہے اس میں کچھ تفصیل نہیں و اسد علم کذا فی الخطا دعویٰ مختصر اور داخل ہے دراجہ مختصر
 لایضمن اجراما انما الخلف فین نظر من خارجا اور اگر ایک شخص نے ایسا سر نہ کر دیا سو صاحب خانہ نے اسکو پتھر سے مارا سو اسکی آنکھ کو پھونک دیا تو صاحب خانہ پر
 ضمان نہیں کذا فی الخطا دعویٰ من البغیۃ عن کثر اروس باتفاق حق اور شافعی کے اختلاف حق اور شافعی نو غنوکا اس صورت میں ہے جبکہ گھر کے باہر سے نظر کرے اور علم

باب القود فیما دون النفس

یہ باب ہو ماسوائے جان کے قصاص میں یعنی اطراف انسانی کے بدل لایئے میں م قصاص تاوان نفس ثابت ہے کتاب اور سنت اور جماع سے قال قتالی اور کثر من قصاص
 حدیث میں ثابت ہے کہ ایک عورت نے جاریہ انسا کا دہت ٹوڑا تھا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا کذا فی القیئہ و ہونی کل ما یکن فیہ رعایہ غنوکا
 اور دہی یعنی قصاص ماوانے نفس ہر ایک مقام میں جاری ہے جہاں حفظ مائت کی رعایت ممکن ہے یعنی جہاں با بری غصائے ظالم اور ظلم کے نقصان کی ہو سکے وہاں لایئہ
 جاری ہے اور جہاں حفظ مائت مقصود نہیں م۔ ان قصاص نہیں وہاں دہت ہے یا کچھ اور چنانچہ معلوم ہوگا کہ مہر جب رعایت مائت کی بدل لایئے میں لازم ہوتی تو نہ ہوتا مگر باقی
 مائت کے بدلے نہ کاٹا جاوے گا اور نہ بایان بدلے دینے کے اور نہ تندرست مائت لے مائت کے بدلے اور نہ عورت کا مائت مرد کے مائت کے بدلے اور نہ مرد کا مائت عورت کے مائت کے بدلے
 اور نہ آزاد کا مائت غلام کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کا مائت آزاد کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے مائت کے بدلے
 اور نہ عورت کا مائت غلام کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کا مائت عورت کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے مائت کے بدلے اور نہ غلام کے مائت غلام کے مائت کے بدلے

وہ یعنی تو ظالم کا دہت اُکھاڑا جائے اگر مظلوم کا دہت اُکھاڑا گیا ہو اور مظلوم نے کہا کہ دہت ریتا جا سے سو مان سے گوشت تاک یعنی دہت کی بڑی
مقام تک اور اور اسے گوشت کے جسدِ دہت باقی رہے اسکا قصاص ساقط ہے تغذرائت کے سبب سے ایسے کہ دہت کے اُکھاڑنے میں بھی یا اکثر کو
قاسد ہو جاتا ہو اور اسی قول کو صاحب کافی نے لیا ہے مصنف نے شرح میں اسکو کہا ہے اور محبتی میں کہ اسی قول خیر پر فتویٰ جم غلطی نے کہا کہ بخاطر طبی
اسی طرح غصہ لمانہ ہے اور مصنف اور شراح اسکا تالیف ہو گیا اور حق یہ ہے کہ نفسہ لمانہ ہے یعنی بجائے کارہو زنا رخصتہ ہے لثان جمع لثہ بکسر لام یعنی مسود
یعنی دہت اُکھاڑ ڈالنے کے قصاص میں اُکھاڑنا نہ چاہیے بلکہ دہت کا ریتنا سوہن سے چاہیے سوہٹ کہ اُکھاڑنے سے سوہٹ خون میں اکثر خلل دہت
ہو جاتا ہے کہ تیز دانی ان سیسا ویا ان کسرت جیسے دہت ریتا جاتا ہے یہاں تک کہ کاسرور و دو نوں کے دہت برابر ہو جاوے اگر کاسرور کا دہت توڑا گیا ہو
مہر ریتنا سوہٹ ہے جبکہ دہت برابر تو ناہو و الا قصاص نہیں خون نہا ہے کہ فی الخطا دی عن ظہیرہ دنی بختی دیو مل جولان ملٹ عیقل دلیل ارجل
الا البائع اور محبتی میں ہے کہ قصاص کیو سٹے ایک سال کی مدت مقرر کیجئے پھر اگر دہت نہ جم آوے تو قصاص دیا جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قصص کے دہت
کیو سٹے مدت مقرر کیجائی ہی نہ بالغ کیو سٹے مہنتی میں ہے جب دہت سے کچھ توڑا گیا تو کیساں تک انتظار کرنا چاہیے پھر جب سال پورا ہو جائے تو دہت پھر
تو پھر قصاص ہے سو مان سے ریت کر اور ظہیرہ میں ہے کہ دہت کے قصاص کا موضع دہت کے چٹے ہونے تک انتظار چاہیے اور کیساں کا انتظار ضرور نہیں مگر
مجرد کی رویت میں اور صحیح قول اول ہے سو سٹے کہ بالغ کے دہت کا اُکھاڑنا نہ ہے کہ فی الخطا دی غلو مات یحییٰ فی جوں بری پھر اگر صغیر سال کی مدت میں لگایا
تو کامل قصاص ہے بری الذمہ ہو گیا و قال ابو یوسف فیہ حکومت عدل اور ابو یوسف نے کہا کہ انہیں حکومت عدل سے کہنے اخلاص اذ ارجل فی تحریرہ علم سبط خفہ
الیہ یوسف جب حکومت عدل الاہمی اجرة العکلم و طبیب انتہی و تحقیقہ اور اسی طرح دہت اُکھاڑنے کے مانند خلاف ہے جبکہ مدت مقرر کیجئے دہت کی تحریک میں پھر مدت کے
اندر تحریک دہت ساقط ہوتا ہے ابو یوسف کے نزدیک درد کا خون نہا یعنی دہت اُکھاڑنے اور طبیب علاج کی اجرت دینا ضارب پر واجب ہے اور اگر کسی ہم ایسی تحقیق بیان
کرے کہ ہم محیط میں ہے کہ جب ضرب سے دہت متحرک ہو گیا تو کیساں انتظار کرنا چاہیے خواہ مغروب بالغ ہو یا صغیر پھر اگر دہت ساقط ہوتا ہے ضارب پر کچھ نہیں اور اگر سال کے اندر
اسی ضرب سے دہت گر گیا تو اگر ضرب عمدہ تھی تو قصاص واجب ہے اور اگر خطا کی راہ سے تھی تو دیت واجب ہے کہ فی الخطا دی اور اس سلسلہ میں ابو یوسف کا وہ قول
ہے جو شراح نے مذکور کیا و توخذ انتہیہ بالثبوت و الثاب للاب لا یؤخذ الا علی بالاضل ولا الا علی علی بختی و بحاصل انہ لا یؤخذ عضو الا بثلثہ اور قصاص
لیا جاتا ہے سانس کے دہت کا سانس کے دہت کے بدلے اور پیش کا پیش کے بدلے و بدلتین لیا جاتا ہے اور کے دہت کا نیچے کے دہت سے اور نیچے کا اوپر کے سے کہ
فی محبتی اور خلاصہ مقام یہ ہے کہ عضو کا بدلہ نہیں لیا جاتا مگر انکی مثل اور مانند سے ولا یؤخذ نہانی طرفی رجل و امرأۃ و طرفی طرفی رجل و طرفی طرفی رجل
اختلاف ذہم فی تمہد الاطراف کا لا سوال اور قصاص میں ہم حقیقوں کے نزدیک مرد اور عورت کے اطراف میں اور آزاد اور غلام کے اطراف میں اور دو غلاموں
کے اطراف میں بسبب تمہد ہونے مساوت کے انکی دیت اور قیمت کے اختلاف کی دلیل ہے اور اطراف تو مانند ہواں کے ہیں یعنی جب اطراف انسانی غیر نر ہوں
کے ہوں تو مساوت ضرور ہوگی حالانکہ مرد اور عورت کی دیت میں اور غلام اور آزاد کی دیت اور قیمت میں تفاوت ہے لہذا قصاص متعذر و غیر طاعت
ہذا ہوا مشہور لکن فی الواقعات لوقعت امرأۃ یدرجل کان لہ بقود لان لہا قصص سیونی بالکمال اذا فی صاحب الحق خلافت میں ہے و عید و لا میں عیدین ج اترہ
انقصتانی و اہل جندی میں لیا ہوں یہ یعنی مرد اور عورت اور آزاد اور غلام اور دو غلاموں کے اطراف میں قصاص کا سنو یا بھی نہ ہو مشہور ہے لیکن واقعہ میں ہے کہ
کہ اگر عورت مرد کا ہاتھ کاٹے تو مرد کو قصاص لینا جائز ہے سو سٹے کہ استیفاء ناقص کامل کی عوض ہو سکتا ہے جبکہ صاحب حق ناقص پر کٹھا کرے اور مرد
ہو جائے تو اس طرح کچھ فرق نہیں آزاد اور غلام کے درمیان اور نہ دو غلاموں کے اندر یعنی جبکہ آزاد غلام سے بدلہ لینے پر آزاد عید اعلیٰ کا مالک عید ادنیٰ
سے بدلہ لینے پر رضی ہو جائے اور اس قول کو قستانی اور جندی نے ثابت رکھا ہے جم شارح نے بلفظ مشہور نہا کہ دیا کہ قول ابو یوسف مشہور معتد ہے

زیر قول و طاعت المسلم و الکافر فی التماسی فی الاشرار و اطاعت المسلم و الکافر فی البرین خوباکی مساوات کے سبب سے کم کا فر سے ذی ارادہ کی کار
 حری اور تسان کندی الخطا دی و قال لثامی کل من قتل بقطع به و من لا ظلم و ادم شافعی نے کہا کہ جو شخص قتل کیا جائے جس کے بدلے اس کا عضو بھی قطع
 کیا جائے اس کے بدلے اور جو قتل نہیں ہوتا اس کا عضو بھی قطع نہیں ہوتا یعنی ایک نزدیک مسلم کا قتل نہیں ذمی کے بدلے تو اس کے عضو کا بھی قلع نہیں ہے
 عضو کے بدلے و لاتی قطع یدین نصف ساعد و ساعد و نصف ساعد سے بدل کے کٹنے میں نصف ساعد سے بدل کے کٹنے یعنی رعایت مساوات نہیں ہوتی
 کسی پیشی کے احتمال سے حالاکہ قصاص عبارت ہے برائت اور سادات سے و لاتی جائفہ برت و قصاص نہیں اس جائفہ میں جو چنگا ہو گیا م جائفہ وہ زخم
 جو اندر پٹ تک پہنچ گیا سینہ کی طرف سے یا پیٹ پر یا پٹ کی طرف سے نو گردن و در حلق و در مخرج و در باؤن میں جائفہ نہیں ہوتا لیکن فوطن و مخرج جائفہ ہوتا ہے
 کذا فی الخطا وی عن شرح لفظ در ی فان لم تزد ان سائر یقتضی و الا یقتضی البر و الا سیرا یہ اس کا ہر اگر زخم جائفہ چکا نہ ہوا سو اگر ساری ہو گیا یعنی زخم کے
 صدر سے زخمی ہو گیا تو جرح سے قصاص لیا جاوے گا اور اگر نہ تو صحت یا موت کا انتظار کرنا چاہیے کہ صرح ابن کمال و لسان ذکر دلوں صلیما پر یقینی شرح ہوتا
 و اگر لم یضمت لانیض من یضبط قلت لکن جرم قاضی خان بزم و قصاص و جلع فی محیط قول الامام و ضمتہ قال ابو یوسف ان قطع ذکرہ من صلیما و ان قطعہ
 منہ اولہ معلوم و آخرہ فی اشر بنی لایضبط و در قصاص نہیں زبان و ناس کے قطع میں اگرچہ دونوں جرح سے قطع ہو گئے ہوں اس قول پر فتویٰ ہے کہ ذی شرح ابوبہ
 اور ہی کو ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اس واسطے کہ نازہ بنتا اور چلیا ہو یعنی تو قطع میں کسی پیشی میں نہیں کہتا ہوں لیکن قاضی خان نے زخم قصاص پر
 لیا جاوے اس واسطے کہ قطع کی حد معلوم اور تعین ہے اشر بنی لایضبط میں اس کو ثابت رکھا ہے تو اس قتل کو یاد رکھنا چاہیے فتادی قاضی خان میں ہے کہ ذکر کے
 قطع میں عمدہ آخر سے قصاص ہے اور اگر اسکو وسط سے قطع کیا تو قصاص نہیں اور قطع زبان میں قصاص نہیں آتی اور ہر ایہ وغیرہ میں صرح ہے کہ قطع اصل ذکر سے قصا
 و جب ہرنا ابو یوسف کا قول ہے تو معلوم ہوا کہ قاضی خان میں ابو یوسف کا قول مذکور ہو نہ نام کا اور عالمگیری میں نہیں ہے سے منقول ہے کہ بعض ذکر کے قطع میں قصاص
 نہیں اور اگر تمام ذکر قطع ہو تو اصل یعنی انام محمد کی بسو میں ذکر یوں ہے کہ نہیں قصاص نہیں اور ابو یوسف سے روایت یوں ہے کہ نہیں قصاص ہے مصنف میں ہے کہ
 ظاہر روایت صحیح ہے نہ ہی و ہد علم الا ان لقیح کل اشفہ فیقتضی و بعضہا لا کرہ کہ بالکل سبب ہی قطع ہو جائے تو اس کا قصاص لیا جاوے گا اور اگر تمام میں
 بلکہ بعض قطع ہوئی تو قصاص نہیں م اس واسطے کہ کل شفعہ کی حد قطع معلوم ہے بعض کی سببی الا قطع بعض لسان و قطع بعض زبان کا حکم آگے مذکور ہو گا و
 یجب لقصاص فی اشفہ ان اشفہا یا لقطع لاسکان لہما لہ و الا یقتضی لایضبط محلی و جو ہرہ و قصاص واجب ہے ہر زخم میں کہ قطع قطع کے
 سبب سے لب کو نہایت تکلیف ہو جائے یا یعنی رائے کا نا کچھ باقی نہ رہا و جو قصاص نہ ملت کے ممکن ہونے کی وجہ سے اور اگر لب کو رائے نہیں کاتا تو قصاص نہ
 لیا جاوے گا کذا فی المحنی و جو ہرہ یعنی قصاص ہو گا عدم نہ ملت کے احتمال سے و فی لسان خرس و مبی لایضبط حکومت عدل و روئے اور غیر غیر حکم قطع زبان میں حکومت
 عدل ہے م حکومت عدل کی تفسیر کتاب لیدیات میں معلوم ہوئی کہ عیدار اور عیب کی قیمت ٹھہرائی جائے تو جعفر ردونون قیمتوں میں تفاوت ہو وہ دیت بھی
 حکومت عدل ہے و ان کان اقطع شل او ناقص الاطراف او کان راس الشان اکبر من الشجون غیر المحنی علیہ میں لہود و اضر الاشر
 و علی ہذا فی اس و سائر الاطراف التي تقاد و ان کان طرف انما یقطع علیہ من اشد لایضبط و الاشر کا مالا اور اگر قاطع لایضبط یا ناقص
 الاطراف ہو یا سر کے زخمی کرنے و اسے کا سرٹا جو اس کے سر سے جسے سر کوٹنے زخمی کیا ہو تو زخمی ہو گا قصاص لینے اور دیت کے لینے میں و علی
 ہذا القیاس و نہایت اور باقی ان اطراف میں چکا قصاص بننا واجب ہے جو جبکہ عضو ضارب اور قاطع کا عیب دار ہو تو مفرد و مطلق عیب دار
 عضو کے قصاص لینے اور دیت کا لینے میں مختار ہے چاہے بدلہ میں عضو عیب دار کٹا دے چاہے پورا خون نہ لائے م اختیار اس واسطے دیا گیا کہ

رتبہ الی ان یحقن کما نقضہ لعنف عن کجہرہ اور اگر غلام نے قتل خطایا مال کا اقرار کیا تو اسکا اقرار اس کے مالک پر نافذ نہ ہوگا بلکہ اسکی گردن پر رہے گا اور اگر
 ہونے تک یعنی آزاد ہونے کے بعد اس پر دیت دینا لازم ہوگا چنانچہ معصیت نے جو ہر دے نقل کیا ہے قال وظاہر کلام الزلیعی بطلان اقرارہ باختیار
 یعنی لانی حقہ ولانی حق سیدہ ونحوہ فی احکام بعیدہ من الاشباہ معلما بان وجوبہ الدفع اولہ اور اتنی قتالہ معصیت نے کہا اور زلیعی کا ظاہر
 کلام دلالت کرتا ہے کہ غلام کا اقرار قتل خطا کا اصلا باطل ہے یعنی نہ غلام کے حق میں صحیح ہے نہ اس کے مالک کے حق میں اور اسی کے مانند اشتباہ کے
 احکام بعیدہ میں مذکور زلیعی نے ابطال اقرار ثابت کیا ہے یونہی تعلیل بیان کر کے کہ اس اقرار کا موجب دفع غلام ہے یا دفع دینا اتنی قولی لعنف ہو
 حسین مائل کرم شارح نے بلفظ مائل اشارہ کیا کہ یہ تعلیل زلیعی کی جانب سے ہے نہ اشتباہ کی طرف سے اس واسطے کہ اشتباہ میں تعلیل ہی مذکور نہیں زلیعی
 کی پوری تقریر یوں ہے کہ اقرار غلام قتل خطا باطل ہے اس واسطے کہ موجب اسکا یا دفع ہے یا دفع مالک پر اور غلام پر کچھ وجہ نہیں تو اقرار مذکور صحیح
 نہ ہوگا خواہ غلام مجبور ہو یا نافذون فی التجارہ ہو اس واسطے کہ یہ اقرار باب تجارت سے نہیں تو باطل ہوگا کذا فی الموطا دی لکن علیہ التمسائی مانہ اقرار
 بالذیہ علی العاقلة اتنی فترہ اذ قد راجع العلماء علی عمل مقتضی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا تعقل احوال عبد ولا عمد ولا صلحا ولا عتر فا حقہ لواز اس
 بالقتل خطا لم یکن اقرارہ اقرار علی العاقلة اسی الا ان یصدقہ وکذا اقرارہ التمسائی فی احوال قنبہ لیکن التمسائی شارح نقایہ نے اسکی تعلیل یوں
 بیان کی ہے کہ قتل خطا کا اقرار کذا بیت علی العاقلة کا اقرار ہے سو اس کلام میں تبریر اور غور کر کے منظور فرمائیے کہ علمائے جماع کیا ہے اس حدیث کے
 مستفاد پر عمل کرنے کا کہ عواقل دیت غلام کے متحمل نہیں ہوتے اور نہ صلح اور نہ اقرار کے یہاں تک کہ اگر اقرار قتل خطا کا اقرار کرے تو یہ اقرار عاقلہ یعنی
 مدگار و تبرہ ہوگا یعنی اس صورت میں مدگار و تبرہ دیت ہے جبکہ وہ اقرار کی تصدیق کریں اور اسی مضمون کی تقریر کی ہے التمسائی مذکور نے کتاب العاقلین
 نو خبر دار ہوں غلام وی نے شارح کے اس ہتراض کا جواب دیا ہے جسکو اس کے دریافت کا شوق ہو وہ عبارت غلام وی کو جو اس ترجمہ کے حاشیہ پر رقم ہے
 ملاحظہ کرے رمی ولاحہ انقد السہم الی حرفا ما یقتضی الاول لانه عمد وللتانی الذیہ علی عاقلة لانه خطا ایک مرد کے عہد ائیر مارا سو اس کے بدین سے
 پار ہو کر دوسرے شخص کے جا لگا سو دونوں مرد کے واسطے قصاص لیا جاویگا ایسے کہ وہ قتل عید ہے اور دوسرے مرد کے واسطے دیت واجب
 ہوگی تا علی کے برابر دینا ایسے کہ وہ قتل خطا ہے ہر چند فعل واحد ہے لیکن تعدد اثر سے متعدد ہو گیا کذا فی الزلیعی وبحث جیمہ علیہ فقہما علی نفسہ فسقطت
 علی آخر فقہما علی نفسہ فوقت علی ثالث فلعنفہ ای الثالث لہما علی من الذیہ کذا اسکی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حنفیہ جماعہ فقال لا یمین الاول
 لان یمینہ لم یقر الثانی وکذا لک الیمین الثانی والثالث وکذا داما الاخیر فان السعۃ مع سقوطها فوراً من غیر مملۃ فعلی الارباع الذیہ لوزیر
 الہمالک والاسۃ فوراً الیمین انما علیہ انما فاستصوبہ جمیعاً وادھرہ من سابقہ منی الیہ عنہ میر فیہ وجمع التمسائی سانب کرڈ ایک شخص پر سو اسے
 اپنے اور بے شمار عید کا سود دوسرے شخص پر جا پڑا بعد دوسرے شخص نے اسکو اپنے اور بے شمار عید کے شخص پر جا پڑا تو تیسرے شخص پر سو اسے کاٹا اور وہ مر گیا
 تو کوئی شخص پر خون نہاد جب ہوگا اسکی سوال ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جماعت علماء مجتہدین کے روبرو سو امام نے فرمایا کہ اول شخص پر ضمان
 لازم نہ ہوگا اس واسطے کہ سانب نے دوسرے شخص کو مرنہ نہیں پہنچایا اور اسی طرح دوسرے تیسرے شخص ضمان نہ لے گا اگر تین آدمیوں سے زیادہ لوگ ہوں
 اخیر شخص سو اسکا یہ حال ہے کہ اگر اسکو سانب نے نہ لے کے ساتھ ہی بلا توقف کاٹا تو سانب کے ہٹانے والے شخص پر خون نہاد جائیو اس کے دائرہ کو اس
 وجہ سے اور اگر سانب نے فوراً یمین کاٹا یا تیسری نظر کر کاٹا تو تیسرے شخص ضمان دیت کا لازم نہیں آویگا پھر سب مالمون نے خشک ضمان دینے کا اقرار کیا
 اور یہ مسئلہ بھی خیالہ مناقبہ امام کے ہر مری اہل حدیث کذا فی التمسائی میر فیہ وجمع التمسائی م فوراً کاٹنے سے واقع سبب ٹھمر موت کا کذا فی خون نہاد جب ہوا اور اگر
 ملتے کاٹا تو دفع سبب نہ تھا قال لعنف ویند ان فیصل استیابی حاذیہ التمسائی ای ان علیا عفوہ دفع علی آخر فاعفاه علی الثانی والثانی علی الثالث

اور بعد اعلیٰ مصنف نے شرح میں کہا کہ موجب ایسی تفصیل کے میں نے جواب دیا تھا جس میں جو فتویٰ طلب ہوا تھا وہ یہ کہ گناہ گزہ ایک شخص پر گھر پر
 آئے دوسرے شخص پر ڈالا اور دوسرے نے تیسرے پر ڈالا اور اس علم یعنی واقعہ خبر پر دیت لازم ہوگی اگر اس کے فوراً کاٹے سے مرگیا اور اگر ٹھکرائے گا تو تیسرے
 بھی دیت نہیں فروغ سائل لمحۂ شام کے اقلی حیات و عقربانی طریق غلغلتہ رجا ضمن الاذات کو قتل غم لغتہ ایک شخص نے سانپ یا بھجور اور مین ڈالا
 سو اس نے ایک مرد کو کاٹا یعنی وہ مر گیا تو ڈالنے والے پر دیت لازم ہوگی مگر جبکہ سانپ ڈالنے کی جگہ سے بیٹھا ہر جگہ سے کاٹا تو تیسرے کو نشان لازم ہوگا مگر
 طحاوی نے کہا کہ مسئلہ ساقہ کا مقتضائے جواب امام یہ ہے کہ اگر فوراً کاٹا تو ضمان ہو اور اگر ڈالنے کے بعد ایک ساعت تک کھڑا کیا گیا تو ضمان نہیں دے بیعتی
 طریق عشرہ سالانہ مات و سرایت فدیۃ علی رب اسیت و قیمتہ علی العاثر ایک شخص نے تلوار المدی راہ میں دو ایک آدمی تلوار سے ٹھوکر کھا کر گریا اور چلا گیا
 اور تلوار ٹوٹ گئی اس کے گرنے سے تو اس کا خون تلوار کے مالک پر ہوا اور تلوار کی قیمت گرنے والے پر ہے تو لفظ حسیر و مفریٰ فتح وغیرہ فہات ان شہدائے
 ولالا دقالت فی البدائع لاضمان لان الاثماد انما یكون فی الجوانب تاجیہ ماروہیل چھوڑا چراگاہ میں سو اس نے دوسرے کے پل کے سینک
 مارا سو وہ مر گیا اگر کا و مقتول کے مالک نے اس پر ایشاد کیا ہو یعنی لوگوں کو اس کی شناخت کرنی پر گواہ کر دیا ہو تو قاتل کے مالک پر ضمان لازم ہوگا اور
 یہ دون اثماد کہتا ہوں جن میں اور بدائع میں کہا کہ سلفاً نادان میں ہو اس کے اثماد تو ہوتا ہے دیوار میں نہ جانور میں نہ انسانی اسرار جیہ و علم انداز شترک
 قاتل احمد مع من لا یجب علیہ القود کا جینی شراک الالب فی قتل انہ و کا جینی شراک الزوج فی قتل زوجتہ و انہما ذکر اولہ و کما مدح سٹ
 و عاقل مع جنون و بائع مع صغیر و شراک جیتہ و سب کما فی الجانیۃ فلا قود علی احدہما اسی لاقصاص علی واحدہما انما ذکر اولہ یہ معلوم کر کہ جب
 شراک ہو قاتل عمد اس شخص کے ساتھ جبر قصاص و جب نہیں چنانچہ جینی شراک ہو گیا باپ کا اس کے زہد کے قتل کرنے میں اور جب بیگانہ شراک
 ہو گیا زوج کا اس کی اسی زوجہ کے قتل میں جس کے پیسے زوج کا لودکا موجود ہے اور جیسے قاتل عمد قاتل محلی کے ساتھ اور عاقل جنون کے ساتھ اور
 قاتل بائع قاتل صغیر کے ساتھ اور سانپ اور زہد کے ساتھ تو دونوں میں سے ایک پر قصاص نہیں یعنی سب صورتوں میں اگر وہ میں کسی پر قصاص نہیں م
 پہلی صورت میں جب باپ سے قصاص ساقہ ہو تو اس کے ساتھ سے بھی ساقہ ہو گیا اور دوسری صورت میں زوج سے اس کے ساتھ سے قصاص ساقہ ہو کہ
 زوجہ کا وارث و زہد ہو سو زہد اپنے باپ سے قصاص نہیں لے سکتا پھر جب اس پر واجب ہوا تو اسی طرح اس کے شراک پر بھی واجب ہوا غلط و جی نے کہا
 لیکن جینی کی شرکت میں باپ یا زوج کے ساتھ دیت جب ہوگی دونوں کے خاص مالی میں ایسے کہ دونوں قاتل عام ہیں اور عمد محلی کی شرکت میں نصف
 دیت عام پر ہے اور نصف باقی محلی کے برابر دونوں پر اسی طرح عاقل پر نصف دیت ہے اور باقی جنون کے برابر دونوں پر اور بائع پر نصف دیت ہے اور باقی صغیر کے
 برابر دونوں پر اور سانپ اور زہد کے ساتھ دیت ہے اور باقی دیت ساقہ پر دخل رجل عتیہ ذری رجلا مع امراتہ او جاریۃ فقتلہم حل
 ذلک ولا قصاص علیہم اسقاط من نسخ اثنین ثابت فی نسخ اشرع معرب الفج الوہابیۃ و فقہاء فی باب اغتریر ذل ہو اپنے گھر میں سو ایک مرد کو
 اپنی زوجہ یا اپنی لونڈی کے ساتھ سو اس کو اسے مار ڈالا تو اس کو قتل کرنا حلال ہے اور اس پر قصاص نہیں شام نے کہا یہ مسئلہ میں کے نسخ سے ساقہ اور نصف
 کی شرح کے نسخ میں ثابت ہے مگر بشرط و بہانہ اور ہم نے اس کی تحقیق بیان کی ہے تفریک باب میں ملت قتل میں ظاہر اقصان شرط نہیں ہو اس کے کہ ابن
 وہبان نے علت یہ بیان کی ہے کہ قتل بیان باب حدود سے نہیں بلکہ نہیں جن اس کے باب سے ہے اور اسی طرح بزاز نے مطلق رکھا ہے اور دوسری نے کہا کہ
 اقصان شرط قتل ہے چنانچہ قاضی خان نے اس کو مصرح بیان کیا ہے تو قناوی صغریٰ کا اطلاق لائق التفات کے نہیں ہوا ہو اس کے کہ زامو جب
 قتل نہیں بیرون اقصان کے انتہی اور جوسی بن زہری سے منقول ہے کہ اصل یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کو زنا کرتے دیکھے تو اس کو قتل کرنا حلال ہے اور قتل سے
 باز رہتا ہے آدمی اس خوف سے کہ اس کو حاکم وغیرہ بچا جائیگا اس میں کہ اسے زنا کرنے دیکھا قتل کیا ہے تو بھی اور جہنم میں قتل سے منقول ہے کہ علت قتل اس سے ہے

[illegible]

استحسان کی وجہ سے اور یہی قول صحیح ہے کہ ان فی الظہن اسوئے کہ تیسرا بھائی دونوں غیر بھائیوں کے واسطے اس کی مقرر ہو گیا جس کا قاتل نے ذرا کیا ہے۔
 بیان ہر وجہ استحسان کا یعنی جب قاتل نے غیر بھائیوں کی تیسری بھائی کے واسطے قتل کا اقرار کیا اسوئے کہ قاتل کے گمان میں جب بھائی
 ساقط ہو گیا غیر بھائی کے دعوے مفوض تیسری بھائی کا حصہ منقلب ہوا ہو گیا ہے جب تیسری بھائی نے غیر بھائیوں کی تیسری بھائی کے گمان میں کہ تیسری بھائی کا
 حصہ منقلب ہوا ہو گیا تو اس کا مقرر ہوا جس کا قاتل مقرر کیا ان فی شرح الوفا علیہ طحاوی نے کہا نظیر اس کا وہ مسئلہ ہے کہ شکار زبردست اقرار کیا کہ میرے ادب خالو کے سود میں
 میرا خالو نے کہا کہ وہ درم میرے نہیں ہیں بلکہ مجھ کے ہیں تو یہ مال مجھ کے واسطے ثابت ہو گا اسی طرح جس حالت کا قاتل نے تیسری بھائی کو بھائی اقرار کیا وہ دونوں
 معایت کا مقرر کیا وہ ان شہدائے ضرعیہ کی طرح ظہر علی صاحب فراس حتی مات فی نفس لان التائب بالنیۃ کا ثبوت معایت ولا یصلح الا ان یقول انہ
 مات من جرأتہ برائۃ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسے اسکو زخمی کرنے والی چیز سے مارا سو وہ ہمیشہ بے برہنہ رہا یا یہاں تک کہ ہو گیا تو زخم کھانے والے
 سے قصاص لیا جاوے گا اسوئے کہ جو شہادت سے ثابت ہو دو اسکے مانند جو شہادہ سے ثابت ہو تو اسکی حاجت نہیں شاہد کو کہ یوں کہے کہ مقتول ہو گیا اسکے
 رحم سے کہ ان فی البرائۃ اسوئے کہ حکم ضمان ہونا سبب سابق کی طرف سے سبب تہم کی طرف سے اختلاف اقرار علی اقرار لبطیت لان القتل لا یتکبر اور
 احد ہوا قتلہ لعیما وقال الآخر لم اور بما ذاق قتلہ او شہد احد ہوا علی معایتہ القتل والاخر علی اقرار لبطیت لان القتل لا یتکبر اور
 اگر قتل کے دو شاہد اختلاف کریں زمان قتل یا مکان قتل میں یا قتل کے تھپتھپان میں مختلف ہوں یا ایک شاہد کہے کہ اسکو لاشی سے مارا اور دوسرے کہ میں نہیں
 جانتا ہوں کہ کس تھپتھپان سے مارا یا ایک شاہد شہادت قتل کی گواہی دے دوسرا شاہد قتل قاتل کے اقرار کی گواہی دے تو یہ شہادت باطل ہے اسوئے کہ قتل دہا
 نہیں ہو سکتا تو ان صورتوں میں قاتل پر دیت واجب ہوگی اسوئے کہ قتل عمد کی دیت مددگاروں پر نہیں ہوتی وکنہ متطل شہادہ کو کھل لیا جاوے
 فی کل واحد ہما یتحققان فی کذب احد لہر فیضین الاول وہی اور اسی طرح شہادت باطل ہوگی اگر شہادت کی تصابقتین کی ہر دو حد میں پوری ہو اسوئے
 کہ قاضی کو ایک فریق کا کاذب ہونا بالیقین ثابت ہو اور کسی فریق کو اسوئے اولویت اور ترجیح ثابت نہیں کہ ایک قبول ہو اور دوسری رد ہو ولو کمال حد نہیں
 دونوں الاخر قتل الکامل منہما عدم لہما فیض در اگر ایک فریق میں تصابقت شہادت کی پوری ہو گئی نہ دوسری فریق میں تو تصابقت کمال مقبول ہوگی عدم مواضع کے
 سبب سے یعنی اگر شکار زمان قتل میں اختلاف ہو اور ایک طرف دو شاہد ہیں اور دوسری طرف ایک شاہد ہو تو دو شاہد ہر دونوں کی گواہی مقبول ہوگی ولو شہد اشتہار
 قال لا جملنا آلتہ تجب لہ فی مالہ فی ثلث سنین شہر بلائہ استحسانا محلا علی الاولی واولیۃ دکان فی مالہ لان الاول فی الفعل لہما اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی
 کسی کے قتل کی اور انھوں نے کہا کہ اسکو قتل کیا ہے تھپتھپان میں تو قاتل کے مال میں دیت واجب ہوگی تین سال کے اندر کہ ان فی اثر بلائہ بدلیل استحسان کثیر مجمل کر کے
 سبب سے اور مہجرات قتل میں کثر تو دیت ہے اور دیت قاتل کے مال میں جب ہوگی اسوئے کہ فعل میں قاتل کا عمدہ اگر کامل ہے نہ خطا قیاس یہاں تک کہ شہادت
 مقبول نہ ہو تو سبب جہالت قتل کے تھپتھپان کے مجمل ہونے سے بلکہ دلیل استحسان و زمان موجب قتل مجمل کیا اور شاہد ہر دو کا انکار جہالت قتل مجمل ہوا بلکہ اگر دو گواہوں
 باصنا حسن ثمن کے کہ انھوں نے عقوبت لیا ہے جو شرعاً مستحب ہو کوشش کی اور ان کو قتل واحد ہوا ان فی الظہن انہ قتلہ قال اولی قتلہا جہالتہما عملا باقرار ہما
 اور اگر دو مردوں میں سے ہر دونوں نے ذرا کیا کہ میں نے اسکو قتل کیا اور مقتول کے وارث نے کہا کہ ہم دونوں نے اسکو قتل کیا ہے تو وارث کو دونوں کا قتل کرنا جائز ہے
 ان کے اقرار عمل کرنے کے سبب سے ولو کان کان الاقرار اسکو بجا نہ شہادہ لغت شہادہ ان لان التکیف یبقی فوسق لہما ہر مثل شہادتہما فاسق
 المقر لا یصلح الاقرار اور اگر مسئلہ سابقہ میں بجائے اقرار کے شہادت ہو تو دونوں گواہان لغو ہو جائیں گے اسوئے کہ باہم گواہوں کی تکیف فاسق کہنا ہے
 گواہوں کا اور گواہ کا فاسق ہونا اسکی گواہی کو باطل کرنا ہے لیکن مقرر کافس اسکے اقرار کو باطل نہیں کرتا یعنی اسوئے کہ سابقہ میں اقرار لغو نہ تھا اور ولو قاتل
 فی صورتہ الاقرار سابقہ بعد قما لیس لہ ان یقتل واحد نہما لان فی سابقہ بانقر کل قبلہ وندہ اقرار بان الاقرم لیتکمل خلاف قودہ قتلہا لاند وحو سے

اقتل بلا تصدیق قبضہ یا قرار ہوا زلیلی اور اگر وارث مقتول نے اقرار کی صورت سلیقہ میں کیا کہ تم دونوں مادی ہوا وارث قتل میں خود اقرار کو دونوں غرض میں سے
ایک مقرر کا بھی قتل کرنا جائز نہیں ہو سکتے کہ وارث کی تصدیق ہر شرکے متوافق کرنے کی اقرار ہو سکا کہ دوسرے نے اسکو قتل نہیں کیا یعنی تو حقیقت دونوں کا ایک
شہرہ خلافت اس قول کے جو وارث نے کہا تھا کہ تم دونوں نے اسکو قتل کیا ہے اسو اسے کہ دو قول قتل کا دعویٰ ہر دون تصدیق کے تو اس صورت میں وارث دونوں کو قتل
کرنا جائز ہے اقرار کے سبب سے کذا فی الزلیلی ولو اقرار بل بانه قتلہ وقامت البینۃ وقال الولی قتلہ کما تھا کان لہ لولی قتل المقتول دون المشہود
لان فیہ تکذیب یا یسفس موجب کما اور اگر ایک مرد نے اقرار کیا کہ میں نے مقتول کو مارا ہے اور گواہ قائم ہو سے اسپر کہ دوسرے شخص نے اسکو قتل کیا ہے اور وارث
کہا کہ مقرر اور مشہود علیہ دونوں نے اسکو قتل کیا تو وارث کو مقرر کا قتل کرنا جائز ہے نہ مشہود علیہ کا اسو اسے کہ میں بعض موجب شہود کی تکذیب ہے چنانچہ غریب
گنہ گیارہم موجب شہود ہے انفرادی یعنی شہادت اسپر قائم ہوئی ہے کہ غیر مقرر دوسرے شخص نے اسکو قتل کیا ہے اور وارث قتل بلا اشتراک کا قائل ہے تو تکذیب
شہادین کی پہلی انفرادی میں از تکذیب نفسیق ہے چنانچہ بدین کی اذنیق بطل شہادت ہے ولو قال الولی لاحد المقرین صدقت انت قتلہ وحدک کان
لہ قتلہ تصادقاً علی وجوب اقتل علیہ ودرہ اور اگر وارث نے دوا قرار کرنے والوں میں سے ایک اقرار کرنے والے سے کہا کہ تو سچا ہے تو ہی نے اسکو قتل کیا ہے
تو وارث کو اس مقرر کا قتل کرنا جائز ہے اسو اسے کہ فقط مقرر مذکور کے قتل واجب ہونے پر وارث اور مقرر دونوں نے اتفاق کیا ہے باجم کے تصادق سے کہا لو قال
ذلک لاحد المشہود علیہ کان لہ قتلہ لعدم تکذیب مشہود علیہ ودرہ تکذیب الآخرین چنانچہ اگر دلی نے اسی طرح دو میں سے ایک مشہود علیہ سے کہا تو وارث
کو اس مشہود علیہ کا قتل کرنا جائز ہے اسو اسے کہ اسے مشہود علیہ کے گواہوں کی تکذیب نہیں کی اسنے تو اور گواہوں کی تکذیب کی کذا علم اخطائی کی ماکر
ذکرہ الزلیلی اور اسی طرح یعنی قتل عمد کے مانند قتل خطا کا حکم ہے ہر ایک اور مقرر میں ایسا ذکر کیا ہے زلیلی نے لیکن عدین قتل واجب ہوا تھا اور خطا میں دیت
واجب ہوگی شہد اعلیٰ برجل قبضہ خطا و حکم بالذی علیہ لایحاطہ فجا المشہود قبضہ حیض من العاقلۃ الولی بقیضۃ الدیۃ بلائی اور مشہود ورجو
ای مشہود علیہ علی الولی التکلیف المضمون الذی فی ید الولی دو گواہوں نے ایک مرد کے قتل خطا پر گواہی دی اور دیت دینے کا قائل کے مددگاروں پر حکم
ہو گیا پھر جبکہ مقتول ہونے کی گواہی دی گئی تھی زندہ آیا تو قائل کے مددگار مقتول مفروض کے وارث سے دیت کا نادان میں اسو اسے کہ وارث نے ناقص دیت
لی یا گواہوں سے نادان میں اور گواہ وارث سے بحر میں اسو اسے کہ گواہ مالک ہو گئے دیت دے کر اس مال مضمون کے جو وارث کے ماتر میں و الشہادۃ علی مالک
التعمد فی ہذا حکم کا خطا کا فاد جاز یا خیر الزیۃ بین العینین الولی الدیۃ او مشہود الان فی الرجوع خلا رجوع المشہود علی الولی لایم وجوہ التعمد ورجوع مال
دفاع لایرجو ان کا خطا اور اس حکم میں قتل عمد پر گواہی قتل خطا کی گواہی کے مانند ہے پھر جبکہ مقتول مفروض زندہ آوے گا تو قتل عمد کے مشہود علیہ کے وارث
غنا رہیں اس میں کہ مقتول مفروض کے وارث سے دیت کا ضمان میں یا گواہوں سے نادان میں مگر رجوع میں عمد اور خطا برابر نہیں تو مقتول مفروض کے وارث
سے گواہوں کو دیت کا پھر لینا جائز نہیں اسلئے کہ گواہوں نے وارث مذکور کے لیے قصاص لینا واجب کر دیا تھا اور حالانکہ قصاص مال نہیں اور صاحبین نے
کہا کہ گواہ وارث سے دیت پھر لینے قتل خطا کے مانند مقتول مفروض کے وارث کو دیت لینا جائز ہوا نہ قصاص اسو اسے کہ حاکم کے حکم سے شہدہ واقع ہو گیا
اور شہدہ قصاص کا سقوط ہے کذا فی الخطادی ولو شہد اعلیٰ اقرارہ اقرار القاتل بالخطا و عدم جاز یا خیر او شہد اعلیٰ شہادۃ غیر جاتی
اخطا و دفعی بالذی علیہ لایحاطہ تم جاز یا خیر فیما اذ لم یلزم کہ بجائی شہادۃ وضمن الولی الدیۃ فی الصورین للعاقلۃ او لکثرۃ اخر ما سیم ضرر فی
اور اگر دو گواہوں نے قتل عمد یا قتل خطا کے قائل کے اقرار پر گواہی دی پھر مقتول مفروض زندہ آیا یا گواہوں نے اور شہادین کی شہادت پر گواہی دی
قتل خطا میں اور قائل کے مددگاروں پر دیت دینے کا حکم دیا یعنی خطا میں اور قصاص کا حکم دیا قتل عمد میں کذا فی الخطادی پھر رجوع زندہ آیا تو گواہوں
پر نادان میں اسو اسے کہ گواہی میں اسکا جوت ظاہر نہیں ہو اور مقتول مفروض کا وارث دونوں صورتوں میں قاتل کے مددگاروں کو دیت کا

ترجمہ اردو دفترا علیہ السلام

ضمان دے اس واسطے کہ ظاہر ہو گیا اسکے زندہ ہونے سے کہ اس کے وارث نے مر کا روک دیا مگر خیر ہالیا و لم یجتر حالۃ الرمی فی حق کل ذی ضمان لا الوصول
اور ضمان ہونے اور ضمان کی لازم ہونے میں تیر اندازی کی حالت میں معتبر ہونے کی حالت میں اس واسطے کہ وہ ضمان فعل کے سبب ہو یا نہ ہو یعنی تیر مارنا
اس واسطے کہ تیر کا مارنا ہی تو انسان کے تحت قدرت میں ہے تیر کا لگ جانا کیونکہ تیر چھوڑنے کے بعد آدمی کا اصلاً اختیار باقی نہیں رہتا تو تیر انداز قاتل ٹھہرے گا
تیر اندازی کی حالت سے فقط کذا فی الخطا دی و حیث فیجب الدیۃ فی مالہ سقط القود للثبوت برؤی الرمی فی حق کل ذی ضمان لا الوصول و قال لا یشی علیہ و جبکہ تیر اندازی کی
حالت فقط معتبر ہوئی تو دیت واجب ہوگی تیر انداز کے مال میں اور قصاص ساقط ہوگا بسبب یہ کہ اس شخص کے تیر ہوجانے سے جو تیر لگنے سے پہلے تیر ہو گیا اور
صاحب لگنے کے لکھا کہ تیر انداز پر دینا اور قصاص کی لازم نہیں جم صورت اس کی یہ کہ شکار زید نے خالد کی طرف تیر چھینکا اور تیر اندازی کے وقت خالد مسلمان تھا لیکن
تیر لگنے سے پہلے وہ تیر ہو گیا تو امام کے نزدیک زید پر دیت اس کی واجب ہوگی اس واسطے کہ تیر اندازی کا وقت معتبر ہے نہ وصول کا اور تیر اندازی کے حال میں وہ مسلمان
محموظ الدم تھا اور صاحبین کی دلیل یہ کہ تلف واقع ہوا اس محل میں جہاں عصمت نہیں اور اطلاق غیر معصوم سے کچھ لازم نہیں آتا و لا یجب دیت لہذا یہی اسباب اسلام
مالا جامع اور دیت حرمی الیہ کی اس کے مسلمان ہوجانے سے باتفاق امام اور صاحبین کے واجب نہیں جم یعنی کا ذی طرف تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ سلام لایا تو اس کی
دیت واجب نہیں اس واسطے کہ تیر اندازی کی حالت کا اعتبار ہے اور اس حالت میں اس کا خون سبیل تھا نہ معصوم و یجب لقیۃ بمعقۃ بعد الرمی قبل الاصابۃ اور قیت واجب
ہوگی غلام کے آزاد ہوجانے سے بعد تیر مارنے قبل از وصول کیے یعنی تیر مارنے کے وقت غلام تھا پھر وہ آزاد ہو گیا تیر لگنے سے پہلے تو تیر انداز پر غلام کی قیت دینا
واجب ہوگی نہ خوب ہمارا دکان اس واسطے کہ حالت تیر اندازی کا اعتبار ہے نہ تیر لگ جانے کا و یجب اجر علی محرم رمی صیداً فحل فوصل لا علی حلال رہا
فا حرم فوصل اور بدلا جب ہر اس حرم چنے حالت حرم میں شکاری کی طرف تیر چھوڑا پھر اسے احرام ترک کیا پھر اس کے بعد تیر شکار کو لگا اور اس غیر محرم پر بدلا وہ تیر
نے شکار کو تیر مارا پھر اسے احرام باندھا پھر شکار کو تیر لگا و لا یضمن من رمی مقصدا علیہ برجم فرج شادہ فوصل اور اس شخص پر ضمان لازم نہیں ہے جس شخص کو
تیر مارا جس کے شکار کرنے پر قاضی کا حکم ہو گیا پھر اس کی زنا کاری کا شادہ گواہی سے پھر گیا پھر اس کے بعد کو تیر لگا احرام ایک شاہد کے رجوع کو مصنف نے بیان کیا اس واسطے
کہ جارا گواہوں میں سے ایک کا بھی رجوع کرنا کو ٹال دیا ہے کذا فی الخطا دی و حل صید رہا مسلم فحجم فوصل اور طلال پر وہ شکار جس کو مسلمان نے تیر سے مارا
پھر مسلمان مجوسی ہو گیا بعد اسکے تیر شکار کو لگا لایکل مارا مجوسی فاسلم فوصل لماعرفت ان المستبر حالۃ الرمی طلال نہیں وہ شکار جس کی طرف مجوسی نے تیر
چھینکا پھر مجوسی مسلمان ہو گیا بعد اسکے تیر شکار کو لگا اس واسطے کہ تو معام کر چکا ہے کہ تیر اندازی کی حالت معتبر ہے نہ تیر لگنے کی ہم یہ دلیل ہے جمع مسائل سابقہ کی
نفرۃ مسائل حیرت انگیز ہیں بطور پہلی کے اسی جان لو مات مجنیۃ علیہ نصف الدیۃ ولو عاش فالدیۃ فحل ختان قطع حشفۃ باذن ابہ کون جنایت گری اگر
جنایت کردہ رجوع سے تو اس پر نصف دیت ہے اور اگر زندہ رہے تو پوری دیت ہے تو اس کا جواب دے کہ وہ ختنہ کرنے والا ہے جسے صنیر کی پاری قطع کر ڈالی اسکے
باپ کی اجازت سے یعنی باپ نے ختنہ کرنے کی اجازت دے سو اسے خطا سے پاری قطع کر ڈالی یہ مسئلہ چند بارندہ ہو چکا ہے اسی انسان قطع از یجب
نصف الدیۃ و قطع راسہ نصف عشر ما فعل خنین خرج راسہ فقتلہ فغیہ اخرۃ کون آدمی ہر جس کے کان کاٹنے سے نصف دیت واجب ہے اور اسکے سر کاٹنے
سے دیت کا میسواں حصہ واجب ہے تو جواب دے کہ یہ مسئلہ کا وہ بچہ جس کا فقط سر نکلا سو اس کو قطع کیا تو اس میں غرہ ہے یعنی پانسو دینار جم دیت سے ۱۰
دیت نہیں ہے اور نصف دیت پانسو دینار ہے اور اس کا میسواں حصہ ۵۰ دینار ہے قطع گوش میں نصف دیت اس وقت ہے جبکہ بچہ قطع کے بعد مرد نہ گئے نہ
زندہ کذا فی الخطا دی اسی شیء یجب بالافہ دیت و قتلہ فاسما فحل دیت الانسان شہادہ کون چیز جس کے تلف کرنے سے پوری دیت اور دیت کے تین یا پچیس
حصے واجب ہیں تو جواب دے کہ یہ دونوں کی دیت ہے کذا فی الاشباہ و کتاب الدیات میں فصل اولیگا و بعد علم و مستغفر اللہ تعالیٰ

یہ کتاب ہے اقسام دیت کے مسائل میں لکھنے کی شرح اسم جمال الذی ہو بدل النفس لاسم المفعول بمصدر لانه من المفعولات الشریعۃ دیت یعنی غور کیا
اصطلاح شرع میں اس مال کا نام ہے جو جان کا بدلہ لایا اور پینہ ہر کہ دیت مصدر ہے یعنی مفعول ہوا ہے کہ دیت مفعولات شریعہ سے ہے یعنی اطلاق دیت کا
مال پر حقیقت عرفی اور فقہ کے نزدیک لغت میں دیت مصدر ہے بائند مدت کے وزن اور قلیل میں یعنی نے کہا کہ آدمی یا موقوف آدمی کے عوض کا نام دیت ہے اور
مال کے عوض کا نام قیمت ہے اور الاش اسم لہو بہ فیما دون النفس ارش اس مال کا نام ہے جو سوا ہے جان کے عضو آدمی کے بدلے وہب ہم اور گاہے نفس کو بھی ارش
ہوتے ہیں لیکن جمال اکثری ہی جو شائع نے بیان کی دیت شیعہ احمدائے سن لایل ارباعا من ثبت محاض و بنت ہون دقتہ الی جذبۃ یا دخال الغایۃ اور
دیت شیعہ عندکی سوا و تینان ہیں چار قسم کی یعنی ۲۵ پوری کیسا اور تینان اور ۲۵ پوری دوسالہ اور ۲ پوری سہ سالہ اور ۲ پوری چار سالہ دیت شیعہ غلطہ
لا غیر اور ہی دیت غلطہ ہے نہ سوا ہے بلکہ ہم یعنی اس کے سوا چاندی سونے سے شیعہ عندکی دیت نہیں شریعہ لایا میں ہر کہ اگر اوٹوں کے سوا بھی اور چیز سے دیت
جائزہ ہوتی تو تعلیق کا فائدہ باقی نہ رہتا والدیہ فی الخطا اخماسا منها ومن ابن خضاض و قتل خطا کی دیت سوا دیت ہیں پنج قسم کے اقسام دیت
مذکورہ اور ابن خضاض ہم یعنی ۲۰ اوٹ تینان کیسا اور ۲۰ دوسالہ اور ۲۰ سہ سالہ اور ۲۰ چار سالہ اور ۲۰ اوٹ زبور سے کیساں کے اوٹ و تیار ہیں لایا
او عشرۃ آلف درہم بن الحرق یا دیت قتل خطا کی ہزار دینار ہیں ہونے کے یا دس ہزار درہم ہیں چاندی کے ہم قائل کو اختیار ہے فواد اوٹ دس فواد
خواہ درہم لیکن شیعہ عند میں اختیار نہیں ہے قائل اضافی ۱۷ آٹھ عشر الفا اور اہم شافعی ۷ نے کہا کہ بارہ ہزار درہم دیت ہے و قال انما ہون لہ قرا تا بقرة و من انعم لہا
و من کمل ما تاملہ کل طہ تو بان ارار دردا و ہر شمار اور صاحبین نے کہا دیت خطا کی شیعہ مذکورہ سے اور گاہے میل سے دوسو دیت ہے اور ہر ذکر سے دوزار کر بیان
اور اور دیت پوشیدہ سے دوسو جوڑے ہر جوڑے میں دو کپڑے تہ بند اور چاندی قول مختار ہے جوڑے کے انداز سے میں اور حضون نے کہا کہ بارہ سے زبانی میں جوڑا
قیمتیں اور سر اوہل ہے یعنی کرنا اور یا جامہ برمان میں ہے کہ قیمت ہر گاہے میل کی ۵ درہم ہیں اور ہی قدر ہر جوڑے کی قیمت اور ہر کمری کی قیمت ۵ درہم ہے
و کفار تھا اور خطار شیعہ احمد عتیق قن مو من فان حجر عہ صام شہرین ولا ولا طعام فہما اولم پر دہ نفس و لہا قدر تو قیضہ اور کفار قتل خطا
اور شیعہ عند کا مملوکی مسلمان کا آزاد کرنا ہر حجر اگر قائل آزاد کرنے سے عاجز ہو تو دوسو سے ۱ درہم روزہ رکھے اور ان دونوں کے کفارہ میں ۶۰ مساکین کا
کھانا دینا جائز نہیں اس واسطے کہ نفس قرآنی اس میں در نہیں ہے اور مقدمت مذکورہ توفیقی ہیں یعنی نفس شارح و اندازہ ثابت ہوتا ہے اس میں قیاس
مجہد کو مطلقا دخل نہیں و صحیح اعتناق رصیع احد ابو یوسف لائے مسلم بخالا یحییٰ اور صحیح ہے آزاد کرنا اس غلام شیر خوار کا جس کا باپ یا ماں مسلمان ہے اور
کہ وہ مسلمان ہے باپ یا ماں کا ساغر دے کر نہ بچہ غلٹی یعنی بچہ غلٹی کا آزاد کرنا کفارہ میں صحیح نہیں و دیت المرأة علی النصف من دیت الرجل
فی دیت انفس و ما دونہا و دے ذلک من علی رضی اللہ عنہ و قوفا و مرفوعا اور عورت کی دیت نصف نصف ہے ہر مرد کی دیت سے جان کی دیت
میں بھی اور جان کے سوا اعضا کی دیت میں بھی ہر مردی ہر علی رضی اللہ عنہ سے ہر دیت موقوف بھی اور مرفوع بھی م رویت موقوف سنن بیہقی میں ہے و عن
ابو ثیم لہی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عقل المرأة علی النصف من عقل الرجل فی النفس فیدا و نمام اور رویت مرفوع بھی بیہقی میں ہے
عن ثناء بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیت المرأة علی النصف من دیت الرجل کہ فی شرح اللہ یعنی والدہ می و لہا من و المسلم فی الدیت
سوا و خلافا للشافعی و صحیح فی الجوزہ انہ لادیت فی لہا من و ذرہ فی الشریعہ لایا لکن بالتسویۃ بزم فی الاختیار و صحیح الریعی اور کا مرفوع الاسلام اور مسلمان
یعنی جو کا ذرہ داری دار الاسلام میں آوے یا نہ لیکر اور مسلمان دیت میں برابر ہیں برخلاف شافعی کے اور جوہرہ میں اسکی تصحیح کی ہے کہ مسلمان میں دیت
نہیں ہے اور شریعہ لایا میں لکھنا ثابت ہے لکھنا لیکن اختیار میں ذمی اور مسلمان در مسلم کے برابر ہونے پر یقین کیا ہے اور ہی قول کو صحیح کہا ہے یعنی فی النفس
خبر المبتدأ و ہر قولہ لائی الدیت اور جان میں یعنی جان کے قتل خطا میں دیت ہے شائع نے کہا کہ فی النفس اور ہی طرح اسکی جس معنوںات خبر میں اسکی مبتدأ کی

یعنی دیت کی اولاد وراثتہ ذیل فی ارتبہ حکومت مدلی علی الصبح اور ناک میں اور ناک کے نرم مستحق میں اور ناک کی نوک قطع کر ڈالنے میں پوری دیت ہو
اور پھر ہونے کے لکھا کہ سنی کے قطع میں دیت نہیں حکومت عدل پر بنا بر قول صحیح کے ذالذکر و استنفہ اور لکھا تناسل اور سرزکر کے قطع کر ڈالنے میں پوری دیت
واجب ہر قطع زبان اور قطع بینی کی پوری دیت میں حدیث ثابت ہے اور باقی اعضا کا اپنے قیاس پر سو ما میں ہر کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ لسان کے اعضا میں
سے اگر عضو منہ پر تو نہیں کان دیت ہے اور اگر دو عضو میں تو دونوں کے قطع میں پوری دیت ہے اور ایک کے قطع میں نصف دیت ہے اور اگر چار عضو ہیں تو چاروں
کے قطع میں پوری دیت ہے اور ایک کے قطع میں چوتھائی دیت ہے اور اگر کوئی میں دس عضو ہیں چنانچہ ماخوذی دس انگلیاں تو سب کے قطع میں پوری دیت ہے
اور ایک کے قطع سے دسواں حصہ دیت کا واجب ہے کہ انی یعنی العقل و الشیخ و الذوق و البصر و اللسان ان شیخ نطق افادان فی لسان
الانوس حکومت مدلی جو ہر وہ ساقط میں نسخ شرح قنیہ اور ازالہ عقل اور سوٹھے اور کھٹے اور کھٹے میں اور قطع زبان میں دیت ہر دینہ طلیا قطع زبان ہونے کا
انفع ہو گیا ہوتا ہے کہ مصنف نے نسخ نطق کی شرط سے اشارہ کر دیا کہ گوئی کے زبان قطع کر ڈالنے میں دیت نہیں حکومت عدل پر کہ انی جو ہر وہ اور عبارت
مصنف کی شرح کے نسخ سے ساقط ہے تو اگر وہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب اعضا کی طبیعت علی وجہ الکمال فوت ہو جائے یا آدمی کا حسن جمال علی وجہ الکمال
زائل ہو جائے تو پوری دیت واجب ہوتی ہے مصنف اور جمال میں کمال کی قید اس واسطے لگائی کہ عضو ناقص کے فوت ہونے میں چنانچہ گوئی کے قطع زبان میں پوری
دیت واجب نہیں ایسے کہ طبیعت اور جمال علی وجہ الکمال فوت نہیں ہوا اور اسی طرح خصی اور زنا کے قطع کے تناسل میں اور نسل یا نذر اور لنگڑے پاؤں کے قطع میں
اور چشم کو اور زندان سیاہ میں نہ نقصان دیت ہے جو میں غور ہوا خطا میں بلکہ نہیں حکومت عدل پر ان الی شیبہ کے مصنف میں رویت ہے کہ اگر دینے دوسرے دے
سیر میں غیر مارا زنا نہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں تو اسکا نسخ اور زبان اور آتش تناسل جاتا رہا تو وہ حوت کے ساتھ قرب نہیں کر سکتا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے
چار رویتوں کا حکم کیا کہ انی یعنی او شیخ و اکثر الحروف و الاستلذذ علی حد و حد و اجاز الی ثانیہ اور عشر یا در و لسان شیبہ عشر تسبیحان نما ایضاً
الفاست یلزمہ دیکھا کہ فی شرح الوہبانیہ وغیرہ یا پوری دیت قطع زبان میں ہوتی ہے جبکہ قطع اکثر حروف کے ادا کرنے کا مانع ہوا اور اکثر حروف ادا ہوتے
ہوئے اور بعض نہ ادا ہوتے ہوں تو دیت کی قسمت ہوگی ایک کے ۸ حروف کے شمار پر یا قیاس زبان کے سولہ حروف پر دیت تقسیم ہوگی ان میں دونوں قولوں کی
تصحیح ثابت ہے سو جب قدر کہ دیت فوت ہو جائے دے دیت کو پہنچے گی مستدر حافی کو لازم ہوگی اور اگر چاہے بیان شرح وہبانیہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ نسخ اکثر حروف
پر کل دیت لازم ہوتا قول ضعیف ہے قول صحیح ہے کہ اگر نصف حروف کا نقصان ہو تو نصف دیت واجب ہے اور اگر ثلث یا ربع کا نقصان ہو تو ثلث یا ربع دیت
واجب ہے اور اصل میں یہ ہے کہ علی فرضی کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے کی ہرے زبان کاٹ ڈالی تھی سو اس شخص پر چارے گئے جو حوت اس سے نہ نکال بقدر
اس کے دیت کا حکم کیا کہ انی یعنی شرح الوہبانیہ بعد البدر زبان کے خاص سولہ حروف یہ ہیں شح و ذر و شس و ض و ظ و ل و ی کہ انی الخطاوی و کتبیہ حلقہ
قلم تہنیت اور اس دارحی میں جو مؤندہ کی گئی پھر اس کے بال نہ چے پوری دیت ہر م اس واسطے کہ از الیش سے مراد کمال علی الکمال جاتا رہا اور عورت کی دارحی
سودہ نے چن کر دیت نہیں اور مؤندہ نے سے مطلق از الہ در و یوکل منتہا خان مات فیما بری اور وجوب دیت میں سال عمر کی مدت مقرر ہوتی ہے پھر اگر وہ شخص سال میں
رہ گیا تو مؤندہ نے و لا دارحی کا بری لزمہ ہو گیا دیت کے نتیجے سے وہی نقصان نصف الدیہ و فیما دونہ حکومت عدل شارب و کتبیہ عبد فی الصبح اور دارحی مؤندہ نے میں
آزادی دیت اور دارحی سے کم مؤندہ نے میں حکومت عدل پر چھ مہینوں اور تمام کی دارحی مؤندہ نے میں حکومت عدل واجب ہے قول صحیح میں ولا شح فی کتبیہ کو چ علی ذقنہ
شعرات معدودہ و علی خدہ ایضاً و لکن غیر متصل فحکومت عدل و لا متصلاً فکالذیہ و در کچھ لازم نہیں اس کے لکھی ڈالنے مؤندہ نے میں جسکی عہدی پر گنتی کے چند بال
ہوں اور اگر اس کے رخسار میں پچھری بال ہوں لیکن متصل ہوں تو نہیں حکومت عدل پر اور اگر رخسار اور ذقن کے بال بمثل ہوں تو پوری دیت واجب ہے
و غیرہ اس کے لکے اسی اذاعتی و لم یثبت کہ از و عن علی رضی اللہ عنہ و عند الشافعی فیما حکومت عدل اور سو کے بالوں کا یہی حکم ہے یعنی جب کہ

ان کے ہاں پر چھین تو پوری دیت واجب ہے یہ حکم ہر مائے نفی رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی کے نزدیک
 اس میں حکومت عدل ہی و علم نہ لاقصاص رہا ہر مطلقاً و لایات قبل تمام ہستہ و ملت فلتائی علیہ شہر صدر و ساعد و ساق اور موطم کہ بالون میں مطلقاً
 قصاص نہیں اگرچہ خیانت عدل ہو اور اگر دہ نفس مرگیا سال پورے ہونے سے پہلے اور بالی نہ میں تو جانی پر کچھ لازم نہیں ہے سوائے تفریک کے کہ ان فی الخطا دی
 بیسے صدر و ساعد اور ساق کے بال مؤثر ڈالتے ہیں قصاص نہیں والعینین و الشفتین و کما جبین و الارطین و الاذنین و الاغشیتین و الشفتین
 و تدری المرءة و عظماء و الاغشیتین اذا استاصموا و الا حکومتہ عدل اور دونوں آنکھوں اور دونوں ہونٹوں اور دونوں بھونڈوں اور دونوں پائوں اور دونوں
 کانوں اور دونوں فوطوں اور دونوں کی دونوں چھاتروں اور چھاتروں کی دونوں گھنڈیوں میں اور دونوں چوڑوں میں پوری دیت واجب ہے بشرطیکہ چوڑوں کو
 بالکل قطع کر ڈالے اور اگر ٹوڑ قطع کیا تو نہیں حکومت عدل واجب ہے و کذا فرج المرأة من کما بین الدتہ و فی تدری الرجل حکومت عدل اور ہی طرح عورت کی
 شرنگاہ دونوں جانب سے قطع کرنے میں پوری دیت ہے اور مرد کی پستان کاٹنے میں دیت نہیں حکومت عدل ہے ہم قطع شرنگاہ عورت میں استیصال شرط ہے کہ پوری
 تک پہنچے اور نہیں تو حکومت عدل واجب ہے کہ ان فی الخطا دی و فی کل واحد من ہذہ الاشیاء المرءة و جتہ نصف الدتہ اور ان دہری خیرون میں سے
 ایک خیر کے قطع میں نصف دیت واجب ہے یعنی ایک آنکھ یا ایک ہونٹ یا ایک کان یا ایک فوطہ یا ایک پستان یا ایک گھنڈہ یا پستان
 کی یا ایک چوڑے کاٹنے میں نصف دیت ہے و فی اشعار العینین الاربعہ جمع شفرہ بضم شین و فتح حین و الہدب الدتہ اذا ظلموا و لم یثبت اور انکھ کے
 چاروں پلکوں میں سے بالوں میں پوری دیت ہے بشرطیکہ پلکوں کے بال جڑ سے اکٹڑیں اور چہرہ میں شارح نے کہا اشعار جمع ہے شفرہ کی بضم شین اور فتح حین
 جائزہ شفرہ جات ہے ہر پلک سے پلک کے بالوں میں اطلاق شفرہ کا پلک پر حقیقت ہے اور پلک کے بالوں پر مجاز ہے اور دونوں میں سے جو مرد پر یہ مطلب صحیح
 اس واسطے کہ پلکوں اور انکے بالوں میں پوری دیت ہے کیونکہ دونوں میں انکھ کی شفقت اور جمال علی کمال ہے و فی احد باربعہا اور ایک پلک میں جو خیالی
 دیت واجب ہے ہر انکھ میں پلک ہن ایک نیچے اور ایک اوپر تو دونوں آنکھوں میں چار پلک ہن و لو قطع جنون اشعار فادتہ واحدة لانما الشی واحد اور اگر قطع
 ہوں پلک انکے بالوں کے ساتھ تو ایک ہی دیت ہے اس واسطے کہ پلک اور انکے بال ایک خیر کے مانند ہیں شارح کو یوں کہنا واضح نہ تھا بخیر
 با شفاء کا کہ ان فی الخطا دی و فی جنن لاشعر علیہ حکومتہ عدل لکن المعتمد ان فی کل دتہ کاملہ جننا او شعرا اور اس پلک میں جس پر بال نہیں حکومت عدل ہے
 لیکن معتد قول ہے کہ ہر ایک میں پوری دیت ہے خواہ پلک ہو یا انکے بال موطا دی نے کہا غایۃ ایمان میں یوں ہے کہ جس پلک میں بال نہیں اس میں
 حکومت عدل جکو معلوم نہیں کہ سوائے شارح کے قول معتد نہ کر کہنے بیان کیا ہے اور ایک نسخہ میں بجائے شفرہ کے شفرہ بالعدا ہے و فی کل اصبع من
 اصابع الیدین و الرجلین عشر را اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پائوں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دیت کا مسدان ہمد واجب ہے یعنی ہر
 دینار یا ہزار درم یا دس انصم ابو اؤد و زسائی میں ابو موسیٰ شہر بنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انگلیاں برابر ہیں
 ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں انی یعنی دما فیہا منفاصل ففی احد ہا ثلث دتہ الا اصبع و نصفہا و نصف دتہ الا اصبع ففیہا مفصلان
 کا لاہام اور جس انگلی میں مفصل اور جو تین ہن تو ایک مفصل کے قطع میں انگلی کی تہائی دیت واجب ہے اور انگلی کی نصف دیت ہے اگر انگلی میں دو جوڑ
 ہن چنانچہ اگر تیس میں و فی کل سن یعنی سن الرجل از دتہ سن المرأة نصف دتہ اگر کل جوڑہ خمس من الابل او خمسہ دینار او خمسہ دتہ و راحم
 اور ہر دتہ میں پانچ اونٹ یا پچاس دینار یا پانچ سو درم دیت ہے شارح نے کہا دتہ سے مرد کا دتہ مراد ہے اس واسطے کہ عورت کے دتہ کی دتہ
 مرد کے دتہ کی دتہ سے ادھی ہے بقول علیہ انفعلو و السلام فی کل سن خمس من الابل یعنی نصف عشر دتہ اور اذا نصف عشر قیمتہ و عبد
 دتہ نہ کو زنا ت ہے اس حدیث کی دلیل ہے کہ ہر دتہ میں پانچ اونٹ ہیں یعنی اگر آزاد ہے تو اسکی دتہ کے دسوں حصہ کا نصف یعنی دیت کا

فی الخطا دی من الحیة لکن ظاہر المذہب وجوب اقتصاص قیام قبل الموضع ایضا ذکر محمد بن الامین و ابو الیاس در وجوبی دار بن المان و غیرہا لا مکان المسوا و
 بان سیر خور یا سببار قم تیخ حدیدہ بقدرہ فیقطع لیکن ظاہر مذہب وجوب اقتصاص و ان شجاع بن یحیی جو غصہ سے پہلے مذکور ہیں یعنی عارضہ اور دوا ہند اور
 دایمہ اور بائضہ اور تلامذہ و سحاق بن یزید کہ کیا ہر محمد بن حسن نے اصل یعنی بسو طامین اور ہی قول یعنی وجوب اقتصاص ماقبل ہر صدمہ کا صحیح تر ہے کہ انی الذر
 و الجبیتی دار بن المان و غیرہا اس واسطے کہ شجاع مذکور میں برابری کرنا ممکن ہے اس طرح ہر کہ زخون کا غصہ اور گھراؤ و انجان کیا جائے کہ امتحان سے
 خطا سلائی و ذیرہ سے بچا رہی چیز کیا ہے بقدر اسکے پھر اتنا قطع کیا جائے کافی میں ہر کہ ہی قول صحیح ہے بدیل ظاہر قرآن و ہر روح قصاص یعنی خون میں
 قصاص ہے اور ہتھار سادات کا ممکن ہے کہ انی یعنی دستہ بنی اسرائیلہ سحاق غلاتھا و اجماعا کما لا یؤدیما بعد کا کاہائمتہ و السقلۃ بالاجماع و
 عواہ لیلوہ فی حفظہ و شریعتا لیلہ بن سحاق کو مستثنیٰ کیا ہے تو انہیں بالاتفاق قصاص نہیں ہے مابعد مومنہ چنانچہ ہائمتہ اور متعلقہ بن بالاجماع قصاص نہیں
 اور شریعتا لیلہ نے یہ قول جو ہر ہر طرف نسبت کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے قال فی الجبیتی و لا یؤدی جلد راس و بدن و دم و عین و ہر چیز ہر ہی نے جبتی
 میں کہا اور قصاص نہیں ہر ہر بدن کی کھال میں اور زخار اور پیٹ اور پیچھے کے گوشت میں جم شاید کہ یہ قول غیر ظاہر اور دوا ہے یا جلد راس سے قطع سحاق حراد
 ہر عالمگیری میں محیطہ شری سے منقول ہے کہ جو جراحات چہرہ اور سر کے سوا بدن میں واقع ہیں انہیں حکومت عدل ہر جگہ ہر ہی محل جاسے یا قوت جاسے
 بشرط بقار اثر اور اگر جرح کا اثر باقی نہیں رہا تو شیخیں کے نزدیک انہیں کچھ نہیں اور محمد کے نزدیک ناقصوں صحت قیمت مصارف کی لازم ہے کہ انی
 و خطا دی و لا فی الحمتہ و ذکرہ و دوا دہ اور نہ قصاص ہر چنانچہ مارنے اور کی مارنے اور ضربید میں ہم عدم قصاص کو عدم تعزیر لازم نہیں دینی مسلح جلد الوہ
 کمال الدیہ اور چہرہ کی کھال اکھاڑنے میں پوری دیت ہر وہ فی کل اصابع الید الواحدہ نصف دیتہ و لومع الکف و نہ تیغ لاصابع اور ایک ہاتھ
 کی سب انگلیوں کی قطع میں نصف دیت ہے اگر چہ پانچوں انگلیاں تھیلی کے ساتھ کٹ گئی ہوں اس واسطے کہ ہر تھیلی انگلیوں کے تابع ہے ہر صم نصف دیتہ
 اونٹ یا ۵۰۰ دینار یا پانچزار درم ہر وضع نصف ساعد نصف دیتہ و حکومت عدل نصف اساعدا و کذا الساق اور ایک ہاتھ کے قطع اصابع میں
 ساعد کے ساتھ نصف دیت و جب ہر تھیلی کے سبب سے اور حکومت عدل و جب ہر نصف ساعد کے سبب سے اور ہی حکم ہر تھیلی کا یعنی اگر یا تو ان کی
 انگلیاں آدھی تھیلی کے ساتھ قطع ہوں تو کٹ پائے سبب سے نصف دیت ہے اور پٹائی کے سبب سے حکومت عدل ہر وہی قطع کھٹ و فیہا اصابع او
 عشر یا اوچھ سالت و شریعتا لیلہ بن سحاق کی تھیلی کے قطع میں جیسے ایک انگلی یا دو انگلیاں ہیں و سوان حصہ دیت کا یا پانچواں حصہ دیت کا و جب ہر شریعتا
 کہ یا نصف شریعتا لیلہ بن سحاق کی تھیلی میں و سوان حصہ ہر دو انگلیوں میں یا پانچواں حصہ و لا شئی فی الکف عند ابنی عقیقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کما لو کان
 فی الکف ثلث اصابع فانہ لا شئی فی الکف بالاجماع و لا کثر ظلم اکل او کچھ و جب نہیں قطع کھٹ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چنانچہ اگر
 کھٹ میں تین انگلیاں ہوں تو قطع کھٹ میں کچھ و جب نہیں بالاتفاق امام ابو حنیفہ کے واسطے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہر تھیلی جس طرح کھٹ
 میں کچھ و جب نہیں جبکہ پانچوں انگلیاں قطع ہوں تو اسی طرح تین انگلیوں کے قطع ہونے سے کھٹ کا بدلہ لاکچھ نہیں ہے اور یہ مراد نہیں کہ قطع کھٹ
 اصابع سے ہاتھ کی پوری دیت و جب ہر اس واسطے کہ تن میں مذکور ہو چکا کہ ہر انگلی میں و سوان حصہ دیت کا و جب ہر کذا فی الخطا دی دینی جو اہر
 الفتاویٰ ضربید راجل و بری الا نہ لا یصل یدہ الی فہا بقدر نقصان یوحض من جملة الدیہ ان نقصان السلطان قلنا الدیہ و کذا و آقرہ نصف اور
 جو اہر الفتاویٰ میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ کو مارا اور وہ چکا ہو گیا مگر یہ کہ اسکا ہاتھ گردن کے نیچے نہیں ہو چکا تو بقدر نقصان و سوان
 پوری دیت سے لیا جاوے گا اگر نقصان بقدر و ثلث کے ہو تو دیت کے دو ثلث واجب ہونگے اور اسی طرح ثلث اور ربع اور نصف کو قیاس
 کیا جائیگا اور نصف نے شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہے و نہیں کیا ہے و لوقیع فصلا من الامع ثلث الباقی و فی اصابع ثلث الکف لازم

نوت مفتح اگر نظر آتا ہو تو دیت پر ہر نام کی سبب سے اور زمین کو حکومت عدل پر کیا صرح ہے الاطیع تم الامل ان کہانہ تھی دعت علی حلیین بقائین حقیقہ
 فارش احد ہا لایع خود الاخر دیتی دعت علی محل و ایک تہمین فارش احد ہا میں القود پھر دیافت کرنا چاہیے کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب جنایت واقع ہو
 دو مکان میں جو فی تحقیقت جدا گانہ ہیں چنانچہ ہر قدر اور یا ٹون تو ایک مکان کی دیت دوسرے مکان کے قصاص کی مانع نہیں ہے اور جبکہ جنایت ایک
 مکان میں واقع ہو اور دوسرے دن کو نسبت کر دے چنانچہ جرح سے عقل زائل ہو جائے تو ایک کی دیت دوسرے کے قصاص کی مانع ہے ہم زبلی ہر
 ہے کہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب فعل واحد موجب مال کا ہو یعنی میں قصاص سا قہ ہو گا خواہ ایک قصہ ہو یا دو قصہ ہوں اور صاحبین
 کے نزدیک دو قصہ میں باوجود وجوب مال کے قصاص واجب ہے اور اگر ایک قصہ ہو تو قصاص واجب نہیں کہ انی لخطا دی وجب الارش علی بن افاکسہ
 بعد مفسی حلی تم نسبت بعد ذلک لیسین لخطا جنسہ وسط القود للثبوت اور دیت واجب ہے اس شخص پر جس نے اپنے دیت کا قصاص دیا سال گذرنے کے بعد
 پھر بعد اسکے اسکا دیت جم نکلا دیت واجب ہے بسبب ظاہر ہونے خطا کے استیفاء قصاص میں انوقت اور قصاص لینے دے کا قصاص سا قہ ہے نہ کہ
 سبب سے یعنی شہد وجوب قصاص سے دیت جسے پہلے وہی الملتقی وستانی فی قصاص لیسین و انوقت حوالہ دنا وغیرہ سے فخر لکن فی کلامہ البیر اللہ نے
 لایرجی بناء لایوجل یعنی قلت و قد یوقی بانفک المصنف وغیرہ عن الزماتہ الصیح تاجیل البائع بمیر الا سے مستل ان بناء نار اور ملتقی میں ہے کہ انتظار کر سے انکم
 اور مومنہ کے قصاص لینے میں سال بھر اور اسی طرح انتظار کرنا چاہیے قصاص لینے میں اگر دیت پر ضرب واقع ہوئی سو وہ مل گیا لیکن غلام میں ہے کہ جس جرح
 کے دیت جم آنے کی توقع نہیں ہے نہ تاجیل اور انتظار نہیں اسی قول پر فتویٰ ہے اور گاہے تو فتی میں التولین کی جاتی ہے اس قول سے جسکو مستند وغیرہ
 نے تہا یہ سے نقل کیا ہے کہ قول صحیح ہے کہ تاجیل بالغ کی اسکے چلے ہو جانے کے واسطے ہر تہ تاجیل ایک سال کی اس واسطے کہ دیت کا جمنا بالغ میں ہر اور توجہ
 ہم دیر توفیق ہے کہ عدم تاجیل سال پر خاصہ کا کلام محمول ہو اور جو تاجیل کا قائل ہے تو ہر دوسرے سے تاجیل الی الصمد ہے لیکن تعریف صحیح کے مفید ہے کہ سال کی
 تاجیل میں خلاف ہے مالکیر میں ہے کہ اگر دیت پر ضرب سا قہ ہو گیا تو موضع دیت کی صحت تک انتظار کرنا چاہیے کیسا انتظار کرنا چاہیے کہ عمر دی رویت
 میں اور صحیح پہلا قول ہے کہ اتی اور نہ ثابت کی تعلیل اسکی مفید ہے کہ مومنہ میں اور تحریک دیت میں ایساں کی مرستہ سلم ہے کہ انی لخطا دی و قلعہا فردت و
 رد صاحبہا اسے مکانہا و ثبت علیہا اللہ عدم خود اودق کما کانت یا ایک نے دوسرے کا دیت اٹھا کر اسود دیت دے نے دیت کے مکان پر پھر اسکو
 رکھ دیا اور پھر گوشت جم گیا تو دیت ہی دیت واجب ہے اس واسطے کہ رگین خود زمین کرتین ج طرح پہلے تھیں وہ الزماتہ فال تیج الاسلام ان عادت الی حالتہا
 الاولی فی المنفۃ و کمال لاشی علیہ کما لو ثبت اور نہایت میں ہر شیخ الاسلام نے کہا کہ اگر دیت اپنی پہلی حالت پر عود کرے نفعت و جمال میں تو جانی پچھ و جب نہیں
 جیسے اس صورت میں کہ اگر دیت جسے جم اٹھے و کذا الاذن اذا بصقھا فاحتمت بحب الارش لانہا لا تعود الی کانت علیہ در اور اسی طرح کان جب کہ اسکو
 قطع کے بعد چپکا یا یعنی ٹانگے دے کر سو گوشت سے جم گیا دیت واجب ہے اس واسطے کہ پھر دیا نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے تھا کہ انی اللہ الا ان قلعت سین
 فثبت اخری فایسقط الارش عندہ کسب الصغیر خلافا لہما لکہ یہ کہ دیت اٹھا کر اگیا پھر وہاں دوسرے دن جم اٹھا تو امام رحمہ کے نزدیک دیت سا قہ ہو جاتی
 ہے جیسے صغیر کے دیت میں بالاتفاق دیت سا قہ ہے بر خلاف صاحبین رحمہم صاحبین کے نزدیک بالغ کے دیت اٹھا کرنے اور جسے میں پوری دیت
 ہے اس واسطے کہ جنایت موجب دیت نو واقع ہو چکی اور دیت کا جم اٹھنا یعنی صحت جدیدہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے و نسبت ہو جہ حکومت عدل اور اگر دیت
 پھر حاجا تو زمین حکومت عدل ہے و نسبت اسے لیسف علیہ لیسف الارش اور اگر نصف تک دیت جم تو اسے نصف دیت واجب ہے و لاشی فی نظر نسبت
 کما کان اور اس ناخن میں پھر دیت نہیں جو جم اٹھا ج طرح کہ پہلے تمام اور اگر قطع کے بعد ناخن نہ چھا تو زمین حکومت عدل ہے اس واسطے کہ شرع میں اسکی دیت
 میں نہیں کہ انی لخطا دی من الاختیار و لیسف شیعہ و لیسف جرح حاصل نہ کہ بضر و لم یبق لہ اثر فانت لاشی فیہ یا مرکزہم عر چککا ہو گیا

یا بن کا زخم جو حامل ہوا تھا کوڑے وغیرہ کی ضرب سے چلکا ہو گیا اور اسکا نشان باقی نہ رہا تو نہیں کچھ دیت نہیں مگر اس واسطے کہ موجب دیت کا ہونا ہی اور زوال الفح ہر سوسیکلے اور لے اور نشان بجائے سے زائل ہو گیا اور فقط در کسی شے کا موجب نہیں جیسے ضرب در داک غیر فاحش میں اور فتنام موئم میں کچھ دیت نہیں بلکہ تہریر میں مالک کو اختیار ہے وقال ابو یوسف علیہ ارض الالم ہی حکومت عدل و قال محمد بن احمد من لیسقہ من لیسقہ الی ان ہر اس اجزۃ السبب من الدوا اور ابو یوسف نے کہا کہ خارج پر در دکان ہونا ہی معنی حکومت عدل ہے اور محمد بن نے کہا جسقدر زخمی کو خراج لائق ہوا اگر صحت ہوئے تاک طیب کی اجرت اور ورنہ کے تین سے وہ خارج پر لاجم ہوگا و فی شرح الخاوی مفسر قول ابی یوسف رحمہ اللہ ارض الالم باجزۃ السبب و لہذا و علیہ لافلا تہینما قالہ المصنف وغیرہ قلت وقد قدرنا نحوہ عن احدثی اذکر ہما عندہ روایتین فقہیہ اور طحاوی کی شرح میں ہے ابو یوسف کے قول یعنی فتنام سے در کی تفسیر اجرت طیب اور در ادوات وقوع ہوئی ہے تو موجب اس تفسیر کے ابو یوسف اور محمد بن کے قول میں مخالفت باقی نہ رہی ایسا کہ اگر مصنف وغیرہ نے میں کتا ہوں اور بہتہ نامہ اسکے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں جیسے سے صاحب مجتہبی نے اس مسئلہ کی شرح میں ابو یوسف سے دو روایتیں مذکور کی ہیں سو خبر در ہر ہر دم دور و اتوں سے ایک روایت محمد کے موافق ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ صحیح سالم غلام کی قیمت کجا سے پھر اسکی قیمت اس در کے ساتھ کجا سے شائع ہے بلفظ تنبیہ اشارہ کیا کہ شرح الخاوی کی تفسیر ابو یوسف کی ایک روایت کے موافق البتہ ہو سکتی ہے کہ ان فی الخطاوی ولایقا در جرح الاعرابہ خلافا لاشافعی اور قضا میں لینا جاتا زخم کا اگر اسکے چلنے ہو جائے کے بعد بخلاف شافعی کے مسمد احمد اور دارقطنی میں حدیث مدوی ہے کہ کہ تخریفات علیہ المعلومۃ والسلام نے قصاص لینے سے منع فرمایا جب تک زخمی چلکا ہو جائے اور دلیل عقلی یہ ہے کہ جراحات میں انجام انکا معتبر ہے بنا پر کہ زخم کی شدت سے زخمی ہو جائے تو اب جرح قتل ہوگی تو زخم ہونا بدین صحت کے نہیں معلوم ہو سکتا کہ ان فی الخ و عند الصبیح و المجنون و مغموہ خطا بخلاف اسکران و علی علیہ و صغیر و مجنون اور بدہم اور بیوش کا عمد خطا ہے بخلاف مست اور غش و اسے کہ انکا عمد خطا نہیں و علی عاقلۃ الدیۃ ان لغت بصحت اعترفا کثر و کم لیکن سن نجم والا فتنے مالہ در اور صغیر یا مجنون کے عمد میں اسکے مددگاروں پر دیت ہے اگر دیت بیسویں حصہ تک ہو پچھ یا زیادہ اور صغیر یا مجنون عجمی بنو یعنی عربی ہو اور اگر بیسویں حصہ سے دیت کم ہو یا صغیر وغیرہ عجم کا رہنے والا ہو تو خود صغیر کے مال میں دیت واجب ہوگی کہ ان فی الدرر ولا کفارة ولا حرمان ارث خلافا لاشافعی اور صغیر اور مجنون کے قتل عمد میں نہ کفارہ ہے نہ میراث مقتول سے محروم ہو نہ بخلاف شافعی کے م کفارہ اسواسطے نہیں کہ صغیر اور مجنون بر گناہ ثابت نہیں اور حرمان میراث عقوبت ہے اور صغیر اور مجنون لائق عقوبت کے نہیں ولو جن بعد التسل قتل و قیل لا و کما فیما علقہ علی الملتفی اور اگر قاتل دیوانہ ہو گیا بعد قتل کے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے گا اور بعضوں نے کہا کہ قتل ہوگا اور اسکا پور بیان ہمارے ملتفی کی شرح میں ہے جیسے ضرب سن صبی فائز عما یطر بلوغ البصی المضر ب ان بلغ ولم یبت علی عاقلۃ الدیۃ ولو من اعجم فتنے مالہ در و تحقیق نے اہل قاتل ایک صغیر نے دوسرے صغیر کے زہت پر مارا سو اسکو اٹھا تو انتظار کرنا چاہیے صغیر مضر ب کے مانے ہونے تک میرا کردہ مانع ہو اور دیت نہ نکلا تو اسکے مددگار دین دیت ہے اور اگر صغیر ضارب عجم کا رہنے والا ہے تو خود اسکے مال میں دیت ہے اور ہم مجنون کے دیت کی تحقیق بیان کر چکے کتاب اہل قاتل میں ممتہ فائدہ ضروریہ حکومت عدل الاصلیہ لافلا تہینما علی الصبیح کما فی تہریر البصیر مضر ب لالتا فتنہ حکومت عدل کو عاقلہ یعنی جاسے کے مددگار تحمل نہیں ہوتے بنا پر قول صحیح کے ہر طرح یعنی خواہ حکومت عدل و فتنہ کی دیت سے کم ہو یا زیادہ یا برابر یا خیر تو زہا میں ہر ضرب بفتا دی نا نارا فتنہ

فصل فی جنین یہ فصل ہے بچہ شکم کے مسائل میں جنین اس بچہ کا نام ہے جو ہنوز بی مان کے پیٹ میں ہے ضرب بطن امراۃ حرة حامل خرج الایستہ و البیستہ و یصح حکمنا طلت بل للشرط حرۃ جنین ددن اسکا ممتہ علقہ من شید یا و دن المعز بہتہ الفرۃ علی العاقلۃ در عن الزلیعی فالعجب

من المصنف کیف لم یذکرہ ایک مرد نے حاملہ آزاد عورت کے پیٹ پر بارہ شاخ لے کر آزاد عورت کی قید سے لوندی اور ناکار کا حکم خارج ہو گیا اور دونوں کا حکم
اگے آگیا میں کتابوں بلکہ سچے شکی کا آزاد ہونا شرط ہے نہ اسکی مان کا چنانچہ وہ لوندی جو اپنے مالک سے حاملہ ہوئی یا مرد خرب خورد سے حاملہ ہوئی تو اسکے
بچہ مرد جانے میں غرہ یعنی دیت ہر قائل کی عاقلہ پر کذا فی الدررین اور طبی تو مصنف سے تعجب ہے کہ اُس نے حریت جنین کی شرط کو کیونکر نہ بیان کیا یعنی باوجودیکہ
مصنف صاحب درر کی اکثر شایعت کرتا ہے یہاں اسکے مخالف بیان کیوں کیا مرد خرب شکم شال ہے نہ قید تو یہی حکم ہے ضرب پشت کا شرح تشریحین ہے کہ ضرب جنین
کی شرط ہے کذا فی الخطاوی ولو كانت المرأة کنسائیة او محوسية او زوجية فالقتل جینما مستأجرا وجب علی عاقلہ غرہ غرہ اشہر اولہ ذرہ اولہ بخلاف الدیات
اگرچہ عورت مفردہ پہلین اہل کتاب سے ہو یا محوسی قائل کی زوجہ ہو سو صدر ضرب سے عورت سے بچہ مردہ آزاد پیٹ سے گرایا تو قائل کی عاقلہ پر غرہ واجب ہے
شاخ نے کہا غرہ شہر عمارت ہے اول شہر سے اور یہ دیت جس کا غرہ نام ہے اول متادریات سے ہم شاخ نے یہ وجہ تسمیہ بیان کی غرہ لغت میں مجہد و شہر و عمارت
عمرہ مال سے چنانچہ ٹھوڑا اور اونٹ اور غلام اور لوندی کذا فی المغرب شیخ الاسلام کی مسودین ہے کہ بدل جنین کا غرہ نام رکھا سو سب سے کہ تین غلام کا دینا واجب ہے
اور غلام کو غرہ کہتے ہیں اور دوسری وجہ تسمیہ شاخ کی موافق مذکور ہے کذا فی لغت مصنف عشر الدیۃ اسی وجہ ارجل او جنین ذکر او عشر دیت المرأة لواءشی وکل سہما
تسمیۃ درجہ غرہ عمارت ہر دیت کے مسودین حصہ سے یعنی مرد کی دیت کا مسودین حصہ اگر جنین مرد ہو اور عورت کی دیت کا مسودین حصہ اگر جنین عورت ہو اور دونوں
پان سو دم ہیں مرد کی دیت دس ہزار دم ہے تو اسکا مسودین حصہ پان سو دم ہے اور عورت کی دیت پانچ ہزار دم ہے تو اسکا بھی دسواں حصہ پان سو دم ہوا فی سنۃ و قائلہ
الشافعی فی ثلث سنین کا لکھ دیتہ و قائلہ مالک فی مالہ و کذا قائلہ صلی اللہ علیہ وسلم جنین مردہ میں غرہ یعنی پان سو دم و جب جنین قائل کے عاقلہ پر ایک سال کے اندر اور
وام شافعی نے کہا تین سال کے اندر دیت کے مانند وجہ ہیں درام مالک نے کہا کہ قائل کے مال میں وجہ ہے اور ہاری دلیل فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مجتہدین
میں حدیث طویل سے مروی ہے غرہ عمارت تسمیۃ اور صحیحین میں بی بکرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی جان کی عورت کے جنین میں غرہ عمارت کا حکم کیا لیکن تین
... کا ذکر نہیں اور محمد بن جح کے موطا میں سید بن سب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنین میں جو بیٹے کے پیٹ میں مقبول ہو غرہ عمارت و لیدہ کا حکم کیا اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں جابر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین میں عاقلہ قائل پر غرہ قرار دیا کذا فی لغت مصنف حیاتیات قدرہ کا لکھ پھر اگر حاملہ نے زہدہ بچہ
پھر وہ مر گیا تو پوری دیت وجہ ہے ضارب پر وان ائمتہ یقتا فماتت لام فدیۃ فی الام وغرہ فی جنین الماتقران الفعل یعد بعد دترہ اور اگر حاملہ نے مرد بچہ گرایا پھر
مان اسکی لگی تو مان میں دیت وجہ ہے اور بچہ میں غرہ اسو سٹے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ فعل متعدد ہو جاتا ہے اپنے اثر کے تعدد سے چنانچہ ایک شخص نے تیر مار اسو اس سے
یا ہو کر دوسرے کو قتل کیا تو تیر انداز پر دو دینیں جب ہیں اگر دونوں فعل ازراہ خطا ہیں اور اگر اول عمر ہے تو قصاص اور دیت وجہ ہے کذا فی الخطاوی و مرج بالذخیرہ
بعد وغرہ تو عین فاکتر اتی قلت و ظاہرہ تعدد الدیۃ لمرہ فلیرج از ذیرہ میں تعدد وغرہ کی تفسیر کی ہے کہ اگر دو بچے مردہ ہو کر سا قسط ہوں یا زیادہ اتنی مافی الذخیرہ میں
کتاب ہوں اور ظاہر تعلیل سے دیت کا بھی متعدد ہونا معلوم ہوتا ہے اور میں نے اسکو صرح نہیں دیکھا تو کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو یہ ہیں کہ اگر حاملہ دو جنین
گرایے تو دو غرہ واجب ہیں اور اگر ایک زندہ کل کر دیا وے اور دوسرا مردہ کلے تو غرہ اور دیت وجہ ہے ضارب پر اور اگر مان لگی پھر دو بچے مردہ ہوے تو فقط مان کی
دیت وجہ ہے اور اگر مان کے مرنے کے بعد دو جنین نکلے پھر مرنے تو تین دیتیں وجہ ہیں کذا فی الخطاوی وان ماتت فالقتل یتا فدیۃ فقط و قائلہ شافعی غرہ
دیتہ اور اگر مان لگی اور اسے مردہ بچہ گرایا تو فقط مان کی دیت ہے اور ام شافعی نے کہا کہ غرہ جنین اور دیت مان کی وجہ ہے ہم ام اعظم کی دلیل ہے کہ ظاہر مان
کا مرنا موت جنین کا سبب ہے کیونکہ اسکا جینا اسکے جینے سے ہے اور اسکا دم لینا اسکے دم لینے سے تو جنین کی موت اسکی مان کی موت سے ثابت ہوتی ہے اور یہ
احتمال بھی ہے کہ صدر ضرب سے جنین مراد ہو تو شک سے ضمان نہیں ہوتا وان علقہ حیاء بعد ماتت بحسب علیہ دیمان کما اذا علقہ حیاء واما اذا حاملہ
عورت نے زہدہ بچہ گرایا ہے عجانے کے بعد تو ضارب پر دو دینیں وجہ ہیں چنانچہ مسودین میں دو دینیں جب جنین جبکہ عورت نے زہدہ بچہ گرایا ہے اور عورت و دونوں

کذا فی صدر الشریعہ وعند الشیخ جیب دیتہ وپرواۃ غنا اور ائمہ شیعہ کے نزدیک دیت جین کی وجہ سے یہ قیمت اور یہ قول ہمارے بعض شراح سے مروی ہے
 چنانچہ غرالا سلام بروی نے شرح جامع صغیر میں بعض شراح مذہب سے نقل کیا ہے کہ ان فی الخطاوی ولا الکفارة لیکن عندنا جو ابیل تریا دیتی ان دفع مینا
 اور کفارة وجب بین قتل جنین میں ہمارے نزدیک اگر مردہ گرا جو بلکہ کفارة مستحب ہے کہ ان فی الخطاوی مینا وجوب اس واسطے ہے کہ کفارة شرع میں ثابت ہو لیکن
 کلام میں تو اس کے غیر میں تعدی ہوگا وجہ احتیاج یہ ہے کہ ضارب ترکب اور مخرج کا جو انوکھ الی لہد کرنا اور ایسے فعل پر سے استخار کرنا افضل ہے کہ ان فی الخطاوی
 وشرہما وان خرج حیاً فمات فقیہ الکفارة کذا مخرج بہ فی کماوی القندی وپرواۃ من کلام تم تعظیم وجوب الدیۃ حیثہ فجب الکفارة فیہ مالایستحق
 فلیستحق اور اگرچہ زندہ ہی سے نکلا پھر وہ مر گیا لیکن ضارب پر کفارة ہر اسی طرح تصریح کی ہے کہ حادی قندی میں درود یعنی زندہ کرنے میں کفارة مہوم ہونا اگر
 فقہائے کلام سے اس لیے کہ فقہانے در صورت زندگی میں اور مخرج کے مرنے میں وجوب دیت کی تصریح کی ہے پھر جب دیت وجب ہوئی تو کفارة بھی وجب ہوگی
 اسی میں چنانچہ یہ آخری نہیں تو اس میں دلیل کو یاد کرنا چاہیے یعنی اس واسطے کہ اکثر کتب فقہ میں مسئلہ مصرع نہیں دیا ہوتا لیکن بعض فقہاء کفر وشر کلام فیما ذکر من
 الاحکام وعدۃ ونفاس کما فی بابہ اور جن میں کچھ حکم ظاہر اور پیدا ہوا چنانچہ ناخن اور بال وہ پوس بدن والے جن میں کہ تفسیر ان احکام میں جو ذکر ہو چکے
 اور عورت کی عدت اور نفاس کے احکام میں چنانچہ اپنے باب میں گذر گیا وشمس العزۃ عاقلۃ امراۃ فی شہۃ وادۃ دان لم یکن لہا مالۃ مینی مالہا فی شہۃ
 ایضا صدر الشریعہ دلم نام مال متین بعض فقہاء درمی حکم ظاہر اسقاط مینا بعد واد او فعل کنہر بابلنا بلا اذن مردہا اور جس عورت اذونے مردہ کو بچہ ساقط
 کر دیا بعد اذون اپنے شوہر کے کسی دوا یا کسی فعل سے جسے اپنے پیٹ پرار کے تو عورت کی عاقلہ پر غرہ کا ضمان وجب ہے ایک سال کی مدت میں اور اگر عورت
 کا عاقلہ نہ ہو تو خود عورت کے مال میں بھی غرہ وجب ہر سال کے اندر کما فی صدر الشریعہ اور عورت گنہگار نہ ہوگی اسقاط سے جب تک جنین کا بعض بدن ظاہر نہیں
 ہوا اور یہ مسئلہ کتاب بکھر میں نظم مذکور ہو چکا مینا شرح کو یوں کہنا مناسب تھا کہ اسقاط سے عورت گنہگار ہوگی اس واسطے کہ بیان کلام ہے وجوب غرہ میں اور وہ
 وجب نہیں ہوتا مگر جبکہ بعض حضار بدن ظاہر ہوں پھر شراح یوں کہنا اور اگر بعض حضار بدن ظاہر نہ ہوں تو اسقاط میں گناہ نہیں کذا فی الخطاوی
 فان اذن اذون عمد لا غرہ لعدم القندی پھر اگر عورت کو اس کے شوہر نے اسقاط کا اذن دیا یا عورت نے اسقاط کا ارادہ نہیں کیا اور اسقاط ہو گیا تو غرہ جنین
 کا وجب نہیں مگر قندی کے سبب سے بعض دونوں صورت میں عورت کا کچھ قصور میں زمینعی و صاحب کافی نے در صورت اذن شوہر مدم وجوب غرہ مذکور کیا ہے لیکن غرض
 نے کہا کہ یہ قول ضعیف پرستی ہے نہ قول صحیح پر اس واسطے کہ نفوس میں بات جاری نہیں تھا نہ فی حاشیہ خطاوی وادوات امراۃ فقلت لا یصل لما مودۃ اور اگر
 مذہب نے دوسری عورت کو اسقاط جنین کا دیکھا سو اس نے گرایا تو عورت مامورہ چھان نہیں ورام الولد اذ فقلت یسہا حتی سقطت فلا شئ علیہا لا تحالۃ ولین علی مولد
 مال مینی حیثہ فجب للمولی العزۃ لانه موز ورام ولہ جبکہ بذات خود اسقاط جنین کرے تو اس پر کچھ وجب نہیں بسبب محال ہونے دین کے مگر یہ یعنی غرہ جنین کا
 دین ام ولہ پر نہیں ہو سکتا جبکہ وہ لوٹدی تھی ملک غیر نہ ہو جبکہ وہ غیر مولی کی ملک ثابت ہوگی تو مومے کے واسطے غرہ ثابت ہے اس واسطے کہ وہ موز ورام
 یعنی قریب خوردہ ہے کہ غیر کے ملک میں تصرف کیا اپنے ملک جان کر خرید و غیرہ کے سبب سے مدم ولہ غرہ کی صورت یہ ہے کہ لوٹدی خرید کی اور تصرف میں
 لایا سو وہ حاملہ ہو گئی پھر لوٹدی نے پیٹ گرایا دوسرے یا ضرب سے پھر لوٹدی غیر بائع کی ملک ثابت ہوئی تو قاضی تہمت کے واسطے جاریہ اور اس کے عرق کا
 حکم کرے اور شری یائع سے شہن پھر لے اور تہمت سے کہا جاے کہ تیری لوٹدی نے اپنے ولد کو قتل کیا اور وہ آزاد تھا کیونکہ وہ موز ورام ولہ ہے اور جنین آزاد ہیں
 غرہ وجب ہے تو یا لوٹدی اسکو دے یا غرہ جنین کا کذا فی المالمیرۃ مختصراً فی الواقات شربت دو اذ سقطت عمد فان اقمۃ حیالات فلیہ الدیۃ
 و الکفارة دان مینا فالغزۃ ولا ترث فی الحالین اور واقتات میں ہے کہ عورت نے دوا پی تا بچہ عدا اگر اسے پھر اگر بچہ گرایا زندہ بعد اس کے وہ
 مر گیا تو عورت پر دیت اور کفارة واجب ہے اور اگر مردہ بچہ گرایا تو غرہ واجب ہے اور عورت دونوں حالت میں وارث جنین کی نہ ہوگی وحب

باب ما يجزئ الرجل في الطريق وغيره

فی جنین المہیمۃ فانقص الام ان نقصت وان لم تنقص الام لا یجب فیہ شیء سراجیہ اور جانور کے کچھ کرانے میں مان کا نقصان واجب ہے اگر ولادت سے اسکی قیمت ناقص ہوگی سو اور اگر ان میں نقصان نہیں ہوا تو اس میں کچھ کچھ کی غرض واجب نہیں کذا فی سراجیہ فرج مسئلہ شراح کافی البزارۃ ضرب یمن امرأۃ بالسيف قطع السطن ووقع اسد الولدین جلیح ورجا بالسيف والامر فنادیہ براحۃ بالسيف وقاتل انقیاض فی الجبل الزوجۃ لانه عمد علی ما قلته ورتبہ الولد لکی اذ مات وجب غرة الولد لیس لانه لما ضرب ولم یعلم بالولدین فی لیلۃ کان لفریق غلامان ازیر میں ہر ایک مرد نے اپنی عورت کے پیٹ پر تلوار مار لی تلوار نے اسکی پیٹ کو کاٹا اور اسکی پیٹ سے دو بچوں میں سے ایک بچہ زندہ نکلا اور دوسرا مردہ گر لڑا اور پھر تلوار کا زخم خود داری اور عورت بھی مردگی ہوئی اور اس قصاص لیا جاوے گا زوجہ کے سبب سے اسویٹیکہ بقتل عمدہ ہر مرد کے عاقلہ پر ولد زندہ کی دیت ہے جبکہ وہ مر گیا ہو اور ولد میت کا بھی غرة عاقلہ قابل ہے واجب ہے اس واسطے کہ جب مرد نے تلوار ماری اور وہ اسکی پیٹ کے دو بچوں کو بچانا تھا تو یہ ضرب ازراہ خطا کے ٹھہری وخطا میں دیت عاقلہ پر ہوتی ہے نہ ضرار کے

باب ما يجزئ الرجل في الطريق وغيره

یہ باب جو ان مسائل میں کہ مرد اور غیرہ میں کچھ احداث کرے اور بناوے ملا ذکر القتل مباشرة شرع فیہ تعبیا فقال جبکہ معصیت قتل بطریق مباشرت کو ذکر کر چکا تو اب شروع کیا اس قتل میں جو طریق سبب کے ہر سوائے اگلا قول کہ قتل بطریق مباشرت کے ہے ہر کہ قاتل مقتول پر بلا واسطہ آتہ قتل کو استحال کرے اور قتل بالسبب ہے کہ مثلا دیوار بنائی اور اسکی نیچے دیکر کوئی مر گیا اخرج الی طریق العامة کینتھا ہوتی تھا اور مینر یا اور جھنڈا کچھ وجع ودر علو وخص خاصہ وخواہ یعنی اوکا ناجا ز احداث ان لم یضرب العامة ولم یضرب منہ فان ضرم قبل کما یجی شارع عام میں یا خانہ اور بند اس یا پڑنا نکالا یا جھنڈا یا چنانچہ برج اور چھایا اور چھائی شطاق کا حوض یا مانند اس کے اور غیر کذا فی یعنی یادوکان یا ہرنکالی تو اشیاء مذکورہ سے ہر چیز کا بنانا درست ہے اگر کوئی کو اس احداث سے ضرر نہ ہو اور کوئی منہ بھی نہ کرے پھر اگر ضرر ہوگا تو اشیاء مذکورہ کا بنانا حائل نہیں چنانچہ آگے آویگا ہم جن جن ہم جم وصاد و سکون اور جملہ تخفیف فون عربی لفظ نہیں لیکن عمل ہو اور اسکی تفسیر میں خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ جس پر اور بعضوں نے کہا چھایا وغیرہ ذلک شارع نے اکثر اقوال کو جمع کر کے شمار کیا کہ سب اقوال کا لفظ ہی حکم ہے خلاف نہیں مگر تفسیر میں کذا فی الخطاوی وکل واحد من اهل الخصومة دونها مستقر بتدبر ومطالعة فیقصرہ درجہ بعدہ اسی بعد ایسا سو اگر کان غیر ضرر ایک ہی حکم ہے خلاف نہیں مگر تفسیر میں کذا فی الخطاوی وکل واحد من اهل الخصومة دونها مستقر بتدبر ومطالعة فیقصرہ درجہ بعدہ اسی بعد ایسا سو اگر کان غیر ضرر اولاد و قتل انما یقتضی خصومة ادم کلین لم یثقل ذلک والا کان اعتبارا علی وراہ اہل خصومت ہے اگرچہ وہ ذمی ہو شخص کو ہنگام روک دینا ابتدا سے اور اس کے توڑ دینے کا مطالبہ کرنا چکنے کے بعد جائز ہے خواہ ہمیں ضرر ہو یا نہ ہو اور صفار کا قول ضعیف ہے ہر کہ خصومت سے توڑنا بچ چکنے کے بعد ہوتی ہے جبکہ مانے نے لیساکان نہ بنایا ہو اور نہیں توڑ دینا تو حنا دیہر کذا فی الایضیہ یعنی کہ اس مسئلہ میں متن ہو وضع بین کلام ہر اول راہ کے احدثان فی خصومت منع احدثات میں اور رفع بعد الاحدثات میں اور ثالث فرمان میں احداث کا حال تو یہ ہے کہ شمس لائے کہ اگر راہ والاوں کو ضرر نہ ہو تاہو کشا دی راہ کے بستے تو احداث جائز ہے متبک کوئی منع کرے اور خصومت کا حال یہ ہے کہ راہ میں نہ کرے نزدیک شخص کو اختیار ہے قبل از احداث روکنے کے اور بعد احداث کے توڑ دینے کا اگر کسی کو ضرر نہ ہو بشرطیکہ اس نے بلاذن سلطان کے بنایا ہو اور بیعت نہ کرے کہ اگلا بتدبیر روکنے کا ہر شخص کو اختیار ہے اور بچنے کے بعد توڑنا چھایا نہیں اور جس نے کہا کہ اگر ضرر نہ ہو تاہو تو منع کا اختیار ہی نہ منع کا اور اہل خصومت مسلمان کا قاتل بالغ آزاد اور ذمی ہر سو اسکی شارع عام میں انکو چٹنے کا اور اپنے جانوروں کے چلانے کا اختیار ہے تو خصوصیت نقص کا بھی اختیار ہوگا برخلاف غلاموں اور عساکر کے کہ وہ اہل خصومت کے نہیں کذا فی الخطاوی ہذا کلمہ اور فی نفسہ تفسیر اذل الامام یہ تمام مذکور وقت ہے جبکہ شارع عام نے اپنے ذمت کیواسطے بنایا ہو بیرون حکم سلطان کے ہم سو اگر حکم سلطان ہو گیا ہو تو اب کسی کو مزارعت کرنا جائز نہیں لیکن سلطان کو سبب نہیں حکم دینا اگر کوئی کو ضرر نہ ہو تاہو تنگی راہ سے اور یا توڑ دینے کے سلطان کو مصلحت معلوم ہو اور حکم دے تو جائز ہے چنانچہ جمعی میں ہے کہ سلیمان اور بنی اسرائیل کے کہ دعوت فر کے احدثات جائز نہیں بلا غلط خواہ سلطان حکم کرے یا نہ کرے کذا فی الخطاوی زادہ صفار ذکرین لطلب تلک صناعۃ انما زیادہ کیا ہے کہ مطالبہ کرنے دے کا ویسا مکان نہ ہو تب خصومت در

بول صلیت ہر جو نہ کر ہو چکا تو اعادہ کی کچھ حاجت نہ تھی کذا فی الخطاوی وان فی المسلمین کسبہ و نحوه اور نبی باذن الامام لا یقتضی در ملک
عام بین نفس مسلمین کیو اسے مکان بنایا گیا چنانچہ مسجد اور راند اسکے یا حکم امام بنایا گیا تو وہ تو بنایا گیا مگر فقہائے کلام سے مراد کیا معلوم ہو گا کہ مسجد
کا بنانا راہ میں در صورت عدم ضرر خلق ہر کے جائز ہے اور عدم نقصان کا موضوع عدم ضرر ہے اور اگر عجم کہ ضرر ہو تو ترشح اور منع ہے ہر بھی ضرر ہو گا کما لا یخفی اور اگر
دلیل اگلا قول ہے کہ جو سکھو ضرر کے اسکا احداث جائز نہیں اور جو جائز نہیں وہ قائم نہ رکھا جاوے گا اگر عجم ہے اذن ہو یا نفع مسلمین کیو اسے بنا ہو کذا فی الخطاوی و
ان کان یضر بالعمامة لا یجوز احداثہ لقولہ علیہ السلام لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور اگر اکثر خلق کو ضرر کرنا ہو تو احداث اور سکھانا جائز نہیں بل حدیث نبوی
علیہ السلام کے لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام یعنی ضرر پہونچانا اور ضرر کا بدلہ دینا اسلام کا طریقہ نہیں ہے حدیث جاریہ طبرانی میں اور عبادہ بن صامت سے ابن ماجہ میں
اور ابن عباس سے ابن ماجہ میں اور ابو حنیفہ سے مسند ک حاکم میں اور ابو ہریرہ سے در فضی میں اور عائشہ صدیقہ سے در فضی میں ہر بھی یہ اختلاف بعض الفقہاء میں ہے
لما کہ ضرر ضرر نفع کا تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ آدمی اپنے جانائی کو ضرر نہ پہونچائے یعنی اسکی حق یعنی نہ کرے اور نہ ضرر کی جڑ سے سکھو ضرر پہونچا کر اور بعضوں نے کہا کہ ضرر وہ ہے
کہ دوسرے کو ہو اور تجھ کو نہیں نفع ہو اور ضرر وہ ہے کہ دوسرے کو تو ضرر پہونچا دے اور تجھ کو نہیں کچھ نفع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ضرر ایک قسم سے ہے اور ضرر دونوں
طرح سے ہے اور بعضوں نے کہا ضرر اور اثر ہے یعنی ہر غرض کر کے تاکید ہے کہ ان فی بعضی شیعہ اندازہ غنا یہ میں اکل نے کہا لا ضرر بقدر ولا ضرر بمراد یعنی ہر بلائیے میں
اپنے مقدار حق سے تعدی نہ کرنا چاہیے اسوائے کہ ضرر یعنی مضارہ ہے یعنی تو سکھو ضرر پہونچا دے جسے تجھ کو ضرر پہونچا یا دہدا علم ضرر و تعدی فی طریق المسح و ضرر اور ضرر ان
لم یضر باحد والا لا علی ہذا التفصیل السابق اور راہ میں تجھنا چھپے اور ہر کرنے کیو اسے جائز ہے اگر کسی کو ضرر نہ ہو تو نہیں تو جائز نہیں موجب ہی تفصیل سابق کے
مقتضی نے کہا اور ہی حکم ہر راہ میں درست لگایا دینا فی ہذا قد فی غیر لافذ لا یجوز ان تصیر باحد ان مطلقا ہر ہم ولا الا بائنا ہم لانه کمالک الخاص بہم
اور یہ حکم احداث کا شارع عام نافذ کا تھا جو دوسری طرح سے بند نہیں ہے اور کو جو غیر نافذہ میں تو کوئی چیز احداث کرنے سے تصرف کہ مطلقا جائز نہیں خواہ
اہل محلہ کو احداث ضرر کرنا ہو یا ضرر نہ کرنا ہو مگر اہل محلہ کے اذن سے البتہ بنا نا جائز ہے اسواسطیکہ کو جو غیر نافذہ انکی ملک خاص کے مانند ہم شارع اس غیر میں صاحب
در کار تابع ہو گیا اور ہر یہ میں صبح ہو کہ کو جو غیر نافذہ اہل محلہ کا ملوک ہر ہم الاصل فیما قبل حالہ ان قبل حدیثا کو فی طریق العامة وقد بنا کو فی طریق الخاصہ جہنہ
بہر دریافت کرنا چاہیے کہ قاعدہ کلیہ اس احداث میں جسکا قدیم اور جدید ہونا معلوم نہیں ہے ہر کہ اگر شارع عام میں ہر تو جدید ہے اور اگر محلہ کی خاص راہ میں
تو قدیم ہے کذا فی البرجندی م تو اگر احداث جدید ہے تو امام کو اسکا توڑنا جائز ہے اور اگر قدیم ہے تو کسی کو توڑنا درست نہیں کذا فی الخطاوی و فی بعضستانی قائل مات
احد من الناس بسقوطا علیہ فیرتہ علی عاقبتہ اسی معلقہ الخرج تسبب بھر اگر کوئی آدمی اشیاء مذکورہ کے بہر ساقط ہونے سے ہو گیا تو اسکا خونہا مکان کمانے
دائے کے عاقلہ پر واجب ہے بسبب اسکی سبب سازی کے یعنی سبب ہلاکت بانی مکان ہو لہذا اسکے مددگار دن پر دیت لازم ہوئی کما تدری لعاقبتہ کو صحر
بہر فی طریق او وضع حجر اور تار یا او طینا ملحق مملکت یہ الانسان لانه سبب حمی عاقلہ پر دیت دینا لازم ہونا ہے اگر کوئی ان کو دہراہ میں یا تھر کھا یا خاک یا
شی راہ میں ڈھیر کی کذا فی الملتقی تو اسکے سبب سے کوئی آدمی ہو گیا اسوائے کہ حاضر در وضع سبب ہے ہلاکت کا فان تلف بہ اسی بواحد من المذکورات
بہیمتہ صمنم فی مالہ ان لم یا ذل بہ الامام بھر اگر ایک کسی چیز سے اشیاء مذکورہ میں سے یعنی بیت الخلاء یا نیراب یا برج وغیرہ یا دوکان یا راہ کے کنوئین یا تھر
کوئی یا نوٹیف ہو گیا تو محدث کے مال میں تاوان لازم ہو گا اگر امام نے اسکا اذن دیا ہو مگر جب تاوان تعدی ہر محدث کی اور عاقلہ پر اسوائے تاوان لازم تو کہ
عاقلہ نفس کا تاوان لازم ہونا ہی خیال کا اور اگر سلطان کے حکم سے اشیاء مذکورہ کو احداث کیا تو تاوان لازم نہ ہو گا عدم تعدی کے سبب سے اسواسطیکہ سلطان کا
اختیار کامل ہے راہ میں کیونکہ وہ نائب ہر خلق ہے کہ تو اسکا فعل ایسا ہے جیسے مالک کا فعل اپنے ملک میں چنانچہ نعمستانی میں ہر در اذن سلطان کے مانند ارباب ملک کا اذن
ہر غیر نافذہ کو جب میں تو عدم اذن امام راجع ہر اول کلام تک یعنی فان مات احک کذا فی الخطاوی فان ذل الامام فی ذلک مات واقع فی سبب طریق

فی مسجد حرمہ ای محلہ نان تہریر مسجد لاجلہ دون غیر خمس فی سبیل اللہ یا شیانہ کور یعنی چٹائی یا قندیل یا تہریران اپنے محلہ کی مسجد میں
لیلیا اور کوئی شخص اسکے سبب ہلاک ہو گیا تو پھر ضمان نہیں ہوا ہے کہ تہریر جب کی اہل محلہ ہوں گے سو اوروں کو تہریر تو غیر شخص کا فعل سیاح ہے تو مقید
بسلامت ہو گا مگر ظاہر کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اہل محلہ تہریر مسجد و مسجد و حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اہل محلہ اور غیر اہل محلہ دونوں کا فعل سیاح ہے ممکن اہل
محلہ کا فعل سیاح ہو بلکہ قید سلامت اور غیر کا فعل سیاح بقید سلامت ہے کہ ان کی حفاظت اور طہاریت فیہ معلومہ الیہ اصل ان کجائیں فی مسجد حرمہ وغیرہ
غیر معلومہ یعنی مطلقا خلافا لہذا دستور فی اکثر بلاد اسلامیہ وغیرہ قولہما وقد حقیقہ فی شرح الملتقی یا بیضاوی مسجد میں نماز کے انتظار کے واسطے
اور کوئی شخص اس پر گتے تلف ہو گیا تو جالس ضمان نہیں خلاصہ یہ کہ جو شخص نماز کے واسطے اپنے محلہ کی مسجد یا غیر محلہ کی مسجد میں بیٹھا تو پھر ضمان نہیں
اور نماز کے سوا اور فعل کے واسطے بیٹھا تو پھر ضمان ہے مطلقا خواہ اپنی مسجد میں ہو یا غیر محلہ کی مسجد میں برخلاف صاحبین کے یعنی ان کے نزدیک جالس مسجد
پر ضمان نہیں خواہ نماز کے واسطے جلوس ہو یا نہ ہو اور غیر بلاد اسلامیہ میں صاحبین کے قول کی نفی کی ہے جو زمینی وغیرہ کی طرف نسبت کر کے درجہ نے اس کو حق یا کفار
شیخ ملتقی بیچم زمینی بن جلوانی سے منقول ہے کہ اکثر مشائخ نے صاحبین کے قول کو لیا ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور صدر الاسلام سے منقول ہے کہ صاحبین کا قول اگر
اس کے جلوس نماز کی ضروریات سے ہے تو نماز کے ساتھ ملتی ہے اور عینی میں ہے کہ صاحبین کے موافق ان کے ملکہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ ان کی لفظ دی فیہ کفار
یعنی ایسی چیز کہ فی فساد حاتمہ اور دارہ قلت بتی ان قبل مراد فیہ الایہ وان بعدہ فعلی الامم لکما لو کان فی غیر فسادہ ولم یعلم الایہ فان علمہ فلیہ لکما لو اور لکما
فی وسط الطريق لفساد الامم اور ملتقی میں ہے کہ اگر فرد در لکما یا کفار عمارت بناوے یا اسکے واسطے کھوان کھودے یا کسی دکان یا گھر کے پیش دروازے میں
سوا کے سبب سے کوئی چیز تلف ہو گئی اگر ہلاک ہوئی قبل تعمیر یا خر کے تو ضمان ہو گا فرد پر ہے اور اگر تعمیر نہ ہو گئی ہلاک ہوئی تو امر کرنے والے پر
چنانچہ اگر تعمیر اور خر متاثر کی پیش درہو اور فرد در لکما یا کفار عمارت بناوے یا اسکے واسطے کھوان کھودے یا کسی دکان یا گھر کے پیش دروازے میں
در بیان مراد کے اور کوئی تلف ہو تو فرد پر ضمان ہے فساد ام کے سبب سے یعنی راہ ملک متاثر کی ہو تھی تو اس کا امر کرنا باطل تھا جب باوجود اس کے فرد نے
تعمیر یا حرج کی لہذا فرد پر ضمان آیا نہ متاثر ہو لو کان الامم ہو فانی دیں ہے حتیٰ کہ غیر فساد الایہ قیاسا اسی علمہ فساد الامم تھا امر و حتیٰ متاثر تھا
اس سے قلت وقد قدم ہو وغیرہ لقیاس ہما وظاہرہ ترجیحا سیما علی ادب رواۃ صاحب الملتقی من مقدمہ الاقوی فانی اور اگر متاثر نہ کیا
کہ یہ میرا پیش دروازہ ہے اور میں مجھ کو کھوان کھودنے کا حق نہیں ہے یعنی میرا وجود اس کے فرد نے وہاں کھودا اور کوئی چیز تلف ہو گئی تو ضمان فرد پر
ہو قیاس کی مراد سے یعنی اس واسطے کہ فرد کو امر متاثر کا فساد معلوم ہو گیا تو متاثر نے اس کو فریب نہیں دیا اپنی حقیقت ظاہر کر کے اور متاثر ضمان
ہو امتحان کی مراد سے اتنی کلام الملتقی میں لکھا ہوا ہے صاحب ملتقی وغیرہ نے بیان قیاس کو امتحان پر مقدم ذکر کیا ہے اور تقدیم یہاں ترجیح پر دلالت
کرتی ہے خصوصاً صاحب ملتقی کی عادت پر کہ وہ قوی تر قول کو مقدم ذکر کرتا ہے سو لکھنا لکرم وجہ امتحان یہ ہے کہ متاثر نے کھودنے کا مظاہر اپنے
ملک میں کیا اس واسطے کہ پیش درہو آدمی کو کسی دکان اور لکھوان رکھتا اور کھوڑا بنا دھندا وغیرہ لکھوان میں امتحانات کرتے ہیں تو صحیح ہوا نہ ناسدہ تو متاثر متاثر
ہو گا فرد پر و چون جہاں لکھوان فی طریق یا م سلطان و فی ملک او وضع خستہ فیما ی اہرنی او منقرتا بلا اذن الامم و کذا فی بعض فی طریق الامم
فتوٰی رجل المر و علیہما علم الفین لان الاضافۃ الی الباشرۃ اولیٰ من التمسبب اور جسے چاہے وہ اب فرد کھودا مراد میں سلطان کے حکم سے یا اپنی ملک میں
کھودا یا لکھوان مراد میں باطل بنا یا بعد ان دن سلطان کے اور اس طرح کا حکم ہے ہر ایک اس چیز میں جو شارع عام میں بنائی گئی ہے کسی فرد نے اس پر عہد لگ کر لیا
اور وہ تلف ہو گیا تو ظاہر اور وضع اور باقی ضمان نہیں ہوا ہے کہ ہلاکت کا نسبت کرنا باشرۃ کی طرف اولیٰ ہے سبب کی طرف سےم یعنی اس پر پہلے دو لکھوان
زمینی نے لکھا کہ آج یہ لکھوان یا م کھودا یا اپنے ملک میں کھودنا خودی نہیں ہے اور وضع خستہ اور منقرتا اگرچہ تعدی ہے لیکن اس پر عہد لگنا نسبت الی الواقع کا

کا طبع ہو اس واسطے کہ وضع منسوب ہو اور چلنے والا با ستر ہو کہ فی الخطا دی و بندہ تین دن ان منسوب نہا یضمن فی خرابیہ و وضع کجر او کم تعدد الواقع المرور کذا فی الجعفی اور اس کلام یعنی عدم ضمان تعدد سے ظاہر ہو گیا کہ قسب پر اسی صورت میں ضمان لازم ہو تا ہر کون کو خود نے اور پھر راہ میں جسے جبکہ لگا کر ہوا بال قصد اسپر ورنہ کہے کذا فی الجعفی وغیرہ غرض فی طریق کہہ اور غیر ما من ایضا فی لم یضمن بخلاف الاصار قلت و بندہ اعرف ان المراد بالمرور فی الکتاب الطريق نے الاصار دون ایضا فی واصارے لاندہ لیکن احد دل عند فی الاصار غالباً دون الاصار ہی اور جعفی میں ہر کہ کہ معظمت یا اسکے سوا سید انون کی راہ میں کون کو خود اور ہمیں گرے کوئی تلف ہو گیا تو کھودنے واسطے پر ضمان نہیں بخلاف شہر دن کے میں کتاب ہوں اور اس مسئلہ سے معلوم ہو گیا کہ راہ سے مراد کتب فتنہ میں شہر دن کی راہ میں بین نیابان اور شہر دن کی اس واسطے کہ شہر دن میں راہ عین سے ہو چکا اکثر ممکن نہیں ہوتا نہ سید انون کی راہ میں و لو اسنا جبرجل اربعہ مفر جبرجل فوقت البکر علیہم جیسا من جفر ہم فمات احدہم فعلی کل واحد من الثلثۃ الباقیۃ ربع الدیۃ و یسقط ربعہما لان الباقی علیہم فمات من جانیۃ وجانیۃ معاً یسقط ما قابل فدا خانہ وغیرہ زادی کو ہر ذرا و ہذا الو البکر فی الطريق خلونی ملک اسنا جبر فیضی ان ایک ہے لافل مباح فمات جانیۃ غیر مضمون انتہی اور اگر ایک مرد نے چار شخصوں کو فرزدوری پر لگایا اپنا کون کو کھودنے کو سو کون ان سب پر بیٹ کر کر ٹرائے کھودنے کے سبب سے سو نہیں سے ایک شخص مر گیا تو باقی تین شخصوں سے ہر شخص پر جو غنائی دیت اور جو تمنائی دیت ساقط ہوئی اس واسطے کہ کون ان کے کھودنے کے فعل کے سبب سے تو مرنے والا مر گیا اپنی جنایت اور اپنے ساتھیوں کی جنایت سے تو اس قدر دیت ساقط ہو گئی جو میت کے فعل کے مقابل واقع ہو گئی کذا فی الخانیۃ وغیرہ جو ہرہ میں اتنا زیادہ ذکر کیا ہے اور یہ حکم اس شرط پر ہے جبکہ کون ان راہ میں ہو سوا اگر سنا جبر کی ملک میں ہو گا تو لایون ہوں ہر کہ کجہ دیت واجب نہو اس واسطے کہ وہ فعل مباح ہو سو جو مانت ہو گا اسکا ضمان نہیں انتہی مافی ہر ہر قتل و یوفد منہ جواب حادثہ ہی ان رجلا کم دراضۃ تارۃ کون ملوکہ و علیہما خراج کار انشی بیت المال و تارۃ کون ملوکہ و تارۃ فی باہ مدۃ طویلۃ یودی خراجا و یکال الاستفعا بہا بنس او غیرہ فینا جبر ہذا الرجل جامعۃ یجفر لہ لبر ایسرس فیما اشجار الحب وغیرہ فقسط علیہ احد ہم بل لوثۃ مطالبۃ بدنیۃ قال المصنف و احکم فیہا و حبصہا عدم وجوب شے علی اسنا جبر و کذا علی الاجر کا بغیدہ کلام کو ہر اشجار لاطلاق افتنا و علی ما وقع مقید الاتحاد و احکم و احادیثہ و اند علم میں کتاب ہوں اور جو ہرہ کے کلام سے جواب ایک استفعا کا معلوم ہوتا ہے وہ حادثہ یہ ہو کہ ایک مرد کے درخت انگور بن اور انگور کی زمین گاہے ملوک ہوتی ہے اور اس پر خراج ہر جیسے بیت المال کی ارضی اور کبھی زمین وقف کی ہوتی ہے اور گاہے صاحب انگور کے قبضے میں ہوتے دراز تک رہتی ہے کہ وہ اسکا خراج دیا کرتا ہے اور اس زمین سے نفع لینے کا مالک ہوتا ہے درخت وغیرہ لگا کر سو اس مرد صاحب انگور نے جماعت کو فرزدوری پر لگایا کون کو کھودنے کے واسطے تاکہ اس زمین میں انگور وغیرہ کے درخت لگا دے سو کون بھٹ بڑا ایک فرزدور پر تو اسکے وارثوں کو مستاجر سے دیت کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں مصنف نے شرح میں کہا اس حادثہ اور اسکے مانند میں عدم وجوب ضمان کا حکم ہے مستاجر پر اور اسی طرح اور فرزدور پر کجہ واجب نہیں چنانچہ جو ہرہ کے کلام سے استفادہ ہوتا ہے اور فتاویٰ کا اطلاق مقید ہو چوں کہ یعنی جو کتب فتاویٰ میں مذکور ہو بلا قید کہ جو کھودنے میں تلف ہوا اسکا ضمان ہو سوم اور حضرت نے طریق ہی نہ حضرت نے المملک اتحاد حکم اور حادثہ کے سبب سے و اند علم یہ جو کہا کہ زمین گاہے ملوک ہے اور گاہے تصرف مستاجر میں ہر مدت طویل سوم اور اس سے یہ ہو کہ وہ زمین خالی نہیں اشیا رند کورہ سے اور یہ مراد نہیں کہ ایک زمین گاہے ملوک ہے اور گاہے وقف اور جواب استفعا میں یہ خلل ہے کہ حادثہ انگور متفرع ہو صاحب جو ہرہ کی محبت اور جو ہرہ اور فقہائے دین سے مخصوص نہیں تو حکم متحد نہیں ہو سکتا اور حادثہ بھی مختلف ہے کیونکہ حضرت نے المملک فی طریق کی سنائی ہے و اند علم کذا فی الخطا و فرغ مسامحۃ شارح کے تو اسنا جبر الدار الملکۃ لاخرن جناح اولیۃ فوقع قتل انسانا ان قبل فرغم عن علیہ فاضمان علیہم لانیۃ من المسلما و اب الدار اور اگر صاحب خانہ نے فرزدور لگائے چھا یا چھتا نکالنے کے واسطے سو چھا یا چھتا کر بڑا سو اسے کسی آدمی کو قتل کیا اے فرغت عمل سے پہلے تو ضمان کا ہر ذرا

یہ خاص صاحب خانہ پر اس واسطے کہ ہجرت میں یعنی قبل از فرار صاحب خانہ کے واسطے دو مسلمانین ہوا نصیبین لوتی الما ریشہ بربقی و کسب و عیب المراقب اور
صفا ان دیگا اگر یابی کثرت سے خبر کا اسطرح کہ اس سے آدن دہن جاتا ہی دور چکر کا و تمام راہ میں جرم اور اگر غیر کا و خود راہر با تمام راہ میں جبر کا و نصیبین اور تو نصیبان
نہیں نظر میں فساد و زلفت با و ن صاحب خانہ علی الاثر اختیار کیا و تمام فی المستی اور اگر یابی جبر کا و کان کے ساتھ صاحب و کان کے آدن سے قرار کر کے
و اسے پریشان ہر آختمان کی راہ سے اور پورا اسکا بیان مستحق میں ہر

فصل فی احکام مالک یہ فصل ہر دیوار کی بعض جگہ دیوار کے مسائل میں مالک کی طرف سے ہر ایسی خاصہ مالکیت میں نفس انسان
 و حیوان اور مال کی جگہ گئی دیوار خارج عام کی طرف تو دیوار کا مالک یعنی مالک صاحب ضمان دیگا اس چیز کا جو تلف ہو گئی دیوار کے گرنے سے خواہ وہ چوبیس
 مالک جان ہو وہی یا جانور کی یا مال کی جو تلف ہو گئی مالک کی نفیر صاحب کر کے اشارہ کیا کہ مالک سے جتنی مالک مراد نہیں بلکہ مالک سے مراد وہ جس پر حکم
 تصرف اور نفیر کا اختیار ہو اگرچہ وہ ضعیف کا وہی ہو یا ہکا دو دیوار میں یا مکان چنانچہ شارح بیان کرے گا ان جملہ ارباب حقیقتہ اور حکما کا وقت و مقام
 مسجد مقصود حاکمہ الوقت ضمان تلف لازم ہوگا بشرطیکہ دیوار کے مالک سے مطالبہ کیا ہو خواہ وہ حقیقتہ مالک ہو یا حکما مالک ہو چنانچہ وقت کرنا والا اور وقت
 کا اگرچہ دیوار کی مسجد کی ہو تو عاقلہ وقت پر ضمان لازم آوے گا و کالیم اولی و اگرچہ دیوار کے مالک کا تلف و العاقلہ التاب و زمانہ وقت کے ناسخ و لی اور چوبیس و دیوار کے
 غلام ہر دم دی سے مراد ضعیف کا دی ہے جیسے مالک مالک و دیوار میں کا ذکر اسو اسٹے کیا کہ میں مالک مراد نہیں کہ میں سے مطالبہ ہو بلکہ مالک مراد وہ مالک
 جو ہر دم دیوار پر ملک رہے کے بعد ہر دیوار کا مراد میں کے قبض میں کرے اور مکان کی دیوار ساقط ہو کر اگر کوئی خیر تلف ہوگی حال کتابت میں تو اگر وہ خیر انسان ہو تو تو
 اس کی قیمت اور دیت فقہوں میں اہل ہوگا وہ مکان پر لازم ہوگا اور اگر وہ خیر مال ہو تو اس کی ادائیگی قیمت میں بھی مکان پر واجب ہوگی اور اگر عید تاجری دیوار سے مال
 تلف ہوگا تو اس کی گردن سے متعلق ہو اور اگر جان ہو تو اس کے مالک کی عاقلہ پر دیت ہے کہ زنی الخطا دی و کذا احد الشراکاء و لو اخرته استحسانا اور میں طریظ و عاقلہ وقت
 ناسخ و ملک میں سے ایک شریک ہو اگرچہ انخاص مذکور میں اس کے وارث میں باعتبار استحسان کی کم و جب استحسان ہے ہی کہ احد الشراکاء فارہی ہر ایک باقی شریکوں
 سے مطالبہ کرے تا وہ تمسح ہو کر دیوار کو ٹھکانا دیں تو ایک شریک بقدر حصہ کے ضمان دیگا اور قیاس یہ تھا کہ ایک شریک پر ضمان لازم ہوتا کیونکہ ہر دم
 دیوار کا مالک نہیں ہم نے اعلیٰ تہ لومات ربیع بن ابن فقط و دین مستغرق صحاح الامتداد علی الابن دان ہم ایک لہر بجنہی وغیرہ مان غیرہ میں ہے کہ اگر دیوار کا مالک
 ہو گیا فقط ایک بیٹا اور دین مستغرق مرد و کچھو کر تو بیٹے پر گوارہ کرنا صحیح ہے اگرچہ بیٹا مالک مالک نہیں کہ زانی ہر بجنہی وغیرہ تو اگر امتداد کے بعد انسان تلف ہوگا
 تو باپ کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی نہ فرزند کی عاقلہ پر کہ زانی الخ بقضیہ مکلف سلم او دمی یعنی میں ہی اس طلب فی شرط فی الصبی و بعد اذن ولیہ و مولایہ و نحوہ
 فی طبعی حرا و مکان ضمان لازم ہوگا اگر مالک دیوار سے اس کے ٹوٹنے اور دھارنے کا مطلب کیا ہو مکلف نے مسلمان ہر یا زنی آرزو یا مکان کا مکان شارب
 نے کہا مکلف سے مراد اہل ہر طلب مکانہ بالغ تو ضعیف کی طلب میں اس کے دنی کا اور غلام کی طلب میں اس کے مالک کا اذن خصوصیت کے واسطے شرط ہے کہ زانی
 فی الزانی و ان لم یشرہ و وجوب ضمان میں طلب نفس شرط ہے اگرچہ ہر شہادہ و دفع ہو جو وجوب ضمان میں طلب شرط ہے نہ شہادہ اور شہادہ و وجوب
 قصہ میں مذکور ہے تو اس واسطے ہے کہ اگر مالک دیوار یا اس کے مرد کا طلب ہم کا انکار کرے تو اس کے اثبات پر قدرت حاصل رہے تو شہادہ و اب احتیاط سے ہے
 چنانچہ طلب شفعہ پر شہادہ کرنا بوجہ احتیاطی نہ بوجہ شرط اور طلب کرنا اس ہر ایک فقط سے صحیح ہے جس سے طلب نفس معوم ہو چنانچہ یون کہنا کہ تری دیوار
 خطرناک ہے یا مال ہے سو اس کو اگر اسے ناسا فہم ہو کر کسی چیز کو تلف نہ کرے یا یون کہے کہ دیوار کو گروا دے کہ وہ جھک رہی ہے اور شہادہ کی صورت ہے ہی کہ طلب نہ کرنا
 شہادہ کے سامنے ہو یا یون کہے کہ اس مرد سے دیوار دھانے کو کہ چکے ہیں اور اگر مالک دیوار سے یون کہے کہ جھکو دیوار کا ڈھانا مناسب ہے تو یہ طلب نہیں
 ہر اور نہ شہادہ بلکہ یہ ضرور ہے کہ زانی الزانی و لایحی الطلب قبل ایل عدم اتندی اور طلب نفس صحیح نہیں دیوار کے جھکنے سے پہلے عدم اتندی کے سبب سے

و اما انہ لم یقصدوا فی عذرہ بقدر علی نقضہ فیما صاحب دیوار مالک رمضان وجب ہر طلب کے بعد اس حالت میں کہ جسے دیوار کو نہ
 کرایا اور مالک وہ اسکے کرنے کا مالک ہو مستدرت میں نہیں اسکے دھانے پر قادیان میں یعنی طلب کے بعد فوراً ملاجست ضمان وجب نہیں تو اگر طلب پر نہ ہو
 اور فوراً دیوار کر پڑی مالک نے اتنی فرصت نہ پائی کہ اگر اسے یقین ہو تو ضمان تلف ابسیر لازم ہوگا بطلت عدم قدرت علی نقض لان دفع الغرض لعمام وجب
 ازل دیوار ہو اسے ضمان تلف لازم ہو کہ ضرر عام کا دفع کرنا وجب ہر گز اگر ضمان وجب ہو تو تو فرغ متنب ہو تو راہ بند ہو جائے کرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جائے
 سے خلق ہند کا ضرر ہو اور ضرر عام کا دفع کرنا وجب ہو اور اگر ضرر ہو کہ ضرر خاص کا تحمل ضرر عام کے دفع کیونستہ وجب ہو یا ہر چاہے کفار یا تیرا نا اگر چہ کفار نے
 اطفال مسلمین کو سیر بنایا ہو اور چنانچہ مالک جان کے خوف سے اس مالک کا ناجو مٹا جائے تاہو کذا فی الخطا وی تم ماعلف بہ من الغنوس علی الجا فہ دن الاموال علیہ لان
 الجا فہ لا یعمل المال غیر معلوم کرنا چاہیے کہ جو دیوار کے کرنے سے جان آدمی کی تلف ہو گئی تو اسکی دیت صاحب دیوار کے مددگار ہو نہ ہو اور جو مال تلف ہو تو وہ تو مالک ضمان
 صاحب دیوار پر ہو سو اسلیکے مددگار تلف مال کا ضمان نہیں دیتے ولا ضمان لا بالاشہاد علی ثلثہ اشہاد علی تقدم علیہ و علی اہلک بقولہ علیہ و علی کون کبدار مالک
 ای من وقت الاشہاد والی وقت سقوط ذلہ قال اور ضمان نہیں کرتین خبر پر گواہ لانے سے ایک خبر کہ صاحب دیوار کی طرف طلب ہر دم مقدم ہو علی دوسرے خبر کہ
 بلاکت ہوئی ابسیر کر پڑنے کے سبب تیسرے خبر کہ دیوار اسکی ملک ہو یعنی اشہاد کے وقت سے سقوط کے وقت تک اسکی ملک میں باقی ہو لہذا مصنف نے قول
 آئندہ کو ذکر کیا و لو تقدم اے من ایامک نقضہ من لیکنہا با جارة او اعادة او الی الممر تن ادا الی اذ و مع لا یقصد بہ عدم قدر تم علی التشرع و اگر
 طلب ہر دم اس شخص سے تقدم ہوئی جو دیوار توڑنے کا مالک نہیں ان کو گون میں سے جو گھر میں رہتا ہو یا جارت کے سبب یا قرین یا انانیت دار کی طرف
 طلب ہوئی تو اس طلب و رشما کا کچھ اعتبار نہیں انکی عدم قدرت کے سبب تصرف پر یعنی وہ لوگ ہر دم وغیرہ کے تصرف پر قادیان میں حینہ فلو سقط بعد تقسیم
 اس ذکر و تلف شیعنا فلا ضمان علی ساکن ولا مالک اور اس صورت میں اگر دیوار سقط ہوئی انخاص نہ کو رہن کی تقدم طلب کے بعد اور دیوار نے
 سقط ہو کر کوئی خبر تلف کی تو ضمان نہیں نہ گھر کے رہنے والے پر نہ مالک ہر ساکن پر سو اسے ضمان نہیں کہ وہ مالک نہیں اور مالک پر سو اسے نہیں کہ ابسیر
 نہ اشہاد جو نہ طلب لکھا لو خرج کما لکھن ملک مع او غیرہ کہتہ حادثہ انتہی و کذا لو جن یسقطا اور بد حق و حکم لمجا فہ عم عاد و افاق خانیہ چنانچہ اس صورت
 میں ضمان نہیں کہ دیوار خارج ہو گئی اسکی ملک سے بیع کے سبب یا غیر بیع کے سبب سے چنانچہ یہ کہنے کے سبب سے کذا فی محادی انتہی اور یہی طرح
 ضمان نہیں اگر مالک دیوار کا بخون ہو گیا بخون مطبق یا قریب ہو گیا اور دار حرب میں جا ملا اور اسکے قاتی کا حکم ہو گیا پھر وہ دارالاسلام میں آ گیا یا بخون چلا
 ہو گیا کذا فی الخانیہ ظاہر ہے میں تسلیم فرمادی بطلان اشہاد کے واسطے اسواسطے یہ کہ کچھ حکم نہیں قبل تسلیم کے تو یہ جو شارح اگلے قول میں کہ گارواں اللہ
 بالبیع و نحوہ وغیرہ ظاہر ہو کہ انی لخطا وی بعد الاشہاد و لو قبل القبض لاول ولایۃ بالبیع و نحوہ وان عاد ملک بعدہ حادثہ خانیہ فوج ملک بعد الاشہاد
 سے ضمان لازم نہیں آتا اگرچہ سقوط دیوار کا قبض شری سے پہلے ہو بسبب زائل ہو جانے اسکی ولایت کے بیع اور اسکے ماننے سے اگرچہ ملک بائع کی خبر خود
 کرے بعد اسکے کذا فی محادی و الخانیہ ضمان وجب ہوتا ہر ترک ہر دم سے پھر جب بیع کی توقع درز ہر دم پر اور اگر بیع کے بعد پھر مالک ہوگا تو بھی ضمان
 لازم ہوگا مگر اشہاد زمانی سے متحد ملک کے سبب سے بخلاف خود بخلاف بقا و فعلہ کما مر بخلاف ماننے خراج کے سبب باقی رہنے فعل بائع کے چنانچہ فصل بان
 میں زبانی سے مذکور ہو چکا ام اشرع خراج جارت ہر اخرج جذوع دیوار سے یعنی دیوار سے دھیان روہ کی طرف باہر نکالتا اور یہ عمارت بنا نا گذرنے
 صدر شریعت دل ہند اسکی چھ اور بارہ کہتے ہیں اور خراج کی مانند کیفیت اور میراب ہر خلاصہ یہ کہ اگر راہ کی طرف خراج کیا یا مانند اسکے کھربنا یا غیر ہر ایک چاہے
 وہ سقط ہو کر تلف کا موجب ہو تو ضمان بائع پر ہر نہ شری پر اسواسطے کہ نفس وضع جنایت ہو تو ذوال ملک اس حال کو نہیں بدلتا اور دیوار خراج
 جنایت نہیں بلکہ ترک ہر دم دیوار مالکی جنایت ہر بیع کے بعد ہر دم پر قدرت نہیں ان الی دارالاسنان من مالک او ساکن با جارة او غیرہ و الا ضمانتہ

لاذی اولاہتہ قسمتی قاطب لیس لک الحق کہ اور اگر دیوار مال ہوئی کسی آدمی کے گھر کی طرف خواہ وہ مالک ہو یا رہنے والا ہو کرایہ دہندہ سے تو اس کی مالکیت
عقب ہدم کا اختیار ہو اس واسطے کہ خاص حق کسی قسمتی نے کہا اور انسان کی ضمانت کثیر تعلق اور ارتباط کی وجہ سے ہو یعنی تو مالک اور اگر کرایہ دار
دو نو کو صاحب خانہ کسنا صحیح فقہر صبح تا جلیلہ و ہر اوہ منہا میں بختایہ تو صاحب خانہ کی باجیل اور جنایت سے اگر کرایہ صحیح ہو یعنی اگر ایک شخص کے گھر کی طرف
دیوار مال ہو اور اسے مالک دیوار کو ملت دی کہ اتنی مدت میں اگر کرایہ لینا یا کما خیر ضمانت نہیں تو یہ جائز ہے پھر اگر اس مدت کے اندر تلف ہو گا تو مالک کو
بر ضمان لازم ہو گا کیونکہ صاحب حق کو اپنے حق کا حفاظ کرنا جائز ہے کہ اتنی مدت میں مال کی طریق قاطب القاضی و من طلب النقص لا یبرأ لیس لک الحق
و شرت القاضی فی حق ہما تہ نافذ فیما یستقیم لاجلایعیر ہم ذخیرہ بخلات ناجیل من بالدر اور اگر دیوار مال ہو گئی راہ کی طرف سو اس کو قاضی نے ملت دی مدت
معین کیا یا اسے ملت دی تین ہدم دیوار کی طلب کی تھی تو دیوار کا مالک بری الذمہ ہو گا ضمانت لغت سے اس واسطے کہ شارع عام میں سب کا حق ہے اور قاضی
کا تصرف حق عام میں نافذ ہے اس میں جو انکسوف کسی نہ ہو جو انکسوف کر کے کہ اتنی الذخیرہ بخلات ناجیل صاحب خانہ کہ وہاں کسی کا خاص حق ہے دیوار مال
بعضہ لاطریق یوسفہ لدار خاس طلب صبح طلب لاند اذ صرح الا شہاد فی بعض صبح فی اکل رجندی اور اگر بعض دیوار راہ کی طرف مال ہوئی اور بعض کسی کے گھر
کی طرف تو جو شخص طلب ہدم کرے گا تو طلب کرنا صحیح ہو گا اس واسطے کہ جب بعض میں شہاد صحیح ہو تو اس میں صحیح ہو گا کہ اتنی اہر جندی ہم جو کچھ دیوار و جندی تو ہوتا
ہما شہاد صحیح ہو گا اس قدر دیوار میں جو انکی ملک کی طرف مال ہو اور بقدر میں بھی جو راہ کی طرف مال ہو اس واسطے کہ ہما بھی بخلہ عامہ کے ہے اور اگر صاحب شہاد ہما
کا خیر ہو تو اس قدر دیوار میں شہاد صحیح ہو گا جو راہ کی طرف مال ہو اور جب بعض دیوار میں صحیح ہو تو اس میں صحیح ہو گا کہ اتنی اہر جندی ہم جو کچھ دیوار و جندی تو ہوتا
معلوم ہو گیا جو شارع کے کلام میں ہے یعنی چنانچہ غل خان بنی مالک استہاد کہ میں بلا طلب کما فی شراعیہ بخلہ عامہ کے ہے پھر اگر دیوار مال بنائی
سرے سے تو ضمان تلف مالک دیوار لازم ہو گا چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکالنے میں جیسا کہ میراب میں ضمان لازم ہے بلا طلب بسبب اس کی تعدی کے مال بنانے
سے حافظ میں جسے شہد علی احکم مسقط علی رجل ضمن عاقلہ خمس الدیۃ اسی خمس مالک بن من مال اوفس تکتہ من صلاحہ ہر قصۃ للحاکم ایک نو
مالک باخ شریکوں میں شریک ہے ایک شریک پر شہاد دو دفع ہو اگر وہ دیوار گڑھی ایک مرد پر تو صاحب دیوار کے مددگاروں پر یا بچوں حصہ دیت کا
لازم ہو گا یعنی جو چیز تلف ہو گئی دیوار سے مال ہو با جان اسکے یا بچوں حصہ کا ضمان لازم ہو گا اس واسطے کہ ایک شریک صلاح دیوار پر قادر ہے اس کی مالکیت
سے نالش کرے یہ جواب ہے سوال مقدار کا یعنی ایک شریک ہدم دیوار پر قادر نہیں تو اگر شہاد دیکو بکر صحیح ہو خلاصہ جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ ہدم پر قادر نہیں
لیکن اس کی صلاح پر قادر ہے ہر حکم سے اطلاع کر کے اس واسطے کہ مقصود از اللہ قریر ہے جس طرح سے کہ ہدم پر بچہ نہیں دار میں شہد حصر احکم فیما ہر اودی صلا
فقطب بہ رجل ضمن تلشی الدیۃ لعدیہ فی التلشین وقد صل لکلت بخلۃ واحده فیعتبر باجمعتہ ایک گھر میں تین حصوں میں شریک ہے ایک نے ان میں
کتوان لعدیہ دیوار بنائی سو اسکے صدمہ سے ایک مرد مر گیا تو حاضر اور بانی دیت کی دو تہائیوں کا ضمان دیکھا بسبب اس کی تعدی کے دو تہائیوں میں تین
دو شریکوں کے حصوں میں اور اہمہ تلف حاصل ہوا ایک ہی علت سے تو بقدر حصہ معتبر ہو گا م موت کی علت واحده نقل ملک ہے تو اس کی نسبت ہر مالک
بقدر ملک کے کہ اتنی اہر جندی ہم جو کچھ دیوار و جندی تو ہوتا ہما شہاد دیکو بکر صحیح ہو خلاصہ جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ ہدم پر قادر نہیں
ہر سبب کے تلف دو قسم ہے ایک ہم معتبر ہے اور دوسری ہر گناہ جس شریک پر شہاد ہو تو اسکے حصہ میں تلف معتبر ہے اور جس شریک پر شہاد نہیں ہوتا تو اسکے حصہ میں
تلف باطل اور گناہ ہے اور کون کون نے میں باعتبار اپنے ملک کے حاضر متعدی نہیں ہے اور باعتبار ملک شریکوں کے متعدی ہے تو وہ زمین پر لیکن تو نصف
انقسام ہو گیا کہ اتنی الزمی یعنی عاقلہ متعدی پر نصف ویت لازم ہوگی اور نصف رگناہ الا شہاد علی سکا شہاد علی النقص بالکسر یفرض من
اجدار دیوار مال ہے شہاد دہی دیوار افتادہ منقوض پر شہاد ہے یعنی ایک ہی شہاد و کفایت کرتا ہے دونوں کے ضمان تلف میں شارح نے کہا کہ

نقص کسب نون و سکون فاف عبارت ہے اس آیت اور اس سے جو دیوار سے ساقط ہو جیتا فلو وقع الحائط علی الطريق بعد الاثماد فخر لسان بقضہ نما
ضمن لان نقص ملک فخر نیہ علیہ اور سوقت میں اگر دیوار گری رہے برہنہ کے بعد سو کوئی آدمی آہر شوکر کھائے گرا سو گیا تو مالک دیوار پر ضمان دیتے
لازم ہوگا سو اسے کہ آیت اور شی مقتوض مالک دیوار کی ملک ہے تو راہ کو اس سے فارغ کرنا اور صاف کرنا ہی پر واجب ہے وان غیر حل التقتیل بات
یسقط ہوا ای الحائط لا یقیمتہ لان تقریر لہ لا ویلایا لہ لانیہ اور اگر ایک مرد نے شوکر کھائی اس مقتول پر جو دیوار کے سقوط سے گر گیا تو مالک دیوار پر شوکر
کھانے والے کا ضمان لازم ہوگا سو اسے کہ راہ فارغ کرنا مقتول کی وراثت سے مقتول کے وارثوں پر جو نہ صاحب دیوار پر نکاح جناح جیتے ہیں یہ التقتیل
النفائی ایضا بقا رجا یہ نیز نہ تقریر علی طریق عن التقتیل ایضا یؤید وہ نہ لو باع الحائط او نقص یرے دیوار باع جناح لازمی بر خلاف برادرہ
گرنے کے کہ وہاں مالک اس کا قتل تانی کا بھی ضمان دے گا سبب باقی رہنے اسکی جنابت اور تعدی کے تو اس پر راہ کا فارغ کرنا مقتولی سے بھی
لازم ہوگا مگر یہ اسکا وہ مسئلہ ہے کہ اگر دیوار یا مقتوض کو مالک نے بیع کر ڈالا تو ضمان سے بری الذمہ ہو گیا اور اگر بابت بیع تو ضمانت سے بری الذمہ
ہوگا کذا فی الریعی والصحح الا شہادہ قبل ان یسوی الحائط لا یندم التمدی ابتدا و انتہا اور صحیح نہیں گواہ کرنا دیوار کے کھٹکنے اور پھٹنے سے پہلے
بسیب نہونے تعدی کے باعتبار ابتدا و انتہا کے و تقبیل فیہ شہادۃ رجل و امرأتین لانه شہادۃ علی التقدیم لائے قتل اور شہادہ میں ایک
و د عورتوں کی گواہی مقبول ہے کیونکہ یہ تقدیم پر گواہی ہے نہ قتل پر فروع مسائل فقہ شراح کے حائط بعض صحیح و بعضہ وادہ فاشہد علیہ سقط کلہ و فی السہا
ضمنہ الا ان یكون الحائط علی یمن صاحب الوبہ فقط لانه جیتہ کا یمنین فالاشہاد صحیح فی الوبہ لانی ارجح الصحیح ایک دیوار پر کچھ درست ہے اور
کچھ مائل ہے اور سخت سو اہر اشہاد واقع ہو مائل پر سو تمام دیوار گری رہی اور آدمی کو اسے تلف کیا تو مالک دیوار کا ضمان اسکا دے گا مگر یہ کہ
دیوار مائل ہو تو فقط بقدر حصہ دیوار ضعیف کے ضمان دے گا سو اسے کہ سوقت میں طوں کے سبب سے ایک دیوار بنزلہ و د دیواروں میں
کے ہر تو شہادہ ضعیف دیوار میں صحیح ہوگا نہ درست دیوار میں حائطان احد ہما مائل والاخر صحیح فاشہد علی المسائل فسقط الصحیح فالتلف شہادہ کان ہوا
خانیہ و د دیوار میں ایک مائل ہے اور دوسری درست سو اشہاد واقع ہو مائل پر سو گری رہی درست دیوار تو اسے کچھ تلف کر دیا تو نہ باطل اور نہ
راستگان پر کچھ اسکا ضمان نہیں گزرنے انانیہ مسجد مال حائطہ فالاشہاد علی من بناہ والدیہ علی عاقلہ من بناہ ایک مسجد پر جسکی دیوار مائل ہے تو گواہ
کرنا اسے بنانے والے پر چاہیے اور اسے سقوط کا خونہا اسے بنانے والے کے مدگاروں پر چھوٹے ہو جیکہ شہادہ مقتولی وقف پر ہو اور اگر مساکین پر شہادہ ہوگا تو
کہ مساکین پر وقف ہے تو اسے سقوط کی دیت وقف کے مدگاروں پر چھوٹے ہو جیکہ شہادہ مقتولی وقف پر ہو اور اگر مساکین پر شہادہ ہوگا تو
ضمان نہیں گزرنے ایضا لیسرہ حائطہ لیسرہ التاجر علی عاقلہ مولاء و مستقر فاشہاد اور غلام ناجری دیوار کرنے کا ضمان اسے مالک کے مدگاروں پر چھوٹے ہو جیکہ
مستقر برین ہو ضمان کی دلیل سے قال ولی التقتیل اذا جازع غفوت من نقصان الصحیح لانه تملک علیہ مسئلہ الاصل جاریہ قلت رجلا عدا الزنی ہوا ولی التقتیل
قبل ان یقتضی لایحد لانا اصارت مملوکتہ و لو جیتہ مقتولی کے وارث نے کہا کہ جب کل آدمی تو میں نقصان کو صحت کر دینا تو چھوٹے ہو جیکہ صحیح نہیں سو اسے کہ یہ تیکہ
یعنی گرا اسے یوں کہ جب کل آدمی تو میں اس خون کو جسکے جانے کا شایع ہے جیکو اختیار دیا تیری ملک میں کر دینا تو مالک تملک کی تعلیق صحیح نہیں تملک
مسئلہ صحت کا یعنی سب کا وراثت کرنا ہے اور وہ مسئلہ ہے کہ ایک مرد کو قتل کیا مقتول کے وارث نے اس سے نہ کیا قصاص لے سے پہلے تو انی چیز واقع ہوئی
اس مسئلہ وہ لو تیری ان کی ملک ہو گئی گزرنی الریعیہ ان قتل کا موجب علی قصاص ہے تو وارث مقتول کا یا سب خون کا مالک ہو گیا قصاص کی راہ سے اور باقی ملک سے دینی کہ سب خون

باب جنایت ہست و نہایت علیہما
یہ باب ہر جانور کی جنایت اور جانور پر جنایت کرنے کے احکام میں الاصل ان المرء فی طریق المسلمین مباح بشرط الاسلامہ فیما یملک الا حرم الارض

انجات کے تلامذہ سے اور انکاس عبارت ہی نفی کے تلامذہ سے خلاصہ یہ کہ جہان رکب پریشان انداز و مان کیجئے دے اور مانگے دے لے برہی ضمان آتا ہے اور جس موضع میں رکب پر ضمان نہیں و مان ان پر بھی ضمان نہیں اور اس قول صحیح کے مقابل مختصر قدوری کا قول ہے کہ سائق ضمان ہے جو فور کے مقرر اور قانون کے روبرو کے اور قانون کے روبرو کے کا ضمان ہے نہ قانون کے روبرو کے کا اور رکب علیہ الکفار فی الوطی کا اور سوار پر کفارہ واجب ہے کیلئے میں پناہیہ گزر گیا مخطاوی نے کہا کہ اسباب میں تو رکب کا کفارہ مذکور نہیں ہو چکا لای علیہما ای لای علی سائق و قاتلہ ان دونوں پر یعنی کیجئے دے اور مانگے دے پر کفارہ نہیں م سائق اور قاتلہ سبب میں اور رکب مباشرت اور کفارہ مباشرت کا حکم ہے نہ سبب کا اور اس طرح کیلئے سے کہ سبب کی میں جہان میراث اور مست متعلق ہے نہ سائق اور قاتلہ کے نفی میں کہ ان فی الشیخ ولو کان سائق و رکب یضمن سائق علی الصبیح خلافا لما جزم بہ ہنستانی وغیرہ لان الاضافۃ الی البیاسہ اور لے من السبب کما مرے اور کان سبب لایعمل بالفرادہ و لا فاکما ہما فی سبب یعمل بالفرادہ فہنکان کیا یا فی مسئلہ حسن الداتہ باذن رکبہا یحفظ اور اگر ایک جانور کا ایک کیجئے والا ہو اور دوسرا سپر سوار ہو یعنی اور وہ جانور کو نقص کر دے تو کیجئے دے لے ضمان نہ دیگا بلکہ سوار پر ضمان لازم ہوگا بنا بر قول صحیح کے برخلاف اس قول کے کہ ہنستانی وغیرہ نے اسپر یقین کیا ہے سو اسلئے کہ فعل کی ہماقت مباشرت کی طرف مقدم ہے سبب کی ہماقت سے چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی اولویت مباشرت کی سبب سے اس وقت ہے جبکہ ایسا سبب ہو کہ نقص کرنے میں کیلا عمل نہ کرتا ہو چنانچہ بیان ہے یعنی کیجئے میں لیکن اس سبب میں جو علت کر دے میں تمام عمل کرنا ہو تو رکب اور سائق دونوں ضمان میں شریک ہونگے چنانچہ بیان اسکا جائز ہے کہ سبب میں ایک کا اس کے رکب کے اذن سے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ رکب نے کہا دوسرے سے کہ تلامذہ سے اس پر فو کو کوچ اور وہ کوچنے سے بجا گا اور کوئی غیر لغت ہوئی تو دونوں پر ضمان لازم دیگا ایسے کہ نقطہ کو چنانچہ اتنا میں کفایت کرتا ہے جو ضمن عاقلہ کل فارس اور اہل دیہۃ الاخران اصطلاحاً و اما تاسمہ فوقاً علی انفکار لو کان حج من بیاسہ مع ما یزنا ولاد قضا علی وجہ ہما اور ضمان دے عاقلہ پر سوار یا پیدل کا دوسرے سوار یا پیدل کی دیت کا اگر دونوں نے باہم رکھائی ہو اور مر گئے ہوں اس صورت سے سو دونوں جیت کر پے بشرطیکہ دونوں آزاد ہوں عجمی ہوں اور مر گئے کے فائدہ نہیں ورنہ دونوں شخص کے بل پٹ کرے ہوں م وجہ ضمان یہ ہے کہ ہر واحد کی موت دوسرے کی طرف مشافہت ہے لیکن ضمان علی الاطلاق نہیں بلکہ تقابل میں ہے جو سوائے کہ ہنستانی میں ہے کہ ایک دے سفر کیا جانور پر دوسرا سوار کیجئے آیا اور اسے لکھائی سوچنے لگتے ہو گیا تو انکے سوار پر ضمان نہیں در اگر انکھانے ہوا تو کچلے پر ضمان ہے اور یہی حکم ہے کہ کشتیوں کے لکھانے کا گذرانی مخطاوی و لو کا یا عبدین و قضا علی الوجہ اس کماں بیدر و ہما فی عمد و خطا و اشتربا لایہ وغیرہ اور اگر دونوں سوار یا پیدل غلام ہوں یا لکھ کر کت کرین شخص کے بل لکھ امج ابن کمال تو انکا خون راگان ہر عمد و خطا میں کہ انی اشتربا لایہ وغیرہ و لو کا نامس عجم فالدیہ فی مالعم کما مر اور اگر دونوں عجمی ہوں یعنی عرب ہوں تو دیت انکے مال میں ہے نہ عاقلہ چنانچہ چند بار مذکور ہو چکا کہ عجم کا عاقلہ نہیں و لو کا ناما مدین فعلی کل نصف الدیہ اور اگر دونوں نے عمد لکھ کر کتائی ہو اور مر گئے ہوں تو ہر شخص پر نصف دیت عجم اسوائے کہ ہر شخص لغت ہو اپنے فعل سے اور دوسرے کے فعل سے تو نصف دیت جبر ہوگی اور نصف باطل کفایہ میں ہے کہ نصف دیت عمد میں ہر واحد کی عاقلہ پر واجب ہے اور خطا میں پوری دیت ہے کہ انی الدیر و لو وقع احدہما علی وجہ ہر دمہ فقط اور اگر ایک شخص شخص کے بل پٹ کر دے تو فقط اسکا خون راگان ہے یعنی اسکا خون راگان نہیں جو جیت کر دے و لو احدہما حر و الاخر عبد فطے عاقلہ بحرفیۃ عمد فی خطا و نصفہما فی عمد اور اگر دونوں میں سے ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام تو آزاد کی عاقلہ پر غلام کی پوری قیمت ہے خطا میں اور نصف قیمت ہے عمد میں یہ مسئلہ مذہب شہور اور حدیث مانور کے خلاف ہے کہ چونکہ عاقلہ پر عمد کی دیت اور غلام کی دیت واجب نہیں ہوتی کہ انی مخطاوی لکھا تو تجاوب رطلان جبلا فاقطع بحبل فسقطا و اما علی القضا در ہر دمہ بوجہ کل بقوۃ نفسہ چنانچہ اگر دوسروں نے باہم ایک رسی کیجی سو رسی ٹوٹ گئی سو دونوں گر پے اور مر گئے جت کر کے تو انکا خون باطل اور انکا گناہ ہے اسوائے کہ ہر شخص کی موت ہوئی اپنی ذات کے زور سے فان قضا علی الوجہ واجب دیہ کل واحدہما علی عاقلہ الاخرۃ صاجہ پھر اگر دونوں

باب جنایت المملوک و اجنبیہ علیہ

یہ باب ہر مملوک یعنی نوٹری غلام کی جنایت میں اور مملوک کی جنایت کرنے کے احکام میں علم ان جنایات المملوک لا توجب لادفعہ واحدہ و مملوک معلوم کر کہ مملوک کی جنایات موجب نہیں ہوتی مگر ایک بار دے ڈالنے کی اگر مملوک دینے کا عمل چم اگر ایک غلام کی جنایات کثیرہ ہوں ان سے متعدد دین تو سب تو مملوک کے وارثوں کو دے غلام دیا جائیگا دفعہ واحدہ تو سب کے وارث بقدر جنایات کے نہیں پائے انا صاحب لکھنؤیہ غلام دینے کا عمل چم یعنی جیکہ اسکے واسطے حریت کے سبب منتقل ہو گئے ہوں چنانچہ تبریر اور استبداد اور کنایت گذارنی اخطا دہی والا فقہیہ واحدہ اور اگر مملوک محل دفع نہ ہو یعنی حریت کے سبب ثابت نہ ہو تو دے کوئی سبب منع ہو گیا تو ایک قیمت مولیٰ کو دینا ہوگی تو سب وارث بقدر اپنے حصوں کے مملوک بابت اسکے دو قدری ان حق میں جہاں تک لاویں ہم و ہم اور اگر نوٹری غلام کا فدیہ دیا یعنی اسکے قتل کر کے بے مال دیا پھر اسے فدیہ دینے کے بعد جنایت کی مثلاً کسی کو قتل کیا تو وہ اول بار کے مانند ہر سیری جنایت پھر جو جنایت میں الی غیر انہما یہی طرح کا حکم چم یعنی جب فدیہ دینے کے بعد دوسری سیری یا پھر جنایت کر گیا تو مولیٰ اول بار کے مانند دفع اور فدیہ دینے میں مختار ہو گیا اور اس کا سبب پہلی جنایت سے پاک ہو گیا فدیہ دینے سے تو گویا اسے جنایت ہی نہیں لی اور دوسری یا تیسری جنایت گویا ابتداء سے جنایت ہر جنایت کا موجب لایقہ واحدہ و مستحق برخلاف مدبر اور دم و دلا اور مکان کے کہ ان کی جنایات میں ہوسے ایک قیمت کے کچھ وجہ میں دراز جہاں کی تفصیل کے دفع ہوگی حتیٰ عبد خطا و المستعبد باخطا رہنا کا بقیہ فی النفس لان یجدہ فیتقسط امانی و دونا فلا یغنیہ عن الذل و خطاہ عمدہ و نہا تم انما یثبت لخطا و بالیقینہ و ازاد لہ و علم انقاضی لا با قورہ اصلا بدائع قلت لکن قولہ و علم ان انقاضی علی غیر اقصیٰ بقاء علی علم القاضی فی زمانہ شرعی لایقہ عن الاشباہ و تقدیم دفعہ مولیٰ ان سائر فیملکہ و لیہما ادا ان سائر قدادہ یا شہما حالاً مملوک نے ارزاؤ خطا جنایت کی یعنی کسی کو قتل کیا تو اسکا مالک اگر چاہے بڑے جنایت قتل کے عمار کو دے تو جنایت کا دلی یعنی مقتول کا وارث مالک ہو جائیگا مملوک کا اور اگر مالک چاہے فی الحال فدیہ دے اسکی دیت کا شراج نے کہا خطا کی فیدہ بان لگانا نقطہ جنایت نفس میں مفید ہر اس واسطے کہ مملوک کے قتل عمد میں قصاص لیا جاتا ہے اور جان کے سوا اطراف کی جنایت میں تو خطا کی تقید مفید نہیں ہے اسلئے کہ مادون نفس میں مملوک کی خطا اور عداوت میں ہر خطا تو ثابت نہیں ہوتی لہذا اگر اس سے اور قاضی کی درست سے نہ مملوک کے ارزاؤ اسلئے کہ فی البدیہ میں کتا ہوں لیکن علم قاضی کا جہت ہونا قبول مستفی بہ نہیں ہے اسلئے کہ قاضی کے علم پر ہمارے زمانے میں عمل جائز نہیں چنانچہ شریعت اسلامیہ میں مقتول پر شاہ سے ارزاؤ تسلیم نہ کرنا ہو چکا ہے فی الحال دنیا دفع اور فدیہ دفع سے متعلق ہر دفع میں تو وجہ ہے کہ عیال میں باقی جائز نہیں اور فدیہ کی وجہ ہے کہ وہ بلا بر میں یعنی مملوک کا تو عیال کے مانند ہوا علم مجمل میں لیکن اگر وجہ اصالی ہو دفع علی صحیح و لہذا نقطہ الواجب ہو بخلاف الموت اگر کا ذکر اضعف و غیرہ لیکن بنایت مملوک میں وجہ اصلی دفع ہے نہ فدیہ ہر قول صحیح و لہذا وجہ ساقط ہو جاتا ہے مملوک کے مرنے سے برخلاف ارزاؤ قاتل کے موت کے کہ وہاں وجہ ساقط نہیں ہوتا چنانچہ معنف و غیرہ نے مملوک ذکر کیا چم عبد قاتل کی موت سے وجہ اس واسطے ساقط ہو جاتا ہے کہ محل باقی نہ ہو اور اگر ارزاؤ قاتل ہو گیا یعنی قتل خطا میں تو وجہ ساقط ہو گا اسکی معلقہ پر وجہ ہو گا گذارنی الدار لیکن فی شریعت اسلامیہ عن امر جاز و جہزہ عن ابن زودی ان اصحیح ہو انصارہ و لم یقدر علیہ اداہ مہی وجہ دلا بر و ہلاک عبد لیکن شریعت اسلامیہ میں شراج سے اور جو ہر میں زودی سے یوں ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ وجہ اصلی جنایت مملوک میں فدیہ نہ دفع نو اگر مولیٰ فدیہ دینے کو اختیار کرے اور قادر ہو اسکے ادا کرنے پر تو وجہ پاؤ سے اسکو ادا کرے اور مولیٰ بری الذمہ ہو گا غلام قاتل کے مرنے سے و عللہ الزمعی و غیرہ بانہ انصار اصل قسم میل قسم فی یومہ عندانی صیفہ و منہ و مفادہ ان الاصل عندہ انصار و لا الذمہ ان الذمہ و غیرہ نے صحت اختیار کی علت یوں بیان کی ہے کہ مولیٰ نے ذمہ مقتول کا اصل حق اختیار کیا تو اب وارثوں کا حق باطل ہو گیا غلام میں ان کا حق رحمہ اللہ کے نزدیک اتنے ماننے الزمعی اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ امام کے نزدیک فدیہ اصل ہے نہ دفع و ارزاؤ شراج انھج نے تعلیل ان الام ان الواجب احد ہما و نہ متے انصار احد ہما تعین اور شراج صحیح یعنی دین ملک نے امام کی تعلیل میں بیان کیا ہے کہ جنایت جسد میں

وینع اور خدیہ میں سے ایک پیسہ واجب ہو اور جبکہ سولے سے دفع اور خدیہ کوئی اختیار کیا تو دینی چیزیں بوجہ بی بی لکنہ قدم ان دفع جو الاصل دین میں سے لفظ
الکتاب والادب علیہ لیکن شایع ہے پہلے اسکو بیان کیا کہ وجوب اس پر دین بیان کیا کہ کتاب کی عبارت میں وجوب اصلی پر دلالت نہیں
ہم محبت میں کہ نام محمدی نے اس معنی میں کہ وہ سولے میں کہ نامہ جب غلام آدمی پر جانیات موجب مال کی کہ تو اس کے مولی کو اختیار ہے چاہے غلام دے چاہے خدیہ یا دینی
نہ وجوب ہو کہ وجوب اصلی دفع جو اتنے تو اس میں سے خلافت ترشح ہو گیا اور خدیہ اختیار کرنے کے بعد غلام کی موت سے اس کے خدیہ باطل ہو گیا کہ تعبیر کا فقہاء
مدلی کو سوائے خدیہ ہی کو اختیار کیا تو یہ غامضی امر کے سبب ہے جو معنی اختیار کرنے سے اور دینی کا کلام تعلیل میں مضرب ہو واد علم بالصواب گذشتہ فی الخطا دی خان
فداہ فحشی بعدہ فحشی کا لاؤنی حکما سوا کر سولی نے غلام کی جانیات کا خدیہ دیا پھر بعد اسکے غلام نے پھر جانیات کی تو دوسری جانیات پہلی جانیات کے مانند حکم
دین یعنی مولی دفع اور خدیہ میں بیان بھی مختار ہے خان جنی جانیات میں فقہ ہما الی ولیہما اور خدیہ یا شہما پھر اگر غلام نے دو جانیات میں کہن تو ان جانیات میں
مولی غلام کو اس کے وارثوں کو دے یا دونوں کی دیت کا خدیہ دے وان وہیہ المولی وادعہ اعتقہ اور وہ اوکو لہ یا غیر حکم ہما باجناہ فی حق الاقل
من قیمتہ والاقول من الاورش ان علم ہما غرم الارش فقط اجماعا اور اگر سولی نے غلام کسی کہ سہ کر دیا یا اسکو سید الا یا آزاد کیا یا مد کر دیا یا نوثر کی
ام دلتہ یا جانیات کی ناواقفی میں تو سولی ضمان دے قیمت اور دیت میں سے کمتر چیز کا یعنی اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت کو دے اور اگر دیت کم ہو
قیمت سے تو دیت دے اور اگر جانیات کو جان کہ سہ یا سچ کی تو فقط دیت ضمان دے بالاتفاق کسبہ عالمہ ہما جیسے غلام کی سچ سے دیت واجب ہوئی ہو
جانیات جا کر غم خطاوی نے کہا یہ سہ کر دیا کیونکہ دان علم ہما غرم الارش میں داخل ہو و تعلیق عتقہ قبل زید اور سیدہ او شحہ ففعل العبد ذلک
کما یصیر فار یقولہ ان قیمت فانت طالق تلتا اور جیسے دیت واجب ہوئی ہو تعلیق عتق غلام میں قتل زید کے ساتھ یا اس کے تیرا نے یا اس کے سر چوڑنے
کی تعلیق کے ساتھ سو غلام نے ویسا ہی کیا جیسے زوج فادھو جائز ہو اس تعلیق سے کہ اگر میں بیمار ہوں تو تو طلقہ ہر تن بار یعنی تو عورت وارث ہوئی
زوجہ کی کم اگر سولی نے کہا اپنے غلام سے کہ اگر تو زید کو قتل کرے تو تو آزاد ہو سو اتنے زید کو قتل کیا یا سولی نے کہا اگر تو زید کے تیرا سے تو تو آزاد ہو سو اتنے
تیرا یا کیا اگر تو اس کے سر چوڑی کرے تو تو آزاد ہو سو اتنے زخم لگایا تو سولے پر دیت کا ضمان لازم ہوگا ایسے کہ اتنے خدیہ اختیار کیا کیونکہ اسکو آزاد کیا جو د
جانیات کی تقدیر پر گذشتہ فی الدروان قطع عبدیدہ رحمہ او دفع الیہ فاعتقہ فمات من اسراریۃ فالعبد صلح ہما اسی باجناہ لانعتقہ دلیل صلح و صلح
اور اگر غلام نے آزاد کا ہاتھ عمدہ کاٹا اور غلام اسکو دیا گیا سو اتنے آزاد کر دیا پھر آزاد مر گیا زخم کی سرایت سے تو غلام صلح عتقہ کیا جانیات کی رسو سٹے
کہ اسکا آزاد کرنا صلح کی دلیل ہو م اسو سٹے کہ احتاق بقدم کرنا صلح کی دلیل ہے تصدیق دلالت کرنا ہر اور اس صلح کی صحت نہیں بد دن اسکے کہ جانیات
سے اور جو اس سے حادث ہو صلح قرار دیا جائے پھر جب اتنے آزاد کر دیا تو صلح دشمن احتاق صلح ہو گئی ابتدا سے وان لم یعقہ وقد ہے پر دے
سیدہ فیقتل او یفعل بطلان الصلح اور اگر مقبوض الیہ نے غلام مذکور کو آزاد نہ کیا اور لا لکنت کے صدر سے دہ کر لیا ہو تو غلام اسکے مالک کو پھر دیا جاوے
سو وہ قتل ہو قصاص میں یا سنان کر دیا جائے سبب باطل ہو جائے صلح کے خان جنی ما دون لہ دیون خطا فاعتقہ سیدہ بلا علم ہما غرم رب الدین
الاقول من قیمتہ ون دیتہ وغرم ولیہما الاقل منہما ای قیمتہ ون الارش در غلام ما دون دیون نے از او جانیات کی ہو اسکے مالک نے اسکو آزاد کر دیا یا
ما دون اسکی جانیات سے تو صاحب دین کو مالک ضمان دے قیمت اور دین سے کمتر کا یعنی اگر قیمت غلام کی دین سے کم ہو تو قیمت کا ضمان اور اگر دین کم ہو تو دین کا ما دون
دے اور جانیات کے وارث کو ضمان دے قیمت اور دیت سے کمتر کا یعنی اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت دے (اور اگر دیت کم ہو قیمت سے قیمت دے و تہا لہ الے
عبد ہما اسی فیقیمتہ واحدا مولاہ ولا غیرہ اور اگر غلام جانی کو جنی شخص نے تلف کو دلا تو اس پر ایک قیمت واجب ہو غلام کے مالک کی سولے سوائے اسکے یعنی
بہ حسب دین اور دین مقبول کا مواخذہ قاتل پر ہو گا اسو سٹے کہ حق فقیہین کا اکثر ہر مالک رقبہ سے پھر جب سولے قیمت پا دیا تو اسکو صاحب دین کے گا

غلام میں جو کمتر ہو وہ مالک بھرے اس واسطے کہ مالک دفع زیادت میں مختار ہو نہ مجبور یعنی غلام قاتل کے مالک کو اختیار تھا غلام کے دینے اور فدیہ دینے میں
 جسکے آئے فدیہ زیادہ قیمت اختیار کیا تو آزاد کا دادان لازم ہوگا وگذا حکم فی ہمدان کا ان لعبد القاتل صغیر لان عمدہ خطا اور اسی طرح
 قتل عمد کا حکم ہو اگر قاتل غلام صغیر ہو اس واسطے کہ صغیر کا قتل عمد خطا کے مانند ہر حکم میں خان کسیر اقص منہ اور اگر قاتل غلام بالغ ہو تو اس سے قصاص
 لیا جائے جبکہ حضرت امیر انا عتقہ مولاہم وقع فیہا انسان و اکثر قتلک فلا شی علیہ لان بنیامہ لعبد لا توجب علیہ تینکا غلام نے کون کھو اس واسطے
 نے اسکو آزاد کیا بھر نہیں چید آدمی یا ایک آدمی کو پڑا سو مر گیا تو اسکو کراہ نہیں اسلئے کہ غلام کی جنابت پھر کچھ دہی نہیں کر دیتی م اور مخرج میں بھی
 یہی حکم ہے و جب علی المولی قیمتہ واحدة و اولو افع الفاربعی و لکن ان کھو دے دے کے مالک پر ایک قیمت غلام کی واجب ہوگا اگرچہ آزاد آدمی کو یوں
 میں کر کے مرنے ہوں کذا فی الزبیری خان قتل عبد عمداً رجلین حرین کل سبھا و لیان فعفا احد و لی کل سبھا دفع اسید نصفہ الی حرین المذنبین
 لم یعفو او فداہ بدیہ کا لے لائے نہ مالک لعفو سقط العود و لعلب مالا و ہر دینان و سقط دیتہ نصیب العاقلین و لعلی دیتہ نصیب لسانین او
 برقع نصفہ لہما پھر اگر ایک غلام نے ان دو آزاد مردوں کو عمدہ قتل کیا کہ ہر ایک قتل کے دو وارث ہیں سو دونوں گرد ہوں میں سے ایک ایک وارث ہے
 قصاص عفو کیا تو مالک غلام ان دو آزاد کو دے جنوں نے معاف نہیں کیا یا غلام کا فدیہ دے پوری دیت دے کہ اس واسطے کہ اس معافی سے قصاص ساقط
 ہو کہ نقاب ہاں ہو گیا اور مال تو پوری دو دین ہیں اور مال لکھ معاف کرنے والوں کے حصے کی دیت نو ساقط ہو گئی اور سکوت کرنے دے دو وارثوں کے حصوں کی
 دیت باقی رہ گئی یا مالک چاہے نصف غلام دونوں وارثوں کو دے خان قتل لعبد احدیما عمدہ او الآخر خطا و عفا احد ولی لعبد فدی بدیہ لولی الخطا
 و نصفہما لاحد ولی لعبد الذی یعف پھر اگر غلام نے ایک مرد کو عمدہ قتل کیا اور دوسرے کو خطا قتل کیا اور قتل عمد کے دو وارثوں میں سے ایک وارث ہے
 قصاص میں معاف کیا تو مالک پوری دیت کا فدیہ دے قتل خطا کے دو وارثوں کو اور نصف دیت فدیہ دے قتل عمد کے اس ایک وارث کو جسے عفو نہیں کیا اور دے
 السیما و قسم ثلاثا عولا غندہ و ارباعا منازعہ فدیہا یا مالک غلام دے قتل خطا کے دو وارثوں کو اور تین نہا و بابت دے بطریق عول کے امام کے نزدیک اور
 چار حصے کر دے بطریق منازعت کے صاحبین کے نزدیک م وجہ اسکی یہ ہے کہ خطا کے دو وارثوں کا حق پوری دیت دس ہزار درہم میں ہے اور عمد کے دو وارثوں کا حق قصاص
 میں ہے بھر جب ایک وارث نے عفو کیا تو دوسرے وارث کا حصہ مال ہو گیا یعنی باقی ہزار درہم نصف دیت تو اگر مالک فدیہ دے تو دس ہزار خطا کے وارثوں کو دے
 اور باقی ہزار عمد کے ایک وارث کو جسے معاف نہیں کیا اور اگر مالک غلام کو دفع کرے تو تین نہا و کرے دو نہا یا ان خطا کے وارثوں کو دے اور ایک نہائی قتل
 عمد کے ایک وارث کو بطریق عول کے اس واسطے کہ اسکا حق دیت میں بھی اسی طرح ہے نہ بھر ہر امام کا اور صاحبین ام کے نزدیک چار حصے ہوں گے
 بطریق منازعت کے تین جو نہا یا ان خطا کے وارثوں کو اور ایک جو نہا یا اسکو جسے عفو نہیں کیا اس لیے کہ نصف غلام نو خطا کے وارثوں کے واسطے
 سلم ہر بلا منازعت اور نصف باقی میں منازعت واقع ہوئی دونوں خرق کی تو اسکو نصفاً نصف کر دیا کذا فی الزبیری خان قتل عبد ہما قریہما و عفا
 احد ہما بطل کلمہ و قال یدفع الذی عفا نصف نصیبہ لآخر او بقیدہ ربع الدیہ و فیل محمد مع الامام و وجہ انہ انقلب بالنعو مالا و المولی لایستوجب
 علی عبدہ و نہا فلا یختلف فیہ الوترہ پھر اگر دو شخصوں کے غلام نے مالکوں کے فرات دار کو قتل کیا اور ایک مالک نے قصاص عفو کیا تو تمام قصاص باطل
 ہو گیا اور صاحبین نے کہا کہ جس مالک نے عفو کیا وہ اپنا آدھا حصہ دوسرے مالک کو دے یا اسکا فدیہ دے جو نہا یا دیت دے کر دو شخصوں نے کہا
 کہ محمد امام کے ساتھ میں اس مسئلے میں امام کی دلیل یہ ہے کہ قصاص عفو سے منقلب ہاں ہو گیا اور مالک اپنے غلام پر مستوجب دین کا نہیں ہوتا تو اس کے وارث
 اس میں اس کے خلیفہ ہو گئے م خطا دیتی کہ مالک کو دونوں نہا و موجود ہیں تو ہر دو وارث کا بیان کیا ذکر کر
 فصل فی بنیامہ علی العید یہ فصل ہر اس جنابت کے بیان میں جو عبد بردار قہم عبد سے مراد ملوک کہہ تو غلام اور لونڈی دونوں کو شامل ہے و یہاں

در اس سے نقصان نہ ہے اور صاحبان نے کہا مالک کو نقصان لینا جائز ہے اور امام شافعی نے کہا اگر بیعت ہوئے دوسرے سے غلام کی قیمت کا ضمان ہے اور غلام کا اندھا
 رہنے پاس رکھے ولو جنی مدبر اوم ولد ضمن السید الاقل من لقیمتہ ومن لا ارش لقیام قیمتها مقادیرا اور اگر غلام مدبر یا ام ولد جنایت کرے تو مالک نادان
 دے کتر مال کا قیمت اور دیت سے یعنی اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت دے اور اگر دیت کم ہو قیمت سے نو دیت دے ایسے کہ مدبر اوم ولد کی قیمت قائم مقام ہر
 ایک کم مناسب یہ تھا کہ یہ مسئلہ باب سابق میں مذکور ہوتا اس واسطے کہ مدبر اوم ولد فاکل ہر مقتول خان دفع لقیمتہ بقضایا یعنی المدبر اوم ولد جنایت
 اخری مشارک الاثنی الاولی الاولی میں نے جنایات لفظ الاثیمۃ واحدة ولائی علی المولے لانی مجبور علی الدفع ہر اگر مالک نے قیمت دی قاضی کے حکم سے پھر
 مدبر یا ام ولد نے دوسری جنایت کی تو دوسرے مقتول کا وارث شریک ہوگا مقتول اول کے وارث کا اس واسطے کہ مدبر کی تمام جنایات میں سوا سے ایک
 قیمت کے اور کچھ واجب نہیں اور مالک پر کچھ واجب نہیں اس واسطے کہ وہ مجبور ہر قیمت کے دینے پر یعنی حکم قاضی ولو دفع لقیمتہ لوبہ الاولے بغیر قضا و اتباع
 السید حصصہ من لقیمتہ ورجع بھا علی الاولی لانی قبضہ بغیر حق لان المولے لایجب علیہ الاثیمۃ واحدة اور اگر مالک نے پہلے جنایت کے وارث کو قیمت
 دی بدون حکم قاضی کے تو مقتول ثانی کا وارث سچا کرے مالک کا قیمت لینے کے واسطے بقدر رہے جسے کے اور مالک بقدر رہے مقتول اول کے وارث
 سے ایسے کہ وارث اول نے تمام قیمت پر ناحق قبضہ کیا اس واسطے کہ مالک پر تو سوا سے ایک قیمت کے کچھ واجب نہیں و اتباع ولی بخبايا الاولی وارث ثانی
 وارث اول کا سچا کرے یعنی نصف قیمت اُس سے باقی لے اس واسطے کہ اُسے اسکا حق ناحق لیا و قال لا یثب علی المولے اور صاحبان نے کہا قیمت بلا قضا دینے
 میں مالک پر کچھ لازم نہیں و ان اعتق المولی المدبر وقد جنی جنایات لم تلزمه ای المولی الا قیمته واحدة علم بالجنایۃ قبل اعتق الاول لان حق اکر
 لم یعلق بالعبد فلم یمن مفتونا بالاعتق اور اگر مالک نے مدبر کو آزاد کیا اور حالانکہ اُس سے جنایات متعددہ صادر ہوئے تو مولے پر سوا سے ایک قیمت کے کچھ
 لازم نہ ہوگا خواہ مالک کو قبل از اعتق جنایت کا علم ہوا ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ وارث کا حق غلام کی ذات سے متعلق نہیں تو مالک آزاد کرنے سے اُس کے
 حق کا ضائع کرنے والا نہیں مگر اوم الولد کا مدبر فیما ممدبر اوم ولد مدبر کے مانند ہر حکم مذکور میں یعنی مسئلہ اخناق میں اقر المدبر اوم الولد جنایت تو حسب
 المال لم یخیر اقرارہ لانی اقرار لعلی المولی بخلاف ما اذا اقر بالقتل عمد افاقانہ یصح اقرارہ علی نفسه فیقتل بہ اور اگر مدبر یا ام ولد نے اس جنایت
 کا اقرار کیا جو مال کی وجہ سے ہو تو اسکا اقرار جائز نہیں اس واسطے کہ یہ اقرار ہر مولے کے غرض پر بخلاف اسکے جب کہ اُسے قتل عمد کا اقرار کیا تو اسکا اقرار
 صحیح ہوگا اپنی ذات پر تو اپنے اقرار کے سبب سے مارا جاوے گا ولو جنی المدبر خطا وفیات لم تسقط قیمته عن مولاه اور اگر مدبر نے جنایت کی بطور خطا
 کے پھر وہ مر گیا تو اسکی قیمت اسکے مالک سے ساقط نہ ہوگی ولو قتل المدبر مولاه خطا سے فی قیمتہ اور اگر مدبر نے اپنے مالک کو بطریق خطا کے قتل کیا تو
 کوشش کرنے اپنی قیمت میں یعنی سخت مزدوری کر کے اپنی قیمت مالک کے وارث کو دے ولو عمد قتلہ الوارث او استعاه فی قیمتہ ثم قتلہ در اور
 اگر مدبر نے اپنے مالک کو عمدہ قتل کیا تو وارث اسکو قتل کر دے یا وارث چاہے اُس سخت مزدوری کر دے اسکی قیمت حاصل کرنے میں پھر حصول قیمت
 کے بعد اسکو قتل کرے کذا فی الدرر

فصل فی غصب الفتن وغیرہ فصل ہر ملوک وغیرہ کے غصب کے احکام میں غیر ملوک سے مدبر اور حبسی مراد ہر قطع مد عبیدہ فقصیدہ رجل دوسرے
 ذات منہ ضمن الغاصب قیمتہ قطع مالک نے اپنے غلام کا ماتھ کا ناسو اسکو غصب کیا ایک مرد نے اور غم نے سرایت کی سو وہ اُسی ختم سے مر گیا تو غاصب
 نادان دے ماتھ کے غلام کی قیمت کا وان قطع یدہ ورجو فی یدہ غاصب فمات منہ بری الغاصب سیر ورتہ متعلقا فی سیر ستر ۱ اور اگر مالک نے غلام
 کا ماتھ کا ناسو اور حالانکہ غلام غاصب کے پاس ہر سو وہ اُسی ختم سے مر گیا تو غاصب بری الذمہ ہو گیا قیمت دینے کے نادان سے بسبب ہر وجہ سے مالک اسکے
 تلف کرنے والا تو مالک پھر لینے والا شہر جاوے گا غصب عبیدہ مجبور مثلہ فمات فی یدہ ضمن لان الحجز موانع با فحالہ لابقوالہ والا یجوز دفع غلام

غیر از دوزخ نے اپنے مانند دوسرے کا غلام غیر از دوزخ منصب کیا سو وہ اسکے قبضے میں مر گیا سو وہ تاوان دے گا انکی قیمت کا سو اسے کہ غیر از دوزخ اپنے اقبالی
 میں باخوہر نہ اپنے دوزخ میں مگر آزاد ہونے کے بعد دوزخ میں بھی باخوہر ہوگا مگر بدتر جتنی غند غاصبہ دردم جتنی غند سیدہ آخر سے ضمن سیدہ قیمت لکھا نصفین
 مگر بنے جنایت کی اپنے غاصب کے پاس سو غاصب نے اسکو بھیر دیا مالک کو مدیر نے اپنے مالک کے پاس دوسری جنایت کی تو مالک اسکی قیمت کا
 تاوان دے دونوں مقتولوں کے وارثوں کو نصفانصفت یعنی نصف قیمت مقتول اول کے وارث کو دے اور نصف باقی دوسرے کے وارث کو ورج
 المولی نصف قیمت علی الغاصب و دفع المولی نصف قیمت المولی الجنایۃ الاول لان حقہ لم یجب الا بالرحم قائم اور مالک مدبر کی
 نصف قیمت بھرے غاصب سے اور بولے وہی نصف قیمت جنایت اول کے وارث کو دے اسلیے کہ اسکا حق واجب ہوا مگر اس مالی میں کفر ارم ہو چکا
 ہم مخطاوی نے کہا جلی نے زلی سے رام اور ابو یوسف کی دلیل یوں نقل کی ہر کہ مقتول پول کا حق تمام قیمت میں تھا سو اسے کہ جب وہ مقتول ہوا تھا تو کوئی
 فراہم اور سنازع اسکا نہ تھا اور کسی جو بھری تو مقتول ثانی کی فراہم کے سبب سے ہوئی ہر جیکہ غلام کا بدلا مالک کے کا تو حق یا خارج از حق تو وارث اول اسکو ملے گا
 تاکہ اسکا حق پورا ہو جاوے اتنے تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ شراح کی عبارت میں خلل جز شراح کو یوں کہنا مناسب تھا لان حقہ واجبین لا فراہم یعنی مقتول اول
 کے وارث کا حق اکتوفت واجب ہو تھا جیکہ اسکا کوئی فراہم نہ تھا ہم رجع المولے علی الغاصب لانہ اخر منہ سبب کان غند لھا غاصب بھر دوسری بار
 مالک نصف قیمت غاصب سے بھرے سو اسے کہ بولے جو لیا گیا اس سبب سے لیا گیا جو غاصب کے پاس ہوا و لیکسہ یا جتنی غند بولادہ غم غاصبہ لایرجع ہر
 علی الغاصب یہ ثانی لان الجنایۃ الاولے کانت فی بدلا لک اور سکہ سابقہ کے بالکل یعنی مدبر نے جنایت کی اپنے مالک کے پاس بھر جنایت کی اپنے غاصب کے
 پاس تو مالک غاصب سے دوسری بار نصف قیمت نہ بھر لیا سو اسے کہ پہلی جنایت اسکے مالک کے پاس واقع ہوئی جو نہ غاصب کے پاس دوزخ نے
 اقصین کا مدبر غیر ان المولی مدفع بعد نقسہ ہما و تم اسی فی لہد بر قیمتہ کما مر او غلام خالص دونوں صورت میں یعنی خواہ غاصب کے پاس جنایت
 واقع ہو خواہ مالک کے پاس مدبر کے مانند ہو اسے اس بات کے کہ مالک یہاں خود غلام کو دے گا اور دوزخ میں جنایت مدبر میں قیمت دیکھا جتنا قیمت ہو کر ہو چکا
 مدبر جتنی غند غاصبہ فردہ غصیبہ ثانیاً جتنی غندہ کان علی سیدہ قیمتہ لہما ورجع قیمتہ علی الغاصب لکونہما عندہ و دفع المولی نصفانصفا
 اسی قیمتہ الماخوذہ ثانیاً دلی الجنایۃ الاول ورجع المولے بذلک انصفت علی الغاصب مدبر نے جنایت کی اپنے غاصب کے پاس بھر اسے مالک کو بھرنا
 بھر غاصب نے دوبارہ غصب کیا سو اسے غاصب کے پاس بھر جنایت کی تو اسکے مالک پر قیمت مدبر کی دونوں مقتولوں کے واسطے واجب ہوگی اور مالک قیمت
 بھرے غاصب سے اس لیے کہ دونوں جنایتیں غاصب کے پاس واقع ہوئیں اور بولے نصف قیمت ماخوذہ جنایت اول کے وارث کو دوسری بار دے اور دوزخ
 نصف قیمت جو وارث اول کو دے غاصب سے بھرے دم الولد فی کلھا لمدبر و ارم ولد ان سبب صورتوں میں مدبر کے مانند ہر غصب رجل صبیحا حرا لایبر عن نفسه
 و المراد بغصیبہ الذی ناب بہ بلاذن ولیہ فہما تہذا اخرنی یدہ فجائتہ او کجی لم یضمن ایک مرد نے وہ غصیر از دوزخ دینا حال بیان نہیں کہ سکنا غصب کیا
 بھر وہ آزاد غاصب کے ماتم میں مر گیا ناگمان یا تہ کے سبب سے تو مرد پر تاوان نہیں غصب سے مراد غصیر کا بچا نا بدوزخ جازات اسکے دلی کے ہم یعنی غصب کے
 معنی مجازی بیان مرد میں اسلیے کہ آزاد میں غصب ثابت نہیں ہوا ضمان سو اسے ثابت ہوا کہ موت ناگمانی اور پانا ہر مقام میں ممکن مختلف باختلاف اداکن
 نہیں ہوا ان مات بصما حقۃ او نش حتمۃ فدیۃ علی عاقلۃ الغاصب احتسابا بقبضہ لکان اصولی و کجیات حتی لو نکلہ موضع فغلب فیہ
 احمی و الا من ضمن فغلب فیہ الدیۃ علی عاقلۃ لکونہ قتلا سببا ہدایۃ وغیرہا اگر غصیر نہ کر مر گیا بچلی کے گرنے سے یا سانپ کے کاٹنے سے تو اسکی دیت
 غاصب کی عاقلہ پر بریل تحسان کے واسطے کہ غاصب سبب پڑا ہر جلیوں یا سانپوں کے مکان کی طرف نقل کرنے کا تو اگر غاصب غصیر کو اس مکان میں
 لے گیا جان اکثر نہ اور ارم من لاقی رہتے ہیں تو ضمان لازم ہوگا تو ان میں بھی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی قتل سبب کا موجب ہونے سے کہ انی الہدایۃ

و غیر ما قلت وبقی نونقل انحر الکیبر لندہ الاماکن تعدیا ان عقید او لم یکینه انحر عنہ ضمن وان لم یشبع من حفظ نفسه لالانہ بتقصیرہ حکم صغیر لکیبر مقید عنایہ میں
کناہوں باقی رہ گئی ایک صورت کہ اگر آزاد باغ کو کوئی شخص ان مکانات کی طرف سے گیا زبردستی اگر مقید کے اس طرح سے گیا کہ اسکو پکڑا اس سے
مکس نہیں تو قاتل پر ضمان لازم ہوگا اور اگر باغ اسکو مانع نہوا اپنی ذات کی حفاظت سے تو ضمان لازم نہوگا اس واسطے کہ باغ کی تقصیر کے سبب ہو تو صغیر کا حکم
کے مانند مقید بقید نہ کرے کذا فی عنایہ ولو غصب صبیبا فغاب عن یدہ جلس الغاصب حتی یحیی بعد اعلیم صومۃ خانیۃ کا دفعہ اول حق وقت الفتنہ بیجا
خانیہ جس حق پر دانا و ثروت خلاصہ اور اگر صغیر کو غصب کیا پھر وہ غائب ہو گیا اسکے پاس سے تو غاصب مجبوس رہیگا یہاں تک کہ اسکو اسے ادا کی موت
معلوم ہو جاوے کذا فی انجانیۃ خانیۃ اگر ایک مرد کی عورت کو زہب سے لپیٹا یہاں تک کہ زہب میں جبرائی برگی اس طرح کہ زوج کو معلوم نہیں کہ زہب کہاں ہے تو وہ
شخص مجبوس رہیگا یہاں تک کہ اسکو غیر ادا سے یا عورت جبرادے یعنی اسکی موت معلوم ہو جاوے کذا فی انجانیۃ اور خانیۃ صبیبا فغاب عن یدہ فغاب قطع
حشمتہ و مات لصبی من ذلک فغاب غا طمۃ انجانیۃ ویتہ وان لم میت فعلی عاقلۃ کلما وقد قدست فی باب ضمان الاجیر فی عیالات الوہب
س و من ذوالذی ان یمنیۃ فغاب علیہ اذا مات بالوٹ بطریقہ غنۃ کرنے والے کی عاقلہ پر نصف دیت ہو اور اگر وہ مرے تو اسکی عاقلہ پر پوری دیت ہو اور یہ مسئلہ ضمان جبر کے باب میں سابق مذکور
ہو چکا اور وہاں یہ کی حیثیتان میں یہ مسئلہ یوں مذکور ہے کہ وہ کون جانی ہے اگر اسکا مخفی ہے تو اس پر وہ دیت ہو جبکہ نہ مرے نصف اسکا واجب ہو موت سے یعنی اگر
نہ مرے تو پوری دیت واجب ہو اور نہ تو نصف واجب ہو وہ کون جانی ہے اگر اسکا مخفی ہے تو اس پر وہ دیت ہو جبکہ نہ مرے نصف اسکا واجب ہو موت سے یعنی اگر
لی فسقط لصبی و لم یکن ینتہ سیر فمات کان علی عاقلۃ من حملہ اسی دیتہ صبی کان اسی من رکت شملہ اولایک و ثمانی انجانیۃ مانند شخص کے
جسے صغیر کو جانور پر چڑھایا اور کہا جانور کو تھامے رکھ میرے واسطے سو صغیر گر پڑا اور اسے جانور کو تھامے رکھ میرے واسطے کی عاقلہ پر صغیر کی دیت
واجب ہو خواہ اتنی عمر کا لوکا سوار ہوتا ہو یا سوار نہ ہوتا ہو اور اسکا پورا بیان خانیۃ میں ہے صبی اودع عبد مقتله اسی قتل صبی بعد المودع ضمن عاقلۃ
واجب ہو صغیر کے جسکے پاس غلام و دیت رکھا گیا سو اسے اسکو قتل کیا یعنی صغیر نے غلام مودع کو قتل کیا تو صبی کا عاقلہ غلام کی قیمت کا ضمان
دیگا خان اودع طحا بلا اذن ولیہ لم یس ما ذونا فی تجارۃ فاکلہم یمنین لانه سلطہ علیہ وقال ابو یوسف رحمہ و ثمانی صغیر کے پاس کھانا دیت
رکھا گیا بدون اسکے ولی کے اذن کے اور صغیر ما ذونا فی تجارۃ بھی نہیں ہے سو صغیر نے کھانا کھا لیا تو اس پر ضمان نہیں اس واسطے کہ صاحب غلام نے صغیر کو طعام
سلطہ کر دیا اور ابو یوسف اور شافعی نے کہا کہ ضمان دیگا و کذا و اودع عبد محجور مالا فاستملکہ ضمنہ بعد غرقہ وغدابی یوسف و ثمانی فی احوال اور ہی طرح اگر
غلام محجور کے پاس مال و دیت رکھا گیا سو اسے اسکو تلف کیا تو اسکا نادان دیگا آزاد ہونے کے بعد اور ابو یوسف و ثمانی صغیر کے نزدیک فی احوال نادان دیگا و کذا
کذا اختلاف ابو جبر و اخرا اور ہی طرح اختلاف ہے اگر صغیر اور غلام محجور کو عاریت دی گئی یا قرض دیا گیا ہم یعنی صغیر اور غلام نے کوئی خیر عاریت لی یا بطور قرض
بجرت تلف کی تو صغیر یا ذون پر ضمان نہیں باغ ہونے کے بعد بھی اور غلام پر آزاد ہونے کے بعد ضمان ہے اور شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک فی احوال ضمان ہے
کذا فی الخطا دی ولو کان باذن اذنا وضمن بالاجماع اور اگر عاریت یا قرض اذن سے ہوا وہ ما ذونا فی تجارۃ ہو تو بالاتفاق ضمان لازم ہوگی اسکو اسہلک
اصبی مال غیر بلا دویۃ ضمنہ فی احوال چنانچہ اگر صغیر نے غیر کا مال بدون و دیت کے تلف کیا تو اسکا ضمان بالاتفاق لازم ہوگا فی احوال قلت و غیر اکلہ
لو لصبی عاقلہ والا فلا یمنین بالاجماع و ثمانی فی عنایۃ و ثمر بنیالیہ عن ائلبی و مسکین علی خلاف مافی المتفق و امدایۃ و الرطب یحفظ بین کناہوں اور
ہ تمام مذکور اس صورت میں ہے جبکہ صغیر عاقل اور مقید ہو اور اگر عاقل نہ ہو تو پر ضمان لازم نہیں ہے بالاتفاق اور اگر عاقل نہ ہو تو پر ضمان لازم نہیں ہے شملہ اور کیسے
نسقول بغلاف متقی اور ہدایۃ اور بلقی کے تو اسکو یا در کھنا چاہیے تو معلوم ہوا کہ وجوب ضمان کیو اسے اشتراک عقل صغیر اور عدم اشتراک میں بل نہ رہے دو طریقہ ہیں

یہ ہم اُسکے قاتل کو جانتے ہیں چہرہ قاتل کا خون نہ ادا کر تو ہو دیوں نے کہا کہ تم نے یہ لوگوں میں ناموس یعنی وحی ربانی کا حکم کیا گذرانی الدین علی بن ابی طالب نے شرح ہر مین
کہا کہ ہماری دلیل یہ حدیث ہے ترمذی کی کہ بیٹھتے علی المدعی و یسین علی المدعی علیہ اگر یہ حدیث ضعیف ہو لیکن نص حدیث صحیح سہتہ بین متفقین ہو جو کہ صحیح
مسلم تو یوں کہ لیکن یسین علی المدعی علیہ اور باقی صحاح میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معنی علیہ یہ قسم کا حکم کیا تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ مدعی علیہ کا قسم ہے
اور مدعی کا ذبیحہ قسم نہیں ہے اس تقریر سے ترمذی کی حدیث قوی ہو گئی استیعاق قضی علی اہلہا بالذکر لا یستطاع اہل القوت المدعی قاتل عمہ وان
وقت المدعی بخلاف مقتدی ای فی قضی بالذکر علی عواظہم کما فی تہج الجمع معز اللہ فیہ و خانہ و نقل ابن الکمال عن ابیہ و ان فی ظاہر الروایۃ القسامۃ علی اہل
المحلۃ والدیۃ علی عواظہم ای فی ثلاث سنین و کذا فیہم اثن توفی فی ثلاث سنین شریک لایبیر اہل محلہ کی قسم کے بعد اپنی دیت کا حکم کیا جاوے لیکن نہ ہر طرح
کے دعوے میں بلکہ اگر قاتل عمہ کا دعوے واقع ہو اور تو ابیہ دیت کا حکم ہو گا اور اگر قاتل خطا کا دعوے واقع ہو تو ابیہ دیت کا حکم ہو گا یعنی مددگاروں پر
دیت کا حکم ہو گا چنانچہ شرح مجمع میں ہے ذبیحہ او خانہ سے منقول اور ابن کمال نے مسودے سے نقل کیا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں اہل محلہ پر قسامہ ہے اور اُسکے
مددگاروں پر دیت ہے یعنی تین سال کے اندر اور اسی طرح غلام مقتول کی قیمت تین سال میں لیا جاوے گی گذرانی شریک لایبیر و ان لم یتیم العدد و اگر کلفت
علیہم یعنی یتیم حسین مسینا اور اگر اہل محلہ میں پچاس مرد کا شمار ہو اور انہو کو کر قسم لیا جاوے اُسے تاکہ پچاس نہیں پوری ہو جاوے و ان لم یتیم العدد و اگر د
الولی مکرارہ لا اور اگر پچاس کا شمار ہو اور گویا اور وارث نے تکرار قسم کا ارادہ کیا تو کر قسم لیا جاوے گی و من کل متیم حبس حتی یکلّف علی الوجہ المذکور
چنانچہ انی دعوی القتل اعمد امانی اخطا فی قضی بالذکر علی عواظہم و لا یستطاع ابن کمال معز اللہ فیہ و خانہ اور جو شخص نہیں سے قسم نہ کھائے تو قید کیا جاوے
بیان تاک کہ قسم کھائے اس طرح جو بیان مذکور ہو چکی یہ حکم ہو قاتل عمہ کے دعوے میں اور قاتل خطا میں تو اُسکے مددگاروں پر دیت کا حکم ہو گا اور وہ مجسوس ہو گئے چنانچہ
ابن کمال نے خانہ سے نقل کیا ہے و لو اقر علی نفسه و بعدہ قبل اقرارہ و لو علی غیرہ فصدقہ الوی سقط التحلیف عن اہل المحلۃ اور اگر ایک شخص نے اپنی ذات یا اپنے
غلام پر قتل کا اقرار کیا تو سکا اقرار مقبول ہو گا اور اگر غیر شخص پر قتل کا اقرار کیا سو مقتول کے وارث نے اسکی تصدیق کی تو اہل محلہ سے قسم لینا ساقط ہو گیا
و لا قسامۃ علی صبی و مجنون و امراۃ و عبد و قسامۃ بین صغیر و دیوانے و عورت و غلام ہم اس واسطے کہ صغیر و مجنون قسم کے لائق نہیں اور عورت
اور غلام نصرت کے لائق نہیں اور قسم ہوتی ہے مددگاروں پر و لا قسامۃ و لا دیۃ فی میت لا اثر بہ لایس یقتل لان القاتل عرفا ہوا فوات الحیۃ بسبب بائتر
الحی و ان مات خف انفعہ و اغرامۃ متبع فعل العبد و نہ قسامۃ نہ دیت اُس پر جب جین قتل اور ضرب کا کچھ نشان نہیں ایسے کہ وہ مقتول نہیں ہے کیونکہ مقتول اثر
میں وہ ہے جسکی زندگی فوت ہو گئی ہو زندہ کے کتب سے اور دیت تو اپنی ہوتی ہو گیا ہے اور ادا دان تابع ہوا ہے عبد کلفت کے فعل سے و یسئل دم من فہ او
انفعہ او دبرہ او ذکرہ لان الذم یخرج منها عادیۃ بلا فعل احد کلمات الاذن و یسئل یا خون بنا ہویت کے متھو یا تاک یا صدقہ یا نازہ سے تو قسامہ اور دیت نہیں
اس واسطے کہ خون نکلتا ہے ان کلمات سے عادیۃ میں بدون فعل انسان کے برخلاف کان و زکر کے او نصف منہ ای و لا قسامۃ فی نصف منہ شق طولاً
او اقل منہ ای من نصفہ و لو معہ الراس لما حر یا سیک نصف میں یعنی قسامۃ میں دیت کے اُس نصف بدن میں جو طول میں مجاز کیا یا نصف سے کمتر بدن میں
قسامہ نہیں اگرچہ اقل بدن کے ساتھ سر بھی ہو بدیل گذریم معنی مذکور ہو چکا کہ قسامۃ میں مکرر نام بدن یا اکثر بدن میں او علی رقبۃ ای ہیئت جیہ طویۃ لان
انظارہ مات بہا زنیۃ یا ہیئت کی گردن پر سانپ پٹا ہو اور تو قسامہ اور دیت نہیں اس واسطے کہ ظاہر حال ہے کہ وہ سانپ کے سبب سے مر گیا ہے گذرانی البزیر
و ماتم خلقہ لکیر ای وجہ سقط نام کلفتہ نہ اثر ضرب و جب قسامۃ و لا دیۃ فی لظہیرۃ یا خالفہ او جسکی پیدائش پوری ہو چکی وہ بڑے آدمی کے برابر ہے یعنی تندرست
بچہ ہیٹے سے مر گیا ہو یا جس پر ضرب کی تشافی موجود ہو تو قسامہ اور دیت واجب ہے اور لظہیر میں اسکے مخالف یعنی سین قسامہ اور دیت نہیں فان دعوی لولی علی واحد من
غیر ہم کان ابراہیم اہل المحلۃ و سقطت القسامۃ عنہم ہر وارث نے اہل محلہ کے سوا ایک شخص پر قتل کا دعوی کیا تو یہ اسکی طرف سے ابراہیم محلے والوں کے قتل

اور قسامہ انکے اوپر ساقط ہو گیا فان ادرے علی بعض قسم لاسقطہ قبل لاسقطہ اور اگر وراثت سے ملے والوں میں سے ایک شخص پر قتل کا دعویٰ کیا تو اس نے
قسامہ ساقط نہیں ہوتا اور قتل ضعیف میں ساقط ہو جاتا ہے قول اولیٰ ظاہر الدیۃ ہے اور قول ثانی ایہ وسف سے مروی ہے کہ ذی الطحاوی قتل علی دایۃ سوا ساقط
اور قائمہ اور کب فیہ علی عاقلۃ دون اہل الجملۃ لایہ فی مدۃ قصار کما فی دارہ ایک مقتول پر اس جانور پر جسکے ساتھ ایک ٹائٹے والا یا کھینچنے والا یا سوار پر تو اسکی
دیت ساقی یا قائمہ یا کب کے مددگاروں پر نہ اہل علم پر اس واسطے کہ وہ مقتول اسکے قبضہ و تصرف میں ہو تو گویا اسکے گھر میں ہو ولو جمع فیہا ساقی و
قائمہ و کب فالدیۃ علیہم جمیعاً وان لم یکن ملکاً لکلم غلامیدہم قبل لقسامۃ والدیۃ علی مالک الدیۃ کا لدار دیت لاجب علی اساقی الا اذا کان لیسوقاً
مختفیاً وجہ خفی الجوہرۃ اور اگر جانور میں ساقی اور قائمہ و کب تینوں جمع ہوں تو دیت ان سب پر ہو اگر جانور اسکا مملوک ہو تو بار اسکے قبضہ و تصرف
کے اور بعضوں نے کہا کہ قسامہ اور دیت جانور کے مالک پر ہے جسے گھر کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ ٹائٹے دے پر واجب نہیں مگر جبکہ
وہ جانور مختفی ٹائٹا ہو اور ہی اخیر قول پر یقین کیا ہے جو ہر دین دان میں ہوا احد فالدیۃ و لقسامۃ علی اہل الجملۃ اتی فیہا لقتیل علی الدیۃ اور اگر جانور کے
ساتھ کوئی نہ ہو تو دیت اور قسامہ ان محلے والوں پر ہے جسکے محلے میں مقتول جانور پایا گیا وان مرت دایۃ علیہا قتل من قریبین او قریبین فعلی اقربہا
لما روتہ صلی اللہ علیہ وسلم اوفی قتل وجہ بین قریبین بان یدرع فوجدہ اے احد ہما ارب شہر قضی علیہم بالقسامۃ ولو استویا فلیسما وقید الدیۃ لایقان
قتل تانی اور اگر ایک جانور گذر جسے مقتول ہو دو گائوں میں یا دو قوم کے درمیان تو جو زمین نزدیک تر ہوگا اس پر قسامہ اور دیت ہے اس واسطے کہ ہر دین خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت نے اس مقتول میں جو دو گائوں کے درمیان پایا گیا یہ حکم کیا کہ دونوں کی ساقی یا کب لگی تو وہ مقتول ایک
گائوں کی طرف بالشت بھر کر ایک ٹھہرا تو انھیں لوگوں پر قسامہ کا حکم ہوا اور اگر دونوں گائوں برابر ہوں بلا کم و کاست تو دونوں پر قسامہ ہوگا اور جانور
کی قید اتفاقاً ہو شرط نہیں ہے کہ ذی انستہانی ہم قرب کا اعتبار تو اسوقت ہے جبکہ سیاح زمین ہو اور اگر زمین مملوک ہو تو مکان کا اعتبار ہے چنانچہ ہر ذیہ میں
یون مصرح ہے کہ اگر مقتول پایا گیا ایک گائوں کی زمین میں لیکن وہ متصل ہے دوسرے گائوں کے گھروں سے تو اگر زمین ملک ہو تو مالک پر قسامہ ہے
اور زمین تو نزدیک تر ہے تو ملک کا اعتبار کیا نہ زیب کا تو قرب کا ومان اعتبار ہے چنان زمین کسی کی مملوک نہیں کذا فی الخطا دی عن المنخ بشرط
سماع الصوت منہم کذا عبارۃ الزلیحی و عبارۃ الدردر و غیر ما منہ و عبارۃ البرجندی نقل عن الکافی یسعون صوتہ لان حیثینذ یلقہ اخوتہ فینسبون
اے التفسیر فی النسرۃ نزدیک تر اہل قریہ پر قسامہ اور دیت ہے بشرطیکہ انکی آواز سن بڑتی ہو اسی طرح کی عبارت ہے زرطیح کی اور در و غیرہ کی عبارت یون
ہو بشرطیکہ مقتول کی آواز اہل قریہ کو سن بڑتی ہو اور برجندی کی عبارت کافی سے یون منقول ہے کہ اہل قریہ اسکی آواز سنتے ہوں اس واسطے کہ ساقی اور
کے وقت زیادہ سی لاقی ہو سکتی ہے تو اہل قریہ مددگاری میں منسوب بقصیر ہو گئے مخطا دی نے کہا کہ دونوں عبارتوں کا تال ایک ہے جب اہل قریہ کی آواز
مقتول کے پاس پہنچتی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گائوں تک پہنچے گی والا بان کان فی موضع لایسمع منہ اصوات لائز منہ نصرتہ فلا یسبون
التفسیر فلا یجعلن فاکمین تقریر اور زمین تو زمین یعنی اگر مقتول ایسے مکان میں ہو کہ اسکی آواز نہ سنی جاتی ہو تو اہل قریہ کو اسکی مددگاری لازم نہیں
تو وہ منسوب بقصیر نہ ہونگے تو وہ تقریراً قائل ہی نہ ٹھہرائے جائیگے یعنی قسامہ اور دیت اہل قریہ پر اسوجہ سے ہے کہ جب مقتول کی انھوں نے مدد نہ کی
تو گویا وہی اسکے قاتل ٹھہرے لہذا ان پر دیت لازم ہوئی مگر جب وہ ایسے بعید مکان میں مقتول ہو کہ اسکی آواز گائوں تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ مدد نہ فرمت
میں مخدور ہیں تو انکی تفسیر ثابت نہ ہوئی تو نہ ہما ہی ان پر لازم نہ آیا ویرا ہی حال المکان الذی وجہ فیہ اقتیل فان کان مملوکاً کما تجب لقسامۃ
علی المملاک والدیۃ علی عاقلۃ تم و کذا لومو قوا علی ارباب خلویہ لان العبرۃ للمملک والولایۃ لکما افادہ مضاف مستند اللو لوجہ و ابن زبیر قلت
و سبحی البصرح فی الحقن تباً للدر و غیرہ و حیثینذ فلا عجرۃ للقرب الا اذا وجد فی مکان مباح لملک فیہ لائحۃ و لایادہ و مراعات ہوگی اس مکان کے

حال کی حسین مقتول یا یا گیا سو اگر وہ مکان مملوک ہو گا تو قسامۃ واجب ہو گا اسکے مالکوں پر اور دیت واجب ہوگی انکے مددگاروں پر اور یہی طرح اگر وہ مکان حسین لوگوں پر دقت ہو گا تو مقتول پر قسامۃ واجب اور دیت انکے مددگاروں پر یہی ایسے کہ ملک اور ولایت یعنی شرف کا اعتبار ہے چنانچہ مصنف نے شرح میں دلوں پر اور زاری سے نقل کیا ہے میں کتاہوں اور غریب کی تسبیح تو کی میں میں دروغیہ کی بروری سے تو اس وقت میں قرب مکان کا کچھ اعتبار نہیں مگر جبکہ مقتول اس مکان میں بیجا یا جاسے میں کسی کی ملک ہے نہ مقتول اور نہ شرف میں ہی کہ مقتول بلا یا بان میں تو اگر وہ کسی کا مملوک ہے تو قسامۃ اور دیت مالک اور اسکی قوم پر ہے اور اگر کسی کی ملک نہیں تو اگر مقتول کی اور اسکی جاتی ہو کسی شرف سے تو اس پر قسامۃ ہے اور اگر وہ اس پر تو اگر اس شخص سے اول سلام کو فائدہ ہوا ہو لکڑی اور گناہ سے تو دیت اسکی بیستہ املا سے دی جائے اور اگر اہل اسلام کو دیاں سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تو اسکا خون ریگان پر اور اسی طرح کا حکم ہے اگر یا بان میں مقتول یا یا جاسے اور اسکی قرب میں آبادی نہ ہو کہ انی اخطا دی عن اہل المگیرۃ ولا علی ذی الملک و البیہ اور اسکا ملک ہو لوگ یا وقت ہو تو قسامۃ صاحب ملک اور صاحب شرف پر ہے و اگر دال ولایت و البیہ مخصوص و لو کجا مہ یحصون فلو فائدہ مسلمین فلا قسامۃ ولایت علی احدہما علی ارض اور ولایت اور قبض سے جو اور مذکور ہو سے ہیں ولایت اور قبض خاص مراد ہے اگر قبض جماعت میں کا ہو تو اگر تمام مسلمین کا تعریف ہو گا تو اس مکان کے مقتول کا کسی پر قسامۃ ہو نہ دیت کہ انی البیہ ارض لکن سچی و جوہانی بیت المال فی قتال لکن وجوب دیت کا بیت المال میں غریب و یگا سو مال کم اخطا دی نے کہا کہ اگر البیہ کی نفی کو اہل قریہ پر محمول کیجے تو وجوب بیت المال سے کچھ شناخت نہیں و اگر دال البیہ ایضا البیہ ارض الی لہا مالک افہام دال ظلمہا یتبعی ان کیون البیہ فیہا ہر لایہ لیس علی الفاضل و قیہ شانی من الکرانی فلیہا اور یہی ہے کہ قبض اور تصرف سے فقہار کا تعریف مراد ہے اور جن زمینوں کے مالک ہیں یا حکم نے بر دہستی انکو چین لیا ہے تو لائق بقوا عرفہ کے یہ ہے کہ اسکے اندر مقتول کا خون ریگان ہو اسے کہ فاضل پر دیت نہیں ہو کہ انی القہستانی عن الکرانی تو اسکی تحریر اور تفسیر کرنا چاہیے غریب کی رویت سے و ان سبا حاکمہ فی ایدی المسلمین تجب الدیۃ فی بیت المال لما ذکرنا انہ اذا کان بجال سیم منہ البیہ تجب علیہ افوت کہ انی الولو بکیتہ اور اگر مکان میں بیجا ہو لیکن مسلمان کے قبضے میں ہو تو دیت وہی ہے بیت المال میں اسوجہ سے جو ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ اس طرح پر ہو کہ دیاں سے اور اسکی جاتی ہو تو زبانی درسی دہب ہوگی کہ انی الولو بکیم فیم خسر سے نقل ہوگی کہ وجوب دیت کا محل بیت المال وہ ہے جو جان سے اور اسے نہ ہوتی ہو تو شایع کی یہ تعلیل بلا درجہ کہ انی اخطا دی دینما و لو وجد فی ارض فی ارض محل الی جانب قریہ لیس صاحب الارض منہا ای من اہل القریہ فی علیہ ای علی رب الارض لا علی اہلہا ای القریہ لان اجرۃ لملک دال ولایت انہی قلت فیہ امرج نے ان القرب انما یعتبر اذا وجد فی ارض سبا حاکمہ و لا موقوفہ لان تدیرہ لا راہ و سچی متنا فقیہ اور دلو بکیم میں ہے اور اگر مقتول یا یا جاسے ایک مرد اس زمین میں جو ایک گاؤں کی طرف متصل ہے اور مالک زمین اس گاؤں کا رہنے والا نہیں ہے تو دیت اسکی مالک زمین پر ہے نہ اہل قریہ پر اسو اسے کہ اعتبار ملک اور تصرف کا ہے اسے مافی الولو بکیتہ میں کتاہوں تو یہ رویت صریح ہے زمین کہ قرب مکان اسی صورت میں متبر ہے جبکہ مقتول یا یا جاسے زمین میں بیجا ہو نہ مملوک اور موقوف میں اسو اسے کہ تدیر مملوک یا موقوف کی اسکے لوگوں پر ہے اور غریب یہ مسئلہ میں آویگا تو آگاہ رہنا و ان وجد فی دار انسان فلیہ القسامۃ و لو عاقلۃ حضور و خلوا فی القسامۃ ایضا خلافا لابی یوسف رحمہم اللہ اور اگر مقتول یا یا گیا کسی آدمی کے گھر میں تو اس پر قسامۃ ہے اور اگر اسکے مددگار موجود ہیں تو وہ بھی قسامۃ میں داخل ہونگے برخلاف ابو یوسف کے کہ انی المقتدی والدیۃ علی عاقلۃ ان ثبت انہا لم یجتمعا لکما سچی و کان لہ عاقلۃ و لا فلیہ اور دیت اس آدمی کے مددگاروں پر ہے اگر ثابت ہو اجماع سے کہ وہ لوگ اسکے مددگار ہیں اور وہ شخص مددگار رکھتا ہو اور اگر اسکے مددگار زمین میں تو اسی آدمی پر دیت واجب ہے جو محبت سے مراد وہ ہیں یا مددگاروں کا اقرار ہے ای الدیۃ و القسامۃ علی اہل الخطلۃ الذین خطہم الامام اول الشرح و لوقی سنہم واحد اور وہ یعنی دیت اور قسامۃ اہل فخر پر ہے اہل فخر وہ ہیں جو کو امام نے خطہ لکھا ملکیت کا ابتدا

اور قسامہ انکے اور پتہ ساقط ہو گیا فان دے اسے علی بعین مہم لاسقط وقیل لقسما اور اگر وارث نے محلے والوں میں سے ایک شخص پر قتل کا دعویٰ کیا تو اسے
 قسامہ ساقط نہیں ہوتا اور قول ضعیف میں ساقط ہو جائیگا قول اول ظاہر الدیۃ ہے اور قول ثانی ابو یوسف سے مروی ہے کہ زانی الخطا وی قتل علی دایۃ مہم
 اور قائد اور کب فیدۃ علی عاقلۃ دون اہل الحکمۃ لانی فیہ قصاص کا نہ فی دارہ ایک مقتول ہے اس جاؤ پر جسے ساتھ ایک لائے والا یا کھینچنے والا یا سوار ہو کر
 بیت سائق یا قائد یا کب کے مددگار دن پر نہ اہل محلہ یا سوا اسے کہ وہ مقتول اسکے قبضہ و تصرف میں ہو تو گویا اسکے گھر میں ہو ولو اجمع فیہا سائق و
 قائد و کب فالدیۃ علیہم جمیعاً وان لم یکن ملکاً لم یملک علیہم قیل لقسما والدیۃ علی مالک الدیۃ کا لدار وقیل لا یجب علی اساق الا اذا کان لدار
 تحقیقاً وہ جزم فی الجورۃ اور اگر جانور میں سائق اور قائد و کب تینوں مجتمع ہوں تو دیت ان سب پر ہے اگرچہ جانور کا مملوک نہ ہو بار اسکے قبضہ و تصرف
 کے اور بعضوں نے کہا کہ قسامہ اور دیت جانور کے مالک پر ہے جیسے گھر کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ لائے پر واجب نہیں بلکہ
 وہ جانور کو مخفی یا کھتا ہو اسی اخیر قول پر یقین کیا ہے جو ہرہ میں دان لم یکن مہم احد فالدیۃ و لقسما علی اہل الحکمۃ اتی فیہا القتل علی الدیۃ اور اگر جانور کے
 ساتھ کوئی نہ ہو تو دیت اور قسامہ ان محلے والوں پر ہے جسے محلے میں مقتول جانور پر یا لایا وان حرث دایۃ علیہا قیتل من قریبین او قیتل من قریب
 لمار و علی الدیۃ وسلم ہر قتل وجد بین قریبین بان یذرع وجود لے احدهما ارب بشر فیض علیہم بالقسامۃ ولو استویا علیہما وقید الدیۃ لافغان
 قستانی اور اگر ایک جانور گذر اسیر مقتول ہے دو گاؤں میں یا دو قوم کے درمیان تو جو زمین نزدیک تر ہوگا اس پر قسامہ اور دیت ہے اس واسطے کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت نے اس مقتول میں جو دو گاؤں کے درمیان یا لایا یہ حکم کیا کہ دونوں کی سافت بنائی گئی تو وہ مقتول ایک
 گاؤں کی طرف بالشت بجز نزدیک شہر تو انھیں لوگوں پر قسامہ کا حکم ہوا اور اگر دونوں گاؤں برابر ہوں ملازم و کاست تو دونوں پر قسامہ ہوگا اور جانور
 کی قید اتفاقاً ہے شرط نہیں ہو کہ زانی قستانی م قریب کا اعتبار تو اس وقت ہے جبکہ سیاح زمین ہوا اور اگر زمین مملوک ہے تو مکان کا اعتبار ہے چنانچہ برازیہ میں
 یون مصرح ہے کہ اگر مقتول یا لایا ایک گاؤں کی زمین میں لیکن وہ متصل ہے دوسرے گاؤں کے گھروں سے تو اگر زمین ملک ہے تو مالک پر قسامہ ہے
 اور زمین تو نزدیک تر ہے تو مالک کا اعتبار کیا نہ قریب کا تو قرب کا دامن اعتبار ہے چنان زمین کسی کی مملوک نہیں کذا فی الخطا وی عن المنع بشرط
 سماع الصوت مہم کذا عبارت الزلیجی و عبارت الدردر وغیر مہم و عبارت ابی جندی نقلا عن الکافی یسعون صوتہ لان حینئذ لمحۃ الوقت فینسبون
 اسے التفسیر فی انصرۃ نزدیک تر اہل قریہ پر قسامہ اور دیت ہے بشرطیکہ انکی آواز سن چکی ہو اسی طرح کی عبارت ہے زلیجی کی اور دروغیہ کی عبارت یون
 ہے بشرطیکہ مقتول کی آواز اہل قریہ کو سن چکی ہو اور جندی کی عبارت کافی سے یون منقول ہے کہ اہل قریہ اسکی آواز سننے ہوں اس واسطے کہ سافت آواز
 کے وقت زیادہ سی لاحق ہو سکتی ہے تو اہل قریہ مددگاری میں منسوب بقصیر ہونگے مخطاوی نے کہا کہ دونوں جبارتوں کا مال ایک ہے جب اہل قریہ کی آواز
 مقتول کے پاس پہنچتی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گاؤں تک پہنچے گی والا بان کان فی موضع لایسع منہ الصوت لایزعم نصرۃ فلا یسبون اسے
 التفسیر فلا یجیلون فان لم یکن تقدیرا اور نہیں تو نہیں یعنی اگر مقتول ایسے مکان میں ہو کہ اسکی آواز نہ سنی جاتی ہو تو اہل قریہ کو اسکی مددگاری لازم نہیں
 تو وہ منسوب بقصیر نہ ہونگے تو وہ تقدیرا فاقبل جی نہ شہر لے جائیگے یعنی قسامہ اور دیت اہل قریہ پر اسوجہ سے ہے کہ جب مقتول کی انھوں نے مدد نہ کی
 تو گویا وہی اسکے فاقل شہر لے لیا انبر دیت لازم ہوئی مگر جب وہ ایسے بید مکان میں مقتول ہو کہ اسکی آواز گاؤں تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ مدد نہ
 میں مفرد ہیں تو انکی تقصیر ثابت نہ ہوئی تو نہ بھی انپر لازم نہ آیا ویراعی حال المکان الذی وجد فیہ القیتل فان کان مملوکا یجب لقسما
 علی المملاک والدیۃ علی عاقلۃ و کذا لو مو تو فاعلی ارباب مملوین لان اعبرۃ للمملک والولایۃ لکما فادامہ صنف مستند اللؤلؤ بحیۃ و ابن ازیۃ قلت
 و سبجی الاقرح جی فی المتن تبعا للدردر وغیرہ حینئذ فلا عرۃ القرب الا اذا وجد فی مکان سباح لایملک فیہ لاحد ولایہ اور مراعات ہوگی اس مکان کے

حالی کی حسین مقتول پایا گیا سو اگر وہ مکان ملوک ہوگا تو قسامہ درج ہوگا اسکے مالکوں پر اور دیت واجب ہوگی اگر کسی مدگاروں پر اور کسی طرح اگر وہ مکان حسین لوگوں پر وقت ہوگا تو مستحقون پر قسامہ درج اور دیت اُنکے مدگاروں پر ہر ایک کے ملک اور ولایت یعنی قسمت کا اعتبار ہے چنانچہ مصنف نے شرح میں دلوہجہ اور برازیہ سے نقل کیا ہے کہ بین کشاہون اور غریب کی تفریق آدمی متن میں دروغیہ کی پردی سے تو اس وقت میں قرب مکان کا کچھ اعتبار نہیں مگر جبکہ مقتول اُس مکان سیاح میں پایا جائے حسین کسی کی ملک ہے نہ قتل اور تصرف میں خطہ خسر میں ہے کہ جب مقتول ملا یا بان میں تو اگر کسی کا ملک ہو تو قسامہ درج دیت ملک اور اسکی قوم پر اور اگر کسی کی ملک نہیں تو اگر مقتول کی آواز سنی جاتی ہے کسی شہر سے تو اُس قسامہ پر اور اگر آواز نہ سنی پڑتی ہو تو اگر اُس جنگل سے اہل اسلام کو فائدہ ہوتا ہو لکڑی اور گھاس سے تو دیت اسکی بیت المال سے دیکھو اور اگر اہل اسلام کو دامن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو اسکا خون ریگان پر اور اسی طرح کا حکم ہو اگر با بان میں مقتول پایا جاوے اور اسکی قریب میں آبادی نہ ہو کذا فی الخطا دی عن لہا لکیرۃ والا علی ذی الملک واید اور اگر مکان ملوک یا وقت پر تو قسامہ صاحب ملک اور صاحب تصرف پر اور اگر ولایت واید مخصوص ولو کجا مع یحصون فلو فاعانۃ المسلمین فلا قسامہ ولایت علی احدہما یعنی اور ولایت اور قبض سے جو اور مذکور ہوے ہیں ولایت اور قبض خاص مراد ہے اگر قبض جماعت میں کا ہو تو اگر تمام مسلمین کا تصرف ہوگا تو اس مکان کے مقتول کا کسی قسامہ پر نہ دیت کذا فی البدائع لکن سبج و جوہا فی بیت المال قتال لیکن وجوب دیت کا بیت المال میں غریب دیکھا سو شامل کم خطا دی نے کہا کہ اگر بدائع کی لکھی کو اہل قریہ پر محمول کیجیے تو وجوب بیت المال سے کچھ منافات نہیں دمراد بالید ایضا الید تحقیقہ واما الاراضی الی لہا مالک اخر ما دل علیہا فیستغنی ان یلویں التعلیل فیما ہذا لانه لیس علی الغاصب ویتہانی من الکراۃ فی لیس راویر بھی ہے کہ قبض اور تصرف سے حقدار کا تصرف مراد ہے اور جن زمینوں کے مالک ہیں برحکم نے زبردستی انکو چھین لیا ہے تو لائق بقبوعہ ہفتہ کے ہے کہ اُنکے اندر مقتول کا خون ریگان پر ہو اسلئے کہ غاصب پر دیت نہیں ہے کذا فی التہستانی عن الکرامانی تو اسکی تحریر اور تفریح کرنا چاہیے مذہب کی رویت سے وان سباحا لکن فی ایدی المسلمین تجب الدیۃ فی بیت المال لما ذکرنا انہ اذا کان بجال سیم منہ لہوت یجب علیہ الخوف کذا فی الولوہجۃ اور اگر مکان سیاح ہو لیکن مسلمان کے قبضے میں ہو تو دیت دہس پر بیت المال میں اسوجہ سے جو ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ اس طرح پر ہو کہ دامن سے آواز سنی جاتی ہو تو زبردستی واجب ہوگی کذا فی الولوہجۃ میں خطہ خسر سے نقل ہوگا کہ وجوب دیت کا محل بیت المال وہ ہے جو جان سے آواز نہ ہو تو شجاع کی یہ تعلیل بلا وجہ ہے کذا فی الخطا دی دینا ولو وجد قتل فی ارض محل الی جانب قریۃ لیس صاحب الارض منہا ای من اہل القرۃ فی علیہ ای علی رب الارض لا علی اہلہا ای القرۃ لان اجرة للملک دلولایۃ استی قلت فہذا مرشح ہے ان القرب انما یغیر اذا وجد فی ارض مباحۃ لہا ملوکہ ولا موقوفہ لان تدریہ لا راجہ و سبجی فتنہا فقیہ اور دلوہجہ میں ہے اور اگر مقتول پایا جاوے ایک مردن اُس زمین میں جو ایک گاؤں کی طرف متصل ہے اور مالک زمین اُس گاؤں کا رہنے والا نہیں ہے تو دیت اسکی مالک زمین پر ہے نہ اہل قریہ پر اسلئے کہ اعتبار ملک اور تصرف کا ہے اسلئے مافی الوہجۃ میں کشاہون تو یہ رویت مرشح ہے اُمین کہ قرب مکان اسی صورت میں متبر ہو جبکہ مقتول پایا جاوے زمین مباح میں نہ ملوک اور موقوف میں اسلئے کہ تدریہ ملوک یا موقوف کی اسکے لوگوں پر ہے اور غریب یہ سلسلہ میں آویگا تو اگر وہ رہنا وان وجد فی دار انسان فطیۃ القسامۃ و لو عاقلۃ حضور و خلوا فی القسامۃ ایضا خلا فالابی یوسف رحمہم علیہ اور اگر مقتول پایا گیا کسی آدمی کے گھر میں تو اُس قسامہ پر اور اگر اسکے مدگار موجود ہیں تو وہ بھی قسامہ میں داخل ہونگے برخلاف ابو یوسف کے کذا فی المتفق والدیۃ علی عاقلۃ ان ثبت انہا لہا ہجۃ لکما سبجی دکان لہ عاقلۃ والا فطیۃ اور دیت اُس آدمی کے مدگاروں پر ہے اگر ثابت ہو اجمت سے کہ وہ لوگ اسکے مدگار ہیں اور وہ شخص مدگار رکھتا ہو اور اگر اسکے مدگار زمین میں تو اسی آدمی پر دیت واجب ہے مگر تحت سے مراد گواہ ہیں یا مدگاروں کا اقرار ہے ہی الدیۃ و القسامۃ اہل الخطۃ الذین خطا لہم الام اول الشرح ولولہ فی منہم واحد اور وہ یعنی دیت اور قسامہ اہل خطہ پر ہے اہل خطہ وہ ہیں جو کو امام نے خطہ کی ملکیت کا ابتدا

فتح اسلام میں اگرچہ انہیں سے ایک ہی شخص باقی رہا جو ہم خلیفہ بالکسر عبارت ہر مکان مجتہد اسل خلیفہ سے مراد املاک قدیمہ کے لوگ ہیں جو مالک ہوتے ہیں
 کے جبکہ امام نے شہر فتح کیا اور مسکونہ غازیون میں بابت دیا اور ہر ایک کو خلیفہ بالکسر یا مالک کے حصے حصے ہو یا دین کنانی یعنی دونوں اسکان و شہرین
 و قال ابو یوسف کلہم شتر کون نہ وہاں کے رہنے والے اور خریداروں پر اور ابو یوسف نے کہا کہ مالک اور اسکان اور خریدار دیت اور قسامہ میں شریک ہیں خان
 باع کلہم فعلی شترین بالاجماع پھر اگر وہ ان کے سب مالکوں نے مکانات بیچ دیں تو دیت اور قسامہ خریدار و بیروں کے حصے حصے ہوں گے یعنی ان کے حصے حصے
 فی دارین قوم بعض اکثر فنی علی عدد الاروس کا تقسیم اور اگر مقتول یا یا گیا اس گھر میں جو مشترک ہے دربان ایک قوم کے بعضوں کا حصہ زیادہ ہے تو
 قسامہ اور دیت اور بیوں کے شمار پر چھٹے کے مانند مثلاً ایک شخص کا حصہ آدھا ہے اور دوسرے کا دسواں اور دوسرے کا باقی تو قسامہ اور دیت ان کے عاقلہ پر
 تین تہا دربارہ ہر اس واسطے کہ قلیل اکثر کا مالک حفظ اور تدبیر میں برابر ہے کنانی اٹھادی وان بیت و لم یقبض حتی وجدها قلیل فعلی عاقلہ المایع اور اگر
 اکثر ہو گیا اور بیو شتر ہی کے قبضے میں نہیں آیا کہ انہیں مقتول یا یا گیا تو قسامہ اور دیت ان کے عاقلہ پر دینی تسع بخیار علی عاقلہ دینی لیس خلافا لہما اذین
 بشرط خیار میں صاحب قبض کی عاقلہ پر دیت اور قسامہ ہر بخلاف مباحین کے کم خواہ خیار مباح کا ہو خواہ شتر کی کا خواہ دونوں کا ولا یقتل عاقلہ حتی شہید ہو
 انہما ای الدار الخ فیما قلیل لندی الیہ دو ہو قلیل کیا سچی اور عاقلہ یعنی مددگاروں پر دیت دینا لازم نہ ہوگا جیتا شہد گواہی میں اس کی کہ جس گھر میں
 مقتول ہو وہ قاضی اور معرفت شخص کا ہے اگرچہ قاضی ہی مقتول ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا ایسے اگر ذی الید خود مقتول ہو تو بھی اس کی عاقلہ پر دیت لازم
 نہ ہوگی جیتا کہ وہ خود قتل لیکر ثابت نہ ہوگی ولا یقتل غیر و الیہ سے لوکان بلم تر عاقلہ ولا نسہ در اور عاقلہ پر وجوب دیت کیواسے فقط قبض اور معرفت بدین
 شہادت کے کفایت نہ کرے گا تو اکثر مالک کا فقط قبض ہی سے ہوگا تو قاضی کا عاقلہ کسی مقتول فی الدار کی دیت نہ ہوگا اور نہ قاضی مقتول کی دیت ہوگا
 کنانی الدار مطلقا بل لکن لا یجاب علی الوترۃ لوترۃ یعنی صاحب در نے عدم وجوب دیت کو ذکر کیا ہے یہ علت بیان کر کے کہ دیت کا وجوب کرنا اور بیو وارثوں
 کیواسے ممکن نہیں مقتول کا مگر ظہور قتل کی حالت میں وارثوں کا مالک ہو گیا اور وارثوں کے مددگار کے تحمل ہوتے ہیں جو وارثوں پر وجوب ہوتا ہے وارثوں کی
 تحقیق ہو تو اگر مددگاروں پر دیت وجوب ہو اور وارثوں کو ملی تو گویا وارثوں کا ضرر ہوا وارثوں کے نفع کے واسطے اور یہ ممکن نہیں صاحب در نے یہ تعلیل
 صاحبین کے مذہب کی بیان کی ہے اور امام کا یہ مذہب ہے کہ وارثوں کے عاقلہ پر دیت وجوب ہے چنانچہ خارج امام کی طرف سے اس تعلیل کا جواب دیا کہ اس سلسلہ
 میں اور شرح میں آئندہ بھی مذکور ہوگا مگر الوترۃ یخلفون فیکون الایجاب علی الوترۃ لیس لا لوترۃ کنانی بل معلوم کرنا چاہیے کہ وارث مقتول کے خلیفہ ہوتے ہیں
 تو یہ وجوب دیت کا وارثوں پر ہوتا ہے بیست کے نفع کے واسطے نہ وارثوں کے نفع کے واسطے چنانچہ بعضوں نے یہ بیان کیا ہے تعلیل مذکور کے جواب میں قلت
 وقد یقال لما کان ہر لایدری نفسہ فغیرہ بالاولی نقوۃ اشیہۃ قتال میں کہنا ہوں جبکہ صاحب خانہ اپنی ذات کی دیت نہیں دیتا ہے تو صاحب خانہ کے
 سوسے اور شخص پر بطریق اولی دیت وجوب نہ ہوگی عدم وجوب کے شبہ قوی ہونے سے سو مسکونہ مال کروان و بعد فی اہلک فالقسامۃ اولیہ در سلسلے
 میں فیما سن الرکاب والملاصین اتفاقا لانہ فی الیدیم کالدرۃ اور اگر مقتول یا یا گیا نا دین تو قسامہ اور دیت (کنانی الدار) ان لوگوں پر ہے جو مال کے
 اندر سوار ہیں اور ملاوین پر بالاتفاق اسواسے کہ کشتی ان کے قبضے میں جانور کے مانند ہے وجوب دیت میں مالک اور غیر مالک اور مال کے مٹنے والے سب
 برابر ہیں دکنہ ائجلۃ حکمہ اہلک اور ہی طرح گاڑی کا حکم کشتی کے مانند ہے یعنی اس کے مقتول کی دیت اور قسامہ گاڑی کے سواروں پر ہے و فی مسجد
 محلۃ و شارعہا الخاص بالہما کما افادہ ابن الکمال مستندا للبدائع وقد حقہ ملاخر و در و المصنف علی اہلہما اور اگر مقتول یا یا گیا محلہ
 کی مسجد میں اور محلہ کے کچے میں تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہے کوچہ محلہ سے مراد وہ کوچہ خاص ہے جس میں فقط اہل محلہ آتے جاتے ہیں چنانچہ
 ابن کمال نے ہر ایک سے اس کی سند بیان کی ہے اور ملاخر نے اس کی تحقیق در میں مذکور کی ہے اور مصنف نے اسی کو اپنی شرح میں ثابت رکھا ہے

ملا خسر و کما بیان ابن کمال کے موافق نہیں جیسا کہ شارع صحیح اس واسطے کہ ملا خسر نے شارع یعنی زہد کی دو قسمیں بیان کیں اس طرح کہ راہ دو قسم ہو ایک تو شارع
محلہ جو زمین اکثر اہل محلہ طے پیرتے ہوں اور گاہے اہل محلہ کے سوا اور لوگ بھی آتے جاتے ہوں اور دوسرا شارع عام جو زمین جس میں جو ٹکڑے برابر ہوں جسے بازاروں کی
راہیں اور خارج شہر کی راہیں آتی تو شارع محلہ کو مخصوص ہاں محلہ نہیں قرار دیا جو ابن کمال کے مانند مخطوطی نے کہا تو تحقیق یہ کہ زمین میں شارع محلہ کہنا اخترازی ہو
شارع عام سے یعنی شارع محلہ میں اہل محلہ پر دیت ہو اور شارع عام میں بیت المال پر دیت ہو مسجد محلہ کی قید سے وہ مسجد خارج ہوگی جس میں مسافر نماز پڑھتے ہوں
تو وہاں قسامہ اور دیت مسجد کے بنائے دے پر ہو اور اگر باقی معلوم نہ ہو تو متصل گھر کے مالک کے عاقلہ پر ہو کذا فی المخطوطی و سوق ملوک علی المملاک وعند
ابی یوسف علی اسکان عتقی اور اگر مقتول یا یا گیا ملوک بازار میں تو اس کے مالکوں پر قسامہ اور دیت ہو اور ابو یوسف کے نزدیک بازار کے رہنے والوں پر
دیت ہو کذا فی الملتقی و فی غیرہ اسی غیر ملوک و اشرار الاظم ہوا لثاخذ و ارجح و اجماع دکل مکان کیونکہ نصرت فیہ لحاتمہ المسلمین لا ولاہد شرم
ولا جماعہ یحییون لا قسامہ ولا دیت علی احد ابن کمال و انما الدیۃ فی بیت المال لان الغرم بالغنم اور اگر قتل یا یا گیا بازار غیر ملوک میں و شارع عظم
یعنی شاہراہ کشادہ میں اور قید خانہ اور جامع مسجد اور ہر ایک اس مکان میں جس میں تمام مسلمین کا نصرت برابر ہو نہ ایک مسلمان کا نہ مخصوص جماعت کا
تو ایسے مکانوں میں قسامہ نہیں اور نہ کسی پر دیت ہو کذا صرح ابن کمال اور ایسے مقتول کی دیت تو بیت المال میں ہو اس واسطے کہ نادان بقابلہ
سنتقت کے ہر معنی چونکہ تمام اہل اسلام جامع مسجد اور مجلس اور شاہراہ سے منتفع ہوتے ہیں تو نادان بھی خبر ہوگا یعنی مقتول کی دیت دیکھا دیتی ہے لہاں
سے جو سب مسلمانوں کے درمیان موضوع ہو یعنی نے کہا بیت المال یعنی خزانہ سلطانی عامہ مسلمین کا مال ہو تو سب مسلمان اس میں شریک ہیں سو خدا کی لعنت
ان ظالموں پر جو بیت المال کو اپنا مال جانکھرت کرنے ہیں اور اس کے مستحق کو محروم رکھتے ہیں تم انما تجب الدیۃ فیما ذکر علی بیت المال ان کان نابیا
ای بعید عن المحلات والا لکن نابیا لفریاضہا فاعلی اقرب المحلات الیہ الدیۃ و القسامہ لانه محفوظ بحفظ اہل الجملۃ فکلون القسامہ والدیۃ
علی اہل الجملۃ پھر اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ مکانات مذکورہ کے مقتول کی دیت جو بیت المال پر واجب ہوتی ہو تو ایسا شرط سے واجب ہوتی ہو اور وہ شرط
مذکورہ یہ ہو کہ جامع مسجد اور شارع عام وغیرہ دور واقع ہوں محلوں سے اور اگر دور ہوں بلکہ قریب ہوں اسے تو وہاں سے قریب تر محلہ ہوگا پھر دیت تو قسامہ
واجب ہوگا اس واسطے کہ وہ مقام اہل محلہ کی حفاظت سے محفوظ ہو تو قسامہ اور دیت اہل محلہ پر واجب ہوگا کذا فی اسوق المال اذا کان من لیکن فی الیماں اور
اسی طرح کا حکم ہو بازار بعید میں جبکہ لوگ زمین رات کو رہتے ہوں یعنی دن کی سکوت کا اعتبار نہیں وکان لاحد فیہا دار و ملوکہ فکلون القسامہ والدیۃ علیہ لانه یزید
صیانۃ ذلک الموضع فیوصف بالتقصیر فجب علیہ موجب التقصیر کافی اخیایۃ معزالنہاۃ قلت وہاں مفتی المرحوم ابو السعد مفتی اردم و فقہرہ المصنف
وان خلا عنہ المتون لانه صرح بہت غالب اشتاؤ و اشر و حلیف حفظ یا کسی کا اس بازار بعید میں گھر ہو ملوک تو قسامہ اور دیت اسی شخص پر ہو
اس واسطے کہ اسکو حفاظت اس مکان کی لازم ہو تو وہ شخص موصوف بتقصیر ہوگا تو اس پر تقصیر کا موجب یعنی قسامہ اور دیت واجب ہوگا
چنانچہ غنا یہ میں ہے نہایت سے مقتول میں کتا ہوں اور اسی کا یعنی وجوب قسامہ اور دیت کا ازب محلات پر کذا فی المخطوطی عن المصنف
فتوت دیا ہو مرحوم ابو سعید مفتی روم نے اور مصنف نے اسپر اعتماد کیا ہے اس میں کہ زمینوں فقہ کے وجوب ازب محلات سے خالی ہیں
اس واسطے کہ یہ شرط مفصل موجود ہے اکثر قتا و دن اور شرجون میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے و یحیدر لو وجہ فی برتہ و فی وسط الفرات
اذا کان یمر بہ الماء لا یجسنا کمایسے اذ لایہ لاحد و قیل اذا کان موضع انبثا مائے نے دار الاسلام تجب الدیۃ نے بیت المال لانه نے
ایسے مسلمین ابن کمال اور بلا وجوب دیت خون را یگان ہو اگر مقتول یا یا جاے جنگ میں اور دیاسے فرات کے دریا میں بشہر طیکہ مقتول کو
یا بی ہاتا ہوا لاش اسکی محبتیں نہ چنانچہ آگے مذکور ہوگا اس واسطے خون را یگان ہوا کہ وہاں کسی کا نصرت نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ اگر دریا

کے پانی نکلنے کا نسخہ دار الاسلام میں ہو تو دیت اہل بیت المال میں واجب ہرگی ایسے کہ دار الاسلام مسلمانوں کے قبضے میں ہو کہ ازادہ بن مالک
 مہ ذرات کا ذکر تفسیر کے واسطے نہیں ہے بلکہ ذرات سے مراد غنیمت ہے جس میں بانی جاری ہو کہ انی یعنی شرح المداہ فی نہر صغیر ہو یا حتی بہ شفعہ
 علی اہلہ انحصار صم بہ اور نہ صغیر کے سبب سے شفعہ کا استحقاق ثابت ہوتا ہے اس کے مقتول میں اس نہر کے مالکوں پر قسامہ اور دیت واجب ہو گا اگر
 خصوصیت کی وجہ سے نہر کے ساتھ م استحقاق شفعہ اس نہر صغیر میں چھوٹی کشتی جاری ہو اور مقتول نے کہا جس کے لوگ متعین ہوں کہ انی اصطلاح سے
 ولو کانت الجریۃ مملوۃ اور قفلا لہ کما رہی او کانت قریۃ من القرۃ او الاجیۃ او القبطا یا حیث سمع منہ الصوت جب علی المالک
 اسی ذی الید او علی اہل القرۃ اور اقرب الاجیۃ یعنی اور اگر جنگل ملک یا کسی شخص پر وقت ہو چنانچہ وقت کا مسئلہ مذکور ہو چکا اور آگے آگے کا
 یا جنگل قریب ہو گا تو ان سے یا قریب ہو کل کے خون سے یا کپڑے کے خون سے اس طرح پرکہ مقتول کی آواز دیکھ سموع ہوتی ہو تو قسامہ اور دیت واجب ہو گا
 مالک پر یا قابض وقت پر یا اہل قریہ پر یا اقرب خون کے رہنے والوں پر کہ انی الزعم عبارت میں ہفت شتر تبہ واقع ہے ولایت میں اہل حاشی اکث
 خانہ بدوش رہتے ہیں خون میں کبھی اس جنگل میں جیسے ہندوستان میں کچری قوم ولو محتسبا بالشط او یا بحریۃ اور موطا و یس علی الشط
 فعلی اقرب الموضع الیہ من القرۃ والا صنادی الخانیۃ والا رضی و تروہ المصنف اذا کان یصل صوت اہل الاض و القرۃ الیہ
 و الا لا کما اور اگر مقتول ترک رہا ہو دریا کے کنارے پر یا ناپ کے کنارے یا دیوان بستہ ہو یا کنارے پر بڑا ہو تو وہاں سے قریب تر مکان ہو گا دیہات
 یا شہروں سے وہاں کے باشندوں پر قسامہ اور دیت واجب ہے خانہ میں اتنا زیادہ کہا ہے اور قریب تر از ہی بھی واجب ہو گا اور مصنف نے اٹکناست
 رکھا ہے بشرطیکہ جب اہل زمین اور دیہات والوں کی وہاں آواز ہو نہتی ہو اور اگر آواز وہاں تک پہنچتی ہوگی تو قسامہ اور دیت واجب ہو گا چنانچہ مذکور
 ہو چکا وان اتقی قوم بالیسوف فاجلو اوی تفرقوا من قتل فعلی اہل الحملۃ لان خطما علیہم الا ان یدعی الولی علی اولئک او یدعی علی
 بعض معین متہم فلم یکن علی اہل الحملۃ شی و لا علی اولئک حتی یرہن لان بحر والد حو لا یثبت الحق ویرے اہل الحملۃ لان قولہ حجۃ علیہ اور اگر ایک
 قوم باہم جھگڑی ہو اور میں کسی کو ایک مقتول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئی تو اہل حملہ پر قسامہ اور دیت ہو اس واسطے کہ حفاظت حملہ کی آگے ذمہ ہو کرے کہ وارث
 مقتول کا اس قوم متفرق پر قتل کا دعویٰ کرے یا انہیں سے بعض میں پر دعویٰ کرے تو اہل حملہ پر قسامہ واجب ہو گا اور نہ اس قوم پر تا وقتیکہ وارث
 اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرے اس واسطے کہ فقط دعویٰ کے حق ثابت نہیں ہوتا یہ دن حجت کے اور اہل حملہ بھی بری الذمہ ہو گئے اس واسطے کہ
 وارث مدعی کا قول اہل ذات پر حجت ہے اہل حملہ کے بری الذمہ ہونے میں و مستحلف علی صیغۃ ہم المفعول قال قتلہ زیر حلف بالمد ما قتلہ لا
 عرفت لہ قاتلا غیر زہر ولا یسئل قولہ فی حق من یزعم انہ قتلہ اور جیسے قسم عائد ہے اہل قسامہ سے اُسے کہا کہ مقتول کو زہر نے قتل کیا تو وہاں ہون قسم کھائے
 کہ خد اکی قسم میں نے مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اُسکے قاتل کو جانتا ہوں سو زہر کے اور اسکا قول مقبول ہو گا اس شخص کے حق میں جسکو وہ قاتل
 گمان کرتا ہے نتائج نے کہا مستحلف بصیغۃ مفعول ہے نہ ہم فاعل و بطل شہادۃ بعض اہل الحملۃ یقتل غیر ہم خلافا لہما او قتل واحد متہم بصیغۃ للتمتۃ اور بعض
 اہل حملہ کی گواہی غیر اہل حملہ کے حق میں باطل ہے ہر خلاف ما جہیں کے یا اہل حملہ سے ایک میں پر قتل کی گواہی دین تو باطل ہے تہمت کے سبب سے مبنی ایک شخص
 حملہ میں قتل ہو اور وارث نے دعویٰ کیا کہ حملے والوں کے سواے اور قوم نے اُسکو قتل کیا یا دعویٰ کیا کہ اہل حملہ ہیں سے ایک میں شخص نے اُسکو قتل کیا ہے اور اہل
 سے دو شخصوں نے اُسکی گواہی دی تو یہ گواہی باطل ہے ہر امام کے نزدیک تمت کی علت سے اس واسطے کہ خصوصیت تمام اہل حملہ کے ساتھ قائم ہے اور قسامہ اور دیت سب
 واجب ہے اور شہادہ ہوتے ہیں کہ اپنے اوپر سے خصوصیت کو ناں کر خیر برڈالین تو وہ تم شہرے تو گواہی انکی مقبول ہوگی کہ انی کہ در وین جرح فی حق فقتل تہم لبقی
 و افراش حتی مات فالدیۃ و القسامۃ علی ذلک اکی خلافا لانی و کت اور جو شخص زخمی ہو کسی قبیلہ اور برادری میں ہو وہاں سے زندہ اٹھایا گیا سو بہرہ

پھر ان کا بیان تاک کہ مرگیا تو دیت در قسامہ کسی قبیلہ پر ہے یا غلات ابو یوسف کے کہ قسامہ اور دیت نہیں ان پر حکومت جرح بہ حق غلہ اخلاہ بکنت مدہ فمات لہم
اٹھائی عند ابی یوسف دینی قیاس قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ کہ ایک شخص کے ساتھ ایسا زخمی ہو جسکی زندگی کی بقا باقی ہو سو اسکو دوسرے شخص اپنے گھر اٹھا لایا
سو وہ ان ایک مدت رہا پھر مرگیا تو اٹھائے والا ضمان نہ دیکھا ابو یوسف کے نزدیک اور امام کے قول کے قیاس میں ضمان لازم ہو گا حال یہ کہ اسکو اسکا قبضہ نہ ملے
بلکہ کسی دوسرے کو اسے پاس بھی ہونا ایسا ہو جسے علی بن ابی حمزہ زنجی کا گدا فی الدرر و فی حلیہ بلانالت و عبد الرحمن بن قیسہ اشجین کا اختلان انصار میں
الا ضمان لا یقبل لنفسه و متبعه عند ابی حنیفہ ظافرا و غیر ان میں سے شخص کے دو درون میں ایک شخص مقتول پایا گیا تو دوسرے شخص اسکی دیت کا ضمان دیکھا امام کے نزدیک
اسو سے کہ ظاہر حال یہ ہے کہ آدمی اپنی دیت کو آپ قتل نہیں کرنا بخلاف مجرم کے یعنی اسے نزدیک ضمان نہیں اس میں اسے کہ شاید اسے اپنی جان آپ ہلاک کی
و فی قتیل قرۃ لامرہ اگر کھلت علیہا و قندی عاقبتہا و عند ابی یوسف القسامہ علی عاقلہ ایضا اور عورت کے گائون کے مقتول میں عورت پر بار قسامہ و اگر عورت
یعنی سچا پس بار اور عورت کے مدگار دیت دینگے اور ابو یوسف کے نزدیک مدگار دن پر عجم بھی لازم ہو گی یعنی اسو سے کہ قسامہ ہونا ہے اہل نصرت پر اور عورت
اہل نصرت نہیں نصیر کے مانند اور طریقین کی یہ دلیل ہے کہ قسامہ نفی نصرت کے واسطے ہے اور نصرت عورت سے بھی ہو سکتی ہے کہ ذی الدرر قالی الہنا و دن و امرأۃ
مدرخل فی التمل مع العاقلۃ فی ہذہ المسئلۃ کذا فی الملتقی و ہوا الصح ذکرہ الزی تارخین فقہانہ لکما اور عورت دخل ہے عاقلہ کے ساتھ تحمل دیت میں اس مسئلہ کے اندر
کذا فی الملتقی اور یہی قول صحیح تر ہے چنانچہ یہی نے اسکو ذکر کیا جرم نہیں لے لکما عورت تحمل دیت میں اسلئے دخل ہے کہ وہ بشر لہ قاتل کے ہے تو عاقلہ کی شریک
ہو گی نہ ہی میں لکما کہ اس مسئلہ کی قید اسو سے لگائی کہ عورت تحمل دیت میں کسی صورت میں دخل نہیں سوائے اس مسئلہ کے کہ ذی الدرر قالی و ان و جہ
قتیل فی دارفسہ فالدیۃ علی عاقلہ و قرۃ عند ابی حنیفہ رحمہ و عند ہما و زفر لاشی فیہ ای فی القتل المذکور و ہنشی کذا ذکرہ لاشر و قالی مار حصرہ
اشر نصرتہ و ہما اصف اور اگر ایک شخص مقتول پایا گیا اپنے خاص گھر میں تو اس کے دار و نون کے عاقلہ پر دیت ہے ابو حنیفہ کے نزدیک و صاحبین اور زفر
کے نزدیک مقتول مذکور میں کچھ نہیں ہے اور اسی عدم وجوب کے قول پر فتویٰ دیا ذکر کیا ہے لاشر و نے درمیں اس قول کا طبع ہو کر جسکی صدر اشر نصرتہ نے
مزج دی اور صفت لاشر و اور صدر اشر نصرتہ دونوں کا تابع ہوا ہے و ہما صفت ابن الممال فعال لہما ان الدار فی ہذہ صین و ہما خرج فحیل کا قتل نفسہ فیکون ہذا اولہ
ان القسامۃ انما تجب بطور اقتضی و حال منورہ الدار و نصرتہ فدیۃ علی عاقلہ و صدر اشر نصرتہ و غیرہ کے خلاف کیا ہے ابن ممال نے سویوں لکما ہے کہ صاحبین کی
دلیل یہ ہے کہ لبتہ مگر مقتول کے قبضہ اور نصرت میں تھا جبکہ زخم حاصل ہوا تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا اسے اپنی جان کو آپ قتل کیا تو خون انکار انگان ہو گا اور امام
کی دلیل یہ ہے کہ قسامہ تو قتل ہی ظاہر ہونے سے واجب ہوتا ہے اور قتل ظاہر ہونے کی حالت میں گھر دار و نون کا ہو گیا تو دیت مقتول کی دار و نون کے عاقلہ پر
ہو گی لایقال العاقلہ انما یحملون واجب علی الوترۃ تحقیقا لہم ولا یملن الاکباب علی الوترۃ لالان الاکباب لیس للوترۃ بل للمقتول حیث یقتضی منہ دیونہ و تنفذ
و صایا ہتم بحالہ الوترۃ فیہ و ہذا نصیر لہم و لمتوہ ان قتل یا واجب الدیۃ علی عاقلہ و مکنون میرزا مالہ قفسہ یون نہ لکما جاسے گا کہ عاقلہ تو اسی مال کے
سمجھل ہونے میں جو دار و نون پر واجب ہوتا ہے تاکہ دار و نون تحقیق ہوا و ممکن نہیں دار و نون پر واجب کرنا دار و نون کے واسطے اس لیے
کہ اس سوال کا یوں جواب دیا جاوے گا کہ بیان اکباب مال کا دار و نون کے لیے نہیں بلکہ مقتول کے واسطے ہوتا ہے لیکہ اسی مال سے مقتول کے دین ادا
کے جاوینگے اور اسکی وصیتیں اسی سے نافذ ہونگی پھر مقتول کے دار و نون کے خلیفہ ہونگے اس مال میں اور وہ نصیر اور مدہوش کے مانند ہے اگر نصیر یا مدہوش
اپنے باپ کو قتل کرے تو دیت واجب ہو گی نصیر یا مدہوش کی عاقلہ پر اور وہی دیت نصیر یا مدہوش کی میراث ہو گی تو جو دار و نون ہوا و لو وجہ فی ارض ہو فوفۃ
اور دار کذا لکما فی ہذا و علی ارباب معلومۃ فالقسامۃ والدیۃ علی اربابہا لان تہیرہ لہم اور اگر مقتول پایا گیا و قتل کی زمین یا اسی طرح وقت
کے گھر میں جو عین لوگون پر وقت ہے تو قسامہ اور دیت وقت کی لوگون پر ہے و اسلئے وقت کی تہیرہ بخین لوگون پر جو ان کا منت الارض اولہ

کے پانی نکلنے کا منع دار الاسلام میں جو توحید اسکی بیت المال میں وجہ ہوگی ایسے کہ دار الاسلام مسلمانوں کے قبضے میں ہو کہ اگر وہ اس مال
 میں زنا کا ذکر تخصیص کے واسطے نہیں ہو بلکہ زنا سے مراد غیر عظیم جرمین یا بانی جاری ہو کہ انی یعنی شرح المدایہ دینی نہر صغیر ہو یا حتی غیر صغیر
 علیہ اہلہ و عیالہ صغیر کے سبب سے شفعہ کا استحقاق ثابت ہوتا ہو اسکے مقتول میں اس نہر کے مالکوں پر قسامہ اور دیت وجہ ہو گا انکی
 خصوصیت کی وجہ سے نہر کے ساتھ ہم استحقاق شفعہ اس نہر صغیر میں جو بھرتی گشتی جاری ہو اور مقتول نے کہا جسکے لوگ شیعین ہوں کہ انی اشخاص سے
 ولو کان ثلث لہ بترہ مملوکہ او قتل لاد کما رہی سچی او کانت قریبہ من القرۃ او الاخصیۃ او الضبطہ یا حیث یسبح منہ الصوت بحسب علی الممالک
 ای ذی البید او علی اہل القرۃ او اقرب الاخصیۃ یعنی اور اگر شکل مملوکہ یا کسی شخص پر وقت ہو چنانچہ وقت کا مسئلہ مذکور ہو چکا اور آگے آدھے گھ
 یا شکل قریب ہو گا توں سے یا قریب ہو کل کے خونوں سے یا کچھ کے خونوں سے اس طرح بلکہ مقتول کی آواز دیکھ سوج ہوتی ہو تو قسامہ اور دیت وجہ ہو گا
 مالک پر یا قابض وقت پر یا اہل قریہ پر یا اقرب خونوں کے رہنے والوں پر کہ انی الزمیں عبارت میں این نہر مرتبہ واقع ہو دلا بت میں اہل ہوشی البتہ
 خانہ بدوش رہنے میں خونین کبھی اس شکل کبھی اس شکل میں جیسے ہندوستان میں کچھ قوم ولو محتسبا بالشط او یا بخیرۃ او موطا دلفی علی اشتہار
 فعلی اقرب الموضع الیہ من القرۃ ولا مسار از ادنی الجانیۃ ولا از ادنی و ترہ المصنف اذا کان یصل صوت اہل الاخص و القرۃ الیہ
 و الا لا کما مر او ماکر مقتول رک رہا ہو دریا کے کنارے پر یا ناپ کے کنارے یا دکان بستہ ہو یا کنارے پر رہا ہو تو جو دکان سے قریب تر مکان ہو گا دیہات
 یا شہر وں سے دکان کے باشندہ دن پر قسامہ اور دیت وجہ ہو گا نیزہ میں اتنا زیادہ کہا ہو اور قریب تر از ادنی پہنچی و جب ہو گا او مصنف نے اسکو ثابت
 رکھا ہے بشرطیکہ جب اہل زمین اور دیہات دکان کی دکان پر پہنچتی ہو اور اگر دکان تک پہنچتی ہوگی تو قسامہ اور دیت وجہ ہو گا چنانچہ مذکور
 ہو چکا و ان التقی قوم بالسیوف فاجلو ای تفرق من قتل فعلی اہل المحلۃ لان خطما علیہم الا ان یدعی الولی علی اولئک او یدعی علی
 بعض معین منہم فلم یکن علیہ اہل المحلۃ نہی و لا علی اولئک حتی یرکن لان مجرد الدعوۃ لا یثبت الحق و برے اہل المحلۃ لان قولہ جمع علیہ اور اگر ایک
 قوم باہم خبر لئی ملو ا رہیں کچھ کر یکہ ایک مقتول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئی تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہو اس واسطے کہ حفاظت محلہ کی آئے ذمہ ہو کہ اگر دکان
 مقتول کا اس قوم متفرق پر قتل کا دعویٰ کرے یا نہیں سے بعض میں بر دعویٰ کرے تو اہل محلہ پر وجہ ہو گا اور نہ اس قوم پر تا وقتیکہ وارث
 اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرے اس واسطے کہ فقہ دعویٰ سے حق ثابت نہیں ہوتا ہر دن جج کے اور اہل محلہ بھی بری الذمہ ہو گئے اس واسطے کہ
 وارث مدعی کا قول اسکی ذات پر حجت ہو اہل محلہ کے بری الذمہ ہونے میں و مستحلف علی صیغۃ اہم المفعول قال قتلہ زیر حلف بالند ما قتلہ لا
 عرف لہ قاتلا غیر زیر دلائیل قولہ فی حق من یرحمہ اذ قتلہ اور جب قسم عائد ہو اہل قسامہ سے اُسے کہا کہ مقتول کو زیر نے قتل کیا تو دکان یون قسم کھائے
 کہ خدا کی قسم میں نے مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ میں اسکے قاتل کو جانتا ہوں سو اسے زیر کے اور اسکا قول مقبول ہو گا اس شخص کے حق میں جسکو وہ قاتل
 گمان کرنا ہو نہ اس نے کہا متحلف بصیغۃ مفعول جو نہ ہم فاعل و طبل شہادۃ بعض اہل المحلۃ یقتل غیر ہم خلافا لہما او یقتل واحد منہم بصیغۃ لستمہ اور بعض
 اہل محلہ کی گواہی غیر اہل محلہ کے حق میں باطل ہے بلکہ ان میں سے ایک میں پر قتل کی گواہی دین تو باطل ہے تمہمت کے سبب سے ہم اپنی ایک شخص
 محلہ میں قتل ہوا اور وارث نے دعویٰ کیا کہ محلہ کے سوا اسے اور قوم نے اسکو قتل کیا یا دعویٰ کیا کہ اہل محلہ میں سے ایک میں شخص نے اسکو قتل کیا ہو اور اہل
 سے دفعہ قصور نے اسکی گواہی دی تو یہ گواہی باطل ہے بلکہ ہر نام کے نزدیک تمت کی علت سے اس واسطے کہ خصوصیت تمام اہل محلہ کے ساتھ قائم ہو اور قسامہ اور دیت سبب
 وجہ ہو اور شاہد چاہتے ہیں کہ اپنے اوپر سے خصوصیت کو نال کر برادر زمین تو وہ تمہمت سے تو گواہی انکی مقبول ہوگی کہ انی ہر دکان پر جی جی قتل نہ ہفتی
 و افراش حتی مات فالذیۃ و القسامۃ علی ذلک لکی خلافا لابی یوسف اور جو شخص زخمی ہو کسی قاتل اور برادری میں ہو دکان سے زندہ آگیا یا گواہ ہو برادر

پڑا یا بیان تک کہ مرگیا تو دیت در سمانہ اسی قبیلہ پر جو خلاف ابو یوسف کے کہ قسام اور دیت میں نہیں خبر معلوم ہے جرح بہ حق ٹکڑا خراہد نکلت مائۃ فمات المسلمین
احمالی عند ابی یوسف جہ و فی قیاس قول ابی حنیفہ جہ یقتضی اگر ایک شخص کے ساتھ ایسا جرحی جرح کی زندگی کی بقا پر سو اسکو دوسرے شخص اپنے گھر آٹھا لایا
سو وہاں ایک مدت رہا پھر مرگیا تو اسکا مال والا سمانہ ندیکا ابو یوسف کے نزدیک اور امام کے قول کے قیاس میں ضمان لازم ہو گا حامل یعنی اسو سیکہ کا قبضہ نہ کر
بلکہ کسی پر تو اس کے پاس نہ رہی ہو یا ایسا جرحی جسے میں موجود نہ رہی کا کذا فی الدرر فی جہ طینین بلا ثالث و بعد احد ہما قیسا اتمین کا اختراں نظامہ ان
الانسان لا یصل لنفسہ و متعہ عند ابی حنیفہ خلاف احمد اور ابی حنیفہ کے دوسروں میں ایک شخص مقتول یا ایسا کہ دوسرے شخص اس کی دیت کا ضمان دیکھا امام کے نزدیک
اسو سیکہ کے ظاہر حال یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کو آپ قتل نہیں کرنا برخلاف جرح کے یعنی اس کے نزدیک ضمان نہیں اس میں سے کہ شاید اسے اپنی جان آپ ہلاک کر
وفی قتل قرۃ لاجلہ کہ اگر اس شخص علیہا قتل ہو جائے عاقلہ ہما عند ابی یوسف القسامۃ علی عاقلہ ایضا اور عورت کے کاٹوں کے مقتول میں عورت پر بار بار قسم و اذکار
یعنی سچا پس بار اور عورت کے مرد کا دیت دینگے اور ابو یوسف کے نزدیک مرد کا روٹن جرح بھی لازم ہو گی یعنی اسو سیکہ کہ قسام ہو تا ہے اہل نصرت پر اور عورت
اہل نصرت نہیں صغیر کے اندر طریقین کی یہ دلیل ہے کہ قسام نفی نصرت کے واسطے ہے اور نصرت عورت سے بھی ہو سکتی ہے کذا فی الدرر فی المختارون و امراۃ
مرد قتل فی التحمل مع العاقلۃ فی ہذہ المسئلۃ کذا فی الملتقی و ہوا الصح ذکر الزعمی شاخین فقہانے کہا اور عورت داخل ہے عاقلہ کے ساتھ تحمل دیت میں اس مسئلہ کے اندر
کذا فی الملتقی اور یہی قول صحیح تر ہے خاندانہ یعنی نے اسکو ذکر کیا جرح میں نے کہا عورت تحمل دیت میں ایسے داخل ہے کہ وہ بشر لہ قاتل کے ہے تو عاقلہ کی شریک
ہو گی نہ یا میں کہا کہ اس مسئلہ کی قید اسو سیکہ لگائی کہ عورت تحمل دیت میں کسی صورت میں داخل نہیں ہوا ہے اس مسئلہ کے کذا فی المختارون و ان و ہد
قتیل فی دار نفسہ فالدیۃ علی عاقلہ و زتہ عند ابی حنیفہ جہ و عند ہما و زفر لاشی فیہ اسی فی قتیل المذکور و پھر قیاسی کذا ذکرہ ملائسہ و قیاسا مار حصرہ
الشرعیتہ و بعدا احصیت اور اگر ایک شخص مقتول یا ایسا کہ جرحی پر تو اس کے داروں کے عاقلہ پر دیت ہے ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین اور زفر
کے نزدیک مقتول مذکورین کچھ نہیں ہے اور اسی عدم وجوب کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے ملائسہ نے درمیں اس قول کا طبع ہو کر جس کی صدر شریعت نے
مزج دی اور معتق ملائسہ اور صدر شریعتہ دونوں کا نابع ہوا ہے و خالصہم ابن کمال فقال لہما ان الدار فی یدہ میں و بعدا جرح فیجوز کذا قتل نفسہ فیکون ہذا اولہ
ان القسامۃ انما تجب بطور تحمل و حال ظہور الدار لورثۃ فدیۃ علی عاقلہم اور صدر شریعتہ وغیرہ کے خلاف کیا ہے ابن کمال نے سوچا کہ کیا ہے کہ صاحبین کی
دلیل یہ ہے کہ لبتہ مگر مقتول کے قبضہ اور نصرت میں تھا جبکہ جرح حاصل ہوا تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا اسے اپنی جان کو آپ قتل کیا تو خون انکار انگار ہو گا اور امام
کی دلیل یہ ہے کہ قسامہ تو قتل ہی ظاہر ہونے سے واجب ہوتا ہے اور قتل ظاہر ہونے کی حالت میں گھر داروں کا ہو گیا تو دیت مقتول کی داروں کے عاقلہ پر
ہو گی لایقال العاقلۃ انما یجوزون انما یجوز علی الوترۃ تحقیقا لہم ولا یکن الا بحاجۃ علی الوترۃ لورثۃ لان الا بحاجۃ لیس للورثۃ بل للمقتول جہ یقتضی منہ دیونہ و تنفذ
و صبا یا تم بحالہ لورثۃ فیہ و ہذا لیس لہم و لہم و ان قتل یا عجب الدیۃ علی عاقلہ و لکن میرزا مہ قنیتہ یوں نہ کہا جائے گا کہ عاقلہ تو اسی مال کے
سنبھل ہوتے ہیں جو داروں پر واجب ہوتا ہے تاکہ داروں تحقیق ہوا اور ممکن نہیں داروں پر واجب کرنا داروں کے واسطے اس لیے
کہ اس سوال کا یوں جواب دیا جاوے گا کہ بیان احباب مال کا داروں کے لیے نہیں بلکہ مقتول کے واسطے ہوتا ہے تاکہ اسی مال سے مقتول کے دین ادا
کے جاوینگے اور اسکی وصیتیں اسی سے نافذ ہوگی پھر مقتول کے داروں مقتول کے خلیفہ ہونگے اس مال میں اور وہ صغیر اور مدہوش کے مانند ہے اگر صغیر یا مدہوش
اپنے باپ کو قتل کرے تو دیت واجب ہو گی صغیر یا مدہوش کی عاقلہ پر اور وہی دیت صغیر یا مدہوش کی میراث ہو گی تو بعد از مرگہا ولو وجہ فی ارض ہو فوفتہ
اور اگر کذا لکھا یعنی موقوفہ علی ارباب معلومہ فالقسامۃ دالۃ علی اربابہا لان تبریرہ اہم اور اگر مقتول یا ایسا کہ قتل کی زمین یا اسی طرح وقت
کے گھر میں جو زمین لوگوں پر وقت ہے تو قسامہ اور دیت وقت کی لوگوں پر ہے اسو سیکہ وقت کی تبریر نہیں لوگوں پر جو ان کا منت الاخص اولاد

موقوفہ علی مسجد فہو کما لو وجد فیہ ای فی مسجد زلیجی و در دوسرا جہ و فہو کہ قدر تہ سناہ و در اگر زمین یا کمر مسجد پر وقت ہو تو وہ ایسا ہے جسے کہ مقتول مسجد کے
اندر پایا جاوے چنانچہ زلیجی اور در در دوسرا جہ و غیر بائین ہر اور ہم نے وقت کا مسئلہ اول ذکر کر دیا ہر م اگر محلہ کی مسجد پر وقت ہو تو اسکا حکم مسجد محلہ کے
مانند ہو اور اگر جامع مسجد پر وقت ہو تو اسکا جامع مسجد کا حکم ہو وقت و تصفیہ کیون الارباب الموقوف علیہم معلومین مخرج غیر معلومین کما لو کان وقت
علی الفقراء و المساکین فان اظہر ان الدیۃ تكون فی بیت المال لانہ حیثہ تكون من حبلۃ ما اعد لصالح المسلمین فاشیہ اجماع قالہ المصنف
بخامین کہتا ہوں اور موقوف علیہم لوگون بین معین ہونے کی قید اسواسطے لگائی تاکہ غیرین لوگون پر وقت نہ ہو بلکہ جسے چنانچہ فقہروں اور خبر میں چنانچہ
پر وقت ہو تو ظاہر ہے حکم ہو کہ وہاں کے مقتول کی دیت بیت المال میں ہوگی ایسے کہ وقت مذکور وقت میں ہوگا نہ جملہ ان اشیاء کے جو معلوم مسلمین
کے واسطے دیباہ ہیں تو جامع مسجد کے شاہ شہر یعنی اور جامع مسجد کی دیت بیت المال میں ہوگی تو ایسی بھی بیت المال سے ہوگی ایسا کہ ہر مصنف نے
اپنی شرح میں بحث کی راہ سے نہ رویت کی حقی سے و لو وجد فی معسکر فی فلاة غیر مملوكة ففی الخیمۃ و الفسطاط علی یسکنتہا اور اگر مقتول
پایا گیا اس لشکر گاہ میں جو بیابان غیر مملوک میں واقع ہو تو اگر خیمہ اور یاں میں مقتول ہو تو اس کے رہنے والوں پر قسامہ اور دیت ہر و فی خارجہا یا بی
و الفسطاط اسکا تو اسی ساکنو خارجہا قیام فی قیلۃ وجد فی قیلۃ اور اگر مقتول پایا گیا خیمہ اور یاں کے باہر تو اگر خارجہ کے رہنے والے قوم
قوم ہوں تو جس قوم میں مقتول پایا گیا اسی قوم پر قسامہ اور دیت ہر و لو میں یقیناً کان حکمہ کما م بین القرطبیان اور اگر دو قوم کے درمیان
پایا گیا تو اسکا حکم دیا ہو جیسا درمیان دو گانوں کا حکم مذکور ہو چکا یعنی جس قوم سے نزدیک ہوگا مقتول اسی قوم پر واجب ہو اور اگر دونوں برابر
ہیں تو دونوں پر واجب ہو و لو نزول حبلۃ یحلفین علی کل عسکر اور اگر لشکر کی لوگ رے سے مختلف آترے ہیں تو تمام لشکر پر واجب ہو و لو کا فواتحہ قالوا
قد و اطلاقا قسامۃ ولایۃ یحلفی اور اگر اہل لشکر کفار سے لے ہوئی اور وہاں مقتول پایا گیا تو قسامہ ہر نہ دیت کذا فی الملتفی و لو کانت الارض لیسے نزل
فیہا عسکر فلو کہ فعلی الممالک بالاجماع لانہم مکان ولا یزعمون الممالک فی القسامۃ والدیۃ در لکن سے الملتفی خلا قالوا یوسف قسبہ اور
اگر وہ زمین میں لشکر اتر آئے ملک ہو تو اس کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب ہو بالاتفاق اسواسطے کہ اہل لشکر وہاں کے ساکن ہیں مالک زمین
کے خارج نہیں قسامہ اور دیت میں کذا فی الدرر لیکن ملتفی میں خلاف ابو یوسف کا مذکور ہو تو گاہ رہنا یعنی صاحب در کا ملتفی علیہ کہنا صحیح
نہیں و فیہا لو وجد فی قرۃ لا یتام لم یکن علی الایام قسامۃ وہی علی عاقلہم لانہم لیسوا من اہل البین اور ملتفی میں ہے کہ اگر
مقتول پایا گیا بیہوش کے گانوں میں تو بیہوش پر قسامہ نہیں اور وہ یعنی قسامہ ہر ان کے عاقلہ پر اسواسطے کہ چھوٹے لڑکے قسم کے لائق نہیں و
ان کان فیہم مدرک فلیس لانہ من اہل البین و لو کجیۃ اور اگر بیہوش میں کوئی بالغ ہو تو اُس پر قسامہ واجب ہو اسواسطے کہ وہ قسم کھانے کی لیاقت
رکھتا ہو کذا فی الولد الجبی فروع مسائل لمحۃ شارج کے لو وجد فی دار جبی او معقوہ فعلی عاقلہا اگر مقتول پایا گیا صغیر یا مدہوش کے گھر میں تو اس کے مددگاروں پر
قسامہ اور دیت ہر و لو فی دار جبی حلف نہیں دینا ویدی من مالہ و لو قوا قوا فعلی عاقلہا اور اگر مقتول پایا گیا آدمی کے گھر میں تو یاس نہیں کھاسے اور اپنے
مال سے دیت دے اور اگر دیہوں کے عاقلہ ہوتے ہوں تو دونوں یعنی یہود اور نصاری کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی م یہودی یون قسم کھاتے کہ اے خدا کی قسم
جسے تو رہتا تارسی میں نے اسکو نہیں مارا اور نہ میں اس کے قاتل کھاتا ہوں اور نصرائی قسم کھاتے کہ اے خدا کی قسم جسے انجیل تارسی کذا فی الخطادی و لو مر علی فی خانۃ
فاصابہ سهم او حجر ولم یدر من ابن ادمات متہ فعلی اہل الخیمۃ القسامۃ والدیۃ سرا جہ اور اگر ایک مرد گذرا ایک محلہ میں و اسکو تیر گیا یا تاجر اور اسکو مظلوم نہیں کہ
کہہ کرے آیا اور وہ اسی صدمہ سے مر گیا تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہر کذا فی السرا جہ و فی الخانیۃ وجد بیہیمۃ او دابة مقتولة فلاتی فیہا اور خانیۃ میں ہر کہ جو
پا جاوے مقتول پایا تو اُس میں قسامہ اور دیت کچھ نہیں والی وجہ سکاتب او مدبر او دم ولد قبیلۃ لیسے قسامۃ و القیمۃ علی

کتاب الحاصل

عواقب میں شکت سینین اور اگر کتابت یا دیگر یا مودلہ مقتول یا سہ محلہ میں تو قسامہ اور ہر ایک کی قیمت اہل محلہ کے مددگاروں پر جب پچیس سال کے اندر ولو بعد اربعہ قیلائی دارالولاء فقیر الامیدو ناقصہ سے مولادہ لغزائہ حالت والا کتابت قیمتی علی مولادہ جو جلتہ اور اگر غلام مقتول یا یا گیا اپنے مالک کے گھر میں تو خون اسکا ارکان ہر گھر کہ غلام یا مریون ہو تو اسکی قیمت اسکے مالک پر واجب ہو بالفعل اسکے قرض دینے والوں کے لیے اور ہر کتابت کے یعنی اگر کتابت مقتول یا یا گیا مالک کے گھر میں تو اسکی قیمت اسکے مالک پر واجب ہر تین سال کی مدت میں م کتابت کی قیمت سے بدل کتابت ادا کیا جائے اور اسکی آزادی کا حکم کیا جائے اور جو بدل کتابت دے کر باقی رہے وہ اسکے وارثوں کی میراث ہو کہ انی اسالمیریہ ولو بعد المولے قیلائی دارالولاء دارالولاء اولاد فی عاقلۃ المولی اور اگر مالک مقتول یا یا گیا اپنے غلام اذون فی التجارۃ کے گھر میں خواہ غلام مریون ہو یا نہیں تو مالک کی عاقلہ پر دیت مریون اولاد فی عاقلۃ المولی ولو بعد آخر قیلائی دارالولاء اوہم او امرۃ فی دار و جہا ناقصہ والدیہ علی العاقلۃ ولا یمین امیرات اور اگر آزادہ مقتول ہو یعنی قسامہ اور دیت ولو بعد آخر قیلائی دارالولاء اوہم او امرۃ فی دار و جہا ناقصہ والدیہ علی العاقلۃ ولا یمین امیرات اور اگر آزادہ مقتول یا یا گیا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں یا عورت اپنے زوج کے گھر میں مقتول یا یا گئی تو قسامہ اور دیت والہین بازوج کی عاقلہ پر اور صاحب خانہ میراث سے محروم نہیں و ہد علم و استغفر اللہ العزیم

کتاب المعامل

یہ کتاب ہر احکام متاقل کے بیان میں ہی جمع مقتضات فسخ سکون قسم وہ یعنی ساقط جمع ہر مقتضی کی قطع قسم سکون عین وضم فاق صیغہ مکرر بضم ر کے جمع کا
 ہر وہی الدیہ دسی عقلانا لانا عقل الدار من ان لفسک اسی سکنا ومنہ عقل لانیع لایسج اور وہ یعنی مقتضی دیت ہر اور دیت کو عقل قطع عین و سکون
 فاق ہر کہتے ہیں یعنی اسو اسٹے کہ عقل معنی منع ہر اور دیت خون کو باز کھتی اور دیتی ہر خونری سے دیا یعنی دانش و درمندی کو عقل کہتے ہیں اسو اسٹے کہ
 عقل انسان کو از کتاب قبائح سے باز کھتی ہر جذبہ عقل سے دیت مراد ہوتی حالانکہ کتاب الایات مقدم مذکور ہو چکی اور اس کتاب میں دیت کا کچھ ذکر نہیں بلکہ
 انکا ذکر جو خبر دیت واجب ہر جسکو عاقلہ کہتے ہیں تو جیسے کتاب المعامل کے کتاب ابوخل کہنا صواب ہر چنانچہ صاحب برہان نے کتاب ابوخل کہا ہر بعض
 نے اسکا یوں جواب دیا ہر کہ کلام میں مضامین محدث ہر یعنی کتاب اہل المعامل تو مجاز حدیث کی قسم سے ہر کہ انی الطحاوی مختصر او العاقلہ اہل دیوان
 وجم العسکر وغند اشامعی اہل العشرۃ وجم العصبیات اور عاقلہ یعنی خبریت و جب ہوتی ہر عبارت ہر اہل دیوان سے اور وہ لشکر کی لوگ ہیں اور امام شافعی کے
 نزدیک عاقلہ برادری کے لوگ یعنی عصبیات ہیں م دیوان عبارت ہر ان اوراق سے جن میں اہل لشکر کے نام اور انکا سالیانہ یا شتمانی یا ماہیانہ لکھا جاتا ہر جسکو
 دفتر کہتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اول دیوان مقرر کیا اور اہل دیوان پر دینے میں کی صحابہ کبار کے سامنے بلار دو ہزار چوکہ انسان کی جان ختم خبر ہر
 تو باطل اور اہلکان نہیں ہو سکتی اور قاتل مظلومی پر وجوب دیت بلا وجہ ہر اسو اسٹے کہ وہ مقدم ہر اور خطا اس سے شروع ہر اور اگر تمام دیت نہیں وجہ نہیں ہے
 وہ نیست دنا بود ہر جیسے تو قاتل کے عاقلہ یعنی مددگاروں پر ڈال گئی اسو اسٹے کہ آدمی احتیاط اور احتراز میں نبی قوت اور ذور کے سبب سے قصور کرتا ہر کچھ ذرا نہیں
 کرتا اور یہ ذور آدمی کو حاصل ہوتا ہر غالباً اپنے اندر اور جماعتیوں کے بحر سے بر تو مددگار خطا کا شہر مددگاری میں کیونکہ وہی تو سبب ہیں اسکی مبالغی اور تعدی
 تو انکی تفسیر ثابت ہر کہ قتل کی کو انھوں نے کہ دن محفوظ رکھے جیسا طے ہے تو انھیں پر دیت کا ڈالنا اور اسے اور سب ہو عینی نے شرح ہدایہ میں کہا اگر کوئی کے
 صحابہ کا جماع نہ کر و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے مخالفت ہر اسو اسٹے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اہل نسب پر مقرر کی اسکا جواب دینے کہ یہ
 جماع حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہر اسو اسٹے کہ آپ نے اہل نسب پر دیت مقرر کی باعتبار نفرت اور مددگاری کے ولندہ اسوان اور میان اہل نسب
 دیت نہیں اسو اسٹے کہ وہ مددگاری کے لائق نہیں ہر جب عمر فاروق نے تدوین دیوان کی تو مددگاری دیوان کے ساتھ ہو گئی لہذا اہل دیوان عاقلہ شہر کے نویسنہ
 نہیں بلکہ معنی نفرت کی خبر ہیں منہم اہل لشکر عاقلہ ہیں اسکے جو نہیں ہر یعنی سپاہی لشکر کے نہ ہر قاتل کے یعنی جس سلسلہ جس میں ہیں قاتل ہوگا انھیں پر دیت واجب

ہر گنج عظیم کل دیت و جب نفس القتل خرج یا بطلب الاصلح اوشہ کہ قتل الاب اسبہ عمدہ قدرتی مالہ کما تری انجایات سواہل لشکر ہر ایک
 ہر ایک وہ دیت جو نفس قتل سے واجب ہوئی ہر نفس قتل کی قید سے وہ قتل نکل گیا جو بقلب ہمال ہو گیا اصلح کے سبب سے یا شہر کی وجہ سے جیسے باب کا
 اگر محمد اپنے بیٹے کو اس قتل کی دیت باپ کے مال میں ہر چنانچہ گذر گیا کتاب انجایات میں م نفس قتل سے دیت وجہ ہوتی ہر قتل شہر محمدین اور قتل غلامین
 اور جاری ہجرے خطا میں چنانچہ اسکی تصریح کتاب انجایات میں مذکور ہو چکی ہو خود سن عطا یا ہم اذن زنا ہم والفرق بین اہلۃ و اذن ان الرزق یا
 فی بیت المال بقدر حاجتہ و الکفاۃ شہارہ و میا و نہ و عطا و ما یفرض فی کل سنۃ لا بقدر حاجتہ بل بصبرہ و عتائہ فی امر الدین ہو دیت یا اسکی اہل لشکر کے
 عطا سے یا اس کے رزق سے اور رزق عطا اور رزق میں یہ ہر کہ رزق وہ ہر جو بیت المال سے مقرر ہو بقدر حاجتہ و کفاۃ کے بطریق یا ہواری یا اور نہ کے
 اور عطا وہ ہر جو بیت المال میں عین ہو بطریق حاجتہ کے نہیں بلکہ اسکی نیکیاں اور مضبوطی اور سخت کشی کے سبب سے دین کے کام میں فی ثلث سنین میں دیت
 القضاء و کذا وجب فی مال القاتل عمدہ و ان قتل الاب اسبہ یوحذ فی ثلث سنین عندنا وعند الشافعی وجب مال الشکر کی وجہ میں سے دیت یا اسکی نیکوئی میں سال میں
 قاضی کے حکم کرنے کے وقت سے یعنی جیسے کہ قاضی نے وجوب دیت کا حکم کیا اس وقت سے تین سال کا حساب شروع ہوگا اور اسی طرح دیت وجہ ہر قاتل عمدہ
 کے مال میں اس طرح کہ باپ نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا تو ہمارے نزدیک تین سال میں دیت یا اسکی اور امام شافعی کے نزدیک باطل وجہ ہر گم قضا کے بعد تین سن قبلہ
 کی عطا سے دیت یا اسکی اور اگر سنین ضامی عطا مع ہر قبل قضا کے پھر شکر یوں کو قضا کے بعد حاصل ہو تو اس سے دیت یا اسکی اور اگر دس دیون یا ایک آدمی کو
 قتل کیا ہو بطریق خطا کے تو ہر ایک شخص کی عاقبہ ہر دیت کا دسواں حصہ تین سال میں وجہ ہوگا کذا فی الخطا دی فان خرجت اعطایا فی اکثر من ثلث او قبل
 تو خود منہ جھول انقصو و ہر اگر عطا یا تین سال سے زیادہ مدت میں یا کمتر مدت میں مال سے نکلے تو اس سے دیت یا اسکی و بطریق حاصل ہونے کے سبب سے عین اگر تین
 سال آئندہ کی عطا ایک ہی سال میں ہے تو تمام دیت اس سے یا اسکی کذا فی الزعمی و اگر تین سال کا رزق ایسا سال کے تین حصے میں ملا تو اس سے دیت یا اسکی جیسے کہ رزق عطا
 حاجت کے مقرر ہو یا ہر تو اگر اس میں سے لیا جائے تو اسکو تکلیف درج ہوگا خلاف خطا کے کذا فی اجتبی وان لم یکن النفا علی من بل الدیون فحاکمۃ فیصلۃ و آثار
 و کل من یتناصرہ تویر یصا ورا ورا قاتل لشکر یمنین ہر تو ہنگام عافہ ہنگام قبیلہ اور اس کے قریب لو کہ میں و جن لوگوں سے وہ قاتل مدد گاری چاہتا ہو کذا فی نویر
 ہم قبیلہ اور غیر عبارت ہر عصبات جیسے یعنی ایک جدی لوگ خلاصہ یہ کہ وجوب دیت میں تناصر اور مدد گاری کا اعتبار ہر تو اگر اہل عافہ یا اہل بازار یا اہل قریہ یا برادری کے
 لوگ اس طرح ہوں کہ جب نہیں کسی شخص کو کوئی اور پیش آتا ہو تو وہ لوگ اسکی کفایت مدد گاری کو اسے مستعد ہوجانے میں تو وہی لوگ اس کے عافہ ہیں اور اگر اس کے مددگار
 چند قسم کے لوگ ہیں تو اگر انوں سے اور برادری اور مددگار ہزار سے تو شکر دے لوگ مقدم اور اولی ہیں پھر ان کے بعد برادری کے لوگ پھر لوگ اہل عافہ یا زاری لوگ اور اہل قریہ
 ہر کہ نہ اسکا دیوان ہر برادری نہ کوئی مددگار تو اسکی دھو تین ہیں یا اس کے مقتول کی دیت بیت المال میں ہر یا خود اس کے مال میں کذا فی الخطا دی مختصر نصرت
 و تقسیم الدیۃ عظیم فی ثلث سنین ثم لسنین یعنی العیات ہستانی فیلحظہ اور دیت تقسیم ہر کی عافہ ہر تین سال کے اندر پھر جانا چاہیے کہ سنین یعنی عیات کہ ہر
 کذا فی ہستانی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم خطا دی نے کہا تم لسنین یعنی العیات کی حاجت سنین اس واسطے کہ مات کے قول فان خرجت اعطایا میں مضمون مذکور
 ہو گیا لا یوحذ فی کل سنۃ الا درہم اور ہم و ثلث و لم تر ذل علی کل واحد من کل الدیۃ فی ثلث سنین علی اربعۃ علی الاصح اور نیز لیا جائے دیت ہر سال میں کہ
 ایک درہم یا ایک درہم اور نہائی درہم کی اور زیادہ نہ لیا جائیگا عافہ کے ہر شخص ہر تین سال کی مدت میں چار درہم سے باہر صحیح تر قول ہم اگر ہر شخص سے ایک درہم لیا گیا تو اسکی تین
 سال میں تین درہم ہوے اور اگر ایک درہم اور نہائی درہم کی لکھی تو چار درہم ہوے خطا دی نے کہا یہ قول صحیح تر محمد سے مضمون ہر اور غیر صحیح قدر ہی کی رویت ہر کہ ہر سال
 میں ہر شخص سے چار درہم سے زیادہ نہ لیا جائے فان لم تسع البقیلۃ لذلک ضم الیہ اقرب البقائل لبا علی ترتیب العصبات ہر اگر
 قاتل کا قبیلہ یعنی ایک جدی برادری اس کے واسطے یعنی دیت پوری ہونے کے واسطے لگنا پیش در کہ توجو قبیلہ ان کے ساتھ زیادہ تر قرابت رکھتا ہر نسب کی

انکھ بھڑی سودہ مگر تو صغیرہ کے وارث نے چاہا قسم دنیا عاقلہ کا مستغیر کی نفی فعل پر اور جواب اسکا یہ کہ قسم دار و نوگی اسوائے کہ تو قسم دہوی
 صحیح ہونے کی فرع ہے اور حالانکہ دعوی عاقلہ پر متوجہ نہیں ہے اور یہاں گفتگو کچھ باقی ہے کہ اگر عاقلہ نے قاتل کے قاتل کا اقرار کیا تو انکا اقرار بہ نسبت
 انکے صحیح ہوگانا انیکہ تیر و جواب دیت کا حکم ہو یا اقرار انکا صحیح نہیں تو اگر یوں جواب دو کہ ان تو لائق یوں کہ قسم انکے حق میں جاری ہوا اسکے فائدہ
 ظاہر ہونے کے سبب سے فائدہ سے مراد اہم دیت ہے ایسا کہا ہو مصنف نے اپنی شرح میں بحث کی راہ سے تو انکی تحریر اور تفسیر کرنا چاہیے ہم کلیت عاقلہ
 قول سابق کے مخالف ہے کہ عاقلہ ضم نہیں تو غیر قسم بھی میں در اگر یوں جواب دیجئے کہ یہ غیر مدعا علیہ کا اقرار ہے تو اس قسم جاری نہ ہوگی تو صحیح ظاہر ہے کہ انکی عاقلہ
 وان جنی حر علی نفس عبد خطا رفی علی عاقلہ یعنی اذہ قبلہ لان العاقلہ لا یقتل اطراف اجدد قال الشافعی لا یقتل نفس انفسا اور اگر آزاد نے جنایت کی
 غلام کی جان پر خطا کی راہ سے تو انکی دیت آزاد کی عاقلہ پر جنایت سے مراد یہ ہے کہ آزاد غلام کو قتل کرے اسوائے کہ عاقلہ غلام کی اطراف کی دیت کے
 تحمل نہیں اور نام شافعی لکھا کہ عاقلہ قتل نفس کی دیت کے بھی تحمل نہیں ولا یدخل صبی امرأة و محنون فی لعانکة اذ لم یتباصر و ابی لولہ انما فی غیر قسم و
 الا فیدخلون علی الصبح کلام اور صغیر اور جوت اور دیوانہ عاقلہ میں داخل نہیں جبکہ وہ باہم مددگاری نہ کرتے ہوں یعنی اگر صغیر وغیرہ قاتل ہوں تو عاقلہ میں داخل نہیں
 اور اگر صغیر وغیرہ سے قتل ظاہر ہو تو عاقلہ میں داخل ہونگے بنا بر قول صحیح کے چنانچہ غریب مذکور ہو چکا ہم مدعنا مگر کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر انکے مددگار
 کی درخواست ہوتی ہو تو عاقلہ میں داخل ہونگے وجوب دیت میں کذا فی الخطادی ولا یقتل کا فرعن مسلم ولا یجسہ عدم التباصر اور کا ذریعہ نہیں بتا
 مسلمان کی طرف سے اور نہ مسلمان کا ذریعہ طرف سے مدعنا مگر کی وجہ سے والکفار یتعاقلون فیما بینہم وان خلت علیہم لان لہم فکلمہ لہ و احدہما یغنی
 تباصر و اولافنی مالہ فی ثلث سنین کا مسلم کا مسلمہ فی الجنتی اور کا فر فیما بین خود کا ایک دوسرے کے عاقلہ ہونگے اگرچہ انکے دین مختلف ہوں اور اگر
 کہ کفر بالکل ایک ہی دین ہے یعنی بشرطیکہ ایک دوسرے کی مددگاری کرتے ہوں اور اگر تباصر نہیں رہے ہو تو فقط قاتل کے مال میں دیت متولی کی وجہ
 ہر تین سال کے اندر مسلمان کے مانند چنانچہ مجتبیٰ میں انکو شرح بیان کیا ہے مجتبیٰ میں ہے کہ دوا و مسلمان دار الحرب میں وارد ہیں و ایک مسلمان نے
 دوسرے کو قتل کیا تو انکی دیت قاتل کے مال میں وجہ ہے کذا فی الخطادی و اذ لم یلق القاتل عاقلہ کلیفہ وجلی لہم فالذی فی بیت المال فی ظاہر
 الرواج و علیہ الفتوی دروزاریہ وجعل الذمی ردیہ وجوبانی مالہ ردیہ شاذہ اور جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ مددگار نہ ہو چنانچہ فیفیکہ کا یا مددگار ہو چنانچہ مسلمان ہوا تو اسکے
 مقتول کی دیت بیت المال میں ہے ظاہر الرواج میں اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الدرر البزریہ اور علی ہے مال قاتل میں وجوب دیت کی رویت کو رویت شاذہ
 قرار دیا ہے یعنی جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ نہ ہو تو اسکے مال میں دیت وجہ ہے اس رویت کو رویت نے فیہ معتد کہا ہے قلت و ظاہر مانی مجتبیٰ میں خوارزم
 ان تباصر قدر اندم و بیت المال قدر اندم یرج وجوبانی مالہ فیودی فی کل سنتہ ثلثہ مرارہم و اذہ لکما نفعہ فی مجتبیٰ عن الناطقی قال و نہ احسن لا بد
 من ضلہ و اذہ لم یضف یلحفظ نقد وقع فی کثیر من الموضع انما فی ثلث سنین فاقیم میں کتاب ہوں اور مجتبیٰ کا ظاہر کلام ملک خوارزم کی حکایت
 حال سے ہے کہ وہاں کے لوگوں کی باہم مددگاری نیست و نابود ہو گئی اور بیت المال اندم اور بیت نشان ہو گیا تو یہ حال ترجیح دنیا ہے وجہ ہونے
 دیت کو قاتل کے مال میں تو قاتل ہر سال تین یا چار دم ادا کرتا رہے چنانچہ انکو مجتبیٰ میں ناطقی سے نقل کیا ہے صاحب مجتبیٰ نے کہا اور یہ قول خوب
 ہے اسکا یا درکناس فرود ہے و مصنف نے اپنی شرح میں انکو ثابت رکھا ہے تو انکو یاد رکھنا چاہیے سوائے مجتبیٰ یا غیر مجتبیٰ کے اکثر موضع میں درج ہوا
 کہ بالکل دیت کا ادا کرنا تین سال میں ہے تو انکو سمجھ سے کذا فی الخطادی و نہ اذ کان القاتل مسلما مالہ و میافنی مالہ اجماعا بزازہ اور یہی
 جب عاقلہ نہ ہو بیت المال سے دیت وجہ ہے اس وقت ہے جبکہ قاتل مسلمان ہو سو اگر قاتل ذمی ہو تو اسی کے مال میں بالاتفاق دیت ہے کذا فی البزریہ
 و من لہ وارث معروف مطلقا و لو بسیدہ او محرما برق او کفر لا یغفرہ بیت المال دہوا صحیح کما بسئلہ فی الخانیہ اور جس قاتل کا مشہور

وارث ہر کسی طرح کا وارث ہو اگر جہ وراثت بعید ہو یا محرم المیراث علام بالافہرہ کے سبب سے تو اس کے مقتول کی وصیت ہر مال نہ دیکھا اور یہی قول
 صحیح ہے چنانچہ اشکو خانہ میں شرح بیان کیا ہے ولا عاقلۃ للبحر و بحر من الدرقاۃ المصنف عدم تمامہ مجموعہ کا یعنی عرب کے سوا اور ملک کے رہنے
 والوں کا عاقلہ نہیں اسی پر تین کیا ہے در بین یہ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ان کے عدم تمامہ کے سبب سے وقیل ہم عواقل الایم تینا ہون کا اس کا کفہ
 و ایسا دین و اصرافین و اسرارین قابل محکمہ اہل اقل و عاقلہ و کذا کا طلبہ العلم طاعت و ہر اسے اشکو خانہ وغیرہ عاقلہ و بعضوں نے کہا کہ مجموعہ کو اسے
 بھی عاقلہ ثابت ہیں اس واسطے کہ وہ باہم حمایت و مددگاری کرتے ہیں چنانچہ گفتگو اور صیاد اور وارث اور بین گروگ تو فانی کے اہل محلہ اور اہل مشیہ ان کے عاقلہ
 اور اسی طرح طالب علم باہد گر عاقلہ ہیں میں کیا ہوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے جس لائمہ ملوانی وغیرہ نے کذا فی ہجائہ زاد فی تجتبی و کما صلی ان انما صرہا فی
 نہ الالباب و معنی التناصرانہ اذا خیر او فاما بعد فی کفایہ فی جمیع میں یہ زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ کہ اس باب میں اثبات عاقلہ میں خاصہ صلی ہو
 اور تمامہ سے مراد یہ ہے کہ جب اشکو کوئی معنی اور صیبت میں دے تو لوگ اس کے ساتھ کھڑے ہوں اس کی کار رازی میں یعنی اشکو بجا لین اس کی تکلیف مال
 دین اور اشکا پور بیان مجتبیٰ میں ہوتی تو یہ بصائر مغزیا لکھا فیلہ و کذا ان انما صرہم باحرف ہم عاقلہ و فی حفظ و ذرہ لغستانی اور خیر بصائر میں
 عاقلہ سے منقول ہے اور معنی ہے کہ مجموعہ میں تمامہ میں کی وجہ سے تو اہل مشیہ وہی عاقلہ ہیں کہ ان کے ہستی تو اشکو یا دیکھا جاتا ہے اور اسی قول کو
 اقلستانی نے ثابت کیا ہے لکن خیرینا اشکانو فی ان انما صرہم الایم تینا و بعض و معنی کل واحد المردہ بصاحبہ تنقیہ لیکن ہمارے استاد حانوتی نے
 اس کی تخریر اور تصحیح کی ہے کہ بالفعل تمامہ موجود نہیں جس اور بعض کے غلبہ کے سبب سے اور ہر شخص اپنے ہم مشیہ کی مدد کی کا آرزو مند ہے تو آگاہ رہو ہم یہی
 قول ہے جو زہدی صاحب مجتبیٰ نے عرف خوارزم کہا ہے ان کیا ہے قلت و حث لا قبیلۃ و لا ناصر فالایہ فی مال و وصیت المال میں کیا ہوں اور جہان فیصلہ اور زہدی
 ہے اور نہ حمایت اور نہ مددگاری تو مال و وصیت کا مال میں ہے یا بیت المال میں م وجب وصیت کا بیت المال میں ظاہر اور لایہ مفتی ہے جو اور وجوب مال فانی کے
 مال میں روایت کشا ذی خواجہ مذکور ہو چکا میں کیا ہوں و از تمامہ یہ ہے چنانچہ فقہ نے اس کی تصریح کی ہے جو جس قوم میں تمامہ اور حمایت کرنا رائج ہے تو وہ لوگ اس کے
 عاقلہ ہیں اگر حمایت نہیں کرنے تو عاقلہ نہیں کذا فی لکھنؤ دایہ دہد لعلی اعلم دستغفر اللہ

کتاب الوصایا

یہ کتاب ہر وصایا کے احکام میں وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے چونکہ دنیا میں انسان کا آخر حال موت ہے تو اس کتاب کا اثر
 کتاب میں لانا قبل از مرگ مناسب ہو وصیت اہم ہے یعنی مصدر اور وصی کو یعنی جس خیر کی وصیت کی جائے اشکو بھی وصیت کہتے ہیں اور ایسا عبارت ہے جو خود وصی
 کرنے سے تاکہ خیر کی نصیب میں کام کرے خواہ وصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ باغ محمود کو دینا ہے موت کے بعد تو زید کو وصی ہے اور خالد وصی ہے اور
 باغ کو وصی ہے جو اور محمود وصی کہ تعیم الوصیۃ والایسا افعال او سے الی فلان ای جملہ وصیا و لا اسم منہ الوصایۃ و سبھی نے باب متعل و اوصی لفلان یعنی
 علی بطریق الوصیۃ و صایا عام اور شامل ہے وصیت اور ایسا کو بولتے ہیں اوصی اسے فلان یعنی اشکو وصی کیا اور وصایۃ اہم ہے ایسا سے اور وصی کے
 مسائل جدا باب میں آگے آویگے اور بولتے ہیں اوصی لفلان یعنی اشکو مالک کیا بطریق وصیت کم خطا دی نے کہا لام اور اے کا فقرہ کتب لغت سے
 معلوم نہیں ہوتا اگر فقرہ صلائی ہے تو وہ مطلق میں کچھ نزاع کا مقام نہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے صاحب درر کے کلام سے اور تاج اس بیان میں تابع ہے صاحب
 درر کا فقہ ہے تملیک مضاف الی ما بعد الموت عینا کان او دینا تو وصیت میں یعنی بعد فقرہ وصیت اور یہاں کے معلوم کرنا چاہیے کہ وصیت تملیک ہے
 مضاف ما بعد موت کے خواہ تملیک کی شریعت میں ہو یا دین قلت یعنی بطریق اہرہ لکھنؤ الا ذرا بالمدین فائزہ نائزہ کل المال کیا سبھی میں کیا ہوں تملیک سے
 تملیک بطریق احسان کے مراد ہے تاکہ مانند قرار کرنے دین کے وصیت سے نقل جائے اس واسطے کہ دین کا اقرار نافذ ہے تمام مال سے چنانچہ آگے آوے گا

اگر بھڑی سودہ لکھی تو صغیر کے وارث نے چاہا قسم دینا مطلقہ کا مستحق کی نفی فعلی پر اور جواب اسکا یہ ہے کہ قسم درود نکلی ہو اسے کہ (موم قسم دہی
صحیح ہونے کی فرع پر اور حالانکہ دعوی عاقلہ پر متوجہ نہیں ہو اور یہاں گفتگو کج رہی ہے کہ اگر عاقلہ نے قاتل کے قاتل کا اور کیا تو اسکا قرار بہ نسبت
اسکے صحیح ہو گا مگر انیکہ ایزد و جب دیت کا حکم ہو یا قرار اسکا صحیح نہیں تو اگر یوں جواب دو کہ ان تو لائق یوں ہیں کہ قسم انکے حق میں جاری ہوا اسکے فائدہ
ظاہر ہونے کے سبب سے فائدہ سے مراد ایزد دیت ہو یا اسکا ہر مصنف نے اپنی شرح میں بحث کی مراد سے تو اسکی تحریر اور تفسیر کرا چاہیے ہم طلیق عاقلہ
قول سابق کے مخالف ہے کہ عاقلہ ضم نہیں تو غیر قسم نہیں در اگر یوں جواب دیجیے کہ یہ غیر مدعا علیہ کا قرار ہے تو اس پر قسم جاری ہونگی تو یہ صحیح ظاہر ہے کہ نہ فی عاقلہ
و ان حتی حر علی نفس عبد خطا و فی علی عاقلہ یعنی اذ قتلہ لان العاقلہ لا یقتل اطراف اجد و قال الشافعی لا یقتل نفس البتہ اور اگر آزاد نے جنایت کی
غلام کی جان پر خطا کی مراد سے تو اسکی دیت آزاد کی عاقلہ پر جنایت سے مراد ہے کہ آزاد غلام کو قتل کرے ہو اسے کہ عاقلہ غلام کی اطراف کی دیت کے
تحتمل نہیں اور امام شافعی لکھا کہ عاقلہ قتل نفس کی دیت کے تحت مل نہیں ولا یقتل صبی و امراة و جنون فی العاقلہ اذ لم یتماصر و اپنی لہ انانی غیر ہم
اور اگر صغیر وغیرہ سے قتل ظاہر ہوا ہو تو عاقلہ میں داخل ہونے بابر توں صحیح کے چنانچہ غریب مذکور ہو چکا ہم مدعہ تمام کی قید سے معلوم ہو کہ اگر اسے مدد کا
کی درخواست نہ ہو تو عاقلہ میں داخل ہونے کے وجہ دیت میں کذا فی الخطا دی ولا یقتل کا فرعون مسلم ولا یقتلہ عدم التماصر اور اگر دیت نہیں بنا
مسلمان کی طرف سے اور نہ مسلمان کا فری طرف سے مدعہ تمام کی وجہ سے ولا یقتل تریعا قتلون فیما بینہم و ان یختلف ملکم لان الکرہ لکرہ لہ و ہر حدیثی
تمام در اول افضی مالہ فی ثلث منین کا مسلم کا مسلمہ فی الجہتی اور کا فر خیابا بن خود یا ایک دوسرے کے عاقلہ ہونے اگرچہ انکے دین مختلف ہوں اسکا
کہ کفر بالکل ایک ہی دین ہے یعنی بشر فیکہ ایک دوسرے کی مدد گاری کرتے ہوں اور اگر تمام نہیں رہے تو نو قسط قاتل کے مال میں دیت متول کی وجہ
ہو تین سال کے اندر مسلمان کے مانند چنانچہ مجتبیٰ میں انکو شرح بیان کیا ہے مجتبیٰ میں ہے کہ در دوا و مسلمان در حرب بین و در دین و ایک مسلمان نے
دوسرے کو قتل کیا تو اسکی دیت قاتل کے مال میں در جب کہ کذا فی الخطا دی و اذ لم یکن للقاتل عاقلہ کلینہ و جلی اہم فالدیتہ فی بیت المال فی ظاہر
الروایۃ و ملکہ لغوی و در ذرا و در محل الاشی رد و در جوابانی مالہ روایت شاذہ و اگرچہ قاتل کا کوئی عاقلہ مدد گار ہو چنانچہ لفظ کا یا مدد گار ہو مسلمان ہو تو اسکے
مقتول کی دیت بیت المال میں ہے ظاہر الروایۃ میں اور ہی بر فتویٰ ہے کذا فی الدرر الذریزہ اور لہجے کے مال قاتل میں در جب دیت کی رویت کو رویت شاذہ
قرار دیا ہے یعنی جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ نہ ہو اسکے مال میں دیت در جب ہر اس رویت کو ترجیح نے غیر معتد کہا ہے قلت و ظاہر ہائی مجتبیٰ میں خود ہم میں
ان تمام قدر اندم دیت المال قدر اندم یرج و جوابانی مالہ خودی فی کل سنۃ ثلثہ مرہم اور عتہ کا فلسفہ فی الجہتی عن الشافعی قال و ہذا حسن لا یر
من خفہ و اقرہ و مصنف طلیقہ نقد و وقع فی کثیر من الموضع انہا فی ثلث منین فاقیم میں کتاب ہوں اور مجتبیٰ کا ظاہر کلام ملک خوارزم کی حکایت
حال سے ہے کہ وہاں کے لوگوں کی باہم مدد گاری نیست و نابود ہو گئی اور بیت المال ختم اور بے نشان ہو گیا تو یہ حال ترجیح دینا ہے در جب ہونے
دیت کو قاتل کے مال میں تو قاتل ہر سال تین یا چار مرہم ادا کرنا ہے چنانچہ انکو مجتبیٰ میں مافقی سے نقل کیا ہے صاحب مجتبیٰ نے کہا اور یہ قول خوب
ہر اسکا یا در کتابہ و در ہر در مصنف نے اپنی شرح میں انکو ثابت رکھا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے سو البتہ مجتبیٰ یا غیر مجتبیٰ کے اکثر موضع میں در فتویٰ
کہ بالکل دیت کا ادا کرنا نہیں سالی میں ہے تو انکو سمجھئے کہ کذا فی الخطا دی و ہذا اذ کان القاتل مسلما و ہذا فی مافی مالہ اجماعا و ہذا فی
جب عاقلہ نہ ہو بیت المال سے دیت در جب ہر اس وقت ہے جبکہ قاتل مسلمان ہو سو اگر قاتل ذمی ہو تو اس کے مال میں بالاتفاق دیت ہے کذا فی الدرر
و سن لہ و در شہر و در سکتا و نو بسیدہ و در دما برن و در کفر لا یعتلہ بیت المال و ہوا صحیح کا مسلمہ فی الجہتیہ و در جس قاتل کا مشہور

اورت ہر کسی طرح کا وارث ہو اگرچہ وارث بعید ہو یا محرم المیراث علام بالا فرہو کے سبب سے تو اس کے مقتول کی وصیت الیہ المال نہ دیکھا اور یہی قول
صحیح ہے چنانچہ اسکو خانیہ میں شرح بیان کیا ہے ولا عاقلۃ للبحر وہ بزم فی الدرر قالہ المصنف لعدم تناصر ہم مجموعہ کا یعنی عرب کے سودا اور ملک کے رہنے
والوں کا عاقلہ نہیں اسی پر تین کیا ہے در بین بہ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ان کے عدم تناصر کے سبب سے وقیل ہم عواقل الایم تینا ہون کا اسکا کفہ
و انصیا دین و انصرافین و اسرارین قابل حملۃ اطفال و منقۃ عاقلۃ و کذا تک طلبة العلم طاعت و ہر اسے اکلوانی وغیرہ خانیہ اور بعضوں نے کہا کہ مجموعہ کو پہلے
بھی عاقلہ ثابت ہیں اسو پہلے کہ وہ باہم حمایت اور مددگاری کرتے ہیں چنانچہ فقہا اور صیاد اور وارث اور بین گروگ تو فانی کے اہل محلہ اور اہل مشیہ ان کے عاقلہ
اور اسی طرح طالب علم باہر کا عاقلہ ہیں یہی کتاب ہوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے جس لائے ملوانی وغیرہ نے کذا فی ہما نیزہ زادی نے تجبیتی و حاصل ان کتابہما اصل فی
نہر الباب و منی التناصرانہ اذا خیرہ و اقربا ہر اسے فی کفایتہ و کما فی تجبیتی میں یہ زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ کہ اس باب یعنی اثبات عاقلہ میں خاصہ اصل ہے
اور تناصر سے مراد یہ ہے کہ جب اسکو کوئی منفعی اور مصیبت پیش آئے تو لوگ اس کے ساتھ آجھڑے ہوں اسکی کارر آری میں یعنی اسکو بجا لین اسکی تکلیف مال
دین اور اسکا پورا بیان تجبیتی میں ہے و فی ذلک یبصر مفر یا لکما فلیتہ و حق ان التناصر فہم باحرف ہم عاقلۃ و فی حفظ و ذرہ لغستانی اور ذریعہ بصر میں
ما فیہ سے منقول ہے اور منی یہ کہ مجموعہ میں تناصر ہون کی وجہ سے تو اہل مشیہ و ہی عاقلہ ہیں کہ تہ کے تہی تو اسکو بیا دیکھا جاسیے اور اسی قول کو
قستانی نے ثابت رکھا ہے لکن ترجمہ انکانونی ان التناصر طرقت الا ان لنبیۃ کسد و بعض و منی کل واحد المردہ لعاقلۃ تفتیہ لیکن ہمارے استاد حانونی نے
اسکی ترجمہ اور تفسیر کی ہے کہ بالفعل تناصر ہو و نہیں حسد اور بعض کے غلبہ کے سبب سے اور ہر شخص اپنی ہم مشیہ کی مدد کی کا آرزو مند ہے تو آگاہ رہیم یہ وہی
قول ہے جو زبیدی صاحب تجبیتی نے عرف خوارزم کا بیان کیا ہے قلت و حیث لا قبیلۃ و لا تناصر فالادیۃ فی مالہ وصیت المال میں کتاب ہوں اور جہان فیصلہ اور زبیدی
ہی اور نہ حمایت اور نہ مددگاری تو دان وصیت قائل کے الی میں یہ ثابت المال میں م وجب وصیت کا بیت المال میں ظاہر اور ادیۃ مفتی ہے اور وجوب مال فانی کے
مال میں روایت شاذہ ہے چنانچہ مذکور ہو چکا میں کتاب ہوں و تناصر یہ ہے چنانچہ فقہ نے اسکی تفسیر کی ہے تو جس قوم میں تناصر اور حمایت کرنا رائج ہو تو وہ لوگ اس کے
عاقلہ ہیں اور اگر حمایت نہیں کرنے تو عاقلہ نہیں کذا فی الخطا و دی و ہر دعا فی العلم و ہر مستغفر اللہ

کتاب الوصایا

یہ کتاب ہے وصایا کے احکام میں وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے چونکہ دنیا میں انسان کا احوال موت ہو تو اس کتاب کا اثر
کتاب میں لانا قبل از مرگ مناسب ہو وصیت اسم عربی مصدر اور موسیٰ کو یعنی جس خبر کی وصیت کی جاسے اسکو بھی وصیت کہتے ہیں اور ایسا عبارت ہے خبر کو وصی
کرنے سے تاکہ خبر اسکی نصیب میں کام کرے خواہ موسیٰ زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ باغ محمود کو دینا میرے موت کے بعد تو زید موسیٰ ہی اور خالد موسیٰ کو اور
باس موسیٰ ہے اور محمود موسیٰ لہ تعیم الوصیۃ و الایضا افعال او سے الی ظان ای جملہ وصیا و الاسم منہ الوصایۃ و سبھی نے باب متعل و ادوی لفظان یعنی
علکہ بطریق الوصیۃ و صایا عام اور شامل ہے وصیت اور ایسا کو کہتے ہیں ادوی سے ظان یعنی اسکو وصی کیا اور وصایۃ اسم ہے ایسا سے اور وصی کے
مسائل جدا باب میں آگے آویگے اور کہتے ہیں ادوی لفظان یعنی اسکو مالک کیا بطریق وصیت کے ہم خطا دی نے کہا لام اور اے کا تفرق کتب لغت سے
معلوم نہیں ہوتا تو اگر تفرقہ مصلحتی ہے تو مصلحتی میں کچھ نزاع کا مقام نہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے صاحب درر کے کلام سے اور تلاح اس بیان میں باہر صاحب
درر کا فائدہ یہی تملیک مضاعف الی ما بعد الموت عینا کان او دینا تو وصیت میں یعنی بعد تفرقہ وصیت اور ہما کے معلوم کرنا چاہیے کہ وصیت تملیک ہے
مضاعف یا بعد موت کے خواہ تملیک کی شریعت میں زیادہین قلت یعنی بطریق تبرع لکن جو الا ذرا بالبدین فائزہ ناذن کل المال کتاب بھی میں کتاب ہوں تملیک سے
تملیک بطریق احسان کے مراد ہے تاکہ مانند اقرار کرنے دین کے وصیت سے کل جاسے اسو پہلے کہ دین کا اقرار نافذ ہے تمام مال سے چنانچہ آگے آئے گا

ذکر اور تمنا کی مال کی وصیت جائز ہے جنسی شخص کے واسطے اور صورت عدم مانع کے اگرچہ موصی کے وارث اسکو جائز نہ کہیں م م مانع وصیت جائز ہے حتیٰ
 مستغرقین بین ہونا وارث کی اجازت کی حاجت نہیں حدیث مذکور کی دلیل سے یعنی حق تعالیٰ نے تمہارا تمنا کی مال تمہارے تصدیق کیا تمہاری آخر عمر میں تاکہ تمہارے
 اعمال زیادہ ہوں لا الزیادۃ علیہ الا ان تمیز و تہتہ بعد موتہ ولا اعتبار بارتھم حال حیاتہ صلا بل بعد وفاتہ و ہم گیارہ نہیں جائز ہوتا کی مال سے زیادہ وصیت
 کرنا اگر اس صورت میں جائز ہے جبکہ موصی کے وارث مانع اسکی موت کے بعد اجازت دین اور وارثوں کی اجازت موصی کی زندگی میں مسلا اعتبار نہیں بلکہ اسکی وفات کے
 بعد معتبر ہے حیات موصی میں وارثوں کی اجازت اسواسطے معتبر نہ ہوتی کہ ہنوز انکا حق ثابت نہیں اسواسطے کہ میراث کا حق موت کی موت سے ثابت ہوتا ہے
 اور اگر وارث صغیر ہو تو وارث کبیر کی اجازت وارث صغیر کے حق میں نافذ نہ ہوگی اور نہ اسکے ولی کی تمنا کی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں سعد بن وقاص رضی
 حدیث سے جو صحیح مسلم میں مروی ہے سعد نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا میری بیٹی فقط وارث ہے تو میں اپنے تمام مال کی وصیت
 کرتا ہوں تو فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تمنا کی مال کی وصیت کرنا ہوں فرمایا نہیں کہا تمنا کی مال کی وصیت کروں فرمایا نہیں کہا تمنا کی مال کی
 وصیت کروں فرمایا تمنا کی مال کی وصیت کرو اور تمنا کی بیٹی یعنی وصیت کے واسطے یعنی بعت کو نہ وارثا وغیرہ وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ سے
 عکس قرار ملا یعنی اللوارث یعنی وارث یا غیر وارث ہونا موصی کی موت کے وقت معتبر ہے نہ وصیت کے وقت بلکہ اس قرار کرنے کے بعد وارث کے واسطے م
 مریض کے قرار میں وارث ہونا یا غیر وارث ہونا اقرار کے وقت معتبر ہے اسواسطے کہ اگر نصرت ہے فی کمالی کا برخلاف وصیت کے تو اگر مریض نے اقرار کیا ایک
 شخص کے واسطے اور حالانکہ وہ اسکا وارث نہیں تو اقرار جائز ہے اگرچہ وہ شخص بعد اسکے اسکا وارث ہو جاوے لیکن بشرطیکہ کہ وہ وارث ہو جائے میراث
 کی حجت سے بعد اقرار کے چنانچہ عورت جنسی کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا اور اگر وارث ہو قدیم سبب کی حجت سے تو اقرار صحیح ہوگا چنانچہ اپنے اس
 بھائی کے واسطے اقرار کیا جو محبوب تھا مگر کے فرزند کے سبب سے پھر بعد اسکے فرزند مر گیا کذا فی الخطا دی و مذرت باقل مند و عند غنی و رشتہ و استغنا م
 یہ محتملہ اور مستحب ہے کمتر از ثلث سے وصیت کرنا اگرچہ وصیت کمتر از ثلث کی وارثوں کی تو اگر مری کے ساتھ ہو یا میراث کے حصوں کے سبب سے اسکو مستغنا
 حاصل ہو چو کہ کمتر کہا اسے کم از ثلث ترک کیا بلا احد ہما اے غنی اور مستغنا لانه حیثہ صلوہ و صدقہ جیسے وصیت کا ترک کرنا مستحب ہے بدون تو اگر مری یا
 استغنا در نہ کے یعنی جبکہ وارث نہ خود مالدار ہوں نہ میراث کے حصوں سے اسکو مستغنا حاصل ہو تو اس صورت میں ترک وصیت مطلقا مستحب ہے اسواسطے
 کہ ترک وصیت اسوقت میں مسلمان جمعی ہو اور صدقہ جمعی ہو یعنی جب وارث محتاج ہیں اور مورث مال چھوڑ گیا تو اسکو صدقہ جمعی کا بھی ثواب ملے گا اور
 خیرات کا بھی اور وصیت میں جنسی پر فقط خیرات کرنے کا ثواب ہو حالانکہ قرابت و پر خیرات کرنا افضل ہے قرابت کی خیرات سے چنانچہ مسند احمد میں ہے
 انصاری سے حدیث مرفوعہ مروی ہے کہ افضل بصدقہ علی ذی الرحم الکماش کذا فی المعنی یعنی بہتر صدقہ اس قرابت و پر جو عداوت تھی کشادہ ہونا میں
 طحاوی میں قسطنطینی عن الشیخ سے منقول ہے کہ صدقہ استغنا دام کے نزدیک ہے کہ ہر وارث چار ہزار درہم کا وارث ہو اور فضل سے روایت ہے کہ ہر وارث
 دس ہزار درہم کی میراث پادے و تو تر عن الدین لہم حق بعد اور وصیت ساخرو دین سے یعنی اسے دین کے بعد وصیت کا رتبہ بہر سبب
 مقدم ہونے حق بعد حق الشرع پر مقدم ہے اگرچہ حق شرع واجب ہو اسواسطے کہ شرع کا حق نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا ساقدار ہو جائے
 موت سے چنانچہ اپنے محل میں مذکور ہے تو وصیت شرع کے مانند ہوتی کذا فی المنح و صحت بالکل عند عدم و رشتہ و لو طما المستان لہم انما انما
 اور وصیت صحیح ہے تمام مال کی عدم وارث کی حالت میں اگرچہ موصی کا حکم وارث ہو مانند مستان کے عدم فراہم کے سبب سے م یعنی جب کہ
 مستان نے اپنے تمام مال کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہے اگرچہ اسکے دار الحبوب میں وارث ہوں کذا ذکرہ ابو اسود در میں یہ تعلیق حق وارث
 مانع خاصیت وصیت کا پھر جبکہ وارث منتفی ہو تو وصیت صحیح ہوگی و الملوکہ ثلث مالہ اتفاقا و تکون وصیتہ بالحق فان خرج من الملوکہ

[illegible]

اسکی طرف سے معاہدہ کرے بعض اُسکے جو بیچے کے واسطے وصیت ہوا تو جائز نہ ہوگا اسواسطے کہ باب کی ولایت ثابت نہیں ہے بلکہ کسی کے اوپر کذا فی
 اولو بحیثیت قلت وہ علم جواب حادثہ الفتویٰ وہی ابنہ لبیس الوصی ولو مختار التصرف فیما وقت لعل مل قالوا لعل لابی ولا یونی علیہ بین کتاہوں اور
 یا ان سابق سے حادثہ فتویٰ کا جواب معلوم ہو گیا وہ یہ ہے کہ وصی اگر یہ مختار ہو اسکو تصرف کرنا جائز نہیں ایمان جو محل کے واسطے وقت ہو اگر
 فقہانے کہا ہے کہ محل یعنی بیچہ شکی کی ولایت نہیں کسی پر اور نہ کسی کی ولایت ہے اور نہ کسی کی وصیت بدو ان کے محل
 کے صحیح ہے یعنی اگر یوں کہے کہ میں نے وصیت کی اس نوذری کے غلامے شخص کے واسطے مگر اُسکے بیٹ کا بچہ وصیت میں داخل نہیں تو صحیح ہے مگر فقہ
 ان کا بیچ افرادہ بالعقد صحیح مستندہ منہ والافلا نوذری کی وصیت بدو ان محل کے واسطے صحیح ہے کہ ثابت ہو چکا ہے اصول میں کہ جبکا عالمہ ذکر کے بعد
 میں صحیح ہے تو اُسکا نکال لینا بھی عقد سے صحیح ہے اور جو ایسا نہیں اُسکا نکالنا بھی صحیح نہیں یعنی چونکہ افراد محل کا عقد وصیت میں درست ہے تو اُسکا مستندہ بھی
 وصیت سے صحیح ہوگا ورنہ اسلم اللہ می و بالکس اور وصیت صحیح ہے ہر مسلمان سے کا فرضی کے واسطے اور اُسکے بالکس ذمی کی وصیت مسلمان کیواسطے
 درست ہے دلیل صحت اول کلام اتی ہے ولانیہا کم المد عن الذین لم یقاتلکم فی الدین ولم یخرجکم من دیاکم ان تبرؤم یعنی نہیں روکتا تم کو
 اللہ تعالیٰ ان کا خون کے احسان کرنے سے جو تم سے نہیں لڑے دین میں ان زمین کا لاکھو تمہارے گھر دن سے اور صحت ثانی کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ذی سے
 ذمی مسلمان کے برابر ہو گیا معاملات میں تو احسان دونوں طرف سے درست ہے و احیاء میں اسی طرح حالت میں بھی کذا فی الدرر لاحوال فی دارہ
 اور وصیت جائز نہیں مسلمان کو کا فرضی کے واسطے دار الحرب میں اسواسطے کہ وصیت حسن سلوک اور احسان ہے اور ہم ممنوع ہیں کفار و منافقین کے
 احسان سے لقولہ تعالیٰ (انما ینکم المد عن الذین قاتلکم فی الدین) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو روکتا ہے ان کا خون کے
 احسان سے جو تم سے دین میں لڑے ہیں کذا فی الدرر عن اجماع الصغیر قید بدارہ لان استامن کا ذمی کا افادہ الاستمنا مصنف نے عدم جواز
 وصیت میں دار الحرب کی قید لگائی اسواسطے کہ مستامن ذمی کے مانند ہے وصیت میں چنانچہ یہ فائدہ ملاحظہ کرنے در بین بیان کیا ہے
 کی راہ سے ہم ملاحظہ کرنے کہا کہ جامع صغیر میں عدم جواز وصیت حربی کے واسطے مذکور ہے اور سیر کبیر میں جواز مفہوم ہوتا ہے وجہ توفیق بین المستامن
 یہ ہے کہ عدم جواز مقید بدار الحرب ہے تو یہ اخترا ہے اس حربی سے جو دار الحرب میں نہیں یعنی مستامن ہی مراد ہے سیر کبیر میں کہ حربی مستامن کے واسطے درست
 ہے اتنی طحاوی نے کہا کہ فائدہ مذکور کے بیان کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ مستامن کا مسئلہ مصرح مذکور ہے کتب فقہ میں قلت وہ مصرح
 انحدادی والذیلی وغیرہا و کجی ثنائی و صایا الذی میں کتاہوں اور جواز وصیت مستامن کی تصریح کی ہے حدادی اور ذیلی وغیرہا نے اور آگے
 متن اویگا ذمی کی و صایا میں ولا وارثہ وقاطعہ بشارۃ لاتبیہا کامر اور درست نہیں ہے وصیت اپنے وارث اور اپنے قاتل کے واسطے جس نے
 موصی کو بطریق مباشرت کے قتل کیا ہو نہ بطریق تسبب کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ تسبب قتل تحقیقی نہیں ہے حدیث مرفوعہ میں وارث کی کہ لا وصیۃ للقاتل قتل
 تسبب جیسے وضع حجر غیر ملک میں کذا فی الدرر خواہ وصیت قبل از قتل کے ہو یا بعد از قتل کے بریل اعلانی حدیث کے کذا فی النسخ الا باجارتہ و تہ لعل
 علیہ الصلوٰۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا ان ینخر لوارثہ یعنی عند وجود وارث آخر کا یہ فیہ آخرا حدیث و تحقیقہ وارث کے واسطے وصیت درست نہیں اگر موصی
 کے وارثوں کی اجازت سے درست ہے بریل قول مختصر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وصیت نہیں ارث کے واسطے مگر یہ کہ وصیت کو وارث جائز نہیں یعنی جب دوسرا
 وارث موجود ہو تب وارث کیواسطے وصیت درست نہیں چنانچہ آخر حدیث ہے ولالت کرنا ہے چنانچہ ہر تحقیقی ہم غریب بیان کرتے ہیں کہ ہر عقلا فہم قرعہا
 صغیر و محض اولیٰ ادھا لاکم اجازت دینے والے وارث بالغ مائل ہوں تو وارث صغیر اور محض اولیٰ کی اجازت جائز نہ ہوگی و اجازۃ المرئیین کا تہا و وصیتہ اور وارث
 مرئیین کی اجازت ابتدا وصیت کے مانند ہے یعنی اگر وارث بالغ مرئیین نے وصیت کی اجازت دی تو اگر اُسکو شفا ہو گئی تو وصیت صحیح ہو گئی اور

اور ایسی مرگیا کسی مرض سے تو اگر موصی کہ مریض کا بھی وارث ہو تو اجازت مرثیوں کی جائز ہوگی جب تک مریض کے وارث اس کی موت کے بعد اجازت
 نہیں اور اگر موصی کہ جنسی ہو وارث نہیں تو اجازت جائز ہو اور یہ نکتہ مال سے مختبر ہو کذا فی المسخ ولو اجازت بعض در بعض خازلی بخیر بقدر حصہ
 اور اگر بعضے وارثوں نے اجازت دی اور بعضوں نے نہ دی تو اجازت دینے والے پر بقدر اسکے حصے کے وصیت جائز ہوگی و لیکن القاتل مصلیٰ او مجنون
 شیخ زکاء اجازت لا ینہا البسایہ لا للعقوبہ یا کہ قاتل صغیر یا مجنون ہو تو وصیت جائز ہو بدون اجازت وارثوں کے اس واسطے کہ دونوں عقوبت کے لائق نہیں
 او لم یکن لم وارث سواہ کمائی انجانیہ ای سوی الموصی لہ القاتل او الوارث حتی لو اوصی لزوجتہ اذی لم ولم یکن نہ وارث آخر الصحیح الوصیۃ ابن الکمال
 یا موصی کا کوئی وارث نہ ہو اس کے کذا فی انجانیہ یعنی سوائے قاتل اور وارث موصی کہ کے تو اگر وصیت کی اپنی زوجہ کو یا زوجہ نے وصیت کی اپنے
 زوج کو اور وراثت کر کی وارث نہیں تو وصیت صحیح ہوگی کذا ذکرہ ابن الکمال زاد فی المحیطہ فلو اوصت لزوجہا بنفسہا کان لہ کل بحبیہ میں اتنا زیادہ
 کیا تو اگر زوجہ نے اپنے زوج کو اپنے نصف مال کی وصیت کی تو تمام مالی اسکا ہوگا یعنی جبکہ زوجہ کا کوئی وارث نہ ہو سوائے زوج کے تو نصف مال بطریق
 وصیت کے اسکا ہوا اور نصف بطریق میراث کے قتل و انما قید و ابلا و حین لان غیر ہما لا یتباح الی الوصیۃ لانہ یرث اکل برد او جم وقد قد سنہ فی الاقرار سنہ یا
 لہ غیر البیہ کی تباہوں اور فقیہوں نے زوجین کی اسی واسطے قید لگائی کہ زوجین کے سوا اور وارث کو وصیت کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ وارث ہوگا تمام مال کا
 و میراث کی یا قرابت کی وجہ سے اور البتہ ہم اسکو مقدم ذکر کر چکے ہیں کتاب الاقرار میں غیر بلا بیہ کی طرف نسبت کر کے دینی فتاویٰ انوار الیٰ دینی زحل کل مالہ و مات
 ولم یرک و اترا و الا امرت فان لم یخیر فلہا السبب و الباقی للموصی لہ لان لہ الثلث بلا اجازت فقہی الشیخان فلہا ربعا و ہوسدس المال و لو کان سکا نہ زوج
 فان لم یخیر حلہ الثلث و الباقی للموصی لہ و فتاویٰ نوازل میں ہے کہ وصیت کی ایک مرد کے واسطے اپنے تمام مال کی اور موصی مرگیا اور کوئی وارث نہ ہو اس واسطے
 اپنی زوجہ کے تو اگر زوجہ نے وصیت کی اجازت نہ دی تو زوجہ کو سب سے ششم حصہ ہوا باقی موصی کہ کا ہر اس لیے کہ موصی کہ کا ثلث مال تو بلا اجازت ہو تو باقی رہا
 و رہا ثلثان تو زوجہ کی میراث چہارم حصہ ہو اور وہ ششم حصہ ٹھہرا کل مال کا اور اگر زوجہ کے بجائے زوج ہو وارث وصیت کرنے والے کا سوا اگر زوج نے وصیت کی
 اجازت نہ دی تو زوج کی میراث نہائی مالی ہر اور باقی مالی موصی کہ کا ہر جم جب زوجہ نے وصیت کی اجازت نہ دی تو زوج کے مال کے چہرسم ہونے نہائی وصیت کی
 کل کہ چارسم باقی رہے آجین جو نہائی زوجہ کی میراث ہو یعنی ایک سم اور وہ ششم حصہ ہر کل مالی کا اس واسطے کہ میراث مختبر ہوتی ہر باقی سے بعد اخراج وصیت کے
 اور اگر زوج وارث نے وصیت جائز نہ کی تو اسکی میراث نہائی ہر یعنی دو سم اور وہ نصف ہر باقی کا یعنی چارسم کا دلاسن صبی غیر مختبر مصلاد لونی وجہ بخیر خلافا
 لاشافعی اور وصیت مطلقا صحیح نہیں اس صغیر سے جسکو نیک و بد کی امتیاز نہیں اگرچہ اسے امور نیک میں وصیت کی ہو بخلاف امام شافعی کے کہ نیک کام میں نیکے
 نزدیک صحیح ہے و کذا الصحیح مختبر لانی تجیزہ و مردنیہ بخیر استحسناما اور اسی طرح صغیر باقیہ سے وصیت صحیح نہیں اگر اسکی تجیزہ اور دفن کے امین تو وصیت استحسناما
 جائز ہے لیکن تجیزہ اور کفین میں مصلحت کی مراعات ہوگی خلاصہ میں ہے کہ اگر وصیت کی ہر مردم کے کفن کی تو متوسط کفن دیا جائیگا اور دیگر دن کی وصیت کی
 کفن میں تو شرائط وصیت کی رعایت نہ ہوگی اور اگر باج یا چھ کپڑوں کی وصیت کی تو شرائط وصیت کی رعایت نہ ہوگی اور اگر وصیت کی کہ فلا نے قبرستان میں
 فلا نے زاہر کے پاس اسکو دفن کریں تو شرائط کی مراعات ہوگی اگر زیادہ صرف نہ ہو کذا فی الخطاوی و علیہ کل اجازت عمر رضی اللہ عنہ وصیۃ یاقع یعنی المرأتی
 اور اسی پر یعنی تجیزہ اور کفین پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت قریب البلوغ صغیر کی وصیت کیو سب سے محمول ہے یعنی فاروق عظم نے جو صغیر کی وصیت
 کو جائز رکھا تھا تو وہ وصیت تجیزہ یا کفین پر محمول ہے نہ مطلقا یا مرہ سے بالغ مراد ہے کذا فی شرح المحوی و ان وصیۃ مات بعد الادراک او ضا فہا
 الیہ کان ادرکت ثلثی لفلان الخ بقصود و لایۃ فلا یمکک بخیر و علیہا کمائی فی اطلاق بخلاف ابجد لما افادہ بقولہ صغیر کی وصیت صحیح نہیں اگرچہ وہ بلوغ
 کے بعد مرگیا ہو یا وصیت کو بلوغ کی طرف نسبت کیا ہو اس طرح یہ کہ اگر سن جوان بالغ ہوں تو میراث نہائی مالی فلا نے شخص کے واسطے ہے تو وصیت جائز

منہ کی صغیر کے فسور ولایت کے سبب سے تو اسکا مالک ہو گا تبخیر کے طریق سے تطبیق کے طریق سے چنانچہ عطاقی میں اسکو ملک نہیں بر خلاف غلام کے چنانچہ
 مستثنیٰ نے اپنے آئندہ قول میں اسکو مذکور کیا ہے ولان بعد و مکاتبہ ان ترک الحکاتب و فاعول فعل عندہما تصحیح فی صہرہ ترک الوفا و در اور وصیت
 صحیح نہیں غلام اور کتاب سے اگرچہ مکاتبہ سے ادار بدل کتابت کے واسطے مال چھوڑا ہوا اور بعضوں نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک وصیت صحیح ہر وصیت
 ترک کرنے اور اسے مال کتابت کے کذا فی الدرر الا اذا ارضا ذما کل شہادۃ و جبارۃ الدرر فضا فاما الی الحق فتصح لزوال المانع و ہر حق المولیٰ مگر جبکہ غلام یا
 کتاب ہر ایک شخص نے وصیت کو حق کی طرف نسبت کیا تو وصیت صحیح ہوگی مانع کے زوال کی وجہ سے اور وہ مانع وصیت خفی ہوئے گا اور در کی عبارت
 یونہی ارضا فاما یعنی غلام اور کتاب دونوں نے وصیت کو حق کی طرف منہاں کیا مگر غلام اور کتاب کی وصیت خفی ہوئے کے سبب سے جائز نہیں ہے
 جب وصیت کی تعلیق آزادی پر ہوگی تو اب مولیٰ کا حق باقی رہتا تو وصیت صحیح ہوگئی ولان معتقل للسان بالانشارۃ الا اذا استدرت عقلہ سے
 صما لہ اشارۃ معہودۃ فوق کانس اور وصیت جائز نہیں نسبت زبان سے بطریق اشارہ کے مگر جبکہ اسکی بستگی زبان کی عہد ہوگئی ہو ان تک کہ اسکا
 اشارہ کرنا معلوم ہو گیا ہو تو اب نسبت زبان کو گئے کے مانند ہم معتقل للسان وہ ہر جو کلام کرنے پر قادر نہ ہو مگر تکلف سے کذا فی مجموعی درین ہر کو گئے کا
 اشارہ اور لکھنا بیان کے مانند ہر خلاف معتقل للسان کی وصیت اور نکاح اور عطاقی اور خرید اور قضا جس کے وجہ فرق ہے ہر کہ اشارہ قائم مقام عبارت
 کے ہوتا ہے جبکہ وہ معہود اور معلوم ہو گیا ہو سو گئے میں تو معلوم ہر نسبت زبان میں و قدر الاستد اسنہ فعل اذا استدرت لموتہ جائزہ اشارۃ والا اشارۃ
 علیہ و کان کا خرس قانوا علیہ الفتویٰ در رو سچی فی مسائل شتی اور بستگی زبان کا استد ایک سال پر عین کیا گیا اور بعضوں نے کہا کہ بستگی اسکی موت
 تک مست ہوگئی تو اسکا اقرار اشارہ سے جائز ہے اور پیر گواہ ہونا درست ہے اور نسبت زبان کو گئے کے مانند ہو گیا اور ہی قول بر فتویٰ ہر کذا فی الدرر اور مسئلہ
 آگے تو گواہ شاکل شتی کی کتاب میں دہما یصح قبولہا بعد موتہ لان ادان ثبوت حکما بعد الموت اور وصیت کا قبول کرنا صحیح نہیں مگر موصی کی موت کے
 بعد اسواسطے کہ ثبوت حکم وصیت کا وقت تو بعد موت کے ہے مگر تو اگر موصی کی موت کے بعد موصی نے وصیت قبول نہ کی تو وصیت موقوف
 رہے گی اسلئے قبول کرنے پر موصی لہ کے ملک میں داخل نہ ہوگی بدون قبول کے اور موصی کے وارث کی ملک سے بھی خارج ہے کذا فی الاتفاقی
 فبطل قبولہا و ردہا قبلہ تو وصیت کا قبول کرنا اور رد کرنا موصی کی موت سے پہلے باطل ہے و ذما تملک بالتقبول الا اذا مات موصیہ غیر
 بلا قبول فہو اس المال الموصی بہ لورثہ بلا قبول استحسانا لکما مر اور وصیت کی چیز موصی لہ کی ملک بدون قبول کرنے کے نہیں ہوتی مگر جبکہ اسکا
 موصی مرے ہر موصی لہ مرے بدون قبول کرنے کے تو وہ یعنی مال موصی بہ موصی لہ کے وارث کا ہے بدون قبول کے استحسان کی دلیل سے چنانچہ کہ غلام
 و جہ استحسان ہے کہ وصیت تو موصی کی طرف سے اس طرح تمام ہوگئی کہ نسخ کی تحصیل نہیں مگر موقوف موصی لہ کے حق کے سبب سے ہر جب موصی لہ گیا تو
 تو اسکی ملک میں وصیت کا مال داخل ہو گیا چنانچہ اس بیع میں جہین شتری کا خیار شرط یا غیر شتری دیا گیا اجازت سے پہلے اند فی شرح الدرر و کذا لوالا و شتی
 البینین بطل فی ملک قبول استحسانا ہم میں بی علیہ فیصل عنہ لمار اور اسی طرح اگر کچھ شکی کو واسطے وصیت کی تو وہ اس کے ملک میں داخل ہو گا بدون قبول کے
 استحسان کی وجہ سے سبب نہونے اس شخص کے تسلط ولایت ہو پیر تاکہ وہ اسکی طرف سے قبول کرے چنانچہ مذکور ہو گیا دلہ ای الموصی الرجوع عنہما بقول مرتج
 او فعل القطع حتی المالک عن الغصب بان یزید ہمد و علم منافعہ کما عرفت فی الغصب و موصی کو جائز ہے ہر جانا وصیت سے مرع قول سے یا ایسے فعل سے
 جو مالک کے حق کو قطع کر لیتا ہو مغبوب سے اس طرح کہ اس خیر کا نام بدل دے اور اسکا ترافا نہ زائل کرے چنانچہ کتاب الغصب میں معلوم ہو حکام چنانچہ
 پیرے کی وصیت کی ہر شکوہ قطع کیا اور سوا تو اب اسکا نام قبا اور تمیں ہو گیا او فعل زید فی الموصی بہ یا منیع سلیمہ الا بکلت لہ و فی الموصی لہ یعنی اپنا
 نے الدرر الموصی بہا بکلاف تجصیصہا و ہم بانما لہ تعریف فی التناجی یا ایسا فعل ہو جو موصی بہ میں اسکو زیادہ کر دے جو موصی بہ کی

تسلیم کا مانع ہو بدین اُسکے جیسے موسیٰ پرستوں کو گلی کے ساتھ لٹ کر مارا اور جیسے عمارت بنانا موسیٰ بہا گھر میں برخلاف اُس گھر کے جو نہ کاری کے اور اُسکی عمارت ڈھانے کے واسطے کہ وہ تصرف پر تابع میں نہ مل میں تصرف عطف علی قول صرح و عطف ابن کمالی تاج الدار ربا و علیہ فتویٰ النشانی کون علمہ بشیر رجوع خیرا لکما یفیدہ متن الدارر تقدیر بریل ملکہ فانه رجوع عاد و ملکہ ثانیام لکالیع و اہیۃ اور موسیٰ کو رجوع جائز ایسے تصرف سے جو اسکے مال کو زائل کر دے چنانچہ صرح اور بہ تو یہ تصرف رجوع ہی وصیت سے خواہ وہ غیر موسیٰ کی ملک میں دوسری بار توبہ یا توبہ شائع نے کہا قولہ تصرف عطف ہی بقول صرح پر اور ابن کمالی نے درک تابع ہو کر اسکو بلفظ او عطف کیا ہے اور اس تقدیر پر تصرف اصل ثالث ہی اسکے فعل کے افادہ رجوع ہونے میں چنانچہ درک کا متن اسکا مفید ہے سو اسکو غور کرے و کذا اذا خلط غیر ببحث لاکین غیرہ اور اسی طرح رجوع عن الوصیۃ ہے جبکہ موسیٰ نے موسیٰ کو ملا دیا غیر سے اس طرح کہ اسکا حد اگر نا ملن نہیں لاکون راجعاً بصل ثوب الوصی یہ لاثہ تصرف فی الیغ موسیٰ وصیت سے راجع ہوگا اُس کپڑے کے خوب دینے سے جسکی اُسے وصیت کی اس لیے کہ یہ تصرف ہی تابع میں نہ اصل میں در علم ان التعلیر بعد موت الوصی لایغیر اصلاً اور یہ معلوم کر کہ تغیر کرنا موسیٰ کی موت کے بعد اصلاً ضرر نہیں کرتا وصیت میں دلا بگو دیا در و کفر و فایہ ذی حج یفتی و مشکہ فی العینی تم نقل عن الیعون ان الفتویٰ علی انہ رجوع ذی السراجیۃ و علیہ الفتویٰ و ازہ المصنف اور موسیٰ راجع نہیں ہوتا وصیت کے انکار کرنے سے اسی طرح ہے در و کفر اور و فایہ کے متن میں اور مجمع میں ہے کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور اراشد اسکے عینی شرح مجمع میں ہے پھر عینی نے یون سے نقل کیا کہ فتویٰ اسپر ہے کہ انکار رجوع ہی وصیت سے اور سترہ میں ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہے اور مصنف نے اسکو ثابت رکھا ہے فی شرح میں ہم معلوم ہو کہ بیان دونوں قول پر فتویٰ ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں نسخی کی شرح جامع کپڑے سے نقل کیا کہ قدوری نے اپنے مختصر میں اس مسئلہ کا خلاف نہیں ذکر کیا اور نہ محمد رح نے اپنی کتابوں میں لیکن کتاب الوصایا میں انکار کو رجوع کہا اور جامع کپڑے میں رجوع نہیں کہا اسوجہ سے مشائخ میں اختلاف واقع ہوا بعضوں نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جامع کا قول قیاس کا جواب ہے اور کتاب الوصایا کا قول استحسان کا جواب ہے انتہ و کذا لاکون راجعاً بقولہ کل وصیۃ او وصیت بہا خرم اور ادا و آخر تھا اور اسی طرح موسیٰ راجع ہوگا اس قول سے کہ جو وصیت کہ میں نے کی وہ حرام خواہ بیان ہی یا اُس وصیت میں تاخیر دالی میں نے بخلاف قولہ ترک کتاب خلاف اس قول کے کہ میں نے وصیت کو ترک کیا یعنی یہ رجوع ہی وصیت سے تاخیر رجوع نہیں اور ترک رجوع ہی واسطے کہ ترک نہی سقاط ہے اور تاخیر تھا نہیں و بکلمات قولہ کل وصیۃ او وصیتہا فی باطلۃ او الذی او وصیت بہ لزیید فو لم و اولفطان واری کل ذلک رجوع عن الاول و کلون لہا و بالاجازۃ کما ہر خلاف اس قول کے کہ جو وصیت میں نے کی وہ باطل ہے یا جو وصیت کہ میں نے زید کے واسطے کی وہ عمر و دیواسطے ہے یا خلا نے میرے وارث کے واسطے ہے تو میرا یہ قول رجوع ہی ادا سے اور وارث کی وصیت ثابت ہوگی دوسرے وارث کی اجازت سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ وارث کے حق میں وصیت بدون اجازت اور وارث کے دست نہیں ولو کان فلان لا آخر متیا و قتما فالاولیٰ من الوصیتین بکما لہما بطلان الثانیۃ اور اگر دوسرا فلان شخص مردہ ہو وصیت کے وقت تو دو وصیتوں میں سے پہلی وصیت بحال خود قائم ہے بسبب باطل ہونے دوسری وصیت کے دلوجا و قہا مات قبل الوصی بطلت الا ذلی بالرجوع و الثانیۃ بالموت اور اگر دوسرا موسیٰ زندہ ہو وصیت کے وقت پھر گیا موسیٰ سے پہلے تو پہلی وصیت تو باطل ہو گئی رجوع کرنے سے اور دوسری وصیت باطل ہو گئی موسیٰ کی موت سے و قبل ہیۃ المریض و وصیتہ لمن لکما بعد ہما اسی بعد اہیۃ و الوصیۃ لما تفرانہ تعیر ہما و الوصیۃ لہ و ازا و غیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ اور عرض کا ہے اور اسکی وصیت باطل ہے اُس وقت کے واسطے جس سے موسیٰ نے انکار کیا ہے اور وصیت کے بعد اس لیے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو وصیت کے واسطے موسیٰ نے لکھا وارث یا غیر وارث ہونا موت کے وقت معتبر ہے نہ وصیت کے وقت ہم وصیت تو اسوجہ سے باطل ہے کہ عورت اگرچہ وصیت کے وقت وارث نہیں مگر موت کے وقت وارث ہوگی نکاح سے اور

اور حالانکہ وارث کے واسطے وصیت جائز نہیں اور یہہرین کا اس واسطے درست ہوا کہ اگرچہ یہہرین ہر صورت میں لیکن مرض کے سبب سے وہ حکماً ایسا
 الیٰ بعد الموت ہو اس واسطے کہ یہہرین واقع ہو گیا ہو وصایا کے موقع میں کیونکہ تبرع ہو تو اس کا حکم ثابت ہوگا موت کے نزدیک بخلاف الاقرار لا یجوز کوئی
 المقرہ وارثا وغیرہ وارث یوم الاقرار ظواقر لہا فکلمات جائز بخلافات اقرار کے اس واسطے کہ مقرہ کا وارث یا غیر وارث ہونا اقرار کے دن مستحب ہو تو اقرار
 کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر مر گیا تو اقرار جائز ہو اقرار کے وقت عورت وارث نہ تھی پھر نکاح سے وارث ہوئی تو یہ اقرار کے واسطے معتبر
 نہیں ویسٹل اقرارہ وصیتہ وصیتہ لایہ کا خزاوند اودمکانا ان اسلم اودمحق بعد ذلک لایقام البتہ وقت الاقرار فیورث تحتہ الا تیار اود باطل
 اس کا اقرار اور اس کی وصیت اور اس کا یہ اپنے فرزند کا فریے یا غلام یا مکتوب کے لیے اگر فرزند مسلمان ہو گیا ہو یا غلام اور مکتوب کو آزاد کیا ہو بعد
 اس اقرار اور یہہرین وصیت کے سبب قائم ہونے فرزند کے اقرار کے وقت تو یہ تحت اشار کا موثر ہے یہہرین وصیت کا حال تو مذکور ہو چکا کہ زمین
 موت کا حال مستحب ہو اور اقرار اگرچہ ملزم نہیں ہے لیکن ارث کا سبب یعنی فرزند اقرار کے وقت موجود ہو تو یہ تحت اشار کی موسم ہو تو اقرار تحت کے
 اعتبار سے ملحق بوصیت ہو گیا کذا فی الدرر وہبہ مقعد و مفلوج و شلل و مسلول یہ علت اسل دہر قرح فی الریہ من کل مالہ ان طالت مدۃ
 سنۃ ولم یخف موتہ سنۃ والا نفل و خیف موتہ فمن تشہ لانہا امراض فرنتہ لافالۃ ادمقعد و مفلوج و شلل و مسلول کا یہہرین اس کے تمام مال سے
 نافذ ہے اگر مرض کی مدت ایک سال تک دراز ہو گئی ہو اور اس مرض سے موت کا خوف نہ ہو اور اگر مرض کی مدت دراز نہ ہوئی ہو یعنی ایک سال تک نہ گزر ہو
 اور موت کا خوف نہ ہو تو اس کا یہہرین مال سے نافذ ہوگا اس واسطے کہ وہ امراض فرنتہ متطا ولہ بین قافل اور ممالک نہیں شارح نے کہا مسلول وہ چرک
 سل کی بیماری ہو اور وہ عیسیت کے مرض ہے وہ بیمار ہو چلنے پھرنے سے عاجز ہو یا ٹون کی بیماری سے اور مفلوج وہ جس کو فاج کی بیماری ہو
 یعنی آدھا دھڑلہ و حرکت سے رہ گیا ہو اور شلل وہ جس کے ہاتھ میں رشتہ ہو یعنی ہاتھ کا پٹیا ہو خلاصہ یہہرین کہ یہ امراض فرنتہ اس کو عارض ہوں اور وہ کوئی
 تبرع کا تصرف کہ پھر جائے برس سے پہلے تو یہ مرض الموت ہو تو اس کا تصرف ثلث مال سے نافذ ہوگا اور اگر بعد سال کے مرا تو مرض الموت نہیں ہے
 کہ جب سال کی چاروں فصلوں میں زمین غنہ تھا ملاک ہونے کا زہرہ راج گیا تو اس کا مرض تبرع طبیعت اور عادت کے ہو گیا مرنے کو حکم میں نہ رہا یہاں تک کہ
 علاج کے بھی لائق نہ ہو کذا فی الدرر قبل مرض الموت ان لا یخرج کوئی نفسہ وعلیہ عند فی خبر یزید زبیر بعضیوں نے کہا کہ مرض الموت یہہرین کہ آدمی اپنی حاجتوں کے واسطے
 نہ نکلتا ہو اور اسی قول پر غما کیا ہے خبر یدین کذا فی البزازیہ و فی مختارہ ما کان انہالب نہ الموت وان لم یکن صاحب خراسانی عن بہتہ الذخیرۃ و قول
 مختار یہہرین کہ مرض الموت وہ ہے جس سے موت غالب الوقع ہو اگرچہ بیمار صاحب فراش ہو کذا فی القستانی عن بہتہ الذخیرۃ و انما صحیح الوصایا قدم الغرض
 ان اخرا الموصی وان لساوت قوۃ قدم ما قدم اذ ضاق الثلث عنہا اور اگر مجتمع ہوں چند قسم کی وصیتیں یعنی مرض اور وجب اور نفل تو مرض مقدم ہوگا اگرچہ
 اس کو موصی نے سوچا ہو اور اگر وصایا برابر ہوں مرض یا نفل ہونے میں تو وہ مقدم ہوگا جس کو موصی نے مقدم کیا اگر تھالی مال تمام وصایا کی گنجائش
 نہ کٹتا ہو قستانی نے کہا ابتدا کرنا چاہیے اس مرض سے جو حق البعد ہے پھر اس مرض سے جو حق البعد ہے پھر وجب پھر نفل ایسا مردی ہے فقہائے کذا
 فی الخطاوی قال الریعی کفارۃ قتل و ظہار و ین مقدمۃ علی الفطر و لوطیہ بالکتاب دون الفطر و لوطیہ علی الاضحیۃ لوجوبہا اجماعا دون الاضحیۃ لوجوبہا
 لہا کہ قتل اور ظہار اور قسم کا کفارہ مقدم ہے صدقہ فطر اس واسطے کہ کفارات مذکورہ کا وجب کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ صدقہ فطر کا اوصافہ فطر مقدم
 ہے قربانی پر سبب واجب ہونے صدقہ فطر کے اجماع سے نہ قربانی یعنی قربانی کا وجب اجماع سے ثابت نہیں و فی القستانی عن الطبریزی عن الامام ابراہیم
 ید الی کفارۃ قتل ین تم ظہار تم فطر تم الاضحیۃ و قدم اعتر علی اخرج اوقستانی میں فقیر یہہرین امام طوایسی سے یون مردی ہے کہ
 ابتدا کی جائے کفارۃ قتل سے پھر کفارۃ ظہار سے پھر کفارۃ قسم کا کفارہ فطر سے پھر قربانی سے اور عشر مقدم کیا جائے خرین و فی البزازیہ

نہ سب الی حنیفہ اخرا ان حج افضل من صدقہ اور در جندی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا بچلانا سب سے بڑا کج فعل فی خیرات سے اول ہے نہ سب
 خدا کہ صدقہ افضل ہے حج سے میر جب حج کی مشقت امام نے دیکھی تو حج کو افضل کہا صدقہ سے کہ ان فی الخطا دی اوصی حج ای حجتہ الاسلام حج عتہ
 را کیا وصیت کی حج کی یعنی فرض حج کی تو سکا وارث یا وصی موصی کی طرف سے حج کر دے سوار کر کے موصی کے شہر سے اس واسطے کہ موصی پر حج
 فرض تھا اس وطن سے سوار ہو کر نہ پیدل تو اسی طرح سے اسکے نائب پر فرض ہوگا غلام مبلغ نفقہ سن ملکہ فعال جل انا حج عنہ ہذا مالان تینا کچھ
 تہستانی معربا لافتمہ سوار حج کفایت کرے موصی کے شہر سے سوا ایک روٹنے کہا کہ میں حج کرونگا بیت کی طرف سے اسی قدر مال قلیل پر پیدل تو حج
 کفایت نہ کرے گا بیت کی طرف سے چنانچہ تہستانی میں ہر تہمتہ سے مقول ان لکھی نفقہ ذلک والا فمن حیث لکھی اگر حج کفایت کرے سوار ہو کر وطن سے
 اور اگر کفایت نہ کرے تو جس مکان سے کفایت کرے وہاں سے سوار کر کے نائب کو حج کیو بسطے روانہ کرے وان مات حاج فی طریقہ و اوصی حاج عنی کن
 ملکہ را کیا دنا لاس حنیفہ مات استخسانا بادیہ و حنیفی و حنیفی قلت و معادہ ان قوله قیاس علیہ لہون مکان قیاس نہا ہذا متدفا فاقم اور اگر حج کا جانوٹا
 راہ میں مر گیا اور اسنے وصیت کی اپنے عوض حج کروانے کی تو حج کرو دنا چاہیے بیت کے شہر سے سوار کر کے اور صاحب بیت نے کہا جہاں سے مر گیا وہاں سے
 چاہیے استخسان کی وجہ سے کہ ان فی الہدایۃ و الجنتی و الملتقی میں کتابوں اور یہاں سے استفادہ ہوتا ہے کہ امام پر کا قول قیاس ہے اور یہی پر منون فقہ کی
 مشتمل ہیں تو یہاں قیاس ہی متد ہوا استخسان سے سو لکھو سمجھ رکھو جہاں قیاس اور استخسان جمع ہوتے ہیں تو استخسان مقدم ہوتا ہے مگر یہاں قیاس ہی
 مقدم تھا ان مبلغ نفقہ ذلک والا فمن حیث تبلغ اگر حج کفایت کرے سوا کی کو وطن سے اور اگر کفایت نہ کرے تو جہاں سے کفایت کرے وہیں
 سے سوار کر کے حج کرو دنا چاہیے بالاتفاق و سن لا وطن لہ فمن حیث مات اجماعا اور جس شخص کا وطن نہ ہو تو جہاں وہ مر گیا وہاں سے حج کرو دنا چاہیے یہ اتفاق
 امام اور صاحب بیت کے اوصی بان شیری کل مالہ عبدہ فیق عنہ عن الموصی و لم تجز الوترہ بطلت یہ وصیت کی کہ اسکے مال سے غلام خرید کیا جاوے
 پھر آزاد کیا جائے موصی کی طرف سے اور اسکے وارثوں نے اسکو جائز رکھا تو وصیت باطل ہے کہ آزاد اوصی بان شیری لہ عبد بالغ و رسم و
 زاد الا لہ علی الثلث و قال الشیری کل الثلث فی اسلمین مجمع اسی طرح جبکہ وصیت کی یہ کہ خرید کیا جاوے اسکے واسطے غلام ہزار درہم سے اور ہزار
 درہم ثلث مال سے زیادہ ہیں تو وصیت باطل ہے اور صاحب بیت نے کہا کہ تمام ثلث سے دونوں صورتوں میں غلام خرید کیا جاوے کہ ان فی الجمع مریض اوصی صحیبا
 ثم بری من مرضہ ذلک و عاش سنین ثم مرض فوصایا ہ باقیۃ ان لم یقل ان است من مرضی نہر افقد اوصیت بلکہ ان فی الخانیۃ بیمار نے
 چند وصیتیں کیں پھر وہ بیکار ہو گیا اپنی اس بیماری سے اور چند سال زندہ رہا پھر بیمار ہوا تو اسکی وصیتیں باقی ہیں اگر اسے یوں کہا ہو کہ میں اپنے اس مرض سے
 مر گیا تو میں نے یہ وصیت کی کہ ان فی فتاویٰ قاضی خان اوصی بوصیتہم جن ان ملحق کچھوں حتیٰ مبلغ ستہ ہزار بطلت والا لا موصی نے وصیت کی میر
 وہ کچھوں ہو گیا اگر کچھ جانوں و تریاک پھر ایسا تک کہ چھ مہینے تک پہنچا تو وصیت باطل ہے ورنہ باطل نہیں و کہ ان لو اوصی ثم اغدا بواو سوا اس
 فصار حوتا جتنے مات بطلت خانیۃ اور اسی طرح اگر وصیت کی میر موصی کو سو اس نے بیا سو وہ بیوٹا اور غافل ہو گیا یہاں تک کہ مر گیا تو وصیت باطل ہے کہ ان فی الخانیۃ
 اوصی بان بیمار بہ سن فلان ربان سی عنہ الما شہرانی لہوم او فی سبیل لہد فہو باطل فی قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ خانیۃ یہ وصیت کی کہ موصی کا مگر عادت سے
 دیا جاوے فلائے شخص کو یا یہ کہ بانی بنایا جاوے موصی کی طرف سے جسے میر حج کے موسم میں یا خدا کی راہ میں تو وہ باطل ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں
 کہ ان فی الخانیۃ کہ لو اوصی بصدۃ التین لہو اب فلان فان الوصیۃ باطلۃ ولو قال بطلت ہذا دو اب فلان جائز یا میر اگر یوں وصیت کی کہ یہ مجھ سے فلائے
 شخص کے جانوروں کے لیے خاص ہے تو وصیت باطل ہے اور اگر یوں کہا کہ اس بھوسے سے فلائے جانور دن کو چارہ دیا جائے تو وصیت جائز ہے و لو اوصی بان شیری
 علی فرس فلان کل شہر کہ ان جائز و بطل معیا اور اگر یہ وصیت کی کہ فلائے کے کھوٹے پر ہر مہینے میں اسقدر خرچ کیا جاوے تو جائز ہے اور کھوٹے سے

کتاب اولیاء

تو وصیت ہوئی نوہ کردن کے واسطے تو باطل ٹھہری اور قول ثانی یعنی ابو جعفر کے حوزہ وصیت کو اس کے بے وجہ سے نوہ کردن کے واسطے کیا جاوے
م نوہ کردن کے واسطے وصیت کا باطل ہونا ظاہر تین دن پر مخصوص نہیں کیونکہ وہ نوکٹا ہے یعنی تین دن کے بعد بھی نوہ کی گناہ ہے کذا فی الخطاوی فروع
مسائل ملحقہ شراح کے اوصی یا بن یسلی علیہ السلام اور ایک بعد موت الی بلدا فرادین فی قوت کذا الوصی قبرہ او فی قبر علی قبرہ ثبوت اولین قبر عند قبرہ کسی معین
وہی باطلہ سر جہ و تحقیق یہ وصیت کی کہ نماز پڑھے امیر فلا شخص یا موت کے بعد اس کی لاش کو اٹھا لیا وین دوسرے شہر کی رحلت یا اس کا قفس دیا جاوے
غلامانے کپڑے میں یا اس کی قبر پر کھل کھیاے یا اس کی قبر پر قبہ یا خیمہ قائم کیا جاوے یا جو اس کی قبر کے پاس قرآن پڑھے اس کو کچھ معین مال دیا جاوے تو ہر ایک وصیت
باطل ہے کذا فی السراجیہ اور ہم اسکی تحقیق عقرب بیان کرینگے شراح نے وصیت باخدا مت کے باب سے پہلے کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ قبر کی کھل مکروہ نہیں
قرآن پڑھنا قبر پر اور قاری کو دینا لینا جائز نہ خطاوی نے کہا دوسرے شہر میں پیش لجانے کی وصیت اس واسطے درست نہیں کہ نقل کرنا مکروہ ہے اور قبر پر
قبہ وغیرہ قائم کرنا مکروہ ہے لہذا اسکی وصیت باطل ہے اور وہی ثلث مالہ سعد ثانی فی فی باطلہ وقال محمد قسرت لوجود البر وصیت کی اپنے نہائی مال کی ضد سمجھا
کے واسطے تو یہ باطل ہے امام کے نزدیک اور محمد نے کہا وصیت مذکورہ مرت کیجاے نیاب کا مون میں وجہ بطلان یہ ہے کہ تمام شہادت تھانے کی ملک ہیں
تو لام تملیک کی کچھ وجہیں بدون تاویل اور توجیہ کے و الثبوت للظاہر کذا فی الخطاوی قال الوصیت لکلان بالغ و هو عشر مالم یلین لہ الا الاصلت کہا کہ اگر
وصیت کی ہزار درم کی فلائے شخص کے واسطے اور حالانکہ ہزار درم میر سے تمام مال کا دسواں حصہ ہے تو یہ بھی اس کے واسطے سہاے ہزار درم کے کچھ
نہیں ہے جبکہ ہزار درم ثلث مال سے خارج ہو سکیں تو اسکو ہزار درم ملینگے خواہ ہزار دسویں حصے سے زیادہ ہوں یا کم کذا فی الخطاوی و فی الوصیت نہ یمنع
مالی ہذا الیس و ہر ائلف فاذا فیہ افغان و دنیا میر دواہر فکلہ لہ ان حج من ثلث جعفی اور اس قول میں کہ میں نے غلامانے کے واسطے وصیت کی اس تمام
مال کی جو اس کی خلی کے اندر ہے اور حالانکہ وہ ہزار درم ہیں میر جو آئین دیکھا تو دو ہزار درم اور خیر فیان اور جو اہر ہیں تو وہ مال بالکل میری ہے کہ اسکو میر ملے و
ثلث مال سے خارج ہووے کذا فی جعفی قال لمدیونہ اذا مت فانت بری من ذبی علیک صحت وصیتہ ولو قال ان مت لا یجوز للمخاطرة اپنے مدیون
سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو تو بری الذمہ ہو میرے اس دین سے جو چھپو تو وصیت صحیح ہے یعنی بعد موت کے وہ بری الذمہ ہو جاوے گا اور اگر لوں کہا
کہ اگر میں مر جاؤں تو تو بری الذمہ ہو میرے دین سے تو مدیون بری الذمہ ہوگا مخاطرہ کے سبب سے مخاطرہ سے آزاد امیر تعلیق ہے جو ہزار موجود نہیں لیکن
اسکا ہونا مترتب ہے کذا فی الخطاوی بدخل الخون فی الوصیۃ للمرضی دیوانہ داخل ہو یا روں کی وصیت میں یعنی جو مال بیماروں کے واسطے وصیت
میں متعین ہوا تو مخون پر بھی مرت ہوگا اس لیے کہ خون بھی بیماری ہے و فی الوصیۃ للعلما و یقل المتکلمون فی بلاد خوارزم دون ملاذنا اور جو مال عالموں کے
واسطے وصیت ہوا آئین ملک خوارزم کے متکلم داخل میں نہ ہمارے ملک کے متکلم متکلم وہ جو علم عقائد میں غفلت کرنا ہو خطاوی نے کہا شاید کہ خوارزم کے
متکلم شہادت مخالفین کا اتباع کرنے ہونگے بلکہ لوگوں کو عقائدات و جہ کی تعلیم کرتے ہونگے اور غیر ملکوں کے متکلم شہادت ظالمہ وغیرہ کو بیان کیا کرتے
ہونگے بدون رد اور انکار کے تو وہ خیال اور فضیل ٹھہرے انکو علم اسی سے کچھ نصیبہ نہیں دلواری للعلما و یصرف للعلما و الزادین لانہم ہم العقلا و فی
الحقیقۃ فقیہ اور اگر وصیت کی عقل مندوں کے واسطے تو اسکو مرت کرنا چاہیے ناک الذی عالمون پر اس لیے کہ فی حقیقۃ عقلمند وہی ہیں کذا فی
القنیم مائل انجام میں کو کہتے ہیں تو حقیقت میں ناک الذی عالم مائل ہے جسے دیکھ ناپایدار کا انجام خور کر کے اسکو چھوڑ دیا تھا خطاوی نے کہا
در اختیار کے نسخوں میں بجائے لفظ فقیہ کے لفظ کا لفظ ہے اور صواب یہ ہے کہ فقیہ اس لیے کہ عبارت فقیہ کی ہے چنانچہ شرح انفار میں ہے اور اگر
ایسا نہ تو سراج دلچ کی عبارت شہر کی اس لیے کہ آخر فروع میں سراج مذکور ہے و اسد علم و علم ان الوصیۃ فی یر الموصی و در ثبوت بمنزلۃ الودیعہ سراج
جانتا چاہیے کہ مال وصیت میری اور اس کے وارثوں کے قبضہ میں بجائے امانت کے ہے کذا فی السراج یعنی اگر مال مذکور قبضہ ہو جائیگا تو انکو عانی یا لازم ہوگا

باب الموصية ثلث المال

یہ باب ہر تہائی مال کے وصیت کے مسائل میں آتا ہے اور وہی مالہ نوید و الا فر و لا خربلت مالہ و لم یخر الوترہ مسئلہ تھا نصفان النفا تھا جبکہ اپنے تہائی مال کی وصیت کی زید کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے بھی تہائی مال کی وصیت کی اور وارثوں نے اجازت نہ دی تو تہائی مال دونوں حصوں میں نصفان نصف ہو گا یا اتفاق نام اور صاحبین کے ہم واسطے کہ ثلث مال دونوں کے حق کی گنجائش نہیں رکھتا کیونکہ عدم اجازت کی حالت میں تہائی مال سے وصیت زیادہ نہیں ہو سکتی اور اتفاق کے سبب میں دونوں برابر ہیں اور محل حرکت کے قابل ہے لہذا ثلث مال دونوں میں نصفان نصف ہو گا کہ انی الرطبی وان اوصی ثلثت مالہ زید و الاخر بعدس مالہ فالثلث بینہما اتلانا اتفاقا اور اگر تہائی مال کی وصیت کی زید کے واسطے اور دوسرے شخص کے واسطے اپنے مال کے چھ حصے کی وصیت تو تہائی دونوں حصوں میں تہا ہوگی یا اتفاق نام ہر اور صاحبین کے یعنی دوہم صاحب ثلث کے اور ایک سہم صاحب سدس کا وان اوصی للاحد یا کسب مالہ و لاخر ثلثت مالہ و لم یخر الوترہ ذاک فثلثت بینہما نصفان ای الوصیۃ باکثر من ثلثت اذ لم یخر بقس بطریق جعل کا نہ اوصی کل بالثلث نصفان اور اگر وصیت کی ایک شخص کے واسطے اپنے تمام مال کی اور دوسرے کے واسطے تہائی مال کی اور وارثوں نے سکو جائز رکھا تو سب کے مال کی تہائی دونوں میں نصفان نصف ہوگی اس واسطے کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت پر جب و ترہ کی اجازت نہ ہو تو وہ باطل ٹھہر گئی تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا اسے ہر شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی وہ تہائی دونوں میں نصفان نصف ہوگی یہ مذہب ہے امام کا و قال ابراہا علان الباطل ما زاد علی ثلثت فاضرب اکل فی ثلثت بحصل اربعۃ جعل ثلث المال اور صاحبین نے کہا کہ ثلث مال کے چار حصے کے جاوین اس واسطے کہ باطل وصیت وہ ہے جو تہائی پر زیادہ ہو تو کل کو ضرب کر ثلث میں چار حاصل ہونگے وہی چار سہم ثلث مال میں قرار دیے جائینگے مخطوطی نے کہا کہ شارع کی عبارت غیر مستقیم ہے یعنی سہم وقت ہے مطلب خیر نہیں در کی عبارت یوں ہے کہ سہا میں کے نزدیک چار سہم کے جائینگے نہیں ہم اسکے واسطے جسکے لیے تمام مال کی وصیت ہوگی اور ایک سہم اسکے لیے جسکے واسطے تہائی کی وصیت ہوگی اس واسطے کہ وصیت ذاک ثلث پر باین معنی باطل ہے کہ موصی کہ اسکا مستحق نہیں ہوتا لیکن وہ معتبر ہے اس امر میں کہ موصی اسکے سبب سے ثلث مال سے یکا بقدر حصہ اس زائد کے اسلئے کہ اس مطلب کے ابطال کا کوئی موجب نہیں ثلث کا خرچ تین ہے تو ثلث ایک ہوا اور کل تین تو چار سہم ہو گئے تو ثلث مال ان چار سہام قیمت ہو گیا مگر خیر و لا یضرب لموصی لہ باکثر من الثلث عند ابی حنیفہ المزدہار و ابی حنیفہ بن کسب ابی حنیفہ سدس الوصیۃ اتان فاضرب بصفت کل فی ثلثت کیونکہ سدس مطلق سدس المال و عند ہمارتبہ لما قد مرنا اور امام کے نزدیک ضرب و تقسیر کیا وہ موصی اسکے لیے ثلث مال سے زیادہ وصیت ہوئی شارع نے کہا ضرب سے مراد وہ ضرب ہے جو اصل حساب میں مستخرج ہو تو امام کے نزدیک وصیت مذکورہ کے سدس دوہم تو ضرب کر ایک کے نصف کو ثلث میں تو سدس ہو گا ہر شخص کے واسطے مال کا چنانچہ صد ہزار اور صاحبین کے نزدیک سدس وصیت کے چار ہیں چنانچہ ہم نے انکو اگے بیان کر دیا مخرج کو یوں کہنا اولی تھا فاضرب نصفان و فاضرب نصفان کل ضرب تصعیل عبارت ہے اس عدد کے حاصل کرنے سے جسکی نسبت احد اضر و دس کے ساتھ دسوی جیسے دوسرے کی نسبت ایک کے ساتھ کذا فی المخطوطی لہذا فی ثلاث مسائل و ہر لہذا ہا و اسلئے و لہذا ہر ہم المرسلۃ ای الخلفۃ خیر العیدۃ بثلثہ انصف او نحوہا اکثر ثلث کا موصی لہ ضرب نہیں کرتا مگر نہیں سکون میں ضرب رائج ہوئی ہے اور یہ تین سہلے ہیں ایک محابات دوسرے سہایت سہرے درہم مرسلہ یعنی مطلق درہم حنین ثلث یا نصف کی یا اسکے سواے اور کوئی قید نہ کرے درہم محابات لغت عرب میں یعنی سادہ اور عطا کے ہے اور یہاں محابات سے مراد وہ ہے جو جس میں بدل سے کمتر ہو کذا فی المخطوطی و سن صوز لک ان یومسی لزل بالفت درہم مثلا و یجا بی بی یح بالغ درہم او یومسی الحق جیدہ متہ اف درہم وہی مثلا مالہ و الاخر ثلث مالہ و لم یخر فالثلث بینہما اتلانا ما جاعا اور اسکے کلمہ مسئلہ کی یہ مثال ہے کہ وصیت کی ایک مرد کے واسطے ہزار درہم کی مثلا یا ایک شخص بیع کی ہزار درہم میں کی بطریق محابات کے یا وصیت کی اس غلام کے آزاد کی جسکی قیمت ہزار درہم ہے اور حالانکہ ہزار درہم اسکے تمام مال کی دو تہا بیان ہیں اور دوسرے شخص کے واسطے تینون تہاوں میں اپنے

ثلث مال کی وصیت کی اور وارثوں نے یہ وصیت جائز کر لی تو کل مال کی مائی دونوں ہوسی یعنی تین تہا و بالاقایع ہوگی یعنی دوسم ہزار درہم کے ہوسی کہ کو اور ایک
سہم تہائی کی ہوسی کہ دوسم تہائی یعنی تین تہا و بالاقایع ہوگی یعنی دوسم ہزار درہم کے ہوسی کہ کو اور ایک
کی کہ بالاعلام زید کے ہاخر دس درہم پر بیع ہوا اور دوسرے غلام عمرو کے ہاخر ۲۰ درہم پر بیع ہوا اور ہوسی کا سواے ان دو غلاموں کے بچہ اور مال نہیں ہر نو زید کے حق میں
۲۰ درہم کی وصیت ہوئی اور عمرو کے حق میں ۴۰ درہم کی ہوئی تو ثلث مال دونوں ہوسی کہ میں تین تہا و ہوگا تو یہاں غلام زید کے ہاخر ۲۰ درہم پر
بیع جائیگا اور دس درہم اسکے آئے وصیت تھری اور دوسرے غلام عمرو کے ہاخر ۲۰ درہم پر بیع ہوا اور ۲۰ درہم انکی وصیت ہوئی تو زید اور عمرو نے تہائی سے
بقدر وصیت کے لیا اگر ثلث وصیت سے زیادہ ہو گیا اور سحایت کی صورت یہ ہو کہ ہوسی نے دو غلاموں کو آزاد کیا جنکی قیمت کوئی ہر جو محابات میں ہو کر
ہو چکی اور اسکا کچھ مال غلاموں کے سواے نہیں تو اول کے واسطے ثلث مال کی وصیت ہوئی اور ثانی کے واسطے ذلث کی تو وصیت کے سهام میں تہا و ہوئے ایک
سہم اول کا اور دوسم تہائی کے تو ثلث مال بھی اسی طرح کہنتی قسم ہوگا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور دوسم درہم ہر اور یہ سحایت اور کو شمش کرے ۲۰ درہم میں اور
مالی غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور ۵۰ درہم ہر اور سحایت کر گیا ۲۰ درہم میں تو ہر ایک ہوسی کہ نے ضرب کی بقدر اپنی وصیت کے اگر چہ زید اور ثلث پر اور دس درہم پر سحایت
تھوڑی ہو کہ زید کے واسطے وصیت کی ۳۰ درہم کی اور دوسرے کے لیے وصیت کی ۶۰ درہم کی اور اسکا کل مال ۹۰ درہم ہر اور وارثوں نے اس وصیت کو جائز کر لیا تو ہر ہوسی کہ
ہر بار گیا بقدر اپنی وصیت کے تو اول شخص ثلث کو ثلث مال پر ضرب کر گیا اور ثانی مال کی ثلث میں کذا فی الخطا دی تصحیف و تبدل نصیب تہ صحت کہ ابن ولاد اور اپنے
فرزند کے حصہ کے مانند وصیت کی تو صحیح ہر خوان اسکا بیٹا ہوا نہ تو تصحیف و تبدل نصیب تہ صحت کہ ابن ولاد اور اپنے فرزند کے حصہ کے واسطے وصیت کی تو صحیح نہیں
اگر نہ کیا یا موجود ہر سواے کہ حصہ فرزند کا قرآن سے ثابت ہو کہ جب کسی وصیت اور شخص کے واسطے ہوئی تو اسے فرض آئی کہ وہ مال تو صحیح ہوگا کذا فی
بر خلاف مسئلہ سابقہ کے ہر سواے کہ مثل شرفا شرف ہر وان میں کہ ابن حمت خایہ وجہ زہاد فی شرح المسلمہ و مدار لکھا و اوصی نصیب بن لوکان انہی اور اگر
ہوسی کا فرزند نہ ہو تو وصیت صحیح ہوگی کذا فی الخایہ و وجہ شرفا شرف کہ ملکہ میں اسنا زیادہ کہ ہر اور یہ ہو گیا مانند اسکے کہ اگر وصیت کی حصہ فرزند کی اگر وہ ہوتا
انہی مانی شرح المسلمہ و فی الجہی و لو اوصی بثلث نصیب ابن لوکان فہذا نصیب تہی و جہتی میں ہر اور اگر وصیت کی نصیب فرزند اگر وہ ہوتا تو ہوسی کہ کو نصف
مال ہر انہی مانی جہتی ہم لیکن زیادہ عن ثلث اجازت و زہرہ ہر و قد فی فصل المصنف عن اسراج ما یقالہ فقہیہ اور مصنف نے اپنی شریعت میں ہر ہر ہے
رد تو فی نقل کیا جو جہتی کے مخالفہ ہم جہتی میں نصیب مال مذکور ہر اور اسراج میں ثلث مسطورہ کہ کذا فی الخطا دی و لہ فی الصورۃ الاولی ثلث ان اوصی
مع ابنین اور ہوسی کہ کے واسطے پہلی صورت میں تہائی ہر اگر ہوسی نے دو فرزندوں کے ساتھ وصیت کی ہم یعنی دو فرزندوں کے ساتھ ہوسی کہ کے لیے ثلث
حصہ فرزند کے وصیت کی تو ہوگا تہائی مال سے گا تو گویا ہوسی نے ہوسی کہ کو تیس فرزند فرار یا نصف مع ابن واحد ان جائز اور ہوسی کہ کے واسطے ایک فرزند
کے ساتھ نصیب ہر اگر فرزند جائز رکھے و شلم البنات اور بیٹوں کے مانند بیٹوں کا حکم ہر یعنی اگر مثل حصہ دختر وصیت کی اور اسکے ایک بیٹی ہر تو ہوسی کہ کو نصف
ہر اگر وہ اجازت دے ورنہ ثلث ہر کذا فی المتح والاصل انہی اوصی بثلث نصیب بعض الورثہ زیادہ ثلث علی سهام الورثہ جہتی اور قاعدہ یہ ہر کہ جب وصیت کرے
کسی وارث کے حصہ کے برابر لے لی تو ورنہ کے سهام پر ہی حصہ کا مثل زیادہ کر لیا جاسیہ کہ کذا فی الجہتی خایہ و پر کی مثالوں میں فصل گذر و بخبر دوسم میں مال
فالبیان ان فی الورثہ یہاں ہم قطوہ مشتمل ہر و ہر دوسم عننا و اصل الروایۃ فہذا و وصیت کی اپنے مال میں سے ایک خیرا یا یک سهم کی تو اسکا
بیان وارثوں کی طرف ہر کو وارثوں سے کہا جاوے گا کہ ہوسی کو دو قصتا تمھارا جی چاہے پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ برابری درمیان خیرا و دوسم کے یہ چار آہا
کا عرف ہر اور اصل روایت تو اسکے مخالف ہم وارثوں کو بیان اسوا سے غرض ہوا کہ خیرا دوسم کا مدلول مجہول ہر فیل و کثیر تو شالی ہر اور وصیت جمالت سے غرض
نہیں اور وارث ہوسی کے اسکے قائم مقام ہیں بیان وارثین شرح دفاہ میں ہر کہ سم عبارت ہر سدس سے امام کے قول میں ہر عرف بعض شخص خاص کے نسخہ الخفاہ میں ہر کہ

وجہ کہ وصیت کی تہائی اور ہر شاکی دو تہائی ان جہاد میں خبریوں اعتباراً دن کے خلاصہ جواب یہ ہے کہ عدم تقسیم دین بیان اسکے عدم نصیب کے
 سبب سے ہوئی و طریق تہیتہ ما ذکر اور دین مذکور کے مقرر اور معین ہو جانے کا حقیقہ وہ ہے جو مذکور ہو گیا یعنی تصدیق زقیین کی اور خذ الوتر یعنی تفریق
 راہوں کی تہیتہ ما ذکر اور ہر شاکی تہیتہ ما ذکر اور دین مذکور کے مقرر اور معین ہو جانے کا حقیقہ وہ ہے جو مذکور ہو گیا یعنی تصدیق زقیین کی اور خذ الوتر یعنی تفریق
 اور جو باقی رہے گا بعد دین ادا کرنے کے وہ ایک تہائی یعنی جو دو تہائیوں میں باقی رہے گا وہ دو تہائیوں کا ہے اور جو ایک تہائی ہے باقی رہے گا وہ ایک
 و صابا کا ہے و کیفیت علی علی العلم لواء علی الزیادۃ اور ہر فریق قسم جائے اپنی دہشت پر اگر کسی کچھ زیادہ دعوئی کرے یعنی ہر فریق جو قسم لحاظ کرے
 ہم اسی قدر دین کو جانتے ہیں قلت یعنی کمات الوصایا دون الشبائل یعنی اٹلٹ کلام بقدر الوصایا م اور باقی رہا یہ احتمال کہ اگر دو مستحقین
 تہائی دین سے کم ہو تو کیا پوری تہائی نکال رکھی جائے گی یا بقدر وصیت کے میں نے اسکی تفسیر کتب فقہ میں نہیں دیکھی و فی ایضاً اہل
 یزیم ان یصد قوہ فی اکثر من اٹلٹ یراجع ابن الکمالی اور یہ بھی احتمال باقی ہے کہ آیا انکو دویم ہے یہ کہ مقررہ کی تصدیق کرنی عطف سے اکثر میں
 اسنے واسطے ابن کمال کی طرف رجوع کرنا چاہیے ہم یہ اصل اعتراض یہ رہی کہ اسوایں کمال نے فقط زلیعی کا اعتراض بدون جواب کے ذکر
 کیا ہے اور بعضوں نے ضعیف جواب دیا جس سے زلیعی کا اشکال سا قاض نہیں ہونا کہ انی اططاوی مختصراً ولا جسی و دارنہ او قائلہ لضعف
 الوصیۃ و بطل وصیۃ للوارث و القائل لانہما من اہل الوصیۃ علی ما دللہ الفتح باجازۃ الوترہ اور اگر وصیت کی اجنبی شخص اور اپنے وارث یا اپنے
 قاتل کے واسطے تو اجنبی کو نصف وصیت ملے گی اور اسکی وصیت وارث اور قاتل کے حق میں باطل ہوگی اجنبی کو نصف ملے گا نہ کل اسواسطے کہ وارث
 اور قاتل وصیت کے مستحق ہیں بنا براس قول کے جو گذر گیا اور اسی واسطے وصیت وارث اور قاتل کے واسطے صحیح ہو جاتی ہے وارث کی اجازت سے
 ہم برخلاف اس وصیت کے کہ موصی نے زندہ اور مردہ کے واسطے وصیت کی تو سب کا مالک زندہ ہوگا اسواسطے کہ مردہ وصیت کا مستحق نہیں ہے
 مگر ہم بھی منہوگا بخلاف ما ذکرہ بعین او دین لورثہ ولا جسی فی الفتح فی حق الا اجنبی ایضاً لانہ از ار بقدر سابق مینما فاذا انما اھتہ
 لغا باقیہ فرورہ برخلاف اسکے بلکہ عین یا دین کا ذکر کیا اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے کیونکہ وصیت صحیح نہیں اجنبی کے حق میں بھی اس سبب کہ
 از ار ہر عقد سابق کا یعنی دونوں کی شرکت کا زمانہ ماضی میں ہے جبکہ بعض بنو ہو گیا تو باقی بھی بالفرد لغو و محترم عدم صحت کی وجہ یہ ہے کہ وصیت
 انشاء تصرف ہے یعنی دین اور اجنبی کے واسطے تملک ابتدائی ہے اور از ار جاری ہو جو د سابق سے اور حالانکہ اسنے فردی ہے وصفت شرکت
 زمانہ ماضی میں تو اب از ار کا اثبات بدون شرکت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی خبر کے مخالف ہے اور نہ اثبات از ار کا شرکت کے ساتھ ممکن ہے اور اسنے
 کہ وارث اس میں شریک ہوا جائے کہ انی اططاوی عن الزلیعی مختصراً قبل ہذا اذ اقصا دقا فان انکر احدہما شرکتہ الآخر صح از ارہ فی حصۃ الا
 عند محمد و عندہما تبطل فی کل لما قلنا زلیعی بعضوں نے کہا یہ یعنی عدم صحت از ار ہر وقت ہے جبکہ وارث اور اجنبی ایک دوسرے کی تصدیق کرے ہے
 اگر ایک دوسرے کی شرکت کا انکار کرے تو وارث کا از ار اجنبی کے حصہ میں صحیح ہوگا محمد رحمہ کے نزدیک اور شیخین کے نزدیک سب کے حصے میں باطل ہے
 وجہ سے جو ہم نے بیان کی کہ انی الزلیعی ولو اوصی بچنیاب متفاوۃ جید و وسط و روی ثلثۃ انفس کل منہم ثوب قضاع منہا ثوب
 و لم یدر اسے جو و الوارث یقول لکل منہم مالک حقیق بطلت الوصیۃ بجماعہ المستحق کو وصیۃ لاحد نہیں الرطین اور اگر وصیت کی
 عمدہ اور متوسط اور ناقص متفادت کپڑوں کی بنیں مخصوص کے واسطے ہر آدمی کے لیے ایک کپڑا پھر ان عینوں کپڑوں سے ایک کپڑا مضاعف
 ہو گیا اور معلوم نہیں کہ کون کونساں تھے اور موصی کا وارث کتنا ہے ہر ایک آدمی سے کہ تیرا حق نصف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی مستحق کے مطلق
 منونے سے جیسے ان دو مردوں میں سے ایک مرد کے واسطے وصیت باطل ہے یعنی اگر موصی نے کہا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص کے واسطے میں نے

وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے چنانچہ کہ سب سے پہلے معلوم نہیں کہ کس شخص کے واسطے وصیت کی الا ان لا یسبحوا و یسلموا لایقین منہا فتوح سبحہ
و ان المانع وہ جو خود مگر یہ کہ موصی کے وارث ساتھ مکرین اور باقی کثیروں کو تسلیم کریں تو وصیت صحیح ہو جاوے گی مانع وصیت کے زوال سے یعنی وارثوں
اور ان مانع تو عمدہ کچھ ہے واسطے عمدہ کی دو تہائیاں اور ناقص دسے کے دسٹے ناقص کی دو تہائیاں اور دو سو پچھتر دسے کے دسٹے دونوں کچھ
میں سے ایک ایک تہائی تقسیم کیجاوے گی اس واسطے کہ برابر کرنا جو بقدر امکان کے دلو اور اسی احد اشترکین میں تین تہاں در شترکہ قسم وضع
فی خطہ فہو للموصی لہ والایسب فی خطہ قبلہ مثل ذرا عمر ح صدر اشترکین وغیرہ جو باہم تہاں قسم خان وقع الی آخرہ لکان اولی اور اگر مکر کے دو شریکوں
میں سے ایک شریک نے شترکہ مکر سے ایک عین کو شری کی وصیت کی اور وہ مکر بانٹا گیا اور وہ کو شری موصی کے حصے میں پڑی تو وہ موصی کی ہر اور
اگر موصی کے حصے میں واقع ہوئی تو موصی لہ کے دسٹے کو شری کے برابر گزروں سے زمین ناپ دیا جاوے گی صدر اشترکین وغیرہ میں وجوب شترکہ کی تصریح کی ہے تو
اگر مکر میں دونوں کتنا قسمت کیجاوے پھر اگر کو شری اسکے حصے میں آئے الی آخر الکلام تو بہتر ہونا والا قرار میں عین میں در شترکہ تسلیم اے مثل الوصیۃ
فی حکم مذکور اور قرار کرنا عین کو شری کا شترکہ مکر سے وصیت کے مانند ہو کلم مذکور میں یعنی اگر احد اشترکین نے کہا کہ یہ کو شری فلا نے شخص کی ہر مکر میں
اگر کسی تقسیم ہوئی اور وہ کو شری مکر کے حصہ میں واقع ہوئی تو مکر مالک مکر ہو گا اور اگر اسکے حصے میں نہ پڑی تو اسکے برابر زمین ناپ دیا جاوے گی تو یہاں وصیت
اور قرار کا یکساں حکم ہے و بالفت عین ای عین بان کانت و دیتہ عند الموصی من مال آخر فا جاز رب المال الوصیۃ بعد موت الموصی و دفعہ الیصح
اور نیز در دم عین یعنی عین کی دوسرے شخص کے مال سے جو موصی کے پاس امانت تھیں وصیت کی غیر صاحب مال نے موصی کی موت کے بعد وصیت اسکی جائز ہوگی
بمگر اگر در دم عین یعنی عین کی دوسرے شخص کے مال سے جو موصی کے پاس امانت تھیں وصیت کی غیر صاحب مال نے موصی کی موت کے بعد وصیت اسکی جائز ہوگی
بمگر اگر در دم موصی لہ کو تسلیم کیے تو درست ہے و لہ ایسب بعد الا جازۃ لان جازۃ تبرع فہ ان ینتفع من تسلیم و اما بعد دفع فلا رجوع لہ تبرع فہا وصی مال کو
بعد اجازت وصیت کے نیز در دم کا نیز جاز ہو اس واسطے کہ اسکو اجازت دینا بطریق آسان کے تھا اس پر وجوب نہ تھا تو اسکو جاز ہو کہ تسلیم سے باز رہے اور
تسلیم کرنے کے بعد تو اسکو پھر لینا جاز نہیں کہ نہ فی شح لکلمۃ بخلان ما اذا اوصی بالزیادۃ علی ثلث اولی قائلہ او لوارثہ فا جاز ما لوارثہ حبث لیکون
ممن ایسب بعد الا جازۃ بل بحجرون علی تسلیم لما تقران لمجازہ تسلیم قبل الموصی عندنا وعندنا مسمی من قبل لیمیز بخلان اسکے جبکہ موصی نے تہائی سے زیادہ
وصیت کی یا اپنے قاتل یا وارث کے واسطے وصیت کی پھر اسکے وارثوں نے وصیت کو جاز رکھا اس واسطے کہ یہاں وارثوں کو اجازت کے منصب جاز نہیں
بلکہ امین زبردستی ہو گی تسلیم کرنے پر اس واسطے کہ یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہو کہ مجازہ یعنی جسکے لیے اجازت واقع ہوئی موصی بہ مالک ہوتا ہے موصی کی جانب سے
ممن خفیہوں کے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک وہ مالک ہوتا ہے اجازت دینے دے کی طرف سے مسم اس واسطے کہ وصیت اپنے منہج میں صحیح ہو کیونکہ موصی کی مالک
میں واقع ہو اور اصل تھا وارثوں کے حق سے پھر جب وارثوں نے اجازت دی تو اسکا حق ساقط ہو گیا تو وصیت نافذ ہوگی موصی کی طرف سے کہ نہ فی الدرر و لو
احد الا بخیلین بعد استہ یوصیۃ ابیہ بثلث صحیح آخرہ فی ثلث نصیبہ لہم سنا لان لا یقر ثلث تسان فی کل شترکہ وہی ہوا فیکون مقرر ثلث ماسہ و ثلث ماس
رخیبہ اور اگر دو فرزندوں میں سے ایک فرزند نے اپنے باپ کے ثلث مال کی وصیت کا اقرار کیا بعد موت شترکہ کے تو اسکا اقرار اسکے حصے کی تہائی میں صحیح ہے
نہ اسکے نصف حصے میں اس واسطے کہ فرزند نے موصی لہ کے واسطے تمام ترکہ میں ثلث خالص کا اقرار کیا ہے اور ترکہ دونوں فرزندوں کے پاس ہے تو وہ مقرر ہوا
اس مال کی تہائی کا جو اسکے پاس ہے اور اس مال کی تہائی کا جو اسکے بھائی کے پاس ہے یعنی تو اسکا اقرار اسکے حق میں قبول ہے نہ اسکے بھائی کے حق میں بخلان
والا ورنہ ما بدین علی دیما حبث لیم کہ تقدم الدین علی المیراث بخلان اسکے کہ اگر ایک فرزند نے اقرار کیا دین کا اپنے باپ پر اس واسطے کہ اسکو تمام دین
دینا لازم ہوگا بسبب مقدم ہونے دین کے سیراف ہم تو مقرر مقرر سے تمام مقرر کہ لانا استیفاء دین اور اگر فاضل ہوگا تو مقرر کو چھوڑے گا اور وصیت کا

اقرار ایسا نہیں ہوا ایسے کہ موسیٰ اور دونوں کا شریک ہر تو موسیٰ نے کچھ بنا دے گا جس تک وارث کو دنانہ سے کذا فی التبع وہاں نہ قولت بعد موت
الموسیٰ ولد اوکلہما یخرجان من التثلیث فیما الموصی لہ اور اگر وصیت کی نوٹدی کی ہو وہ بیاجی موسیٰ کے مر جانے کے بعد اور نوٹدی اور اسکا بیٹا
موسیٰ کی نہائی مال سے لگتے ہیں تو وہ دونوں موسیٰ کے ہیں والا یخرجان بعد التثلیث منہما قائم منہ لان التبع ویراجع الالصل وقالا یاخذ منہما علی السواء اور اگر دونوں
تثلیث مال سے نہ لگیں تو موسیٰ نے نہائی لیکھا نوٹدی سے پھر کے دلہ ہے اسو سے کہ بایع فرحم نہیں ہوا اصل کا اور صاحبین نے کہا کہ دونوں سے برابر لیکھا م صورت
مسئلہ ہے ہر کہ ایک شخص کے ۴۰ درم اور ایک نوٹدی ۲۰۰ درم کی قیمت سوئے نوٹدی کی وصیت کی ایک عدد کے واسطے پھر وہ ایک جتنی ۲۰۰ درم کی قیمت کا
تو اب موسیٰ کا مال ۲۰۰ درم کا ہوا تو مال کی نہائی ۲۰۰ درم پھر تو اہم کے نزدیک موسیٰ نے کو پوری نوٹدی لیکھی اور نہائی کا اور صاحبین نے کے نزدیک ہر ایک سے
دو نہائی لیکھا اسواسطے کہ ایک وصیت میں بالتبع داخل ہر اور خارج نہ ہوگا وصیت سے سبب انفصال کے اور اہم کی دلیل ہے ہر کہ مال اصل ہر اور کا تابع اور
تابع اصل کا فرحم نہیں ہوا تو اگر دونوں میں وصیت نافذ ہو تو بعض اصل میں وصیت خاتم نہری اور یہ جائز نہیں ہر کذا فی الخطا دی غرہ اور اول فصل العسمة جری
الموسیٰ لہ غرہ بعد ما للموسیٰ لہ لاتنار علیہ وکنہ الو بعد القبول وقبل العسمة علی ما ذکرہ اللہ دی یہ حکم مذکور ہوخت ہر جبکہ نوٹدی قسمت ترکہ سے اور موسیٰ کے قبول
رہنے سے پہلے جتنی ہو تو اگر بعد قسمت اور بعد قبول کے جتنی ہو تو وہ ایک موسیٰ لہ کا ہر اسواسطے کہ مال کی بڑھوتی ہر اور اسی طرح ایک موسیٰ لہ کا ہر اگر قبول کے بعد
اور قسمت سے پہلے پیدا ہونا ہر اس قول کے وجود وحق نے ذکر کیا ہر ولوقبل موت الموصی علانہ اور اگر نوٹدی جتنی موسیٰ کی موت سے پہلے تو ایک دونوں کا ہر اسواسطے کہ وصیت
تحت میں داخل ہونا اور وصیت کی ملک پر باقی رہا کذا فی اہمالگیریہ والسبب کا ولہ فیما ذکر اور نوٹدی کی کمالی دلہ کے مانند ہر حکم مذکور میں

باب العشق فی المرحض

باب ہر بیمار کے آزاد کرنے میں ہم چونکہ اعتقاد فی المرض یعنی وصیت ہر اس واسطے کہ وہ تبرع ہو اس وقت میں جبکہ وارثوں کا حق تخلیق ہو گیا اند
اسکو کتاب الوصایا میں مذکور کیا لیکن اسکو تبرع وصیت سے منازع کیا اس واسطے کہ تبرع اصل ہر معتبر حال العقد فی تصرف منجر ہوا لہذا وجب
علم فی امکان حالت عقد کا اعتبار ہونا ہر تبرع منجر میں منجر وہ ہر جو اپنے علم کو فی امکان واجب کرے اور تصرف مضاف الی الموت تبرع منجر کے
مقابل ہر سوائے مذکور ہو گا فان کان فی الصحة فمن کل مالہ والا فمن ثلثتہ تو اگر تصرف منجر صحت کی حالت میں ہر تو اس کے تمام مال سے نافذ
ہو گا اور اگر مرض کی حالت میں ہو تو اس کی تہائی مال سے نافذ ہو گا د اطراد تصرف الہی ہر انشاء و ملوک فیہ معنی تبرع ہے ان الاقرار بالبدن سے المرض
یقصد من کل المال و نکاح فیہ نیز بقدر ضرر التمثیل من کل المال اور جو تصرف منجر کہ ثلث مال سے نافذ ہوتا ہے حالت مرض میں مراد اس سے وہ تصرف
ہو جو انشاء ہے اور ایمن تبرع کا معنی ہر تو مرض میں دین کا اقرار تمام مال سے نافذ ہے اور نکاح مرض میں بقدر ضرر ثلث کے نافذ ہے کل مال سے ہم
اقرار احتراز ہر انشاء سے اس واسطے کہ اقرار تصرف اخباری ہے نہ انشائی اور نکاح احتراز ہر معنی تبرع سے اس واسطے کہ نکاح تصرف انشائی ہے لیکن
ایمن تبرع نہیں ہے و المضافات اسے موت و ہر ما واجب علیہ بعد موتہ کانت حرب بعد موتی او ہذا الزید بعد موتی من الثلث وان کان
فی الصحة اور جو تصرف کہ ماعد کی موت کی طرف مضاف ہے وہ ثلث مال سے نافذ ہوتا ہے اگرچہ وہ صحت میں واقع ہوا ہو تصرف مضاف
اسے الموت وہ ہر جو اپنے علم کو بعد موت عاقد کے واجب کرے چنانچہ یوں کہنا اپنے غلام سے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہو یا بی بیہ زید کی ہر
میر میری موت کے بعد و مرض صحیح منہ کا لہجہ اور حبس یا داسی سے عاقد چٹکا ہو جاوے وہ صحت کے مانند ہر اس لیے کہ وارث اور غیر ہم کا عقد متعلق
نہیں ہوتا ہر مرض کے مال سے مگر اس کے مرض الموت میں اور چٹکا ہو جانے سے ظاہر ہو گیا کہ اسکا مرض جو تمام مرض الموت نہ تھا و المقعد و المفلوج و السلول
ذات اذن و لم یقعدہ فی الفراش کا صحیح معنی ہی تم مرض انشاء و سنتہ و فی المرض باعتبار المبیع بملوئہ قاعدہ اور جائیداد مفلوج اور سلول کا

مرض جب متداول اور مزمن ہو جائے اور اسکو بستر نہ ڈال دے تو وہ سدرت کے برابر ہو حکام شرعی میں کذا فی المجتبیٰ پر صاحب مجتبیٰ نے متداول
مرض کی حد بفریاد کی ہر کہ ایک سال ہو اور مرض معتبر کی حد وہ ہو جو مباح کر دے غار کو تھوڑے مرض معتبر یعنی جس مرض میں نفوذ تصرف انشاء کا ثلث
مال سے معتبر ہو کذا فی الخطاوی اعتقاد وہی محاباۃ و ہمتہ و وقفہ وضمانہ کل ذلک حکمہ حکم و صیتہ مرض کا اعتقاد و محاباۃ اور ہمتہ اور ہمتہ کا وقت
اور ضمان ہو تا اس ہر ایک کا وصیت کے حکم کے مانند ہم عقود مذکورہ وصیت نہیں ہیں بلکہ وصیت کے مشابہ ہیں اس واسطے کہ وصیت عبارت ہے از کباب
بعید الموت سے اور یہ تصرفات بجزین فی الحال لیکن چونکہ مرض میں واقع ہوئے تو در حکم وصیت ہو گئے حتیٰ ورنہ کے تعلق کی وجہ سے محاباۃ کی صورت یہ ہو
کہ سودرم کی چیز ۵۰ درم کو بیچے یا ۵۰ درم کی چیز سودرم کو خرید کرے تو قیمت ثلث سے زائد خرید میں اور قیمت ثلث سے ناقص بیع میں اسی کا نام محاباۃ ہے
کذا فی الخطاوی فقیر میں التمسک لما قدر ثانی الوقت ان وقت المرض الملبون محیط بطلان طلیفہ و لیر حلیہ تصرفات مذکورہ وصیت کے مانند ہوئے
تو ثلث مال سے معتبر ہوئے چنانچہ ہم نے اگے ذکر کیا ہے کہ کباب الوقت میں یہ کہ مرض میں بطلان طلیفہ کا وقت بطلان ہو تو اسکو یا دیکھنا چاہیے اور خرید اور
بیع کرنا چاہیے و نیز ہم صاحب الوصایا فی الضرب اور اہل دیار سے فرحت واقع ہوئی جو بصرہ میں یعنی عبد شمس اور محابی اور مویوب لہ اور
قیم اور مضمون لہ مرض میں کئی صاحب دیار کے ساتھ تو اگر ثلث مال سے واسطے کفایت ہو گیا تو مالہ اور درجہ حصہ و بدلہ کے اور قیمت میں ہر ایک حصہ
مستبر ہو گا فرحت کا مطلب یہی ہے کہ کلاہ کذا فی الخطاوی و لم یسع العبد ان لا یخیر فقہ لان المنع حکمہ بقطب الاجازۃ اور غلام سنی نرس کا اپنے متلا میں
اگر اس کے علق کی اجازت ہو گئی دارون کی طرف سے اس واسطے کہ منع قیق تھا دارون کے حق کے سبب سے تو وہ ساقط ہو جاوے گا اس کی اجازت سے فانی
حالی فرخ و ضاق ثلث عنہما فقی اسے الاجازۃ حتیٰ پھر اگر مرض نے محاباۃ کی پھر غلام کو آزاد کیا اور اس کا ثلث مال محاباۃ اور علق سے تنگی کرنا ہو
یعنی تنگی میں دونوں تصرف کی گنجائش نہیں ہے تو وہ یعنی محاباۃ مقدم ہے علق پر صورت اس کی یہ ہے کہ ۲۰۰ درم کی قیمت کا غلام ایک سودرم کو
سیا پھر اس غلام کو جس کی قیمت سودرم ہو آزاد کیا اور مرض کا کچھ مال نہیں ہو اسے ان دو غلاموں کے تو ثلث مل یعنی سودرم محاباۃ میں صرف ہوئے
کذا فی الدرر و بعکسہ بان حرر غلامی استویا اور ادل صورت کے بالعکس یعنی اولیٰ علق کیا پھر محاباۃ کی تو دونوں برابر ہیں ہم صورت اس کی یہ ہے کہ
جس غلام کی قیمت سودرم ہو آزاد کیا پھر وہ غلام جس کی قیمت دو سودرم ہو سودرم کو بچا تو ثلث مال یعنی سودرم کی تقسیم دونوں میں نصف نصف ہو گئی تو
عبد معتق نصف مفت آزاد ہو گا اور نصف قیمت میں سی کرے گا اور صاحب محاباۃ دوسرے غلام کو ۵۰ درم دے کر خرید کرے گا کذا فی الدرر و قال
حقہ اولیٰ فیما اور صاحبین نے کہا کہ غلام کا آزاد ہونا دونوں صورتوں میں مقدم ہے و وصیتہ بان یثقی عنہ بہذا المائۃ عبد لا یخذ الوصیتہ لقی
ان ملک درہم لان لہ قریۃ تفاوت قیمتہ عبد اور مرض کی وصیت اس طرح ہے کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کیا جاوے ان سودرموں سے
خرید کرے تو وصیت نافذ نہ ہوگی باقی درہم سے اگر ایک درم بھی سودرموں سے تلف ہووے اس واسطے کہ تقرب الی ہست متفاوت ہو جا تا ہر قیمت جس کے
تفاوت سے بخلاف کچھ بخلاف جس کی وصیت کے یعنی اگر وصیت کی کہ اس قدر درہموں سے میری طرف سے حج کیا جائے پھر ان درہموں سے ایک درم یا
زیادہ تلف ہو گئے تو وصیت قائم ہو باطل نہیں و قال لا سوار اور صاحبین نے کہا کہ علق اور حج کی دونوں وصیتیں صحیح ہیں کوئی باطل نہیں و تامل
الوصیتہ یعقوب عبدہ بان اوصی بان یثقی الوترۃ عبدہ بعد موتہ ان حتیٰ بعد موتہ فرفع بالجناۃ لکما لویع بعد موتہ بالبدین اور باطل ہوتی ہے وصیت
اپنے غلام کے آزادی کی یعنی یون وصیت کی کہ وارث اس کے غلام کو اس کے مرنے کے بعد آزاد کرے تو وصیت باطل ہوگی اگر غلام سے بعد موت موصی کے
جنایت واقع ہوئی سو غلام جنایت میں پایا چنانچہ اس صورت میں وصیت باطل ہوتی ہے اگر وہ بچا گیا موت کے بعد موصی کے دین میں ہم جب
بطلان یہ ہے کہ ولی جنایت کا حق مقدم ہے موصی اور موصی کے حق پر اور اسی طرح وارث کا حق مقدم ہے و ان لہری الوترۃ عبد لا یبطل

وکان اخذ اونی ہوا بم باس ترجمہ اور اگر در ثلثوں نے غلام کا فدیہ دیا تو وصیت باطل ہوگی اور یہ فدیہ دینا در ثلثوں کے ذاتی مال میں ہوگا ان کے انصرام کے سبب سے یعنی انھوں نے اپنے اہل خود غلام کو لیا تو وہ تبرع فدیہ ہے ولوا وھی ثلثہ اسی ثلث مال لیکر ترک عبد آخر میں من اور ثلث دہان است حق ہذا عبد فادعی بکر عتقہ فی الصعۃ لیسفد من کل المال وادعی البورث عتقہ فی المرض لیسفد من ثلث و یقیم علی کفر بالقول الواضح معہین لانی لیکر استحقاق کر اور اگر وصیت کی اپنے ہمائی مال کی بکر کے واسطے اور موسیٰ نے ایک غلام چھوڑا سو اگر کیا وارث اور بکر ہر ایک شخص کے حصہ سے اس غلام کو آزاد کیا ہے بکر نے دعویٰ کیا اسکی آزادی کا موسیٰ کی وصیت میں ماکہ آزادی تمام مال سے نافذ ہوا اور وارث نے اسکی آزادی کا دعویٰ کیا مرض موسیٰ میں تاکہ حق نافذ ہو ثلث مال سے اور مقدم ہو بکر پر یعنی اس واسطے کہ مرض کا حق اگرچہ وصیت پر مگر ثلث مال کی وصیت پر مقدم ہو کہ زنی اور تو وارث کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہے ایسے کہ وارث استحقاق بکر کا منکر ہے اور قول معتبر ہونا ہے منکر کا قسم کے ساتھ دلائل کی زید کذا فی نسخ المصنوع و بشرح قلت صوابہ بلکہ لانه المنکر و الاغایۃ الامران التوم شلوا لریہ فیرہ المصنف اولاد سیتہ بانبا و ہمد علم اور زید کے واسطے بکر نہیں اسی طرح متن اور شرح کے نسخہ میں لاشی زید مرقوم ہے میں کتابوں یون کنا عیسا ہے ولا شکر بلکہ یعنی بکر کے واسطے بکر نہیں اس واسطے کہ اس مسئلہ میں لاشی بکر کا اول مذکور ہے غایۃ الامر ہے کہ قوم نے یعنی فقہوں نے اس مسئلہ میں زید کی تخیل دی ہے سو مصنف نے اولاً تخیل کو بطلان اور آخر میں تفسیر کو قبول کیا و ہمد علم الا ان فیفضل من ثلثہ شی من ہیمۃ عبد لیرہ کہ موسیٰ کے ثلث مال سے بکر فاضل ہے غلام کی قیمت سے تو فاضل مال کر بکر کے غلام شلث مال سوم ہے اور غلام کی قیمت ۸۰ درم ہے تو ۲۰ درم بکر کو ملینگے اور تقوم حجتہ علی وجوہ فان الموسیٰ لا یصح لای قیمت حد و کذا عبد یا کو اہی کی حجت قائم ہو بکر کے اس وجہ سے کہ اعتناق صحت میں تھا اس واسطے کہ بکر موسیٰ نے دعویٰ کر کے نہ وہ اپنے حق کا قیمت ہے اور بکر کا طرح غلام بھی مدعی ہے ولوا وھی رجل وینا علی البیت وادعی العبد عتقا فی الصعۃ ولا مال لہ غیرہ فصد قما الوارث یسعی فی قیمتہ ویدفع الی الترمیم وقال عتق ولا یسعی فی تہے اور اگر دعویٰ کیا ایک مرد نے دین کا بیت پر اور غلام نے عتق کا دعویٰ کیا صحت میں اور حالانکہ بیت کا بکر مال نہیں ہے سو اسے اس غلام کے سودار نے دونوں مدعیوں کی تصدیق کی تو غلام ہی کرے اپنی قیمت کے ادا کرنے میں اور وہ قیمت صاحب دین کو دی جائے اور صاحبین نے کہا کہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور کوشش قیمت میں کرے گا م صاحبین کی دلیل ہے کہ دین و عتق ساتھ ہی ظاہر ہووے وارث کی تصدیق سے ایک کلام میں تو گویا ساتھ ہی واقع ہووے اور صحت کا عتق موجب سعایت کا نہیں امام کی دلیل ہے کہ دین کا اقرار قوی تر ہے حق سے والذہ نجس احوال کل مال سے معتبر ہے اور اقوی مدفع نہیں دینی سے اور اسکا مقتضی یہ ہے کہ اصل عتق باطل ہوتا لیکن وہ بعد اذ قوی عتق کا تحمل نہیں تو اسکا مقتضی منقض کیا ايجاب سعایت سے کذا فی الذلہ لہم خفا علی ہذا اختلاف لورک انبا دلت در ہم فادعا مارجل دینا دخر دیتہ وصد قما لابن خالفت بیننا نصفان منہ وقال ابو دیتہ اقرہ اور بنا بر خلاف مذکور کے اگر بیت نے ایک بیٹا اور ہزار درم چھوڑے سو ان درہم کے دین ہونے کا ایک مرد نے دعویٰ کیا اور دوسرے نے انکی ودیعت ہونے کا دعویٰ کیا اور بیت کے خزنہ نے دونوں کی تصدیق کی تو ہزار درم دونوں مدعیوں میں نصفان صحت میں امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ ودیعت قوی تر ہے دین سے ہم اس مسئلہ میں اولیت میں خلاف ہے بر خلاف مسئلہ سابقہ کے تو علی ہذا اختلاف کنا شارح کا بلا وجہ ہے کذا فی الخطا دی قلت وکس نے الحدایۃ فقال عندہ ابو دیتہ اقوی وعندہما سو اور الاصح ما ذکرنا لکمانے البکانی وکمانہ فی الشربلا لید لطف حفظ میں کتابوں اور ہر ایہ میں اس کے بالعکس کہا ہے سو یوں کہا ہے کہ امام کے نزدیک ودیعت قوی تر ہے اور صاحبین ۷ کے نزدیک دین اور ودیعت برابر ہے اور صحیح تر وہ قول ہے جو ہم نے ذکر کیا چنانچہ کافی میں ہے اور اسکا پورا بیان شربلا لید میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے شربلا لید میں یوں ہے کہ صاحب ہر ایہ سے پہلے بزرگوں نے خلاف امام اور صاحبین کا بالعکس نقل کیا ہے کذا فی الخطا دی

اور قول صاحبین کا احسان ہر مثنیٰ قویٰ سچ ہے کہ انی شریح المسلمین کما لے کہا اور وہ یعنی صاحبین کا قویٰ مؤید میں قرآنی ہے اور تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے
نجات دی لوط اور اُنکے اہل کو سوائے اُنکی عورت کے انہی قوم میں کہتا ہوں اور جواب اس مسئلہ اہل کا نام کی طرف سے بڑی کتابوں میں مذکور ہے کہ استہلال مذکور کا
جواب یہ ہے کہ قرنیہ عوم کا وہاں موجود ہر مثنیٰ استہنا اور اہل کی دلیل یہ ہے کہ لفظ اہل کا حقیقت ہر درجہ کے واسطے بدیل نعوس و عورت خالی تعالیٰ و سار باہر اہل
الاجلہ اکثر اہل بیت و قوم اہل طبرہ کذا و اطلاق متصرف ہونا ہر حقیقت شعلہ کی طرف کذا فی الخطا دی مختصراً و اہل بیت و قبیلہ الہی سب ایسا و حقیقت
یہ دخل فیہ کل من سبب الیہم قبل ابائہ الی انہی اب لہ فی الاسلام سوی الاب القسی لانہ منصات الیہم تانی عن الکرمانی اور آدمی کی آل عبارت
ہیں اُنکے اہل بیت اور اُنکے اہل قبیلہ جس کی طرف وہ منسوب ہوتا ہے اور ہر وقت میں یعنی جبکہ اُن سے اہل بیت اور قبیلہ مراد ہو تو آل میں داخل ہے ہر ایک وہ
شخص جو موصی کی طرف منسوب ہو اُنکے باپ دادا کی جانب سے اسلام میں اُنکے پیسے کے باپ تک پدر قصے کے سوا اسے کہ پدر یعنی منصات ایہ
یعنی اور وصیت نہیں مگر منصات کے واسطے کذا فی التسمیاتی عن الکرمانی ہم پدر قصی اسلام میں متلا علی یا عباس رضی اللہ عنہما تو اگر علوی نے وصیت کی
اپنی آل کے واسطے تو انہیں داخل ہے جو علی رضی کی طرف منسوب ہو نسب آبائی کی جانب سے نہ وہ شخص جسکا ناماں ہی سادات میں الا قرب والا بعد
والذکر والاشی واسلم والکافر والصغیر والکبیر فیہ سوا ذریب راو بعد تراور اور عورت اور مسلمان اور کافر اور صغیر و کبیر آل میں سب برابر ہیں
ویر دخل فیہ یعنی و الفقیر ان کا تو لاکھوں کمائی اختیار اور آل میں غنی اور فقیر داخل ہیں اگر وہ منصوص نہ ہو کذا فی الاضیام عبارت اختیار کی یون
ہر دو ان کا تو لاکھوں کذا فی الخطا دی من الہی یعنی آل غنی اور فقیر سب داخل ہیں اگرچہ وہ لوگ غیر منصوص ہوں اور یہی حق ہے سہو کا یہ ہے اور ساف
ہو گیا ویر دخل فیہ ابوہ و جدہ و ذریبہ کما فی شریح المسلمین یعنی اذ کا تو لاکھوں اور آل میں داخل ہے موصی کا باپ اور دادا اور اُنکا بیٹا اور اُنکی زوجہ
کذا فی شریح المسلمین یعنی جبکہ وہ اُنکے وارث نہ ہوں ہم عدم ہر وارث کی قید اس واسطے کمائی کہ وصیت نافذ ہوئی ہے غیر وارث کے حق میں و لا یر دخل فیہ اولاد
البنات و اولاد الاخوات و لا اخ من قرابہ امر لان الاولیٰ سب لایہ الا لاسلام و موصی کی آل میں داخل نہیں اُنکی بیٹیوں کی اولاد اور نہ اُنکی بیٹیوں کی اولاد
اور نہ کوئی وہ شخص جو اُنکی ماں کا قرب دار ہے اس واسطے کہ بیٹا باپ کے نسب میں داخل ہوتا ہے نہ ماں کے نسب میں و حسبہ اہل بیت ایہ لان البنات
تبعن بابیہ لایہ اور موصی کی جنس اُنکے باپ کے اہل بیت ہیں اس واسطے کہ انسان تہاں ہر ماں اپنے باپ کا نہ اپنی ماں کا م غایہ الہیان میں کہ تہاں
عبارت ہر نسب سے اور سب معتبر ہے باپ کی طرف سے و کذا اہل بیت و اہل نسب کا وہ حسبہ محکمہ مکہ اور اسی طرح موصی کے اہل بیت اور اُنکے اہل نسب
اور اُنکی آل اور اُنکی جنس کی مانند ہیں تو اہل بیت اور اہل نسب کا حکم آل اور جنس کے مانند ہے ولو اخرجت المرأة بکھنہا و لا اہل بیتہا لایر دخل
ولد لہا سے ولد المرأة لایہ سب الی ایہ لایہا اور اگر عورت نے اپنی جنس یا اپنے اہل بیت کے واسطے وصیت کی تو اُس عورت کا بیٹا وصیت میں
داخل نہیں اس واسطے کہ بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نہ ماں کی طرف الا ان کیون ابوہ اسے اولاد میں قوم ایہا ٹھیندہ یر دخل لانہ من جنسہا
درود کافی وغیرہا قلت و مفادہ ان اشرف من الام فقط غیر معتبر کمائی اور خدا دی ابن نجیم اپنی شیعہ اہل علم کہ فرماتے ہیں کہ یہ باپ اُس فرزند
کا اس عورت موصیہ کے باپ کی قوم سے ہو تو اُس وقت میں اُس عورت کا بیٹا بھی وصیت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ اُسکا ہم جنس اور ہم نسب ہے
کذا فی الدرر الدکافی وغیرہا میں کہتا ہوں تو اس تقریر سے یہ مفادہ کہ شرف یعنی سیادت فقط ماں کی طرف سے غیر معتبر ہے ضابطہ فتاویٰ ابن نجیم
کے اور خیرین مذکور ہیں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے ہمارے استاد ذخیر الدین رلی نے ماں بہ البتہ ہے کہ سیدہ کے فرزند کو فی الجملہ حریت اور بزرگی ہے اگر
جسکی ماں سیدہ نہیں لاقاۃ بالصفۃ الماشیۃ کذا فی الخطا دی ہم فتاویٰ عالمگیری میں بدائع سے منقول ہے کہ حسب اور نسب مخصوص یہ پدر
ہے نہ مادر جسکی ماں سیدہ ہو اور باپ سید نہ ہو تو اُسکو زکوٰۃ کا مال لینا حرم نہیں اور وہ ہاشمیہ کا کفو اور ہر مثنیٰ اور اگر وہ مال نہیں جو سادات

نفت ہوا انصاف واقف اور یہ حدیث ہے کہ اگر کل نسب ابن زشی فہو لایہ الاماکان بن فاطمہ فانی نو اس میں اگرچہ عورت کا نسب مستبر ہو تو بھی مستبر
 سے ہے چنانچہ لفظ حدیث مستبر سے کہی آئی کہ فی الخطای وان اوصی لا قاریہ اولدی قرابتہ کذا السنح قلت صوابہ لذوی اولاد حاتمہ
 اولادنا سبہ فی الما قرب فالاقرب بن کل ذی رحم محرم منہ اور اگر وصیت کی اپنے اقارب کے واسطے یا اپنے قربت والوں کے واسطے یا اپنے
 ذوی الارحام یا اپنے اہل انساب کے واسطے تو یہ وصیت ہر قرب ترک کے واسطے ہر ایک کے بعد جو اور قرب تر ہو موصی کے ہر قربت دار محرم سے خارج
 ہے کہ اس کے سون میں اسی طرح لذی قرابتہ مرقوم میں کہتا ہوں لذوی قرابتہ یعنی جمع محکم ہر محرم لذی قرابتہ مفرد ہے اور یہ مسئلہ مفروض بعض صحیح
 ہے لہذا شارح نے صیغہ صحیح کو صواب کہا اور ترجمہ نے اسی وجہ سے صیغہ صحیح کا ترجمہ کیا ولایدخل الوالد ان قبل بن قال للوالد قربا فہو ساقی
 والوالد ولومنونین بغير ادق کما یفیدہ عموم قولہ الورث اور اقارب کی وصیت مذکورہ میں مان باب اور بیٹا اور وارث موصی کا داخل نہیں اگرچہ
 والد بن اور فرزند ممنوع المیراث ہوں کی سبب کفر یا مملوکی کے چنانچہ عموم وارث سے یہ ثابت ہوتا ہے بعضوں نے کہا کہ جو فرزند اپنے باپ کو قرب
 کے وہ ماوراء بن رحم ذنبہ ماوراء بن کی ہے کہ اہل لغت کے عرف میں قرب اسکو کہتے ہیں جو میرے قرب کرے اور شخص کے واسطے سے اور قرب والد کا ولد
 سے بنفسہ ہر لا بغیرہ کذا فی الذمعی والابجد وولد الولد فیہ دخل فی ظاہر الردیہ دلیل لا اختارہ فی الاقتیار اور داد اور دونو ما تو اقارب کی وصیت
 میں داخل ہیں ظاہر الردیہ میں اور بعضوں نے کہا داخل نہیں اور اسی کو پسند کیا ہے اختیار شرح مختار میں ہم فتاوی عالمگیری میں بدرجہ سے نقل کیا کہ
 عدم دخول کا قول صحیح ہے کیونکہ لاشئین فصاعد ابغنی اقل الجمع فی الوصیۃ آسان کمائی المیراث اور اقارب کی وصیت مذکورہ دو شخصوں اور
 زیادہ کے واسطے ہوگی یعنی اس لیے کہ وصیت میں میراث کے مانند اقل جمع دو ہیں ہم امام نے اس وصیت میں چار شخصوں کو اعتبار کیا ہے اول
 یہ کہ سنہ دو شخص بن یا زیادہ دوسری یہ کہ موصی کا قربت دار ہو تیسری یہ کہ اقرب فالاقرب مستبر ہے اور بعد محجوب ہے اقرب کے وجود سے مانسہ
 میراث کے چوتھی یہ کہ موصی کا وارث نہ ہو اور عورت اور مرد میں برابرین کذا فی العالمگیریہ فان کان لہ للموصی عخان وخالان فی حصیہ کالارث
 وقالا لا باعا تو اگر وصیت اقارب میں موصی کے دو چار اور دو مامون ہوں تو وصیت اسکی دونوں چچاؤں کے واسطے میراث کے مانند ہے اور صاحبین نے
 کہا چار حصے ہونگے دو حصے چچاؤں کے واسطے اور دو حصے مامون کے واسطے شارح نے قبیل میراث سے اسکا اشارہ کیا کہ تساوی وسانا کے وقت
 جہت اقوی مستبر ہے تو چچا مقدم ہونگے مامون پر کذا فی الخطادی ولولہ عم وخالان کان لہ نصف ولہما النصف وقالا لا تلاما اور اگر موصی کا
 ایک چچا اور دو مامون ہوں تو چچا کے واسطے نصف مال ہے وصیت کا اور دونوں مامون کے واسطے نصف باقی ہے اور صاحبین نے کہا تین تھا و
 مال ہوگا یعنی ہر ایک کو تہائی ملے گا برابر ولوعم واحد لا غیر فہ نصفما ولیر نصف الآخر فی الورثۃ لعدم من یجوزہ اور اگر موصی کا ایک چچا ہو نہ اور
 کوئی تو اس کے واسطے نصف وصیت ہے اور نصف مائی اور اس کے وارثوں کو دوا جائے کیونکہ اسکا کوئی مستحق نہیں ولوعم وعمتہ آتو یا کستوا فرہما اور اگر
 موصی کا ایک چچا اور ایک عم ہو تو وہ دونوں برابرین ہوا سٹے کہ دونوں قربت یکساں برابر ہے ولو انعم لہم بطلت خلا فاما اور اگر موصی کا کوئی
 محرم نہ ہو تو اقارب کی وصیت باطل ہوگی بخلاف صاحبین کے کہ صاحبین کے نزدیک اگر محرم نہ ہو گئے تو غیر محرم کی وارث وصیت صرف ہوگی اس لیے
 کہ ان کے نزدیک اقارب میں داد مال اور ان مال کے سبب رشتہ دار داخل ہیں کذا فی الخطادی ولولہ فلان فی الذکر والای سوا لان اسم الولد ہم الملک
 حتی یمل اور اگر وصیت کی خلا نے شخص کے دل کے واسطے تو یہ وصیت مرد اور عورت کے واسطے برابر ہے اسوا سٹے کہ دل کا اسم مرد اور عورت دونوں کو
 شامل ہے یہاں تک کہ بیٹ کے بچے کو بھی شامل ہے ولایدخل دلہا بن مع دلہا صلب اور داخل ہوگا بونا فرزند صلی کے ساتھ فلولہ نبات لصلیۃ بنو ابن
 فی النبات عملا بحقیقۃ اور اگر خلا نے شخص کے صلی بیٹیاں اور پوتے ہوں تو وصیت بیٹیوں کے واسطے ہر حقیقت میں عمل کرنے کی راہ سے

[illegible]

ابو یوسف کے نزدیک یہ ہے کہ اعتقاد ہو سکے بغیر دونوں گنہگار نہ ہوں گے اور محکمہ کے آدھ گنہگار نہ ہوں گے۔ اس سے زیادہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ حکم کی اس پر نفوذ ہے اور
محمد کا قول آسان تر ہے کہ زانی قادی قاضی خان و لافقہ انہم یعنی الوسی من شاد منہم شرح انکلیۃ تغذرتہا ایک جینہ فقیر اور بہ القریۃ اور اگر یم وغیرہ غیر مختص ہوں
تو وصیت کا مال ان کے محتاجوں کو دیا جائے وصی کو اختیار ہے ان میں سے جو کو چاہے دے بکذا فی شرح انکلیۃ بسبب تغذرتہ ہونے تکلیف کے اس وقت میں
تو اس سے فرات مراد ہوگی ہم درمیں ہر اس واسطے کہ وصیت سے مقصود قربت ہے اور قربت ہوتی ہے دفع احتیاج اور اگر سنگی میں اور یم اور نابینا اور لنگ کے
اسما محتاجی پر دلالت کرتے ہیں تو محتاجین پر عمل کرنا جائز ہو گا کذا فی لفظ لای و فی فی فلان شخص مذکور ہے دو غنیاد اور اگر وصیت کی تھی فلان میں تھی
فلان کے فرزندوں میں تو یہ ان کے مردوں کے ساتھ مخصوص ہے اگرچہ مردانہ ہوں الا ان کان فلان عیالہ عن اسم قبیلۃ او اسم فخذ قبیلۃ اول الا ان
لان المراد جینہ مجرد انساب کما فی فی آدم لکہ جبکہ فلان عبارت ہو قبیلہ کے نام سے یا فخذ کے نام سے تو فی فلان کا لفظ غور توں کو بھی شامل ہو گا اس واسطے
کہ اس وقت میں فقط انساب مراد ہے کہ نبی آدم کے نفیسین عزیزین بھی داخل ہیں جبکہ فی فلان کے واسطے وصیت کی تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ فلان
باب ہو قبیلہ کا یعنی جماعت کثیرہ کا چنانچہ یم نبی کا اور اسد نبی اسد کا یا کہ فلان یہ خاص ہے جماعت کثیرہ کا پدر نہیں تو معلوم کرنا چاہیے کہ عشا ر کی
اسامی سے پہلا نام شعبہ فتح نشین ہے پھر قبیلہ پھر عمارہ پھر تین پھر فخذ پھر قبیلہ تو سفر توش کا شعبہ ہے اور کتاہ قبیلہ اور تیش عمارہ اور قصی بطن اور نام
فخذ اور عباس قبیلہ کذا فی اہل المکرمہ مختصر و کذا فی لفظ فیہ ایضا مولیٰ القتاۃ و مولیٰ الموالاة و علفا انہم یعنی و ہم یحییون والا فالوصیۃ باطلۃ اور اسی
واسطے یعنی جبکہ فلان عبارت ہو جماعت کثیرہ سے تو ان میں مولا سے خاقت اور مولا سے مولات اور اس جماعت کے ہم قسم لوگ بھی تھے فلان میں داخل ہو گا
وین یعنی جب کہ وہ لوگ متعین اور مختص ہوں اور اگر غیر مختص ہوں تو وصیت باطل ہے و الاصل ان الوصیۃ مستی دعوت باسم نبی عن کما جہ کا تمام نبی فلان شخص کو
کہ یحییو اعلیٰ ما و لو تو عمارہ تعالیٰ وہ معلوم و مکان لاینبی عن کما جہ فلان حصہ وصیت کی جملہ ایکسا والا بطلت و کما فی فی اختیار اور اسل مذکورہ میں قاعدہ کلیہ
ہے کہ جب وصیت واقع ہوئی ایسے لفظ سے جو خبر ہے حاجت سے چنانچہ نبی فلان کے یم تو وصیت صحیح ہے اگرچہ وہ لوگ غیر مختص ہوں بنا بر تقرر گشتہ یعنی اس
حالت میں متعلق اور سکین مراد ہونے کے سبب واقع ہونے وصیت کے خدا تعالیٰ کے واسطے اور وہ معلوم ہے اور اگر لفظ وصیت کا احتیاج پر دلالت نہیں کرتا تو
اگر وہ یم مختص ہیں تو وصیت صحیح ہے اور اب وصیت تکلیف قرار دیا ہوگی اور اگر وہ لوگ غیر مختص ہیں تو وصیت باطل ہے اور اسکا پورا بیان اختیار شرح مختار میں ہے
اور صی من کہ معقولون و معقولون و لای علیہ طبلت لان لفظ مشترک و لا عموم کہ عندنا ولا قرینہ تدلی علی احد ہما جسکے آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ دونوں
موجود ہیں اسے وصیت کی اپنے مولا کے واسطے تو وصیت باطل ہے اس واسطے کہ مولیٰ لفظ مشترک ہے اور مشترک کے واسطے عموم ثابت نہیں ہم خفیوں کے نزدیک
اور کوئی قرینہ قائم نہیں جو ایک معنی پر دلالت کرنا ہم مولیٰ کا لفظ آزاد کنندہ اور آزاد کردہ دونوں کو شامل ہے یا بقیافت کے تو لفظ مشترک ٹھہرا اور مشترک کے
سب معانی مراد لیا ہمارے نزدیک درست نہیں اور کوئی قرینہ نہیں کہ مولا سے آزاد کنندہ مراد ہیں یا آزاد کردہ لہذا وصیت مذکورہ باطل ٹھہری و لا فرق فی ذلک
عند عامۃ اصحابنا بین نفی و اثبات اور ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک و خاقت خمس لائتہ و صاحب امدادیۃ انیم اور افع فی خیر نفی اور خمس لائتہ اور صاحب ہدایہ نے یہ اختیار
لفظ عموم کا مفید نہیں ہے چہرہ حقیقہ کے نزدیک و خاقت خمس لائتہ و صاحب امدادیۃ انیم اور افع فی خیر نفی اور خمس لائتہ اور صاحب ہدایہ نے یہ اختیار
کیا ہے کہ مشترک عام ہوتا ہے جبکہ نفی کی تحت میں واقع ہوں صاحب در نے صاحب ہدایہ کے قول کو پسند کیا ہے اس دلیل سے کہ نفی مشترک میں تافی نہیں
اور باقی علمائے اسکا جواب دیا ہے چنانچہ قول آئندہ میں معلوم ہو گا و جینہ بقولہم لوطف لایک مولیٰ فلان یم الا علی و الاصل لا لوقوعہ ولی نفی بل لان
اکمال علی لیمین بعضہ و بعضہ مختلف عنایہ و اقرا مصنف اور اس وقت میں یعنی جبکہ معلوم ہو کہ مجبور کے نزدیک کچھ فرق نہیں با بین نفی اور اثبات کے
مردم جو مجموعہ مشترک میں تو فقہا کا یہ قول کہ اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرے گا فلا نے شخص کے مولا سے تو لفظ مولا کا عام ہے مولا سے علی یعنی آزاد کنندہ

اور مولاے اسفل یعنی آزاد کردہ کو نہ اسوجہ سے کہ عموم حاصل ہو اور مشترک واقع ہوئے نفی میں بلکہ اسوجہ سے کہ قسم کمانے پر فلا نے شخص کا بعض اجابت
 ہو اور بعض غیر مختلف ہو مابین الاعلیٰ والا اسفل کذا فی انشایہ اور مصنف نے اسکو ثابت رکھا جو اپنی شرح میں خمس الاما اور صاحب ہدایہ کے نزدیک
 قسم مذکور میں عموم مشترک کا قرینہ نفی ہو اور علی کے نزدیک ملت عموم بعض جو نفی الاما اور عینہ ای لای الا کلا قبل مرتبہ ختمند صبیح لزو الی المانع کہ جو کہ
 موالی کی وصیت میں موصی تعیین کر دے مولاے علی کی یا اسفل کی اپنی موت سے پہلے توبہ وصیت باطل نہ تھوے کی صحیح ہو جاوے کی زوال مانع کے
 سبب سے یعنی مانع صحت عدم تعیین موصی سو اب زائل ہو گئی ایک بیان سے ویدخل فیہ ای اڑائی میں شتمہ فی صحیحہ ومرضہ اور موالی میں داخل ہر وہ غلام
 جسکو مونس نے آزاد کیا اپنی صحت اور بیماری میں ولا یدخل فیہ مدبر وہ و اہمات اولادہ و عن ابی یوسف یدخلون اور موالی میں داخل نہیں موصی کے غلام
 مدبر اور اہمات اولادہ اور ابی یوسف کے ایک روایت یہ ہے کہ وہ بھی داخل ہیں مدخل کی ملت یہ ہے کہ مدبر اور دم ولد آزاد ہوتے ہیں مالک کی موت کے
 بعد اور وصیت منصات ہوتی ہے موت کی حالت کی طرف تو قبل از موت تحقیق اسم کا ضرور ہے کہ انی الدار و موصی طبقت مالہ الی الفقہاء و دخل فیہا میں
 یدخلون نظر فی المسائل الشرعیۃ وان علم کث مسائل مع اولئہا کذا فی القیئہ اپنے تہائی مال کی وصیت کی فقہوں کے واسطے تو قیئہوں میں دوسرے داخل
 ہو گا جو غیر دقیق اور فکر عمیق رکھتا ہو مسائل شرعیہ میں اگرچہ ہیں ہی سکون کو ان کے دلائل کے ساتھ جاتا ہو کذا فی القیئہ یعنی بدون علم دلائل کے قیئہ میں قابل
 حتی قبل من حفظ النواہین مسائل لم یدخل تحت الوصیۃ صاحب قیئہ نے کہا بیان تک کہ بعض قیئہوں نے کہا کہ جو شخص ہزاروں سکے یا درکھتا ہو یعنی بدون
 دلائل کے وہ فقہاء کے تحت وصیت میں داخل ہو گا م قیئہ جو صرف نے کہا کہ ہمارے نزدیک قیئہ جو فقہ دانی میں قیئہ قرینہ کو سوج لیا ہو اور تفسیق یعنی جو مسائل جانتا ہو
 بدون دلائل کے وہ قیئہ نہیں ہے اور اسکو وصیت مذکورہ میں حصہ نہیں کہ انی لخطادی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اس زمانے کے عالموں پر قیئہ کا طلاق کیا ہے
 الاما شامہد تو علما مسائل دان تفسیق میں قیئہ نہیں اوصی بابا طین قبرہ او فیہرب علیہ قیئہ ہی باطلہ کہانی انجانیہ و غیر ما قد منہا جن اسرہیہ و غیر ما
 وصیت کی کہ مٹی لگائی جائے اسکی قبر پر یا اسکی قبر قریب یا گنبد بنایا جائے تو وصیت باطل ہے چنانچہ فتاویٰ تائید خان و غیرہ میں ہر اور یہ مسئلہ ہم راہیہ غیر سے کہ
 مذکور کر چکے ہیں لیکن قد منہا فی البراہیۃ انہ لا یکرہ طین فقہوری چنانچہ قیئہ یعنی ان کیوں بقول بطلان الوصیۃ بالتطین ہنیاء علی بقول بالکراۃ لا مانعہ و
 بالکراۃ فاما المصنف لیکن ہم راہیہ سے کتاب البراہیۃ میں مذکور کر چکے ہیں کہ قبر میں پرٹی لگانا قول بخمار میں کر وہ نہیں ہے تو لائق ہے کہ مٹی لگانے کی
 وصیت کا باطل ہونا کہ مٹے کے قول پر مٹی ہر اس واسطے کہ اسوقت وصیت ہر کر وہ کی اور حالانکہ وہ جائز نہیں بلکہ اسکا مصنف نے اپنی شرح میں ہم راہیہ
 ہر فقط مٹی لگانے پر در گنبد بنانے کا تقریب نہیں کیا تو وہ بالاتفاق کر وہ ہر قلت و کذا یعنی ان کیوں بقول بطلان الوصیۃ بقول عند قبرہ بنار علی بقول بالکراۃ
 اقرہ علی بقولہ و اسد جواز الا جازۃ علی اطاعات اما علی مستی بہن جوازہا فیستغنی جوازہا اسلطانا و عامہ فی خوشی الانشاء من الوقت میں کہتا ہوں اور ہی طرح یہ
 لائق ہے کہ بطلان وصیت کا قول اس شخص کے واسطے ہے جو قرآن شریف پڑھے موصی کے قبر کے پاس بنا بقول کر بہت قرۃ کے قبور پر یا وجہ سے کہ طاعات پر بار بار جائز
 نہیں لیکن بنا بقول مٹی کے کہ قرۃ علی قبور اور بار بار دونوں جائز ہیں تو دونوں کا جائز ہونا سزاوار اور لائق بدل ہر عطفای یعنی خواہ عدم جواز کی علت قرۃ
 علی قبور ہو یا عدم جواز بار بار علی طاعات جواز اسکا یو بیان خوشی شہا میں ہر کتاب الوقت سے دحر فی توبہ لہما کر تہ عین مکان الذی مینہ الوقت
 لقرۃ القرآن و التذکرۃ فی العلم یا تشریہ لائق التشریط لہما فی شرح المنظرہ موجب اتباع شرط الوقت و بالباشرۃ فی غیر مکان الذی مینہ الوقت بغیر غرضہ
 من حیث ان ملک البقعة قال و حقیقۃ فی الدلۃ البقعة فی مسئلۃ استحقاق الحاکمۃ و توبہ لہما کر تہ عین مکان الذی مینہ الوقت یا تشریہ لائق التشریط لہما فی شرح المنظرہ موجب اتباع شرط الوقت و بالباشرۃ فی غیر مکان الذی مینہ الوقت بغیر غرضہ
 کرنے والا تعیین کر دے قرآن پڑھنے یا تدریس کے لیے تو وہ تعیین ہوتا ہے تو اگر اس مکان میں قرۃ یا تدریس واقع نہ ہو تو قاری یا مدرس مستحق ہوا گا اس مال کا
 جو اس کے واسطے مشروط ہوا اس واسطے کہ شرح منظوم میں ہے کہ وجہ ہر اتباع کرنا شرط وقت کا اگرچہ مکان کو وقت نے میں کر دیا ہو اس کے غیر میں پڑھنے یا تدریس

کرنے سے وقف کی غرض سے ہوتی ہے یعنی اس مکان کو تبرک کرنا حاصل نہیں ہوتا تا جب تک کہ اس کو وقف نہیں کیا گیا اس لئے کہ اس مکان کو وقف کرنے سے پہلے اس کا مالک ہوتا ہے اور اس کے لئے اس کا مالک ہونا ضروری ہے

باب الوصیۃ بالحدیث والقرآن

یہ باب ہر خدمت اور سکونت اور بیعت کی وصیت کے احکام میں ہے جب معصفت نے وصایا اور عہد سے فرات پائی تو اب وصایا و منافع کو نہیں کہتا کہ اس کی حدیث
 ہر خدمت عہدہ و سکونت دارہ مدۃ معلومہ وابد اس صحیح ہر وصیت کرنا اپنے غلام کی خدمت کا اور اپنے گھر کی سکونت کا عہدین بہت تک اور عہدین کو
 اس واسطے کہ تعلیم و منافع کی حالت حیات میں صحیح ہر بعض اور بلا غرض وہی طرح عہد کے بعد صحیح ہو جائے عہدین کی تعلیم صحیح ہو ویکون مجوسا طے
 ملک بہت فی حق المسفقہ کہانی الوقت ملک السلفۃ فی الدرر اور غلام وغیرہ جس میں عہدیت کی ملک پر غفلت کے حق میں ہے وقت میں ہر وقت مجوس رہتا اور
 وقت کی ملک پر امام کے نزدیک بیانیہ و درین میں اگر کوہرم اور عہدین کے نزدیک ہر وقت مجوس ہر علی ملک ہندوئی و لیسٹھا اور غلام اور گھر کے غلامی کے لئے
 حاصلات اور کرائی کی وصیت صحیح ہر خان و رجب الرقبۃ من الثلث سلمت لہ ای الی بھی لہ لہا اسے لاجل الوصیۃ سو اگر غلام یا گھر کا رقبہ موسمی
 کی تہائی مال سے باہر ہو تو غلام یا گھر موسمی کو سیر دیا جائے وصیت کی وجہ سے والا تخرج من الثلث القسم الدرر لانا ای فی مسئلۃ الوصیۃ بالحدیث والقرآن
 رقبہ تہائی مال سے باہر ہو تو گھر میں تہا و تقسیم کیا جائے وصیت بالحدیث والقرآن کے مسئلہ میں تہائی گھر میں موسمی کہ رہے اور دو تہائیوں میں ان دونوں کا اختیار
 اما فی الوصیۃ بالغلۃ غلام علی اظہار اور گھر کے حاصلات کی وصیت میں تو گھر تقسیم ہوگا بنا ظاہر ہر بکرم نقایہ اور انکی شرح تہستانی میں کہ اگر ثلث مال لگائیں
 نہ کتنا ہو تو گھر یا غلہ لانا تقسیم کیا جائے اس طرح کہ موسمی کہ تہائی گھر میں رہا اور وارث باقی میں در موسمی کہ گھر کو ایک حصہ اور وارث دو دن انقصاء مدت وصیت
 کہ ان فی اخطاوی و تہا کیا العبد فی حرم لانا اور موسمی لا وارث باری مقرر کر لیں غلام میں نوہ انکی خدمت کرے میں تہا یعنی ایک دن موسمی کہ کی خدمت کرے اور
 دو دن وارثوں کی ہم چونکہ اجزا غلام کی قسمت ممکن نہیں لہذا میں باری عہدین ہر کی بظان گھر کے کہ ایک اجزا کی تقسیم ممکن ہو غلام میں لہ مال غیر عہد و لہ دار و مال
 خدمت عہد و لہ دار بقدر ثلث جمیع المال کہا اقاہ صدر الشریعہ یہ مذکور وقت ہر جبکہ موسمی کا گھر اور مال موسمی غلام اور گھر کے دار اور مال میں ہو تو غلام کی خدمت
 اور گھر کی تقسیم تمام مال کی تہائی کی مقدار ہوگی چنانچہ صدر الشریعہ نے اسکو بیان کیا ہر تو اگر موسمی کا مال تہا ہو کہ اس میں غلام کے دو دن یا تین دن حاج ہوتے ہیں تو
 غلام موسمی لہ کی دو دن یا تین دن خدمت کرے اور ایک دن وارثوں کی خدمت کرے کہ ان فی اخطاوی و لیس لا ورتبہ بیع مافی الیوم من ثلثیا علی اظہار ثبوت حق فی مسئلۃ
 کما اظہر مال آزاد و خراج مافی یہ فی حرم زعمہم فی باقیا و بیع ثانیہ فی حرم و عن لی یوسف اسم ذلک در وارثوں کو جائز نہیں چنانچہ گھر کی دو تہائیوں کا جو اس کے
 قبضہ میں ہے بنا ظاہر ہر بکرم سبب ثابت ہوتے حق موسمی کہ تمام گھر کی سکونت میں در مال کے ظاہر ہوتے یا در ان ہو جائے اس تہائی گھر کے جو موسمی کہ کے
 قبضہ میں ہے تو ہر وقت میں موسمی کہ وارثوں سے فرحت کر لگائی گھر میں در چنانچہ وارثوں کا اس فرحت کے مخالف ہے تو اس واسطے وارث باز کرے کہ بیع سے اور ابوہریرہ
 سے یہ روایت ہے کہ وارثوں کو بیع کرنا جائز ہے و لیس للموسمی لہ بالحدیث والقرآن ان یورث عہد اور لہ دار لانا لہ لیس لیس مال علی اعلیٰ مال کا ذرا ملک
 بعض کان ملک اکثر مال یعنی وہ لا یورث اور جس کے واسطے خدمت یا سکونت کی وصیت ہوئی اسکو غلام یا گھر کا اجارہ دینا جائز نہیں اس واسطے کہ منفعت ان نہیں
 ہمارے قاعدے کے بموجب ہر جب موسمی کہ نے منفعت کو دوسرے شخص کی ملک میں داخل کر لیا تو موسمی کہ حقہ دار کا مالک ہوتا تھا اس سے زیادہ تر کا مالک کہ نہ ہوتا
 غمرا حالانکہ یہ جائز نہیں کہ وہی اپنی ملک سے زیادہ غیر کو مالک کر سکے والا للموسمی لہ بالحدیث والقرآن ای نہیں اور سکھانا ای الی الی و غلہ لہ دار
 الموقوفہ علیہ و علیہ لیس شرح الوہابیۃ لان قسم فی المسفقہ لایمن وقد علمت الفرق بینہما اور جس کے واسطے غلام یعنی حاصلات کی وصیت ہوئی اسکو جائز نہیں خدمت
 میں لانا غلام کا یا سکونت کرنا گھر کا قول صحیح میں اور ای کے مانند ہر وقت کا گھر یعنی اگر گھر کا غلہ وقت ہر تو سکھائی اسکا جائز نہیں اور ای ہی ہر فحوی ہر کہ
 فی شرح الوہابیۃ اس واسطے کہ موسمی کہ اور اہل وقت کا حق منفعت میں ہے عہدین میں اور جبکہ دو دنوں کے درمیان فرق معلوم ہو چکا ہم غلہ عبارت ہر در امام

باب الوصیۃ بالحدیث والقرآن

شامل ہوگا کہ لکھنے والا نے خیر و برکت کی تصریح اور غلہ موجود اور آئندہ کے حاصل ہونے والے کو بھی شامل ہے تو موجود اور معدوم دونوں میں داخل
 ہیں بلا توقف ولالت لفظ دیگر کذا فی المطاوعی عن اربعی وان لم یکن فیہ ای اہتمام و اہتمام بحال ما مقررہ میں الوصیۃ فی کالوصیۃ بالعلیۃ فی تناوہا
 التقرۃ المحدثہ ما عاش الموصی لزم لعلی اور مسئلہ سابقہ میں اگر باغ میں چل موجود نہ ہو وصیت کے وقت تو چل کی وصیت غلہ کی وصیت کے مانند ہے کہ مقررہ
 کے ثمن میں جتنا کہ موصی کہ زندہ رہے یعنی اگر وصیت کے وقت چل باغ میں نہیں ہیں اور اسے چلون کی وصیت کی ایک شخص کے واسطے تو اس کی
 مدۃ العمر میں جب قدر چل سال بساں پیدا ہوتے جاوے وہ اسکو لیتا رہے گا ذی الغناۃ استی و اخراج دافیہ اصلاح اہتمام علی صاحب الغلۃ لاندہ ہوا
 یہ نصار کا لفظ فی فصل اخیر متہ اور غنیہ میں ہے کہ باغ کا سینچنا اور سرکاری محصول اور جس خیرین باغ کا قیام اور درستی ہے صاحب غلہ پر ہے
 اس واسطے کہ فائدہ لینے والا تو وہی ہے تو یہ خدمت کے غلام کے نفع کے مانند ہو گیا تبغیۃ الغلۃ کل ما یحصل من ربیع الارض و کراہا و اجرة انعام و
 نحو ذاک کذا فی جامع اللغۃ غلہ عبارت ہے ہر ایک اس خیر سے جو حاصل ہو زمین کی آمدنی سے اور اس کے کرایہ سے اور غلام کی اجرت سے اور مانند اس کے
 کذا فی جامع اللغۃ فاموس میں بھی غلہ اسی طرح مذکور ہے قلت وظاہرہ دخول من بجز و کذا فی الغلۃ علیہ زمین کتاہوں اور ظاہر تعریف غلہ اسپر ولت
 کو تاہر کہن اخروث کا اور مانند اس کے غلہ میں داخل ہے تو اسکی خیر اور تنقیح کرا چاہیے ہم تعریف ظاہر تعریف غلہ اسپر ولت کو تاہر کہ جب اس باغ کا خروث
 پیدا جائے جس باغ کے غلہ کی کسی کے واسطے وصیت ہوئی تو اسکا ثمن موصی کہ باہر میں کتاہوں کہ خروث اسکا حق ہے اور وہی اسکی بیع کا مالک ہے
 اصلاۃ یا و کالتہ اور غیر شخص کی بیع اسکی اجازت پر موقوف ہے یہ تقریر ہے اس نسخہ کے بموجب جہین جو کالفظ تبغیم و ذرا منقوطہ مرقوم ہے اور جس نسخہ میں کرا
 مملہ و ذرا مملہ مرقوم ہے تو وہ عبارت ہے درخت بنے نم سے تو اسکو دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ مثل طب کے ہر فساد کی عالمگیری میں جھپٹا خسی سے منقول ہے کہ اگر
 وصیت کی غلہ باغ انکو کی کسی آدمی کے واسطے تو انہیں قوم یعنی غویان اور اوراق اور طب اور غروب داخل ہے نہ ہی کذا فی المطاوعی و لوصیۃ
 غنمہ و ولدنا و لیتنا لہ بالبقی فی وقت موتہ سوا قال ابدال اولان لاعدوم نہا لستحی من لبقو ذلک بالوصیۃ بخلاف التقرۃ بدلیل صحتہ
 المساقاۃ اور اگر اپنی خیروں کے صوف کی اور انکے چون کی اور دودھ کی وصیت کی تو موصی کہ کا وہ صوف اونکے اور دودھ جو باقی رہا یعنی جو باقی گیا
 موصی کے مرنے کے وقت خواہ اسے ہمیشہ کالفظ کہا یا نہ کہا اس واسطے کہ انشاء مذکورہ میں سے جو موجود نہیں کہ کسی عقد سے متعلق نہیں ہوتی تو اسکی طرح وصیت
 سے بھی برخلاف چل کے کہ انہیں وصیت خیر موجود کی صحیح ہے صحت مساقاۃ کی دلیل ہے اوصی کجیل دارۃ مسجد اولم تخرج من التکث و اجازہ و اسکی سجدہ
 ازوال المانع با جازہ تم اپنے گھر کی مسجد بنانے کی وصیت کی اور حالانکہ وہ گھر ملک مال سے باہر نہیں ہوتا اور اس کے وارثوں نے اجازت دی تو وہ گھر
 مسجد بنایا جاوے گا زوال مانع کی وجہ سے وارثوں کی اجازت سے یعنی مانع عاقل و رشہ کا سوا اجازت سے زائل ہو گیا وان لم یخرج کجیل لثمہ مسجد
 رعایت بجانب الارث والوصیۃ اور اگر وارثوں نے اجازت نہ دی تو ممالی گھر مسجد بنایا جاوے گا وارث اور وصیت دونوں جانب کی رعایت کرنے سے یعنی اس
 صورت میں وارث بھی محرم نہ ہے اور مسجد بھی ہے و لظہر کہ فی سبیل اللحد یطکت لان وقت المنقول باطل عندہ کذا الوصیۃ وعندہما جواز ان در
 اور اپنی سواری کی بیچ کی وصیت کی خدا کی راہ میں تو وصیت باطل ہے اس واسطے کہ مال منقول کا وقت کرنا باطل ہے امام ہر کے نزدیک تو اسی طرح منقول
 کی وصیت بھی باطل ہے اور صاحبین ہر کے نزدیک منقول کا وقت کرنا اور وصیت کرنا دونوں جائز نہیں کذا فی الدرر وقال المصنف وفیہ نظر لان الوصیۃ
 لاصح حیث لا یصح الوقت فی مواضع کثیرۃ کالوصیۃ بالغلۃ والصوف و نحو ذاک لکما مر اور مصنف نے کہا کہ اس تعلیل میں اعتراض ہے یعنی قیاس وصیت
 کا وقت صحیح نہیں اس واسطے کہ وصیت صحیح ہوتی ہے جان وقت صحیح نہیں ہوتا بہت سے مواضع میں جیسے غلہ اور صوف کی وصیت میں اور مانند اس کے
 چنانچہ بھی مذکور ہو چکا اوصی لثمہ مسجد لم تجز الوصیۃ لانه لا یطاک وجوزہ محمد قال المصنف ویقول محمد فقی مولانا صاحب البحر وصیت کی کسی چیز کی

کسی چیز کی مسجد کے واسطے تو وصیت جائز نہیں اس واسطے کہ مسجد لائق تملیک کے نہیں ہر اور محمد نے اسکو جائز رکھا ہے مصنف نے کہا اور محمد کے قول کا فتویٰ دیا ہے ہمارے استاد جبر الراقی کے مصنف نے صم محمد نے وصیت مذکورہ کو مصلح مسجد کے اور پر محمول کیا ہے تاحی الاکھان موسیٰ کا کلام صحیح ٹھہرے والا ان لیسول الموصیٰ فی حق علیہ جواز اتفاقا مسجد کے واسطے وصیت صحیح نہیں کریہ کہ موسیٰ کے کہ خرج کیا جائے مسجد پر تو اب وصیت جائز ہے باتفاق امام اور محمد رحمہ کے قال او وصیت ثلثی لفلان او فلان لطلعت عند ابی حنیفہ جہانۃ الموصیٰ کہ عند ابی یوسف رحمہ لہما ان یصلحا علی انہ اثنتی و عند محمد بخیر الوثرۃ فایما شادوا اعطوا موسیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے ترائی مال کی وصیت کی فلا نے شخص کے واسطے تو وصیت باطل ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسبب محمول ہونے موسیٰ کے اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دونوں شخصوں کو اختیار ہے کہ آپس میں صلح کر لیں نہائی مال کے لینے میں خواہ نصف نصف پر مصالحت کر لیں یا کم و بیش اور محمد رحمہ کے نزدیک موسیٰ کے وارثوں کو اختیار ہے انہیں سے جس شخص کو چاہیں

دین و اللہ تعالیٰ اعلم

فصل فی وصایا الذمی وغیرہ یہ فصل یہ ذمی وغیرہ کی وصایا میں یعنی چنانچہ کستان اور صاحب ہوا اور ترکہ وصایا میں ذمی جعل دارہ بیعتہ او کنیتہ اوریتہ تاری صحتہ فوات فی میراث لانا کو قلم سبیل کا فرضی نے اپنا گھر بیعہ یا کنیتہ یا آتش خانہ بنا یا اپنی صحت کی حالت میں پروردگار کی تو دیکھے دارثون کی میراث ہے سو پٹ کہ وہ وصیت غیر سبیل کے مانند جرم بیعہ عبادت خانہ بیوہ اور کنیتہ عبادت خانہ نصاریٰ کا اور آتش خانہ مسجد جو اس کا ان عبادت خانوں کا بنانا ذمیوں کو دیات میں جائز ہے نہ دارالاسلام کے شہروں اور قصبات میں داما عندہما خلاصہ معصیتہ اور صاحبان کے نزدیک تو اسوجہ سے صحیح نہیں کہ اٹکانا نام معصیت ہے ولس ہر کا مسجد لانیم سکون وید فنون فیہ مزامیم تے کوکان مسجد کذلک یورث قطعا قالہ المصنف وغیرہ لانا فیستلم لیسر حررنا لہما لد تالے اور بیعہ او کنیتہ مسجد کے مانند نہیں ہر اس واسطے کہ بیوہ اور نصاریٰ اس میں رہتے ہیں اور اپنے مردے اس میں دفن کرتے ہیں تو اگر مسجد بھی اس طرح ہو یعنی اس میں سکونت اور دفن ہوتا ہو تو وہ بھی مورث ہوگی ایسا کہ ہے مصنف وغیرہ نے اس واسطے کہ اس وقت میں محرر خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ توئی صم یہ صاحبین کے کلام کا نتیجہ نہیں بلکہ امام کے قول کا نتیجہ ہے اور جو اس سوال مقدر کا کہ عیہ او کنیتہ بیوہ اور نصاریٰ کے حق میں ہیں ایسا چوتھے مسجد کے حق میں ہیں اور میراث جاری نہیں ان اوصیٰ الذمی ان منی دارہ عیہ او کنیتہ لہ عیہ میں فوج جائز من التلث وحق تملیک اور اگر ذمی نے یہ وصیت کی کہ اسکا گھر بیعہ یا کنیتہ بنا یا جاوے عین لوگوں کے واسطے تو وہ جائز ہے ترائی مال سے اور یہ تملیک ٹھہرے گی اسکے واسطے وان اوصیٰ بدارہ ان منی کنیتہ او عیہ فی القریٰ فلونی المصلح لا یجوز اتفاقا اقوام غیر سبیل میں وصیت عندہما لہما انہ معصیتہ ولہ انہم تیر کون دما بیوہ قسح اور اگر ذمی نے اپنے گھر کی وصیت کی کہ وہ کنیتہ یا بیعہ دیات میں بنایا جائے قوم غیر میں کو واسطے تو یہ وصیت اسکے نزدیک صحیح ہے نہ صاحبین کے نزدیک اس واسطے کہ صاحبین کی دلیل مذکور ہوگی کہ وہ معصیت ہے اور وصیت کی وصیت جائز نہیں اور امام کی دلیل یہ ہے کہ اہل ذمہ چھوڑے جاتے ہیں اپنے دین پر تو وصیت صحیح ہوگی دیات کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر شہر میں کنیتہ یا بیعہ بنانے کی وصیت کی تو باتفاق امام رحمہ اور صاحبین کے جائز نہیں کو عیہ حرلی مساسن لا وارث لہما لکل مالہ المسلم او ذمی کذا فی الوقایہ ولا جبرۃ میں تہ لانا اموات فی حنا صیہ وصیت جائز ہے اس حرلی مساسن کی جسکا کوئی وارث نہیں دارالاسلام میں اسکے تمام مال کی وصیت مسلمان یا ذمی کے واسطے کہ انی الوقایہ اور کچھ اعتبار نہیں اسکے ان وارثوں کا جو دار کربان ہیں اس واسطے کہ وہ دھکم اموات کے میں ہمارے حق میں ولو اوصیٰ بقتلہ مثلا نفذ و رد باقیہ لورثہ لا ارث لہ لانا لا یستحق لہ فی دارنا اور اگر حرلی مساسن نے اپنے نصف مال کی مثلا وصیت کی تو وصیت نافذ ہوگی اور باقی مال اسکے وارثوں پر رد کیا جائے گا میراث کی راہ سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ اسکا کوئی مستحق نہیں ہمارے ملک

مین و کذا و اوصی مستان بنکله اور اسی طرح جو اوصیت کا حکم ہر اگر وہ اپنی مانند دوسرے متشابہ کے واسطے وصیت کرے ولو اوصی عبده عند الموت و ویرد
نفس من اکل لما خلفنا اور اگر مستان بنکله ایسا غلام آزاد کیا موت کے وقت یا غلام کو مدبر کیا تو غنائق اور بدبیر نافذ ہوگی اسکے تمام مال سے اس دلیل سے جو
ہم نے بیان کی یعنی اسو اسٹے کہ اسکے دارنوں کا حق و جب الزامیہ نہیں کیونکہ وہ اموات کے مانند ہیں کذا فی الزمینی و صاحب الہوی ذاکان لا یکفر قہ غیر لک اسطی فی التفرقة
اور اگر مستان بنکے واسطے مسلمان یا ذمی نے وصیت کی تو بیاہ قول انہ کے جائز ہر کذا فی الزمینی و صاحب الہوی ذاکان لا یکفر قہ غیر لک اسطی فی التفرقة
الانا اخر بیاہ الامام علی طاهر الاسلام اور اہل بیوی یعنی شہد ع یا خارجی یا فرضی جبکہ اسکی بدعت بخر کفر ہو تو وہ بمنزکہ مسلمان بنے ہر وصیت کے اگر اہل بیوی
کہ ہم ماہر بنادہ احکام کے ہیں ظاہر اسلام ہو یا انکا ان کفر قہ غیر لک اسطی فی التفرقة و انکون موثوقہ عندہ نافذہ عندہ ما شرح مجمع اور اگر اہل بدعت منسوب بکفر ہو تو
وہ بمنزکہ مرتد ہے ہر قہ اسکی وصیت امام کے نزدیک موثوقہ ہے اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہر کذا فی شرح مجمع اہل بدعت یعنی جو اپنی ہر اس نفس کا تابع
ہر بدعت کی طرف مائل ہو کر اگر اسکے کفر کا حکم ہو یا خارجی یا ایک اگر وہ نہیں کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ خدا کے بکر ہے تو وہ مرتد کے مانند ہیں کذا فی الدرر و الدرر
فی الوصیۃ کذا مبیہ فی الاصح لانا لاقتل اور عزت مرتدہ وصیت میں ذی عزت کے مانند ہر قہ صحیح ترین اسو اسٹے کہ مرتدہ مقول نہیں ہوتی یعنی تو اسکی وصیت
صحیح ہر خلاف مرتد کے الوصیۃ مطلقہ لقولہ ہذا القدر من مالی اولئک مالی وصیۃ لاشکل للغنی لانا صدمۃ دہی علی اعنی حرام وان شمت لقولہ اکل منہا
الغنی و الفقیر لان اکل الغنی منہا انما یصح بطریق التملیک و التملیک انما یصح بمعین و الغنی لا یعین ولا یغنی اور وصیت مطلقہ یعنی غیر مخصوص چنانچہ یون کہنا کہ بکفر
سیرا مال یا تنائی سیرا مال وصیت ہر مالہ اگر طلال نہیں اسو اسٹے کہ وصیت مذکورہ صدقہ ہر اور صدقہ غنی پر حرام ہر اگر جو موسی نے وصیت کو عام کر دیا
چنانچہ یون کہنا کہ ایمین کھاسے غنی اور فقیر اسو اسٹے کہ غنی کا کھانا ایمین صحیح نہیں مگر بطریق تملیک کے اور حالانکہ تملیک صحیح نہیں ہوتی مگر بعض شخص کے
اور اسے اور غنی معین اور محصور نہیں م وصیت مطلقہ ہر چہ میں غنی مذکور ہو نہ فقیر اور وصیت عامہ ہر چہ میں غنی اور فقیر دونوں مذکور ہوں تو وصیت مطلقہ
یہ اسی بالغنی بقولہ ہذا القدر من مالی وصیتہ لایرد و غنی اولی قہم اغنیاء و محصورین طلت لم یصنع تملیکہم اور اگر وصیت غنی کے ساتھ مخصوص ہوئی چنانچہ موسی
کایون کہنا کہ میرا مال نزدیک کے واسطے وصیت ہر اور حالانکہ زید غنی ہر یا مالہ ارتعین اور محصور م کے واسطے وصیت مخصوص ہوئی تو انکو طلال ہر تملیک
صحیح ہونے کی وجہ سے و کذا احکم فی الوقت کما خرہ ملاسرہ اور اسی طرح وصیت کے مانند وقت میں حکم ہر چنانچہ ملاسرہ نے درین اسکی تحریر اور تصحیح کی
ہر م یعنی وقت مطلق مخصوص بفقیر اور غنی کو طلال نہیں اگرچہ وقت اسکو غنی اور فقیر کے واسطے عام کر دے اور جبکہ وقت کو غنی معین کے واسطے یا قوم اغنیاء
محصورین کے واسطے خاص کر دیا تو انکو طلال ہر اور وہ اسکے منافع کے مالک ہونگے نہ اسکے عین کے چونکہ یہ مسائل ضروریہ کلام سابق سے منہوم ہوتے تھے فقہنا اور درجہ
احتضات سے اور اکثر لوگ اس سے خاف تھے لہذا اسکو ہم نے اصلہ ذکر کیا کذا فی الدرر دبی جامع الفصولین اتوی علی الوقت کا اوصی اور جامع الفصولین میں ہر کہ وقت کا
متولی وصی کے مانند ہر مخطاوی نے کہا اس مسئلہ کا ذکر کتاب الوصی میں بہر تحاف و روع مسائل الحقہ شارح کے اوصی ثلث مالہ المصلوات جائز اوصی طرف
للزوتہ و محتاجین یعنی بغیر قرابتہ الاولاد میں جو حضرت الکفارة ایہم بخلاف مطلق الوصیۃ لیسالین فانہا تجوز لکل رتہ و لا حدہم یعنی لو محتاجین حاضرین یا غیاب
از غیابین خلونہم صغیر او غائب او حاضر غیر رضی ہم غیر نمازون کے کفار کے واسطے موسی نے اپنے تنائی مال کی وصیت کی تو وصی کو انکا صرف کرنا موسی کی
دارنوں پر صحیح ہر بشرطیکہ وہ محتاج ہوں یعنی بغیر قرابت و ولادت کے ان لوگوں میں سے جو صرف کفارہ جائز ہوں یعنی مسلمان محتاج ہوں بطلان مطلق
وصیت کے جو محتاج ہوں کے واسطے ہو کیونکہ انکا مرتد کرنا موسی کے تمام دارنوں پر اور ایک وارث پر جائز ہر یعنی اگر وارث محتاج حاضر بالغ رضی ہوں
خیرات لینے پر سو اگر ایمین سے کوئی صغیر یا غائب ہو یا موجود ہر رضی ہو تو تو جائز نہیں ہم غیر قرابت و ولادت کی قید اس لیے لگائی کہ اسکے واسطے صرف کفارہ
جائز نہیں اگرچہ موسی نے اسکو معین کر دیا ہر شام نے محمد ہر سے روایت کی کہ ثلث مال کی مسالین کے واسطے وصیت کی سو موسی کے وارث محتاج

ہو گئے اور وہ بالغ حاضرین تو اگر کھوئے اتفاق کیا کہ اُسے واسطے وصیت کا مال دیا جائے یا ایک وارث محتاج ہو گیا سو سب وارثوں نے
اجماع کیا کہ اسکو دیا جائے تو جائز ہے اور وارثوں میں ضعیف یا غائب یا حاضر غیر رخی ہو تو جائز نہیں کذا فی الخطا وی اوصی بقدر صلواتہ رجل من بین
لم یخیر لغيره یعنی لفساد اذ بان وصیت کی اپنی نماز کے کفارہ دینے کی ایک مرد میں کے واسطے تو اسکو خیر کو دینا جائز نہیں اسی قول پر فتویٰ ہو فساد زمانہ
کی علت سے ہم قصبات وغیرہ میں طمع غالب ہے لہذا فقیر وصیت جائز نہیں اوصی لسلوۃ وثلث مالہ دیون علی المعسرین خبر کہا اوصی لعم من الغیرہ لم یخیر
ولابد من قبض ثم التصدق علیہم اپنے مال کی وصیت کی اپنی نمازوں کے کفارہ کے واسطے اور مالانکہ اسکا لٹ مال محتاجوں پر دیں ہر سو وصی سے
اُس مال کو ان پر جو خیر اقدار ہوئے کی وجہ سے تو یہ فدیہ کنایات کرے گا اور ضرور ہر اُس مال کا ادنیٰ قبض کرنا خیر کو صدقہ دینا یعنی بدو فی قبض ادا ہے کفارہ
صحیح نہیں ولما ارا ان تصدیق بالثلث ثبات فغصب غاصب لثما مثلا و استلک خبر کہ صدقہ علیہ وہو معتبر خبر یہ خصوص فی قبضہ بعد الموت بحالات الدین اکل من
الغنیۃ اور اگر موصی نے یہ امر کیا وصی کو کہ تہائی مال صدقہ دے جو موصی مر گیا ہو کسی غاصب نے تہائی مال مثلاً غصب کیا اور اسکو ضائع کیا سو وصی نے
اسکو جو خیر دیا صدقہ دینا صحیح کر اور حالانکہ وہ محتاج ہو تو کفایت کرے گا تصدق میں بسبب حاصل ہونے قبضہ غاصب کے بعد مر جائے موصی کے برخلاف
دین کے کہ مہر پر دیون کا قبضہ حیات موصی میں ہوا تھا تو وہ کنایات نہ کرے گا یہ سب مسائل فقہیہ سے مذکور ہیں دینی اجواہر اوصی الرجل بقدر اموالہ وصیت التمرکہ
والوصی لہ فی البلد وقد علم بالغنیۃ ولم یطلب ثم بعد سنین اذنی تسخ ولا یطل بالناظر ان لم یلین رد الوصیۃ اور جو اہر افتادی میں ہر کہ عمارت دانی زمین کی وصیت
کی ایک شخص کے واسطے اور موصی مر گیا سو کہ نفیس ہوا اور موصی نے اُسی شہر میں ہر اور حالانکہ اسکو شہر ترکہ معلوم ہر اور اُسے طلب نہ کیا پھر چند سال کے بعد واپس
کیا تو مسوع ہو گا اور باخیر سے دعویٰ باطل نہ ہو گا بشرطیکہ اُسے وصیت کو رد نہ کر دیا ہو ہم عقار عبارت ہر عرصہ سینہ سے اور ضعیف عبارت ہر حفظ عرصہ سے کذا فی
الخطا وی عن جامع المفسرین اوصی لہ بد ابقا بعد موتہ قبل القبض صحیح جو از الشرف فی الموصی یقبل قبضہ ایک شخص کے واسطے وصیت کی ایک گھر کی و
اُسے گھر کو بچا بعد مر جائے موصی کے قبضہ کرنے سے پہلے تو یہ جائز ہو اسواسطے کہ وصیت کی خبر میں تعارف کرنا قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے وقت ضعیف
علی دلہ یا وحلت ہم الولد متولیا وللولد اب فالتولی اولیٰ من الاب ایک عورت نے زمین کو وقف کیا اپنے بیٹے پر اور بیٹے کے چچا کو مہر متولی کیا اور بیٹے کا
باپ بھی زندہ ہے تو متولی مقدم ہر باپ سے شری دانا و اوصی بہا لریل فاخذ ما اشبع من ید الموصی لہ یؤخذ الثمن ولوا استحق والد لاریج الموصی واسطے
الوثرۃ بشرطی لانہ غیر ذی مال البغیر گھر زید کیا اور اسکی وصیت کی ایک مرد کے واسطے سو اُس گھر کو شفع نے لیا موصی دے کا تحفہ سے نوٹن لیا جاوے گا
اور اگر غیر شخص کا ثابت ہوا تو موصی لہ شتری کے وارثوں سے کچھ بناوے گا اسواسطے کہ استحقاق مالک غیر سے ظاہر ہو کہ اُسے غیر کے مال کی وصیت
کی تھی اور حالانکہ وہ جائز نہیں ہم جب گھر شفع نے کا حق شفع کی علت سے تو موصی لہ استدر ثمن شتری موصی کے ترکہ سے لے گا اور وارث شتری کے
شفیع سے ثمن بھر لیں گے کذا فی المنح

باب الوصی

وہو الموصی الیہ باب ہر وصی کے احکام میں وصی دہر جسکی طرف وصیت کی جائے ہم عرب بڑے ہیں اسی کی طاعت یعنی اسکو اپنے مال میں نفرت کرنے کی بعد موت کے
وصیت کی اور اسکو مفوض الیہ اور وصی بھی بڑے ہیں اور وایت بالسر الفتح ہم ہر اُس وصی کو وفاق نہیں کہ وصایت قبول کرے ہو اسطے کہ میں خبر ہر الویو سے بڑا
ہر اول بار وصی ہونا غلط ہے اور دوسری بار چانت ہے اور تیسری بار چوری چوری سے رویت ہے کہ وصی فاد نہیں عدل پر اگرچہ میرا نہیں عمر فاروقی ہونی و شفیع نے کہا کہ میں
ہر برس قصاک اپنی مدت میں وہ شخص نہیں دیکھا جو اسے خلیجے کے ال میں عدل کرنا ہو کذا فی الخطا وی عن التمسائی اوصی الی زید اسی خبر میں اہل غنہ
صحیح ظاہر و غنہ ۱۵ خطبہ پر تہذیب اکبر وصیت کی یعنی ایک شخص نے اسکو وصی کیا اور اُسے وصایت کو قبول کر لیا موصی کے نزدیک تو وصی ہر ما صحیح ہو گیا

پھر اگر دیکھا یعنی قبول نہ کیا انکار کیا دوسری روئے سے اسکے نزدیک یعنی موسیٰ کی نسبت میں خود وصایت پھر لکھی ثابت ہوئی ہم اس واسطے کہ وہ بدین ترجمہ کرانہ
قبول کرنا واجب نہیں چاہے پھر دوم اختیار کرے چاہے جو کرے موسیٰ کو اختیار نہیں کہ غیر پر تصرف لایم کرے اور جو عین میں قرب دنیا نہیں جو کہ موسیٰ کو اختیار
ہو کہ دوسرے شخص کو دوسری غیر اسے اور اگر بعد کے قبول کرے گا تو قبول صحیح ہوگا یا ان اسکے سامنے دوسری بات قبول کر لیا تو صحیح ہے اس واسطے کہ ان میں ہر کسی کو
دوسری کیا سوئے اسکے سامنے کہا کہ میں قبول نہیں کرتا تو یہ رد ہوا اور دوسری نہ پھر اگر موسیٰ نے اس سے کہا کہ تم سے یہ توقع نہ تھی کہ تم قبول نہ کرو گے سوئے کہا
میں نے قبول کیا تو دوسری ہو گیا کہ فی الخطای و الا لا یصح الی غیر ذلک خزانہ کے سامنے دوسری نے رو لیا تو ہر کار کرنا اسکے صحیح یعنی اصلی
عدم دست میں صحیح نہیں ہر تاکہ وہ قرب خود دوسری کی حجت سے صحیح اخراج عنہا ولو فی غیبتہ عند الامام خلافا للثانی بنیازیہ اور صحیح ہر خارج کرنا دوسری کا
وصایت سے اگرچہ دوسری کی غیبت میں اخراج واقع ہوا ہوا امام رکے نزدیک برخلاف ابو یوسف رکے یعنی اسکے نزدیک اخراج بلا علم دوسری صحیح نہیں
قان سکت اوصی الیہ فمات موصیہ فملک الرد و التبرکول پھر اگر موسیٰ نے سکوت کیا پھر لکھا وصیت کرنے والا دیکھا تو دوسری کو رد کرنا اور قبول کرنا جائز دوسری
دوسری تصرف لایم نہیں ہر تو بدین قبول کرنے کے پھر وصایت لایم نہیں ہر وکالت کے اور یہاں قرب دنیا بھی نہیں ہر اس واسطے کہ موسیٰ نے خود قرب کھایا
اسلئے کہ اسے حال دریافت نہ کر لیا کہ اسے وصایت قبول کی یا نہیں و لزم عقد الوصیۃ بملع شی من التکرر وان قبل ہر ای کیونہ وصی قان علم الوصی
بالوصیۃ لیس بشرط فی حقہ تصرف او عقد وصیت لایم ہوجاتی ہر دوسری کی کوئی چیز بیع کرنے سے موسیٰ کے ترکہ سے اگرچہ وہ بیع دوسری ہونے کو نہ جانتا ہو اس واسطے
دوسری کو وصایت کا علم شرط نہیں ہر اسکے تصرف کے صحیح ہونے میں بخلاف الوکیل قان علمہ بالوکالۃ شرط بخلاف وکیل کے اس واسطے کہ وکیل کو وکالت
کا معلوم ہونا شرط ہر وکالت کی قان سکت تم رد بعد موتہ ثم قبل صح الا اذا انقض قاض وہ علاج قبولہ بعد ذلک پھر اگر موسیٰ نے قبل وصیت
سے سکوت کیا پھر دیکھا موسیٰ کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جبکہ قاضی نے اسکے رد کرنے کو نافذ کر دیا تو اب اسکے بعد قبول کرنا درست
کا صحیح نہیں ولو دوسری الی صبی و غیرہ و کافر و فاسق بدل اسی بلیم النفاضی بغیر ہم انما بالنظر و لفظ یدل فیضیۃ یدل فیضیۃ الوصیۃ خلوص قبل
الاخراج جائز اگرچہ اور اگر موسیٰ نے دوسری کیا صغیر کو اور غیر شخص کے غلام کو اور کافر و فاسق کو تو بدل ڈالا جاوے یعنی قاضی اسکے سوائے اور شخص کو
بہر صحیح مقرر کرے انعام نہ کرے واسطے او تبدیل کرنے کا لفظ وصیت پر دلالت کرتا ہے تو اگر صغیر اور غلام اور کافر و فاسق کو پھر تصرف کرین قبل اخراج کے تو
تصرف جائز ہے کہ فی اسرارہ فی ملک لصبی و عقی لصبی و ائم الکافر و المرد و اب الفاسق محقق فیہ فیوض لایۃ الوقت لصبی صحیح اس سبب ناظم خیر ہم القاضی
عنہما اسی عن الوصایا لرد الالموجب للحر الا ان یوں غیر امین اختیار رسوا صغیر بالغ ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اور کافر و فاسق مسلمان ہو گیا اور فاسق
سے توبہ کی کہ فی الحقیقت تو قاضی انکو دہمایا سے خارج نہ کرے بسبب زائل ہوجانے اس مانع کے جو موجب تھا مغرول کرنے کا کہ یہ کہ دوسری خائن ہو
امانت در نہ تو مغرول درست ہے کہ فی الاختیار او محقق بین ہر کہ ولایت وقت کی صغیر کو مفوض ہوئی تو استعسان کی راہ سے صحیح ہے والی عبدہ و احوال ان
در شہ صحتا صحیح کا یہ سبب الی مکاتبہ او مکاتب غیر ہم ان ردی الرق نکاح عبدہ اور اگر دوسری کیا اپنے غلام کو اور غلام کہ موسیٰ کے وارث صغیر ہیں تو صحیح ہے جیسے اسکا
دوسری کرنا اپنے مکاتب کو یا غیر کے مکاتب کو درست ہے پھر اگر مکاتب عدم اسے بدل کتابت سے ملکیت کی طرف پھیر لیا تو اسکا حکم غلام کے مانند ہے
یعنی اگر وارث صغیر ہیں تو درست ہے ورنہ نہیں والا لا دفا لا یصح مطلقا در را دوسری کے وارث عاقل بالغ ہیں تو غلام کا دوسری کرنا صحیح
نہیں اور بعد میں نے کہ انعام کا دوسری کرنا مطلقا درست نہیں خواہ وارث صغیر ہوں خواہ بالغ کہ فی الدرد و من عمر عن اقیام بہا حیثۃ لایجر و جبارہ
ضمیمہ النفاضی الیہ غیر رعایت حق الوصی و لورثہ اور جو دوسری کہ عاجز ہو وصایت کے قیام سے فی الحقیقت نہ فقط دوسری کے اظہار سے تو قاضی اسکے
ساتھ اور دوسری کو ملا دے موسیٰ اور وارثوں کے حق کی رعایت کرنے کے واسطے دوسری کا یوں ظاہر کرنا کہ مجھ سے وصایت نہیں ہو سکتی اس واسطے مقبرہ

کہ شکایت کرنے والا گاہے کاذب ہو تاہر اپنی جان بچانے کے واسطے کذا فی السخ و لو نظر للقاضی عنہ صلاہ استبدل غیرہ اور اگر قاضی کو ویر
ما جزی اصلاً ظاہر ہو تو اور شخص کو بدل کے وصی مقرر کرے و لو غرہ ای الوسی انتشار القاضی مع البیئۃ لہا فخر لہ وان جاز القاضی و اثم
قاضی نے بیعت کے پسندیدہ وصی کو معزول کیا باوجودیکہ وہ وصایت کی لیاقت رکھتا ہو تو اسکا معزول کرنا نافذ ہوگا اگر قاضی نے ظلم کیا اور گناہ
فی الاشباہ و اختلاف فی صحت غرہ والا کثر علی السعۃ کما فی شرح الوہابیۃ للجبب الا قمار بعزم لہو کما فی الفصولین و لما غزل الخائن فوجہ حبشی قلند
و عبارت جامع الفصولین من الفصل السابع و آخرین الوسی من البیت لودع لا کافیا لشیء القاضی ان یزک لہ فلو غزل قبل یزک ان اقول الصبیح عندی ا
لا یغزل لان الوسی شفیق بنفسہ من القاضی کلیم عن فیئبغی ان یفتی بفساد قضاء الزمان انشی قال المصنف قال یخاف ان قد ترک عی صحت لہ
للو صی کلیم با لوظائف بالادوات اشباہ میں ہر فقہانے اختلاف کیا ہر وصی اہل کی صحت غزل میں اور اکثر قضیہ صحت غزل پر ہیں چنانچہ
شرح وہابیہ میں ہر لیکن عدم صحت کا فتویٰ دینا در جب ہر چنانچہ فصولین میں ہر اور وصی خائن کا تو معزول کرنا واجب ہر انشی مافی الاشباہ
میں کتاہوں اور عبارت جامع الفصولین کی ستائیسویں فصل سے یہ ہر کہ میت کا وصی اگر متقی اور کافی ہو تو قاضی کو معزول کرنا لائق نہیں
سو اگر باوجود اسکے معزول کرے گا تو قول ضعیف یہ ہر کہ وہ معزول ہو جاوے گا میں کتاہوں میرے نزدیک صحیح یہ ہر کہ وہ معزول ہوگا سو اسے کہ
وصی اپنی ذات پر شفیق تر ہر قاضی سے یعنی اُسے بتر سچکر اسکو وصی مقرر کیا تو قاضی اسکو کیونکر معزول کرے گا اور لائق ین ہر کہ عدم غزل کا فت
و یا جائے قضات زمانہ کے فساد اور بدعتی کی وجہ سے انشی مافی جامع الفصولین مصنف نے کہا ہمارے استاد صاحب جرائد تو نے کہا سو البتہ
غزل وصی کی عدم صحت راجح ہو گئی تو وظائف ادوات کی معزول کیونکر صحیح ہوگی ہم مجملہ وظائف کے تو بیعت ہر فتاویٰ غیر زائد میں ہر جرائد اس سے متفق
ہر کہ قاضی اگر ناظر وقت کو معزول کرے تو اسکی شرط یہ ہر کہ اُس سے خیانت ثابت ہو چنانچہ احسان اور جامع الفصولین میں ہر معلوم ہوا کہ غیر زائد ہر کرنا
بدون خیانت کے حرم ہو اور اگر اسے گناہ ہوگا اور عدم صحت غزل ناظر سے معلوم ہوا کہ وقت کے صاحب وظیفہ کو بھی معزول کرنا صحیح نہیں چنانچہ ہر ہر
سے اسکو ثابت کیا ہر کذا فی الخطا دی و بطل فعل احد الوصیین کا متولیین فائمانی حکم کا الوصیین اشباہ و وقت البقیۃ اور درود عیوہ میں سے
ایک وصی کا فعل باطل ہر جسے دو متولیوں وقت سے ایک متولی کا فعل باطل ہو اسواسطے دو متولی دو وصی کے مانند ہیں حکم میں کذا فی الاشباہ
و وقت البقیۃ و مفادہ انہ لو تراجدا ہما ارض الوقت لم یجز ہما الا آخر و قد صارت واجتہد الفتوۃ اور قول سابق سے یہ مستفاد ہوا کہ اگر ایک متولی
وقت کی زمین جارہ دے تو جائز نہیں دوسرے متولی کے بدون اس کے اور البتہ یہ صورت فتویٰ طلب ہوئی تھی یہ صورت احسان میں صرح مذکور ہر کہ اگر
احد اہل نظرین بالا جارہ جائز نہیں اور اگر ایک ناظر دوسرے کو وکیل کر دے تو جائز ہر فتویٰ ابو سعود نے اسکو نقل کیا ہر کذا فی الخطا دی و لود صلیۃ کان
ایضا وہ لکل منہما علی الا نفر او قیل فی رد قال ابو الیث و ہوا الاصح وہاذا یک وصی کا فعل بدون دوسرے وصی کے باطل ہو اگر چہ میت کا
وصی کرنا ہر وصی کو جبراً و اذیت ہو ہوا و بعضوں نے کہا ہر وصی اپنے فعل میں منفرد اور مستقل ہر ابو الیث نے کہا اور دینی ہر وصی کا انفراد اور
استقلال صحیح تر ہر اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں لکن الاول صحہ فی البسوط و جزم بہ فی الدرر دنی التستانی انہ اقرب الی الصواب لیکن اول یعنی بطلان
فعل احد الوصیین کو صحیح کہا ہر بسوط میں اور اسی پر یقین کیا ہر در میں اور تستانی میں ہر کہ یہی بطلان کا قول قریب تر ہر صواب کی طرف ہم بیان دونوں
قولوں پر فتویٰ اور قضا درست ہر چنانچہ رسم مفتی میں مذکور ہر کذا فی الخطا دی قلت و نہ اذا کاننا وصیین او متولیین من جہۃ البیت اور البتہ
او قاض واحد اما لو کان من جہۃ تافیین من بلدین فینفرد احدہما بالتصرف لان کلما من التافیین لو تصرف جاز تصرف فلذ اناسیہ ولو اراد کل من
التافیین غزل منصوب القاضی الآخر جائز ان اسے فیہ المصلحتہ والا لا و اما مافی و کالتہ و غیر البسوط من البسوطات و غیراً بطریق میں کتاہوں

دریغیے بطلان فعل احد الوصیین اسوقت ہر جگہ دونوں وصی یا دونوں متولی بہت با وقت یا ایک قاضی کی طرف سے ہوں اور اگر دونوں
 ہی یا متولی دوسروں کے دو قاضیوں کی طرف سے ہوں تو ایک وصی یا ایک متولی تصرف کرنے میں مستقل ہوگا سو اسلئے کہ ہر قاضی اگر تصرف کرے
 اسکا تصرف جائز ہو تو اسی طرح اسکے نائب کا تصرف جائز ہو اور اگر دونوں قاضیوں میں سے ہر قاضی دوسرے قاضی کے منسوب کو معزول
 راجح ہے تو درست ہو اگر ان میں مصلحت دیکھے اور اگر مصلحت نہ دیکھے تو معزول کرنا جائز نہیں اور اسکا پورا بیان تنویر البصار کی کتاب الوکالۃ
 بن لفظات وغیرہ سے منقول ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے وہی وصایا السراج لم یعلم القاضی ان للیت وصیایم حضرت الوصی فاراد الخول فی الوصیۃ
 لم ذاک وصیب القاضی الاثر لا یرجى الاول اور سراج دہاج کی کتاب الوصایا میں ہے کہ اگر قاضی بخانا ہو کہ میت کا وصی جو سو قاضی نے
 میت کے واسطے کوئی وصی قائم کیا بہت کا وصی آیا سو اسنے وصیت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اسکو یہ درست ہے اور قاضی کے
 دوسرے وصی قائم کرنے سے پہلا وصی خارج ہوگا الا بشر اذ کفنه وتجزیہ وخصومتہ فی حقوقہ وشر او حاجۃ المظفل والاعتقاق کہ
 واعتقاق عبد معین ودرود وعتقہ وعتقہ عتقین دو وصیوں میں سے ایک وصی کا فعل باطل ہے مگر وصی کے کفن کی خرید میں اور اسکی
 تجزیہ میں اور اسکے حقوق کے خصوصیت کرنے میں اور حاجات طفل کی خرید میں اور طفل کے واسطے عتق قبول کرنے میں اور غلام معین کے آزاد کرنے میں
 اور ودیعت معینہ کے پھیر دینے میں اور ودیعت معینہ کے جاری کرنے میں ایک وصی کا فعل بھی نافذ ہے باطل نہیں زاد فی شرح الوہبانیۃ عشرۃ آخرہ
 منہار و منسوب و مشتری شر او فاسد و تہ کیلی اور ذری و طلب دین و قضاء دین جس حقہ شرح وہبانیہ میں امور عشرہ سو اسے جو جن میں مذکور ہیں
 زیادہ دیکھیں بہن از تجملہ منسوب کا پھیر دینا و شر او فاسد کی خریدی چیز کا پھیر دینا اور کیلی یا ذری چیز کا نصبت کر دینا اور دین بوسی کو طلب کرنا اور
 دین کا ادا کرنا اسکے حق کے ہم جنس میں امور عشرہ سے تین ام کو تاج نے ذکر نہ کیا از تجملہ شیب کی وجہ سے جن میں بیع کا پھیر دینا اور بارہ نفس نیم اور بت
 کی طرف سے غیرت کی وصیت کو جاری کرنا معین فقیر باسکیں کے واسطے وسیع یا نجاف تلفہ و جمیع اموال ضائعہ اور اس چیز کے بیچنے میں تجلے تلف
 ہو جانے کا ذریعہ اور اموال ضائعہ کے جمع کرنے میں احد الوصیین کا فعل باطل نہیں وقال ابو یوسف یغزو کل بالتصرف فی جمیع الامور ولو لم یصل علی الترادد الا ان
 اتج اتفاقا شرح وہبانیۃ اور ابو یوسف نے کہا کہ ہر وصی منفرد تصرف کرنے میں جمیع امور میں اور اگر موسی نے انفرادی جمیع پر تصریح کر دی ہو تو انکی تصریح کی
 پیروی کرنا لازم ہوگا باتفاق امام رحمہ اور امام ابو یوسف کے کذا فی شرح الوہبانیۃ وان مات احدہما فان الوصی الی الی الی اولی آخر فلیتصرف فی التکرار
 والاحتیاج الی نصب القاضی وصییا اور اگر ایک وصی مری گیا سو اگر وصی میت نے وصی زندہ کو وصی کیا یا دوسرے شخص کو وصی کیا تو فقہ احنیٰ کو ترک میں تصرف کرنا جائز
 ہے اور اسکی حاجت نہیں کہ قاضی دوسرا وصی مقرر کرے مگر جلی نے کہا کہ وصی زندہ کا نہایت تصرف کرنا ترک میں اسوقت جائز ہوگا جبکہ وصی مردہ نے اسکو وصی کر دیا ہو اور اگر
 اور شخص کو وصی کیا ہوگا تو دونوں کا مجتمع ہونا واجب ہوگا کذا فی الخطاوی والا یصح ضم القاضی الی غیرہ در اور اگر وصی مردہ نے وصیت نہ کی کسی کو تو وصی
 زندہ کے ساتھ قاضی دوسرا وصی لاوے کذا فی الدرریم سو اسلئے کہ میت کا قصد یہ تھا کہ اسکے ترکہ میں دو شخصوں کی رائے سے نظام ہو تاکہ خلل واقع نہ ہو تو یہ قاضی کے
 نصب وصی سے ممکن ہے کذا فی الریمی وہی الاشباہ مات احدہما تام القاضی الآخر مقامہ وضم الیہ خوار شاہ میں ہے کہ ایک وصی مری گیا تو قاضی دوسرے شخص کو اسکے
 مقام پر قائم کر دے یا اسکے ساتھ دوسرا ملاوے ولا یصل الوصیۃ الا اذا وصی لہما ان تبید قابلیۃ حیث شاء اتمی وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ اور وصیت باطل نہیں
 ہو جاتی مگر جبکہ وصی نے یون وصیت کی دونوں وصیوں سے کہ اسکے ثلث مال کو دونوں خیرات کرین جہاں دونوں جاہلین آتی مانی الاشباہ اور اسکا پورا
 بیان شرح وہبانیہ میں ہے شرح وہبانیہ میں ہے کہ اگر وصیت مذکورہ میں ایک وصی نے کہا کہ فلا نے شخص کو میں دے گا اور دوسرے نے کہا دوسرے
 محتاج کو دوں گا تو کسی کو دینا جائز نہ ہوگا اس لیے کہ ایک موضع میں دونوں کا اتفاق نہ ہو اور اگر وصی مری گیا قبل خیرات کرنے کے تو وصیت باطل ہوگی

باقی مال کی تنائی سے ایسے کہ اسے توجہ کیو ایسے مان کو میں کر دیا تھا جب وہ تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی و صحیح الوصی بعد امن الترتیب سے
 الغرض ان کے حصص بالمائتہ اور صحیح ہر چنانچہ وصی کا غلام کو ترکہ سے دین و مالوں کی غنیمت میں دین و مالوں کے واسطے ایسے کہ ان کا حق بالیت سے متعلق ہو
 نہ میں ترکہ سے و فسخن وصی باع ما وصی بیعہ و تصدق ثمنہ فاستحق بعد ہلاک ثمنہ اسی ضیاعہ عمدہ لائے العاقد فاعودہ علیہ
 اور ضمان دیا کہ وہ وصی جسے بیجا اس غلام کو جبکہ بیچنے کی اسکو وصیت ہوئی تھی اور وصیت اسکا ثمن بوسی کی طرف سے تصدق کر دیا جائے وہ غلام اس شخص کا
 ملک ہو گا اگر اس خراج ہو جائے تو بعد وصی کے پاس ضمان کی وجہ یہ کہ وصی ہی قواعد ہر صحیح کا تو عمدہ عقد کا اس کے ذمہ ہو گا ورجع الوصی فی الترتیب کلما
 ان محمد فی الترتیب طمانہ سفر در مکان دیا حتی لو ملک الترتیب اول وقت طلاق رجوع و فی الترتیب انبر رجوع علی من تصدق علیہ لان ثمنہ لم یغرم علیہ اور وصی رجوع
 سے تمام ترکہ میں یعنی بقدر تاوان دیا وہ تمام ترکہ سے بھرے اور عدل کے کما کما ثلث ترکہ سے بھرے ہم جواب دیتے ہیں امام کی طرف سے کہ وصی نے
 یہ کما بالایت کے سبب سے تو تاوان دین و ثمن ایت بر یعنی اور دین کل ترکہ سے متعلق ہو تا جو ثلث سے تو اگر ترکہ تلف ہو گیا بالکفایت میں کہ تا
 اب رجوع ہو گا اور نفی میں یوں مذکور ہے کہ وصی تاوان بھرے ان فقیروں سے جو ترن کو اسے خیرات دیا ایسے کہ فائدہ تصدق کا اس کے واسطے ہو گا
 نقصان میں نہیں پڑے گا کیا رجوع فی مال لطفل و وصی باع ما ہما یہ اسی مال الترتیب و ملک ثمنہ مع فاسخ الممل لم یبع و اصل رجوع علی الوترۃ
 حصہ نہ انفاق ثمنہ استحقاق با اہل جیسے کہ رجوع کرنا جو فقیر کے مال میں وہ وصی جسے بیجا وہ مال جو فقیر کو ترکہ ایت سے ہو چکا اور اسکا ثمن تلف ہو گیا
 بوسی کے پاس جو مال بیع غیر کا مستحق نکلا اور فقیر بقدر اپنے حصہ کے باقی و انوں سے بھرے گا ایسے کہ نسبت لوٹ گئی اس مال کے استحقاق سے جو فقیر کو ہو چکا تھا
 و صحیح احیاء مال الترتیب کو خیر بان کہ یوں لسانی ملار و لولہ لم یخر فیہ اور وصی کو حوالہ قبول کرنا مال نیم کا صحیح ہر اگر نیم کے حق میں بتر ہو نہ طرح کہ دوسرا
 محتال علیہ زیادہ تر مال اور بیسے بیسے اور اگر دوسرا بیسے کے مانند ہو مقدر میں تو حوالہ قبول کرنا جائز نہیں کنڈانی لیسہ و صحیح بیسہ و شر اوہ من جہنی باتین
 الناس را با لا یتعابن و ہوا الفاضل لان ولایتہ نظریۃ فلو باع بکان فاسد حتی یکلمہ اشتري بالقبض تنسانی اور صحیح ہر رجوع اور خرید وصی کی وصی سے
 بقدر ثمن میں بزم نہ بقدر عدم تعابن اور وہ عبارت ہر غبن فاضل سے یعنی اگر وصی کو فسخ فاضل ہوا تو وہ صحیح صحیح نہیں ایسے کہ وصی کی ولایت نظر کی
 یعنی جب میں نیم کے واسطے منفعت ہو تو اگر وصی نے غبن فاضل سے بیع کی تو بیع فاسد ہوئی تو شری بیع کا مالک ہو گا قصہ کرنے سے کنڈانی تنسانی دینا
 اور تباہ الوصی للفقیر مع الاصل و ان باع الوصی او شری مال الترتیب من ثمنہ فان کان وصی لفاضل لا یجوز ذلک مطلقا لاند و دلیل اور یہ یعنی
 صحیح بیسہ و شر اعدم غبن فاضل اس وقت ہر جبکہ وصی نے خرید و فسخ کی ہو فقیر کے واسطے غیر شخص کے ساتھ اور اگر وصی نے مال نیم کی خرید و فسخ کی
 اپنی ذات سے تو اگر وہ فاضل کی طرف سے وصی ہر توبہ جائز نہیں مطلقا خواہ غبن ہو یا نہ اس واسطے کہ وصی وکیل ہر فاضل کا یعنی اور نقل وکیل کا فقیر نہ
 سو کہ کے فعل کے ہر اور وکیل کا فعل حکم کرنا ہر سو حکم کرنا اپنی ذات کے واسطے درست نہیں کنڈانی لفظ دی و ان کان وصی لاب جاز بشرط منفعۃ
 ظاہرۃ للفقیر ہو قدر نصف زیادہ و قصدا اگر اگر وصی باپ کی طرف سے ہو تو بیع وصی کی اپنی ذات سے جائز نہ بشرطیکہ فقیر کے واسطے ظاہر
 ہو اور وہ یہ کہ بقدر نصف کے ہو زیادتی یا کمی میں میں غنیمت ظاہر کی تفسیر یوں مذکور ہے کہ اپنا پندرہ دم کا مال فقیر سے دس دم کو بیع کرے و وصی
 دس دم کا مال فقیر کا پندرہ دم کو آپ خرید کرے و قال لا یجوز مطلقا اور صاحبین نے کہا کہ باپ کے وصی کی بھی بیع جائز نہیں مطلقا خواہ منفعت ظاہر ہو یا
 و بیع الاب مال فقیر من ثمنہ جائز بشرط لقیمتہ و بما تعابن فیہ وہو الیسیر والا لا اور مال فقیر کو باپ کا بیع کرنا اپنی ذات سے جائز نہ قیمت کے
 برابر بقدر میں کہ غبن خارج ہو تا جو یعنی غبن قلیل اور اگر یہ نہیں تو جائز نہیں و ہذا لکن فی المسئلۃ انانی لفظ شری اور بیسہ تفصیل مسائل مذکورہ
 کی مال منقول میں ہر اور غیر منقول خیرا نیمہ رضی اور مکانات کی خرید و فسخ کے احکام آگے مذکور ہو گئے و لوزار الوصی علی انفسہ لکن شریہ لحد و ثمن الزیادۃ

اور اگر وصی نے مثل بیعت کے کفن پر زیادتی کی شمار میں تو وصی نادان دیگا بقدر زیادت کم مثلاً بیعت کے بعد کفن میں کپڑوں کا ہوتا تھا
وصی نے چار کپڑے خریدے تو ایک کپڑے کی قیمت کا وصی زیادتی دینا لازم ہوگا وہی قیمت وقوع الشراکہ و بیعت ضمنی یا و قیمن مال الیتیم ولو کچھ
اور اگر وصی نے کفن کی قیمت پر زیادتی کی تو یہ خرید وصی کے واسطے واقع ہوگی تو اس وقت میں وصی نادان دیگا اسکا جو اس نے کفن دیا ہی یتیم کے مال
سے کذا فی الاول و بیعتا لو دفع المال الی الیتیم قبل ظهور رشده بعد الادراک فضا مع ضمنی لانه دفعہ الی بن نہیں کہ ان بدفع المیہ او
ولو بحیثین ہو کہ اگر وصی نے یتیم کو مال دیا اسکی ہر شیا ری ظاہر ہونے سے پہلے بعد اسکے بلوغ ہونے کے بعد وہ مال ضائع ہو گیا تو وصی نادان دیگا
اس واسطے کہ اسے اسکو واپس جکا دینا اسکو جائز نہ تمام یہ صاحبین رحمہما قول ہر تعطیل کی دلیل سے اور امام ہم کے نزدیک وصی برضمان نہیں اگر بیعت
کو بندہ برس کے بعد دیا اس واسطے کہ جب یتیم ۱۵ برس کا ہو تو وصی کو دینے کا اختیار ہر غیر عقاربین کذا فی الخطا دی و جائز سید اسی کو ہی علی کسیر الی
فی غیر العقاربین لانه دیون بلاکہ ذکر غری زادہ عز الی غایۃ قلت و فی الزبعی و فقہانی الملح لانه نادان وصی کو چھپا وارث مانع غائب ہر جائز
مال منقولہ میں مگر اداس دین کے واسطے غیر منقول کی بیعت بھی جائز یا اسکے تلف ہونے کے خون سے ایسا ذکر کیا ہی غری زادہ نے خانیہ کی طرف نسبت
کر کے میں کتا ہوں اور زبعی اور فہستانی میں مذکور ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ غیر منقول کی بیعت جائز نہیں اس واسطے کہ اسکا تلف ہو جائے مگر حرم اگر بیعت
دین مستغرق ہو تو وصی کو بیع کا بالاجماع اختیار ہو اور اگر دین مذکور بیعت کے سبب ترکہ کو محیط نہیں تو صاحبین کے نزدیک بقدر دین ہو اسقدر کی بیعت جائز
ہو اور امام کے نزدیک کل کی بیعت جائز ہو کذا فی الخطا دی عن الجوی و جائز سید عقاربین جسی لاس نفسہ منصفہ قیمتہ او نفعہ الصغیر اور دین بیعت او بیعت
مرسلۃ لانقاذ لما الاثم و لکن علامۃ لازید علی کونہ او خوف خرابہ او نقصانہ او کونہ فی بدخلب در در شہادۃ محمد اور صغیر کی عقاربینی مال غیر منقول کی
بیعت وصی کو جائز ہو غیر شخص سے نہ اپنی ذات سے اسکی و دنی قیمت پر یا صغیر کے خرج کے واسطے یا دین بیعت کے ادا کرنے کے واسطے یا وصیت مرسلہ
کے جاری ہونے کے لیے جکا نافذ اور جاری ہونا کہیں سے مقصور نہیں سو اسے عقارب کے یا اس واسطے کہ عقارب کی حاصلات زیادہ نہیں ہوتی اسکے مساوات
سے یا اسکے ویران ہونے یا ناقص ہو جانے کے خوف سے یا اسوجہ سے کہ عقارب ظالم سرکش کے ہاتھ میں ہو کذا فی الدرر الاشبہا خصام وصیت مرسلہ سے مراد وصیت
سلطہ ہر طرح کہ موصی نے کہا کہ میرا مال یا جو تھا مال وصیت ہر تو اب عقارب کی بیعت جائز ہے کذا فی الدرر الاشبہا و بیعت مرسلہ قبل ام ادا و خاصا
لا یلکان بیعت العقارب مطلقا میں کتا ہوں اور یہ یعنی جو بیعت عقارب غیر شیا و ثمانیہ مذکور ہیں اس شرط سے ہے کہ مانع مان یا بجائی کی طرف سے موصی ہو اسکا
مان اور بجائی کا وصی عقارب صغیر کی بیعت کا مالک نہیں ہر طرح یعنی نہ شیا و ثمانیہ میں نہ غیر میں ولا شرا و غیر طعام و سوسہ اور مان و بجائی کا وصی کسی چیز کے خرید کا مالک
نہیں سو طعام اور لباس صغیر کے ولو ابلع با مان محمود عند الناس و مستور کمال جو زبان کمال اور اگر عقارب صغیر کا مانع صغیر کا باپ ہو سو ارادہ کو کونچے نزدیک
سرا اور بستریدہ ہوا اسکی خوبی اور بدی کچھ ظاہر ہو تو بیعت جائز ہے کذا ہر ابن مالک و لا تجوز الوسی فی مالہ اسی الیتیم نفسہ خان محل تصدق بالبیع اور وصی و داری
مگر یتیم کے مال میں بیعت ذات کے جائز ہے کیونکہ اس واسطے کہ اسے اپنے واسطے اس مال میں تجارت کی تو منفعت کو خیرات کر دے و جائز لو انخرس مال الیتیم لیتیم
تکافؤ فی الدرر و داری جائز ہو اگر وصی تجارت کے یتیم کے مال میں یتیم کے واسطے اور کچھ اور ایمان در دین حرم در دین خانیہ سے مذکور ہو کہ وصی کو یتیم کے مال اور
بیعت کے مال میں تجارت کرنا اپنے واسطے جائز نہیں اور اگر تجارت کی اور نفع ہو تو اس المال کا ضمان دے او نفع خیرات کرے ہر ذیہ کے نزدیک اور اگر بیعت کے
نفع کو نفع وصی کو حلال ہو خیرات نہ کرے نتیجہ قلت و فی الاشبہا لا یلک الوسی بیعتی باقی میں نہیں لانی اسکا لانی اسکا لانی و بیعت مرسلہ بعدہ بن طلاق میں کتا ہوں اور
خیابان ہے کہ وصی کسی چیز کی بیعت کا مالک نہیں نہیں غفل سے کتر میں گرایا سئلہ وصیت میں نقل میں بیعت جائز ہو یعنی جبکہ موصی نے اپنے طعام کی بیعت کی وصیت
کی غفلت سے شخص حرم اور غفلت سے شخص نقل کی بیعت پر بھی خود اس کو تو اب وصی کو نہیں سے کم کرنا درست ہے لیکن ثلث قیمت سے کم کرنا تو بھی درست نہیں کذا فی الخطا

وفیہا الکلام فی اجراء التتوی اجرتی علی علم فلو لم یعمل لاجلہ واما وصی التتوی فلا اجر علیہ علی ما صحیح و ہذا اذا عین الفاضل للتتوی اجرا فان لم یعمل عین وصی التتوی
فلا شئ لہ و غیرہ للفقہ تم ذکرنا سچا لہ فافہم و قد مر فی الوقت واما وصی الفاضل فان لہ نصیبہ یا جزیئہ جائزہ ہی و اگر شاہدین ہر اجرت مثل کے بیان میں
کہ متولی کو اس کے عمل کے برابر اجرت جائز ہے سو اگر اسے عمل نہ کیا تو اسکو اجرت نہیں ہے اگر وصیت کے وصی کو بنا بر قول صحیح کے اجرت نہیں ہے اور یہ یعنی
متولی کے واسطے اجرت مثل کا ثبوت اس وقت ہے جبکہ فاضل متولی کے لیے اجرت عین کر دے تو اگر اسے اجرت عین نہ کی اور متولی نے ایک سال میں
کوشش کی تو اس کے واسطے کچھ اجرت نہیں اور صاحب شاہد نے اس قول کو قنبد کی طرف نسبت کیا پھر صاحب قنبد نے وہ قول ذکر کیا جو اس کے مخالف
ہو یعنی یون کہ اس کا متولی سختی اجرت ہو اگرچہ فاضل نے اجرت نہ مقرر کی ہو سو اسکو سمجھو ہے اور البتہ یہ مسئلہ کتاب الوقت میں گذر گیا اور فاضل کے وصی کا
یہ حکم ہے کہ اگر فاضل نے اسکو اجرت مثل پر مقرر کیا تو جائز ہے اگر ہی مافی الاشباہ و فی القہستانی من خیر اللذخیرہ ولو کا فوہنا را و کبار ارباع حصۃ لہ و کبار کماد و
گذر الیہا علی ما مر فی تفصیل اور قنبدانی میں ذفرہ سے منقول ہے کہ اگر وارث چھوٹے اور بڑے ہوں تو وصی چھوٹوں کے حصہ کو چھوٹے سے چھوٹے حصہ کے
مسائل مستثنیہ ہیں مذکور ہو چکا اور اسی طرح بالغ وارثوں کے حصے کو بچہ کے بقا تفصیل گذشتہ کے ہم تفصیل مذکور ہے کہ ادا دین اور خوف ہلاکت
میں سچ جائز ہے نہ اس کے سوا میں گذرانی لفظ وصی و نقل عن الیہا دین ان فی سبیل الفقار و فاکو اختلاف التسلح و جزیہ صاحب الہدایۃ لان فیہ اشتباہ
علیہ مع وقع کما تہ دان غیر الوصی لثبوت خوف و غلبہ و علیہ لفتوی و ما فیہا علیہ علی المقتنی اور قنبدانی نے عداد سے نقل کیا ہے کہ وصی کو غبار پچھتے ہیں
بطریق سچ الوفا کے مشایخ کا اختلاف ہے اور صاحب ہدایہ نے اسکو جائز کہا ہے سو اسے کہ اس میں مالک صغیر کا باقی رکھنا ہے یا وجود دفع حاجت کے
اور سو اسے کہ غیر وصی کو تصرف کرنا ظلم کرکے خوف سے جائز ہے اور اسی قول بر فتویٰ ہے اور اسکا یوہر بیان ہمارے مطلق کی شرح میں مذکور ہے
و لایحوز اقرارہ بدین علی المسیت اور وصی کا اقرار جائز نہیں میت پر دین کام ہر اسے کہ اگر وارث کے غیر پر حجت نہیں تو مقررہ کو اسکا لینا بدین و ن
گواری کے درست نہیں اور اگر وصی دیکھا تو اس پر ضمان لازم ہوگا کہ انی لظلم و وصی و لای شئ من ترکہ نہ لفظ لان الا ان یکن المقر و ارثا
فیصح فی حصۃ ورنہ وصی کا اقرار کسی چیز کا میت کے ترکہ سے جائز اس طرح کہ یہ غیر فلا نے شخص کی ہو مگر کہ اقرار کرنے والا وارث ہو میت کا
تو اقرار صحیح ہوگا فقط مقرر کے حصہ میں نہ باقی ورنہ کے حصوں میں ولو اقر الوصی بعین لآخر ثم ادعی انہ للصغیر لیسح در اور اگر وصی نے کسی چیز
میں کا اقرار دوسرے شخص کے واسطے کیا پھر دعویٰ کیا کہ وہی چیز صغیر کی ہے تو اسکا دعویٰ سموع ہوگا کہ انی اللہ یعنی تناقض کی وجہ سے و وصی
ابی لطف الحق بجا کہ من جددہ و ان لم یکن وصیہ فاسجد لکما تقر فی حجرہ و صغیر کے باب کا وصی زیادہ تر صدقہ ہے صغیر کے مال میں تصرف کرنے کا
صغیر کے دادا سے اور اگر اسکا وصی نہ ہو تو دادا ہی پر چاہیچہ کتاب نجہ میں ثابت ہو چکا ہے و فی البیہ لیس لیس حقار و لہ فرض فقہار الدین و فقہنا الوصایا
بجلائق الوصی فان لہ داک و ذبیہ میں ہے کہ دادا کو حقار کی اور اسباب کی بیع اور اسے دین کے واسطے اور وصیتوں کے جاری کرنے کی و اسے جائز نہیں

بجلائق وصی کے کہ اسکو درست ہے

فصل فی شہادۃ الاولاد و عیالہ فی فصل ہر وصیوں کی گواری کے مسائل میں م اس فصل میں شہادت و وصیاء کے سوا اور مسائل بھی بہت مذکور ہیں
تو یون کہنا بہتر تھا فصل فی شہادۃ الاولاد و عیالہ و غیر ذلک و بطلت شہادۃ الاولاد و عیالہ صغیر کمال مطلقا اگر کبریاں المسیت اور باطل ہے
گواری و وصیوں کی وارث صغیر کے مال کی ہر طرح خواہ صغیر کو میراث سے مال ملا ہو یا ہمہ وغیرہ سے یا وارث بالغ کے حق میں وصیوں کی گواری بہت
مال کی باطل ہے سو اسکی صغیر کے ہر مال میں وصی کا تصرف جاری ہے اور بالغ کے مال میں میت میں وصی کو حفاظت کی ولایت ہے وارث کی نصیب میں تو اس حصہ
اسکی گواری باطل ہے و صحت شہادت تھا بغیر و ای بغیر مال المسیت لفظ و ولایتہا عنہ فلا تمہہ فقہنا و صحیح ہے گواری ان دونوں کی بغیر مال مسیت کے

منقطع ہونے دونوں وصیوں کی ولایت کی اس نال سے ثواب بہت کا مقام نہیں کہ شہادۃ طہین آخرین بدین اہل بیت و شہادۃ آخرین
 لایا ولین شہادۃ صحیحہ کو اسی دوروں کی اور دونوں کے واسطے ہزاروں کے دین ہونے کی اہمیت پر اجماع ہو گا وہی انھیں دونوں وصیوں کی پہلے
 دونوں کو ان کو اپنے مانند بنی ہزاروں کے دین کی اہمیت پر کو اسی دی اور فریق ثانی نے فریق اول کے دین ہونے کی
 کو اسی دی تو دونوں کو یہاں صحیحہ بن بخلاف شہادۃ کل فریق پر وصیت ثبات بخلاف شہادت ہر فریق کے ہزاروں کی وصیت میں یعنی ہر فریق نے دوسرے
 فریق کے واسطے کو اسی دی کہ وصیت نے ان کو ہزاروں کی وصیت کی ہر سو کو اسی بطل ہو وفاق ابو یوسف لایا فی الدین تضاد و تقدیم فی شہادت
 اور ابو یوسف نے کہا کہ دین میں بھی کو اسی قبول نہیں مانند وصیت کے اور بہتہ پر مسئلہ کتاب شہادت میں پہلے نہ کر ہو چکا ہے اور شہادۃ اولادین
 بعد و آخرین شہادت کہ اولاد ہر ام سلمہ لایا تا شہادۃ فقیہان کی کو اسی غلام کی وصیت کی اور چچوں کی کو اسی شہادت مال یا خیر میں ہر
 کی وصیت کی تہت ثبات کرنے کو اسی کے شہادت غلام کو تو بطل ہو مگر کل مال میں غلام بھی داخل ہو تو شہادت مال کی وصیت میں غلام میں شرکت
 ثبات ہو گئی اور شرکت قبول شہادت کی مانع ہر دفعہ کو شہادۃ طہین یا وصیتہ بعین کا بعد و شہادۃ شہادۃ و ولما لالشہادین یا وصیتہ
 بعین آخر لایا شہادۃ خلافتہ زلیعی اور کو اسی صحیحہ ہر اگر دو دین نے اور دوسروں کے واسطے کسی خیر شہادۃ غلام کی وصیت کی کو اسی دی اور شہادۃ لایا
 شہادۃ دینے دوسری چیز شہادۃ کی وصیت کی کو اسی دی اس واسطے کہ بیان دونوں فریق میں شرکت ثبات نہیں تو وصیت بھی نہیں جو کو اسی قبول
 ہو لکن فی الدین شہادۃ اوصیاء ان اہمیت اوصیاء زید و عمر اہمیت لایا تا شہادۃ لایا تا شہادۃ القاضی برائتا لایا و جوابا لایا تا شہادۃ
 جمیع تصرفات ہر نہ کہ انقر دو وصیوں نے یہ کو اسی دی کہ وصیت نے زید کو کسی ان دونوں کے ساتھ وصی کیا ہے تو یہ کو اسی لغو و بیسب ثبات کرنے
 دونوں وصیوں کے اپنی ذاتوں کے واسطے مددگار اور اس صورت میں قاضی ان دونوں کے ساتھ تیسرے وصی ملا دے ہر وجوب کے کیونکہ انھوں نے
 اور وصی کا خود اقرار کیا تو اب دونوں وصیوں کا تصرف کرنا وصیت کے مال میں بدو وصیت وصی کے جائز نہیں چنانچہ ثبات ہو چکا الا ان میرا
 زید ذلک ای مدعی ان وصی ہما فینفذ فی شہادۃ شہادۃ لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے یعنی زید و عمر کے کہ دعویٰ
 اور وصی ہر ان دونوں کے ساتھ ثواب دونوں وصیوں کی کو اسی بطریق احسان کے قبول ہو گی اس سے کہ دونوں وصیوں نے تیسرے وصی کے علم سے کی
 مشقت قاضی پر سے ساتھ کر دی لکن فی الخطا دی و لکن اہمیت اوصیاء اوصیاء الی رجل خبرہما لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے
 وصیت کے دو طریق نے جب کو اسی دی کہ اپنے باپ نے ایک مرد کو وصی کیا ہے تو کو اسی لغو و بیسب ثبات کرنے کے دونوں نے اپنے واسطے مشقت
 کو کیونکہ بیسب ثبات کرنے باپ کو اسی کے ساتھ کہ دوسرے و ہذا کو ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے
 کا منکر ہے اور اگر وہ وصی ہر نہ کہ دعویٰ کرے تو شہادت مذکورہ مقبول ہو گی باعتبار استحسان کے بخلاف شہادۃ یا نہ یا ہما و کل زید اوصیاء
 و یوثق بالکوفۃ حیث اہمیت لایا تا شہادۃ لایا تا شہادۃ القاضی لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے
 کہ دو بیویوں نے یہ کو اسی دی کہ اپنے باپ نے ایک مرد کو وصی کیا ہے تو کو اسی لغو و بیسب ثبات کرنے کے دونوں نے اپنے واسطے مشقت
 کا دعویٰ کرے یا نہ کہ اس واسطے کہ قاضی نے دعویٰ کو اسی کی جانب سے دلیل کے باوجود کہ نہ کہ بیویوں کی ضرب سے مالک نہیں بر خلاف وصیت کے و شہادۃ
 اوصی تصحیح علیہ اہمیت لایا تا شہادۃ لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے
 کے واقع ہوئی ہو تو کو اسی نے خصوصیت نہ کی ہو لکن فی الخطا دی و لکن اہمیت اوصیاء اوصیاء الی رجل خبرہما لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے
 کی وصیت کو جاری کیا اپنی ذات کے مال سے تو استفادہ مال نہ کہ وصیت کے حصے ہر طرح اور نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے لایا تا شہادۃ القاضی ہر نہ کہ زید ایک دعویٰ کرے

بیت کا وارث ہو یا نہ خواہ وصیت شد ہو یا لایعیا دکنہ فی الخطا وی حقیر کو کیل آدمی ثمن بن لہ فان لہ ان یرج جناحہ وہ دیکل جسے بن ادا کیا ہے
مال سے سو سو سو کو مل کے مال سے بھر لینا جائز ہے وکنہ لک الوصی اذا تری کسوة للصغیر او تری ما تبقی غایہ من مال نفسه فانی یرج اذا شہد
علیہ ذلک اور اسی طرح وصی جبکہ صغیر کے واسطے لباس خرید کرے اپنے مال سے یا وہ چیز زیادہ جسکو صغیر خرچ کرتا ہے تو وصی صغیر کے مال سے بھرے جبکہ اسپر
اسے ہر کیا جو یعنی اسپر شہد ہر کیا ہو کہ میں اپنا مال بطور قرض کے صرف کرتا ہوں یا صغیر کے مال سے بھر لوں گا وہی البزازیہ واما شرط الاشهاد لان قول
الوصی فی حق الانفاق بقیل لانی حق الرجوع بلا شہادۃ تہی علی حفظ قلت لکن نے عقیدتہ و خلاصتہ و مخاصمتہ و مخانیۃ لان یرج بالثمن وان لم یثبہ بخلاف الاولین
و سببی ما لقیہ قنیۃ نزار یہ میں ہر کہ گواہ کرنا تو اسی واسطے شرط ہے کہ وصی کو ثمن کا بھر لینا جائز ہے اگرچہ اسے گواہ نہ کر لیا ہو ہر خلاف مان باب
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے میں کتابت ہوں لیکن قنیۃ اور خلاصہ اور غانیۃ میں ہر کہ وصی کو ثمن کا بھر لینا جائز ہے اگرچہ اسے گواہ نہ کر لیا ہو ہر خلاف مان باب
کے کہ انکو رجوع بلا شہادۃ جائز نہیں اور آگے وہ آوے گا جو اسکا سفید ہے تو خبردار رہنا ہم شرط بنالیمہ میں ہر کہ ہمارے علما کا کلام جو مطلق یا رجوع
بشہادۃ میں مضمر ہے اور یہ استہراک عام اور لباس کی طرف راجع ہے اس واسطے کہ والدین کی عادت میں طعام اور لباس اولاد کا تبرع ہوتا ہے
کنہ فی الخطا وی او قضی دین لمیت اثبات شرعا او کفشدہ وادی خرج التیم او عشرہ من مال نفسه یا وصی نے وہ دین بیت کا جو شرعا اسپر
ثابت ہو ادا کیا یا اسکو ثمن دیا یا تیم کا خرچ یا عشرہ اپنے مال سے ادا کیا او تری لوارث الیکر طعاما او کسوة للصغیر او ثمن لوارث لمیت
او قضی دین من مال نفسه فانی یرج ولا یكون مطلوباً یا لوارث بالغ نے صغیر کے واسطے طعام اور لباس خرید کیا اپنے مال سے یا لوارث نے بیت کو ثمن دیا
یا اسکا دین ادا کیا اپنے مال سے تو بیت کے متروک ہے کہ بھرے گا و تہرک ہوگا یعنی اسکا مال بلا عوض نہ ٹھہرے گا و لو ثمن الوصی لمیت من مال نفسه
قبیل قولہ فیہ قبل ہو ستر کہ بقولہ او کفشدہ اور اگر وصی نے بیت کو ثمن دیا اپنے مال سے تو اسکا قول یہاں مقبول ہوگا شایع نے کہا کہ بعضوں نے
کہا کہ یہ مان کا قول زائد اور مکرر ہے بقول مان او کفشدہ طبعی در اختیار کے محشی نے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ شایع لفظ قبل کو حذف کرتا یعنی اس واسطے کہ
اس قول کا مکرر نہ ہو ماصرح ہر خطا دی محشی نے کہا اسکا جواب یوں ممکن ہے کہ مان کی مراد یہ ہے کہ دونوں یعنی وارث اور وصی ثمن کے مجرادیہ میں
مترکہ سے متفق ہیں لیکن وہ قدر قیمت میں مختلف ہیں تو اب وصی کا قول مقبول ہوگا تو یہ قول مان کے قول سابق سے متعارض نہیں قابل تہی و لو باع
الوصی شیئاً من مال التیم ثم طلب ثمنہ بالکثر بما باع رجع القاضی فیہ الی اہل البصیرۃ و الامانۃ انی خبرہ انسان منہم انہ باع بثمنۃ و
ان قیمۃ ذلک لا لیتقت القاضی الی من زید اور اگر وصی نے مال تیم کا بیجا بھروسہ سے مال مع کی طلب ہوئی اسکی جینے سے زیادہ ثمن کو تو قاضی
اسمین اہل بصیرت اور اہل امانت کی طرف رجوع کرے اگر تین دفع کارون میں سے دو شخص اسکو خبر دیں کہ وصی نے مال تیم کو اسکی قیمت کے یونہی
بیع کیا اور اس مال کی بھی قیمت ہو تو قاضی انقات نہ کرے اس شخص کی طرف جو زیادہ ثمن بتا ہو و ان کان فی المراءۃ تشریک اکثر و فی لوق یا محل
لا یتقض البیع لذلک اسی لاجل ذلک زیادہ بل رجع الی اہل البصیرۃ فان جمع رجال منہم علی شیئ لیتخذ ثمنہا عند محمد و کفی قول واحد فی
ذلک عندہما کما فی التشریکہ اور اگر فرد دین میں بیع میں زید ہو تو ہو جسکو بفعل کے عن بن ہلام بولتے ہیں وہ مال خریدتا ہو یا زیادہ ثمن سے اور بازار میں تہ
سے تو وصی کی بیع کو قاضی نہ توڑے اس زیادہ کے سبب سے بلکہ رجوع کرے وقت کاروگون کی طرف بلکہ اگر لوگون سے دو متفق ہوں ایک خبر تو نہیں دونوں
کا قول لیا جائے محمد کے نزدیک اور ایک ہر کا قول کفایت کرتا ہے امام عظم اور ابو یوسف کے نزدیک جیسے تشریکہ شہود میں کافی ہے وہی ہذا قیم الوقت اذا رجعت
الوقت ثم جازا تری زید فی الاجر المحلل فیہ الیہ و مخری الیہ یمتد و علیہ ہذا القیاس متولی وقت نے جبکہ وقت کی کرایہ والی چیز کرایہ کو دی مجرور و مخری شخص یا زیادہ
کرایہ دینے کو تو نقص اجارہ ہوگا مگر دون قول اہل بصیرت کے یہ سب سائل در میں نہ کر رہیں قناد سے قاضیان سے مشغول ہو کر مسائل لمعہ شایع کے

قبول قول الوسی فیما یرحمہ من الاتفاق بلا نیۃ الا فی شئی عشرۃ مسئلہ علی مانی الاشباہ وسی کا قول خراج کرنے کے دعویٰ میں بدون گواہوں کے مقبول ہو
مگر بارہ مسئلوں میں مقبول نہیں چنانچہ اشباہ میں مذکور ہیں م سائل مذکورہ کو شایع اب ذکر کرتا ہر ادعے فقہاء دین اہل بیت ہلا مسئلہ یہ ہے کہ وسی نے
دین بیت کے ادا کرنے کا دعویٰ کیا م صورت اُسکی یہ ہے کہ وسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے وسی کا دین اپنے مال سے ادا کیا اور قیام اُسکی تکذیب کرتا ہر اور
اُسکے ادا کرنے پر گواہ نہیں ہیں تو قول وسی کا مقبول نہ ہوگا اور ادعیٰ مضارہ میں مالہ بعد بیع التکرہ قبل قبض تھا دوسرے مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا ادا سے دین
بیت کا اپنے مال سے بعد ترکیبہ اپنے اور اسکے تین قبض کرنے سے پہلے ادا ان البیت مسئلہ مال آخر دفع ضمانت تیسرا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ میں نے دوسرے
کا مال ضائع کیا سو مجھے نے اُسکا نادان دیام صورت اُسکی یہ ہے کہ وسی نے قیام سے کہا کہ تو نے اس مرد کا مال غنلی میں اتنا تلف کیا تھا اور میں نے تیری
طرف سے ادا کیا تھا سو قیام نے اُسکی تکذیب کی قیام کا قول مقبول ہوگا اور وسی ضامن ہر سب کے نزدیک کذا فی الخطاوی اداؤں بد تجارتہ خرک
دیون نقصان اعتہ جو تھا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ وسی نے قیام کو تجارت کا اذن دیا سو قیام پر لوگوں کے دین ثابت ہو گئے سو وسی نے اُنکو ادا کیا قیام کی
طرف سے ادا دی خراج ارضہ نے وقت لایسح للزاعۃ یا تجوان مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ میں نے قیام سے قیام کی زمین کا خراج ادا کیا ایسے وقت میں کہ زمین زراعت کے
لائق نہ رہی م تو اگر زمین زراعت کے لائق ہر صورت کے دن تو بالاتفاق وسی کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا بشرطیکہ وسی اور قیام متفق ہوں موت وسی کے
وقت پر کذا فی الخطاوی او جل عبده الا بق تحسنا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا قیام غلام کو بختہ کے بڑلانے دے کے انعام دیتے کام یہ محمد کا قول ہے اور ابو یوسف
کے نزدیک وسی کا قول مقبول ہے اور اگر وسی نے کسی شخص کو غلام کے لانے پر بطور اجارہ کے مقرر کیا تو بالاتفاق وسی کا قول مقبول ہے کذا فی الخطاوی
او خدا عبده بکافی سا توان مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا قیام کے غلام قاتل کے قدیہ دیتے کا بالاتفاق علی حرمتہ اُنھوں مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا قیام کے محرم پر خراج کرنے کا
م صورت اُسکی یہ ہے کہ وسی نے قیام سے کہا کہ قاضی نے تبرہ اندہ بھائی کے دے اتنا مانا تبرہ مال سے مقرر کیا اور میں نے اُسکو ادا کیا اور قیام نے کہا کہ
اور کسی قاضی نے یہ حکم نہیں کیا تو قیام کا قول مقبول ہوگا اور وسی ضامن ہر سب کے نزدیک کذا فی الخطاوی عن تارخانیۃ و علی فقیہ الدین و اتوا انا مسئلہ یہ ہے کہ
کیا خراج کرنے کا قیام کے اُن غلاموں پر جو عمر گئے م قول ہے محمد کا اور ابو یوسف کے نزدیک وسی کا قول مقبول ہے اور اگر غلام زندہ ہوں تو بالاتفاق وسی کا قول
مقبول ہے کذا فی الخطاوی و اتفاق علیہ مافی ذمتہ با وسی نے دعویٰ کیا قیام پر اُس مال کے خرچ کرنے کا جو وسی پر واجب الادا تھا م مسئلہ اشباہ میں مذکور
نہیں اور اگر کسکو شام کھیتے تو تبرہ مسئلہ ہوتے ہیں وجہ اس مسئلہ کی یہ ہے کہ وسی چاہتا ہے کہ میں ادا سے دین سے فارغ الذمہ ہو جاؤں تو اُسکی تصدیق بدون
شہادت کے نہ ہوگی کذا فی الخطاوی و کذا ان مال نفسه حال غیبتہ مالہ دار ادا رجوع دشوائ مسئلہ یہ ہے اور اسی طرح وسی نے دعویٰ کیا خراج کرنے کا قیام پر
اپنے مال سے جبکہ قیام کا مال حاضر تھا اور مجھے پیر لینے کا ارادہ کیا م بشرطیکہ وسی نے اُسپر گواہ نہ کیا ہو کہ میں اپنا مال خراج کرتا ہوں پھر لینے کے واسطے او
اگر اُسے اُسپر گواہ کر لیا ہو تو رجوع جائز ہے کذا فی الخطاوی عن تارخانیۃ و ذمہ زوج البیت امرأۃ و دفع مہر لہا م مالہ و ہی میتہ گیارہ سوال یہ مسئلہ یہ ہے یا
دعویٰ کیا کہ اُسے قیام کا نکاح کر دیا ایک عورت سے اور اُسکا مہر ادا کیا اپنے مال سے اور حالانکہ وہ عورت زندہ نہیں ہے اثباتہ عشر حجر و رجوع ثم ادعی
انہ کان مضارباً بارحوان مسئلہ یہ ہے کہ وسی نے تجارت کی اور فائدہ حاصل کیا پھر دعویٰ کیا کہ اُسے بطور مضاربہ کے تجارت کی م بیان
بھی عدم اشتہاد بشرط ہے اور اگر وسی نے مضاربہ پر گواہ کر لیا ہو تو نفع میں شریک ہوگا کذا فی الخطاوی و الاصل ان کل شئی کان مسلطاً علیہ
فانہ یصدق فیہ و ما لا فلا و فسادہ کلیہ مسائل مذکورہ میں یہ ہے کہ جس چیز پر وسی مسلط ہو تو اُس میں اُسکی تصدیق کجا دے گی اور جبیر وہ مسلط
اور متعین نہیں تو اُس میں اُسکی بلا شہادت تصدیق نہ ہوگی م تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ جب کہ ظاہر حال اُسکا کذب نہ ہو کذا فی الجوی مقصود
الفاضی و میا فی سببہ مواضع مہولۃ فی الاشباہ قاضی بیت کی طرف سے وسی کو مقرر کرے اُن سات مقاموں میں جو اشباہ میں

مفسر مذکور میں ہم منصب وصی کا واسطہ یہ ہے کہ قاضی کے رد و رد کو ہی دین کو خلاف شخص کر گیا اور اس نے کوئی وصی قائم نہیں کیا سو اگر قاضی نے وصی مقرر کیا
پھر میت کا کوئی وصی ظاہر ہو تو وصیت کا وصی دہی وصی ہر نہ قاضی کا وصی اور منصب وصی کا اختیار فقط اس قاضی القضاۃ کو ہے جس کو سلطان کی طرف سے
اس کی اجازت ہو کہ ذی الاشبہاء نہ ادا کرے دین اور علیہ الامتیعہ وصیتہ منجملہ موصیہ سب کے یہ ہیں مقام میں جب کہ میت کا دین ہو کسی شخص پر
یا کسی شخص کا دین ہو میت پر یا وصیت جاری کرنے کے واسطے و ذی الاشبہاء ہر موصیہ میں آخرین استری الاباب بن علیہ شیکا فوجہ عبدی منصب القاضی
و مینا لیر وہ علیہ اور ذی الاشبہاء ہر اجواہر حاشیہ ثبائہ دین و مقام اور زیا دہ مذکور ہے میں ایک یہ کہ باپ نے اپنے فضل سے کوئی خیر خریدی پھر اس میں عیب یا یا تو
قاضی وصی کو مقرر کرے تاکہ باپ وہ خیر عیب ناک اس کو پھر دے و ذی الاشبہاء حقیقیات حق منیر الود غائب غلبہ منقطعہ منصب والاظلا و غیر الراجح القاضی
اور حکم اس منیر کے اثبات حق کی حاجت ہو جس کا باپ غائب ہے بطریق غلبہ منقطعہ کے تو قاضی وصی کو قائم کرے اور اگر غلبہ منقطعہ ہو تو وصی مقرر
نہ کرے اور صاحب زوار ہر سے ان دونوں سکون کو جمع افتصادی کی طرف نسبت کیا ہے غلبہ منقطعہ وہ ہے کہ ایسے مکان میں ہو جو ان فائدہ انا جانا ہو
مستفاد ہو و تا ہر شرح مجموعی سے اور فقہانے غلبہ منقطعہ کی تفسیر کا اختلاف کتاب النکاح میں مذکور کیا ہے بعضوں نے کہا کہ غلبہ منقطعہ وہ ہے کہ ایسے
مکان میں ہو جو ان فائدہ بجا نہ ہو مگر سال میں کیا ہے قول قدری کا مختار ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایک مینا یا زیادہ کی مسافت ہو اور بعضوں نے
کہا کہ وہ شخص ایک شہر میں نہ پھر تا ہو جلا پھر اگر تا ہو یا مقود پھر جو اور بعضوں نے کہا کہ ۲۵ منزل ہو اور بعضوں نے کہا کہ ۲۰ منزل ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایک شہر میں
ہو اور دوسرا مغرب میں گذرانی طحاوی وصی القاضی کو ہی استیلائی مال میں وصی القاضی انشاء انفسہ ولا ان یبع من الاصل شہادہ کہ قاضی کا وصی
میت کے وصی کے برابر ہے مگر اگر حکم میں اس کے برابر نہیں ایک یہ ہے کہ وصی قاضی کو خرید کرنا اپنی ذات کی واسطے مگر کہ ہے جائز نہیں دوسری صورت
یہ ہے جو بجا اس شخص سے جس کے حق میں وصی کی کو اپنی قبول نہیں درست نہیں ولا ان یقبض الا باذن مبتد اسن القاضی تیسری صورت یہ ہے اور جائز نہیں اس کو
قبضہ کرنا مگر قاضی کے دوسرے اذن سے بشرطی اگر قاضی نے خصوصیت کی واسطے منیر کی طرف سے وصی کیا تو بعد فیصلہ کے وصی اس چیز پر قبضہ کرے تا وقتکہ قاضی رض
کا اذن جب بد نہ ہے برخلاف وصی میت کے اور اگر منصب وصی کے وقت خصوصیت و قبضہ دونوں کا اذن دیا ہے تو اذن جدید کی حاجت نہیں ملا ان کو جو
الصغیر یعمل باچھٹی صورت یہ ہے اور جائز نہیں کہ وصی قاضی منیر سے کسی کام کی چاکری کر دے ولا ان یعمل بصیغۃ مدد یا بخیرین صورت یہ ہے اور وصی قاضی
کو جائز نہیں یہ کہ اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کرے و خصوصیت القاضی مخصوص چھٹی صورت یہ ہے اور اگر قاضی نے وصی کو خاص کر دیا یعنی ایک
نوع میں وصی کیا تو وہ مخصوص ہو جائیگا یعنی صحیح انواع میں وصی ہوگا برخلاف باپ کے کہ وہ قائم مقام ہے باپ کے گذرانی طحاوی و لو نہا و من بعض
المفسرات صحیح تسمیہ سا توین موت یہ ہے اور اگر قاضی وصی کو بعض تصرفات سے روک دے تو اس کا رد کیا صحیح ہے برخلاف وصی میت کے گذرانی الاشبہاء عن الزاریہ و لہ
عزلہ و لو عدل لا یتحقق موت یہ ہے اور قاضی کو جائز ہے خود لڑنا اس کا کہ قاضی کا وصی تھی ہو کہ ذی الاشبہاء عن التسمیۃ خلافا للیقیمۃ بخلاف وصی میت کی و لہ
کلہ برخلاف وصی میت کے ان سب بخیرین سکون میں ذی الزاریہ وصی وصی القاضی کو وصیتہ والوصیۃ عامۃ تھی و یحصل التوفیق اور خیر میں ہے قاضی کے وصی کا
وصی قاضی کے وصی کے برابر ہے اگر قاضی کی وصیت عام نہ تھی مافی الاشبہاء اور اس شرط سے ختمات دونوں قولوں کا دفع ہو گیا معنی یہ ہے کہ خزانہ کا اختلاف
دفع ہو گیا ثبائہ میں یا بخیرین موت یہ تسمیہ سے مشقوں ہے کہ قاضی کے وصی کو اپنی موت کے وقت دوسرے کو وصی کرنا جائز نہیں اور خزانہ سے نقل کیا کہ جائز ہے
بشرط وصیت عامہ کے تو اختلاف رفع ہو گیا یعنی عام جواز ہے وصیت خاص میں اور جواز ہے وصیت عام میں ذی القضاۃ منیر سے ترہ فی رحمہ انما یستفد
من التکلف عند عدم الامارۃ الا فی ترہ فی التکلف فینقذ من کل بان اجر باقل من اجرۃ اشل لانا تطل موت فلا امرار علی الوترہ و فی حیاتیہ لا ملک
احم لکن فی التکلف فاعلمہ و ویتاکن اور فبا وے منیر میں ہے کہ مرض کا تبرع اور حسان کرنا مرض میں نافذ نہیں ہونا مگر تکلف

مترکہ میں در حال عدم اجازت و دونوں کے گرائے سناخ کے تبرع میں سو گئی مترکہ سے نافذ ہوگا اس طرح کہ اسے مگر وغیرہ اجرت نقلی سے کمتر اجرت پر
اجارہ دیا یعنی اسکی اجرت مثلاً سو دو سو تھی سو اسے۔ ویدیم کو اجارہ دیا تو یہ جائز اور نافذ ہے ایسے کہ اجارہ مذکور میں کی ہو جس سے باطل ہوگا تو اگر کسی
مترکہ سانی بنیاد پر اور اسکی حیاتیات میں تو دونوں کی ایکلیکٹ نہیں لیکن عمادیہ میں ہر کہ سناخ کا تبرع ثلث مترکہ سے نافذ ہے تو شائد کہ اس میں دو
روستین ہیں بلع مالی التیم او ضیعہ و اشترى مناس و ہل ثلثہ یا من خان نقد و الفسخ و صی نے تیم کا مال مستول یا غیر مستول چلا اور خریدار مجلس ہر نو
و صی میں دن کی اجرت مقرر اسے سو اگر خریدار تین دن کے اندر تین مقرر کرے تو بیتر ہو ورنہ بیع کو فسخ کرے خان انکار اشترار و نقد فیض برفع الوصی اور
الحاکم فیقول ان کان شکایا بیع نقد ثلثہ پھر اگر مجلس خریدار خرید کا منکر ہو اور حالانکہ وہ بیع برفعہ کر چکا ہو تو وصی اس امر کی حاکم کے پاس بائش کرے
تو حاکم یوں کہے کہ اگر تم دونوں میں بیع واقع ہوئی ہو تو البتہ میں نے اس بیع کو فسخ کر دیا م اس قولی کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مشتری بعد فسخ کے خریدار
کا دعویٰ کرے اور گواہ لاوے تو ہنگام دعویٰ سمجھو گا کہ انی الخطا دی قبل الوصایہ تم اراد غرضی تسلیم ہر الا عند الحاکم و صی نے وصی ہر نا قبول کیا
پھر اپنی ذات کو مغزوں کرنا چاہا تو یہ جائز نہیں مگر حاکم کے نزدیک م حاکم کو لازم ہے کہ اگر وصی کو اجازت دے اور وہ بیع چار جائے تو مغزوں کرے اور اگر اسکو اجازت
کثیرا لاشناں جائے تو اسکو خارج کرے اور حیلہ خراج کا دھج برہر ایک یہ کہ موصی اسکو وصی مقرر کرے اس شرط پر کہ جب وصی چاہے آپ کو مغزوں کرے تو
صورت یہ ہے کہ وصی بیعت پر دین کا دعویٰ کرے اور حاکم ہنگام کر کے مغزوں کر دے اور یہ بیعت کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ انی الخطا دی دفع التیم
بلوغہ و اشترى مناس علی نفسه انہ یمن بقران ترکہ والدہ لا قلیل ولا کثیر ثم ادعی شکیانی بید الوصی انہ یمن ترکہ ابی و برہن تسع و صی نے تیم کو شکا مال اسکے بالغ ہونے کے
بعد حوالہ کیا اور تیم نے اپنی ذات پر گواہ کر دیا کہ اسکے باپ کے مترکہ سے کچھ باقی نہیں رہا وصی کے پاس نہ کم نہ زیادہ پھر تیم نے وصی کے پاس کسی خبر کا ذکر
کیا کہ وہ غیر میرے باپ کے مترکہ سے ہے اور گواہوں سے اسکو ثابت کیا تو ہنگام دعویٰ مقرر ہو ویکام یہ شہاد اور ارا معلوم نہیں یہ شخص معلوم سے نہیں ہے
تو یہ فقط اقرار ہے جو ارا کا مستلزم نہیں تو یہ اسکے دعویٰ کا مانع نہیں بظراف اس ابر کے جو محمول سے ہو معلوم کے واسطے یعنی شخص میں سے غیر نہیں
کا ابرا کے اس طرح کہ مثلاً زید عمر دے کہے کہ جو میرا حق میرے اوپر ہو اسکو مجھے طال اور معات کر دے سو عمر دے اسی طرح کہا تو زید بری الذمہ ہو گیا
اور یہ ابرا صحیح ہے جو غیر معلوم اور غیر معلوم سب سے اسی قول پر فتویٰ ہے کہ انی الخطا دی من اشترى بالیہ ثم اشترى الوصی الا کل والرب بقدر ابحا جہ قال تعالیٰ
ومن کان فقیراً فلیس بالبعوت و صی کو تیم کے مال سے کھانا اور اسکی سواری پر سوار ہونا بقدر حاجت کے جائز ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اور جو محتاج ہو تو
چاہیے دستور کے موافق کھا دے کھانا اور سوار ہونا مقید بہت سچی ہے کہ یعنی جسقدر مدت حاجات تیم میں کو کشش کرتا ہے اسی قدر مدت تک کھانا اور
سوار ہونا حاجت ہر نہ ہر وقت کہ انی لعل المگیرتہ ولہ ان نفیق فی تعلیم القرآن والادب ان تامل لذلک اور وصی کو جائز ہے کہ تعلیم قرآن اور ادب میں خرچ
کرت اگر تیم اسکا اہل ہو م شائد کہ ادب سے مراد علوم ادبیہ ہیں کہ عین کی تعلیم ہوتی ہے انتہی علوم ادبیہ سے مراد صرف اور نحو اور علم فصاحت اور بلاغت کا ہے
یعنی اگر تیم فاضل علم ہے تو وصی خرچ کرے اسکو تمام قرآن اور علوم مذکورہ پڑھاوے والا طیفق علیہ بقدر ما تعلیم القراءۃ کو البتہ فی الصلوۃ مجتہب اور اگر
تیم اہل علم سے نہ ہو تو وصی کو چاہیے کہ اسپر مسد خراج کرے کہ خراج و جہ نماز کی سیکر جائے یعنی جسقدر نماز میں قرآن پڑھنا واجب ہے اسقدر اسکو کھا دے
کہ انی لاجتہدی و فیہ جعل الموصی مشرف قائم تعین بدوہ وقیل للمشرف ان تعیرت او مجتہب میں ہر کہ وصی کے واسطے مشرف مقرر ہو تو وصی بدوہ اسکے تصرف
مترکہ میں نہ کرے اور بعضوں نے کہا کہ مشرف کو تصرف کرنا یعنی بدوہ وصی کے درست ہے م اس مسئلہ کا بیان باب الوصی میں مفصل مذکور ہو چکا ہے
فیہ الاب اعارة طھا اتفاقا لاما لعلی الا کثر اور مجتہب میں ہر کہ باب کو اپنے طفل کا عاریت دینا جائز ہے بالاتفاق نہ اسکے مال کو عاریت دینا جائز اگر کثر دیا
کے و فیہ یراک الاب لا کثر عند عدم الوصی یا لعل الوصی اور مجتہب میں ہر کہ وصی نہ ہونے کے وقت باب یا لعل ہر اس چیز کا جسکا وصی مالک ہوتا ہے اور وہ مالک

فرمایا کہ میں نے ایسا قاضی نہیں دیکھا جو شباب کا اندازہ کرنا ہریمانہ سے لکھنا ہی نہ قابل البلوغ فان بلغ و فرجیت کیمتہ او وصل الی المرأة او لم
 کما یقلم الاول فرج بل یفصیل مذکور قبل از بلوغ کے ہر پھر کردہ بالغ ہوا اور اسکے درجہ کی یا وہ کسی عورت سے ملا بیٹی جماع کیا یا اسکو حرام ہو (جیسے مرد و عورت)
 ہوتا ہے تو وہ مرد و عورت دونوں کے ہر ایک کی وضاحت و حلال و حرام و طہیہ قاحرۃ اور اگر اسے پستان ظاہر ہوئی یا دودھ نکلا یا اسکو حیض آیا یا اسکو
 حمل آیا یا جماع کیا ممکن ہے تو وہ عورت ہر قسم کی عورتوں سے مراد ہے کہ دونوں پستانوں سے عورتوں کے مانند دودھ نکلے اسلئے کہ مرد کی بھی حیضات ہوتی ہیں بعضی درجہ
 نکلتا ہے ایسا استفادہ ہوتا ہے شرح وہ بیان ہے اور جو ہرہ میں ہے کہ اگر کوئی کہے کہ پستان پستان علامت غلبہ ہے تو دودھ کے ذکر کرنے کی حاجت بھی نہیں چکا جواب
 یہ ہے کہ گاہے دودھ نکلتا ہے اور پستان ظاہر نہیں ہوتی یا ایسی پستان ظاہر ہوتی ہے جو مرد کی پستان سے متمیز نہیں ہے حجب دودھ اگر آنو غیر واقع ہوئی اور پستان
 حمل کی یہ صورت ہے کہ خفشی نے منی روئی میں لیکر اپنی فرج میں داخل کی اور پکان دئی کی یہ صورت ہے کہ عورتوں نے اسکو دیکھا اور کہا کہ اس سے دئی ممکن ہے کہ دوسرے علم
 کذا فی الخطا دی دان لم یظہر علامتہ معلولا و تعارضت علامات مشکلی لعدم الفرج اور اگر اسکی کوئی بھی علامت نہ ہو ظاہر ہوئی یا علامات میں
 تعارض واقع ہو تو وہ خفشی شکل ہے عدم فرج کی وجہ سے تعارض علامات کی مثلاً یہ صورت ہے کہ پستان بھی ایک ساتھ با ذکر سے نکلی اور فرج
 سے ساتھ ہی حیض بھی ہوا یا پستان نکلا فرج سے اونچی نکلی دوسرے ساتھ ہی کذا فی الفتاویٰ دین الحسنان فی فتاویٰ علامہ فان بلغ المرأة فبلغ علی اصل الرجل لو انزل
 او لم یصل او حسن بصری سے روئی ہے کہ خفشی کی پسیان شمار کیا دین اسلئے کہ عورت کے ایک سیلی زیادہ ہوتی ہے مرد کی سیلیوں سے ذکر کیا ہے اسکو بھی ہے ہم کہیں خفشی
 ہے کہ کس جانب کی سیلی زیادہ ہوتی ہے مشورہ ہے کہ بائیں طرف کی ہوتی ہے اور یہیں اختلاف ہے کہ مرد کی سیلی پسیان اور عورت کی سترہ یا مرد کی سترہ میں اور عورت کی
 اٹھارہ بھونوں نے کہا کہ مشاہدہ اسکے مخالف ہے اور اہل تشریح نے کہا کہ مرد اور عورت دونوں کی پسیان برابر ہیں اور با بر خول تفاوت اختلاف کی وجہ سے اسکی
 مذکور ہے کہ حضرت خواجہ حضرت آدم علیہما السلام کی ایک سیلی سے مخلوق ہوئیں تو سب مرد ابولہر علیہ السلام کے منوال پر جاری رہتے و ہر علم کذا فی الخطا دی و مشہور
 و خبیثہ فیو خذنی امہ بکا ہوا حوط فی کل الاحکام اور ہر وقت میں معنی دوسرے تشکیل اور عدم ترجیح کے وقت تو عمل کیا جاوے گا خفشی شکل کے اور میں اس
 چیز کے ساتھ حسین زیادہ تر احتیاط ہے تمام احکام میں قلت و لکن قدنا ان لکب الحسل بالا یطرح فیہ و نہ تعلق تحرم بطنہ غنیہ میں کتابوں لیکن ہم نے اول کتاب
 میں مذکور کیا کہ خفشی شکل میں داخل سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اسکے دودھ سے تحريم متعلق نہیں ہے اگر گاہے رہنا یعنی ان دونوں صورتوں میں علی احتیاط
 نہیں ہر قسم بیان اعتراض وارد ہوتا ہے کہ غریب گذرا کہ پکان دئی سے انوشا ثابت ہوتی ہے تو وہ خفشی شکل نہ ہو اسکا جواب یہ ہے کہ بعد تحقیق انوشا کے
 دوسری علامت محاض ہوئی چنانچہ دڑھی نمود ہوئی تو پکان ثابت ہو گیا اور اسی طرح دودھ میں کلام ہے کذا فی الخطا دی فیشتبہ میں صفت ارجال و ارجال النساء
 سو بنا بر عمل باقیات کے خفشی شکل کھڑا ہر مرد و عورتوں کی صفت کے مابین میں ہم یعنی ہر مرد و عورت کی صفت میں کھڑا ہر عورتوں کی صفت میں اسلئے کہ اگر خفشی
 شکل فی الواقع مرد ہے تو عورتوں کی صفت میں کھڑے ہونے سے اسکی تاز فاسد ہوگی اور اگر عورت ہے تو مردوں کی صفت میں کھڑے ہونے سے اسکے محاذ خفشی شکل کی
 تاز فاسد ہوگی تو اسکے دین اور بائیں اور چپے کا خفص سامنے والا قیاطا نماز کا عادیہ کہ ہے بجز اگر خفشی بالغ ہے اور عورتوں کی صفت میں کھڑا ہو تو بجز عادیہ نماز کا
 واجب ہے اور اگر غریب البلوغ ہے تو عادیہ مستحب ہے اور اگر خفشی ہوں تو اس طرح کھڑے ہوں کہ با ہم متصل ہوں بلکہ در میان میں کشادگی چھوڑیں کذا فی الخطا دی و اولیٰ
 عد اشوۃ بلباع لہ امۃ تختہ من لہ فکون امۃ اولیٰ و جبکہ خفشی حد شہوت کو پہنچے تو اسکے مال سے ایسی ٹوٹتی ہے کہ جو اسکی فتنہ کرے سو خرید سے
 اسکی وہ ٹوٹتی ہے کھڑے کیا اسکے مانند عورت ہوگی معنی اگر واقع میں خفشی مرد ہے تو وہ اسکی ٹوٹتی ہوئی تو اسکو نظر کرنا شرع گناہ کا مظنا جائز ہوا اور اگر عورت
 ہے تو عورت کا نظر کرنا عورت کی طرف بضرورت جائز ہے کذا فی الخطا دی و مکرہ ان خفشیہ رجل و امرأة احتیاطا ولا ضرر لان الختان عندنا مسند
 اور یہ مکرہ ہے کہ خفشی کا فتنہ مرد کے یا عورت بنا بر احتیاط کے اور بضرورت نہیں اسلئے کہ فتنہ کرنا ہم خفیوں کے نزدیک سنت ہے نہ فرض میں نہ مذکر

مفتی بائع کا اور غیر کا ختنہ تو مرد اور عورت دونوں کو درست ہے کہ ان فی المال کی تہ و ان لم یکن لہ مال میں بیت المال تم بتاع اور اگر ختنہ کا مال نہ ہو تو ختنہ کرنے والی کو تہی بیت المال یعنی نذرانہ سلطانی سے خرید کر کیا ہے پھر ختنہ کے بعد بخیر الی جاے اور نہ اس کا بیت المال میں داخل کیا جاے اس واسطے کہ بیت المال حاجات سلبیہ کے واسطے مقرر ہے کہ انی انجوی اور زوجہ ختنہ لائے ان کا نذرانہ ذکر مع اصلاح وان انی فخر المجلس اخت تم ایلتھا و عند ان غلابھا احتیاطا یا ختنہ نکاح کرے ختنہ کرنے والی عورت سے تاکہ وہ اس کا ختنہ کر دے ایسے کہ اگر ختنہ مرد پر تو نکاح صحیح ہے اور عورت پر تو مجلس یعنی عورت کا دیکھنا عورت کی طرف سے کتر ہے مرد کی نظر سے پھر ختنہ ختنہ کے بعد اس کو طلاق دے اور ختنہ کر کے عدت میں بیٹھے بنا براعتیاط کے اگر ختنہ نے اس کے ساتھ خلوت کی ہر جم سے قول طحاوی نے اپنے استاد سے نقل کیا ہے اور بیت المال کا قول علماء مذہب سے منقول ہے اس واسطے کہ اگر اسے نکاح کیا تو نکاح مشکوک ہے اور اگر صحیح ہے تو عورت منقطع ہوگی اس سے خلاص نہیں ہو سکتی اور وجوب ہر کا ختنہ سے یقین نہیں ہو سکتا اور نہ وجوب میراث کا اگر ختنہ شکل ہو گیا اور یہ جاہم نہیں ہو سکتا کہ شہر نقیہ و جہد ہے یا نہیں ازی نے یوں کہا ہے اور علامہ سندھی نے کہا کہ تخلص ان نکاحات سے اس طرح ممکن ہے کہ نکاح کرے اس شہر یا کہ عورت اپنی ذات کی اختیار ہے سو وہ ختنہ کے بعد طلاق لے اختیار ضرورت کی وجہ سے اور بیت المال سے وصول ہوا اس زمانہ میں ایسے کام کیوں اسے اہم محال ہے تو نکاح کر لیا اسل پر وہ علم کہ انی انطوا وی عن انجوی و دیگرہ لبس تحریر و کمالی اور ختنہ شکل کو تہی کتر اور زیر ہنسا کر دے وہ اولیٰ بخیر محرم اور ختنہ شکل سے خلوت اور نہائی نہ کرے سو اسے اس کے محرم کے دان قبلہ محل بابت حرمت ہمسائے اور اگر ختنہ شکل کا کسی مرد نے دوسرے لیا تو عورت معاہرت کی ثابت ہوگی مگر جو جائز نہ ہوگا ختنہ کی مان کر اس دوسرے نے دے کر اسے نکاح کرنا اور نہ اس کی بیٹی کو ویسا تو غیر محرم لا محالہ انہ امراء اور ختنہ شکل سفر نہ کرے بدو محرم کے اس جنمال کی وجہ سے کہ وہ عورت ہم محرم سے مرد محرم مرد ہے اس واسطے کہ محرم عورت کے ساتھ اس کو غیرت میں دان مال مارحل و امراء لا عبرہ ہے اسے صحیح لاندہ دعویٰ بلا دلیل اور اگر ختنہ شکل کے کہ میں مرد ہوں یا عورت ہوں تو اس کا کچھ اعتبار نہیں صحیح قول میں اس واسطے کہ یہ دعویٰ مرد و عورت کے قبیل اعتبار لاندہ لایق علیہ غیرہ اور عضو ہونے کے تاکہ اس کا قول معتبر ہو اس واسطے کہ یہ بیہ سو اسے اس کے کوئی وقعت نہیں لیکن فی ملتقی بعد نذر نکاح لا یقبل قبیل قبل قلت و یجیس التوفیق لیکن ملتقی میں ہے کہ بغیر ثابت ہو جانے اس کی شکل کے قول اس کا مقبول نہیں و قبل از ثبوت شکل قول اس کا مقبول ہے پہلے ثابت ہوں اور اس تفصیل سے توفیق بین اقوالین المذکورین حاصل ہوگی مگر معنی عدم قبول کا قول اس صورت میں ہے جبکہ ختنہ کا شکل ہونا ثابت ہو چکا اور قبول اس صورت میں ہے جبکہ نذر شکل ثابت نہیں اسی طرح کی تفصیل عالمگیری میں مذکور ہے محوطہ و صفحہ انقلہ بقستانی عن شرح الفرائض بسید وغیرہ الا ان یجمل علی نذر اقبیہ اور سبب بفسد ہے وہ قول جوہرستانی نے فرائض شریفی وغیرہ سے نقل کیا ہے مگر یہ کہ اس تفصیل مذکور اس کو محمول ہے تو قول صحیح ہوگا ضعف دفع ہو جاوے گا سو آگاہ رہنا م فتانی میں فرائض شریفی سے یوں ہے کہ اگر ختنہ نے حیض یا سنی کی یا مرد یا عورت کی طرف مائل ہونے کی خبر دی تو قول اس کا مقبول ہوگا اور جو اس کا مقبول ہوگا جناب کذب اس کا ظاہر ہو تو یقیناً مانجا ہے اپنے مرد ہونے کی خبر دی ہے اس کے بیٹ سے بچہ پیدا ہوا اسی خطاوی نے کہا کہ قول مذکور کو اسے محمول کرنا مستعین ہے بل لیس مفصل و بعد علم اولومات قبل ظهور حالہ لم یغسل و یتیم یا بصیغہ تہذر افسل اور اگر ختنہ ہو گیا قبل ظاہر ہونے اس کے حال کے تو غسل نہ دیا جاے اور نہ تکمیل کر دیا جاے خاک پاک سے بسبب تہذر ہونے غسل کے ہم جو کہ اس کا مرد یا عورت ہونا ثابت نہیں جو اس کو مرد یا عورت غسل دے تو تیمم عین ہوا سو اگر تیمم کرنے والا جنبی ہے تو اپنے ماتم میں کتر ایست کہ تیمم کر دے اور اگر محرم ہے تو بدو دن کتر کے مانند اس مرد کے جو عورتوں میں ہو گیا کہ انی انجوی والا کفر حال کہ نہ مرا ختنہ بیت ذکر او انشی اور ختنہ شکل قریب البلوغ ہونے کی حالت میں کسی مردہ کے غسل میں جا فرماؤ خواہ مردہ مرد ہو یا عورت و مذہب حیتہ قبرہ اور تحجب ہے ختنہ شکل کی قبر پر دفن کے وقت پردہ کر لینا عورت کے مانند و یوضع الرجل قریب الامام ثم یوم المرأة اذا صلی علیہم غایتی الترتیب اور امام کے قریب رکھا جاے مردہ مرد پھر ختنہ شکل عورت جبکہ قبر جنازہ سے

کہ اگر جو شخص نے نہ چلتا ہو تو یہی حسین ہو گیا کہ بخلانہ طبع طوائف کے فتویٰ دیا جائے کہ انہی اخطا دی خصاً ہر چند کہ عمر کا مرجع توبہ ظاہر تھا لیکن
 چونکہ طوائف کا قول مفتی کے مخالف تھا لہذا مترجم نے توبہ جس کو مرجع قرار دیا وہاں علم کا لفظ استعمال کیا تو نشر التوبہ لفظ طویل علیٰ جبل جس میں اس میں طویل
 سے مراد توبہ اور عام علیٰ ذہن جس فرق و تفرق نظر نہ لایا جس جانیہ خیال پر اگر تکریم پھیلا یا ناپاکی خشاک میں پر یا نون کو دھوا اور ناپاکی زمین پر چلایا یا ناپاکی فرش پر سویا
 سو اس کا پسینہ نکلا اور ترسناجست کا کپڑے یا یا نون یا بدن پر ظاہر نہ ہو ناپاکی ہوگا کہ انہی تین تہائی میں عموماً ہے کہ ناپاکی زمین پر تپاؤں سے اس طرح جلانے میں ترموگی
 اور سیاہ لیکن ترسناجست کا یا نون میں ظاہر نہ ہو اور اگر ناپاکی ترسناجست یا نون سے تو ناپاکی ہوگا اور مرجع میں ہر اور اگر خشاک قدم یا رکھنا یا فرش تریہ
 سویا اگر ترسناجست سے تو جس ہر اور زمین تو جس زمین اور فقط عداوت اور عزت کا کچھ اعتبار زمین برابر قول مختار کے یعنی بدوین جسم کے کہ انہی اخطا سے
 نوی الزکوۃ الا انہ سماہ قرضاً جائز فی الاصح لان اجرة للعقب اللسان دلت زکوۃ کی نیت کی مگر اس کا قرض نام رکھا یعنی قحلی کو قرض مگر دیا تو دستہ صحیح
 قول میں اس واسطے کہ نیت دل کا اعتبار نہ ہو بان کام صحیح ترویج یہی ہے کہ نیت داخ کا اعتبار نہ لینے والے کا علم ہر زمین پر اگر بوجھ کے قول پر کہ انہی اخطا سے
 میں کہ خطا فی بیت المال کا اعتبار نہ ہو جو وجہ بیت المال فہ اخذہ دیاتہ قدر منہا قبل باب اس صرف جب کا حصہ بیت المال میں ہو چنانچہ علماء دین سو اسے
 بیت المال کا مال یا یا تو اس کو اس کا لینا یا اعتبار دیانت کے جائز ہے ہم نے اس کو باب اس صرف کے پہلے ذکر کیا ہم بیت المال یعنی خزانہ سلطانی کے صرف علماء اور عوام
 اور ممالکین اور ان کی اولاد اور طلب علم اور دھند میں ہر بزازہ میں ہر کہ امام طوائف نے کہا کہ جب ایک شخص کے پاس مانت ہو اور موضوع رجاء اور اس کا کوئی
 وارث نہ ہو تو اگر وہ اہل عداوت نہ ہو تو اپنی ذات پر خرچ کرے ہمارے اس زمانہ میں سو اسے کہ اگر بیت المال میں دخل کرے گا تو مال ضائع ہوگا سو اسے کہ حکام
 اس کے عداوت شرعی میں ہوتے کر لے کر اگر وہ شخص بیت المال کا صرف زمین تو اسے تحقیق بیت المال پر صرف کرے وہاں علم کہ انہی اخطا دی فطر فی رمضان فی
 یوم و لم یفیر حتی افطر فی یوم اخر فعلمکہ قنارۃ واحدة دلت فی رمضان علی التصحیح و قدرنا فی الصوم روزہ روزہ رمضان کے ایک دن میں دو کفارہ اور ایک کفارہ یا ایک
 کہ دوسرے دن کا روزہ تو اسے اگر وہ ایک ہی کفارہ ہے اگر ہمارے روزہ رمضان کے چند روزے تو اسے ہر تو یہی ایک ہی کفارہ کفایت کرتا ہے برابر قول صحیح کے اور
 ہم نے اس کو کتاب الصوم میں ذکر کیا ہے و لو نوی قضا رمضان و لم یعین الصوم صحیح اور اگر قضاء رمضان کی نیت کی اور دن کی تعیین کی یعنی ہر دن کہ ناکہ کسی روزے یا حج
 کی قضا کرنا ہوں یا یا حج کی تو صحیح ہے اس لیے کہ جس واحد میں تعیین کی نیت شرط نہیں و لو عن رمضان کف قضا و لیسوا وان لم یوفی لصلوۃ اول صلوۃ
 علیہ او آخر صلوۃ علیہ کہ انہی اکثر تعیین یوم شرط نہیں اگرچہ دو رمضانوں کی قضا کی نیت کرے جیسے نماز کی بھی قضا صحیح ہے اگرچہ یونیت نہ کرے
 نماز میں کہ وہ پہلی نماز پڑھتا ہوں جو جمعہ واجب الاداء یا پچھلی وہ نماز پڑھتا ہوں جو جمعہ واجب ہے یہی طرح کفر میں ہم سکین کی شرح کفر میں ہر دو رمضان کی قضا کرے
 مراد یہ ہے کہ دو رمضانوں کے ایک رمضان کی قضا کی نیت کرے پہلی پچھلی یا ریحون کی تعیین ضرور نہیں اور یہ مراد نہیں کہ دونوں رمضانوں کو نیت میں جمع کرے سو اسے
 کہ ہم میں دو رمضانوں کی نیت کرنے والا نفل پڑھا ہے یعنی فرض اور ان میں ہر روزہ اس کا نفل ہو جائے قال المصنف قال الرئی والاح شتر التبعین فی الصلوۃ و فی رمضان
 الخ قلت و لکن قدرتم فی باب قضاء التواتر بتا لہ رد غیر ما پیشی شرح میں مصنف نے کہا کہ ذیل میں ہے کہ ناکہ نماز اور دو رمضانوں میں شرط ہونا صحیح ترقی کر
 میں کہتا ہوں اور اسی طرح شتر تعیین کو ہم نے ذکر کیا ہے باب قضاء التواتر میں در ذیل وہاں تاج ہر کرم مخطا دی ہے کہ اسے تصحیح کی و لو بجز میں اس قول کی کہ قضا
 رمضان بلا تعیین صحیح ہے اگرچہ دو رمضانوں کی قضا ہو مگر تعیین احوط ہے انتہی اور دو رمضانوں میں تعیین کی یہ صورت ہے کہ یونیت کرے کہ میں فلاںے ہر کے رمضان
 کی قضا کرنا ہوں اور قضا و صلوۃ میں نماز اور اس کے دن کی تعیین کرے اس طرح کہ میں فلاںے دن کی نظر کی قضا کرنا ہوں اور اگر اول نظر علیہ یا آخر نظر علیہ کی نیت کی تو شتر
 تعیین کے قول پر جائز ہو سو اسے کہ تعیین ہو گئی اس کے تعیین کرنے سے اور اسی طرح وقت میں تعیین ہو گیا اول یا آخر کرنے سے ہر دیکھ جو نماز اول قضا کی تو اب اس کے بعد کی نماز اول
 ہو گئی اور جو اس کے پہلے ہے وہ پچھلی نماز ہو گئی مصنف نے کہا اور یہی اول نظر علیہ یا آخر نظر لکھا مختص ہر شخص کے دہلے جس کو اوقات فائزہ یا درجہ یا ہر شنبہ ہے

ہر سے مستند الی وجود انصاف یعنی جب سے کہ انصاف کا وجود دو اور تین یہ کہ فی کمال ظاہر ہو کہ حکم ثابت تھا پہلے سے بنا چنانچہ چون کہ اس کا اگر مرد
 ہو تو زوجہ متعلقہ ہو اور دوسرے دن ظاہر ہو کہ زید گھر میں تھا تو طلاق بھی راجح ہوگی اور راجح سے عدت شروع ہوگی اور مستند اور تین میں فرق یہ ہے کہ تین میں
 اطلاع عباد ممکن ہو اور مستند میں ممکن نہیں کذا فی الاشیاء غرض ان قولہ و انصاف بطریق معتقد مستند ان واضح تعلیقہ بالشرط واقع معتقد و اما الصحیح تعلیقہ بغير مستند
 کذا فی الجہرین باب التعلیق بخلاف ذلک از مقتضاء وقوع الاستحسان و نحوہ اما الصحیح تعلیقہ بالشرط معتقد اختیار صاحب زہد اہل نے کہا کہ مقرر علما کا یہ قول اور
 قاعدہ کلیہ معتقد اور مستند کے دہشتہ یہ کہ جسکی تعلیق شرط پر صحیح ہو وہ بطریق اقتضائے دفع ہونا ہے اور جسکی تعلیق صحیح نہیں وہ بطریق استناد کے دفع ہونا ہے
 چنانچہ جہر الرافق میں باب التعلیق سے مخالف ہے اس کے جو معنی نے اہل اور ابن کمال اور بیہ کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ مقتضائے قاعدہ مذکورہ یہ ہے کہ مطلق
 اور ضائق اور ان کے مانند جسکی تعلیق شرط پر صحیح ہو وہ بطریق اقتضائے دفع ہونا ہے بطریق استناد کے تو آگاہ اور ضرور درہنہا کہ اہل وغیرہ کا مفاد کلام قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے
 ہو لکن اس تسمیہ و کتابتہ کا بیان فی حدیث نہایت مستند بالنبہات لکن محتاج اسد قاضی دلائل فی شہادۃ مانعہ ہو گا گوئیے کا اشارہ اور لکھا اسکا بیان کے مانعہ
 حدیث میں عدو سے اس واسطے کہ حدیث نہایت سے مانی جاتی ہیں ایسے کہ وہ حق بہدین اور نہ کسی گواہی میں بیان کے برابر ہو اسکا اشارہ اور کتابت کذا فی الجہرین
 اسلامہ بالاشارة ظاہر کلام فہم و علم اور مر سچا انباء اور کیا صحیح ہے مسلمان ہو جانا گوئیے کا اشارہ سے فقہا کا ظاہر کلام اور دلالت کرتا ہے کہ ہاں اسلام کا صحیح
 اور میں نے اسکو مرجع نہیں دیکھا کذا فی الاشیاء اتباع اصحابہم بعضا فی محجوبہ قیضی و یکفر والا لکن محجوبہ و لا یفر دمر فی العوم روزہ دار اپنے مشوق کی راہ لی گیا تو روزہ کی
 اقتضائے اس کے اور کفارہ دے اور اگر اسکا مشوق نہیں تو کفارہ نہ دے اور کتاب العوم میں یہ مذکور ہو گیا م اس واسطے کہ انسان دوسرے کی راہ سے گھٹنا تاڑا اور نہایت
 مکروہ جانتا ہے تو غیر وغیرہ کے مانند ہوگی اور اگر راہ محبوب کی ہو تو اسکو مکروہ نہیں جانتا تو وہ روٹی وغیرہ کے مانند ہوگی کذا فی المطاوعی قتل بعض کچاں عذر
 فی ترک الحج فی فی مقتول ہو جانا بعضے حاجیوں کا عذر ہے حج کے ترک کرنے میں اور وہ مذکور ہو چکا کتاب حج میں منع نماز و جہاں من الازول علیہا وہو سبب جہاں
 فی بیعتہا انشور حکما لکما حرزا فی باب النفقة منع کرنا زوجہ کا اپنے زوج کو اپنے پاس کے آنے سے اور حالانکہ زوج اپنی زوجہ کے پاس رہتا ہے تو زوجہ کے گھر میں
 افزائی ہو گا چنانچہ ہم نے اس سکہ کی باب النفقة میں تحریر اور تحقیق بیان کی حرم نافذانی اس واسطے کہ اسے ہلکا نہ ہو کہ روکا تو زوج پر زوجہ کا نفقہ واجب ہو گا روکے
 مالک و لو کان اسع لیث قتلہا الی غیر ذلک فلیست نافقہ لوجب علیہ اور اگر زوجہ کا روکنا اس واسطے ہو کہ زوج زوجہ کو اپنے گھر میں بجائے ثواب زوجہ باز دین
 نہیں بسبب وجہ ہونے سکنی کے زوج پر اوکان السکین فی بیت العصب فانفقتمہ لاکون نافقہ لانہا حقہ اذا سکن فی غیر حرم بخلان مالوکان فی حقہ
 کہ زوج عصب کے گھر میں رہتا ہو سو زوجہ زوج سے علیحدہ رہے تو وہ نافذانی ہوگی اس واسطے کہ حق پر زوجہ ہے ایسے کہ عصب کے مکان میں رہنا حرم ہے پر بخلان
 اس صورت کے کہ مکان میں شہد ہوم شبہ کی یہ صورت ہے کہ زوج نے مثلا اسکان خرید کیا جمول مال سے کذا فی المطاوعی مل مجول وہ ہے جسکی طلت اور حرم معلوم
 نہیں حالت لا اسکن مع متاک و ارید عتیا علیحدہ لیس لہا مالک و کذا مع ام ولہ و کذا فی النفقة زوجہ نے زوج سے کہا کہ میں تیری لونڈی کے
 ساتھ رہو گی اور میں علیحدہ گھر چاہتی ہوں تو زوج کو اسکا اختیار نہیں اور طرح زوج سے ام ولہ سے ساتھ نہ رہے گا اسکو اختیار نہیں اور یہ باب النفقة میں مذکور
 ہو گیا قال العبدہ یا مالک یا مالک و قال لامتہ ذنا جسدک لا یعتق لانہ یس بصرح دلائل کتابہ مالک نے اپنے غلام سے کہا اے میرے مالک یا اپنی لونڈی سے
 کہا کہ میں تیرا غلام ہوں تو لونڈی یا غلام آزاد نہ ہو گا اس واسطے کہ یہ آزاد کرنے میں نہ صریح ہے نہ کنایہ یہ کلمات قولہ العبدہ یا مالک یا مالک
 کنایہ سے نافرقتی جملہ بخلان اس قول کے کہ اسے اپنے غلام سے کہا اسکو میرے مالک سے کہا ہے کہ یہ کنایہ ہے بنابر اس تقریر کے جو اپنے محل میں گذر گئی یعنی کتاب
 الاعتقاق میں حم خطاطی نے کہا کہ نا اہل اسولی کا لفظ مالک اور غلام میں مشترک ہے اور زوج سے ایک معنی کی تعیین ہوگی لیکن منہج الفقہاء میں یوں تعلیل ہے کہ
 یہ کہ مالک کے جتنی معنی شہوت و امالی و غیرہ لالت کرتے ہیں اور یہ نہیں مگر حق سے تو غلام آزاد ہو گا اتنی اور ظاہر اس کلام کا عدم اشتراطیت پر

دولت کرنا ہو و اسد علم اعتراف امتناع فیہ لا یرجی من بدوی الید نام پیر بن المدعی علی دق دعواہ بخلاف المنقول عن امتناع فیہ
 نہ نکالا جائے قابض کے ہاتھ سے قبضہ مدعی اپنے دعویٰ کے موافق یعنی کہ عفار مدعی علیہ کے ہاتھ میں ہرگز نہ گزرنے بخلاف منقول کے
 ہم یعنی حاکم عفار کو ذی الید کے ہاتھ سے نہ نکالے قابض کے یوں اقرار کرنے پر کہ مان ذہ زمین یا مکان میں قبضہ میں ہو موصفت یعنی دونوں کے ہاتھ میں
 کے احتمال کی وجہ سے یعنی شائد مدعی اور مدعا علیہ نے اس اتفاق کیا ہو کہ مدعا علیہ اپنے قابض ہونے کا اقرار کرے تاکہ حاکم کا حکم دے بغیر جب اسے حکم کیا تو اب
 اسے توڑنے کی کوئی صورت نہیں رہا تو یہ کہ اگر اس عفار کا کوئی اور مدعی دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ صحیح ہوگا تو ذی الید کے قبضہ کے گزرنے پر کوئی گزرنے سے قبضہ
 کی ہمت دفع ہو جائے گی تو اس پر حکم کرنا ممکن ہوگا اس کے قبضہ سے خارج کرنے کا سبب ثابت ہو جائے اس کے قبضہ کے گزرنے پر اسطوری اور حکم سے القاضی کا فی
 بآنا ہو مدعا علیہ کے قبضہ کو تو اب کو ابھی کی حاجت نہیں ولایت تصدیق المدعی علیہ نہ فی بدہ فی صحیح احتمال الوضوۃ اور کتاب نہیں کرتی مدعا علیہ کی تصدیق
 کہ وہ عفار اس کے قبضہ میں ہے تو صحیح میں موصفت کے احتمال سے یعنی اہم کچھ جانے کے احتمال سے قلت قد منا غیر مرہ و خرابی باب بنایہ الملک
 ان المستی بہ فی زمانہ لا یعمل علیہم القاضی قتال میں کہتا ہوں ہم نے چند بار گئے مذکور کیا پچھلا مرتبہ ذکر کا باب بنایہ الملک ہر قول مضی بہ ہمارے
 زمانہ میں یہ ہو کہ قاضی کی دھشت پر عمل نہ ہوگا سو اسکو غور کرے و ہذا اذا ادعاہ ملک مطلقا اور یہ وقت ہر جبکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی
 اشتراط اقامت بینہ کا اس پر کہ عفار مدعا علیہ کی طرف میں ہر ملک مطلق کے دعویٰ میں ہر امانا اور فی اشرار ذی الید و اقرار و بانہ فی بدہ فانکر المنکر و اقربکہ منی بدہ لا یرجی
 لہر ان علی کو نہ بدہ لان دعویٰ اصل کا تصحیح علی ذی الید تصحیح علی غیرہ ایضا کا بسط فی البزایہ اور جبکہ مدعی نے ذی الید سے خرید کا دعویٰ کیا اور
 ذی الید کے اس اقرار کا دعویٰ کیا کہ عفار میرے قبضہ میں ہے تو قابض ذی الید نے اسے خرید کا انکار اور اپنے قابض ہونے کا اقرار کیا تو اب
 ذی الید کے قبضہ ہونے کی کو ابھی کی حاجت نہ رہی اس واسطے کہ دعویٰ فعل کا چنانچہ خرید کا دعویٰ جیسا ذی الید پر صحیح ہو ویسا ہی عیروی الید پر بھی
 صحیح ہو چنانچہ برازیہ میں شرح مذکور ہر عفار لانی ولایت القاضی صحیح قضا وہ فیہ المنقول ہو صحیح و تقدم فی القضا ان المصلح بشہر طیفہ قبیۃ
 و یکتب بالحکم القاضی ملک الناحیۃ لیاہرہ بالتسلیم ایک عفار قاضی کی ولایت اور حکومت میں نہیں تو اس قاضی کا حکم اس عفار میں صحیح ہو جیسے مال
 منقول میں صحیح ہو یہی قول صحیح ہے اور کتاب العقار میں آگے مذکور ہو چکا کہ وہی شہر ہوا صحت قضا میں شرط نہیں یہی قول منشی ہے ہر اور وہاں کا قاضی
 حکم لکھ بھیجے محض قاضی کو حمان وہ زمین ہر تاکہ وہ اس زمین کے دلانے کا امر کرے و قبل الاصح و منی علیہ فی المنکر و المتفق اور بعضوں نے
 کہا کہ قاضی کا حکم غیر حکومت کی زمین میں صحیح نہیں ہے اور اسی قول پر صاحب کثر اور متفق جہاں صحت نے اپنی شرح میں لکھا کہ ہم نے کثر لہ قاضی کے
 قول سے اس واسطے عدل کیا کہ برازیہ اور خلاصہ میں مذکور ہر کہ صحیح قول ہے کہ قاضی کا حکم محدود میں صحیح ہے اگر عفار محدود قاضی کی حکومت میں نہ گزرنے پر اسطوری
 قضی القاضی ہر شہرہ فی حادثہ ثم قال حبیب عن قضائی او بدالی غیر ذلک او وقعت فی بلایس الشہود او اطلبت حکمہ او نحو ذلک اکثر
 قول القاضی فی کل ذلک لخلق حق البیروہ دہو المدعی قاضی نے گواہ عفار ایک حادثہ میں حکم کیا پھر قاضی نے کہا کہ میں نے حکم سے بچا یا سو اسے اسے جملہ چیز اور عفار
 یعنی میں نے ناحق حکم کیا یا کہ میں گواہوں کے غریب میں بڑ گیا یا کہ میں نے اپنے حکم کو باطل کر دیا یا مانند اس کے اور کچھ کہا ابطال حکم میں تو ان سب باتوں میں قاضی کا
 قول معتبر ہوگا سبب تعلق ہر جانے حق غیر کے یعنی مدعی کی حق تلفی کی وجہ سے اور دوسری وجہ یہ کہ اسے اول راجع ہو گئی حکم دینے سے تو رائے ثانی سے
 جو اسے برابر غرض نہ رہی کہ گزرنے پر اسطوری و القضاہ ما ضل لکان بعد دعویٰ صحیحہ و شہادۃ مستقیمہ اور قاضی کا حکم جاری اور نافذ ہے اگر صحیح دعویٰ
 اور شہادت مستقیمہ کے بعد واقع ہوا ہر صحیح دعویٰ وہ ہر جس سے دعویٰ کے حکام متعلق ہیں تو ان میں مدعی اور مدعی علیہ کا حاضر ہونا اور قضا میں اور
 بظاہر جواب کا اور گواہوں سے ثابت کرنا شائد ضرور ہوگا اور شہادت مستقیمہ عبارت ہر شہادت عدل اور قضا سے جو شرائط صحت کی جامع ہر تو اسد مدعی

اور نہ اس وقت غیر مستقیمہ میں اقوال مذکورہ قاضی کے مستبر ہونے اور حکم قاضی کا باطل ہونا و لکھا اور فاسد دعویٰ کی صورت یہ ہے کہ ضرور دکان دعویٰ کرے اور یہ بیان نہ کرے کہ وہ بالغ ہے یا صفت زمین ہے اور مجملہ مراد غیر مستقیمہ کے یہ ہے کہ قاضی اپنی دست پر حکم کرے جس پر اسے حکم کی خطا ظاہر ہو تو قاضی کو ایسا حکم جاری رکھنا لائق نہیں کہ ذاتی الخطا دی عن مجملہ مختصرت الا فی ثلث رہت فی القضاہ لولم یصلح لوجبات نہ یہ ہے اور نہ خطا قاضی کا حکم دعویٰ صحیح اور نہ مراد مستقیمہ کے بعد نافذ ہے مگر تین صورتوں میں نافذ نہیں جو کتاب انصاف میں مذکور ہو گئیں یعنی اگر قاضی نے اپنی دست پر بیدار کو ایوں کے حکم کیا یا اپنے برخلاف مردم کے حکم کیا یا قاضی کی خطا ظاہر ہو گئی اذ قال الشہود قضیت انکما القاضی فالقول کہ یعنی قائلین انہیں فی انہو کہ البدر تہذہ اذ فی المیزانہ خلاف انہو کہ نادی لہما لم یفقدہ قاض آخر فیختہ لایکون القول لہ فانیہ لم یقض لوجود خطا انسانی یہ قال المصنف و بہو قید حسن لم تحت علیہ غیر صاحب الہر جبکہ کو ایوں نے مامی سے کہا کہ تو نے حکم دیا ہے اور قاضی حکم دینے کا منکر ہے تو قاضی کا قول مجبر ہو گا یہی قول مفتی ہے ایسا لکھا ہے ابن الخرس نے فرمایا کہ بدر یہ بین زاریہ بین آما زیادہ کہا ہے کہ یہ قول محمد ہر کے خلاف ہے مگر الا ان میں یہ قید زیادہ کی ہے کہ جب تک قاضی منکر کے قول کو دوسرے قاضی نے نافذ نہ کر دیا ہو تو ب قاضی کا قول عدم قضایا میں مقبول ہوگا بسبب موجود ہونے دوسرے قاضی کے حکم کے مصنف نے کہا اور یہ قید خوب ہے میں وقت انہو اس قید پر سوائے صاحب جہ کے اور کسی کتاب میں شرط نفاذ القضاہ فی الجہتہ ات بن حقوق ابعاد ان یصیر حکم فی حادۃ بان قیدہ دعویٰ صحیحہ میں جسم علی جسم حاضر منازع شرعی شرط نافذ ہونے قضایا مسائل اجتماعہ بین حقوق عبادہ یہ ہے کہ حکم ہو حادۃ میں اس طرح کہ نفاذ قضاہ دعویٰ صحیح مقدم ہو چکا ہو ایک غاصم سے دوسرے غاصم پر جو منازع شرعی ہر صورت اُسکی یہ ہے کہ مثلاً قاضی مالکی کا فیصلہ حنفی قاضی کے رہبر و پیش ہو کہ وہ اُسکو جاری کرے تو بلا حضور خصمین کے حنفی کو اُسکا نافذ کرنا جائز نہیں خطا دی نے کہا حقوق عباد کی قید اسو سے لگائی کہ البدر نقالی کے حقوق میں چنانچہ حدود اور عین اور مطلق میں حادۃ ہونا شرط نہیں اور منازع کی قید سے غیر منازع خارج ہو گیا اور منازع شرعی کی قید سے منازع غیر شرعی چنانچہ فتولی اور بدوع اور مستعیر منکل گئے اسو سے کہ ایسا ہے مجبر نہیں مگر غلبہ میں ہونے کے آخر عند فاضل نقضی بہیراۃ بدون منازعۃ و خالصۃ شرعیۃ و مدارج میں تمام ہفتہ قضاۃ و نقد شرطہ و ہوا لہذا ہی کھنوسہ شرعیۃ و کان انذار فیجاء بحدہ ہمہ لایحکم لکافد نہاد فی القضاہ و افادہ بقولہ لو اگر مدعی نے ایسا حق دوسرے شخص پر قاضی کے رد ہو کر ایوں سے ظاہر کیا سو دوسرے قاضی نے اگر وہ اُسکو اُسکا حکم کر دیا بدون منازعت اور خاصیت شرعی کے اور بدون اس کے کہ تمامین میں تراضی اور باہم باہم حاضر ہونا اور بین واقع ہوا ہو تو دوسرے قاضی کا حکم نافذ ہوگا بسبب ہونے شرط نفاذ کے یعنی تراضی و خصوصیت شرعیہ تو اب یہ قضایا مجملہ شرعی فتویٰ دینا مجملہ تو قاضی اپنے مذہب کے موافق حکم کے نہ یہ کہ ہر فتویٰ چنانچہ ہم نے اُسکو کتاب انصاف میں ذکر کر دیا اور مصنف نے اپنے قول میں اسکو بیان کیا فتور رفع الید الی الی الی یعنی قضاہ مالکی بلا دعویٰ لم یستفت الیہ و عمل شخصی مقتضی مذہبہ عدم تقدم ما یبتعد من ذلک خروج قضاہ مالکی خرج فتویٰ عدم تقدم الخصمۃ الشرعیۃ الی الی الی شرط انعقاد القضاہ فی حق ابعاد تو اگر مقدم ہو قاضی حنفی کی طرف مالکی مذہب کے قاضی کی قضا کا بدون دعویٰ کے تو اُسکی طرف انعقاد کیا جائے اور حنفی کے مقتضات اپنے مذہب کے عمل کے بسبب عدم تقدم اُس شرط کے جو اُسکو اپنے مذہب پر عمل کرنے سے مانع ہو بطلت خروج قضاہ مالکی خرج فتویٰ یعنی عدم شرط سے قضاہ نہ کہ فتویٰ کے ہو گئی بحجت عدم تقدم خصوصیت شرعیہ کے جو شرط شخصی انعقاد قضایا حق ابعاد میں اذ ارا اب القاضی فی حکم القاضی الاول لہ طلب شہود الاصل ہر فی القضاہ قید بارتیابیہ فی حکم الاول نافذ اور نہ اذ ہم یرتب فیہ لایعترض بلہ جب تردد میں ہر سے قاضی پہلے قاضی کے حکم میں تو اُسکو جائز ہے اصل کے گواہوں کو طلب کرنا یہ مسئلہ مذکور ہو گیا کتاب انصاف میں مصنف نے قاضی اول کے حکم میں تردد کی قید لگائی تو یہ فائدہ ظاہر کر دیا کہ جب ہمیں اُسکو رد نہ تو تو طلب ہوگا مستعرض ہونے والی انہو کہ البدر یہ تھا لوالقضاہ لایقض لہما لایقض و جمیل علی السداد بخلاف قضاہ غیر یعنی اذ ہمیں وجہ نہادہ بطریقہ نقضانی نقضہ فواکہ بدر یہ بین کہا کہ فقہائے کہا ہے کہ قاضی متقی عالم کا حکم تو رائے نہیں جاتا اور راستی اور درستی پر محمول ہوتا ہے بخلاف قضاہ اُس قاضی کے کہ

یہاں سکوت رضا اور عدم رضا دونوں کا محمل ہے کہ ان کی پہلی بار غصہ مٹا دیا جائے اور وقت علیہما دینی ہے کہ ان کو وقت و تقصیر اور ادا و تکلیف علیہما دینی ہے علیہما السلام
 ذلک اتفاقاً للثنا قبض وان قام بنیت لقبل علی الصحاح لا یصحہ الذوق بل الذوق بلا ذوق طارفاً لما صوبہ الریاضی وقد یقتضی فی الوقت
 و باب الاستحقاق ایک شخص نے زمین پر بیچ دیا دعویٰ کیا کہ وہ زمین کو بیچ دیا ہے یا فلاں مسجد پر وقف ہے یا میں نے اسکو وقف کیا تھا اور بائع مدعا علیہ کی تکلیف
 چاہیے تو یہ اسکو جائز نہیں بل اتفاقاً بسبب تناقض کے اور اگر بائع نے اسکو کوہ قائم کیے تو کوہی قبول ہوگی یا صحیح تر قول ہے کہ اسوجہ سے کہ دعویٰ بلکہ کا صحیح
 بلکہ اسوجہ سے کہ وقف میں بدون دعویٰ کے بھی کوہی قبول ہو جاتی ہے بظلمات اس قول کے بجائے یہ کہ یہ دعویٰ کی ضرورت نہیں عدم قبول شہادت کو موقوف کیا ہے اور
 ہم نے اس مسئلہ کو کتاب الوقف اور باب الاستحقاق میں بیان کیا ہے وہ بت ہمراہ دوا جہا ختمت و طاب البیت و ترابہم را و قالوا انک انت ایستہ فی مرض و تمنا
 وقال بل فی الصحیح فالقول للورثۃ بما اکتسبوا فی غایۃ تبارک و تعالیٰ بحکم صغیر بعد نقلہ لانی فتاویٰ الشیخ ان القول للزوج فقالوا لا علی غایۃ لروایۃ لا صحاح و ترا
 علی وجہ ہر دو اصلوں کی استیصال فالقول للزوج نے پناہ زوج کو یہ کیا پھر وہ کئی اور وجہ کے وارثوں نے اسکا خراج سے طلب کیا اور بولے کہ ہمہ ہر ایک
 مرض الموت میں واقع ہوا اور زوج نے کہا بلکہ اسے صحت میں رہا کہ تو وارثوں کا قول قبول ہوگا اسی پر تمنا دیکھا ہے فتاویٰ قاضی خان میں جامع صغیر کی روایت کی
 بیرونی کے بعد نقل کرتے اس قول کے جو فتاویٰ فی سفی میں ہے کہ زوج کا قول قبول ہے سو قاضی خان نے کہا کہ اسی روایت سابقہ پر تمنا دیکھی ہے سو یہ ایک ان سے ہے زوج
 پر اتفاق کیا اور سقوط ہر میں اختلاف تو منکر سقوط کا قول مستبر ہوگا بحکم باقی کلام قاضی خان کا یہ ہے کہ حادث ہے اور جو اشیاء میں اصل ہے کہ قریب اوقات کی اشیاء
 ہوں قلت و درہ فی توبیہا و درہ عمدة یتجمل علی خلاف ما یجزم بہ فی الشیخ کالکثر من ان القول للزوج وان جزم بغيرہ کالاربعی و ابن سلطان بانہ الاستحسان فقیر
 اور درجہ کے قول مستبر ہونے کو ثابت رکھا ہے توبیہا میں اور اسی پر تمنا دیکھا ہے ہمارے استاد نے بظلمات اس قول کے جسکا مستفی الاجر میں کثر الدقائق کے مانند
 یقین کیا ہے وہ یہ قول ہے کہ زوج کا قول مستبر ہے اگرچہ زوجی اور ابن سلطان کثر کے شارح نے اسکا یقین کیا ہے کہ زوج کا قول مستبر ہونا احسان ہے لیکن اور
 کا قول قبول ہونا قیاس ہے تو اس اختلاف سے خبر دار رہنا قلت و تفرغ ابن امام فی آخر المسائل وجہ انظار ابن ادریس علی بن امام حق بل اسادہم بیرونہم
 و الزوج منکر فالقول لہم کتاتہ و قول زوج کے معتبر ہونے کی قیوت کی ہر کمال الدین بن امام نے آریاب ہر میں و یوں کہا کہ قول ظاہری وجہ ہے کہ
 کہ وارثوں کا حق ہر میں نہیں بلکہ زوج کا حق ہے اور وارث اسکا دعویٰ کرتے ہیں اپنے فائدہ کیو اسے اور زوج منکر ہے تو زوج ہی کا قول مستبر ہوگا نہ وارثوں کا
 لان القول قول المنکر و اسد علم و کلہما بطلاناً لا یمکن ان لا یمن بن جہت زوج نے زوج کو اپنی طلاق کا دلیل کیا تو اب زوج زوج کو وکالت
 مذکورہ سے معزول نہیں کر سکتا اسوجہ ایک زوج کو دلیل کرنا میں ہے زوج کی جہت سے ہم یعنی دلیل کرنے میں بھی میں یعنی طلاق زوج کی تعلیق ہے زوج کے
 فعل پر ادریس میں رجوع کا اختیار نہیں لیکن یہ تو دلیل محسوس ہے ہر ایک اسے کہ فتاویٰ صغریٰ میں مذکور ہے کہ اگر زوج نے زوج سے کہا کہ میں نے تجھ کو دلیل کیا اسکا کوئی
 ذات کو طلاق دے تو یہ وکالت اسی مجلس مفوضہ ہے نہ ہی بظلمات تو دلیل اضبی کے کہ وہ مجلس مفوضہ نہیں ہے اور رجوع کا اختیار ہے کہ فی اصطلاحی مخیر و کلہما
 بلکہ اعلیٰ فی مٹی غرتک فانت وکیل فی فرتیۃ ان تقول فی غرتک غرتک غرتک لان فی غرتک الاوقات و اما کلما قلیم و اما فی الایات نے دوسرے سے کہا
 کہ میں نے تجھ کو اس کام کا دلیل کیا اس شرط پر کہ میں جب تجھ کو معزول کر دوں تو تو میرا دلیل ہے تو اسے معزول کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یوں کہ میں نے تجھ کو معزول کیا ہے تجھ کو
 میں نے معزول کیا ہوا اسے کہ فضا مٹی کا مجموعہ اوقات کے وسطے موضوع ہے اور کلما کا لفظ تو عموم فعل کے واسطے موضوع ہے فلو قال کلما غرتک فانت وکیل
 ليقول فی غرتک حبت عن الوکالۃ لعلقتہ و غرتک عن الوکالۃ لہما صلا من لفظ کلما جنسہ عن لفظ الوکالۃ کہ اہم ہر بار میں تجھ کو معزول کر دوں سو تو
 میرا دلیل ہے تو اسے معزول کرنے میں یوں کہ میں بھرا وکالت ملحق سے او میں نے تجھ کو معزول کیا وکالت بخیرہ سے جو حاصل ہوئی کلما کی لفظ سے جسکا
 ترجمہ ہر بار ہے تو اب وہ معزول ہوا دے گا قبض بدل الصلح شرط ان کان دین بدین بان صلح علی درہم عن ذاتہ و عن غیرہ آخرتہ و الذمہ

نہایت اہم و ضروری ہے

قبض کرنا بہل صلح کا شرط ہو اگر صلح واقع ہوئی ہو ایک دین کی دوسری دین سے اس طرح کہ درمیان میں صلح کی دینا دونوں سے یا اور کسی خبر سے جو ثابت ہو نہ
 میں والا لیکن دینا بدین لا بشرط بعضہ لان صلح اذ وقع علی عین متعین لا یسعی دینا فی الذمۃ بخلاف فراق ختمہ اور اگر صلح دین کی دین سے نہ ہو تو بدل صلح کا
 قبض کرنا شرط نہیں اس لیے کہ جب صلح واقع ہوئی عین پر تو وہ متعین ہو گئی ذمہ پر دین باقی نہ رہی تو بے فراق جائز یعنی بغیر فراق مسئلہ سابقہ کے کہ وہ ان
 فراق صحیح نہیں کیونکہ وہ صلح معاوضہ صرفی ہو گئی اور صرف میں فراق جائز نہیں قال المدعی لا یعتنی فی خبر میں ولو بعد صلح ختمہ جو اہر لفتاویٰ و کذا
 لو قال عند طلبہ لیسیتہ اذ اعلنت فانت رسی بن المال الذی علیک و حلف تم بہرین طے الحق قبل دفعی کہ المال غائبہ مدعی نے کہا کہ میرے دعوے پر گواہ نہیں ہو کر
 گواہ لایا اگرچہ مدعا علیہ کے قسم کھانے کے بعد گواہی ثابت کی ہو کہ انہی جو اہر لفتاویٰ اور اسی طرح اگر مدعی نے مدعا علیہ کے قسم کے طلب کرنے کے وقت یوں
 کہا کہ جب تو قسم کھائے گا تو بری الذمہ ہو جائیگا میرے اس مال سے جو تجھ پر اور اسے قسم کھائی ہو مدعی نے گواہی ثابت کی اپنے حق پر گواہی قبول ہوئی اور
 اسکو مال دلایا جاوے گا کہ انہی تکلیف میں خطا دی نے مناسب مقام آیا نفیس کہ نام محمد کے کلام سے نقل کیا جاوے یہ کہ ایک کے دوسرے سے کہا کہ میرے بچے پر اور
 میں سو دوسرے شخص نے کہا کہ اگر تو قسم کھائے کہ میرا درمجموعہ میں تو میں انکو اور انکو سو اسے قسم کھائی اور مدعا علیہ دم ادائیگیسے سو اسے شرط مذکور پر ادائیگیسے تو یہ
 باطل ہو اور کہنے دے کو یہ لفتاویٰ جائز ہو اسو اسے کہ یہ شرط باطل مطابق شرع کے نہیں اسو اسے کہ قسم شرع شریف میں نکیر یہ مدعی پر اتنی اوقال الشاہ لا شہاد
 لی شہد تقبل لا یسکن التوفیق بالنسب تم التذکرہ یا گواہ نے کہا کہ میری گواہی نہیں میرا اسے گواہی دی تو گواہی قبول ہوئی سبب امکان توفیق کے بھونے سے میرا
 کرنے سے یعنی ہر ممکن ہو کہ ان گواہی یا دہنیں پڑی تو انکی نفی کی میرا دی تو ظاہر کی بسا اذ نکات تول مان قبول کا نہیں کہا لو قال لیس لی عند فلان
 تم جابر شہد او قال لا حجتہ لی علی فلان تم انی بہا حجتہ فانما قبل ما قلنا بخلاف اذ قال لیس فی تمام مدعی تمام لیس لفتاویٰ چنانچہ اگر ایک شخص نے
 کہ اپنے شخص کے نزدیک میرے حق کی گواہی نہیں میرا ہی شخص کو لایا سو اسے کہ ان دی یا یوں بولا کہ میرے حق میں فلان شخص پر کو حجت شرعی نہیں مجرہ حجت شرعی کہ
 لایا یعنی گواہی سے دعویٰ ثابت کیا تو وہ قبول ہو اس دلیل سے جو ہے نہ تو رکھنی یعنی دلیل امکان توفیق کیسے نام التذکرہ بخلاف اسکے جبکہ بولا کہ میرا حق نہیں میرا
 اسے حق کا دعویٰ کیا تو دعویٰ سمع نہو کا تناقض کے سبب سے تم الکوئی کہنے کہ بیان میں بیان اور نہ میرے توفیق مذکور ممکن ہو اسکا جواب یوں ممکن ہے کہ اس مسئلہ
 میں براہ ذمہ مدعا علیہ قول اول سے ثابت ہو چکی ہو قول ثانی سے مدعہ براہ ثابت ہوئی کہ ان فی الخطاویٰ الامام الذی ولاہ الخلفۃ ان یقطع من الخلفۃ
 انسانا من طریق السجادۃ ان لم یضرب بالمسارۃ لان الامام ولایۃ ذلک فلذا ما یضرب من حکم کو بادشاہ نے حکومت دی ہو اسکو اختیار کی کہ قطعہ زمین کا
 معین کر دے کسی آدمی کو شاہراہ کے درمیان سے بشرطیکہ ہفتہ زمین دے سے چنے پھرنے والوں کو ضرر نہو اس لیے کہ بادشاہ کو اس اختیار پر تو اسی طرح
 اسکے نائب کو بھی اختیار ہو شہاد نے کہا یقطع کا لفظ قطع یعنی باب افعال سے ہو مجرہ زمین صادرہ السلطان و ہم یعین بیع مالہ فلو عینہ فمکرہ الا ان
 یاخذ ثمن طوعا فباع مالہ بسبب اصدارہ بیع لان غیر مکرہ کما مر فی الاکراہ ایک شخص سے بادشاہ نے مال طلب کیا اور اسکے مال کا بیع مقرر نہیں کیا
 یعنی یوں نہیں کہا کہ یہ مال بیکر مال دے سو اسے اپنا مال چاہے صادرہ سلطانی کے سبب سے تو انکی بیع صحیح ہو اسو اسے کہ بائع مکرہ نہیں یعنی بیع پر چھوٹوں
 جہر نہیں ہوا چنانچہ کتاب الاکراہ میں مسئلہ کہ گواہی شہاد نے کہا سو اگر بادشاہ نے اسکے مال کی بیع مقرر کر دی تو وہ مکرہ ہے یعنی اسکی بیع اس صحیح نہیں کہ یہ کہ وہ شخص
 نہیں اسکا اپنی خوشی سے لے تو مکرہ نہو کا بیع اسکی صحیح ہوئی کہ ان ذاب جس الدین فباع مالہ بقضائہ صحیح ہوا جیسے کہ ان نے دیوں کو مجبور کیا ہو کہ
 سبب سے سو اسے اپنا مال بچا دے دین کے واسطے توبہ انکی بالاعتناق صحیح ہو خوفناز و جہاد وغیرہ بالضرر حتی و میت ہر مال صحیح ان قدر علی الضرر
 لانہا مکرہ علیہ زوجہ کو اسکے نوح نے یا اور شخص نے دیا یا اسے بیانیہ کہ اسے اپنا مکرہ یا توبہ بیع میں اگر وہ شخص حرجت کے بارے پر کار دے ہو اسکو اس پر جہاد
 مال کی بخشش پر ضرب ضرب شدید مراد ہو اسو اسے کہ ضرب غیر شدید ہے اگر ثابت نہیں ہوا ان اگر بہرہ علی الخلفۃ و السیوط المال لان طلاق

المرکبہ و دفع دلائل الممال بہ لما قلنا اور اگر حجت پر اگر کیا قطع کرنے پر سوائے قطع کیا بوضی اینے جس کے زوج پر یہ تو صلاح واقع ہوگی اور ایسا قطع ہوگا سو اسے
کہ مرکہ کی صلاح واقع ہو جائی ہے اور اگر اسے مال لازم نہیں ہوتا اس دلیل سے جو ہم نے مسئلہ سابقہ میں مذکور کی کہ اس میں طلاق کے زوج مرکہ نہیں طلاق میں
کذا فی المحلادی من العسفت ولو احوال انسا علی الزوج ثم دبت لہم الزوج ثم اصبح فالوا دی بحکایہ قلت نعم انما تم قبولہ فی علم جلیلتہ الا ان المال
تینک انما علی سبب البیہرہ فیہ الی اس لا یتبرہ و قبولہ اور اگر زوج نے ایک انسان کے دین کا جو کہ ایک ایسے زوج پر جو نہایت زوج کو بخشہ یا تو وہ صحت نہ ہوگا فیہ ہوں گے کہ اگر
اور یہ جملہ ہر میں کہتا ہوں کہ جملہ مذکورہ تمام ہوگا مگر زوج کے قبول سے زوج اس کے لیے کو معلوم کرنا ہوگا یعنی تو کوئی قبول کرے گا اور جانا کہ اس کا قبول کرنا شرط ہے اور
مگر یہ کہ یوں جواب دیا جائے کہ محال یہی صاحب دین جس کے دہے حوالہ ہوا وہاں تو دین کا مطالبہ زوج سے ہوگی بالترک کے اسے تقاضی کے یا اس جو محال علیہ کے
قبول کو شرط نہیں کرتا اتنا تحریر آئی علیہ کہ او بالوعدہ فتر منہا حال طہارہ و طلب جاریہ جو یوم علیہ مفادہ اندر ہر بار حق دفع اللہ ای ایک شخص نے اپنے
ملک میں کنون یا نجاست کا چوبچہ بنایا سو اس سے اس کے ہمسایہ کی دیوار تو ہو گئی اور اس کے ہمسایہ نے اس کی تحویل یا ہی تو اس پر حکم جنر لگا اور وہ عدم جسے یہ مفادہ دیوار
کہ اس کو ضروری سے ہر ہر کا دفع کلیت اور شفقت کی وجہ سے عدم جبری وجہ ہے ہر شخص اپنے ملک میں مختار ہے و ان سقطت اس کا طہارہ منہ لم یقتض لم یعدم تعدیہ و غیر
فی ملک فکان لیسبا اور اگر دیوار لگ گئی بانی کی زودت سے تو کوہ نے دے پر ضمان لازم ہوگا اس کے عدم تعدی سے اس سے کہ اسے اپنی ملک میں ضمان کوہ و
تو یہ سبب ہو یعنی ہندم کا سبب البیہرہ نہ فاعل اس کا اور ضمان فاعل ہوتا ہے نہ سبب و مر فی آخر الا جازہ و انو قس فی اقصی الا حکم تعدی بجا رہے ضمن اور اس کا
ان جازہ کے آئین گذر گیا یہ مسئلہ کہ اگر ایک شخص نے اپنی زمین کو آنا سینچا کہ اس میں بانی نہ ہو سو اس کے ہمسایہ تک پہنچا یعنی اس کا نقصان ہوا تو ان دونوں کے گا
عمر دار زوجہ ہر مالہ با ذنہا فالعمارة لہما و انفقہ وین علیہما النسخہ ام ہر زوج نے اپنی زوجہ کے گھر میں عمارت بنائی اپنے مال سے زوجہ کی اجازت سے
تو وہ عمارت زوجہ کی ملک ہو اور جو مال خرچ ہوا وہ زوجہ پر دین ہر سبب صحیح ہونے کی اجازت کے یعنی تعمیر کا ہر التزام ہر نفقہ کا باعتبار ولایت کے جیسے اپنے
دین کے اور دینے کا امر و لو عمر لنفسہ بلا اذنہا فالعمارة لہ دیون غاصبا للفرعہ یومہ و التفرع بطلہا و انک و اگر زوج نے اپنے دہے عمارت بنائی بدو ان
زوجہ کے تو عمارت کا مالک زوجہ پر اور وہ غاصب ہوگا زمین کا تو اس کو حکم ہوگا زمین کے غالی کر دینے کا عورت کی طلب سے یعنی اگر زوجہ اس کی طالب ہوگی تو حکم ہوگا ولہا
بلا اذنہا فالعمارة لہما و متوطوع فی اہنا و ظار جوع لہ اور اگر عمارت زوجہ کو اپنے بنائی بدو ان کے اذن کے تو عمارت زوجہ کی ہو اور زوجہ عمارت بنانے میں
احسان کرنا تو اس کو عمارت کا مالک اس کا جواز نہ ہوگا و ان مختلفا فی الاذن و عدمہ و لا یمتہ فاعل قول منکرہ یمتہ اور اگر زمین میں نے اذن اور عدم اذن میں اختلاف کیا اور اس کے
کو وہ زمین تو نہ اس اذن کا قول کہ ہم ساتھ مستبر ہوگا دینی ان عمارة لہا اولہ فاعل قول لہ لانہ ہوا ملک لہا اذہ بخلاف مقدم فی انفس و ما اگر دونوں نے اختلاف میں
کیا کہ عمارت زوجہ کی ہو یا زوج کی تو ہر ان زوج کا قول مقبول ہوگا سو اس کے کہ وہی تو نہ اس ہر چنانچہ ہمارے ہمارے ہوگا بان کیا ہو اور کتابت نہیں میں یہ مسئلہ
مذکور ہو چکا قال ہرہ ریت عتی ثم عترف بانظار و صہ رقتہ فی خطا قلہ ان خیر و جہا اولہ بنسبت علیہ ان فاعل و انما دہ راستہ لا بقول لکن موافق
او صدق او کما قلت او شہد علیہ نذر لک شہود او فی محض ذلک من اثبات لفظی لہ ان علی اثبات اناس ایک مرد نے کہا کہ عورت میری شیر خوار
ہو یعنی میری زوجہ کا اسے درجہ سیاحہ پر اسے اپنی خطا کا اعتراف کیا اور اسے اس کے چوکھٹے کی تصدیق کی تو اس کو اس عورت سے نکال دیا یا ہر بشر طے شیر خوارگی
سے نوں پر ثابت نہ ہو اس طرح کہنے سے کہ وہ قول شیر خوارگی کا حق یا راستہ ہے یا جیسا میں نے کہا ویسا ہی ہے یا اس قول پر لو کہ کوہ کیا ہو جو با میں خبی ہو
اثبات لفظی سے جو ثبات نفسی پر ولایت کرنے والا جو شرع کے کہا کہ عسفت نے مثالیں دے کر فائدہ ظاہر کیا کہ ثبات مذکور ثابت ہوگا مگر قول ہی سے ہم
عسفت نے عدم ثبات قول کو شرط تحریر یا اگر بن کہ اس کا اس کی شیر خوارگی حق یا راستہ ہے یا جیسا میں نے کہا ویسا ہی ہے یا جیسا کہ وہ کہے جو بعد میں ثبات قول کے اپنی خطا کا اعتراف
کیا تو قول اس کا مقبول ہوگا اگر عورت بھی اس کی خطا کی تصدیق کرے تو واضح تر ہوگا کہ ان فی المحلادی و مل یون مکرر اور ارادہ مذکور ثباتا خلاف بسوط فی فیفس و

امام ابوحنیفہ رحمہ سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو اس شخص کے حق میں جو کہتا ہو کہ میں نبشت کی امید نہیں رکھتا اور نہ دوزخ سے ڈرتا ہوں اور نہ دار اور نہ کھانا ہوں اور نہ بوسن دیکھنے کو اہی دیتا ہوں اور خدا سے نہیں ڈرتا اور بدوٹن رکوع اور سجود کے نماز پڑھتا ہوں اور حق سے نفی رکھتا ہوں اور قسٹہ کو دوست رکھتا ہوں سو امام رحمہ نے اپنے اصحاب سے پوچھا سو انھوں نے کہا کہ وہ قائل کا فرقہ سو امام نے تبسم کیا اور فرمایا کہ وہ عوسن پر نبشت اور دوزخ کے مالک سے ڈرتا ہو نہ نبشت اور دوزخ سے اور بھلی اور تلی کھاتا ہو اور کلر شادیتن کی گواہی دیتا ہو اور حالانکہ اسے خدا کو اور رسول کو نہیں دیکھا اور خدا کے ظلم سے نہیں ڈرتا سو اسے کو وہ ظلم سے پاک ہو اور شہناز سے کی نماز پڑھتا ہو اور موت کو مغرض رکھتا ہو اور مال کو جو قہر ہو دوست رکھتا ہو خلیل الدین نے کہا کہ اس عبارت میں ایک طرح کا استبعاد ہو جو اسطرح استعمال کرنا جائز نہیں اور میں تو اس حکایت کی صحت کو امام کی طرف نہیں مانتا اگرچہ ایسے کلام کے قائل کو کافر نہیں کہتا مگر ایسے کلام کو حرام کہتا ہوں اور اسکی تاویل اور توجیہ کو نہیں مانتا خصوصاً اس زمانہ میں جس میں بدعات اور اقوال خلاف شریعت اور صفات حق تعالیٰ میں جھل پڑے ہیں انتہی میں شرح ابوبہانہ کذا فی السطح واسم سجان لہ علماء رویں ایسے قول پر استغفار کیا کرتے ہیں اگر ہمارے زمانہ کے متبعین اور بنیادوں کا کلام سننے کو وہ علماء ظلم کیا فرماتے انھوں نے لایں سورہ الاوقاف فیقول لکلام تم راست شیخنا قال تو فیقی نقبلے نفسہ بالانکار وادنا کان منی لان یہ وہ نہ وہا لہ التوفیق پھر بچنے اپنے استاد کو کھیا فرماتے تھے کہ ابن شحہ شایع وہبانیہ سے نقل کلام وہبانیہ سے اپنی ذات پر نفی کرنے کی نین میں نے ایسے کلام محوش کو ناحق نقل کیا اور مصنف وہبانیہ کو اسکاذون کرنا اور کتاب میں داخل کرنا لائق نہ تھا اور خدا سے توفیق دیتی کلام کی ہم مانگتے ہیں ہم خطا دی ہے کہ ایں شحہ کا عذر ظاہر ہو کہ وہ ظلم وہبانیہ کا شایع ہوا اور اس ظلم میں یہ بہت بھی داخل ہے جسکی شصتہ ظاہر بحیث لورہ انسان ظنہ ختونا ولا تقطع جلدہ ذکرہ الا تبشیرہ الم ترک علی حالہ لکے کا جو جسکی سپاری اسطرح نمود ہو کہ اگر آدمی اسکو دیکھے تو گمان کرے کہ اسکا ختمہ ہو چکا ہو اور اسکے نازے کی کمال قطع نہیں ہو سکتی مگر سخت در درسانی سے تو وہ اسی حالت پر چھوڑا جائے م ختمہ سے عرض انکشاف شصتہ ہو چھوڑ دے خود نمودار ہو تو قطع کرنے کی حاجت نہ رہی کشج اسلم وقال اہل النظر لا یطیق ان یتحان ترک لایضا اننا اس لوشے کے جو مسلمان ہو گیا اور وہ اتفاقاً دونے لایوں ختمہ ثابت ہو گیا اور اگر نصف کمال یا کم نصف سے کسی تو ختمہ لائق شمار کے ہو اسلئے کہ حقیقی ختمہ ہے نہ حکمی ختمہ حقیقی وہ ہے جس میں کمال کمال اور حکمی ختمہ وہ ہے جس میں نصف سے اکثر کئے لائن لاکر حکم الکل والا لائل ان النحمان سنتہ کیا جانی انجر وہموش شاعر الاسلام خصائصہ فلو اجتمع اہل بلدہ علی ترکہ جارہم الامام فلا یرک لانہ روعا شریعہ لا یطیقہ ظاہر اور اصل یہ ہے کہ ختمہ کرنا مردوں کے حق میں سنت ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا اور وہ علامات اسلام اور اسکے خصوصیات سے ہو تو اگر ایک شہر کے لوگ ترک ختمہ پر اتفاق کریں تو مسلمانوں کا حاکم اسے قائل و جدال کرے تو ختمہ کسی طرح ترک نہیں ہو سکتا مگر عذر شرعی سے اور جو بوڑھا کہ مسلمان ہو اور اسکی طاقت نہیں رکھتا ہو تو اسکا عذر ظاہر ہو وقتہ غیر معلوم قبل سبع سنین کذا فی المتفقہ اور ختمہ کرنے کا وقت غیر معلوم ہو یعنی کس عمر میں ختمہ کرنا چاہیے نفس قطعی سے ثابت نہیں اور بعضوں نے کہا ختمہ کا وقت سات برس ہیں کذا فی المتفقہ و جاسکی یہ ہے کہ سات برس کے لڑکے کو ناز کا حکم ہو تو اسی عمر میں اسکا ختمہ کرنا چاہیے مگر خوب طہارت حاصل ہو یہ قول کافی میں مذکور ہوا اور خزانہ اس میں تنازیادہ کہا ہو کہ اگر اس سے کتر ہو تو مبرہ ہوا اس سے ختوڑا سنازیادہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور بعضوں نے کہا جب تک باغ نہ ہو ختمہ کرے سو اسلئے کہ ختمہ طہارت کو واسطے ہوا قبل بلوغ کے اسپر طہارت و جب نہیں کذا فی السطح لاکر و قبل عشاء اور بعضوں نے کہا کہ دس برس میں ختمہ کا وقت ہو م و جاسکی یہ ہے کہ دس برس کے لڑکے کو ناز کے واسطے حکم ہو تاکہ اسکو عادت پڑے ناز کی قبول قصاۃ ثنا عشرہ سنتہ قبل البیرۃ بطاقتہ و ہوا الاشہار بعضوں نے کہا کہ اتنا مدت ختمہ بارہ برس ہیں اور بعضوں نے کہا کہ طاقت طفل کا اعتبار ہو اور میری قول مناسب تر بدلیل ہو وقال ابوحنیفہ لا علم لہ بوقتہ ولم یروہما فیہ شی فیذا اختلف المشایخ فیہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ نے کہا کہ مجھ کو علم نہیں ختمہ کرنے کے وقت کا اور ہر صاحب میں سے

ہی اس میں کوئی روایت وارد نہیں تو ایسا واسطے عالموں کا اس میں جملات واقع ہوا و خان المرأۃ فی تحقیقہ میں سنتہ بل کرتہ لکرجال اور عورت کا ختمہ سنت نہیں ہو بلکہ عورتوں کا مردوں کیواسطے مکرم ہونے حق تعالیٰ نے مشروعیت ختم نہ اسے مردوں کا اکرام کیا ایسا واسطے کہ وہ الذہب و جلع میں کذا فی الطحاوی
وکیل سنتہ اور قول صفت یہ ہر کہ عورتوں کا ختمہ سنت ہر قد حج ایسوی من ولد محتوم ان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام فقال سہ و سہ الرسل محتوم
لنمرک خلقتہ نمان و سہ طیبون انکارم یہ وہم زکریا ثبوت اور یس یوسف و خنظلہ عیسیٰ و موسیٰ و آدم و ذوق شعیب سائم کو طوطی و صلیح بن سلیمان کیجئے ہو
خاتمہ اور البتہ جلال الدین سیوطی نے نظم میں جمع کر دیا ہے تمام ان انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو جو ختمہ ہونے پیدا ہوئے سولہوں کہ اگر کہ رسولوں میں تیری
عمر کی قسم پیدا اشی محتوم ہیں سرہ رسول پاک نہایت بزرگی واسطے اور وہ یہ ہیں حضرت زکریا اور حضرت شیت اور حضرت ادریس اور حضرت یوسف
اور حضرت خنظلہ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ اور حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت شعیب اور حضرت سائم اور حضرت طوطا اور حضرت صلیح اور حضرت
سلیمان اور حضرت کیجئے اور حضرت ہود اور ہمارے حضرت خاتم الانبیاء حبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم طحاوی نے کہا اس نظم سے صریح
معلوم ہوا کہ سائم اور خنظلہ علیہما السلام بھی بنی مرسل ہیں و یحوز کے الصغیر و بطرقہ وغیرہ من المداۃ المصلحہ اور جائز ہو طفل صغیر کا داغنا اور اسکے نزدیک
چیز نہ بچا کرنا اور اسکے سوا سے اور علاج کرنا مصلحت کے سبب ہم اور سطح لڑکیوں کے کان چھیدنا زینت کی منفعت کیواسطے درست ہر کذا فی الطحاوی و یحوز
فصد البہائم و کھیا و کل علاج فیہ منفعۃ لہا اور جانوروں کی قصہ کھولنا اور انکو داغنا اور جس علاج میں کہ انکے واسطے فائدہ ہو درست ہو و جائز قتل مایض
منہا ککلب غشور و ہرۃ تضر دیکھا ای الہرۃ و کذا و لا یضر بالانہ لایضہ و لا یحرمنا اور جانوروں میں اس جانور کا مار ڈالنا درست ہو جو موی ضرر رسان ہو چنانچہ
کنا کاٹنے والا و بلی ضرر پہنچانوالی اور بلی موزی کو فوج کر ڈالنے اور اسکو نہ مارے ایسے کہ مارا اسکو فائدہ نہیں کہتی اور نہ اسکو آگ سے جلادے و فی التبعیہ کرنا
جرا و قلمہ و عقرب لا باس با حرامی حطب فیما نکل و انقار النملہ لیس یارب اور متنبی میں ہر کہ مکروہ ہر آگ سے جلا تاڑی اور جون اور کچھو کا اور کچھ مضائقہ نہیں
ان لکھو یوں کے جلانے کا نہیں چینیان ہیں اور جون کا پھینکنا زمین پر ادب نہیں ہر ہم اس واسطے کہ جون دوسرے شخص پر چڑھنے کی تکلیف دیگی اور مورت نیان ہر اور
گرنگی سے اسکے ناحق تعذیب ہو تو اسکا زما ہی بہتر ہو گرانے سے کذا فی الطحاوی تبقرت و جائز المسابقۃ بالفرس والابل والاربعۃ الرمی لیراض لہا
اور سبقت یعنی با ہم سبقت کرنا اور آگے نکلی ناگھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر اوپرید چکر اور تیر لڑائی کر کے جائز ہو جہاں کی ریاضت کے واسطے ہم سبقت
کی شرط یہ ہر کہ دوڑنے کی حد اتنی مقرر ہو کہ گھوڑا و ہاتھک و ڈسکنا ہو اور ہر گھوڑے میں سبقت کا احتمال ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ایک گھوڑا سبقت نہ کر سکیگا یا بالضرر تو جائز
نہیں اسلئے کہ سبقت خلاف قیاس جائز ہوئی احتیاج ریاضت کی وجہ سے اور بہورت میں تو غیر کو ناحی اپنا مال دینا ہر اس شرط سے کہ سبقت میں نہ تو کو نہ جائز ہو گا
کذا فی الخ ریاضت جہاں کی قید سے معلوم ہو کہ اگر سبقت سے لہو و جب منظور ہو اور دل بہلانا تو اسبقت مکروہ ہو کذا فی الطحاوی و حرم شرط الجعل من الجاہلین
اور حرام ہر سبقت میں مال کا شرط کرنا و دونوں جانب سے صورت ایسی یہ ہر کہ زید اور خالد نے گھوڑے دوڑائے اس شرط سے کہ اگر زید کا گھوڑا کھچے تو مال مشروط خالد سے
اور اگر خالد کا گھوڑا آگے بڑھے تو زید مال سے یہ ہر اسطے حرام ہو کہ صریح قرار ہو الا اذا اذنا ثانیاً لئلا یبطل بشرط کما مر فی الخطر لک و دونوں جانب سے مال کی شرط اسوقت حرام نہیں ہر
جبکہ دونوں شخص تیسرے شخص محلہ کو داخل کر لیں کسی شرط کے ساتھ چنانچہ کتاب الخطر میں کہ ہر چہ کام صورت احوال محلہ کی یہ ہر کہ مثلاً زید اور خالد تیسرے شخص مثلاً محمود کو کہیں
کہ اگر تو ہم دونوں سے سبقت کر جائے تو ہم دونوں کے دواں مشروط تو پوے اور اگر ہم تجھ سے سبقت کر جائیں تو ہم تجھ سے کچھ نہیں لیکن جو زید و خالد میں مال مشروط ہو اور خالد
خود باقی ہو جو ان میں سے بڑھ جائے وہ دوسرے مال مشروط کو یعنی اگر زید سے سبقت کی تو خالد سے اور اگر خالد سے سبقت کی تو زید سے اور اگر زید و خالد دونوں کو
سبقت کر کے تو انکو چھین لیکن محلہ کی شرط یہ ہر کہ اسکا گھوڑا زید اور خالد کے گھوڑوں کے برابر ہو سبقت اور عدم سبقت کا احتمال رکھتا ہو اور اگر دونوں سے دوڑنا نہ ہو
یقیناً دونوں سے کتر ہو یقیناً تو جائز نہیں باعتبار دلالت حدیث کے کذا فی الطحاوی لا یحرم ان احد الجاہلین استحساناً مال مشروط حرام نہیں ایک جانب سے

استحسان کی دلیل سے ہم بدعت اسکی یہ کہ مثلاً خالد کہہ کرید سے کہ اگر میں بہت کہ جانوں تجھے تو سو بدعتی تجھ سے لونگیا اور اگر تو بڑھ جائے تو میں کجاوندنگا یہ اس واسطے جائز ہوا کہ یہ نماز میں اس واسطے کہ تعادلات ہوں دونوں طرف کی ہر جہت کے احتمال سے سو یہاں دونوں طرف اسکا احتمال نہیں بلکہ ایک طرف ہارنا ہو اور دوسری طرف جیسے تو قمار کے مانند نہو ایسی وجہ ہر استحسان کی کہ انہی حالات میں الخ اور اگر ایک شخص نے سواروں کی جماعت سے کہا کہ جو تم میں سے لگے بڑھ جاوے وہ مجھ سے اس قدر مال سے یا اسے تیرا زادوں سے کہا کہ جس کا تیرا نشان پر لگے وہ اتنا پاوے تو یہ جائز ہو اور نہ بقت کے مانند نہو ان میں اگر کسی میں تمنا ہو واقع ہو اور مصیب کی واسطے مال مقرر ہو یا کچھ جانب سے یا دونوں جانب سے بشرط احوال اثبات محفل کے ایسے کہ حالت کی وجہ سب کو شامل ہو کیونکہ دونوں طرف میں کچھ ایسا کہنا مشق کرنا تقویت دین اور علاوہ کہ اللہ کی طرف راجع ہو کر ذاتی الخطا وی و لایکوز استباق فی غیر ذہ الارزاق کا بغض باجھل و اباجھل بخیرے کل شئی و تمام فی الزمعی اور ان چار کے سوا اپنے گھوڑے اور اونٹ اور پیال اور پیہ اندازی کے سوا سہ اور چیزیں چنانچہ چھ پر سوار ہو کر مسابقت کرنا مال شرط کر کے جائز نہیں اور بدون مال کے تو ہر شے میں مسابقت جائز ہو اور اسکا پر یا میان زمینی میں ہر ہم پر سب مسائل مذکورہ مسابقت کے فائدہ کی عالمگیری میں زمینی سے منقول ہیں اور یہ بھی مذکور کہ باب مسابقت میں جواز مذکور سے مراد حالت ہر نہ استحسان تو اگر مطلوب شخص مال شرط کو بخیرے تو عالم جیسے انکو نہ لایکوز اور حکم قضا کو اس پر نہ کر گیا و لا یصل علی غیر الانبیاء و لا علی غیر الملکۃ الا بطریق التبع اور لفظ صلوة کا سوا جسے حضرت انبیا اور سوا حضرت ملائکہ کے اور ورنہ پر نہ بولا جاسے کہ بطریق پیروی میں یعنی یوں کہنا چاہیے بالاعتقاد کہ اللہ صل علی آل محمد و صل علی اصحاب محمد بلکہ بطریق مثبت کے یوں کہنا درست ہو کہ اللہ صل علی محمد و علی آلہ و صحابہ و اولیاء و ائمتہ و صلواتی نے کہا یوسفون سے خیر انبیا علیہم الصلوٰۃ و التسلیم پر صلوة کا لفظ بالاعتقاد جائز کہا ہوتا کہ حدیث صحیح میں وارد ہو کہ رسول خدا صل علیہ وسلم نے فرمایا اللہ صل علی آل ابی اونی و تو کہ تعالیٰ اسہ اندازی سے صل علیک و اولدک علیہم صلوة تم لیکن جمہور علماء اسکے مانع ہیں اس واسطے کہ حضرات انبیا کے ذکر کی یہ خاص علامت ہو تو غیر انبیا انکے ساتھ شریک منونگے اور جو کسبت اور حدیث مذکورہ وہ دماغ محمول ہر اور اس میں اختلاف ہو کہ آیا یہ مکہ وہ تحریری ہو یا تنزیہی یا تکراری ایسا ذکر کیا ہو جو فی نے اذکار میں اور کہا ہو کہ صحیح قول یہ ہو کہ اسے تشریف ہی ہو اور حضرات انبیا کی واسطے دعا کرنا بلفظ صلوٰۃ اس واسطے مشروع ہوا کہ اس میں تعظیم اور تکریم ہو ابوالخالی نے کہا کہ معنی صلوة اللہ علی غیبی کی شکرنا ہو حق تعالیٰ کا اپنے رسول پر ملائکہ کے نزدیک اور صلوة ملائکہ سے دعا مراد ان فریق الباری شری جاری میں کہ ان کے بہترین اقوال ہو اور اس میں صلوة غیر ملائکہ سے دعا مراد ہو اور خدا سے شکرنا کی طلب گاری قبول مقبول علیہ اللہ علیہ وسلم پر کذا فی الخطا وی دہل يجوز الترحم علی البیّ قولان زمینی قلت و فی الذخیرۃ انہ یکرمہ اور کیا جائز ہو لفظ ترحم کا بنی پراسمین دو قول ہیں جو ازاد و عہد جواز کذا فی الزمعی میں کہتا ہوں اور ذخیرہ میں اگر ترحم کا لفظ بنی پر بولنا مکرمہ ہو یعنی یوں کہنا اللہ ترحم علی محمد جائز نہیں ہم یوسفون نے کہا کہ لفظ ترحم کا جائز نہیں ایسے کہ صلوة کے مانند تعظیم پر ولات نہیں کرتا ہو ولہذا غیر انبیا اور ملائکہ کو انہی لفظ سے دعا کرتے ہیں اور تفصیل حاصل بھی ہو سکتی کہ انبیا ترحم میں یقیناً اور یوسفون نے کہا کہ اللہ ترحم علی محمد کہنا جائز ہو اس واسطے کہ سب عباد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر شائق ہیں رحمت الہی کے خواہہ اکل میں ہو کہ رسول خدا صل علیہ وسلم کا ذکر کرنا اس واسطے کہ واجب ہو تو فقیر غریب مسکین زیادہ طلب کہنا جائز نہیں اور عرب کی تعظیم واجب ہر خصوصاً اہل عربین کی حضرت کے سبب خصوصاً ہا جو بن اور انصار کی اولاد کی اور مقدمہ تعظیم اولاد علی اور ابی بکر اور عمر اور عثمان کے ہیں رضی اللہ عنہم انہی کذا فی الخطا و جو ذہرہ دیوطی بقالا استقلنا لفسلیک ان التوفیق و بالذات التوفیق اور سیوطی نے اسکا جائز کہا تھا لا استقلنا لا و دونوں قولوں کا اختلاف رفع ہو گیا اور خدا سے ہم توفیق خیر کی مانگتے ہیں و سبب لرحمتی للصحابۃ اور سبب ہو صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم کہ ہم اس واسطے کہ صحابہ کرام طلب رضا الہی ہیں نہایت سرگرم تھے اور خوشنودی حق کر واسطے چاہتا ہی کرتے تھے تو رضی اللہ عنہم کہ وہی زیادہ تر سرور اور ابن امت کے اور لوگ اگرچہ قطب لاقطاب ہوں انکے ذاتی ہر ہر شے کے برابر نہیں ہوں گے جسکو امین تر وہ ہو وہ احادیث صحیحہ کو دیکھو کہ ابن امتحان نے ہر نہ کہ بنی القرنین و ثمان اور اس میں رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہو

ان لوگوں کو جنگی نبوت میں اختلاف ہو چنانچہ ذوالقرنین اور یحییٰ علیہ السلام کا فی شرح المتذکرۃ للکرامی اور
 بعضوں نے کہا جنگی نبوت میں اختلاف ہوا ان کے نام لینے کے وقت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا کی شرح متذکرۃ میں مذکور ہے ذوالقرنین
 لیسابین دین بدہم من العلماء و العباد و سائر الانبیاء و رزقہم کا لفظ تابعین کیواسطے ہوا اور جو ان کے بعد ہیں انہیں علماء اور عباد اور باقی کتاب لوگ بدہم ہیں
 وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت کو نہیں دیکھا مگر صحابہ کرام کو دیکھا چنانچہ امام زین العابدین اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما و کذا یجوز فکھتم ہوا بحکم النسخۃ و
 الرضی لیسابین من بدہم علی الراجح ذکرہ الکرامی اور اس طرح عکس آسکا جائز ہو سکتا ہے کہ علماء و تابعین اور ان کے بعد کے تابعین
 کیواسطے بنا بر قول راجح کے ایسا ذکر کیا ہو کر انی نے م و لہذا کتب فقہ میں امام ربیع کے نام پر رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ دونوں لفظ مذکور ہیں وقال زبلی
 الاول ان یقول النسخۃ بالترضی و التابین بالرحمۃ و من بدہم بالمنقرۃ و المجاوزہ و زبلی نے کہا متذکرہ کے صحابہ کے واسطے رضی اللہ عنہم کے لفظ سے دعا
 کرے اور تابعین کیواسطے رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے بعد اور لوگوں کے واسطے خیر اللہ علیہم اور تجاوز اللہ عنہم کے لفظ سے دعا کرے م منفرت اور تجاوز کی اسلئے دعا
 ہوئی کہ تابعین کے بعد ذنوب کی کثرت ہوئی اور امور دینیہ کے اہتمام میں قلت ہو گئی کذا فی الطحاوی عن الحموی والاعطار باسم المیزور و المہرجان والایض
 ایوالدایا باسم یزید بن ابیہرم اور نور و زار مہرجان کے نام سے دنیا جائز نہیں ہے تحت رسانی ان دونوں کے نام سے جوام ہرم نور و زار عبارت
 ہوا کہ ایک آنے سے حج حمل میں وہ پہلی تاریخ ہو کر فروری ماہ کی اور مہرجان سوطین تاریخ ہو مہراہ کی آتش پرست دونوں دونوں خرید کرتے تھے اہل بکام بشارت
 کفار کی حرام ہوئی اس طرح ہوئی اور دیوانی مسلمانوں کو حرام ہو کر مشابہت ہو کر ہند کی زبان فقہ عظیمہ کا لفظ المشرکون بکفر خال ابو حفص الکلبی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور
 ابوہی لشکر یوم المیزور و بقیۃ تریہ عظیم یوم فقہ کفر حبشۃ اعمالہ انتہی اور اگر نور و زکی عظیم اور کریم مقصود ہو جو طرح مشرک کی عظیم کرتے ہیں تو عظیم کریموال کافر ہو جاوگا
 ابو حفص کہنے لگا اگر ایک دن حق تعالیٰ کی عبادت کی ۵۰ برس پھر مشرک کو بخشہ بھیجا ایک انداز نور و زکی دن بقصد عظیم نور و زکی تو بیشک وہ کافر ہو گیا اور آسکا
 عمل حبیب ہو گیا یعنی ساری عبادت اکارت ہو گئی انتہی کلامہ و لواہی اسلم و لم یقسم الیم مل جری علی عادی الناس لایکفر اور اگر مسلمان کو نور و زکی دن بخشہ بھیجا اور
 آمدن کی تقسیم کا ارادہ نہ کیا یا بخشہ رسانی میں لوگوں کی عادت پر چلا تو کافر ہو گا و یغنی ان فیصلہ قبلہ و بعدہ نقلاً للشیئہ اور لائق یہ ذکر نور و زکی سے پہلے یا بعد اس کے فقہ
 رسانی کرے بشبہ منع کرنے کیواسطے یعنی نور و زکی کے دن اگرچہ تقسیم کا قصد نہ ہو لیکن مشابہت کفار کی بلاشبہ ہو تو ان کے پیچھے کرنا چاہیے دفع اشتباہ کیواسطے و بشری یوم
 عالمیشترہ قبلہ ان اراد تقسیم کفر وان اراد الاکل و الشرب و التسم لایکفر زبلی اور اگر نور و زکی دن وہ چیز خرید کی جو اس کے قبل خرید نہ کی تھی اگر نور و زکی تقسیم کا ارادہ اس
 خریداری سے ہو تو کافر ہو گیا اور اگر کھانے پینے اور لذت سہانی کا قصد کیا تو کافر ہو گا کذا فی الزبلی و لا بأس بلبس القمیس غیر حریر و کراں علیہ لیسیم فوق ایض اصناف
 سلجیہ اور کچھ مضائقہ نہیں قطن کے پینے میں سوائے ریشمی کے اور سوائے اس کپڑے کے جس پر ریشم ہو چار انگلیوں سے زیادہ کذا فی امیراجیم قطن صج ہو قطنسودہ کی
 اور قطنسودہ کا چھوٹا ہونے کا اہل علم اسکو سر پر رکھتے ہیں کذا فی النجاشی و مشفق صج کا لفظ اسواسطے لایا کہ سفید اور زلفیں سب قسام کو شامل ہو ذخیرہ میں ہو کہ قطنسودہ گوشہ
 ہوتا ہو کذا فی النجاشی صج ازہرم بسوا اور ریشمی قطنسودہ و جسرہم انگل سے زیادہ ریشم ہوا اسکے پینے کی حرمت صحیح قول سے ثابت ہو برخلاف اس قول کے جو شرح
 مسکین میں قطنسودہ حریری کی حلت مذکور ہے کذا فی الطحاوی و ندب لبس السواد و ارسال و ندب لعمامۃ بین کتفہ الی وسط ظہرہ قبل الموضع الجاوس قبل شبر اور
 مستحب ہر لباس سیاہ اور عمامہ کا شکر لٹکانا و درمیان دونوں مونڈھوں کے آدمی پٹیکہ و عصفون نے کہا بانیضہ کے مقام تک کہ عصفون نے کہا ایک بابت و یکوادی
 لرحال کما فی باب الکراہۃ لبس المعصفر و المزعفر بقول ابن عمر رضی اللہ عنہما ہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بسر المعصفر وقال وایاکم والا حمر فاما ہما زئی سلطان اور
 مردوں کو مکروہ ہے چنانچہ باب الکراہۃ میں گذرا نہیں کسم کا اور زعفران کے رنگین کپڑے کا بایں قول عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 لباس مصفر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ چھوٹے سرخ سے کہ وہ نہایت اور لباس ہر شیطان کا و تحبہ لجل و اباح الشانزہ لبقولہ تعالیٰ قل من جرم زنیۃ اللہ استخرج لہا و الا لایہ او

زور و خضاب دیکھا اور قول بخاریہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے خضاب کیا اور اگر اوقات میں ترک کیا سو جو جسے دیکھا وہ بیان کیا دوسرا منہ سے
یہ ہو کہ خضاب افضل ہے یا ترک کرنا اس کے بشنون نے کہا کہ ترک افضل ہو اس لیے کہ تفسیر میری سے منہی وارد ہو اور علمائے کہا کہ خضاب افضل ہو اس واسطے کہ
احکامہ کی ایک جماعت نے خضاب کیا اور حدیث ابرہہ حنا کا خضاب کرتے تھے اور بعض زعفران سے خضاب کرتے تھے چنانچہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
اور بعض سیاہ خضاب کرتے تھے چنانچہ یہ حضرات عثمان اور حسن اور حسین بن زبیر بن عامر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ہم خفیون کا مذہب یہ ہو کہ خضاب
دیکھ کر دیکھ کر خضاب ہو چنانچہ ناسے کا زعفران میں مذکور ہو ورنہ شافعی مذہب نے کہا ہوا ورنہ یہ سحاب خضاب کیجئے ورنہ عورت کو زردی اور سرخ کا اور صبح قول میں خضاب
حرام ہے اس واسطے کہ حدیث صحیح میں وارد ہو کہ میری کو تغیر کرو اور جو سیاحی سے انتہی قول لاکل سیاہ خضاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق میں ہے اور غازیون کو حرام نہیں
کافرون پر عرب نے کیا واسطے اور اصحاب کبار نے جو سیاہ خضاب کیا شاید اس کا یہی محل ہو کہ انہوں نے کذا فی الفتاویٰ میں بنے اپنے استاد میرزا حسن محدث سے سنا وہ
اپنے استاد سے نقل کرتے تھے کہ منہج و سیاہ خضاب ہر جو دوسرے کے سوا اور چیزوں سے ہوا سو اسے ترجیح بخاری میں ثابت ہو کہ جب امام حسین شہید ہوئے تھے تو پیش مبارک
مخضوب ہو کر بھی والد اعظم کا بجز ان ایک کلمہ کیانی انصاف لاروی ان علیہ السلام اکل متکلیما جمع الفتاویٰ جیسے جائز ہو کہ انکے لکے کہ قول صحیح میں اس واسطے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ اپنے کلمہ کا ایک دیکھ کر کذا فی مجمع الفتاویٰ انصاف لاروی ان علیہ السلام اکل متکلیما جمع الفتاویٰ جیسے جائز ہو کہ انکے لکے کہ قول صحیح میں اس واسطے کہ رسول
السائل ایک شخص کو زور اور منہج ہوا اپنے گھر میں سو وہ جگہ کا میدان کیونکہ توبہ مکروہ نہیں بلکہ جائز گناہ متحب اور بدیل قرار کرنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی دیوار سے
و افواج من بدوہ باطاعون فان علم ان کل شیء بقدر اللہ تعالیٰ فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عنده انه لو فوج محلی ولو دخل اتلی بان
کہ لذلک فلا یدخل ولا یخرج حیث لا اعتقادہ علیہ علی النبی نے الحدیث الشریفہ مجمع الفتاویٰ اور جبکہ انسان نکلا اس شہر سے جس میں وہاں سو اگر وہ
یہ جانتا ہو کہ ہر چیز حق تعالیٰ کی تقدیر سے ہو تو کچھ منافقہ نہیں اس کے نکلنے میں وہاں کے شہر سے اور وہاں جانے میں جہاں وہاں نہیں ہو اور اگر اس کے نزدیک
یہ یقین ہو کہ اگر نکلا تو بچا اور اگر وہاں کے شہر میں گیا تو اس میں مبتلا ہو گا تو اس کو یہ مکروہ ہو تو وہاں بجائے اور نہ وہاں سے نکلے تاکہ اس کا اعتقاد محفوظ رہے
اور اسی تفصیل پر خروج اور دخول کی یہی حدیث شریفہ میں محمول ہو کہ کذا فی مجمع الفتاویٰ فقہ فی بدوہ لیس فیہا غیرہ افتہ منہ یرید ان ینتہر لیس لہ
ذلک بزار یہ وغیرہ مسائل شرعیہ کا عالم ایک شہر میں ہو کہ وہاں اس سے زیادہ ترکہ کی عالم نہیں اسے جہاد کا ارادہ کیا تو اس کو یہ جائز نہیں ہو چنانچہ
بزار یہ وغیرہ میں ہر م یہ قول محمول ہے اس جہاد میں جو ہر فرض عین نہیں ہو گیا اس واسطے کہ نفع ایسے عالم کا مسلمانوں کو زیادہ تر ہو تو اب میں اس جہاد
کے ثواب جو فرض عین ہو بلکہ فرض بالکفایہ ہر قضی لہ یون الیون الموصل قبل الحلول اومات فحل بمبرہ فاختہ من ترکہ لا یأخذ من المراجحة الی جرت
پیہما الا بقدر ما مضی من الایام و ہو جواہر المتأخرین قینہ وہ انقی المرہوم ابو السعد افندی مفتی الروم و علیہ بالرفق لجاہلین قد قد متہ قبل فصل الفرض
مدیون نے دین موجب کو معاد کے آنے سے پہلے ادا کیا یا مدیون مر گیا سو اس کے مرنے سے دین حال ہو گیا یعنی موجب نہ باقی الحال واجب الادا ہو گیا سو میت
مدیون کے ترکہ سے لیا گیا تو نہ لے اس منفعت سے جو وہاں اور مدیون میں ٹھہر گئی مگر بقدر ایام گذشتہ کے اور یہی جواب ہر علماء متاخرین کا چنانچہ قینہ میں مذکور
ہوا اور اس کا فتویٰ دیا ہر مرحوم جو خود افندی مفتی بلاد روم نے اور رعایت جائعین کو اس کی وجہ مذکور کی ہے اور میرزا نے اس مسئلہ کو فصل فرض سے پہلے بیان کیا
م صوت اس کی ہے کہ کوئی چیز دس درم نقد سے خریدی اور دوسرے کے ہاتھ ۲۰ درم کو بیع کی دس مینے کے وعدہ پر پھر اگر مدیون بیع لینے کے بعد مرنے لگا یا بیع لینے کے
بعد وہ مر گیا تو صاحبین کو چاہیے یا پھر دس درم نقد سے ادا بیع دس درم چھوٹے کذا فی الخطاوی فرج مسالہ شام کانی اخر الکثر یعنی لمانفہ القرآن فی کل البیوع لو مالان کثیر
مرہ آخرتہ لافاق من ہر کہ حافظ قرآن کو لافاق یہ ہو کہ ہر چاہے دس دن میں ایک بار قرآن مجید کو ختم کوے ہم اس واسطے کہ مقصود وقیم موائی ہر نہ مجرد کدوت کمال تعالیٰ
افلہ یتدبرون القرآن خامتہ قرآن خوان پر سلام کرنا چاہیے اور قاری کو سلام کا جواب دینا یا نہ دینا دونوں درست ہیں قول صحیح میں وجہ قاری اذان

تو افضل یہ ہے کہ چپ رہے اور زمانہ سے اور جب نبی کا نام قرآن میں آوے تو اس پر صلوة واجب نہیں آہم رہے وہ اس پر ہے کہ جب قرآن کو سال میں دو یا تین بار کیا تو اسے قرآن کا حق ادا کیا اور قاری قیام کرے مگر یا پھر یا عالم کی اسلئے قیتمہ میں ہو پھر یہ کہ سبب میں ایک بار تین کرے اور سبب ہوا اسکے واسطے تطہیر و تحمیل لباس اور خوشبو لگانا اور حرمت ادا کرنا اور اس مکان کو تھامنے سے روشن کرنا اور اس وغیرہ کو تھامنے کے وقت حج کرنا اور انکے واسطے برکت اور منفعت کی دعا کرنا اور ختم کے بعد پھر قرآن کا شروع کرنا اور قرآن کو مصحف سے پڑھنا اور سبب یہ ہے کہ تین دن سے کمتر مدت میں ختم کرے اور سبب ہے کہ ہر سال ایک بار اسکو قرآن متناہج و اس زیادہ ترجیحات پر اور بہترین اوقات قرآن کیواسلئے مہیار کا رمضان پر اور بازار میں اور سوال کیواسلئے اور نیا پاک مکان میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور مصنف پر کوئی چیز نہ لگے اور مصحف کو روک نہ چھوڑے پڑھا کرے تاکہ وہ مجبور اور متروک نہ ہو پھر اسے اگر اگر آئی آدمی حنفی کو پسند مگر میں رکے برکت کی نسبت سے تو کو کو نہیں اور قرآن کو اپنی عقل سے اور فکس ترتیب جائز نہیں اور اگر مصحف ایسا کہہ ہو گیا ہو کہ اس میں نہ تین تین نو پاک کرے میں نسبت کو فنی جسکے مانند کھود کر دین کرے یا اسکو حوٹا یا ایسی پاک جگہ میں رکھے جہاں بے سبب اور محدود کے ہاتھ نہ چوچھیں اور نسبت اور نسبت فیروزہ دار کو یہ منظر کیلئے پانوں پھیلا نا قوم یا غیر قوم میں مکروہ ہے اور جو قرآن غلط پڑھتا ہو تو بے نا فضل اور جیسے راہ جو اسے کوراہ بتانا حدیث میں وارد ہے کہ میری امت کے گناہ یہ سبب سے آئے تو میں نے اس سے زیادہ ترک کوئی گناہ نہ کیا کہ مرد آیت یا سورہ پڑھ کر کھو گیا انسان سے مراد یہ ہے کہ اسکو مصحف سے پڑھنا ممکن نہوارے کہ قرآن پڑھنے میں کچھ نہ تھا نہ اللہ نہیں لیکن پڑھنے کی وقت اپنے دنوں پانوں سے ملے اگر اگر باگھر میں قرآن پڑھتا ہو اور دیکھو اسے کام میں مشغول ہوئے تو ترک سماع میں منہ و زبان الٹا ہونے کے کام شروع کیا ہو پڑھنے سے پہلے اور اگر قرآن پڑھنا شروع ہو گیا تو منہ و زبان اور بھی سکھ خوانی کا ہو قرآن خوانی کے نزدیک کذا فی الخطیاء ہی منقطعہ و اللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم

کتاب الفرائض

یہ کتاب ہے فرائض کے مسائل میں م فرائض جمع ہے فرضینہ کی اور وہ شش روزہ فرض سے اور فرض نفلت میں یعنی تقدیر اور قطع اور بیان کے ہوا اور اصطلاح شرع میں فرض وہ ہے جو ثابت ہو دلیل قطعی یعنی سے اس قسم کے فتنہ کے مسائل کو فرائض اسواسلئے نام رکھا کہ وہاں مقدمہ قطع میں ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت ہیں تو انہیں لغوی سنی اور شرعی دونوں یکساں ہو گئے کذا فی الملکیۃ عن الاختیار شرح المختار ہی علم اصول میں فتنہ و حساب عرف بباحق کل من لزم فرائض علم ہر فتنہ اور حساب کے ان قواعد کا جن سے ہر ایک وارث کا حصہ ترکہ سے معلوم ہو جاتا ہے اور موضوع علم فرائض کہ ترکہ کا نہیں اور غایت اس علم کی اسی حال حقوق ہر اہل استحقاق کو ادار کاران اسکے تین ہیں وارث اور زوجہ اور شریک اسکے تین ہیں مورت کی موت اور وارث کی حیات حقیقی ہو یا ظہری چنانچہ حمل اور علم و جوارث کا اور اسباب اور دافع اسکے ذکر ہو گئے اور اس مسلم کے استخراج کے تین اصول ہیں کتاب اللہ اور حدیث چنانچہ ان کی وارث منیرہ اور ابن سلمہ کی شہادت سے ثابت ہے اور اصل اجماع امت ہے چنانچہ دادے کی ارث عمر فاروق ہنسکے اجماع سے ثابت ہے اور اسی پر اجماع اصحاب کرام کا ہو گیا اور قیاس کو فرائض میں کچھ دخل نہیں کذا فی الخطیاء و مختصرہ و الحقوق ہنا غنہ بالاستقراء و حقوق ہیمان پڑھتے ہیں باعتبار تلاش و تفحص یعنی حقوق کا مختصر بنانا یا حق میں حصر استقرائی ہے نہ حصر عقلی لان الحق المالیۃ اور علیہ الاولاد اسواسلئے کہ حق متعلق بہ ترکہ میت یا میت کے ہر یا میت پر ہر یا نہ یہ دونوں الاولاد تجزیر و انسانی اما ان متعلق بالذمہ و ہوا الدین الملک الاولاد و سوا متعلق بالین اول یعنی میت کا حق تجزیر یعنی میت کا سامان مرنے کے وقت سے دین کو نہ تک اور دوسرا یا متعلق بذمہ میت ہے وہ دین متعلق ہوا یا متعلق بذمہ متعلق یعنی ہوا وراثت الاختیاری و ہوا الوصیۃ او اضطراری و ہوا المیراث اور تخیل یا اختیاری ہے وہ وصیت ہوا یا اضطراری ہے جس میں اختیار کچھ دخل نہیں وہ میراث ہے کہ شرع کی جہت سے ثابت ہے ورمی فرائض لان اللہ تعالیٰ قسمہ بنفسہ وادفع وفتح الہما لیسب اور میراث کا فرائض نام رکھا گیا اسلئے کہ حق تعالیٰ نے میراث کو خود بذات پاک قسمت کیا اور اسکو ظاہر اور روشن کر دیا جیسے دن کو روشن کر دیا اپنے آفتاب سے میراث کو قسمت کیا یعنی ہر وارث کو حصہ آپ کھٹھرا دیا اور اسکی تقدیر ملک مقرب اور نبی مرسل پر مغضوب

منہن کی اور ہر ایک حصہ نصف اور ربح اور ثلث اور سدس سے خود یکہام مقدس بیان کر دیا نجافات باقی احکام کے صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور صوم اور حج وغیرہ اس کے آئینہ مخصوص قبل ہیں سنت نبویہ میں اس کے بیان واقع ہوا کہ ان فی الخ قتل ولذا اس واسطے اللہ عیدہ وسلم نصف الفرائض ثلثہ بالفضل لا غیرہا غیرہا بالفضل ثلثہ وبالقیاس آخری میں کہتا ہوں اور اس واسطے یعنی بسبب تقسیم ربانی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم فرائض کو نہ نصف بلکہ رکھا بسبب ثابت ہونے اس علم کے فقط انص سے نہ غیر انص سے اور غیر فرائض تو کبھی انص سے ثابت ہوا اور گاہے قیاس سے ہم بیان اس کا یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا انص اور غیر انص دونوں سے ثابت ہوا تو جو علم کہ فقط انص سے ثابت ہوا وہ فرائض ہوا اور جو انص اور غیر انص دونوں سے ثابت ہوا وہ فرائض کے سوا اور علوم دینی ہیں اور انص سے مراد وہ ہوا جو اجماع کو بھی شامل ہوا اس واسطے کہ بعض مسائل فرائض کے اجماع امت سے ثابت ہیں وکیل لفظ بالموثوق وغیرہ بالحدیث اور بعضوں نے کہا نصف ہونا بسبب متعلق ہونے فرائض کے موت سے اور غیر فرائض کے حیات سے ہم نے فرائض نصف علم اس واسطے ہر اکابر ان کے دو حال ہیں موت اور حیات سو فرائض موت سے متعلق ہوا اور باقی صوم حیات سے اور ایک حال نصف ہوا مجموعہ دو حال کا لہذا حدیث شریف میں فرائض کو نصف علم فرمایا اور بالضروری وغیرہ بالا اختیاری یا اگر فرائض سبب ضروری سے ثابت ہوا اور غیر فرائض سبب اختیاری سے ثابت ہوا ہم معنی جس سے ثابت ہوئی برہہ دو قسم ہوا اختیاری اور ضروری اختیاری جیسے کسی چیز کا خرید کر یا بیہ کرنا اور وصیت کرنا اور ضروری چنانچہ رشتہ اس واسطے فرائض کو نصف علم فرمایا وکیل ارشاد الحی من الحی ام من المیت المعتبر الثانی شرح الوہابیہ اور کیا ارشاد زندہ کو زمرے سے ہوتی تو یا مردے سے متعلق قول دو سہ لفظ زندہ وارث ہوتا مردے کا کذا فی شرح الوہابیہ ہم شرح وہابیہ میں ہر کہ ارث کے وقت میں علما کا اختلاف ہوا مثلاً کھ عران کے نزدیک آخر جزاء حیات مورث سے وقت ہر مراثت کا اور مثلاً کھ مخرج کے نزدیک وقت ارث بعد مر جانے مورث کے ہوا اس واسطے کہ جب تک وہ زندہ ہوا اپنے جمیع اموال کا مالک ہوا ہر فرج سے تو اگر اس کا وارث اس حالت میں مالک ہو تو لازم آئے کہ ایک چیز دو شخصوں کی ملوک ہو گئی وجہ الکمال اور اس امر کو عقول سلیم نہیں کرتیں کہ ان فی المظاہر ہی محشر کبیرا من ترک المیت الخالیہ عن تعلق حق الغیر یعنی ہا کہ میں والہ العبد الجانی والما دون المدیون والبیع المحبوس بالثمن والدار المستأجر التبتا کجا سے میت کے اس ترکہ جو خالی ہوا حق غیر سے عین ترکہ کے ساتھ چنانچہ رہن اور عید جانی اور غلام دونوں مدیون اور وہ بیع جو مجبور رہن ہوا اور اجارہ کا گھر ترکہ میں یعنی ترکہ کے ہر اصطلاح میں ترکہ وہ مال ہر جس کے حق غیر کا حق متعلق نہ ہو گیا ہو تو مال کی قید سے اہل و عیال ترکہ سے خارج ہو گئے تعلق حق غیر کا عین ترکہ سے چنانچہ رہن وغیرہ رہن کی صورت یہ ہر کہ ایک شخص نے کوئی چیز مثلاً باغ گرو رکھا پھر رہن مر گیا اور باغ مر رہن کے پاس ہوا اور رہن سو اسے باغ کے کوئی مال نہیں چھوڑا تو رہن کا دین مقدم ہوا رہن کی تجزیہ تکفین پر کہ نہ غیر کا حق عین باغ سے متعلق ہو گیا سو اگر ادا سے دین کے بعد کچھ باقی رہ گیا تو تجزیہ رہن صرف ہو گا اور عید جانی کی صورت یہ ہر کہ غلام نے اپنے مولیٰ کی حیات میں کسی کو قتل کیا اور مولیٰ کا کچھ مال نہیں سوا غلام کے اور مولیٰ مر گیا تو مقتول کا وارث اس غلام کا زیادہ تر حقدار ہو مولیٰ سے ہاں اگر دیت دیکر کچھ باقی رہے تو اس سے مولیٰ کی تجزیہ تکفین ہوگی اور عید ہا دون مدیون کی یہ صورت ہو کہ اس پر لوگوں کے دین ہیں مالک کی زندگی میں پھر مالک مر گیا اور اس کا کچھ مال نہیں ہوا اس کے تو رباب دیون مقدم ہیں تجزیہ ہوا ربح محبوس کی صورت یہ ہر کہ مثلاً غلام بیچارہ کے ہاتھ ثمن معین پرا درشتی نے ہنوز ثمن لکھ کر باغ نے غلام کو روک رکھا اپنے پاس اور درشتی کا کچھ مال نہیں سوا اس غلام کے تو باغ احق ہوا اس غلام محبوس کا تجزیہ درشتی سے اور دارم ساہو کی یہ صورت ہو کہ صاحب خانہ نے گھر زید کو کرایہ دیا اور زید نے اس کی اجرت پیشگی دی پھر صاحب خانہ مر گیا سو اجارہ فسخ ہو گیا اور زید مستاجر کی کچھ اجرت باقی رہی اور صاحب خانہ نے سوا اس گھر کے کچھ اور ترکہ نہیں چھوڑا تو زیادہ مقدم ہو گا صاحب خانہ کی تجزیہ پر کذا فی المظاہر ہی واما مقدمت علی المتکفین لفظہا بالمال قبل صیرورتہ ترکہ اور حقوق نہ کوہ مقدم نہیں ہونے تکفین پر کہ نسبت ہوا جانے حقوق کے مال کے ساتھ مالک ترکہ ہوا سے پہلے یعنی مال کا ترکہ ہونا تو موت کے بعد ہوتا ہوا سو یہ حقوق تو قبل از موت کے متعلق ہوا مال کے ساتھ تجزیہ ہوا تکفین من غیر تغیر ولا تبدیر کہ من السعۃ و قد کان لم یسقط فی حیاتہ ترکہ میت سے ابتدا کجا سے میت کا تجزیہ دین تکفین اور قبل از موت کے چنانچہ کہ منہن

اسکے جو میت اپنی زندگی میں پہنچا تھا شایع ہے کہ بجز کفین کو بھی شامل ہر قسم خود السراج میں ہو کر نکلی اور اسلاف کفن کا دوطرح ہوتا تھا ایک راسے اور تخت کی راسے سو شمار کے اعتبار سے مرنے کے کفن میں تین کپڑے ہیں اور عورت کے کفن میں پانچ ہیں تو اگر مرد کو کفن دیا تو تین کپڑے سے زیادہ تو یہ اسلاف ہوا اور تین سے کم دیا تو یہ بھی ہو اور اگر عورت کا کفن پانچ کپڑوں سے زیادہ کیا تو یہ اسلاف ہوا اور اگر پانچ سے کم کیا تو یہ بھی ہو اور عورت کے اعتبار سے اگر مرد زندگی میں دس روپیہ کی میت کے کپڑے پہنچا ہو اگر اس کا کفن اس سے زیادہ کیا تو اسلاف ہوا اور اگر اس سے کم کیا تو ٹنگی ہوا انتہی اور شایع کی عبارت میں لفظ او سخی واو کے ہر نوع اور قیمت میں حال متروک مستبر ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا کفن سنون اس وقت دیا جائے جبکہ مالے دین میں تصور ہو تا ہو تا کفین سنون ہوئے سے ضرر ہوتا ہو اس کا دین میں تو کفن کفایت دیا جائے گا کفن کفایت مرنے کے دو کپڑے ہیں جدید ہوں یا حصول اور عورت کے اس طرح متین کپڑے ہیں کہ انانی الخطا ہی وہ لوگ کفن قبل کفین کفین ہر بعد از مری اور اگر میت کا کفن کفین ہو تو اگر میت کے چھوٹے اور عینے سے پہلے کفن تلف ہوا تو کفن دیا جائے گا کفایت مرنے کے بعد ہر بار صحت تو فیج اس کی یہ ہو کہ جب قبر کو دگر کسی نے کفن نہ کیا تو اگر میت کفن ہو تو قبر میں تو اور انوں پر اس کو کفن دینا دوسری بار واجب نہیں اور اگر میت قبر کے باہر نہ نہ ہو تو اول بار کفین آٹھ کفن دیا جائے یہ اگر میت کا بدن درست ہو اور اگر درست نہ ہو تو اسکے ترکہ سے ایک کپڑے میں دفن کرنا چاہیے اور اس طرح کرنا چاہیے اگر چند بار کفن چورایا گیا ہو اسے دین اور قیمت سے پہلے اور اگر داروں میں ترکہ قسمت ہو گیا اور قضا دو یوں اور نفاذ وصیت ہو چکی تو اور انوں سے کفن کیو اسٹے استر واد ہو گا بقدر اسکے میراث کے اور اس سے کفن دیا جائے گا اس طرح بزرگ تالیق و مال میراث کہ انی الخطا ہی وہ کل میں کل مالہ اور ہر بار کا کفن میت کے تمام مال سے لیا جائے گا نہ ثلث مال سے ثم تقدم دیونہ الیٰ لیٰ لمطالعہ میں جب میت پھر میت تجیز کے بعد ان دیون کا ادکار مقدم ہو گا ترکہ سے جبکہ مطالبہ ثابت ہو عباد کی حیت سے مہمت عباد کی قید سے وہ دین خارج ہو گیا جبکہ مطالبہ چھوٹے کی طرف سے ہو چنانچہ زکوٰۃ کا دین اور کفارہ وغیرہ کا دین و قیوم دین استحقاق دین المرمن ان قبل سبب اور صحت کا دین مقدم ہر فرض کے دین سے اگر فرض کے دین کا سبب ملزم نہ ہو صحت کا دین وہ ہو جو گواہوں سے ثابت ہو یا میت نے اپنی صحت میں اس کا اقرار کیا ہو اور مرض کا دین وہ ہو جو میت کے اقرار سے ثابت ہو مرض کی حالت میں یا جو مرض کے زمانہ ہو چنانچہ قتال کیو اسٹے مکان یا جرم اور قصاص کیو اسٹے والا نسیان کا سبب اسلما اور اگر مرض کے دین کا سبب ملزم ہو تو صحت اور مرض دونوں حالتوں کا دین برابر ہو چنانچہ سید شریف نے اسکو شرح بیان کیا ہر مہم مذکور ہونا سبب کا اس طرح ہو کہ دیون نے اپنے مرض میں اس دین کا اقرار کیا جبکہ ثبوت بطریق مائتہ کے معلوم ہوا چنانچہ اسے کچھ خرید کر یا تھا کسی کا مال تلف کیا تھا تو یہ دین فی الحقیقہ صحت کا دین ہو اسلئے کہ اسکا وجود اس کے اقرار سے سوائے اور طبع بھی معلوم ہوا لہذا وہ دین صحت کے برابر ہو گیا حکم میں انتہی کلام امید الشرائع تو معلوم ہو کہ دیون عباد کی میت میں قسم میں قوی و ضعیف قوی وہ ہو جو تجیز اور کفین پر مقدم ہو چنانچہ حقوق متعلقہ نہیں ترکہ کا یہن اور درسطحہ ہو جو گواہوں یا صحت کے اقرار سے یا مرض مائتہ سے ثابت ہو اور ضعیف وہ ہو جو مرض کے اقرار سے ثابت ہو اور معلوم کرنا چاہیے کہ ترکہ قبل نقصان دیون کے مرنے کو کماند ہو تو ایسے وارثوں کے تصرفات نافذ نہ ہونگے بشرطیکہ ترکہ دین کم ہو یا برابر ہو اور اگر ترکہ زیادہ ہو تو نفوذ تصرفات میں دو چیزیں ہیں ایک وجہ یہ ہو کہ تا بقا و قدر دیون تصرف نافذ ہو اور دوسری وجہ ظاہر تریہ ہو کہ تصرف نافذ نہیں علی قیاس لہ ہوں شرح شیعہ میں ہو کہ ترکہ مستغرق کی بیع کرنے کا حاکم کو اختیار ہے نہ وارثوں کو اس واسطے کہ وارث اس صورت میں کل اسکے نہیں کہ انی الخطا و نمی اارین اللہ فان اوصیٰ بہ وجب تیغذہ من ثلث الباقی والا لا اور دین حتمائے کا چنانچہ زکوٰۃ سوا اگر میت نے اسکے ادا کرنے کی وصیت کی تو اسکا جاری کرنا ثانی باقی مال کا جبہ اور اگر وصیت نہیں کی تو واجب نہیں مہ دین خدا چنانچہ زکوٰۃ اور حج اور صیام اور نذر اور کفارات تو اگر میت نے مثلاً اسقاط نماز کی وصیت کی تو مطالبہ ساقط ہو گا اور اگر وصیت نہیں کی اور وارث نے تبرع کیا لینے اپنی طرف سے مال دے کر اسقاط کیا تو بقیوں کے نزدیک نماز میں صیت سے ساقط نہیں ہوتی ہیں اس واسطے کہ اختیار واکل معدوم ہو اور اس واسطے کہ فعل وارث کا وصیت سے کثیر ہو تو قدم جواز کا حکم ہو گا تاکہ انحطاط مرتبہ ظاہر ہو اور بقیوں نے کہا کہ مطالبہ ساقط ہو گا وصیت کرنے کے مانند اس واسطے کہ حوازی دلیل یہاں تو گناہش رحمت الہی اور اسکے کمال کرم اور فضل کی امید داری ہو اور یہ تو وصیت اور تبرع دونوں شامل ہیں ان کے نہیں کی

حقیقت اہل شرع کے عرف میں یہ ہو کہ مال واجب ہو و سب پر کسی چیز کے بدلے سے تو حراج دین اور اس کے کہ منافع حنفی کا بدلہ ہو ورنہ صدقہ کوہ کے اسوا سے
 کر اس میں تہیک لال واجب ہو ورنہ اس کے کسی چیز کا بدلہ ہو کہ لانی الطحاوی شہم تقدم وصیت و مطلقہ علی الصبح خلافاً لاختارونی الا اختیار بحدیث کے بموجب
 مقدم کیجئے اگر وصیت مطلقہ ہو یا بقول منہج کے برخطات اس قول کے جس کو اختیار شرح مختار میں غزالی کا یہ دم وصیت مطلقہ عبارت ہو ورنہ مال یا ملت مال کی وصیت
 سے اور وصیت میں نہ ہو جو زمین سے متعلق ہو چنانچہ گھر یا کپڑے یا جاریہ کی وصیت اور بیٹوں نے وصیت مطلقہ کے مقابل وصیت متعینہ کو بیان کیا ہو ورنہ
 کہ بیعت ملت مال کی وصیت کر کے اس طرح کو ملتاتین ورم یا دینار ملت اور یا ثلث غنم کی وصیت کر کے لانی الطحاوی فتاوی عالمگیری میں اختیار کے لئے لانی
 سے منقول ہو بیعت وصیت مطلقہ میراث پر مقدم نہیں تو میراث کی وارثوں کا شریک ہونہ مقدم من ثلث ما بقی بعد تجہیز و دیوت وصیت جاری ہو اس مال کی
 تہائی سے جو باقی رہ گیا میراث کی تجہیز اور دین کے بعد دم وصیت جاری ہو کی ثلث باقی سے نہ اصل مال کے ثلث بشرط تفرع تجہیز اور اسے دیوں کے یا بشرط وجوب
 کے جبکہ ورنہ شرط پایا جائے اور اگر تجہیز اور دیوں دونوں نہ پاس گئے اس طرح پر کہ ایک شخص ڈوب گیا یا جگہ لیا ورنہ سنے اس کو کھ لیا اور وہ کسی کہ دیوں نہیں تو تمام مال کی
 تہائی سے وصیت جاری ہو کی اور اگر ثلث کا کوئی وارث نہیں یا وارث ہو مگر تمام مال کے ثلث سے سفید وصیت کو جائز رکھتا ہو تو بھی کس مال کے ثلث سے وصیت جاری ہوگی
 اور سفید ہوا یا کا ثلث سے مطلب یہ ہو کہ جس قدر مال وصیت کر دیا اس کے کفایت کر تا ہوتا مال جزئیت سے ساقط کیا جائے نہ اس قدر کو جو باقی باقی مال سے اور جو بھی کو
 تسلیم کر دیا لانی الطحاوی عن ابن کمال واما قدمت فی الآیۃ اہتماماً لکونہا منسۃ لشرط وصیت آیت قرآنی میں مقدم نہیں کی گئی دین پر مگر اہتمام کیواسے سبب
 ہونے وصیت کے منسۃ تفریط کام یہ جواب ہو سوال مقدم کا سوال یہ ہو کہ یہاں وصیت کا رتبہ دین کے بعد ہو اور کلام مجید میں وصیت دین پر مقدم ہو شرع نے جواب
 کہ وصیت کا اہتمام منظور ہو یا مطلقہ تفریط کے اسوا سے کہ وصیت کا لزوم دین سے کمتر ہو اور اسوا سے کہ وصیت غریب اور اساکین کا حق ہو اور دین حق ہو یا بیٹوں کا
 جو حاکم سے نالاش کر کے لے سکتے ہیں تو اس کے ادا کرنے میں احتمال تھا تفریط بخلاف دین کے کہ ورثہ اپنے مورث کا فراغ و زموں چاہتے ہیں لہذا وصیت کا ذکر دین پر مقدم
 ہوا اور وصیت کی ترغیب کے واسطے شہم راجع الی خاصا لیسلم الباقی بعد ذلک بین ورثہ تجہیز جوتے مرتبہ بلکہ پانچویں مرتبہ میں باقی مال بعد امور مذکورہ قسمت
 کیا جائے یس کے وارثوں میں ہم صرف ترکہ میں پہلے تجہیز اور تکفین کا مرتبہ ہو چھ و دس مرتبہ اور اسے دین کا پھر تیس مرتبہ وصیت کا تو چوتھا مرتبہ ہوا ہم ورثہ کا اور
 اگر ان حقوق کو اعتبار کیجئے جو زمین ترکہ سے متعلق ہیں چنانچہ زمین اور عبد بانی و تقسیم میراث کا پانچواں مرتبہ پھر گیارہ معلوم کرنا چاہیے کہ تاخیر قسمت کا محل و ان چوبی
 حقوق مقدم پانے جاویں اور اگر حقوق مذکورہ نہ ہوں تو قسمت ہی سے ابتدا ہوگی اور قسمت کا محل وہاں ہو جہاں وارث متعدد ہوں اور اگر ایک ہی وارث ہو
 تو تمام مال اس کے ہاں ہو سوائے زوجین کے کہ وہ سب مال کو نہیں پاتے روح اشرف میں ہو کہ ورثہ جمع ہو وارث کی اور طلاق و الفاض کے عرف میں وارث وہ زوج
 باقی رہے بعد فنا ہو جائے اس شخص کے باقی کا نسب یا سبب ثابت ہو یا نہیں محتالی نے فرمایا کہ نحن الوارثون یعنی ہم باقی رہنے والے ہیں بعد فنا خلافت کے لیکن
 نسب یا سبب کی قیر خالی حق بجانب کے حق میں مانو زمین اسوا سے کہ وہ پاک نسب اور سبب پاک اور منترہ ہو کہ لانی الطحاوی عن اسی الذین ثبت اہتمام الیہا
 مراد وارثوں سے وہ لوگ ہیں جنکی ارث کلام مجید سے ثابت ہو کتاب اللہ میں باپ اور آں اور زوج اور زوجہ اور بیٹی اور بیٹوں اور بھائی اور بہنوں کی میراث
 ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ علیہ السلوۃ والسلام اطعموا الجریۃ السدس یا جنکی ارث سنت سے ثابت ہو چنانچہ یہ حدیث رسول خدا علیہ السلام کی کہ حدیث
 کو سدس کا اطعام کر دینی چھ حصہ انکو دو حصہ کہ ارث سنت سے ثابت ہو اسی طرح سگی بیٹوں کی بیٹیوں کے ساتھ سنت وہ ہو جو رسول خدا علیہ السلام
 و سلم سے قولاً یا فعلاً مروی ہو اور حدیث کا لفظ قول کو مخصوص ہو اور کشف المنار میں ہو کہ مطلق لفظ سنت کا سنت نبوی کے اختصاص کا مقتضی نہیں بلکہ
 کہ اہل شرع کے عرف میں مطلق لفظ سنت سے دین کا طریقہ مراد ہو خواہ رسول خدا علیہ السلام کو قول یا فعل ہو یا صحابہ کی یا رضی اللہ عنہم کا کہ لانی الطحاوی
 اور اجماع کجیل لاجد کالاب وابن الابن کالابن یا جنکی ارث اجماع سے ثابت ہو چنانچہ واداکو باب کے آئندہ قرار دینا اور پستہ کو بیٹے کے مانند پھرانا

زمانے میں زمین پر درمیراث ہوگا اور اسے مرد و عورت سے نقل کیا کہ اب اسی قول پر فتویٰ ہوا انتہی پھر عمر زادہ نے کہا کہ اگر کسی پر فتویٰ نہ ہو کہ جو کچھ جائیداد ہے
 نہیں بیت المال تو صحابہ اور تابعین کے زمانے میں تھا اور اگر عثمان یا قاضی کو مال منکر و یا جاوے تو وہ بیت المال کے مصارف میں صرف نہیں کرتے اور نہ اس
 عبد الواحد شہید میں بھی اس طرح رد علی الزمین تعلیل نہ کر سکتا اور روح الشروح میں قیصر سے مذکور ہے کہ ایک عورت اپنا زوج چھوڑ کر مری سونے جسے نصبت
 باقی مالم مسلمان محتاج کو دیا تو وہ عند المد منذر ہوگا انتہی کذا فی الطحاوی ثم ذوی الارحام پھر ذوی الارحام میں جنتی جنت اہل فردق نسبیہ و عصبیت مذکور
 منون تو یہ کہ میں ذوی الارحام سے ابتدا ہوگی فرض نسبیہ کی قید سوائے نکاحی ملک اگر مسئلہ میں حد الزمین ہوگا تو اسکا فرض حصہ دیکھو جو باقی رہے گا وہ ذوی الارحام
 کو دیا جائے گا سوائے کہ زمین اہل روستہ نہیں ہیں تو بیسے اہل فرض کے نہ ہونے سے ذوی الارحام میں تقسیم ہوتی ہو اس طرح اہل فرض کے باقی رہے ہاں سے
 آگے دیا جائے گا جو قال الاکل ابن کمال نے کہا ذوی الارحام وہ قرابت دار ہیں جتنا حصہ مقرر ہوا وہ وہ عصبہ بن خواہ میت کی مان کیلئے سے قرابت دار ہیں ایک
 باپ کی طرف سے اور نیت میں ذورحم قرابت میں جہت الام کو کہتے ہیں کذا فی الطحاوی ثم بعد ہم مولی الموالاة کما مرقی کتاب الاولاد پھر بعد احسان مذکور ہے کہ
 موالاة جو چنانچہ بیان اسکا کتاب الاولاد میں گذر گیا ہم نے بھی جبکہ اہل فرض اور عصبیت اور ذوی الارحام سے کوئی نہ ہو تو مولائے موالات میراث پاویگا موالاة نیت
 میں یعنی وصی کے ہوا اور اصطلاح شرع میں یہ ہر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ تو میرا مولیٰ یعنی دوست ہو میرے مال کا تو وارث ہو نا جبکہ میں مردن اور میری طرف
 سے خوبہا دیا اگر میں کسی کو قتل کروں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ قبول کیا تو اب عقدہ لا کی صحیح ہوگی اور قائل اس کلام کا اسکا مولیٰ ہوا اسکا وارث
 ہوگا جب وہ مر گیا اور میت دیکھا اسکی طرف سے جب وہ جنایت کرے یا ہم خفیون کے نزدیک خلاۃ الشافی اور اگر دونوں طرف سے شرط واقع ہوئی تو بھی بہت ہوا اگر کل
 نے کہا شرائط ولایہ میں کہ وہ شخص آزاد ہوا اور غنی ہوا اور عربی نہ ہوا ورنہ انکے موالی سے ہوا اور عقدہ لا کے وقت اسکا کوئی وارث نسبی نہ ہو اور نہ اسکی طرف سے
 بیت المال یا مولائے موالاة نے خوبہا دیا کیا ہوا انتہی اور اسکے مجمل النسب ہو یا نہ ہونے کی شرط میں اختلاف ہوا اور اصطلاح اسلام کی شرائط میں اختلاف ہوا وذاظم
 کذا فی الطحاوی ولفظ الباقی بن فرض الحداد میں ذکر ایسا بشریت اور بعد فرض احاد الزمین کے باقی مال مولاد موالاة کا جو یہ شریعت نے اسکو ذکر کیا ہم وراثت
 ہونا مولائے موالاة مردی و حضرات عمر فاروق اور علی رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے سوا کسی پر براہیم نفعی اور ہمارے علمائے عمل کیا اور
 اس پر دلیل جو قولہ تعالیٰ والذین عقدت ایمانکم فاتوهم نصیبہم یعنی میراث کا نصیب اہل تفسیر نے بیان کیا کہ مراد اس سے موالاة جو ہوا اور مراد جو یہ نصیب کی اسانت
 انکی طرف اختصاص پر دلالت کرتی ہوا وروہ استحقاق کی دلیل ہوا اور اگر مراد بریل حسان او بیوت کے ہوتا تو ارشاد ہوتا فاتوهم نصیبہا اور اس بیان سے منع ہو گیا
 قول کہ آیت کہ یہ میں تم مراد ہوا سوائے کہ اس وقت میں فاتوهم نصیبہم اس سے مرتبط نہیں ہوتا بلکہ مراد عتقہ یا عین ہونا بر عات کے اس طرح ہر کہ ہر واحد متاخرین سے
 کا ہاتھ پکڑنا جو عاقہ کی وقت اور احادیث امین بیت میں انرا بخیر تدبیر داری کی حدیث ہر کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی مرد میرے پاس
 آتا ہوا میرے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوا تو فرمایا کہ وہ تیرا بھائی اور مولیٰ ہو تو زیادہ تر حقدار ہو انکی زندگی اور موت میں انتہی یعنی زندگی میں اس کے طرف سے دیت
 جنایت کی دے اور موت کے بعد اسکی میراث لے کذا فی الطحاوی ولفظ من غور اسراج وشرح الاکمل ثم المقر لم یسب علی غیرہ علم نصبت پھر مراتب سالیہ کے بعد
 شخص میراث پاویگا جبکہ واسطے غیر مقرر بنسب کا اقرار ہوا اس طرح ہر کہ اس غیر کے اقرار سے مقرر کا نسب ثابت نہیں ہوا ہم صورت مسئلہ کی یہ ہر کہ زید نے خالو
 کہا کہ یہ میرا بھائی ہو تو زید مقرر ہوا اور خالو مقرر ہوا غیر زید کا باپ اور وہ مقرر علیہ اپنے جب خالو کو بھائی کہا تو زید کا باپ اسکا بھائی باپ خالو اگر زید کا کوئی وارث
 نہیں اور اسنے ایک مجمل نسب کو بھائی کہا تو وہ اسکا مال بطریق میراث کے پاویگا لیکن مقرر کے باپ اسکا نسب ثابت ہوگا اور نہ اسکی میراث پاویگا سوائے
 کہ کوئی کا اقرار اسکی ذات پر حجت ہونے غیر پر فتاویٰ عالمگیری میں کافی سے منقول ہر کہ مقرر کا نسب علی الغیر اس طرح ہر کہ اسکا نسب غیر کے اقرار سے ثابت نہیں کہ
 مقرر کا اقرار کے اس پر چنانچہ یون اقرار کرنا کہ یہ میرا بھائی ہو یا میں اور اسکا اسکے انتہی فلو ثبت بان صدقہ مقرر علیہ وافریشل اقرارہ او شہد رجل ان ثبت نسبیہ

وقد ذكرنا في مسئلة يورث فيها الرقيق مع رن كل صوبهما مساس حتى عليه طعن بدار الحرب فاستقر ومات رقيقا بسراية ملك لجمانية ذرية لورثته ولم
لاعتنا بجر اور البتة علماء شافعية في ايك و مسلة مذکور کیا ہے جس میں ذریعہ کا مال مورث ہوتا ہو باوجودیکہ وہ غلام کچھ بھی آزاد نہیں ہوا صورت میں مسلہ
کی یہ کہ حربی مسلمان پر دار الاسلام میں جنایت واقع ہو یعنی کسی نے اسکو زخمی کیا پھر وہ دار الحرب میں لاجن ہوا پھر وہاں گرفتار ہو کر غلام ہوا اور غلامی
کی حالت میں اسی زخم کی سہایت سے مرگیا تو اسکا خون بہا اسکے وارثوں کا ہوا اور یہ مسلہ ہے اپنے مذہب کے اماموں کے کلام میں نہیں دیکھا تو اسکی متنبج اور ترجمہ کرنا چاہیے
و القتل موجب للعداۃ و الکفارة و ان یلقط بجرۃ الاولیۃ علی امرد و دسرا لنع ارث کا وہ قتل جو قصاص اور کفارہ کا موجب ہو اگرچہ قصاص اور کفارہ سب
حرمت پذیری کے ساقط ہو جائے چنانچہ کتاب الجنایات میں مذکور ہو چکا کہ قصاص کا موجب قتل عمد ہو اور کفارہ کا موجب شبہ عمد اور خطا اور قائم مقام
خطا ہو تو معلوم ہوا کہ جس قتل سے قصاص اور کفارہ متعلق نہیں وہ مانع میراث کا نہیں چنانچہ قتل بسبب جیسے ایک شخص نے غیر کی ملک میں گنوان
کھو دیا یا پتھر رکھا اور اسکا مورث اس میں گر کے مرگیا تو گنوان کھو دینے والا اور پتھر کارکنے والا اسکی میراث سے محروم نہ ہو گا و عندنا شافعی لایرث القاتل مسلما و
امام شافعی رحمہ کے نزدیک قاتل مطلقا وارث نہیں ہوتا خواہ اسکا قتل قصاص اور کفارہ کا موجب ہو یا نہ و لو مات القاتل قبل المقتول و رثۃ المقتول ارجا و
اگر قاتل مرگیا مقتول سے پہلے تو مقتول قاتل کا وارث ہو گا بالاتفاق م قاتل محروم ہو قتل کے گناہ سے مقتول کا کیا قصور ہو جو میراث سے محروم رہے و
اختلاف المسلمین سلا و کفر اور تیر مانع میراث کا اختلاف ہے و دین کا باعتبار اسلام اور کفر کے معنی اگر وارث مسلمان ہو اور مورث کا فظیاعلم کے تکیہ تو ایک دوسرا وارث
نہو گا اور اگر اسلام اور کفر کا اختلاف نہیں چنانچہ ایک یہودی اور دوسرا نصرانی تو یہ اختلاف دینی مانع ارث کا نہیں اور قال احمد ان سلم الکافر قبل تسمیۃ الترتک و رثا و
احمد نے کہا کہ اگر کافر مسلمان ہو گیا ترکہ مسلم کے قسمت ہونے سے پہلے تو وارث ہو گا و اما المرتبة فیرث عندنا خلافا لشافعی رحمۃ اللہ اور مرتد کے مال میں تو میراث جائز ہے
ہمارے نزدیک بر خلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے م میراث جاری اور مرتد کے اس مال میں جو اسے زمان اسلام میں کسب کیا اسواسطے کہ میراث مسلم کی مرتبہ سے متبرک
حالت اسلام کی طرف سے کیونکہ ارتداد سے وہ مالک ٹھہر گیا کہ مقصود زندگی سے ایمان تھا اسواسطے فوت ہو گیا اور جبکہ مقصود فوت ہوا وہ محروم کے مانند ہو بدلیل قولہ تعالیٰ ان
کان میتا فایحیہ یعنی جو کافر تھا اسکو جینے دیتا کیا لیکن اسپر بھی مرتد سے ہنوز سبب اعتبار اور تذکرہ اور جبر علیہ الاسلام کے مقصود کی امید ہو تو موت کا حکم ظاہر نہ ہو چکا
قطع امید نہ ہو جا سکی قتل یا موت یا قصار بالیاق سے پھر جب قطع امید ہوگی کیسویجہ مذکور سے تو وہ میت ٹھہر گیا ارتداد کی وقت سے تو اسکا مسلم وارث اسکی میراث پاوگا اور
جو اسے ارتداد کی حالت میں مال حاصل کیا وہ غنیمت ہو سکین کی اور جمہور کے نزدیک اسلام اور ارتداد کا مال وارث مسلم کا ہوا اور اگر عورت مرتد ہوگی تو امام رحمہ اور صاحبین کے
مزدیکوں نے ان حالت کے مال وارث مسلم کے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مرتد کے دونوں کسب کا مال بیت المال میں رکھا جائیگا لکن انی لخطا و لمحضافقت و ذکرنا شافعیہ مسئلہ یورث
نہما الکافر صورتا کافرات من زوجۃ حلالا و قضا میراث الحمل فاسلمت ثم ولدت و رث الولد ولم ارہ صریحا لا یمتنان میں کہتا ہوں اور علماء شافعیہ نے ایک مسلہ مذکور کیا ہے
جس میں کافر کے مال کا مسلمان وارث ہوتا ہو صورت اسکی یہ ہو کہ ایک کافر مر گیا اپنی زوجہ حاملہ چھوڑ کر اور بچے حمل کی میراث اٹھا رکھی سو اسکی زوجہ مسلمان ہوئی پھر اسلام
کے بعد لڑکا جنی تو وہ لڑکا وارث ہو گا اپنے باپ کا اور یہ مسئلہ اپنے علماء کے کلام میں صریحا نہیں لکھا اسلام میں لڑکا اپنی ماں کا تاج ہوا و اولاد اربع اختلاف ان
فیما بین الکفار عندنا خلافا لشافعی اور جو چوتھا مانع ارث کا اختلاف دارین ہے یعنی دو ملکوں کا اختلاف یہاں میں کفار کے ہمارے نزدیک خلافت شافعی کے مسلم خلافت دار و مملکت کا وہ
سلطنت کے اختلاف سے اسواسطے کہ فیہ ہم ہم عصمت منقطع ہو جاتی یعنی حفاظت جان اور مال کی باقی نہیں رہتی کو نافی النکاح لکھیے عن الکافی ابن کمال نے کہا کہ اختلاف ابن
جندبہ ہوا ذلک کہ حقیقۃ اور کما د و نو طبع اختلاف ہو جیسے کافر حربی دار الحرب میں اور کافر ذمی دار الاسلام میں اور ثانی یہ کہ قطع علمی ختلان ہو چاہیہ وہ حربی مساجن کے ملک کے
ہونے پر یا نہ ہونے پر یا مسلمان میں جو دار الاسلام میں ہو یا کافر حربی دو ملک دار الاسلام میں یا مسلمان مسلم حربی کے ساتھ دار الحرب میں اور تیسری یہ کہ قطع حقیقی ختلان ہو چاہیہ
حربی مسلمان دار الاسلام میں یا نہ اس کی کے جو دار الحرب میں ہو اور وہ دونوں ایک ہی ملک ہیں اور مانع ارث ہمارے نزدیک پہلی دونوں قسمیں ہیں تیسری قسم تو مانع اختلاف علمی ہو خواہ

ترجمہ اردو در مختار جلد چہارم

ساتھ اختلاف خفیہ ہو یا نہ ہو اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک کے بالعکس اگر زوی اور مسامین میں ایکے نزدیک ارث ہر اود قسم ثالث میں توارث میں نہیں کذا فی المطحانی
حقیقہ کبریٰ و زوی اختلاف دار کا حقیقہ ہو چنانچہ عربی اور زوی میں مینے عربی مگر دار الحرب میں اور اسکا باپ یا بیٹا زوی اور دار الاسلام میں زوی اس کی کاوارث
منو کا دار اسطرح اگر زوی دار الاسلام میں مگر کیا اور اسکا باپ یا بیٹا دار الحرب میں ہو تو یہ عربی اس زوی کا وارث ہو گا کذا فی العالگیریہ عن الکافی او کما گستاخ زوی و
کچھ میں سن دارین مختلفین کتر کی دہندی لا قطع العتہ فیما بینہم یا اختلاف دار کا کما ہو چنانچہ مسامین اور زوی دار الاسلام میں یا چنانچہ و و عربی دو ملک مختلف
کے چنانچہ ترکی اور زبہ ی تو انہیں توارث نہیں بسبب منقطع ہونے عصمت کے درمیان ان کے م تو کہ عربین کو اگر انہیں محمول کیجیے کہ و عربی دو ملک اپنے مختلف
ملکوں میں ہیں تو یہ اعتراض وارد ہوتا ہو کہ یہ سن قبل اختلاف دارین کے ہر حقیقہ تو اختلاف حقیقی کے مثال میں اسکو ذکر کرنا تھا اور اگر اس پر عمل کیجیے کہ و عربی
دو ملک مختلف کے دار الاسلام میں بطریق آستان کے ہیں تو وہ ایک ملک میں ہیں حقیقہ اور دو ملک مختلف میں ہیں حکم تو بہتر یہ تھا کہ شایع بجائے کو عربین کے کہ نہیں
کہتا انقطاع عصمت اختلاف دار سے اسطرح کہ ہر ملک والا دوسرے ملک لائے کے قتل کو حلال جانتا ہو اور مار ڈالتا ہو جب اسکو پاتا ہو تو اس میں اس کلام کی
طرف سے اشارہ ہو کہ جب مختلف دو ملکوں کے بادشاہوں میں عہد اور سپاہ ہو با ہم مدد گاری کا تو وہ دونوں دار مختلف نہیں ہیں یعنی ہر ملک ایک ملک کے ہیں
کذا فی المطحانی بخلاف مسامین برخلاف مسامین کے معنی فیما بین مسامین کے اختلاف دار ملع میراث کا نہیں ابن کمال نے کہا کہ اختلاف دار کا باعتبار اختلاف
شکر اور سلطنت کے کفار کے حق میں تحقیق ہوتا ہو مسامین مسامین میں اس واسطے کہ اہل بغی اور اہل عدل با ہم وارث ہوتے ہیں اگرچہ باغیوں کا شکر اور سلطنت علحدہ
ہو اور اہل عدل کا علحدہ اس واسطے کہ دار الاسلام دار الاسلام کا حکم ہو تو اسلام کا حکم ان سب کو شامل ہو تو انہیں بتا دین نہیں شکر اور سلطنت کے اختلاف سے اور دار الحرب
تو دار الاسلام نہیں بلکہ دار قرہ تو دار الاسلام اختلاف شکر اور سلطنت سے تباہ وارث تحقیق ہوتا ہوا نہی اور روح الشرح میں کہ مسامین میں اختلاف معتبر نہیں اس واسطے کہ اہل
اسلام باوجود وسعت اور تباہ اسکے اطراف کے اور قائم ہونے محارب کے اہل بلاد اسلام میں وہ ایک ہی دار ہو شایع کی نظریں چنانچہ کافروں کے دین باوجود یکہ نفس الامر
میں کثرت سے ہیں ایک بن از شایع کی نظریں کذا فی المطحانی قلت وبقی من الواجبات تاریخ الموتی کا لغزنی والحدی والعتی کیا سچی میں کہتا ہوں اور بخلاف
موانع ارث کے باقی رہے تین مانع محمول ہوتا تاریخ موتی کا چنانچہ ڈوبنے والے اور غلبے والے اور دیوار یا مکان کے نیچے کے کچننے والے اور مقتول لوگ چنانچہ اسکا
بیان آگے آدیکہ ہم یعنی اگر چند لوگ غرق یا حرق سے مر گئے تو انہیں توارث نہیں کیونکہ معلوم نہیں کہ کون پہلے مراد کہ کون بعد و طحانی نے ابن کمال سے نقل کیا کہ
جہالت تاریخ مانع نہیں اس واسطے کہ اصطلاح میں مانع ارث وہ جس سے ارث کی اہلیت فوت ہو تو اگر میراث فوت ہو سکا اہلیت کے اور وجہ سے وہ مانع ہیں داخل نہیں
تو جسے استیہام تاریخ موتی کو مانع کہا اسے خطا کی انتہی مختصر او متما جہالت الوارث و ذلک من مسائل او اکثر بمسولۃ فی الجلبۃ منها اضعفت جمیعاً و ولد با و مات قبل ولدا
فلو ارث اور بنمای مانع ارث کے محمول ہوتا ہو وارث کا اور یہ حیالت پانچ مسئلوں یا زیادہ میں مفصل نہ کر رہی تھی میں انرا بنجاریہ مسئلہ کہ دایہ نے ایک لڑکے کو دودھ
پلایا اپنے لڑکے کے ساتھ اور وہ دایہ مر گئی اور مندم نہیں کہ دونوں لڑکوں میں سے اسکا لڑکا کون ہو تو دونوں لڑکوں میں سے دایہ کا کوئی وارث ہو گا کذا فی التواستہ
ولد مسلم و ولد نصرانی عند النظر و کبر فہما مسلمان و لا یشان من ابہما زاد نے المیتۃ الا ان یصلحا فہما ان یاخذ المیراث مینہا اور اسی طرح اگر مشتبہ ہو جائے مسلمان
کا لڑکا نصرانی کے لڑکے سے دایہ کے پاس اور دونوں لڑکے بنے ہوں تو وہ دونوں مسلمان ہیں اور میراث پتا دینگے اپنے باپوں کی نسبت میں اتنا زیادہ بیان
کیا کہ اگر یہ کہ دونوں لڑکے آپس میں صلح کر لیں تو انکو میراث لینا جائز ہو آپس میں نصف نصف یا حقد پر صلح ہو کہ وہ دونوں کا مسلمان ہونا تو اسوجہ کہ الاسلام علیہم علیہ
صلح اس واسطے جائز ہوئی کہ میراث تو انہیں کی ہو بلا شک نہ تباہ زمینیں مگر عدم تین مانع ہو چھ جب صلح ہوئی تو حقد و رافعی وارث کو ہو چنانچہ وہ تو اسکا حق ہو اور جو
دوسرے کو ہو چنانچہ وہ ہو گا مستحق کے جانب سے ثم میں ذوی الفروض مقدمہ للزوجه لانما اصل الولاد از منہا تو لا اولاد بجز نصف نے بعد من ارث کے ذوی الفروض
کا بیان کیا زوجه کو سب مقدم کہ اس واسطے کہ زوجه اصل ولاد کہ اس سے تو ولاد پیدا ہوتی ہیں فعال فی فرض للزوجه فصا دا الثمن مع ولاد

ول ابن وان مثل سوکما شفت نے تو مفروض اور مہین ہر ایک زوجہ اور نیز زوجات کیواسے آٹھواں حصہ ولد کے ساتھ یا پوتے کے ساتھ اگر چنانچہ ہر
یعنی پوتا پر و نام و نام ولد اور ولد ابن خواہ ذکر ہر خواہ اہستہ اسی زوجہ سے ہو یا اور عورت سے ہر صورت زوجہ کا حق ثمن ہر اولاد کے ساتھ خواہ ایک وچہ چنانچہ
تو اگر چہ زوجہ بن تو آٹھواں حصہ کہیں برابر بانٹ لینی عدم اولویت کی وجہ سے کہ فی الطحاوی والربیع اما عند عمرہما فلا زوجات جائز ان للربیع بل اولاد ثمن
مع الولد اور چنانچہ حصہ زوجہ کا ہر جبکہ ولادہ اور ولد ابن نہ تو زوجات کے دو حال ہیں یعنی سب بل اولاد اور ثمن مع الولد والربیع للزوج نہ کہ لکھنا اور علی وجہ ان
فان لکھنا کما حقہ و ہر ہذا و لکن نے بہت واسطہ و دخل بہانہ ثمن نسیمون میراث زوج عدم الاولیت مع احد ہما اسی الولد اولاد ابن اور زوج کے حصہ چنانچہ
ہر ولد کے ساتھ یا ولد ابن کے ساتھ خواہ ایک زوج ہو یا زیادہ چنانچہ دومردوں سے یا زیادہ و عوی کیا عورت مرد کے نکاح کا اور گواہ لائے اپنے نکاح پر
اور وہ عورت ان دینوں میں سے کسی کے گھر میں نہ لگتی اور نہ کسی مدعی نے اس سے قربت کی لگتی تو میراث زوج کو مدعی آپسین بانٹ لینے برابر
عدم اولویت کی وجہ سے ہم اور اگر زوجہ زندہ کے نکاح کا چند مرد عوی کریں اور گواہوں سے ثابت کریں تو گواہ بیان ساقط الاعتبار ہو گئی اور عورت اس
مدعی کی ہوگی جسکی وہ تصدیق کرے بشرطیکہ اسکے پاس نہ ہو جسکی اسے تکذیب کی اور جسے قربت بھی نہ کی ہو اور اگر مدعی میں تانچ کا پس پیش ہو تو تانچ مابین
کا مدعی حق ہو کہ فی الطحاوی والنصف لہ عندہما تانچ و حج تانچ ان النصف والربیع اور زوج کے حصہ نصف ہر جبکہ ولادہ اور ولد ابن نہ ہو تو زوج کے کمال
ہیں نصف بل اولاد اور ربیع مع الولد وللاب والجد لث احوال الفرض المطلق و ہوا السدس و ذلک مع ولادہ ولد ابن اور باپ اور دادا کے تین حال ہیں فرض
مطلق یعنی خالی تعصیب سے اور وہ چھ حصہ ہر ولد کے ساتھ یا ولد ابن کے ساتھ و التعصیب المطلق عندہما اور دوسرا حال تعصیب مطلق ہو یعنی خالی
فرض سے دونوں کے نمونے کے وقت یعنی جبکہ ولادہ اور ولد ابن نہ تو تو بعد زوی الفروض کے باقی مال کو باپ یا دادا الیگا بطریق خصوص و الفرض و التعصیب
مع البنت او بنت الابن اور فرض اور تعصیب بیٹی یا پوتی کے ساتھ ہم باپ یا دادا اول اپنا حصہ فرض یعنی سدس لیکھا اور بیٹی یا پوتی اپنا حصہ فرض یعنی
نصف لگی اور جو باقی رہا اسکو باپ یا دادا بطریق خصوص کے لیکھا قلت و فی الاشیاء والجد کا لاب الانی ثلث عشرہ مسکوس اشراش و باقیہما فی غیرہما بین
اور اشیاہ میں ہر کہ دادا باپ کے مانند ہر گزیرہ مسکون میں دادا باپ کے مانند نہیں پانچ مسئلے تو فرض میں ہیں اور باقی آٹھ مسئلے غیر فرض میں ہیں ہم فرض
کے پانچ مسئلے یہ ہیں پہلا مسئلہ یہ کہ اگر دادی باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتی اور دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہر ۲- یہ کہ میت نے جبکہ والدین اور اجداد ہیں کہ
چھوڑا تو بعد حصہ اجداد و حین کے مان اسکی باقی کا ثلث پانچ اور اگر کچھ سے باپ کے دادا ہو تو ان سبکی جمیع مال کا ثلث پانچ و بی طرفین کے نزدیک ۳- یہ کہ اگر بیعت
اور بیعتات سب ساقط ہو جاتے ہیں باپ کے ساتھ بالاتفاق اور دادا کے ساتھ حفظ امام کے نزدیک ساقط ہوتے ہیں نہ صاحبین کے نزدیک ۴- یہ کہ اگر آزاد کو بیعت کا اپنے
فرزند کے ساتھ سدس ولا لکھا ہو ابو یوسف کے نزدیک اور دادا کے واسطے یہ نہیں ہر بلکہ ہم ولا بیعت لکھا و دادا کو کچھ نہ لیکھا باقی اماموں کے نزدیک ۵- یہ اگر غلام و
نے اپنے آزاد کو بیعت لکھا دادا اور بیعتی چھوڑا امام نے کہا کہ ولادہ دادا کے واسطے مخصوص ہر اور صاحبین نے کہا کہ دونوں میں مشترک ہر اور اگر دادا کے بجائے باپ ہو
تو تمام بیعت رہی پاتا بالاتفاق اور باقی آٹھ مسکون کی تفصیل ہر پہلا مسئلہ یہ کہ اگر وصیت کی اقربا یا زید کیواسے مثلاً تو زید کا باپ وصیت میں داخل ہو گا دادا اسکا نہیں
ہو گا ظاہر روایت میں ۲- یہ کہ صغیر کا صدقہ فطر مالدار باپ پر واجب ہوتا ہر نہ دادا پر ۳- یہ کہ اگر باپ آزاد کیا گیا تو اپنے ولد کی ولادہ کو اپنے موالی کی طرف کھینچنا کہ دادا کے
موالی کی طرف ۴- یہ کہ صغیر مسلمان ہو جائے اسنے باپ کے اسلام سے نہ دادا کے اسلام سے ۵- یہ کہ اگر زید مر گیا ولادہ صغیر اور مال چھوڑا کہ تو اسکی ولایت زید کے
باپ کو ہر نہ زید کے دادا کو ۶- یہ کہ اگر صغیر کا بیعتی اور دادا ہو تو ابو یوسف ہم کے نزدیک نکاح کی ولایت میں دونوں شریک ہیں اور امام کے نزدیک دادا کو ولایت
مخصوص ہر اور اگر دادا کے باپ ہو تو اسکی کو ولایت مخصوص ہوتی بالاتفاق ۷- یہ کہ جب صغیر کا باپ مر گیا تو وہ تمیم ہو گیا دادا کے جوڑنے سے اسکی بیعتی زید میں
ہوتی ۸- یہ کہ اگر وصیت مر گیا اور اسکی اولاد صغیر ہو اور مال نہیں ہو اور وصیت کی ایک مان ہو اور دادا تو وقتہ صغیر کا مان اور دادا پر ہر اسطرح کہ ممانی نصہ مان پر ہر

دو تہائی مان دادا پر اور اگر دادا کی جگہ باپ ہوتا تمام نفقہ اسی پر واجب ہوتا کہ ان فی الاشباہ و الزامات من المصنف فی زواہر آخری من الفصولین ضمن الاب مہرۃ
 فادع رجوع شرط و لا لاول و لولیا غیرہ او دنیایہ مطلقاً اتی فتوہ لودولیا غیرہ لعمد الجذیر فرج کا لوصی بخلاف الاب اور شیخ صالح ابن مصنف نے اپنے
 حاشیہ اشباہ میں جبکہ زواہر الجواہر نام ہوا اشباہ کے تیرہ مسنون پر ایک اور مسئلہ زیادہ کیا ہے فصولین سے نقل کر کے وہ مسئلہ یہ ہے کہ باپ نے اپنے طفل صغیر
 مہر کی ضمانتی کی پھر مہر اسکا ادا کیا اپنے مال سے تو صغیر کے مال سے بھرے اگر اسے ادا کیے وقت رجوع کرنا شرط کر لیا ہوا اور اگر شرط نہ کیا ہو تو رجوع جائز نہیں اور
 اگر باپ کے سوا اور کسی صغیر کے ولی نے یا وصی نے مہر کی ضمانتی کر کے مہر ادا کیا ہو تو رجوع کر کے مطلقاً اتی یعنی شرط اور بلا شرط ماہر صورت رجوع جائز ہے شیخ نے کہا
 تو ولی غیر باپ کا لفظ دادا کو بھی شامل ہے تو دادا کو بھی وصی کے مانند مطلقاً رجوع کر لیا کہ برخلاف باپ کے وللا م نہیۃ احوال السدس مع احدہما افع من
 من الاخوة او من الاخوات فصاعداً من ای جتہ کا ناوہ و خماطین اور مان کے تین حالات ہیں چھٹا حصہ ہر بیٹے یا پوتے کے ساتھ یا دو بھائی یا دو بہنوں
 کے ساتھ بھائی بہن دو بہن یا زیادہ کسی جہت سے ہوں اگرچہ ملے جلے ہوں مگر اگر ایک شخص مر گیا مان اور فرزند چھوڑ کر خواہ فرزند بیٹا ہو یا بیٹی پوتا ہو
 یا پوتی تو اسکی مان کا حصہ سدس ہو قال اللہ تعالیٰ و لا یورث کل واحد منہما السدس مہر ترک ان کا نہ ولد یا اسوا سٹے کہ ولد کا لفظ مرد اور عورت دونوں
 کو شامل ہے اور ولد الابن کو بھی عام ہے اور اس پر اجماع ہے امت کا کہ ولد الابن قائم مقام ولد صلبی کے ہے تو ورثہ ام میں اور اسی طرح مان کا حصہ بیت کے
 دو مہائین کے ساتھ یا زیادہ یا دو بہنوں کے ساتھ یا زیادہ سدس ہے خواہ بھائی بہن سٹے ہوں یا سوتیلی یا مادر ہی یا غلط ہوں یعنی ایک بھائی سگا ہوا
 دوسرا سوتیلی اور تیسرا مادر ہی والہائے عند عدم مہر اور مان کا حصہ تمام ترک کی تہائی ہے جو جبکہ اشخاص مذکور میں نہ ہوں یعنی بیٹا اور پوتا اور دو مہائی اور بہن
 وراثت الباقی مع الاب و احد الزوجین اور مان کے واسطے باقی مال کی تہائی ہے باپ اور احد الزوجین کے ساتھ مہر مان دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے
 کہ ایک عورت زوج کو اور مان کو چھوڑ کر مری تو تیسیم چھ سہم سے صحیح ہوگی نصف یعنی تین سہم زوج کے اور باقی مال کی تہائی یعنی ایک سہم مان کا اور
 باقی دو سہم باپ کے دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا مان باپ اور زوج کو چھوڑ کر تو اسکی تیسیم بارہ سہم سے صحیح ہوگی زوج کی جو بھائی اور باقی مال کی تہائی
 مان کی یعنی تین سہم اور باقی چھ سہم باپ کے ہر چنانچہ مان نے ان دونوں حالتوں کو آگے ذکر کیا ہے مگر شرح نے یہاں ذکر کر کے اشارہ کیا کہ مان کے تینوں حالات اگرچہ
 متصل ذکر کرنا بشرط تفریق بیان سے گذرانی الخطا و می اور اگر صورت مذکورہ میں بجائے باپ کے دادا ہو تو عالمگیری میں کافی سے منقول ہے کہ مان کو جمیع
 مال کا ثلث مانگا نہتی والسیس علیہ مطلقاً کا م ام او ام اب اور سدس حصہ ہر جہہ کا مطلقاً خواہ جہہ مان کی مان ہو یا باپ کی مان ہو یعنی مافی اور دادا
 دونوں جہہ صحیحہ میں اپنے باقی اور پوتے کے متروکہ سے چھ حصہ پانچ حصہ ایڈیشن ترک فیہ اذاکن ثاببات امی صحیحات کا لہذا کورین قال لفاستہ من
 ذوی الارحام کیا سبھی تنجاً ذیات فی الدرجۃ لان لقرنی تحجب بعدہ مطلقاً گامی ایک جہہ ہو یا دو تین چار یا زیادہ سب شریک نہ ہوں سدس میں
 جبکہ جدات ثاببات یعنی جبکہ جدات صحیحہ ہوں چنانچہ دو جہہ مذکور ہو چکیں اسوا سٹے کہ جہہ فاسدہ ذوی الارحام میں ہر نہ ذوی الفروض میں چنانچہ اسکا ذکر
 ذوی الارحام میں آدھیا اور دوسری شرط میرث جدات میں یہ ہے کہ جمیع جدات درجہ میں متساوی اور برابر ہوں اسوا سٹے کہ جہہ قریبہ جہہ بعیدہ کی حاجت بتی
 ہے مطلقاً خواہ جہہ قریبہ حاجبہ مان کی مان ہو یا باپ کی مان ہو اور اس میں جہہ بعیدہ مجبور ہو خواہ مان کی مان ہو یا باپ کی مان ہو چنانچہ اسکا بیان بالحبس
 میں آدھیا کہ انی الخطا و می ہم اکل نے شرح سراجیہ میں کہا کہ ہر شخص کے دو جہہ ہوتی ہیں ایک مان کی اور دوسری باپ کی ان سب طرح اسکے والدین کی و جمیع مہول
 کی تا آدم و خا و علیہما السلام اور جہہ کی دو قسم ہیں میرث و فاسدہ جہہ صحیحہ وہ ہے جسکی نسبت الی اہلیت میں ایک باپ دو ماؤں میں نہ داخل ہو اور جہہ فاسدہ وہ ہے کہ
 دو ماؤں کے مابین میں باپ شامل ہو اسوا سٹے کہ جو باپ کمیت کے ساتھ مانا کر گستا ہو بواسطہ عورت کے وہ جہہ فاسدہ چنانچہ مانا ہی مانگا پانچ مان کی مان جہہ فاسدہ اور
 اسوا سٹے کہ دو ماؤں میں نہی حیت کا مابین مانا کے مابین مانا واسطہ واقع ہوا معلوم کرنا چاہیے کہ جہہ کا سدس میرث سے ثابت ہے اور جہہ کے سدس کی دلیل روایت ہے کہ ایک شخص کی

ہم تم کا فقط بیان زیادہ کرنا اور اگلے مسئلہ میں بحولہ جو کہ شایع کی اس واسطے کہ تم تو ایون بین داخل ہو کر ان فی الخطاوی عن الحلی اندامہ تم نے فقط تم
ترجمہ بین کی ثالث مالتی بیچ ہو کر ترکہ کا چنانچہ ترجمہ بین گذر گیا کہ اگر زوج مر گیا اور زوجه اور اپنے والدین کو چھوڑا تو اسکی قیمت بارہ سہم صحیح ہوگی کل مال کی
جو بھائی بیٹے تین سہم زوجه کے ہیں اور باقی مال بیٹے تو سہم کی ہتھالی مال کی ہر سو تین سہم ہوئے تو تین سہم کل مترکہ کے بیٹے بارہ سہم کی چوتھائی بین اور زوج
والوین دام ملھا جیسا کہ سدس یا ہتھالی باقی کی مال کو ہر زوج اور والدین بین کو اس وقت بین و حقیقت مان کر اس واسطے سوس ہر سہم یہ صورت بھی ترجمہ بین مذکور ہوگی
اگر زوجه مر گئی زوج اور والدین کو چھوڑا تو قیمت اسکی چھ سہم صحیح ہے نصف زوج کا بیٹے تین سہم اور باقی مال کی ہتھالی بیٹے تین سہم کی ایک سہم ہو تو ایک سہم کل مال کا
سدس ہو بیان اعتراض وارد ہوتا تھا کہ جب نکاح باقی مال کا ربع یا سدس ٹھہر تو مصنف نے اسکو نکاح کیونکہ کاشناج نے اسکا جواب قول آئندہ میں دیا دسمی
نکاح نامہ و باع قولہ فی الدار ثلاث اور مصنف نے مان کے فرض کو نکاح کہا ادب کی راہ سے حق تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ زور شہادہ و ثلاث ثلاث
بیٹے اگر نکاح کا ولد نہ ہو اور اس کے والدین اس کے وارث ہوں تو اسکی مال کی اس واسطے ہتھالی ہو باپ کا حصہ اس واسطے ہر گیارہ کرنا یا کہ جب فقط والدین وارث مقرر ہو چکے
اور مان کا حصہ عین کردہ تو معلوم ہو گیا کہ باقی مال باپ کا ہر علی بن ابی یونس ہر کہ مان کا حصہ جبکہ والدین کے ساتھ احد الزوجین ہوں نکاح باقی ہو چنانچہ ہر
کا قول ہر نکاح مال چنانچہ بن عباس کا قول ہر کہ اس میں تفصیل انہی کی اس ذکر پر لازم آتی ہو جو اس کے برابر ہر حجت اور قرب میں اور یہ موضوع شرعی کے نکاح
ہر کہ ان فی تفسیر البیضاوی نکاحا والثلثان لکل ثلثین فصاعدا من فرقة النصف وہو خمسة النبت ونبث الابن والاخت لابوین والاخت لاب والزوج الا للزوج
لانہ لا یقبلہ اور ثانی بیٹے دو تہا یکا ان دو شخصوں یا زیادہ لوگوں کی ہاں جبکہ فرض حصہ نصف ہو وہ پانچ بین بیٹی اور پوتی اور سوتیلی بہن اور سوتیلی بہن اور
زوج مذکور زوج کی واسطے نکاح نہیں اس واسطے کہ اس میں تعدد در کثرت نہیں ہے بیٹے زوج کے حق میں دو تہا یون کا تحقق نہیں ہوتا اس واسطے کہ نکاح کے
وارث نہیں مگر تعدد انخاص جو کہ افراد کی حالت میں نصف کے وارث ہو جائیں میں فائدہ جلیلیہ معلوم کرنا چاہیے کہ فرض مقدورہ کلام مجید میں چھ بین نصف زوج میں نکاح
نکاح سدس سول نصف تو پانچ اصناف کا فرض ہر زوج کا فرض ہر جبکہ زوجه کا بیٹا بیٹی اور پوتی پوتی ہوا و نبث صلی کا فرض ہر اور نبث الابن کا فرض ہر جبکہ نبث
نہوا و سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر جبکہ سگی بہن نہوا و زوج دو نصف کا فرض ہر زوج کا فرض ہر جبکہ سگی بہن نہوا و سوتیلی بہن کا فرض ہر اور ایک زوجیت کا
چند زوجات کا فرض ہر جبکہ سگی بہن نہوا و زوج دو نصف کا فرض ہر زوج کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر
زوج صلی بیٹوں کا یا زیادہ کا فرض ہر اور پوتیوں یا زیادہ کا فرض ہر جبکہ نبث صلی نہوا و سگی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر
جبکہ سگی بہن نہوا و نکاح دو نصف کا فرض ہر ان کا فرض ہر جبکہ سگی بہن نہوا و زوج دو نصف کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر
و کہ ہوں یا اثاث اور سدس سات اصناف کا فرض ہر باپ کا فرض ہر جبکہ سگی بہن نہوا و زوج دو نصف کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر اور سوتیلی بہن کا فرض ہر
اور والد الابن ہو خواہ دو بھائی ہوں یا دو بہنیں اور چھوٹے کا فرض ہر خواہ ایک ہو یا چند زوجات میراث کی کویت اور نبث الابن کا فرض ہر اور نبث صلی کے ساتھ نکاح للثلثین اور
سوتیلی بہن کا فرض ہر سگی بہن کے ساتھ نکاح للثلثین اور ایک شخص کا فرض ہر اور والد اور می سے مرد ہو یا عورت کذا فی النکاح لکھتیرہ عن خزائن المفتین
فصل فی العیبات یہ فصل ہر عیبات کے مسائل میں م عیبات جمع ہر عصبہ کی اور عصبہ مطلقا گفت میں عبارت ہر محیط بالشیء سئل و فی حالہ عصبہ
شرعی میں موجود ہیں کیونکہ عیبات میت کو ہر طرف سے گھیرے ہیں کذا فی الخطاوی مختصا اور اصطلاح شرعی مصنف کے کلام سے معلوم ہوگی العیبات نسبت
مذکرہ عصبہ بغیرہ عصبہ مع غیرہ عیبات نسبی تین قسم ہیں عصبہ بخلاف عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ م شایع اور مان من عصبہ کی عصبہ بی پر اس واسطے مقدم کیا
کہ سابق معلوم ہو چکا کہ نسبی نوی تر ہر عصبی سے عیبات نسبی تین قسم میں مختصر ہوئی کیونکہ اگر ثبوت عیبت میں غیر کے لئے کی حاجت نہیں تو وہ عصبہ بغیرہ یعنی ذات خود
بلا حاجت انصاف شخص آخر عصبہ ہو اور اگر عصبہ غیر کا محتاج ہو تو اگر عیبت میں یہ غیر کسی اسکا شرکاب ہو تو وہ عصبہ بغیرہ ہو اور اگر غیر اس کے ساتھ شرکاب میں ہو تو وہ عصبہ

عصبہ ہونا اپنے بھائیوں کے ہونے سے حق تعالیٰ کے حکام سے ثابت ہوا ان کا نواخواہ حسب الاولاد و مناسبتوں کے مثل حوا الیہیں نہیں لیکن زوجہ و اولاد ان کے نہیں
 یہ صرح عصبہ ہونا حق تو عصبہ بغیرہ چار عورتیں ہیں نفعت اور نفیق کے حصہ والیاں وہ عصبہ ہوجاتی ہیں اپنے بھائیوں کے ہونے سے ہم اور جس عورت کا عصبہ نہیں
 نہیں اور اسکا بھائی عصبہ ہو تو وہ اپنے بھائی کے ہونے سے عصبہ نہیں ہوتی چنانچہ ہم اور عصبہ خواہ سگی ہوں یا سوتیلی تو سب کو چھوڑ دینا چاہیے اور ہر حال
 ہوا بن الہم کا نسبت الہم کے ساتھ اور ابن الہم کا نسبت الہم کے ساتھ کذا فی الخطاوی و دوا حکما کا بن ابن ابن عصبہ بن شتراد و تہ اگرچہ بہنوں کا بھائی کی ملکی ہو چکی
 چنانچہ میت کے بیٹے کے بیٹے کا بیٹا بیٹے پر دنا عصبہ کر دیتا ہے اپنے برابر کے درجہ والی بہن کو جو اس سے اونچی درجہ والی ہو عصبہ بغیرہ میں بھائی کے
 مراد وہ جو برابر حقیقی اور ملکی دونوں کو عام ہو سو حقیقی برادر میں ہوتا ہو نہت ملکی اپنے بھائی کے ساتھ اور سگی بہن اپنے بھائی کے ساتھ اور سوتیلی بہن
 اپنے بھائی کے ساتھ اور برابر ملکی بنات الابن میں ہوتا ہو تو اپنی بہنوں کو عصبہ کر دیتا ہو اور عصبہ کی بہنوں کے جو درجے میں برابر ہیں اور بنات الابن کو وہ برابر
 ملکی عصبہ کر دیتا ہو جو اپنے اسفل اور درجہ میں تو آئیں سے اس عورت کو ملکی عصبہ کر دیتا ہو جبکہ کچھ حصہ نہیں چنانچہ مسئلہ ثقیب میں آویگا کذا فی الخطاوی شرح
 فی العصبۃ مع غیرہ فقال ومع غیرہ الاخوات مع البنات اور بنات الابن بقول الفقہین اجلوا الاخوات مع البنات عصبۃ والمراد من الجمعین بنات البنات
 مصنف نے عصبہ مع غیرہ میں شروع کیا سولہوں کہا اور عصبہ مع غیرہ بہنیں ہیں بیٹیوں کے ساتھ پوتیوں کے ساتھ بدل قول اہل فرائض کے کہ بہنوں کی بیٹیوں
 کے ساتھ عصبہ قرار دوا اور اخوات اور بنات کی دونوں جوہوں سے جس مراد ہم سراجیہ اور اسکی شروع میں اجلوا الاخوات مع البنات عصبۃ کو حدیث کیا ہے اور
 اعلم چونکہ ایک بہن ایک بیٹی کے ساتھ بھی عصبہ ہوتی اور ظاہر لفظ جمع اخوات اور بنات کا اس کے خلاف پر دلالت کرتا تھا لہذا خارج سے اسکا جواب دیا کہ چونکہ
 الف لام نہیں کا ہو تو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہو و عصبۃ ولد الزنا و ولد المملعۃ مولی الام اور ولد الزنا اور ولد المملعۃ کا عصبہ انکی مان کا مولی ہم
 ولد المملعۃ یہ کہ ایک عورت کے لڑکا پیدا ہوا سو اس کے زوج نے کہا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے پھر باہم نفعت کو کے زوجین میں فراق ہو گیا تو وہ لڑکا ولد المملعۃ
 ہو خطاوی نے منع انفار سے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد المملعۃ کو اس کے مان کے ساتھ ملایا تو وہ اس شخص کے مانند ہو گیا جو کو باپ کی بیٹی
 سے کچھ قرابت نہیں تو اب یہ واجب ہو اگر اسکی مان کے موالی اس کے وارث ہوں اور وہ انکا وارث ہو تو اگر ولد المملعۃ مر گیا اور اسے ایک بیٹی اور ان کا لڑکا
 کو چھوڑا تو بیٹی کو نفعت اور مان کو سدس اور باقی مال بھر بیٹی اور مان کو دیا جاوے گا بطریق فرض اور روکے گا یا کہ اسکا باپ ہی نہ تھا اسے اور ولد مشترک کا کثیر
 مشترک لونڈی سے ثابت ہو گا تو وہ ہر مولے سے ان کا مل کی میراث پاوے گا اور دونوں مولی ایک باپ کی میراث و مشترک کے مال سے پاوے گا اور مولی
 کے قرابت وار اس کے میراث میں باہم شریک ہونگے گویا کہ ایک باپ کے قرابت دار ہیں اور اگر مولی مر گیا تو وہ دوسرا باقی مولی و مشترک کے مال متروکہ سے
 پدر کامل کی میراث لے گا کذا فی الخطاوی عن الدر المنثور المراد بالمولی المملعۃ یعنی مملو کانت الام حرة الاصل کا بیٹا عصبۃ قائم لانه لا یستلزم
 تن میں مولی سے مراد وہ جو آزاد کرنے والے اور عصبہ دونوں کو شامل ہوتا کہ اگر ولد الزنا یا ولد المملعۃ کی مان حصہ ملی ہو تو اسکو بھی شامل ہے چنانچہ علامہ قاسم
 اسکو مشرح بیان کیا ہے مان کا مولی اسواسطے عصبہ ہو کہ ولد الزنا اور ولد المملعۃ کا کوئی باپ نہیں ہو یعنی شترماں کا کوئی باپ نہیں جس سے اسکا نسب ثابت
 ہوا اور وہ اس کے وارث ہوں اگرچہ واقع میں دلہ بدون والد کے نہیں ہوتا مگر بطریق خرق عادت و غیرہ فان فی سلمہ واحدہ دی ان ولد الزنا وارث
 من توامہ میراث ان لام و ولد المملعۃ وارث من توامہ میراث ان لا یوین اور ولد الزنا اور ولد المملعۃ ایک سلمہ میں جدائی رکھتے ہیں وہ
 سلمہ یہ کہ ولد الزنا اپنے توام سے مادی بھائی کی میراث لیتا ہو اور ولد المملعۃ اپنے توام سے سگے بھائی کی میراث پاتا ہے وہ
 تحکم العصبۃ بالعصبۃ البسمۃ امی المصنف پھر ہم عصبۃ کا احتتام عصبہ سببی سے کرتے ہیں یعنی سو عصبہ سببی مولی ہر غلام کا
 آزاد کرنے والا مصنف نے احتتام کے لفظ سے اشارہ کیا کہ آزاد کرنے والا وہی الارحام پر مقدم ہو کیونکہ جب وہ مرتبہ اخیرہ عصبۃ

یعنی غلے اعلیٰ اور حب کی بنا دواصلوں پر جو بیٹے محبوب ہوتا یا یا جاتا جو دو قاعدوں کے ہونے سے یا ایک کے ہونے سے تو بن قریبوں میں اولوں اعلیٰ
یا ایک اصل یا بی گئی تو وہ قریب محبوب ہونگے والا وارث ہونگے اور نہ ان کی حب الاقرب مومن سوا ہم الا بنی ہا مامانہ تقدم الا قریب الا قریب الا قریب الا قریب
الا ایک اصل یہ ہو کر ان کے سوا جو کبھی محروم نہیں ہوتے اور وارثوں میں سے قریب تر یہی ترکو محبوب کر دیتا جو اس واسطے کہ نہ ہو کہ قریب قریب مقدم
ہوتا جو خواہ دونوں قرابت والے سبب رشتہ میں متحد ہوں یا نہ ہوں م لیکن حب حاصل ہوتا ہے اور قریب اور حب کے پائے جانے سے تو اقرب ہو کر صاحب ہوتا ہے چنانچہ نصیب
میں مذکور ہو چکا کہ میت کا جو میت کے اصل کا صاحب ہوتا ہے اور اصل میت اپنے فرع ذاتی کی صاحب ہوا اور فرع پر یہی فرع جدی کی صاحب ہوا علیٰ ہذا القیاس
ذوی الفروض میں اقرب ہونے کا صاحب ہوا اتحاد سبب کی مثال چنانچہ ربات مع الام اور ربات الابن مع الصبیۃیں اور سوتیلی بہن سگی بہنوں کے ساتھ اور عدم اتحاد
سبب کی مثال باپ اور بھائی اور وراثتی ان میں اولیٰ الشخص لایرث معہ کا بن الابن لایرث مع الابن اور حبیب کی دوسری اصل یہ ہو کر جس کی قرابت
بلکی ہو بواسطہ ایک شخص کے تو وہ وارث ہوگا اس شخص متوسط کے ساتھ چنانچہ پونا وارث نہیں ہوتا بیٹے کے ساتھ بیٹے پونے کی قرابت دوا سے بواسطہ باپ کے ہو کر
دادا کے مال کا وارث ہوگا باپ کے ہوتے والا ولد الام ذیث ممانہ میں سزا تو لا لایرث و احدہ گوارہی بھائی سوا مال کے ساتھ وارث ہوتا ہے اس واسطے کہ مان تمام سزا کو کو نہیں
پاتی ایک حب ہے م یعنی ہر ذیثیت کی قرابت داری بھائی سے بواسطہ مان کے ہو تو متعین اصل ثانی یہ ہو کر داری بھائی مان کے ساتھ وارث ہوتا ہے اگر اس کی وراثت اس وجہ سے
ہوئی کہ مان سب متروک کی مستوفی نہیں ہوتی فقط ایک ذیثیت کی حبت سے اور اگر اصحاب ذی الفروض اور غنابات میں سے کوئی باقی نہیں سوا ان کے تو اب وہ تمام متروک
یا وہی نہ ایک حبت سے بلکہ دو حبت سے فرضاً و رداً و المحروم کا بن کا فر و قاتل الا حبیب غذا اصلاً اور محروم المیراث چنانچہ کا فر و قاتل مینا ہمارے نزدیک ملامت
نہیں ہوتا نہ حب حران نہ حب نقصان م حب محروم میں صاحبیت میراث کی اصلاً نہ ہی تو وہ استحقاق ارث میں میت کے مانند ہو گیا تو اس صلح حب میں وہ بزرگ
میت کے ہر فوات اہلیت کی وجہ سے و حبیب لکھو ب النفا کا کام الاب حب بالاب حب ام الام اور محبوب صاحب ہوتا ہے باتفاق و حقیقہ و بن مسعود کے کہ انی شیخ احمد
چنانچہ داری محبوب ہوتی ہے باپ کے ہونے سے لیکن محبوب کرتی ہرمانی کی مان کو دکا لاخوۃ والاخوات فانہم کجوبون بالاب حب حران و کجوبون الام و حبیب
الی السدس حب نقصان اور چنانچہ بھائی اور بہنیں کہ وہ محبوب ہوتی ہیں باپ کے ہونے سے حب حران کر سنیے بالکل محبوب ہو جاتی ہیں اور بھائی بہنیں ان کی
صاحب ہوتی ہیں ثمت سے سدس تک حب نقصان کر سنیے بالکل صاحب بہنیں ہوتی بلکہ حصہ کم کر دیتی ہیں کہ انکا ثمانی حصہ کہہ کر حبب متروک ہو چکی مثال حب حران کی
ہو اور دوسری حب نقصان کی و شخص حب نقصان حبست بالام و ثمت الابن والاخت لاب والزوجین اور حبب نقصان پانچ حصہ ہوگا خاص ہوتا ہے مان اور پوتی
اور سوتیلی بہن اور زوجه اور زوج کو ہم مان تو محبوب ہوتی و ثمت سے سدس تک لدا ولد الابن کے ہونے سے یا دو بھائی یا دو بہنوں کے ہونے سے اور پوتی محبوب ہوتی
ہر حبت نصیبی کے ہونے سے نصف سے سدس تک دوسوتیلی بہن محبوب ہوتی ہر سگی بہن کے ہونے سے نصف سے سدس تک زوج محبوب ہوتا ہے نصف سے سب تک و زوج
محبوب ہوتی ہر زوج سے ثمن تک لدا ولد الابن کے ہونے سے کہ انی الخطاوی و لیسقط بنوا الاعیان و دم الاخوۃ والاخوات لا بام ثمتہ بالابن و ابنہ وان استل
و بالاب لثا و اجد عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ ثلث اور بنی اعیان یعنی سگی بھائی اور سگی بہنیں باقی ہو جاتی ہیں تین شخصوں کے ہونے سے ان میں سبک میرا اور پوتا اگر
مائل ہو اور دوسرا باپ ہر باتفاق امام اور صاحبین کے اور تیسرے شخص دادا یا نانا ام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہم برادران یعنی کا ذکر کرنا جب کے نسبت سے ہر دو بنی مثنیٰ
مصف کے مانند فرض کو اور ان کے مستحقوں کو ذکر کیا اور بعض وارثوں کے سقوط کا حال حب میں بیان کیا اسی مناسبت کی وجہ سے اور بعضوں نے چنانچہ صاحب سزا بیٹے وارث
کے تمام حالات اسکے ذکر کے وقت بیان کر دیے تو باب حب میں حالات سقوط کے ذکر نیکی کچھ حاجت نہ رہی کیونکہ مندرجہ تمام حالات کے حالت سقوط بھی مقدم ذکر ہو چکی کہ انی
الخطاوی و قال لایا تمام علی اصول زید یعنی بالاول و ہذا المسقط کما ہو ذیل حبیب حبیبہ فی حقیقہ و اصول زید بواسطہ فی المطولات اور صاحبین نے کہا کہ جہ کے جہانوں سے تمام
کرنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصول پر اور فتوے دیا گیا ہر اول قول کا لینے جہ کے ساقط ہونیکا جیسا کہ وہ امام کا مذہب ہے اور اصول زید کے مطولات فقیرین

[illegible]

مطلقاً قانعم والاخری ذات قرابتین ادا اکثر کام ام الام و ہی ایضا اسم اب الاب ہمذہ و صورت

ہمذہ ذات قرابتین ہمذہ ذات قرابتہ احدہ

اور جبکہ میت کی دو جہدہ جمع ہوں اور ایک جہدہ ایک قرابت والی ہو چنانچہ باپ کی نان کی نان یعنی باپ کی نانی اور دوسری جہدہ قرابت یا زیادہ قرابت والی چنانچہ نان کی نانی اور وہ باپ کی محبی وادی ہو صورت اسکی یہ ہو

ام ۱۰۰۰۰ محمود پر شکر ام ۱۰۰۰۰ اب خاند ام ۱۰۰۰۰ کلثوم ایک قرابت والی

شرح نے کہا متن اور شرح کے نسخوں میں اس خطائے مصنف کو ہم شارح نے اس کلام سے اشارہ کیا کہ اگر متن کو صحیح جانیں تو ایک قرابت والی سبب بنے قرب کے دو قرابت والی کی حاجت ہو جائے لیکن یہ سبب کی وجہ سے یعنی متن میں دو خلیل ہیں ایک یہ ہو کہ سر اجیہ اور عالمگیری وغیرہ کے مخالفت اور دوسرا خلیل یہ ہو کہ لازم آتا ہو موجب قاعدہ گزشتہ کہ قریبہ بعیدہ کی حاجت ہو اور طالعانہ بیان وہ صورت مفروضہ ہو کہ دونوں جہدہ وارث ہیں چنانچہ بعد اسکے معلوم ہو گا کہ اندام جمع ہونے میں کے موافق ام الاب کا ترجمہ کیا بلکہ ام الاب کا ترجمہ کیا تو یوحنا ان امرأۃ زوجت ابن ابہما بنت بنتا فولد بنتا ولد بنتہ المرأۃ جہدہ لایہ اور جہدہ ذات القرابتین کی توجیہ یہ ہو کہ ایک عورت نے اپنے ابن الابین یعنی پوتے کا نکاح کیا اپنی نانت سے تو اسنے ایک لڑکا پیدا ہوا تو یہ عورت اس رسم کے والدین کی جہدہ ہو گئی اسکے باپ کی وادی اور نان کی نانی جو ہم اور یہ بیان ایک اور دوسری عورت پر جسے اپنے نب کے پوتے کا پہلی عورت کے ابن سے نکاح کیا سو اسکی بنت سے پہلی عورت کا پوتا پیدا ہوا جو باپ کی میت کا تو یہ دوسری عورت میت کے باپ کی نانی ہو تو یہ عورت ایک قرابت والی جہدہ ہو تو جبکہ یہ دونوں جہدہ جمع ہو گئیں تو دو قرابت والی جہدہ اور ایک قرابت والی جہدہ پائی گئی کہ زانی الفرائض الشرعی اور اس مسئلہ کی توضیح التوضیح یہ ہو کہ مثلاً دو عورتیں ہیں زینب اور کلثوم زینب نے اپنے ابن الابین یعنی شاکر بن حارث بن زینب کو اپنی نانت یعنی راضیہ بنت صابر بنت زینب سے نکاح کر دیا اسنے محمود پیدا ہوا تو زینب محمود کی دو قرابت والی جہدہ ہو گئی اسکے باپ کی وادی اور اسکی نان کی نانی اور سہ ماہ کلثوم نے اپنی بیٹی یعنی حلیمہ بنت کلثوم کا حارث بن زینب سے نکاح کر دیا اسنے شاکر زینب کا پوتا پیدا ہوا تو کلثوم محمود سے فقط ایک قرابت رشتی ہو کہ اسکے باپ کی یعنی شاکر کی نانی ہو اور ہیں قرابت والی جہدہ کی مثال یہ ہو کہ زینب مذکورہ کی ایک بیٹی اور جو حکیمانہ سلیمہ ہو سو زینب سلیمہ کی نانت یعنی غنیمہ بنت زینب سلیمہ کا محمود مذکور سے نکاح کر دیا اس سے قائم پیدا ہوا تو زینب قاسم کی نانی کی بیٹی کریمہ کی نانی ہوئی اور قاسم کے دادا کی بیٹی حامد کی وادی ہوئی اور قاسم کی وادی یعنی راضیہ کی نانی ہوئی تو زینب قاسم کی جہدہ چھترہ تین طریقی قرابت سے اور کلثوم مسطورہ فقط ایک قرابت رکھتی ہو یعنی قاسم کے دادا یعنی شاکر کی نانی جو قسم محمد البدن بنتا املاً تا باعتبار الجہات مجہدین جس نے سدس کو دونوں جہدہ کے مابین تین تھاؤ کے تقسیم کیا ہو باعتبار جہات قرابت کے ہم یعنی ایک قرابت والی جہدہ کو سدس کی ایک تہائی دے اور دو قرابت والی جہدہ کو دو تہائی بیان سدس دین اس وجہ سے کہ ہر شاکر کا اتفاق ہو مابہ جہات قرابت کے اعتبار

الفریق الاول	الفریق الثانی	الفریق الثالث
ابن ونبش	ابن ونبش علیا	ابن
ابن ونبش	ابن ونبش وسطی	ابن ونبش علیا
ابن ونبش	ابن ونبش سفلی	ابن ونبش وسطی
ابن ونبش	ابن ونبش سفلی	ابن ونبش سفلی

سوا گزیت نے اپنی تین پوتیاں چھوڑیں اس طرح کی کہ ایک دوسری سے نیچے درجے والی ہو اور دوسرے فرزند کی پوتیاں تین چھوڑیں اس طرح درجہ بدرجہ کتر اور اس پر تیسرے فرزند کی تین پوتیاں اس طرح درجہ بدرجہ کتر چھوڑیں چنانچہ شراح کی تمثیل سے اگر تامل کریں تو واضح ہوتا ہے کہ ہر تفریع اس کی یہ ہر کمیت نے پہلا بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو چھوڑا پھر اس کی بیٹی نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو چھوڑا اس طرح میت کے دوسرے فرزند نے ایک بیٹا چھوڑا پھر اس کے فرزند نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو چھوڑا علی ہذا القیاس تین بار ہر کمیت کے ہر دستے نے اس طرح علی الترتیب ایک بیٹا اور بیٹی کو چھوڑا تین بار پھر سب مرد کے تمام طبقات کے اور نور لکیان ان کی باقی رہیں اور میت جدا علی ہو اور اس مسئلہ کو مسئلہ تشبیہ کہتے ہیں کہ ذی الطحاوی مختصراً فاللعیا من الفریق الاول لایا زویا احد فہا الغنت تو فریق اول کی ادنی پوتی کے برابر کوئی عورت نہیں تو جہا علی کے مترادف سے اس کو نصف ترک ملے گا مگر چونکہ اس میں اور میت میں ایک واسطہ ہے ہر نزلات اور نبات کے لئے اس کے برابر میں کوئی عورت نہیں تو نصف ملے گی کیونکہ وہ قائم مقام بنت معلی کے ہو واسطی من الفریق الاول تو ازویا اللعیا من الفریق الثانی فیلون لہا السدس مکمل لکھائیں اور فریق اول کے ورثیان والی پوتی کے برابر فریق ثانی کی ادنی پوتی ہو تو ان دونوں کو سدس ملے گا شیش کے پورا کرنے کے واسطے یہ دونوں پوتیاں اس واسطے ہر وہ میں کہ میت میں اور ان میں دو واسطے ہیں انکو سدس اس واسطے ملے گا کہ فریق اول کی ادنی پوتی نصف پانچ کی توشیش میں باقی جو رہا تھا وہ انکو ملے گا کہ دو ہتھیاں پوری ہو جائیں و لا شی السنیات اور کچھ سنیں اور کچھ پوتیوں کو سدس ہم نو پوتیوں میں سے تین پوتیوں نے دو ہتھیاں پائیں اب باقی چھ سنیاں پوتیوں کو کچھ نہ ملے گا اس واسطے کہ نبات کا حق دو ہتھیوں سے زیادہ فرض نہیں ہر وہ عورت ان کی قطعات بت نہیں تو اھلاً لا کمرط نہ ملے گی کہ انی الفرائض الشریفی الا ان کیوں مع واحدہ سنن غلام مضیع ہاوس یکا زویا من فوہا من لاکون صاحبہ فرض وسطا السنیات سنیاں کے لیے کچھ سنیں مگر یہ کہ سنیاں میں سے کسی کے ساتھ بھائی ہو تو بھائی اس میں کو اور اس کی برابر والی ہر وہ کو اور اس کے اوپر واسے کو جو صاحب فرض نہیں ہر عصبہ کر دیا اور باقی سنیاں سا قسط ہو جائیگی ہم تو اگر بھائی فریق اول کے سفلی کے ساتھ ہو تو فریق اول کی علیا نصف ملے گی اور فریق اول کی وسطی اور فریق ثانی کی علیا سدس پادیشی اور باقی ثلث فریق اول کے سفلی اور اس کے بھائی اور فریق ثانی کی وسطی اور فریق ثانی کی علیا میں لاکر شل خط الانیشین پانچ حصے ہو کر تقسیم ہو گا اور فریق ثانی کی سفلی اور ثلث کی وسطی اور سفلی سا قسط ہوگی اور اگر بھائی اور فریق ثانی کی سفلی کے ساتھ ہو تو باقی ثلث اس میں اور فریق اول کی سفلی اور فریق ثانی کی وسطی اور ثلث کی سفلی اور سفلی میں سات حصے ہو کر تقسیم ہو گا اور اگر بھائی اور فریق اول کے سفلی کے ساتھ مفروض ہو تو ہر قسم مال اس میں اور اس میں تین حصے ہو کر تقسیم ہو گا و جسے بھائی کے اور ایک حصہ بن کا اور آٹھ سنیاں کو کچھ نہ ملے گا اور اگر بھائی سدس والیوں کے ساتھ تو فریق اول کی علیا نصف ملے گی اور باقی ثلثیں اور فریق اول کے سفلی اور فریق ثانی کی علیا میں لاکر شل خط الانیشین تقسیم ہو گا اور باقی چھ سنیاں سا قسط ہو جائیگی ہذا فی الطحاوی و الشریفی و یأخذ ابن عم کذا فی نسخ المتن و شرح و عبارت السید وغیرہ و یاخذ احد ابی عم ہوا بن الامام السدس بالفرض من

شائع نے کہا میں اور شرح مصنف کے نسخوں میں اسطرح دیا کہ ابن عمر مرقوم ہوا سید وغیرہ کی عبارت یا خذ ابی عم ہر بیٹے دو چہرے بھائیوں میں جو اخیا فی
 بھائی ہو میت کا وہ چھ حصہ لیگا فرضیت کی راہ سے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ دو بھائی ہیں ہر ایک نے ایک ایک عورت سے نکاح کیا ایک بھائی کا بیٹا مثلاً حامد
 پیدا ہوا اور دوسرے کا محمود پھر ایک بھائی نے اپنی زوجہ کو طلاق دی یا کہ وہ مر گیا اور دوسرے بھائی باقی نے اس عورت سے نکاح کیا اس نے دوسرا بیٹا مثلاً
 حمید نام پیدا ہوا پھر حامد یا محمود اپنا بیٹا چھیرا بھائی اور دوسرا چھیرا بھائی جو اسکا اخیا فی بھائی ہو چھوڑ کر مر گیا تو حمید حامد یا محمود کی میراث سے سوس حصہ بطریق فرضیت
 کے لیگا کذا فی الخطاوی تبصرن بکذا لو کان الآخر زوجا فالنصف اور اسطرح اگر دوسرا چھیرا بھائی زوج ہو چھیری ہیں کا تو اسکو نصف حصہ لیگا فرضیت کے
 اعتبار سے ولقیسمان الباقی مینہما نصفین بالجہود حیث لا مانع من ارثہ بہا فیرث بھتی فرض ولقیسم اور دونوں چھیرے بھائی باقی مال کو آپس میں نصف
 نصف بانٹ لینگے عصوب کی راہ سے کیونکہ کوئی مانع نہیں اسکی میراث سے قرض اور عصوب کی دونوں جہتوں سے تو اخیا فی بھائی وارث ہوگا فرض اور
 عصوب کی دونوں جہتوں سے ہم پہلی صورت میں باقی مال پانچ سدس ہیں اور دوسری صورت میں نصف ہوا اگر زوجہ کا مثلاً بیٹا ہو تو وہ ابن العم کا صاحب ہوگا
 ابن العم ہونے کی وجہ سے نہ زوجیت کی وجہ سے اور اخیا فی کی وجہ سے بھی بیٹا صاحب ہوگا کذا فی الخطاوی واما بقرض ولقیسم معا جبکہ واحدہ فلیس الا بال
 والودہ اور فرض اور تقسیم کا سامتی ہونا ایک ہی جہت سے یہ تو پایا نہیں جاتا کسی وارث میں سوائے باپ اور اما کے ہم جہت واحدہ میان ابوت ہو یعنی باپ
 ہونا یا دادا ہونا قلت و قد یجمع جہتا تقسیم کا بن ہوا بن ابن عم بان تلخ ابن عمنا قلدا بنائیں کتا ہوں اور گا ہے عصوب کی دو جہتیں جمع ہو جاتی ہیں
 چنانچہ بیٹا وہی چچا کا پوتا ہوا اسطرح سے کہ عورت نے اپنے چچا کے فرزند سے نکاح کیا پھر وہ بیٹا جنی ہم تو وہ بیٹا ہونے کی جہت سے بھی عصبہ ہو اور چچا کا پوتا
 ہونے کی جہت سے بھی عصبہ ہو لیکن اس مثال میں خلل یہ ہو کہ میان میراث وہ لیگا فقط فرزند کی جہت سے نہ چچا کا پوتا ہونے کی وجہ سے اسواسطے کہ فرزند
 کی جہت مقدم ہو اگر اسکا یوں جواب دیا جائے کہ اجتماع جہتیں میان مراد ہر قطع نظر میراث سے کذا فی الخطاوی وکان بن ہو معنی اور چنانچہ بیٹا وہی آزاد کرنا لاہو
 ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص نے اپنے باپ کو خرید لیا سو باپ آزاد ہو گیا بجز خریداری کے تو بیٹا عصبہ ہو فرزند کی جہت سے اور اخیا فی کی جہت سے بھی
 ولقیسم جہتا فرض واما تبصر فی الجوس لنگاحم الحارم وبتوارثون بہا جمعا عندنا وعند الشافعی باقوی الجہتین وتمامہ فی کتب الفرائض و تالی الاشارة الیہ فی
 الفرائض اور کبھی جمع ہو جاتی ہیں فرض کی دو جہتیں اور یہ تصور نہیں مگر مجوسیوں میں اسواسطے کہ وہ ملعون اپنی محرم عورتوں سے نکاح کر لیتے ہیں اور بہم دلا
 ہونگے دونوں جہت سے ساتھ ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی رحم کے نزدیک قوی تر جہت سے وارث ہونگے اور اسکا پورا بیان علم فرائض کی کتابوں
 میں مذکور ہے اور اسکی طرف غریقوں کی فصل میں اشارہ آدیکھا مثلاً مجوسی نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا اور لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا فرزند ہوا اس عورت کا اور بھائی بھی ہوا
 پھر اگر وہ مر گیا تو اسے اپنی مان اور بن کو چھوڑا تو وہ اسکی وارث ہوگی دونوں جہت سے ان ہونے کی جہت سے بھی اور بن ہونے کی جہت سے بھی ولو ترک
 زوجا واما اوجیدہ و اخوۃ لام و اخوۃ الابین اخذ الزوج النصف والام والجدۃ السدس و ولد الام الثلث والاشقی للاخوۃ الابین لانہم عصبت
 ولم یبق لہم شئی اور اگر ایک عورت نے زوج اور مان یا دادی کو اور اخیا فی بھائیوں اور بھائیوں کو چھوڑا تو زوج نصف ترکہ لیگا اور مان یا دادی چھ حصہ اور
 اخیا فی بھائی تہائی لینگے اور بھائیوں کی واسطے کچھ نہیں اسواسطے کہ بھائی عصبہ ہیں اور انکے واسطے کچھ باقی نہیں رہا یعنی عصبیات وارث ہوتے ہیں اس مال کے
 جو محابا لغرض سے باقی رہے سو میان اہل فروض سے کچھ باقی نہیں رہا و عند مالک الشافعی رحم و مشترک میں نصفین الاخرین کان لکل ولاد ام اور مالک شافعی رحم
 کے نزدیک کچھ دو دونوں قسموں میں یعنی اخیا فی اور بھائیوں میں اشتراک کا حکم ہوگا تو اگر وہ سب خیا فی بھائی ہیں ہم اس مسئلہ کا نام مشترک بقیع راہ عملہ ہو چنانچہ ابن
 خلیل اور نوذری نے اسکو ضبط کیا ہوا اور بعضوں نے اسکو کبیرا و عملہ بھی کہا ہوا اور اس مسئلہ کو مشترک اور جاریہ اور جزیہ اور بیہ بھی کہتے ہیں کذا فی الخطاوی مختصر اوکذا
 یفرق مالک الشافعی للاخوۃ الابین و الابۃ النصف ولجدۃ السدس مع زوج وام فقول الی التمتہ اور اسطرح امام مالک رحم اور امام شافعی رحم کی بنیادیں ہیں کے واسطے

فہم کو فرض کہتے ہیں اور دادا کے واسطے چھٹا حصہ زوج اور مان کے ساتھ تو یہ مسئلہ عول کر کے انوہم کی طرف ہم اس مسئلہ کو اکر یہ کہتے ہیں تو ضعیف اس کی یہ ہو کر زیر بحث رہی
رضی اللہ عنہ لگی ہیں یا سوتیلی بہن کو دادا کے ساتھ صاحب فرض نہیں کہتے بلکہ اسکو دادا کے ساتھ عصبہ کہتے ہیں مگر مسئلہ اکر یہ بین اسکو دادا کے ساتھ صاحب فرض
ہیں صورت اکر یہ کی یہ ہو کر زوج اکر اور مان اور دادا اور لگی ہیں یا سوتیلی بہن تو زوج کی واسطے نصف اکر اور مان کے واسطے ثلث اور دادا کے واسطے سبیل اور بہن کے واسطے
بچہ دادا اور بہن کا حصہ ملا کر مانا جاتا ہو لکن کرشل خط الانثیں لہو واسطے اکر ماضیہ دادا کو واسطے بہرہ کو سبیل اور ثلث باقی سے اور اس مسئلہ کی اصل چھ سہم سے ہو لیکن عول کر کے انوہم کی
طرف تو چھ سہم سے تین سہم زوج کے اور مان کے دو سہم اور دادا کا ایک سہم تو بہن کی واسطے کچھ نہ ازل سبیل پر تین سہم کو زیادہ کیا تو سہم ہو گئے دادا کا ایک سہم اور بہن کے تین سہم
حضور کا چار سہم ہوئے اسکو دادا اور بہن پر لکن کرشل خط الانثیں تقسیم کیا چونکہ تقسیم چار سہم کی تین حصوں پر تقسیم نہیں لہذا تین کو نو سے ضرب کیا تو حاصل ہوئے سات سہم تین سے زوج کے مان
اور مان کے چھ سہم اور دادا کے تین سہم اور بہن کے نو سہم پھر دادا کا حصہ بہن کے حصہ کے ساتھ ملایا تو بارہ سہم ہوئے سو اکر دو نوں میں لہ کرشل خط الانثیں قسمت کیا تو دادا کو آٹھ سہم
بہن کو چار تو زیر رضی اللہ عنہ نے بین کو ابتدا میں صاحب فرض قرار دیا تاکہ وہ میراث سے محروم نہ رہے اور انتہا میں اسکو عصبہ کر دیا تاکہ اسکا حصہ دادا کے حصہ سے زیادہ نہ ہو
اور اس مسئلہ کو اکر یہ کہتے ہیں اسواسطے کہ نبی اکر کی ایک عورت کا یہ واقعہ یعنی نبی اکر کی قوم کی ایک عورت مگر نبی زوج اور مان اور دادا اور لگی یا سوتیلی بہن چھوڑ کر تو زیر بحث
نہ پڑا تاکہ نہ سب سب مسئلہ میں شیعہ اور کبیر ہو گیا لہذا فی اسراجہ تحریر حاشیہ الشریعہ لفظاً و عملاً حقیقۃً و احکاماً سقط الاخت اور مسئلہ مذکورہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک
بہن ساٹھ ہو جاتی ہیں تمام ہج کے نزدیک اصل مسئلہ چھ سہم سے ہے تین سہم زوج کے اور دو سہم مان کے اور ایک سہم یعنی سبیل دادا کا اور بہن محروم ہو دادا کا حاجی بنے سے ایک سہم
مانند قلت و حاصلانہ لیس عنواً حقیقۃً مسئلہ امشکہ اتفاقاً و لاسئلۃ الاکر یہ علی الفتی بہ کہ مامرین کہتا ہوں اور حاصل کلام کا یہ ہو کر خفیوں کے نزدیک مشرک کا سبیل اقرار
امام اور صاحبین کے ثابت نہیں اور نہ اکر یہ کا مسئلہ ثابت ہوا امام کے قول مفتی بہ پر چنانچہ مذکور ہو چکا اسی باب میں عند قولہ لم یسقط بنو الاعیان بالابن والابن بالعم
ح کے نزدیک دادا ایک برابر ہو تو بہن کا حاجی ہو گا یا ایک مانند اور صاحبین کے نزدیک دادا ایک کے برابر نہیں ہر حال میں قصاص کے قول مسئلہ اکر یہ ثابت ہو گا لہذا فی الفتاویٰ

باب القول

یہ باب ہو عول کے مسائل میں ہم عول بیع اول وکون ثانی لغت میں ہمینی جو رد غلبہ و دفع زیادات کے مستعمل ہو لیکن معنی ایضاً مناسب تر ہو معنی اصطلاحی سے اس واسطے کہ جب مسئلہ تنگ ہو گیا فردض مجتہد سے تو ترکہ کو اکثر عدد کی طرف مرتفع اور زیادہ کر دیا اسکے مخرج سے تاکہ جمیع ورثہ کے فرائض میں نقصان داخل ہو جائے و غیر ذلک کا پہلی اور عول کے مخالف رد ہو چنانچہ اسکا بیان آگے آدیکھام اس واسطے کہ عول سے زوی الفردض کے سهام کٹ جاتے ہیں اور اصل مسئلہ بڑھ جاتا اور رد سے سهام کٹ جاتے ہیں اور اصل مسئلہ کٹ جاتا ہو چالیوں تقریر کیجیے کہ عول میں سهام فاضل ہو جاتے ہیں مخرج پر اور رد میں مخرج فاضل ہو جاتا اور سهام پر کوثرانی الخطا سے ہو زیادہ

السهام اذا کثرت الفردض علی مخرج الفردض لیس داخل النقص علی کل منہم بقدر فرضه کقص ارباب الدیون بالجماعۃ عول اصطلاح میں عبارت از سهام و رد کے زیادہ کر دینے سے جبکہ فردض زیادہ ہو جاوے فردض کے حصہ کے مخرج پر تاکہ نقصان اور کمی داخل ہو ہر وارث پر بقدر اسکے فرض حصے کے جیسے نقصان داخل ہو جائے ارباب دیون پر بسبب محاسبہ کے یعنی ہر وارث اپنا حصہ ناقص پاتا اور علی قدر حصہ متروکہ کے تنگی کے سبب سے بیچے جیسے بہت دیون کے متروکہ میں ارباب دیون حصہ رسا و داما سا ہی پاتے ہیں حاصل کر عول اس سے عبارت ہے کہ جب مخرج ادا سے فردض سے تنگی کرے تو مخرج پر کچھ تکے اجزائے زیادہ کر دیا جاوے چنانچہ سدس یا ثلث وغیر ذلک من الکسور الموجودۃ فیہ خلاصہ یہ ہے کہ جب مخرج تنگی کرے و فاء فردض مجتہد سے ترکہ کو اس عدد کی طرف مرفوع کرنا چاہیے جو کہ اس مخرج سے اکثر ہو کچھ قسمت کرنا چاہیے تاکہ نقصان داخل ہو جمیع وارثوں کے حصوں میں ایک نسبت پہنچے کیساں کی ہو بقدر حصوں کے کوثرانی بشر فی خطاوی نے لکھا اور جبنا نقصان ہر وارث پر داخل ہوتا ہو اسکا اندازہ معلوم ہوتا ہے کہ کس زیادہ کی نسبت کتنا سے عدد اکثر کی طرف مثلاً اگر زوج اور دو سگی بنیں وارث ہوں تو نصف اور ثلثیں جمع ہوئے تو مسئلہ چھپے اور عول کر گیا سات کی طرف تو زوج و نصف

کتاب الفرائض باب الاول ۴۹۳

داخل ہوگا ہر قسم میں بیسے ساتویں حصے کا تو وہ چھ مین سے دوسم اور چار سبج باد گیا اور بنون پر چار سبج کا نقصان داخل ہوگا تو وہ تین سہم اور تین سہم باؤنگی
انتہی خلاصہ یہ ہے کہ ایک چھ کا سدس محتاج چھ پر ایک زیادہ کیا تو سات ہو گئے تو ایک کو سات کے ساتھ بیس کی نسبت ہو تو بقدر سبج کے ہر وارث کے ہر مین
کی ہوگی واول مین حکم بانول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیٹے جیسے عول کا حکم کیا وہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین م فاروق الفطیم کے زمانے
میں ایک صورت واقع ہوئی جبکہ منج اسکے ارادے فرد مین سے تنگ تھا تو اصحاب کبار سے آپ نے مشورہ کیا تو عباس بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے عول کی طرف
اشارہ کیا سو سب صحابہ کرام سے اس پر اتفاق کیا اور کسی نے اس پر انکار نہ کیا مگر ان عباس نے انکی موت کے بعد کدانی لٹھاوی فتادے عالمگیری مین ہر عول
پہلا سبج اسلام مین واقع ہوا صبر خلافت فاروقی مین وہ یہ بھا کر زوج اور مان اور سکی بن وارث تھہرے تو نصف اور ثلث اور نصف بکجا ہوئے اصل مسئلہ سے باز
اسے عول کیا آٹھ کی طرف تم الخراج سبجہ پھر دریافت کرنا چاہیے کہ منج حصوں کے سات مین م وجہ اسکی یہ ہے کہ کتاب اللہ مین چھ فرض مذکور مین نصف ربع ثلث
ثلث سدس اور منج ایک پانچ مین اسوا سے کر ثلث اور ثلث کا ایک ہی منج ہو تو اگر نوع اول یعنی نصف ربع ثلث جمع ہوں تو کتر کسور کا منج معبر ہوگا اور
اسی سے مسئلہ ہوگا تو اگر نصف اور ربع جمع ہوں تو مسئلہ چار سے ہوگا یا نصف اور مین جمع ہوں تو مسئلہ آٹھ سے ہوگا اور اگر ثلث اور سدس جمع ہوں تو مسئلہ چھ سے
ہوگا اور یہ منج محتاج نسبت مذکورہ سے باہر مین اور جبکہ نوع اول مین سے نصف نوع ثانی یعنی ثلث سدس کے ساتھ قتل ہو یا بعض کے ساتھ تو مسئلہ سے
چھ ہوگا تو یہ بھی محتاج نسبت مذکورہ مین داخل ہوا اور جبکہ ربع قتل ہو نوع ثانی کے کل سے یا بعض سے تو مسئلہ ہوگا بار سے اور جبکہ ثلث قتل ہو نوع ثانی کے
کل کے ساتھ یا بعض کے ساتھ تو مسئلہ ہوگا چھ مین سے چار منج کو عول نہیں کرتے بیسے دو اور تین اور چار اور آٹھ مین یہ حصہ باعتبار اتفر کے ہوا سو اسے کہ ان منج کے فرد مین
والا ثلثہ والاربعہ والتمانیہ محتاج سبجہ مین سے چار منج کو عول نہیں کرتے بیسے دو اور تین اور چار اور آٹھ مین یہ حصہ باعتبار اتفر کے ہوا سو اسے کہ ان منج کے فرد مین
محتاج کے واسطے مال ترک کا پورا پورا ہو یا کچھ زیادہ باقی رہتا ہو تو ہر صورت عول کی حاجت نہیں ہوتی مثلاً دو کا مسئلہ اس وقت ہوگا جو نصف مین چنانچہ ربع اور سکی
مین یا نصف باقی چنانچہ ربع اور سکا بھائی دلی ہذا القیاس فی البواقی کذا فی الشری فی تبصرہ واللائتہ قد تعول بالاختلاف کیا کی فی باب الخراج اور تین محتاج مین بھی
عول ہوتا ہوا اختلافاً مین ابی وجہ سے چنانچہ اسکا ذکر باب الخراج مین آدیکام شایع نے بلفظ قد اشارہ کیا کہ محتاج ثلثہ مین عول لازم نہیں ہر قسم سے تعول اربع
عول ہوتا ہوا اختلافاً مین ابی وجہ سے چنانچہ اسکا ذکر باب الخراج مین آدیکام شایع نے بلفظ قد اشارہ کیا کہ محتاج ثلثہ مین عول لازم نہیں ہر قسم سے تعول اربع
عول ہوتا ہوا اختلافاً مین ابی وجہ سے چنانچہ اسکا ذکر باب الخراج مین آدیکام شایع نے بلفظ قد اشارہ کیا کہ محتاج ثلثہ مین عول لازم نہیں ہر قسم سے تعول اربع
عول ہوتا ہوا اختلافاً مین ابی وجہ سے چنانچہ اسکا ذکر باب الخراج مین آدیکام شایع نے بلفظ قد اشارہ کیا کہ محتاج ثلثہ مین عول لازم نہیں ہر قسم سے تعول اربع

گھومتا پھرتا تھا اور لوگوں سے سوال کرتا تھا کہ ایک عورت سرگینی نوح چھوڑ کر اور اپنے کو بیٹیا یا پوتا نہیں چھوڑا سو زوج کا حصہ کیا ہو تو لوگ کہنے لگے نہ
 ہو تو وہ کہتا تھا کہ شریع کا معنی ہے نہ جگہ نیست رہا نہ نشت یہ خبر واقعی کو پہنچی تو اسکو طلب کیا یوں کہہ کر کہ کچھ ترے سے ہے باقی بچا ہے پاس ہے جب وہ آتا تو اسکو توڑ دیتی
 اور کہتا کہ تو کا معنی پر طعن کرتا ہو اور حاجی حکم کو ظلم کی طرف نسبت کرتا ہو اور ایسے حکم کی مجھ سے پہلے تو امام عادل متقی نے سبقت کی ہو یعنی عول کا حکم امام مہینہ ثابت
 وغیرہ معنی انہوں نے نہ کیا ہوا انتہی مختصراً بالجملة وہ شخص جاہل تھا عول کی حقیقت نہ سمجھا تھا لہذا اس حکم کو حق نہ جانتا تھا تو آدمی عالمگیری بن خزانہ الفقیہین سے منقول ہوا
 جبکہ چھوڑ دینا یا تو یا اگر کی طرف عول کرے تو میت یا یقین عورت ہو اور اگر اسات کی طرف عول کرے تو احتمال ہو کہ میت عورت ہو یا مرد راستہ و اسات عشرتوں کا
 اسے سب سے عشر و ترا الا شفا منقول ثلثہ عشر کز وجہ توفیقین دام و ثلثہ عشر کھم داخ لام و سب سے عشر کھم داخ لام و سب سے عشر کھم داخ لام و سب سے عشر کھم داخ لام
 طاق عدد بن نہ حجت میں تو بارہ عول کرتا ہو تیرہ کی طرف چنانچہ زوجہ اور دو بیٹی بن اور مان میں اور پندرہ کی طرف عول کرتا ہو چنانچہ زوجہ اور دو بیٹی بن
 بہنیں اور ان اور احیائی بجائی میں اور ستر کی طرف عول کرتا ہو چنانچہ زوجہ اور دو بیٹی بن اور مان اور دو احیائی بجائی میں ہم جب بارہ کا عول ستر کی طرف کیا تو
 مرد ہو اور تیرہ اور پندرہ کے عول میں عورت اور مردوں کا احتمال ہو کہ انسانی عالمگیری واریتہ و عشرین بقول الی سب سے و عشرین فقہ کا حراۃ و بہنیں و
 ابون و نسبی السہریہ اور چوبیس کا عول ہوتا ہو فقط سائیس کی طرف چنانچہ عورت یعنی زوجہ اور دو بیٹیوں اور مان اور پانچ کا وارث ہونے میں و پاس سب کو
 کہتے ہیں ہم اس مسئلہ کو مزید اس واسطے کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے اسکا سوال ہوا اور آپ کو نے کی سہی میں منبر پر خطبہ پڑھے تھے تو آپ نے فرمایا
 جواب یہ اسات نے کہا کہ زوجہ کا ثلث کیا فرض نہیں ہو تو فرمایا کہ صارت ثلثاً یعنی اسکا اٹھواں حصہ لڑاں ہو گیا اور خطبہ خودی میں منقول رہے سو لوگوں نے تعجب کیا کہ
 خطبت اور ذکاوت کا اور شنسوری نے شرح ترتیب میں بیان کیا کہ ایک طالب علم نے اپنے اساتذہ سے نقل کیا کہ جس خطبہ میں آپ سے یہ سوال ہوا وہ خطبہ
 الحمد للہ الذی یکلم بالحق طلقاً و مجزئاً کل نفس بالسنی والیہ المعاد و الرحی اسکے بعد سوال مذکور ہوا تو حضرت نے جواب دیا صارت ثلثاً انتہی خواہ زیادہ کی شرح میں ہو کہ
 علی رضی اللہ عنہ کمال حاذق و ماہر تھے علم حساب میں حکایت ہو کہ ایک نصرانی نے آپ سے سوال کیا کہ اصحاب کعبہ کے قبضہ میں تم اپنی کتاب یعنی قرآن میں پڑھتے ہو یا نہیں
 و ازاد اساتذہ اور ہماری کتاب میں ثلثتہ سنین مذکور ہوا اور یہ سقیم نہیں تو ہماری کتاب ہمداری کتاب کے مخالف ہو تو آپ نے فرمایا کہ ہمداری کتاب میں جو تین سو دو کہیں
 تو یونان کے حساب کے موافق ہو یعنی شمسی حساب ہوا اور ہماری کتاب میں عرب کے حساب پر چرخی قمری حساب کے موافق ہو اور تین سو شمسی یونانی عرب کے قمری حساب
 تین سو نو ہستہ تین تو نصرانی حیران ہو گیا کہ انی البیہ ہوا ہے اور مسلمان ہو گیا کہ لہذا کہا گیا کہ علی رضی اللہ عنہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے اس واسطے کہ
 باوجود اس قدر تحکم علوم میں اور نہایت شجاعت کے حروب میں متقا و اور مطیع تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مقرر تھے آپ کی نبوت کے اور یہ ایسا کام ہے جس کا
 علمائے کمال امام ابو حنیفہ رحم معجزہ تھے معجزات نبوی سے کہ انی الطحاوی و الروضہ و ماہر اور درود و عول کا چنانچہ اول باب میں گذر گیا ہم مسائل ورائض
 کے تین قسم ہیں فرضیہ عادلہ اور فرضیہ قاصرہ اور فرضیہ عالمہ فرضیہ عادلہ وہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سهام مال کے سهام کے ساتھ برابر پڑیں اس طرح کہ میت نے دو گئی
 بہنیں اور دو سوتیلی بہنیں چھوڑیں تو سوتیلیوں کا فرض حصہ ثلث ہو اور سگی بہنوں کا دو ثلث اور اسی طرح اگر اصحاب فرائض کے سهام کم ہوں مال متروکہ کے
 سهام سے اور وہ ان عصبہ ہو تو اصحاب فرائض سے جو باقی رہے اسکو عصبہ لیکھا تو یہ فرضیہ عادلہ ہو یعنی پورا نہ کم نہ زیادہ اور فرضیہ قاصرہ وہ ہے کہ اصحاب فرائض
 سهام مال متروکہ کے سهام سے کتر ہوں اور وہ ان عصبہ ہو اس طرح کہ میت نے دو گئی بہنوں اور مان کو چھوڑا تو بہنوں کے دو ثلث میں اور مان کا سدس ہو اور ان
 کوئی عصبہ نہیں جو باقی سوس کو لے تو اس میں حکم ہو کہ روکا لینے سوس باقی آئیں و انہوں کو پھیر دیا جائے اور فرضیہ عالمہ وہ ہے کہ اصحاب فرائض کے سهام
 اکثر ہوں مال کے سهام سے چنانچہ اسکی مثالیں عول کے مسائل میں مذکور ہو چکیں کہ انی عالمگیری و حنیفہ فان فضل عہما ای عن الفردین و الحال
 انہ لا عصبہ ثمرہ یرد و لکم الفاضل علیہم بقدر ما جماعا لفساد بیت المال یعنی جبکہ رد عول کا ضابطہ اتنا ثابت ہوا کہ خرج فاضل ہو فردین سے

[illegible]

ہوں اور تین سے قسمت ہوگی اگر ایک ٹنٹ اور ایک سٹن ہو اور چار سے قسمت ہوگی اگر تھت اور سٹن ہو اور پانچ سے قسمت ہوگی اگر دو ٹنٹ اور ایک سٹن ہو سٹن گھٹانے کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا م دو سٹن ہونے کی یہ صورت ہو کہ جوہ اور اخیا فی بین وارثین تو مسئلہ چھ سے ہو اور آئین اس کے دو سٹن بین فرشت کی راہ سے تو اصل مسئلہ دو سے قرار دیا اور مڑو کہ دونوں پر قسمت کر دیا نصف نصف تو ہر ایک کو نصف مال ملا اور اگر ہر ایک کو ایک ایک سٹن دیا تو تین بابت قسمت کرنے کی میثاقہ حاجت ہوئی اور ٹنٹ اور سٹن جمع ہونے کی یہ صورت ہو کہ دو اخیا فی بھائی اور مان وارث ہو تو اس تقسیم میں بھی مسئلہ چھ سے ہو اور دونوں کے سب سٹن تین تو اصل مسئلہ تین سے قرار دیا اور بقدر سهام کے تین تھا کہ کہے بانٹ دیا تو دو اخیا فی بھائیوں کو دو ٹنٹ مال کے اور مان کو ایک ٹنٹ دیا اور ٹنٹ اور سٹن کی صورت یہ ہو کہ ایک بیٹی اور پوتی وارث ہو یا ایک بیٹی اور مان وارث ہو تو یہاں بھی مسئلہ چھ سے ہو اور مجموع سهام چار تین تین سٹن کی اور ایک سٹن پوتی یا مان کا ہر دو دونوں مسئلہ چار سے قرار دیے اور مڑو کہ چار حصے کر کے بانٹ دیا اس طرح کہ تین ربح اسکی بیٹی کے اور ایک ربح مان کا یا پوتی کا اور تین اور سٹن کی یہ صورت ہو کہ دو بیٹیاں اور مان وارث ہو یا کہ نصف اور دو سٹن جمع ہوں چنانچہ بیٹی اور پوتی اور مان وارث ہو یا کہ نصف اور ٹنٹ جمع ہو چنانچہ ایک اسکی بین اور دو اخیا فی بینین خواہ ایک بیٹی اور مان وارث ہو تو ان تینوں صورتوں میں بھی یہ مسئلہ چھ سے ہو اور سهام ماخوذ و پانچ بین تو پہلی صورت میں دو بیٹیوں کے چار سٹن ہیں اور مان کا ایک سٹن ان کا اور دوسری صورت میں تین بیٹیوں کے تین سٹن ہیں اور مان کا ایک سٹن پوتی کا اور ایک سٹن بیٹی کے اور ایک سٹن پوتی کا اور ایک سٹن مان کا تو ان پر مڑو کہ پانچ حصے کر کے بانٹ دیا بقدر کہ سهام کے پوتی کے تین سٹن اور پوتی کا ایک سٹن اور مان کا دو سٹن اور تیسری صورت میں بھی چھ سے پانچ سٹن ماخوذ ہیں کی بین کے تین سٹن اور دو اخیا فی بینوں کے دو سٹن اور سٹن مان کے سٹن ہیں کے ساتھ دو سٹن تین تو اصل پانچ سے قرار دیا جاوے گا اور مڑو کہ پانچ حصے کر کے قسمت ہوگا بقدر مسافت کو واسطے یعنی دو قسموں کو ایک قسمت قرار دینے کو انی اخطا ہوئی والٹا لٹ ان کان مع الاول ای الجنس الواحد من لایر و علیہ و ہوا الزوجان اعطی من لایر و علیہ فرضہ من اقل خمار جوہ و قسم الباقی سٹن روس من یرو علیہ کہ زوج و ٹنٹ نہایت فی من اربعۃ للزوج واحد یعنی ٹنٹہ وہی سٹیم طین فلا حاجۃ الے الضرب اور تیسری قسم اگر اول قسم سینے متحد الجنس کے ساتھ وہ شخص ہو جس پر دینین ہوتا یعنی زوج یا زوجہ جو سپر و دینین ہوتا اسکو اسکا فرض دیا جائے اسکے کتر خارج ہے اور باقی رد کیا جائے انکی ذاتوں پر جس پر دیا جائے چنانچہ زوج اور تین بیٹیاں وارث ہوں تو مسئلہ چار سے ہو گا زوج کا ایک ہی باقی رہے بین اور نہ تینوں بیٹیوں پر سٹیم بین تو ضرب کرنے کی کچھ حاجت نہیں م زوج کا فرض اولاد کے ساتھ جو ٹھکانا ہو تو اسکا کتر خارج چار ہر چہ جب زوج کو مان بین سے ایک دیا تو باقی تین بیٹیوں پر باقی قسمت ہوگی ضرب کی کچھ حاجت نہ ہوئی وال تم سٹیم فان و افق روسم ای روس من یرو علیہ کم زوج دست نہایت ضرب و فقہاء ہر ہذا نشان فی مخرج فرض من لایر و علیہ و ہوا اربعۃ بنی کائیتہ فللزوج استبان وللبہات ستمہ اور اگر بعد فرض زوج کے باقی سٹیم نہ ہو تو اگر باقی بین اور انکی ذاتوں میں جس پر دیا جائے تا افق کی نسبت ہو چنانچہ زوج اور چھ بیٹیوں میں تو انکا دفع جو کہ میان دو ہر اسکے مخرج میں ضرب کیا جائے جس پر دینین کیا جاتا اور وہ مخرج یہاں چار ہر تو حاصل ضرب آٹھ ہو گا تو زوج کے دو اور بیٹیوں کے چھ م اقل مخرج زوج چار ہیں چہ جب زوج کو چار سے ایک دیا تو باقی رہے تین وہ چھ بیٹیوں پر سٹیم نہیں ہوتے لیکن تین اور چھ بین تو افق بالٹنٹ ہر تو ان نہایت کے دفع کو جو یہاں دو ہر چار میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوے اب سمت صحیح ہو گئی وال الا افق بل باقی ضرب کل عدد روسم فیہ اسے المخرج المذكور کہ زوج و خمس نہایت کا مخرج ہوا اربعۃ للزوج واحد یعنی ٹنٹہ تبارین الخمس کا ضرب الاربعۃ فی الخمسہ مبلغ عشرہ من کان للزوج واحد اربعۃ فی المضروب لیکن خمسہ فی روال باقی ٹنٹہ ضرب باقی المضروب مبلغ خمسہ عشر فلکل بنت ٹنٹہ اور اگر باقی اور بعد سٹن بین تو افق کی نسبت نہ ہو بلکہ تبارین کی نسبت ہو تو وارثوں کے تمام عدد روس کو ضرب دیا جائے مخرج مذكور میں چنانچہ زوج

دو ذوقین کے فرض کام میں مرد علیہ کے مسئلہ کو پانچ سو اسٹیکہ لکھ کر ثبات ثبوتین کی معنی ہیں زوجات سندس کی دفعہ ثبوتین سندس کا چھ روٹ اسکے دو ٹلٹ چار ہونے اور ایک سے
ایک ہوا تو جمع فرضین پانچ ہونے جس میں پانچ کو آٹھ میں ضرب کیا تو ہم ہونے یہ پنج ہر ذوق کا اب اس کے منصف ہر ایک کا حصہ ۴۰ میں سے بیان کرتا ہر شہم اضرب سهام میں
لایر و علیہ و ہر شہم للزوجات فی حصہ مسئلہ میں مرد علیہ کن حصہ سے حق الزوجات الارباع من الاربعین بجز من لایر و علیہ کے سهام کو لینے زوجات کے ایک شہم کو
مسئلہ میں مرد علیہ لینے پانچ میں ضرب کر کے پانچ ہی حاصل ہونے سو ہی پانچ زوجات اربع کا حق ہر ۴۰ میں سے واضرب سهام کل فریق من مرد علیہ وہ اربعہ لایر
وہم للزوجات فیما لقی اسے سے السبۃ الباقیۃ من مخرج فرض من لایر و علیہ کن الثمانیۃ و عشرون للزوجات سبۃ فاستقام فرض کل فریق لکنہ
منکسر علی آحاد کل فریق نصیحا بالاموال السبقۃ الاتیۃ فی باب الخانج تصحیح من العن واربعاۃ واربعمین اور سهام ہر فریق من مرد علیہ کو اور وہ سهام
پانچ ہیں چار بیٹوں کے اور ایک شہم وادیوں کا ضرب کران سات میں جو فرض من لایر و علیہ کے مخرج سے باقی رہے حاصل ضرب ۲۵ ہونے ان میں سے بیٹوں
کے ۲۸ شہم ہیں اور وادیوں کے سات شہم تو اب ہر فریق کا فرض حصہ راست ہو گیا لیکن ہر فریق کے فرد فرد پر راست نہیں ہوتا لہذا ہر ذوق اسکی تصحیح کرنے ان
سات قاعدوں سے جبکہ بیان آویگا باب الخانج میں تصحیح ہوگا ہر فرد کا حصہ ایک ہر اور چار سو اور ۴۰ شہم سے ہم باجماع بموجب قواعد مذکورہ کے ۴۰۴۰ سے زوجات
اربعہ کا نصیب ۱۸۰ ہر اور ہر زوجہ کا حصہ ۵۴ ہر اور نصیب بنات ۱۰۰۸ ہر اور ان میں سے ہر بیٹی کا حصہ ۱۱۲ ہر اور وادیوں کا نصیب ۵۲ ہر اور ہر وادی کا حصہ ۲۴ ہر وادی
الخطاوی مختصر انفع الادۃ سے من ثمانیۃ واربعمین و لولا خشیۃ الاطاعۃ لا وسعت الکلام تھا اور پہلا مسئلہ لینے ایک زوجہ اور چار جہدہ اور سات اختیانی بیٹوں کا مسئلہ
صحیح ہو جاتا ہر ۴۸ سے اور اگر اطاعت کلام کا خوف نہ ہوتا تو البتہ میں اس مقام میں وسیع کلام کرتا م ۴۸ میں سے زوجہ کا حصہ بارہ ہر اور زوجات کا نصیب بھی بارہ
ہر اور ہر جہدہ کا حصہ تین ہر اور بیٹوں کا نصیب ۲۴ ہر اور ہر ایک کا حصہ چار ہر کنانی الخطاوی

باب توریت ذوی الارحام

یہ باب ہر توریت ذوی الارحام کے مسائل میں ہر ضرب میں ہر رحم اصل میں منت ہر دلہ کا اور اسکا طرف پھر قرابت اور وصلت من جہۃ الاولاد منی ہر رحم ہو گئی
اسو اسٹیکہ رحم قرابت کا سبب ہر خطاوی نے کہا نف میں ذورم عبارت ہر صاحب قرابت کے مطلقا خواہ قرابت من جہۃ الاولاد ہو یا منہو جو کل قرابت لیس بذی شہم
ولا عصبۃ فیو قسم ثالث جینہ ذورم ہر ایک وہ قرابت والا ہر جو صاحب فرض اور عصبہ منہو تو ذورم وارثوں کی تیسری قسم تھرا اسوقت میں ہم یہ اصطلاح شرعی
بیان ہر اکثر صحابہ کرام مانند حضرات فاروق اور رضی اور ابن مسعود اور ابو عبیدہ اور عباس ذرا و ردا اور ابن عباس بروایت مشہورہ رضی اللہ عنہم توریت ذوی الارحام
کے قائل ہیں اور یہی قول ہر امام اور صاحبین اور اسکے تابعین کا اور زید بن ثابت اور ابن عباس بروایت مشاذہ میں میراث ذوی الارحام کے قائل نہیں انکے نزدیک
جب اصحاب فرائض اور عصبات منون تو مرنکہ بیت المال میں رکھا جاوے اور یہی مذہب ہر امام مالک رحمہ اور امام شافعی کا نفی کرینو والوں کی دلیل یہ ہر کہ حق
نے آیت مؤثریت میں ذوی الفروض اور عصبات کا نصیب بیان فرمایا اور ذوی الارحام کے واسطے کچھ مذکور نہیں کیا اگر انکا حق ہوتا تو البتہ بیان ہوتا اور اثبات کرینو والوں
کی دلیل آیت ہر ردا تو الارحام لضعف او سے بعض نے کتاب اللہ چنانچہ استدلال اسکا مذکور ہو چکا کہ انہ الفرائض الشرعی مختصہ تمام فیہ ولا یرث مع ذی شہم
ولا عصبۃ سو ذی الزوجین لعمہم الر علیہما اور ذورم وارث نہیں ہوتا صاحب فرض اور نہ عصبہ کے ساتھ سو ذی زوجین کے لینے زوجین اگرچہ صاحب فرض ہیں
مگر ذورم انکے ساتھ وارث ہوتا ہر اسو اسٹیکہ کہ انہر ردا کرنا فرض نہیں فیما خذ المنقر و جمیع المال بالقرابۃ تو انکا ذورم تمام مال کو لیکر قرابت کی وجہ سے
ہم جمیع مال کے لینے میں اشارہ ہر کہ ارث ذوی الارحام کی عصبات کے مانند ہر ان میں جو ذورم کا مقدم ہر اصل پر کنانی الخطاوی و بحسب اقربہم الا بعد کرینو صاحب
اور ذوی الارحام کا قریب تر عصبہ کا صاحب ہوتا ہر عصبات کی ترتیب کے مانند لینے جمیع عصبات میں اقربا بعد کا صاحب ہوتا ہر اسی طرح ذوی الارحام میں

اثر کے ہوتے البتہ وارث نہیں ہوتا نعم اگر لفظ اضمات جزا میت ثم اصل ثم جزا البویہ ثم جزا البویہ اور جزا البویہ تو کل ذوی الارحام چار قسم ہیں قسم اول میت کا جزا
یعنی میت کی اولاد و حضری چنانچہ نانی اور ناتی چکر قسم ثانی میت کی اصل یعنی نانا اور نانی نین چکر قسم ثالث میت کی والدین کا جزا یعنی بچا اور بچائی چکر قسم رابع
یعنی میت کی والدہ یعنی دادا اور نانا کی اولاد یا بچہ ہیں کا جزا یعنی وادی اور نانی کی اولاد یا بچہ تفصیل اسکی آگے آویں تین اور شرح میں و جینتہ لقدم جزا میت داعم
اولاد البنات و اولاد البنات الابن وان سفلا اور اس وقت میں یعنی جبکہ یہ قاعدہ ٹھہر کر ذوی الارحام میں جو میت سے قریب تر ہو وہ میت کا صاحب ہوتا ہے تو میت
کا جزا مقدم ہو گا میت میں ذوی الارحام کی اقسام میں اور جزا میت کا عبارت ہے بیٹیوں کی اولاد سے اور بیٹیوں کی اولاد سے خواہ مرد ہوں یا عورت اگرچہ وہ بچہ
درجہ ساقی اور نازل ہوں مگر اگر میت کی ناتی یا پرنات ہو تو ناتی یا پرنات میراث سے کی نانا اور نانی کو کچھ نہ ملے گا اس واسطے کہ جزا مقدم ہو اصل
پر عصابت کے ماننا ثم اصل دم الجدا الفاسد والمجدات الفاسدات وان علوا کچھ اولاد میت کے بعد اصل میت کی مقدم ہوا میت کے اصول جدا فاسد اور جدات فاسد
ہیں اگرچہ بچہ درجہ عالی اور اپنے ہوں مگر جدا فاسد وہ جو قربت رکھے بواسطے عورت کے چنانچہ نانا اور نانا کا باپ اور جدہ فاسد وہ جو کبھی نسبت میں میت کی طرف جدا
فاسد داخل ہو چنانچہ میت کے نانا کی ملن یا نانا کی نانی خلاصہ یہ ہو کہ اس قسم میں بھی اقرب فالقرب مقدم ہو قسم اول کے ماننا مطابق خواہ اقرب باب کی جہت سے
ہو خواہ ان کی محبت سے کہ نانی یا نانا کی نانی خلاصہ یہ ہو کہ اس قسم میں بھی اقرب فالقرب مقدم ہو قسم اول کے ماننا مطابق خواہ اقرب باب کی جہت سے
اولاد الابن ان نزول کچھ والدین میت کا جزا مقدم ہو یعنی کسی بیٹیوں یا بیٹیوں بیٹیوں کی اولاد اور خانی بچائی اور بیٹیوں کی اولاد اور گے بچائیوں یا بیٹیوں بچائیوں
کی بیٹیاں اگرچہ سافل اور نازل ہوں مگر یہ ذوی الارحام کی قسم ثالث ہوگی یا بیٹیوں بیٹیوں کی اولاد عام ہو خواہ مرد ہوں یا عورت یعنی بچائے اور بچائیوں
ذوی الارحام سے ہیں اور گے یا بیٹیوں بچائیوں کی بنات کی اس واسطے کہ بیٹیوں کی کہ بیٹیوں کی ذوی الارحام میں داخل ہیں اور کچھ بیٹیوں میں سے ہیں چنانچہ
عصابت میں مذکور ہو گیا اور اختیاتی بچائی اور بیٹیوں کی اولاد مرد ہو یا عورت ذوی الارحام سے ہیں اصل اس قسم میں او سے بالمراث اقربا لے الیت ہو تو بچائی بچائی
ہو بچائی کی ابن البنت سے اور اگر درجہ میں برابر ہوں تو ولد مصبہ مقدم ہو ولد ذوی الرحم سے جیسے بچائی کی پوتی اور بیٹی کا مال کو بچائی کی پوتی کی بیٹی نہ ہو گا
ناتی اس واسطے کہ پوتی ولد مصبہ ہو کہ نانی الطحاوی مختصر اول قدم الجدا علیہم خلافا لہما اور مقدم ہو نانا اپنے بیٹیوں کی اولاد اور بنات اخوة پر خلاف صاحبین کے م
نام سے دور باتیں ہیں ایک روایت یہ ہو کہ نانا مقدم ہو ناتی اور ناتی لیکن یہ روایت مشورین اور نہ اس پر فتوے ہو اور دوسری مشور روایت یہ ہو کہ ناتی ناتی
نانا پر مقدم ہو اور نانا مقدم ہو بچائے اور بچائیوں اور بیٹیوں پر اور اسی روایت پر فتوے ہو اور صاحبین کے نزدیک بچائے اور بچائیوں اور بیٹیوں نانا پر مقدم
ہیں اور امام کا مذہب ذوی الارحام میں عصابت کے قیاس پر ہو اس واسطے کہ عصابت میں دادا مقدم ہو میت کے بچائیوں پر کہ نانی الطحاوی مگر جزا بچائی
بچائی بچہ جہاں یا جہاں میں کی اولاد مقدم ہو مگر یہ ذوی الارحام کی جو حق قسم ہو اسے آخر الذکورات جہاں سے باپ کا باپ بیٹہ دادا اور بان کا باپ بیٹے نانا
مراد ہو اور جہاں سے باپ کی مان یعنی وادی اور بان کی مان یعنی نانی مراد ہو مگر الاحوال والاحالات اور وہ ناموں اور خالہ ہیں مگر یہ لوگ مان کے
رشتہ دار ہیں ناموں کو بچائی ہیں میت کی مان کے اور خالہ بنیں ہیں اسکی تو اگر مان کے بچے بچائی نہیں ہیں تو میت کے نانا کی طرف منسوب ہیں اور اگر مان
کے اختیاتی بچائی ہیں تو میت کی مان کی طرف منسوب ہیں کہ نانی الطحاوی والشرقی والاعمام الامم اور اختیاتی چچا ہیں یعنی میت کے باپ کے اختیاتی بیٹے مادری
بچائی ہیں امام ہیں مادری کی تین اس واسطے لگائی کہ گچا اور سوتلا چچا عصابت میں داخل ہیں نہ ذوی الارحام میں والاعمام اور بچہ بچائی ہیں ذوی الارحام
سے مطلقا بچائی ہوں یا سوتلی یا مادری تو اگر کسی یا سوتلی بنیں ہیں باپ کی میت کے دادا کی طرف منسوب ہیں یا سوتلی بنیں ہیں باپ کی اختیاتی بنیں ہیں
تو وہ منسوب ہیں اسکی جہ پوری کی طرف قسم رابع میں خلاصہ یہ ہو کہ احوال اور حالات اور نام اور اعلام مادری درجہ میں ہیں اور کوئی اقربا والدینوں و ان میں سے ہو کہ
ان میں سے جو نفر ہو گا جسے ان کا حق ہو گا اور اگر چند لوگ ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ قرابت انکی متحد ہو یا نہیں اگر متحد ہو اس طرح کہ سبکی قرابت جہاں سے یا جہاں سے مادری سے

شرحوں میں اسے یعنی میان نہایت مختصر مذکور ہوا مگر جب اصول میں اختلاف ہو ذکور اور انوث کا اعتبار کیا اور اختلاف
 اصول کا کچھ اعتبار نہیں کیا اور محمد نے اعلیٰ بلن مختلف پر میراث کو تقسیم کیا اور ہر اصل کا حصہ اسکی فرع کے واسطے مقرر کیا ہر قوت میں کی صورت مذکورہ میں ابوین
 کے نزدیک مال کی تین تہائیاں ہو کر دو تہائیاں ناثق کا بیٹا یا دو لگا اور ایک تہائی نانی کی بیٹی یا دو لگا برعکس قول محمد کے اور تعدد اختلاف بطون کی تفصیل محمد
 کے مذہب کے موافق اور ذوی الارحام کے احصاء اربعہ کے احکام جدا کا خطا وادی اور شروع سراجیہ میں مذکورین خون قطول کے صیب مترجم اسکے ترجمہ کرنے سے
 مدور و زمین شمار الاستقصاء فی شرح الیاد ہا اعتبار الفرع فقط اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد نے فقط فرع کا اعتبار کیا ہونا اصول کام میان ضمیر کا مرجع مقدم مذکور
 میں ہوا البکر مرجع ضمیر کا سراج الدین کے کلام میں مذکور ہر کذا فی الخطا وادی لکن قول محمد اشترکوا تین عن ابی حنیفہ رحمہ نے صبیح ذوے الارحام و علیہ القدر سے کذا فی شرح البر
 نصفین لیکن محمد کا قول شورتر ان در وایتوں میں سے جو جام ابو یوسف سے مروی ہیں تمام ذوی الارحام میں اور اسی قول پر فتویٰ ہوا ایسا مذکور ہر سراجیہ کے معصفت کی
 شرح میں ہم کہ کذا فی العالمگیریہ عن النکائی اور یہ بھی عالمگیری میں ہر کذا امام ابی حنیفہ کی بیسویں مذکور ہر ابو یوسف کا قول صحیح ہے کہ مذکورہ آسان تر ہر اور صاحب محیط نے کہا
 کہ شرح بخارائے ابو یوسف ہم کا قول یہاں اس قسم کے مسائل میں اور خطا وادی میں ہر کذا شرح بخار اور خوارزم نے ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا ہر ذی الملقطہ و قبول محمدیہ
 ملت عن ترک بنت شقیقہ و ابن و بنت شقیقہ کی قسم حاجت باہم قد شرعوا واد و الفروع نے الاصول مختلف تصیر الشقیقہ کے تحقیقین مقیم المال بینہما نصفین
 ثم تقسیم نصف الشقیقہ ذین اولادہا اثلاً اور ملتقی میں ہر کذا محمد کے قول پر فتوے دیا جانا ہر مجھے سوال ہوا اس میت کا سہل جسے اپنے سگے بھائی کی بیٹی
 اور سگی بن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اسکا مرد کہ کیونکر تقسیم ہو گا تو میں نے جواب دیا اس طرح کہ فقہانے شمار فروع کا اصول میں شرط کیا ہوئے
 اگر فرع متعد ہوگی تو اصل کو بھی متعد و قرار دینگے تو اسوقت میں سگی بن دو سگی بنوں کے مانند ہو جائیگی یعنی اسواسطے کہ اسکی دو فرع ہیں ایک بیٹا اور
 ایک بیٹی تو مال مرد و میت کے سگے بھائی اور سگی بن جو بمنزلہ دو بنوں کے ہوگی نصف نصف تقسیم ہوگا پھر سگی بن کا نصف اسکی اولاد میں تین تہائیاں
 ہو کر مقسوم ہوگا مگر یہ جواب بی ہر محمد کے قول پر انکا مذہب یہ ہوگا اگر فروع میں تعدد نہیں ہو تو فروع میں اصول کی ذکورت اور انوث کا اعتبار کرے تین
 اور اگر فروع میں تعدد ہو چنانچہ ایک اصل کی دو فرع مذکور ہوں اور دوسری اصل کی دو فرع موث ہوں اور تیسری اصل کی ایک ہی فرع ہو تو یہاں اصل
 کی صفت اور فرع میں جمع کرینگے تو اصل کو متعد و قرار دینگے فرع کے تعدد کے سبب سے لیکن فرع کا نصف یعنی ذکورت اور انوث کا اصل میں اعتبار نہ کرینگے
 تو برابر اس قول کے چونکہ سبب مذکورہ میں سگی بن کے دو فرع ہیں لہذا سگی بن کو بمنزلہ دو بنوں کے قرار دیا اور مرد و نصف سگے بھائی کو ملا اور نصف سگی بن
 کو پھر سگی بن کے نصف کی تین تہائیاں کر کے اسکی اولاد میں تقسیم کی دو تہائیاں بیٹا لگا اور ایک بھائی بیٹی کذا فی الخطا وادی ملقطان الموصنین :-
 فصل فی الفرعی والحرقی و الحرقی و غیر ہم یہ فصل ہر ذنبہ والون اور حلقہ والون وغیر ہم کے احکام میں م غرق جمع ہر غرق کی اور حرقی جمع ہر حرق کی
 جیسے قتلے جمع ہر قتل کی مراد ان سے وہ لوگ ہیں جو مر گئے اور یہ معلوم نہیں کہ کون پہلے مرا چاہے ایک کشتی کے لوگ ساتھ ہی ڈوب گئے یا ایک گھر کے لوگ ساتھ ہی
 جل گئے یا پھر دیوار یا چھت گر پڑی یا مگر کے میں مقتول ہوئے اور موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہیں تو یہ قرار دیا جاوے گا کہ گویا وہ ساتھی ایک ہی ان
 میں مر گئے لاوارث ہیں الفرعی والحرقی الا اذا علم ترتیب الموتی فی ثارت التاخر اور ذنبہ اور حلقہ والون میں باہم وارث ہونا نہیں یعنی ایک
 غرق دوسرے غرق کا وارث نہ ہو گا مگر جبکہ تقدم اور تاخر مردوں کا معلوم ہو جائے اسطرح پر کہ تین کے بعد مشہد واقع ہوا تو اب پچھلا مرد وارث ہوگا پچھلا
 مرد کے کام غرق اور انکے امثال کی پانچ صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہوگا کہ ان میں سے میت سابق یا یقین معلوم ہو اسکا حکم صریح ہو کہ لاحق سابق کا وارث ہوگا دوسری
 صورت یہ ہوگا کہ میت سابق علی التین پہلے تو معلوم تھا پھر آئین مشہد ہو گیا اسکا حکم یہ ہوگا کہ اسکی میراث موقوف رہیگی تاوقتیکہ مشہد نائل ہو کر یقین حاصل ہو یا وارث
 باہم صلح کر لیں اسواسطے کہ یاد آجائے سے مایوسی نہیں ہو تیسری صورت یہ ہوگا کہ میت سابق بلا یقین معلوم ہو چو قتی صورت یہ ہوگا کہ سبکی موت ساتھی ہو یا پچھلے صورت یہ

سبقت اور میت کچھ معلوم نہ تو ان کچھ میں صورتوں میں ایک دوسرے کا وارث نہ ہو گا کہ انی الاخطاوی عن عجم زادہ محشی الشریعی فوجہل عینہ اور اگر میت سبقت کی ذات معلوم نہ رہے مجہول ہو جائے لیکن اسکی تعیین کے بعد التباس اور اشتباہ واقع ہو جائے کی ذات میں اور یہ دوسری صورت ہر مجملہ یا بچ صورتوں کے جو مذکور ہو چکی ہیں کہ انی الاخطاوی اعلیٰ کل بالیقین دو وقت الشک کہ یہ ہے یقین اور بطلان و اشیاء الخ جمع تو دیا جائے ہر ایک کو یقین کے ساتھ اور جہن شک پڑے وہ موقوف رہے یہاں تک کہ صفات مذکور ہو جائے یا پڑ جائے اشتباہ کے بعد اگر ورثہ ہر ایک کو ملے کہ انی الاخطاوی جمع قلب وافرہ العسف لکن نقل شیخان عن صفیہ السراج عن زید بن اسلم انہما لایستحقان التوارث بینہما وہو مات لیس فیہما وارث من کما ہون اور شرح مجمع کے قول مذکور کو مصنف نے اپنی شرح میں ثابت رکھا ہو لیکن ہمارے استاد نے صورت سراج سے منسوب مجدد اس قول کو نقل کیا ہے کہ دو شخصوں میں سے ایک شخص اول سر گیا اور یہ معلوم نہیں کہ دو شخصوں میں سے کون شخص پہلے مرا تو یہ پھر ایسا جاری کیا کہ اگر دو دونوں قہری ہو گئے ہوتے تو تار من کی وجہ سے دونوں میں اور مرد وایت نکالت ہو مجھ کے قول کے جو ذکر کیا تو اسکو سوچئے ہم صورت سراج میں صورت ثانیہ کا ذکر کیا اور جو شرح مجمع سے ہوا وہ صورت ثانیہ جو توفانی اور مختلف دن ہو گیا کہ انی الاخطاوی نے صورت ثانیہ میں میت سابق کا علم بالیقین ہو اور صورت ثانیہ میں علم علیہ الیقین کے بعد اشتباہ واقع ہوا تو اب تحائف تو لین باقی رہا وہاں علم علیہ مرتبہ ہر قسم مال کل منہم علی در ثمتہ الاحیاء لا ذلالت وارث بالثبوت وجہ کہ ابوات مذکورین کی ترتیب معلوم نہ تو ہر ایک میت کا مال لیں لوگوں میں سے اسکے زندہ وارثوں پر تقسیم کیا جائے اسواسطے کہ اموات مذکورین کا باہم وارث ہونا نہیں شک کے سبب سے ہم نے استحقاق میراث کے سبب میں یہاں شک واقع ہو کر نہ کہ استحقاق کا سبب ایک کی زندگی ہو دوسرے کی موت کے بعد اور وہ بالیقین معلوم نہیں اور جب تک سبب یقین نہیں استحقاق میراث کا تحقیق نہیں اسواسطے کہ ثروت سبب کا شک سے مشور نہیں کہ انی الاخطاوی فرائض شریفی میں ہے کہ صریح اہل یمامہ کے مقتولین میں ایلیج کا حکم کیا ہے زندوں کو مردوں کی میراث دلائی اور ایک میت کو دوسری میت کی میراث نہیں دی اور جبکہ عوس میں دہا سے لوگ سر گئے تو عرفاروں نے ایلیج حکم کیا اور علی بن یسعی نے بھی صفین اور جبل کے مقتولین میں یہی حکم جاری فرمایا اثنیہ والکافریرث بالنسب السبب کا سلسلہ اور کافراوات ہوتا ہوا سب کی جہت سے مسلمان کے ہاتھ میں کافر میراث سلین کے احکام جاری ہو گئے فرض اور عضویت اور دم کے طریق سے جبکہ کفار حکام سلین کی طرف مرفوعین اور زوجیت اور اعتقاد کے احکام کہ انی الاخطاوی و لو اجمع لہ قرأتان لو تفرقتا فی شخصین جبب حببہما الاخر فانه یرث بالحقاب اور اگر کافر میں دواہی قرابتیں جمع ہوں کہ اگر وہ قرابتیں دو شخصوں میں جدا جدا ہوں تو ایک شخص دوسرے کا حاجب ہوتا تو وارث ہو گا حاجب قرابت کی جہت سے ہم چنانچہ مجوسی نے اپنی مان سے نکاح کیا اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی تو یہ بیٹی اس مجوسی کی اختیائی بن ہوئی اور بیٹی بھی اور بیٹی بھی اختیائی بن کی حاجب ہوئی ہر قودہ مجوسی کی وارث ہو گی بیٹی کی جہت سے اور مجوب بنو کی اختیائی بن ہونے کی راد سے وان لم یحب احدہما الاخر یرث بالقرابتین علیہما کما قد منہ اور اگر ایک شخص دوسرے شخص کا حاجب نہ تو کافراوات ہو گا دونوں قرابتوں کی جہت سے ہم حقیقوں کے نزدیک چنانچہ مجوسی نے اسکو آگے ذکر کر دیا ہر باب عول سے پہلے ہم صورت امی یہ کہ مجوسی نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا سو اس سے فرزند پیدا ہوا تو یہ عورت اسکی مان ہو اور سوتیلی بن بھی ہر قودہ دونوں جہت سے فرزند مذکور کی وارث ہو گی تو ان پہنچی راہ سے تہائی مترکہ یا وگی اور بن ہونے کی جہت سے نصبت ترکہ لگی ولایرثون بانحکمہ مستحکمہ عندہم اسے تسلیم نہ کر توج مجوسی اسہ لان الشکاح الفاسد لایرث التوارث بین المسلمین فلا یوجہ بین الجوس کہ انے الجوہرۃ قال وکل نکاح لواء مسلم یقران علیہ یوارثان و ما لا فلا اثنیہ و صحیحہ نے الظہیرۃ اور کفار وارث نہیں ہوتے من حیث الزوجیۃ ان نکاحون کی جہت سے جو انکے نزدیک حلال ہیں لیکن جن نکاحوں کو وہ حلال جانتے ہیں جیسے مجوسی کا نکاح کرنا اپنی مان سے اسواسطے کہ نامہ نکاح در میان سلین کے توارث کا موجب نہیں تو اسی طرح مجوس میں بھی باہم میراث کا موجب نہ ہو گا کہ انی الاخطاوی اس کے مصنف نے کہا کہ کافروں میں جو نکاح ایسا نہ ہو کہ اگر زوجہ اور زوج مسلمان ہوں تو اسی نکاح پر ثابت رکھے جادین تو باہم وارث ہونگے اور جس نکاح پر بعد اسلام کے ثابت نہ رکھے جادین تو باہم وارث نہ ہونگے اثنیہ انی الجوہرۃ اور اسی قول کو صحیح کہا ہے ظہیر یہ میں ویرث ولد الزنا واللعان بکویتہ الام فقط انما قد منہ انہما عصبات ازواج لہما اور ولد الزنا اور ولد اللعان فقط اپنی مان کے جہت سے وارث ہو گا اسواسطے کہ ہتے عصبات کے بیان میں ذکر کر دیا ہو کہ ان دونوں کا

اب میں نے احکام شرعی میں نہ واقع میں تو اگر ولد الزنا کا اخیانی بھائی ہو نکاح سے یا زنا سے تو یہ بھائی اس کا حصہ نہ ہوگا بلکہ ماورای بھائی کی ہر شے کا تو صاحب فرض ہوگا اور ولد الزنا کی ارث اس کی ماں سے لے گی فرما اور دوا اور اگر ان موقوفہ ان کے ذوی الارحام وارث اسکے ہونگے کذا فی الطحاوی وقت
الحمل خط ابن واحد و نسبت واحدة ایہا کان اکثر علیہ الفتر سے لایہ الغالب و کیلون احتیاطاً اور اٹھا رکھا جائے حمل کے واسطے ابن واحد یا نسبت واحد
کا حصہ ان میں سے جس کا حصہ زیادہ محتمل ہو وہی موقوف رہیگا اور اسی قول پر فتویٰ ہوا اس واسطے کہ ایک ہی بچہ پیدا ہونا اکثر ہوتا ہے اور دوا انوں سے اس قدر قطعہ
خاص لیا جائے احتیاط کی راہ سے لینے خاص فی منافی سے تاکہ وارث اس کو مرد نہ کر دالین مام انظم کے نزدیک حمل کی واسطے چار بیٹیوں کا حصہ اور عمر کے نزدیک تین
بیٹیوں کا حصہ اٹھا رکھا جائے اور ابو یوسف کے نزدیک ایک یا نسبت کا حصہ موقوف رہیگا اور یہی قول صحیح اور مفتی برہہ اس واسطے کہ غالب عادت یہی ہے کہ اولاد
میں میں پیدا ہونا ایک تو اکثر ہوتی ہوگا جب تک سکھلاں ظاہر ہو نہ کذا فی السراجیہ و شرعاً البی کا لورک ابون و متبادر و تہی جیلہ فان السنتن اربعہ و عشرين ان فرض
عمل کر کے بقول البیۃ و عشرين ان فرض اننے لان البینین البینین چنانچہ اگر مرد نے اپنے والدین اور ایک بیٹی اور زوجہ حامل کو چھوڑا تو مسئلہ صحیح ہوگا جو میں سے
ارث کے بچے کو مرد فرض کیجئے اور چوبیس عول کرینگے ۲۴ کی طرف اگر اس کو عورت فرض کیجئے اس واسطے کہ دو بیٹیوں کے واسطے دو تہائی ان فرض ہیں م ۲۲ سے
اس واسطے کہ اگر مرد نے زوجہ کا والدین کے سر میں کے ساتھ قحط ہو تو اگر بچہ مرد ہو تو زوجہ کا حصہ تین سہم ہیں ۲۲ سے اور والدین کا حصہ اٹھ سہم ہیں چار ماں چار باپ
کے باقی رہے تیرہ بھائی بہن کے ہیں لہذا کرشل خط الانشیں اور صحیح ہوگا ۲۴ سے اور اگر بچہ عورت ہو تو دونوں بیٹیوں کو اسیسے چاہیں اسلئے عول کرینگے ۲۴ کے
موت وقت ہر اسلئے کون الحمل من الیت والا فیکثر تین کہتا ہوں یہ مثال اس تقدیر پر ہے کہ جب حمل میت سے ہوا اور اگر حمل غیر میت سے ہو تو اس کی مثالین بہت کثرت سے
ہیں مثل بسم بسم و ثار شہدہ حج و ثمال کی شج کی عبارت اسکی موم ہو کہ جس تقدیر پر حمل میت ہو تو اسکی یہی مثال خاص ہو جسکو شج نے ذکر کیا اور حالانکہ ایسا نہیں ہوگا
کذا فی الطحاوی کا لورک زوجہ کا واجبہ فلزوج النصف وللأم الثلث والحمل ان قدر ذکر السرس لایہ عقبہ بقدر انتی لیفر من النصف وتقول انما یہا لایہ
چنانچہ ایک عورت نے اپنا زوج اور اپنی ماں حامل کو چھوڑا تو زوج کا حصہ نصف ہو اور ماں کا حصہ تہائی ہو اور حمل کو اگر مرد فرض کیجئے تو سب حصہ ہوا اس واسطے کہ
عقبہ ہوا باقی یا لیا گیا تو حمل کو عورت فرض کرینگے تاکہ وہ میں ہوا اور اسکے واسطے نصف متروکہ مقرر ہوا اور عول کرینگا یہ مسئلہ اٹھ کی طرف چنانچہ مخفی نہیں ہوا میں
چہ سے نصف اور ثلث کے جنج ہو جانے سے اور عول کرینگا اٹھ کی طرف نصفین اور ثلث کے اجتماع سے کذا فی الطحاوی قلت و لم ار الوکان علی احد التقديرین یرث
و علی الاثر لاکم و اخرین لام فان قدر ذکر الم بین رہے نصفین ان بقدر رہے وتقول لستہ احتیاطاً میں کہتا ہوں اور میں نے نہیں دیکھا اس مسئلہ کا حکم کہ اگر بیٹ کا بچہ ایک
تقدیر پر وارث ہو اور دوسری تقدیر پر وارث نہ ہو چنانچہ مثال مذکور کے وارث اور دواخیانی بھائی لینے ایک عورت مرگی زوج اور عالمہ ماں اور دواخیانی بھائیوں کو
چھوڑ کر اگر حمل کو مرد فرض کیجئے تو اسکے واسطے کچھ باقی رہے گا تو لائق بقواعد یہ ہو کہ اس کو عورت فرض کیجئے احتیاط کی راہ سے اور عول کرینگا مسئلہ نو کی طرف م مسئلہ
یہ سہانہ کے اس بہت کا جو جو بد اس کے مذکور ہوگی مرد فرض کرنے میں اس واسطے حمل کے واسطے کچھ باقی رہے گا کہ زوج کا فرض حصہ نصف ہو اور ماں کا سہم ہوا دواخیانی
بھائیوں کا ثلث ہو پھر جبکہ ترک متفرق فیروض ہو گیا تو بھائی جو عقبہ ہو ساقط ہو گیا اور حمل کو عورت فرض کیجئے تو مسئلہ چہ سے ہو سبب اجتماع نصف اور سہم کے اور عول
کرینگا نو کی طرف نصف زوج کا اور نصف سگی بہن کا اور سہم ماں کا اور ثلث اخیانی بھائیوں کا تو حمل کے واسطے تین سہم اٹھا رکھینگے تو میں سے کذا فی الطحاوی تبصر
منا لویا یہ مال سے و عالمہ ان مات با ن لم یرث و دان ولدت بمالہا الثلث یقدرہ اور یہ سہانہ میں کہا اور عالمہ اگر لڑکا جنے تو وہ لڑکا وارث نہ ہوا اور اگر لڑکی جنے تو اسکے
واسطے تہائی مقرر ہو یہ وہ مسئلہ جو جسکو شج نے ابھی مذکور کیا ثلث نصف فاعل ہوا اس واسطے کہ تین تہائی ہر نو کی کذا فی الطحاوی۔

فصل فی المناجات یہ فصل ہر مناجات میں م مناجت میں عبارت ہوا لار اور تفسیر اور نقل اور تحویل سے اور اصطلاح فساد فی من مناجت یہ ہوا
المنس اہل دار ثون کے مقام آئے چھپوں کی طرف منقول ہو جاوین وجہ استحقاق لینے ورثہ کے وارثوں کو جو بے جا دین کذا فی الطحاوی

یعنی ترکہ بنو زکریا کا وارث نہ رہا تو اس کے حصے کو اس کے وارث کی طرف منتقل کرنا اسی کا نام مناسخ ہوا۔ بعض اورتہ قبل النکاحہ للترکہ صحیح المسلمین
 الاولی و اعلیٰ مقام کے وارث بجز وارث ترکہ بنو زکریا کے ہونے سے پہلے پہلے مسئلہ کی تصحیح کیا دگی اور ہر وارث کے سهام دیے جا دیں۔ مگر تصحیح مسئلہ
 سے عبارت ہو کہ سهام دیے جا دیں مگر عدسے اس طرح ہو کہ کسی وارث پر کسر واقع ہو کہ اسے الشریعہ اور تصحیح مسائل کے ساتھ قاعدہ کے ہر آگے معلوم ہو کہ
 ہم الثانیہ پھر دوسرے مسئلہ کی تصحیح کیا دگی پہلے مسئلہ کے بعد ہم اور تصحیح اول اور تصحیح ثانی کے لئے ایڈمین نظر کرینگے تو یہ نظر تین حال سے خالی نہیں یا
 دونوں یا نہ ایڈمین ثالث ہوگی یا موافقت یا ممانعت انکی مثالیں آگے معلوم ہوگی الا اذا وجدنا کان مات عن شریعہ بین ثم مات احدہم عنہم مگر ہم
 دونوں مسئلوں کی تصحیح متحد ہو تو مسئلہ ثانیہ کی تصحیح کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ ایک شخص سرگیا دس بیٹے چھوڑ کر پھر اس کے بوائے میں سے ایک بیٹا سرگیا کو نکال کر
 م دس بھائی لگے ہوں یا سوتیلے تمام متروکہ نہ لجا یوں پر تقسیم ہو گا ایک ہی بارگیا کر میت ثانی موجود ہی نہ تھا اس واسطے کہ اگر اول دس حصے کیے پھر ایک
 حصہ کا حصہ نو کہ دیجے تو تقویر بلا طائل ہو فان استقام نصیب المیت الثانی علی ترکہ بنو زکریا پھر مسئلہ ثانیہ میں اگر میت ثانی کا حصہ
 مستقیم ہو گیا اس کے ترکہ پر لینے اس کے وارثوں پر بلا کسر مقسوم ہو گیا تو میت خوب اور بہتر ہوا م اور ہم ایک مثال مذکور کر رہے ہیں جس میں احوال مذکور سے
 استقامت اور توافق اور تباہی جمع ہو کہ یہ کہ ایک عورت زوج اور بیٹی اور مان کو چھوڑ کر مری پھر زوج قبل از میت متروکہ ایک زوجہ اور والدین کو چھوڑ
 کر پھر بیٹی و ماں اور ایک بنت اور اس جدہ کو چھوڑ کر مری جو میت اول کی ماں اور پھر جدہ لے لیے ثانی زوج اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر مری جو میت ثانی استقامت
 کی مثال ہو اور میت ثالث موافقت کی مثال ہو اور میت رابع ممانعت کی مثال ہو پھر جب ہم نے عمل مذکور کا ارادہ کیا تو پہلے میت اول کا مسئلہ تصحیح کیا اور
 ہر وارث کو اس کے سهام دیے پھر ثانی مسئلہ کی تصحیح کی اور میت ثانی اور اس کی تصحیح میں تامل کیا تو مسئلہ اول کے تصحیح بارہ سے ہوئی نصف اور ربع اور سدس
 کے اجتماع سے اور اس مسئلے میں رد فرض کرنا ہو گا زوج کے تین سهم اور بنت کے چھ اور مان کے دو ایک سهم باقی رہا اسکو بیٹی اور مان پر بقدر ان کے سهام کے
 رد یکس تو اب اس عمل کی حاجت پڑی جو رد فرض میں سابق مذکور ہو چکا اس واسطے کہ اس مسئلہ میں من یرو علیہ کے وجوب کے ساتھ من لا یرو علیہ جمع ہوا یعنی بنت
 اور ام کے ساتھ زوج جمع ہو تو زوج کا حصہ اقل خارج سے لینے چار سے دیا اور مسئلہ من یرو علیہ بھی چار ہو اس واسطے کہ اگر ربع سے قطع نظر کیے تو مسئلہ چار
 پر نصف اسکا تین سو بنت کا فرض ہو اور سدس اسکا ایک سو وام کا حصہ ہو تو من یرو علیہ کا مسئلہ چار ہو اور بدی اعطاء نصف زوج کے جو تین باقی رہے وہی
 من یرو علیہ کے مسئلہ پر مستقیم نہیں تو من یرو علیہ کے مسئلہ کی لینے چار کے ضرب کرنے کی حاجت پڑی من لا یرو علیہ کے فرض کے مخج میں اور وہ مخج بھی چار ہو
 تو چار کو چار میں ضرب کرنے سے ۱۶ حاصل ہوئے تو زوج کا حصہ ایک تھا چار سے جب اسکو مسئلہ من یرو علیہ میں لینے چار میں ضرب کیا تو چار ہی ہوئے اور
 من یرو علیہ کا حصہ مخج فرض کے باقی میں ضرب کیا گیا تو مان کا حصہ ایک تھا چار سے جب اسکو تین میں جو باقی ہو مخج سے ضرب کیا تو تین ہی حاصل ہوئے
 اور بیٹی کا حصہ تین تھا جب اسکو تین میں ضرب کیا تو نو حاصل ہوئے تو اس تقیم سے زوج کو چار سهم حاصل ہوئے اور مان کو تین اور بیٹی کو نو پھر جب ہم نے
 میت ثانی کے مسئلے کی تصحیح کی لینے زوج کی تو چار سهم سے اسکی تصحیح پائی اس واسطے کہ اسکی زوجہ کا ربع ہو اور اسکی ماں کا حصہ باقی مال کی ہتھی ہو اور
 اس کے باپ کا حصہ دو متائیان پھر جب ہم نے زوج کی مانے ایڈمین میں نظر کی تو چار سهام پائے سو اس کے وارثوں پر بلا کسر مستقیم ہیں انہیں سے زوجہ کا ایک
 اور مان کا ثلث باقی لینے ایک سهم اور باپ کے دو ثلث لینے دو سهم تو اس تصحیح میں ضرب کرنے کی حاجت نہ پڑی اور مسئلہ اور دو سہل سولہ سے جمع ہو گیا
 کہ انانے الطحاوی و الشریفی وان لم یستقم فان کان بین سہامہ و مسئلہ موافقت ضربت و فحق التصحیح فی کل التصحیح الاول اور اگر میت
 ثانی کا حصہ مستقیم نہ ہو اس کے وارثوں پر سوا گز میت ثانی کے سهام میں اور اس کے مسئلے میں موافقت ہو تو تصحیح کے وقت کو تصحیح اول کے سهام میں تو فرض
 کر گیا کہ مثال اسکی وہ میت ہو صورت مذکورہ میں جو کہ وہاں اور ایک بنت اور ایک جدہ چھوڑ کر مری تو یہ مسئلہ چھ سے ہو جدہ کا ایک سدس ہو

یعنی ایک سہم اور باقی پانچ روپے کے ہیں یعنی چار سہم دو بیٹوں کے اور ایک سہم بیٹی کا تو لڑکی کے نانی الیدین جو نوین اور اسکے سسلے میں جو بیٹی ہیں ان
مراستہ بالست پائی اور مسئلہ ثانیہ کا ثلث دو ہوتا اسکو ضرب کیا جمع تصحیح اول میں جو سولہ بیٹن تو حاصل ہوئے ۲۲ جبکہ سهام سولہ سے تھے یعنی میت اول کے ورثہ
کے ورثہ کو بیٹن میں ضرب کیا اسواسطے کہ دونوں میت اول کے سسلے کا اور جبکہ سهام چھ سے ہیں یعنی میت ثانی کے ورثہ کے تو وہ لیکامیتن میں ضرب کے اسواسطے کہ
تین میت ثانی کے نانی الید کا دفی ہو سو میت اول کی مان کے تین سہم تھے سولہ سے جب انکو دو بیٹن ضرب کیا چھ حاصل ہوئے تو یہ مان کا حصہ ہوا اور زوج کے چار تھے
سولہ سے انکو دو بیٹن ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے تو یہ زوج کا حصہ ہوا اور یہ آٹھ کی تقسیم زوج کے وارثوں پر بھی مستقیم ہو آئین سے زوجہ کے دو سہم اور اسکے باپ کے چار سہم
اسکی مان کے دو سہم اور میت ثانی کے مسئلہ سے جبکہ کا ایک سہم تھا اسکو تین بیٹن ضرب کیا تین ہی حاصل ہوئے اور میت ثانی کی اولاد کے پانچ سہم تھے انکو تین بیٹن ضرب کیا وہ اصل
روئے زمین سے ہر سہم کا حصہ چھ ہوا اور بیٹی کا تین تو ۳۲ کی تقسیم صحیح ہوئی کو نانی الطحطاوی و الشریفی بتقطعا والا لکین مینما موافقت بل مہانیہ ضربت کل لسانی
فی کل الاول تحصیل مخرج المسکتین اور اگر میت ثانی کے سهام میں اور اسکے سسلے میں موافقت نہ ہو بلکہ میناست ہو تو ضرب کر لگا تو جمع تصحیح ثانی کو تمام تصحیح
اول میں حاصل ہوگا دونوں مسکون کا مخرج یعنی علی تقدیر موافقت و فی تصحیح ثانی کی ضرب سے اور علی تقدیر المہانیہ کل تصحیح ثانی کی ضرب سے تصحیح ثانی کو تمام
مراستہ اور میناست کے دونوں مسکون کا مخرج حاصل ہوگا میناست کی مثال صورت مذکورہ میں وہ جدہ اور زوج اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر گئی اور اسکے
باقیہ میں نو سہم ہیں چھ سہم آئینے اپنی بیٹی سے جو میت اول ہو پائے اور تین سہم اپنی نانت سے جو میت ثالث ہو پائے چنانچہ غفر یہ مذکور ہو چکا اور مسئلہ جدہ
کی تصحیح چار سے اسواسطے کہ زوج کا حصہ نصف ہو تو اصل مسئلہ ہوا دو سے اسکا نصف زوج کو دیا یعنی ایک دو سے تو باقی رہا ایک دو دو بھائیوں پر میت نہیں
ہو سکا میناست کی وجہ سے تو بھائیوں کے روپے کو اس کو اصل مسئلہ ہوا دو سے اسکا نصف زوج کو دیا یعنی ایک دو سے تو باقی رہا ایک دو دو بھائیوں پر میت نہیں
کے باقیہ میں نو سہم ہیں اور نوین اور چار میں میناست ہو تو تصحیح ثانی یعنی چار کو تصحیح اول یعنی ۲۲ میں ضرب کیا حاصل ہوئے ۲۸ تو جبکہ حصہ ۳۲ میں تھا وہ حصہ چار میں
یعنی مسئلہ جدہ میں ضرب کیا جائیگا اور جبکہ حصہ چار میں ہو وہ جدہ کی نانی الید یعنی نوین ضرب کیا جائیگا سو میت ثانی جو زوج اور میت اول کا اسکی دوسری زوجہ کا
حصہ دو تھا وہ ۲۲ سے اسکو چار میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے اب اسکا یہ حصہ ہوا اور میت ثانی کی مان کا بھی حصہ دو تھا اسکو بھی چار میں ضرب کیا آٹھ ہوئے یہ اسکی
مان کا حصہ ٹھہرا اور میت ثانی کے والد کے سهام چار میں ضرب کیا چوبیس حاصل ہوئے یہ حصہ ٹھہرا ہر ایک فرزند کا اور میت ثالث یعنی میت اول کی نبت کے دونوں
فرزندوں کا حصہ چھ چھ ۲۲ سے چار میں ضرب کیا چوبیس حاصل ہوئے یہ حصہ ٹھہرا ہر ایک فرزند کا اور میت ثالث کی نبت کا حصہ تین تھا اسکو چار میں ضرب
کیا بارہ حاصل ہوئے یہ اسکا حصہ ہوا اور میت راج یعنی جدہ مذکورہ کے زوج کا حصہ دو سہم تھے چار سے جب انکو ضرب کیا جدہ کے مانے الید یعنی نوے سے تو انھارہ
حاصل ہوئے یہ اسکا حصہ ہوا اور جدہ کے ہر بھائی کا ایک سہم تھا اسکو بھی نوین ضرب کیا تو نو حاصل ہوئے تو ہر بھائی کا حصہ تو نو سہم کا ہوا اگر انے الشریفی و الطحطاوی
مراستہ ناقض ضرب سهام ورثہ المیت الاول فی المضروب ای نے تصحیح الٹا نے اونے وقفہ سو حصول مخرج کے بعد ورثہ میت اول کے سهام
ضرب کرے تو مضروب میں یعنی تصحیح ثانی میں میناست کی تقدیر پر یا تصحیح ثانی کے وفق میں موافقت کی تقدیر پر ہم تو ہر وارث کے سهام کے ضرب کرنے
سے اس مضروب میں ہر ایک کا حصہ حاصل ہوگا مبلغ مذکور سے چنانچہ ہر ایک کا حصہ جدا جدا بطریق ضرب مذکور کے خصل مذکور ہو گیا مسئلہ سابقہ میں و
سہام ورثہ المیت الثانی فی کل فی یدہ اونی وقفہ من تصحیح الاول اور میت ثانی کے وارثوں کے سهام کو ضرب کرے میت ثانی کے تمام
مبلغ الید میں علی تقدیر المہانیہ تصحیح اول کے وفق میں ضرب کرے علی تقدیر موافقت ہم تو ہر وارث کا حصہ ضرب مذکور سے حاصل ہوگا کما فصلت سابقہ وان
بہم من برث من المیتین ضرب نصیبہ من الاول نے الٹا نے او وقفہ و نصیبہ من الٹا نے قیاسے یہ المیت الٹا نے او وقفہ اور اگر وارثوں میں وہ وارث
ہو جو دونوں میت سے میراث پاتا ہو تو اسکے حصہ کو اول سے ضرب کرے تو ثانی میں اگر میناست ہو یا اسکے وفق میں اگر موافقت ہو اور ضرب

کرے تو اسکے حصے کو ثانی سے میت ثانی کی مانی الیدین اگر مہانت ہو یا اسکے دفن بین اگر موافقت ہو ہم پہلی صورت کی مثال یہ ہر ایک شخص کے ایک ایک بیٹا جو اسکے ایک عورت سے اور تین بیٹیاں جو اسکے دوسری عورت سے پھر ایک بیٹی سرگئی ہوگی بہنیں اور ایک سوتیلی بھائی جو پڑ کر تو پہلا مسئلہ پانچ سے ہزار اور دوسرا تین سے اور میت ثانی کے ہاتھ میں ایک ہزار اور ایک میں اور تین میں مہانت ہو تو تین کو پانچ میں ضرب کیا پندرہ حاصل ہوئے تو ہر اس کا اول سے ایک سہم ہر ایک سوتیلی بھائی میں ضرب کیا تین میں تو تین ہی حاصل ہوئے اور وہی سہم تھے انکو ایک میں ضرب کیا وہی حاصل ہوئے اور بھائی کا ایک سہم تھا اسکو ایک میں ضرب کیا ایک ہی حاصل ہوا اور دوسری صورت کی یہ مثال ہر ایک شخص کے ایک بیٹا جو پڑ کر تو پہلا مسئلہ پانچ سے ہزار اور دوسرا تین سے اور میت اول کے بھی وارث ہیں تو میت اول کی تصحیح ۴۴ سے ہوا سو اسٹے کر تین ملا ہر سو میں سے تو باب سوس کا وارث ہو گا فرض کی راہ سے اور باقی کا وارث ہو گا کھیر ہوئی کی وجہ سے تو بیٹی کے بارہ سہم اور زوجہ کے تین سہم اور باپ کے دو سہم پھر بیٹی سرگئی اپنی ماں اور دادا کو چھوڑ کر تو اسکا مسئلہ ہو گا تین سے اور اسکے ہاتھ میں بارہ سہم ہیں اور تین میں موافقت بالثلث ہو تو ایک کو جو تصحیح کا وہی ۴۴ میں ضرب کر تو ۴۴ ہی حاصل ہوئے تو جب کا حصہ مسئلہ اولی میں وہ وہ اپنا حصہ لے گا ایک میں ضرب کر کے جو تصحیح کا وہی ہوا اور جب کا حصہ مسئلہ ثانی میں وہ وہ اپنا حصہ لے گا چار دفن ہو میت ثانی کی مانی الید کا کہنے بارہ کا تو مسئلہ اولی میں زوجہ کے تین سہم تھے انکو ایک میں ضرب کیا تین ہی حاصل ہوئے اور باپ کے تین سہم تھے انکو بھی ایک میں ضرب کیا تو وہی حاصل ہوئے اور سوتیلی بھائی ان کا ایک سہم تھا ہر تین سہم کے اسکو چار میں ضرب کیا چار حاصل ہوئے اور دادا کے دو سہم تھے تین سے انکو چار میں ضرب کیا آٹھ حاصل ہوئے تو یہ اسکا حصہ ٹھہرا کہ ان فی الخطا وہی و لو مات ثالث قبل التسمیہ جعل المبلغ الثانی مقام الاولی جعل الثالث مقام الثانی فی العمل و لکن اکلومات و اہل قیمہ مقام الثانیہ و المبلغ الذی قبلہ مقام الاولی لے ملا ایما ہے اور اگر وارثوں میں سے کسی میت نہ گیا نہ میت سے پہلے تو مبلغ ثانی مسئلہ اولے کے مقام پر ٹھہرایا جائے اور مسئلہ ثانیہ کے مقام پر قرار دیا جائے عمل کر میں اور اسے جہاں وارث ہوئے تو اسکو مسئلہ ثانیہ کے مقام پر قائم کر اور جو مبلغ کر اسکے پہلے حاصل ہو چکا ہو اسکو مسئلہ اولے کے مقام پر قائم کرنا جائز ہے غیر متناہی تک یہ تینے ثالث کی موت قبل التسمیہ سے جو مبلغ کو تصحیح مسئلہ اولے اور ثانیہ سے حاصل ہوا وہ وہ جیسے تصحیح مسئلہ اولے کے ہو گا اور مسئلہ ثانیہ جو میت ثالث سے متعلق ہو وہ وہ جیسے تصحیح مسئلہ ثانیہ کے ہو گا عمل بن گیا میت اول اور ثانی ایک ہی میت ہو گئی تو میت ثالث میت ثانی ٹھہر گیا پھر اسے میت راج اور ناس میں الی غیر المتناہیہ عمل کرنا چاہیے اس سے کہ جب میت اول اور ثانی اور ثالث کی ایک ہی تصحیح ہو گئی متین مرد سے ایک ہو گئے تو میت راج میت ثالث ٹھہر گیا اور اس طرح جہاں میت راج کی تصحیح ایک ہو گئی چاروں مردے میت راج ٹھہر گئے تو میت خاص میت ثانی ٹھہرا علی ہذا القیاس لی ملائمتیابی پھر معلوم کرنا چاہیے کہ قدر و مناسبات کا میراث کے مرتبہ واحد میں ہونا یا متبرکہ میں ہونا عمل میں کچھ فرق نہیں بہر صورت عمل متناہی کا یہی طریق ہو جو مذکور ہو چکا کہ ان فی الفرائض الشرعی مختصراً و ہذا علم عمل خلا تفصل اور یہ جو مذکور ہوا علم جو عمل کرنا سوا ہر مسئلہ کے کچھ مخرج شائع نے اس کلام سے اشارہ کیا کہ متناہی کرنا انسان میں ہوا میں ہوتا یا راجی و میراثی لازم ہوا سو اسٹے کر تین ہوا وراثت اور فکر کی مہنت حاجت ہو کہ ان فی الخطا وہی

باب المخرج

یہ باب ہو مخرج میں مخرج مخرج کی لینے جائے خروج فرد من سے اب ان قاعدوں کا بیان شروع ہوا جب قیمت فرد من میں حاجت ہو اور جو نہ سب فرد من کو رہیں تو انکے مخرج بھی کو اسکے مخرج ہیں اور مخرج ہر کس مخرج کا وہ اقل عدد ہو جس عدد سے یہ کسیر واحد صحیح ہو چنا پھر راجع اربعہ کا اور ثالث ثلثہ کا ایک مخرج ہو مخرج کو تصحیح حصص پر مقدم کیا سو اسٹے کر تصحیح مخرج پر موقوف ہو مصنف نے اس باب میں دل مخرج کو ذکر کیا پھر تصحیح کو متاثر اور متاثر اور متاثر میں اور بعد میں کو کھر صرف حصہ ہر زین کو پھر تقسیم ترک کو بین الورثہ و افراد و الفروض المذكورہ نے القرآن تو عان الاول النصف و مخرج کل کسیر ہینہ کا راجع من اربعہ اہل فائزین اتینن فرضن حصہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں دو قسم ہیں قسم اول نصف ہوا اور مخرج ہر کسیر کا اس کسیر کا ہننام ہو چنا پھر راجع نکلا ہوا اربعہ سے سو سے نصف کے کہ اسکا مخرج اسکا ہننام بہن کیونکہ نصف نکلتا ہوا تین سے لینے دو سے ہم ہننام سے مراد یہ ہو کہ مخرج اور کسیر حرف من شریک

اور دوگی بہنیں وارث ہوں اور نصف کا اختلاط فقط سوس کے ساتھ کر بیٹی اور ان وارث ہوں اور اختلاط لغت کا ثلث اور بیٹھن سے ساتھی اسطرح کہ زوج اور دوگی بہنیں اور دو خیانی بہنیں وارث ہوں اور نصف کا اختلاط بیٹھن اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوج اور دوگی بہنیں اور دو الام وارث ہوں اور اختلاط لغت کا ثلث اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوج اور ان وارث ہوں اور اختلاط الریح من النزع الاول شکل لسانی اور بعضہ فاذا کان فی المسرۃ و من ذکر خمسین عشر لمرکب ہما من ضرب الاربعۃ فی ثلثۃ الموائید المستبہ بالنصف یا مختلطہ اور مختلط ہو قسم اول سے ریح تمام قسم ثانی کے ساتھ یا بعض کے ساتھ تو جبکہ سنیں زوجہ ہوا وراثت خاص مذکورین ہوں تو ریح اسکا بارہ سے ہو بسبب مرکب ہونے بارہ کے چار کے ضرب کرنے سے تین میں اسوائے کہ ہر کو چار کے ضرب توافق بالنصف ہر م اشخاص مذکورین سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرع سے اختلاط لغت کے ساتھ بیان کیے گئے دوگی بہنیں اور دو خیانی بہنیں اور مال یہ مثال ہر اختلاط ریح کی تمام نوع ثانی سے اور اختلاط بعض کی مثالیں ہم مذکور کرتے ہیں اختلاط ریح فقط بیٹھن کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور دو بیٹھن وارث ہوں اور اختلاط ریح فقط ثلث کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور ان وارث ہوں اور اختلاط ریح کا سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور اولاد اور بی سے ایک شخص وارث ہوا و اختلاط ریح کا بیٹھن اور سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور دوگی بہنیں اور ان وارث ہوں اور اختلاط ریح کا بیٹھن اور ثلث کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور دوگی بہنیں وارث ہوں اور اختلاط ریح کا بیٹھن اور ان وارث ہوں اور اختلاط ریح کا سوس کے ساتھ اسطرح کہ زوجہ اور ان وارث ہوں اور دو خیانی بہنیں وارث ہوں تو ان مختلطات ثنائیہ اور ثنائیہ اور باقیمہ کا مسئلہ بارہ کر اسوائے کہ چھ تمام نوع ثانی کا محج ہر چھ بچے ریح کا محج لیادہ چار چار چار اور چھ ہیں حواقت بالنصف ہر تو ایک کے نصف کو دوسرے کے کل میں ضرب کیا گیا دو کو چھ میں یا تین کو چار میں ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے کو انی الشریفی او اختلاط النش من لرفع الاول بعض الثانی واما بکذا فیر تصور الاصلۃ زکات بن مسعود اؤنے الوعیای فیلخص فیمن اربعۃ وعشترین یا نوع اول میں ثمن مختلط ہو نوع ثانی کے بعض فروض کے ساتھ تو اسکا محج ۲۴ سے ہو اور اختلاط ریح کا جمع نوع ثانی کے ساتھ ہونا متصور نہیں مگر عبداللہ بن مسعود کے مذہب پر یاد عیال میں لبتہ ہو سکتا ہو تو اکو اکو دیکھا چاہیے ہم ابن مسعود کے نزدیک محرم عا جب ہوتا کہ بکب نقصان چنانچہ میت نے کافر بنایا اور اپنی زوجہ اور دوگی بہنوں اور دو خیانی بہنوں کو چھوڑا تو ابن محرم زوجہ کا حاجب ہو گیا ریح سے ثمن کی صورت اور ہمارے مذہب میں یہ متصور نہیں اسوائے کہ جب زوجہ کا ثمن آوا تو واجب ہو کہ صاحب بیٹھن دو بیٹھن ہوں اور صاحب سوس مال ہوگی یا بعدہ تو اسوقت میں صاحب ثلث نہیں ہو سکتا اسوائے کہ صاحب ثلث پامان ہو یا اسکی اولاد اور ان میان محج ہو چکی ثلث سے سوس کی طرف اور اسکی اولاد تو ریح ثلث سے محج ہیں تو ثمن کا اختلاط فقط بیٹھن اور سوس کے ساتھ ہو گا نہ ثلث کے ساتھ اور اختلاط ریح کا تمام نوع ثانی سے و اما یہاں ریح کے وصیت کی کوئی نکتہ کی اور بیٹھن کی اور ثلث کی اور سوس کی اور وارثوں نے اسکو چار زکھیا وارث مقدم ہیں نوجا رہی ہوگی وصیت یعنی ۲۴ کو اسکی رات غول کے قسمت کر بیٹھنے کو انی الطحاوی مختصر کردہ و تبیین دام لمرکب ہما من ضرب الثمانیۃ فی ثلثۃ لما قد مناس من افاقۃ الستۃ بالنصف مثال اختلاط ثمن کی بعض انی سے چنانچہ زوجہ اور دو بیٹھن اور ان بسبب مرکب ہونے ۲۴ کے آٹھ کی ضرب کرنے سے تین میں اسوجہ سے جو ہم مذکور کر چکے کہ چھ ہیں توافق بالنصف ہر م بیان اسکا یہ ہر کہ اقل جز ثانی کا محج چھ ہو اور اس میں ثلث اور بیٹھن کا بھی محج داخل ہو تو اسی پر گفتا واجب ہوئی اور بچہ ہیں اور آٹھ ہیں جو ثمن کا محج ہو یا وقت بالنصف ہر تو ایک کے نصف کو دوسرے کے کل میں ضرب کیا یعنی تین کو آٹھ میں یا آٹھ کو تین میں ضرب کیا تو ۲۴ حاصل ہوئے و اما بیٹھنے اکثرین اربعۃ فروض سے مسئلہ واحدہ اور ایک مسئلے میں چار فروض سے زیادہ جمع نہیں ہوتے ہم اس کلیہ پر یہ اعتراض ہو کہ گاہے بیٹھنے یعنی ایک سے تین جمع ہو جاتے ہیں چنانچہ زوج اور ان اور سوس میں اور خیانی بہن اور گاہے چھ فروض بھی جمع ہو سکتے ہیں چنانچہ اشخاص مذکورین کے ساتھ زوجہ بھی ہو اسطرح کہ خشتہ مشکل پر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میری زوجہ ہو اور ایک عورت نے اسپر دعویٰ کیا کہ وہ میرا زوج ہو اور ہر ایک مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو ہر مدعی پر خشتہ کا فرض ثابت ہو گا سوا اعتراض اول کا جواب یہ ہو کہ ثمن سوس کر ہو گیا اور گاہے

وہن غیر کردہ میں اور آخر میں ثانی کا یہ جواب ہو کہ وہ مادر امرا اور نادر پر حکم نہیں ہوتا لہذا فی الخطا دی ولا یصح من اصحاب اکثر من خمسہ طوائف اصحاب
فرائض میں سے پانچ گروہوں سے زیادہ اجتماع نہیں ہوتا ولا یکسر سئل اکثر من اربع قرن اور سهام میں چار فرقوں سے زیادہ کسرو واقع نہیں ہوتا م
یہا تک خارج کسور کا بیان ہو چکا اب آگے تصحیح مسائل کے قاعدے مذکور ہوتے ہیں فرائض شریفی میں ان کو تصحیح مسائل فرائض اس سے عبارت ہے کہ اکثر
حد ممکن سے اس طرح پر سهام بجاویں کہ کسی وارث پر کسرو واقع ہو یعنی سب وارثوں کے سهام پورے ہوں کسی کا سهام نہائی چوتھائی نہوا تصحیح مسائل کے
واسطے سات قاعدوں کی طرف حاجت ہو ان میں سے تین قاعدے تو مابین سهام مخرج اور رؤس ورثہ کے ہیں اور چار قاعدے مابین رؤس ورثہ کے ہیں
سو تین کا پہلا قاعدہ ہے باستقامت ہر وہ بزرگ کہ سهام ہر فریق کے وارثوں میں سے اپنے منقسم ہو جاوے بیرون کسر پڑنے کے تو بیان ضرب کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ
والدین اور بیٹیاں وارث ہوں اس واسطے کہ بیان سسر چھ ہے والدین میں سے ہر ایک کا حصہ سوس یعنی ایک ایک اودو بیٹیوں کے دو ثلث ہیں یعنی چار ہر
بیٹی کے دو سہم تو سهام مستقیم ہو گئے رؤس ورثہ پر بلا انگسار و سسر قاعدہ موافقت کا وہ یہ ہر ایک گروہ کا حصہ ٹوٹتا ہو لیکن ان کے سهام اور رؤس میں وقت
ہو تو بیان حد رؤس کے وفق کو اصل مسئلے میں ضرب کر کے اگر عول نہوا اور اگر عول ہو گا تو اصل اور عول میں ضرب کر کے چنانچہ والدین اور بیٹیاں
یا زوج اور والدین اور بیٹیاں اور سسر قاعدہ مہانت کا وہ یہ ہر ایک ہی گروہ کے سهام میں کسر پڑتی ہو لیکن ان کے سهام اور رؤس میں موافقت نہیں بلکہ
مہانت ہو تو بیان تمام حد رؤس کو اصل مسئلے میں ضرب کر کے چنانچہ زوج اور جدہ اور تین اخیانی بیٹیاں اور اگر عول ہو اور عول میں ضرب
کر کے چنانچہ زوج اور پانچ سگی یا سوتیلی بہنیں اور باقی چار قاعدے جو مابین رؤس کے ہیں سو ایک شامل ہوا اور دوسرا داخل و تیسرا توافق اور چوتھا بیان
سوسنت ان اصول سیدہ میں سے چھ قاعدوں کو ذکر کر لیا اور استقامت کو اسے حذف کیا ہوا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہو وقت طلب نہیں اور پچھلے چاروں قاعدے
نہیں ہوتے مگر بیان جس مسائل میں دو گروہ ورثہ پر یا زیادہ پر کسرو واقع ہو لہذا فی الخطا دی والشری فی الخطا و اذا انگسار سهام کل فریق علیہم ضربت عدوہم
فی اصل المسئلۃ و عولہا ان کانت قائمہ کا مرآۃ و اخویں لمرآۃ اربع یعنی لہا ثلثہ الاستیقام و توافق فا ضربہا ثلثین فی اربعۃ قطع من ثمانیۃ اور بجز سهام فریق
کے وارثوں پر ٹوٹ جاوے تو اس کے حد رؤس کو اصل مسئلے میں ضرب کر کے اگر سسر قاعدہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کر کے چنانچہ ایک عورت یعنی
زوجہ اور دو بھائی وارث ہوں تو عورت کا حصہ ربع ہو باقی رہے تین وہ دو بھائیوں پر مستقیم نہیں اور بیان دوا در تین میں توافق کی بھی نسبت نہیں تو دو کو یعنی
حد رؤس کو چار میں یعنی اصل مسئلے میں ضرب کر کے تو مسئلہ آٹھ سے صحیح ہو گا کہ یہ مثال ہر مسئلہ غیر عالمہ کی اور مسئلہ عالمہ کی یوں مثال ہو کہ زوج اور پانچ سگی یا سوتیلی
بہنیں وارث ہیں اصل مسئلہ چھ ہو اس کا نصف یعنی تین زوج کا حصہ ہوا اور اکیٹھش یعنی چار بہنوں کا حصہ ہو تو مسئلے نے عول کیا سات کی طرف اور بیان فقط
بہنوں کے سهام اپنے مستقیم نہیں اور ان کے سهام اور رؤس یعنی چار اور پانچ میں مہانت ہو تو پچھ حد رؤس یعنی پانچ کو اصل مسئلے اور اس کے عول یعنی سات میں
ضرب کیا تو حاصل ہوئے مساوی حال سے مسلح صحیح ہو گیا اس طرح کہ زوج کے تین سہم تھے انکو مضروب یعنی پانچ میں ضرب کیا پندرہ ہوئے اور پانچ بہنوں کے چار سہم تھے
انکو بھی پانچ میں ضرب کیا تو وہ پندرہ ہوئے تو بہرین کے چار سہم ہوئے یہ تیسرا قاعدہ ہے وخرجہ بین قاعدوں کے وان وافق سهام ہمہ عدوہم ضربت وفق عدوہم فی
اصل المسئلۃ و عولہا کا مرآۃ دست اخوة قائمہ ثلثہ توافق بالثلاث فا ضربہا ثلثین فی اربعۃ قطع من ثمانیۃ الا انہا اگر وارثوں کے سهام میں اور ان کے دو
رؤس میں توافق ہو تو ان کے حد کے وفق کو اصل مسئلے میں ضرب کر کے اگر عالمہ نہوا اور عالمہ ہو تو اصل مسئلے اور اس کے عول میں ضرب کر کے چنانچہ زوجہ اور چھ بھائی
وارث ہوں تو بھائیوں کے تین سہم ہیں تو تین میں اور بھائیوں کے حد رؤس یعنی چھ میں توافق ہو تو دو چار میں ضرب کر کے تو یہ مسلح صحیح ہو گا کہ یہ مثال
مسئلہ غیر عالمہ کی مذکور ہوئی اور مسئلہ عالمہ کی یہ مثال ہو کہ زوج اور والدین اور چھ بیٹیاں وارث ہیں تو اصل مسئلہ بارہ ہے ہر بیٹا بچہ اجتماع ربع اور سوس اور
ٹھینش کے تو زوج کا حصہ ربع ہو یعنی تین سہم اور والدین کے دو سوس یعنی چار سہم اور چھ بیٹیوں کے دو ثلث یعنی آٹھ سہم تو مسئلے نے عول کیا بارہ سے بزرگ

اور بیٹیوں کے سهام بنے انھے فقط اسکے عدد روُس پر بیٹے چھ پر منکر ہیں لیکن عدد نہام اور عدد روُس میں توازن بالیقین ہو تو بیٹے اسکے روُس کو نصف کی طرف بچیر اپنے تین کی طرف بچیر تین کو اصل بنے اور اسکے عول تین بنے پندرہ میں ضرب کیا تو ۵۴ حاصل ہوئے تو اب مسئلہ مستقیم ہو گیا اس واسطے کہ زوج کا حصہ اصل بنے میں سے تین سهم کا تھا اسکو ضرب بیٹے تین میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے تو نو سهم زوج کے بچیرے اور والدین کا حصہ ۵۴ میں سے چار سهم کا تھا اسی مضروب میں بیٹے تین میں ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے تو ہر ایک کے چھ سهم ہوئے اور بیٹیوں کا حصہ ۵۴ سهم کا تھا اسکو بھی تین میں ضرب کیا ۱۶۸ حاصل ہوئے تو ہر بیٹی کا حصہ چار سهم کا ہوا اور اصول ثلث نہام اور روُس کا حاصل مقام یہ ہو گا اگر نہام ماخوذہ از معراج وارثوں پر مستقیم ہو گئے تو یہ پہلا قاعدہ ہوا اور اگر مستقیم نہ ہوئے تو یہ ایک گردہ پر منکسر ہوئے یا اکثر بہرہ دہ سری شش تو اصول اربعہ میں مذکور ہوا اور اول شش بنے ایک ہی گردہ پر انکسار ہو وہ دھال سے خالی نہیں کہ اس گردہ کے نہام میں اور اسکے عدد روُس میں ہوا وقت ہوا نہیں اگر مواقت ہو تو وہ دو سرقا قاعدہ ہوا اور اگر مواقت نہیں بلکہ ممانعت ہو تو وہ تیسرا قاعدہ ہو کہ نافی الشرعی قاذو اگر نہام فریقین کا اکثر عدد درہم تمامہ ضربت احد الاعداد فی اصل المسئله دعو لہا اور جبکہ دو فریق یا زیادہ کے سهام منکسر ہوئے ہیں اور وارثوں کے روُس متماثل اور برابر ہوں تو اعداد تمامہ سے ایک عدد کو ضرب کر اصل بنے میں اور اسکے عول میں بنے اگر عول ہو تو اصل بنے میں ضرب کر اور اگر منکسر عالم ہو تو اصل بنے میں اسکے عول کے ساتھ ضرب کر ہم بیان سے اول چار قاعدوں کا ذکر شروع ہوا جو ماہن روُس کے ہیں طحاوی نے لکھا کہ اگر منکسر شرح میں عول مذکور نہیں مگر ایک فریق کے انکسار پر تو اس سے زیادہ انکسار کی یہ مثال ہو کہ زہا ورتین کی کہنیں اور تین اخیانی نہیں وارث ہوں ثلث نہام و ثلثہ اعمام تکلفہ باحد المتماثلین فاضرب ثلثہ فی اصل المسئله لیکن مسئلہ متناقص چنانچہ اگر تین بیٹیاں اور تین چچا وارث ہوں تو احوال المتماثلین پر انکسار کو سہم تین کو اصل بنے میں ضرب کر حاصل ہو گئے انھیں سے مسلح صحیح ہو گا مصل مسئلہ تین سے ہو بیبا جماع ثلثین اور ثلث کے اور تین کے ثلثین بنے دو بیٹیوں پر مستقیم نہیں اور اسکا ثلث بنے ایک عام پر مستقیم نہیں اور روُس و رشتہ متماثل ہیں کیونکہ نہایت بھی تین ہیں اور اعمام بھی تین ہیں تو احوال المتماثلین کو اصل مسئلہ میں بیٹے تین کو تین میں ضرب کیا تو حاصل ہوئے تو تینوں بیٹیوں کو دو دو بیٹوں پر اعمام کا حصہ ایک تھا اسکو تین میں ضرب کیا تین حاصل ہوئے ایک ایک ہر چچا کو پوچھا بلا انکسار وان انکسر علی ثلثہ فرق اور راجع نا طلب لشارکہ اولین

السهام والا عداد ثم بین الاعداد والا عداد ثم افضل کما خلت فی الفریقین فی المدخلۃ والمائلۃ والمواقفہ والیثیۃ فما جعل فیہ جزو السهم فاضرب فی اصل المسئله اشار الیہ بقولہ وان دخل بعض الاعداد فی بعض کالربع زواجات وثلث ذوات واثنتی عشر ماضربت اکثر الاعداد لہذا علمانی اصل المسئله دہو اثنا عشر لیکن مائتہ وارثہ وارثین منہما تین اور اگر نہام منکسر ہوں وارثوں کے تین یا چار گردہ ہوں پر تو شراکت یعنی نسبت کو طلب کر پہلے ماہن سهام اور اعداد روُس کے پھر نسبت تلاش کر ماہن اعداد اور اعداد کے پھر وہ عمل کر جو کرنے کیا ہو دونوں فریق کے اندر داخلیت اور ممانعت اور مواقت اور ممانعت میں سو جو عدد حاصل ہو اسکا نام جزو سهم ہو اور اسکو مضروب بھی کہتے ہیں کہ انھے الخطاوی سو اسکو ضرب کر اصل بنے میں مصدق نے اس مذکور کی طرف اشارہ کیا ہوا ہے اس قول میں اور اگر بعض اعداد بعض میں داخل ہو جائیں چنانچہ چار زہا ورتین دادیان اور بارہ چچا تو اکثر اعداد کو لیب اسکے داخل کے اصل میں ضرب کر اور وہ بیٹے اصل مسئلہ بارہ ہو تو اس ضرب سے ہم احوال ہو گئے انھیں سے مسئلہ صحیح ہو گا مصل مسئلہ ہوا بارہ سے تین دادیوں کا حصہ سوس ہو بیٹے دو سو اہر مستقیم نہیں اور اسکے نہام اور روُس میں ممانعت ہو تو انکے تمام روُس کو بیٹے تین کو بیٹے لیا اور چار زہا ورتین کا حصہ ربع ہو بیٹے تین سو اس میں بھی استقامت نہیں اور انکے نہام اور روُس میں بھی ممانعت ہو تو انکے بھی تمام عدد روُس کو لیا اور باقی بیٹے سات چچوں کا حصہ کوہ بارہ پر مستقیم نہیں بلکہ دونوں میں تباہن ہو تو انکے بھی اعداد روُس کو باقی لیا پھر روُس ماخوذہ کے اعداد میں نسبت طلب کی تو تین اور چار کو بارہ میں داخل پایا اور یہی بارہ اعداد روُس میں اکثر ہوا تو اسی بارہ

کراصل مسئلے میں کہ وہ بھی بازہ ہو ضرب کیا ۴۴۴ حاصل ہوئے اب تقسیم بلا کسر صحیح ہوگی یہ جو نتائج تھے کہ ایک تین چار فریق میں دو فریق کے ہر عمل کو سو دو فریق میں تو نسبتاً ممانعت مذکور ہو اور توافق اور تباہی جو نتائج میں مذکور ہو چکے سو ایک کا موضوع تو فریق واحد کا انکسار ہونا فریقین کا کراصلے الطحاوی وانی فریق

بعضیہا بعضیہا کا ربع زوجات خمس عشرہ جدہ وثمان عشرہ مبتدئہ اعمامہ ضرب وفتح احد ہا اسے احاد اعداؤں سے بیع الاخر و

الخارج فی وفتح الثالث ان وانی جمیعہ ثم الرابع کذلک ثم الخیج و ہو جزو السهم و ہونے مسئلہ نامہ و ثمانون نے اصل مسئلہ

و ہونے اربعہ و عشر و تحصیل اربعہ الالف و ثمانیہ و عشرون مبالغہ اور اگر بعض اعداد و روس کو بعض اعداد سے توافق کی نسبت ہو چنانچہ چار زوج

اور پندرہ وادیان اور اٹھارہ بیٹیوں اور چھ چار تو اجداد اعداد کے دفع کو دوسرے اعداد کے تمام میں تو ضرب کرے اور جو ضرب سے حاصل اور خارج ہو اسکو تیسرے

اعداد کے دفع میں ضرب کرے اگر تیسرے میں توافق ہو اور اگر توافق نہ ہو بلکہ تباہی ہو تو اس کے تمام میں ضرب کرے پھر جو بچے میں اس طرح ضرب کرے یعنی اگر توافق

ہو تو اس کے دفع میں والا کل میں ضرب کرے پھر جمع کرے جو دوسرے اعداد و ہر اعداد سے اس مسئلے میں ۱۸۰ اعداد اصل مسئلہ میں جو میان ۲۴۰ ضرب کرے تو ۴۳۲۰

ہوئے ان اعداد سے تقسیم بلا کسر صحیح ہوگی ہم اصل مسئلہ ۲۴۰ چار زوجہ کا تین بیٹے تین وہ اپر مستقیم نہیں اور عدد سهام اور عدد روس میں تباہی ہو تو تمام عدد

روس میں تباہی ہو تو تمام عدد روس کو بچنے یا در کھا اور اٹھارہ بیٹیوں کی دو تباہیاں ہیں یعنی سولہ اوردہ اپر مستقیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو ان کے تمام

بالنصف ہو تو نصف عدد روس کو لیا یعنی نوکہ اور پندرہ وادیوں کا حصہ سدس ہے یعنی چار وہ اپر مستقیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو ان کے تمام

عداد روس کو یا در کھا اور چھ بیٹیوں کا حصہ باقی ہے یعنی ایک وہ اپر مستقیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو ان کے تمام عدد روس کو یا در کھا تو

عداد روس کو یا در کھا اور چھ بیٹیوں کا حصہ باقی ہے یعنی ایک وہ اپر مستقیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو ان کے تمام عدد روس کو یا در کھا تو

بیکو حاصل ہوئے عدد روس بنحو اسے چار اور چھ اور نو اور پندرہ پھر بچنے اعداد میں توافق کو طلب کیا تو چار اور چھ میں موافقت بالانصاف پائی سو ان دونوں میں

سے ایک کا اسکے نصف کی طرف پھیرا اور اسکو دوسرے میں ضرب کیا تو بارہ حاصل ہوئے اور بارہ اور نو میں توافق بالثلث ہو تو ایک کے ثلث کو دوسرے کے تمام میں ضرب

کیا ۳۳ حاصل ہوئے اور ۳۳ یعنی مبلغ ثانی اور پندرہ میں بھی موافقت بالثلث ہو تو پندرہ کی تہائی یعنی پانچ کو ۳۳ میں ضرب کیا ۸۰۰ حاصل ہوئے پھر اس مبلغ بالثلث کو

اصل مسئلے میں یعنی ۲۴۰ میں ضرب کیا تو ۴۳۲۰ حاصل ہوئے اسے مسئلہ صحیح ہو گیا اس واسطے کہ زوجات کا حصہ اصل مسئلے میں تین تھا اسکو مضروب میں یعنی ۱۸۰ میں ضرب کیا

۴۰۰ حاصل ہوئے تو ہر زوجہ کو ۱۳۰ پونچے اور اٹھارہ بیٹیوں کا حصہ سولہ تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب کیا ۲۸۸۰ حاصل ہوئے تو ہر بیٹی کا حصہ ۳۶۰ تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب

پندرہ وادیوں کا حصہ چار تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب کیا ۲۰۰ حاصل ہوئے تو ہر ایک کو ۴۰۰ ہم ملے اور چھ بیٹیوں کا حصہ ایک تھا اسکو مضروب مذکور میں ضرب کیا ۱۸۰ میں ضرب کیا

نہیں اور ایک میں مباحثہ ہو کر بیٹھے گئے تمام عددوں کو بیٹھے سات کو لیا تو ہمارے پاس اعداد ان خود وروس سے دو اور تین اور پانچ اور سات ہیں
 ہوئے اور یہ سب عدد متبائن ہیں تو ہر دو کو تین میں ضرب کیا چھ حاصل ہوئے پھر اس حاصل کو پانچ میں ضرب کیا سب حاصل ہوئے پھر اس حاصل کو سات میں ضرب کیا
 ۱۰ حاصل ہوئے اسی عدد اخیر کا نام جزو ضرب ہو کر چھ بنے اس مبلغ کو اصل پہلے چھ میں ضرب کیا تو مجموعہ ۶۰ ہوئے انہیں سے مستقیم کر کے
 سب فرقوں پر اس واسطے کہ درود چھ کا حصہ مل سکے سے تین سمجھتے اسکا مضروب تین میں ۲۰ میں ضرب کیا ۲۰ حاصل ہوئے تو ہر دو کو ایک میں سے دہم
 ملے اور چھ دہریوں کا حصہ چار دہم کا تھا اسکو بھی مضروب مذکور میں ضرب کیا ۴۰ حاصل ہوئے تو ہر ایک وادی کو ۴۰ اہم ملے اور اس بیٹوں کے ہم سطر تھے
 اسکو بھی مضروب مذکور میں ضرب کیا ۴۰ حاصل ہوئے تو ہر چار کو ۴۰ اہم ملے اور سات چوں کا حصہ ایک تھا اسکو بھی اسی مضروب میں ضرب کیا ۴۰ حاصل
 ہوئے تو ہر چار کو ۴۰ اہم ملے اور بعد ان حصوں کا ہم دہریوں کو لائی اسشرنی تھوڑی نے کہا جزو ہم بیان عبارت اس مبلغ ثالث سے کیونکہ عدد اول اور ثانی کی نسبت
 سے ایک مبلغ حاصل ہوا اور اس مبلغ کے ضرب کرنے سے عدد ثالث میں مبلغ ثانی حاصل ہوا اور مبلغ ثانی کی ضرب سے عدد رابع میں مبلغ ثالث ہوا اور یہی مبلغ
 ثالث جزو ہم ہوا اور ہم ثبات اور عبارت کا توافق مثال سابق سے ظاہر ہو گیا شائع نے یہ تفصیل اس واسطے مذکور کی کہ اگر یہ خواہش نہ ہوتی تو عدد مذکور سے
 تصحیح زیادہ ہوجاتی پابہ صفت معرفت ثبات اور توافق اور متبائن کا فائدہ مذکور کرتا ہوا اذ اذ اذ معرفت التماثل والتوافق والتداخل والتباين
 بین العددين ہذا مقدمہ تین ایسا ہے کہ اگر دو عدد متبائن ہوں تو ان میں سے کوئی سے دو عددوں میں شریح نے کہا اس
 مقدمہ کی طرف حاجت پڑتی ہر دو کو کی تقسیم میں لینے اعداد تحقیق نہمت کرنا یا کسر دونوں یا دہکنے اس مقدمہ کے نہیں ہو سکتا تماثل العددين کون احدہما
 مساوی والاخر کثیرا وکمنا سو عدد کا تماثل ہونا ایک عدد کا برابر دوسرے عدد کے چنانچہ تین اور تین ہم اور ایسے دونوں عددوں کو متماثل کہتے ہیں اور یہاں
 اسکا اعتبار کرنا ضرور کہ دونوں عدد درج محل میں واقع ہوں چنانچہ روس اور سہام میں اور اگر محل کا اعتبار نہ کیجیے تو تین مطلق میں مقدمہ نہیں تو مقدمہ ہر دو
 نہ ہوئے قطعاً لڑائی الشرفی والخطاوی وداخل العددين المتماثلین باحدہما میں ملے ہوتا انا بان یعدا قاطبا الا اکثر لے یعنی او کیوں اکثر العددين
 متماثل علی الاقل قسمہ صحیحہ یا کثیرا وکمنا لے لکھتا ہوں اور عددين مختلفین کا تماثل بنا براس مقام کے متحقق ہوتا ہوا احد الامرین سے یا اس طرح کہ دو عدد
 عدد اکثر کو فنا کر دے اور مثلاً ۵ یا اکثر عدد کو کسر پر مشتمل ہو جائے قسمت صحیحہ بدون کسر کے جیسے قسمت ہوتا چھ کا تین یا دو پر ہم اقل اکثر کو فنا کر کے لینے اگر ان کی
 اکثر سے دو یا زیادہ گرائیں تو اکثر سے کچھ باقی نہ رہے چنانچہ تین اور چھ تو اگر تین کو کچھ سے دو باہر گرائے تو چھ بالکل خالی ہو جائے اور اس طرح اگر کسی تین کو تین
 گرائے تو کچھ باقی نہ رہے تو ایسے عددوں کو اصطلاح میں متماثلین کہتے ہیں بر خلاف آٹھ کے کہ وہ تین کے گرانے سے خالی نہیں ہوتا اور ستر جہ میں تو بالکل
 تفریق میں دو اور زیادہ نہ کر کے ہیں ایک یہ کہ تماثل وہ ہو کہ اگر مثال اقل کو یا مثال اقل کو زیادہ کیجیے تو اکثر کے برابر ہو دے دوسرے ہو کہ اقل جزو ہر اکثر کا شریک
 نے کہا کہ یہ مذکورین قبل اختلاف فی المبارک کے ہو تو توافق العددين ان لا یعدا سے یعنی اظہار اکثر لکن یعدا ہوا عدد ثالث کا کہ تین تین وشریح العددين
 اربعہ یعنی اثنان بالرجع اور توافق عددين کا یہ ہو کہ کثیر عدد اکثر ہو کہ کثیرا وکمنا لے لیکن اقل اور اکثر دونوں کثیرا وکمنا لے چنانچہ آٹھ میں سے کچھ اکثر کہ ان دونوں کو
 چار فنا کر دیا ہو تو آٹھ اور چار میں توافق بالرجع ہم توافق عددين لینے دو عدد کا موافقت کرنا ایک جزو لینے نصف یا ثلث یا ربع وغیرہ میں معلوم کرنا ہے
 کہ قول ربع میں واحد عدد میں داخل نہیں اس واسطے کہ عدد عبارت ہر کثرت متماثل عن الوحدات سے اور واحد ایسا نہیں ہر تو نصف کی تفریق توافق کی صحیح ہوا اگر
 عدد کی تفریق یوں کیجیے کہ مراتب عددين واقع ہو یا کم ہو کہ جواب میں پڑے تو اس میں ماضی داخل ہو تو میان یوں کہنے کی حاجت ہوگی کہ توافق العددين ہم ہو کہ اقل اکثر کو فنا کر کے
 لیکن ان خود ثالث جو واحد کے سوا ہے جو اکثر سے کثیرا وکمنا لے اعداد کو فنا کرنا ہوا اور اصطلاح میں ما بین واحد کسی شے کے تماثل نہیں بلکہ متبائن ہو کر لائی الشرفی
 والخطاوی متماثلین العددين ان لا یعدا العددين المتماثلین معاً و ثالثا لکھتا ہوں اور عدد دونوں کا متبائن اس طرح ہوتا ہو کہ

یہ دین مختصین کو ساتھ ہی تیسرا عدد اصل فرائض میں کر دیا چنانچہ نو دس کے ساتھ م یعنی نو اور دس کو ساتھ ہی کوئی اور عدد کو ایک کے نہیں ملتا اور واضح
 لایع عد نہیں ہوا چونکہ مثل اور داخل کی معرفت میں پوشیدگی نہ تھی بلکہ توافق اور تباہی کی معرفت میں پوشیدگی تھی لہذا مصنف نے اسکی توضیح قول آئینہ سے
 شروع کی وادار دوت معرفۃ التوافق والتباہین بین العدین المختصین اسقاط الاقل من الاکثر من الجائزین مراعاتی اذا التقائی درجہ واحد
 اور جبکہ نو ارادہ کرے مابین مدون مختصین کے توافق اور تباہی کی شناخت کا تو اقل کو اکثر عدد سے چند بار اسقاط کر کہ یہاں تک کہ دونوں عدد ایک درجہ میں
 متفق ہو جائیں م مثلاً جبکہ دس سے سات کو گرایا باقی رہے تین اور جبکہ تین کو دو بار سات سے گرایا باقی رہا دو دونوں عدد میں سے اسقاط کے درجات میں
 باقی رہا تو دس اور سات بسبب اسقاط اقل کے جائزین سے چند بار متفق ہو گئے وادھین یعنی ایک ہی باقی رہا دو دونوں عدد میں سے اسقاط کے درجات میں
 فان توافقانی واحد تباہیہ لا توافق سوا اگر بعد اسقاط نو کر کے دونوں عدد متفق ہو جائیں واحدین تو وہ دونوں عدد تباہین ہیں اور اندونوین دفع نہیں وان
 توافقانی اثین فی النصف اور اگر عدوین مختصین باہم توافق کریں وہ دونوں عدد متوافقین بالنصف ہیں م مثلاً اگر اٹھارہ سے آٹھ کو دو بار اسقاط کیجیے تو
 وہ باقی رہینگے اور جبکہ دو کو تین بار اٹھارہ سے گرائے تو بھی دو ہی باقی رہینگے تو یہ دونوں عدد اپنے اٹھارہ اور آٹھ متوافقین بالنصف ہیں کذا فی اشرافی طحاوی
 کہ توافق بالنصف یا توافق بالثلث و نظائر ہما کا مطلب یہ کہ جو متفقین یا ثالث یا راجع کا ان دونوں عددوں کو فنا کر دیا ہو اور ثلث یا ثالث کا الی العشر
 جسے السورۃ السطۃ یا مدون تین میں باہم متفق ہیں تو وہ متوافقین بالثلث ہیں اس طرح دس تک اور انکو سو رملۃ کہتے ہیں م یعنی اگر عدوین و دین توافق کریں
 چنانچہ چار اور دس تو وہ متوافقین بالنصف ہیں اور اگر تین میں توافق کریں چنانچہ دو بارہ ہیں تو وہ متوافقین بالثلث ہیں اور اگر چار میں توافق کریں
 چنانچہ آٹھ اور بارہ تو متوافقین بالثلث ہیں اور پانچ کے توافق میں متوافقین بالنسب چنانچہ دس اور پندرہ اور چھ میں بالنسب چنانچہ بارہ اور اٹھارہ اور
 سات میں بالنسب چنانچہ چودہ اور اکیس اور آٹھ میں بالنسب چنانچہ سولہ اور چوبیس اور نویں بالنسب چنانچہ اٹھارہ اور تیس اور دس کے اتفاق میں متفقین
 اور تین چنانچہ ۲۰ اور ۳۰ اور انکو سو رملۃ کہتے ہیں یعنی تیسرے کسر کی بدون اضافت اسکے رجب کے ممکن ہیں چنانچہ یوں کہنا کہ نصف ثلث
 اور ربع ال آخر انکو رالبتہ فلان کسر م کہہ کر اس سے تعبیر کرنا بدون اضافت اسکے رجب کے ممکن ہیں چنانچہ یوں کہنا کہ نصف ثلث
 اسکو ہم نے گونگا کہا یا غبار مجاز کے اسواسے کہ کسر کا ہونا مسجوع نہیں کذا فی الطحاوی او احد عشر فجز من احد عشر وکذا ایسے الہام یا مدون نے توافق
 کیا گیا وہ دین تو وہ دونوں عدد گیارہ کے ایک جزو میں متوافق ہیں اور اسی طرح بارہ یا تیرہ کا ایک جزو اور تیرہ کے ایک جزو میں متوافق ہیں
 اور گیارہ گیارہ میں جو کا رجب ہو تو دونوں عدد گیارہ میں جزو میں متوافق ہیں اور اسی طرح توافق ہونا بارہ میں جزو میں چنانچہ ۲۴ اور ۳۶ میں اور تیرہ میں
 چنانچہ ۲۶ اور ۳۹ میں اور اسی طرح اسیسویں جزو میں توافق چنانچہ ۱۳ اور ۵۵ میں کذا فی الطحاوی لخصائصہ خلاصہ مقام یہ کہ واحد کے سوا جو عدد دونوں
 اگر دونوں برابر ہیں تو وہ دین متساویین ہیں والا اگر اقل اکثر کو فنا کرے تو وہ متساویین ہیں والا اگر دونوں کو تیسرا عدد فنا کر دے تو وہ متوافقین ہیں اور جس کسر کا
 عدد ثالث رجب ہو وہی کسر ان دونوں عددوں کا دفعی اور اگر عدد ثالث انکو فنا کرے تو وہ متباہین ہیں اور تامل تو ظاہر ہو کہ باقی یعنی داخل اور توافق
 اور تباہی پہنچانے جاتے ہیں عدد اکثر کی قسمت کرنے سے اقل پر تو اگر قسمت سے کچھ باقی نہ رہے تو وہ متساویین ہیں اور اگر باقی رہے تو منقسم علیہ باقی پر
 قسمت کیا جائے اسی طرح چند بار کیا جائے یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے تو وہ عددین متوافقین ہیں اور کچھ لا مقوم علیہ وہی دونوں کا فنا کرنے والا
 ادا باقی جسے ایک تو وہ تباہین ہیں کذا فی خلاصۃ الحساب وادار دوت معرفۃ نصیب کل فردین کالنبات والحدات والاعام وغیرہم من النصیب
 استفادۃ علی کل حاضر یا کالان لہ فی کل فردین من اصل المسئۃ فیما لہ فی جزو السہم الذہب فریتی اصل المسئۃ فیخرج نصیب اے ذاک
 الفرقان اور جبکہ نو ارادہ کرے معرفت ہر فردین کے نصیب کی چنانچہ نبات اور حدات اور اعام وغیرہم کے اس نصیب سے جو مستقیم ہو چکی ہر فردین پر جو

ہر فریق کا حصہ تھا اصل مسئلے سے اسکو ضرب کر اس جزو سے اور مضروب میں جسکو تو نے ضرب کیا ہوا اصل مسئلے میں تو اس فریق کا حصہ نکل آدھ کا حصہ نکل گیا کہ ہم نے ذکر کیا
 کی مثال مذکور میں جزو سے اور مضروب ۲۰ تھا اور حصہ دو تین کا تین تھا اصل مسئلے میں ۴ سے تو تین کو ضرب کیا ۲۰ میں تو ۸۰ حاصل ہوئے تو حصہ
 ہوا کہ ۵۰ کی تصحیح سے زوجین کا حصہ ۴۳۰ دینی ہذا الفرائض معرفت نصیب کل واحد من احوال ذلک الفرائض
 ضربت سہام کل وارث سے جزو اسہم المضروب پھر تفسیر پھر جبکہ تو ارادہ کرے اس فریق کے ہر ہر واحد کے حصہ کی معرفت کا تو ہر وارث کے
 سهام کو جزو سے مضروب میں ضرب کر اسکا حصہ نکل آدھ کا حصہ نکل گیا کہ ہم نے ذکر کیا ہوا اصل مسئلے میں تو اس فریق کا حصہ نکل گیا کہ ہم نے ذکر کیا
 پھر جب تین کو دو زوجہ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ ایک اور نصف یعنی ڈیڑھ ہوا اسکو جبکہ مضروب یعنی دو سو دس میں ضرب کیا ۵۱۵ حاصل ہوئے
 سو یہی حصہ ہر زوجہ کا اور نبات کا نصیب اصل مسئلے سے سوطہ سم کا تھا پھر جب اسکو عدد دس یعنی ۱۰ پر قسمت کیا تو ایک اور تین جس خارج ہوئے
 سو اسکو جبکہ ایسی مضروب میں ضرب کیا ۴۳۹ حاصل ہوئے یہ حصہ ہوا ہر بیوی کا اور نبات کا حصہ اصل مسئلے سے چار سہم کا تھا پھر جب اسکو چھ دایون پر
 قسمت کیا تو ایک سہم کی دو تہائیاں حاصل ہوئیں سو اسکو جبکہ مضروب مذکور میں ضرب کیا ۱۱۱ حاصل ہوئے یہ حصہ ہوا ہر دایوی کا اور عمام کا حصہ اصل مسئلے
 ایک سہم کا تھا پھر جب اسکو سات چھون پر قسمت کیا تو سبب یعنی ساتواں حصہ حاصل ہوا اسکو جبکہ مضروب مذکور میں ضرب کیا ۱۰۰ حاصل ہوئے یہ حصہ ہوا ہر چھ
 والوں کا حصہ طریح النسبہ اور ہر وارث کے حصے کی شناخت میں واضح ترتیب کا طریقہ ہوا اسواسطے کہ اسطریق میں قسمت اور ضرب کی طرف حاجت نہیں پڑتی برخلاف اور
 طریقوں کے جو ان نسب سہام کل فریق میں اصل مسئلے سے عدد دس و حصہ سم کے مسئلے میں تاکہ نسبت میں المضروب کل واحد من احوال ذلک الفرائض اور یہ نسبت کا
 طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلے سے ہر فریق کے سهام کو نسبت کرے تو فقط آنکے عدد دس کی طرف نسبت پھر اسی نسبت کے مانند دے تو مضروب اس فریق کے ہر ایک شخص کو سم
 مذکور میں جبکہ تو نے سهام زوجین کی نسبت کی آنکے عدد دس کی طرف یعنی تین کی دو کی طرف تو مثل اور نصف یعنی ڈیڑھ یعنی نسبت ہوئی اور جبکہ تو نے ہر زوجہ کو
 مضروب یعنی ۲۰ سے اسی نسبت کے مانند دیا تو ۴۰ ہوئے اسواسطے کہ اگر ۲۰ کو ڈیڑھ چاہیے تو ۴۰ ہوتے ہیں اور جبکہ سہام نبات یعنی سوطہ کو آنکے عدد دس یعنی دس
 کی طرف نسبت کیا تو مثل اور تین جس میں کی نسبت حاصل ہوئے پھر جبکہ ہر بیوی کو مثل مضروب اور اس کے تین جس کے مانند دیا تو ہر بیوی کو ۳۶ ہوئے اور جبکہ سہام نبات
 کو آنکے عدد دس کی طرف یعنی چار کو چھ کی طرف نسبت کیا تو واحد کے تینوں کی نسبت پائی گئی اور جبکہ ہر زوجہ کو مضروب کی دو تہائیاں دین تو ہم اکا حصہ ہوا اور جبکہ
 سهام عمام کو آنکے عدد دس کی طرف یعنی ایک کو سات کی طرف نسبت کیا تو سبب یعنی ساتواں حصہ کی نسبت پائی تو جبکہ مضروب کا ساتواں حصہ ہر چھ دایون میں
 حاصل ہوئے فائدہ چونکہ موارد سے مقصود یہ ہے کہ ہر وارث کو اسکا حق دیا جائے تو اس تمام کے واسطے علانے اس کے تین طریقے ذکر کیے ہیں دو طریقے ذکر ہوئے
 ایک طریقہ ضرب سهام ہر وارث کا اور دوسرا طریقہ نسبت کا جو ائمہ اور واضح ہوا اور تیسرا طریقہ قسمت مضروب کا ہوا وہ یہ ہے کہ مضروب کو قسمت کر جس فریق پر تو چاہے پھر خارج
 قسمت کو اسی فریق منقسم علیہم پر ضرب کر تو حاصل ضرب حصہ ہوگا اس فریق کے ہر واحد کا تو مسئلہ مذکور میں جبکہ تو نے مضروب یعنی ۲۰ کو دو زوجہ پر قسمت کیا خارج
 قسمت ۱۰ ہوا پھر جبکہ اس خارج کو دو دینوں زوجہ کے نصیب میں جو اصل مسئلے میں تھا یعنی تین میں ضرب کیا ۳۱۵ حاصل ہوئے تو یہی حصہ ہوا ہر زوجہ کا اور جبکہ مضروب
 مذکور کو دس بیٹیوں پر قسمت کیا خارج قسمت ۲۰ ہوا پھر جبکہ اسکو آنکے اصل مسئلے کے نصیب میں یعنی سوطہ میں ضرب کیا ۳۶ حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر بیوی کا اور
 جبکہ ایسی مضروب کو چھ دایون پر قسمت کیا تو ۲۵ حاصل ہوئے پھر جبکہ انکو نبات کے اصل مسئلے کے نصیب میں یعنی چار میں ضرب کیا ۱۱۱ حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر دایوی کا اور
 جبکہ مضروب مذکور کو عمام سبب پر قسمت کیا تو ۱۰۰ حاصل ہوئے پھر جبکہ اس خارج کو آنکے اصل مسئلے کے نصیب میں یعنی ایک میں ضرب کیا ۳۰ حاصل ہوئے یہی حصہ ہوا ہر چھ
 کنانی الخطاوی و اوارث قسمتہ الترتیبیہ والورثۃ والاخر ما فیہ کلا واحد لا مالا تقدم الغدا مالا تقدم البوارث کا ہے شیخ السراجیہ بحمدہ اور جبکہ
 تو باہرین ورثہ اور باب دیون کے ترکہ قسمت کرنا چاہے یعنی فقط وارثوں میں یا فقط و انہوں میں نہ ایک ساتھ دونوں میں بسبب مقدم ہونے اور باب

حصے کے بیان پر اور حالانکہ ترتیب لمبی بالکل اس کے برعکس ہے کہ ہر واحد کا حصہ دریافت کرنا مقصود و مقادیر و اقسام الدیون کا نئے ہونا اور اس کے دیون کی
تو یہ تفصیل ہے کہ اگر مال ستر وک پورا پورا اور کرنے میں تو ستر اور کیا خوب ہے ورنہ ان لم یث و قد و ان و اور اگر ملو یا پرا اور اصحاب دیون کے خیز و گن میں ہم نے اگر کو
نہیں بلکہ صاحب بن ایک شخص پر تو یہ خبر اور نکلیں باقی مال کو وہی لگا ستر وک مجموع الدیون کا تصحیح مسئلہ و ستر وک کل دین عظیم کسہام وارث وکل
الکاحر صورت عدم ایذا و قد و ارباب دیون کے آثار سے تو سب دیون کو ستر وک تصحیح مسئلہ کے اور ہر دین کے دین کو ستر وک کسہام وارث کے قرار سے اور وہ مل کر تو جو
قسمت دین الورثہ میں عمل کر چکا ہے عزت سے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص مر گیا تو اشرفیون کا ستر وک چھوڑ کر اور سپرد دین اشرفیان میں ایک شخص کی اور ہر دین
اور پانچ اشرفیان دوسرے شخص کی دین تو وہ دونوں پندرہ دیون کو ستر وک تصحیح مسئلہ کے قرار سے اور مابین دیون اور تبا کے ہونا اشرفیان میں نظر کر سوا گروہوں میں تو ان
ہو چنانچہ یہی صورت ہو کہ وہ دونوں میں توافق بالثلث ہو سوس اشرفی واسے دین کو دفن ترکہ یعنی دین میں ضرب کیا حاصل ہوئے ہر پیر اس حاصل کو تصحیح کے
دفن یعنی پانچ پر قسمت کیا خارج قسمت چھ ہونے سو یہ اسکا حصہ ہوا تو اشرفیون سے اور جبکہ پانچ اشرفیون واسے دین کو دفن ترکہ یعنی دین میں ضرب کیا پندرہ حاصل
ہوئے پھر جب پندرہ کو دفن تصحیح یعنی پانچ پر قسمت کیا خارج ہوئے دین یہ پانچ اشرفیون واسے کا حصہ ہوا اور اگر اس صورت میں ستر اشرفیان ہوں تو ستر وک مجموع دیون
یعنی پندرہ دین جو ستر وک تصحیح کے ہوتا ہوں تو ہر دین کے نصیب دین تصحیح کے تمام دین میں ضرب کر اور حاصل کو جمع کر پر قسمت کر سوا خارج قسمت چھ ہو کہ ہر دین کا سو جبکہ
اشرفیون واسے دین کو ستر وک میں ضرب کیا ایک سو تیس حاصل ہوئے پھر جبکہ اسکو پندرہ پر قسمت کیا تو اٹھارہ اشرفیان اور ایک اشرفی کی دو تہائیاں خارج ہوئیں یہ دس
اشرفیون واسے دین کا حصہ ہوا اور پانچ اشرفیون کا دین کے دین کو بھی تمام ترکہ میں ضرب کیا ۶۵ حاصل ہوئے پھر جب اس مبلغ کو پندرہ پر قسمت کیا چار اشرفیان اور ایک
اشرفی کی تہائی خارج ہوئی یہ حصہ ہوا پانچ اشرفیون واسے دین کا اور اگر اسی صورت میں پانچ اشرفیون کا ترکہ دفن کیجئے تو ترکہ تصحیح میں توافق باغس ہو کہ باوجودیکہ
پانچ اور پندرہ متداخلین بھی ہیں تو دس اشرفیون واسے دین کو غس ترکہ میں یعنی ایک دین میں ضرب کر دس حاصل ہو گئے اور اس حاصل کو غس تصحیح پر یعنی دین پر قسمت کر خارج
ہو گئی دین اشرفیان اور ایک اشرفی کی ایک تہائی یہ حصہ ہوا دس اشرفیون واسے کا اور پانچ اشرفیون واسے دین کو بھی دفن ترکہ میں ضرب کر اور حاصل کو دفن تصحیح یعنی
دین پر قسمت کر خارج ہو کہ ایک اور دو تہائیاں ایک کی یہ حصہ ہوا پانچ اشرفیون واسے کا اور یہ بھی اختیار ہو کہ تبا اور متداخل اور توافق میں تمام ترکہ میں ضرب کر سوا
یہ بھی کہ توافق اور متداخل کی دونوں صورتوں میں دفن کا انجمن اعتبار کرے کہ اسنے الطحاوی و اشرفی تم شرح فی مسئلہ التماخیر پھر مصنف نے بیان سے مسئلہ خارج کا بیان
شروع کیا تاج العلام فی الفہم میں اس سے عبارت ہو کہ ورثہ ہا ہم مبلغ کر میں یعنی وارث کے اخراج پر ہر وارث سے بعض اس مال کے جو اسکے حصے سے
کتر ہو اور یہ شرح میں درست ہو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المصلح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکو ذکر کیا ہے اور محمد بن دینار سے روایت کی ہو کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
اپنی چار زوجات میں سے ایک زوجہ کو اپنے مرض موت میں طلاق دی پھر وہ عدت میں مر گئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے زوجہ مذکورہ کو اور تین زوجات کے ساتھ میراث دینے کا
حکم کیا تو انکے وارثوں نے اس عدت سے مبلغ کو لی اسکو بیع بن میں اٹھویں حصے کی جو تھائی سے اسکے نصف پر یعنی ستر ہزار دینار پراور یہ دلیل ہو تاج کے جائز ہونے پر ذکر
اگل الدین اور حالانکہ عبد الرحمن بن عوف نے چار بار اپنا تمام مال اپنی زندگی میں تقسیم کر دیا تھا اور نصف باقی رکھا تھا اور یہ دلیل ہو کہ میراث کے مال حلال کے حج ہو کر
میں کچھ مصافقہ نہیں یعنی نذر واداسے حقوق و اجابہ رسول خدا علیہ وسلم نے فرمایا تمام المان الصالح للرجل البصاع یعنی نیک مر د کے واسطے یا عارف ہو کر انانی الطحاوی
نقل دین صالح من الورثہ و الغنا و علی شیء معلوم متناطح لے بیع سہام من التصحیح و جعل کا نہ استوفی نصیبہ ثم مصنف نے لکھا کہ جو شخص وارثوں اور اس
دیون میں سے مبلغ کو لے چیز میں پر ترکہ میں سے تو اس وارث کے سہام یا اس مال کا دین تصحیح سے گرا دیا جاوے گا اور یہ قرار دیا جاوے گا کہ گویا اسنے اپنا حصہ بڑا
م یعنی جو و صلح بن الورثہ و اولائے کی تصحیح کرنا چاہیے پھر اسنے سہام کو تصحیح سے گرا نا چاہیے کہ انانی الشریعی طحاوی نے لکھا شیء معلوم کی قید اسواسے لکائی تاکہ
محول نکل جاوے اسواسے کہ شیء محمول پر صلح صحیح نہیں اگرچہ اس سے صلح و محنت ہو ثم قسم الباقی من التصحیح او الدیون علی سہام من بقی مہم تصحیح منہ کو بیع و اہم و

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نام حق مشهور درسی از شیخ شرف الدین بخاری -	۴ یائی	ابن المنصور الحسن بن یوسف -	۱۰ ابرو ۴	فتاویٰ عالمگیری - هر چهار جلد کامل در سه جلد کاغذ خانی و سفید -	۱۰ ابرو ۴
مائه مسائل - سوسائل از مولانا احمد السدر رحمه الله -	۴۴ هر پ	برجندی - شرح مختصر وقایع انجیلانا	غیر پ	فتاویٰ قاضیخان مع سراجیه - ۱۰	۱۰
شرح وقایع فارسی مع حاشیه	۱۴ ابرو ۴	عبد العلی برجندی متبصر شرح پر -	غیر پ	امام قاضی حسن بن منصوره فی خان	۱۴ هر پ
ملقی الاکبر از شاد عبدالحق محبت دہلوی	۱۴ ابرو ۴	کنز الدقائق -	غیر پ	مستند متهم معروف متداول در مجلس کمال -	۱۴ هر پ
مسلمک المتقین - مرغوب علیا	عشر	جامع الرموز - شرح مختصر وقایع ان	غیر پ	شرح وقایع - از امام صدر الشریعہ	۱۴ هر پ
ولایت از مولوی الیابریان -	عشر	لاشمس محمد قستانی متداول -	غیر پ	جلی قلم مع کامل خاشیه ذخیره العقول از شیخ	۱۴ هر پ
فتاویٰ برہنہ - چاہاہ ابواب فقہ -	عشر	فتح القدر بقیلم علی ہایہ او بقیلم	غیر پ	بن ہنسیہ جلی و اخل درس تطبیح کلان خوشخط	۱۴ هر پ
مفتی نیر الدین -	عشر	مناسب فتح القدر از امام کمال الدین	غیر پ	وصحیح کاغذ سفید -	۱۴ هر پ
قدوری -	۶	بن اہام نہایت مستند و با عظمت	غیر پ	ایضاً - کاغذ خانی -	۱۴ هر پ
شرح فارسی مختصر وقایع -	۱۵	شرح مشہور و معروف اور آخرین	غیر پ	شرح وقایع خرو - مع دائرہ ہندیہ	۱۴ هر پ
عبد الرحمن جامی -	۱۵	نگار زین الدین آفندی کامل چاپ جلد	غیر پ	مستند قلم -	۱۴ هر پ
کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی	۹	تفہیم تفہیل ذیل - کاغذ سفید گندہ -	عشر	ذخیرۃ العقبی - حاشیہ شرح وقایع ان	۱۴ هر پ
محتش مع فرہنگ -	۹	ایضاً - کاغذ خانی -	عشر	یوسف بن جنید جلی متداول معروف -	۱۴ هر پ
مالا بدستہ - از قاضی شاد السدر رحمہ اللہ	۵	ہدایہ - حاشیہ بہید نہایت عمدہ	عشر	اشباہ و انظار مع شرح حموی مشہور	۱۴ هر پ
مع وصیت نامہ -	۵	زوائد و فوائد بخشی مولانا محمد حسن	عشر	مستند متداول -	۱۴ هر پ
شرح مختصر وقایع کور میری از مولانا	عشر	سنبلی مرحوم ہر چار جلد کامل و در مجلس	عشر	ملا متهم - از بیوت تا وصایا بخشی جدید -	۱۴ هر پ
جلال الدین سہم قدسی -	عشر	بن بشر ذیل -	عشر	کنز الدقائق بخشی متداول درسی کتاب -	۱۴ هر پ
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت و	۹ یائی	۱- جلدین اولین عبادات -	عشر	استخاض المتخاض - شرح کنز الدقائق	۱۴ هر پ
حرمت جانوران -	۱۳ یائی	۲- جلدین آخرین معاملات -	عشر	مشہور متداول -	۱۴ هر پ
رسالہ قاضی قطب - ذکر لایان ارکان	۱۳ یائی	۳- ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید	عشر	عینی شرح کنز الدقائق بخشی ہر چار	۱۴ هر پ
کتب فقہ عربی		جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند	عشر	جلد مستند معروف متداول در مجلسین	۱۴ هر پ
ابوالمکارم - شرح مختصر وقایع از عبد اللہ	عشر	متداول چار جلدین اس شرح ہدایہ	عشر	(۱) جلدین اولین عبادات میں -	۱۴ هر پ
بن محمد معروف -	عشر	پر حاشیہ بہت مستند لکھ گئے ہیں	عشر	(۲) جلدین آخرین معاملات میں	۱۴ هر پ
مبادی الاصول - مصنفہ مولانا	عشر	کاغذ سفید کامل و تفہیم ذیل -	عشر	شرح الیاس - شرح مختصر وقایع از	۱۴ هر پ
		ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب -	عشر	شیخ محمود بن الیاس کامل یکجائی -	۱۴ هر پ
		ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -	عشر		۱۴ هر پ

تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب
عربی	تفسیر سوره الرحمن - باره پنجم	عربی	از تفسیر حجت الاسلام علی بن ابی حمزه	عربی	مختصر و تالیف محشی - از امام محمد باقر
عربی	ایضاً - باره ششم	عربی	چهارم ترجمه - از امام ابو جعفر	عربی	درسی شده اعلی -
عربی	ایضاً - باره هفتم	عربی	صحاح سده بین سده معروف - سال	عربی	حکمة البضاعة - فی مسائل الرخاء و الخاء
عربی	ایضاً - باره هشتم	عربی	احمد بن محمد بن جرجانی و شمائل ترمذی	عربی	سولوی تراب علی مرحوم -
عربی	ایضاً - باره نهم	عربی	قسطانی - شهاب الدین قسطانی کی	عربی	قدوری محشی - تالیف امام ابو الحسن در
عربی	ایضاً - باره دهم	عربی	شرح صحیح البخاری سبکی با و شاد السکری	عربی	مستند اول -
عربی	ایضاً - باره یازدهم	عربی	معروف به قسطانی و س مجلدات بین ابوبکر	عربی	کتاب حدیث اردو
عربی	ایضاً - باره دوازدهم	عربی	شرح خط نسخ کاغذ سفید و لای گند -	عربی	مفاتیح حق - ترجمه مشکوة المصابیح ترجمه
عربی	ایضاً - باره سیزدهم	عربی	سنن ابی داود و هر چهار جلد کامل	عربی	جانب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم
عربی	ایضاً - باره چهاردهم	عربی	دو جلد من از امام سلیمان بن اشعث	عربی	و مشهور کامل چهار جلد من هر حال المتن
عربی	ایضاً - باره پانزدهم	عربی	داخل صحاح سده معروف جدید الطبع -	عربی	یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعد از
عربی	ایضاً - باره شانزدهم	عربی	دلائل الخیرات - با ترجمه فارسی و	عربی	اسکات ترجمه اردو من کاغذ سفید گند -
عربی	ایضاً - باره هیجدهم	عربی	اسماء تبرک و خود اصل سده معروف	عربی	ایضاً - کاغذ خنایی و سفید سمدلی -
عربی	ایضاً - باره بیستم	عربی	زاد الجلیل الی الخیرة و السلبیل و غیره	عربی	مختصراً لاخیر - ترجمه اردو مشارق الانوار
عربی	ایضاً - باره نوزدهم	عربی	احادیث از مولانا غلام کبیری -	عربی	مترجم سولوی خرم علی - کاغذ سفید و خنایی
عربی	ایضاً - باره بیست	عربی	عناصر الخیرات - با ترجمه اردو از	عربی	ترجمه جامع ترمذی - حامل المتن
عربی	ایضاً - باره بیست و یکم	عربی	حکیم ناصر علی صاحب اردو کی فقط	عربی	جلد اول مترجم سولوی فضل احمد نصاری
عربی	ایضاً - باره بیست و دوم	عربی	درود و کابجده -	عربی	لاهوری کاغذ سفید و خنایی -
عربی	ایضاً - باره بیست و سوم	عربی	کتاب تفسیر اردو	عربی	ایضاً - جلد دوم کاغذ سفید و خنایی -
عربی	ایضاً - باره بیست و چهارم	عربی	مقدمه تفسیر مواهب الرحمن	عربی	کتاب حدیث فارسی
عربی	ایضاً - باره بیست و پنجم	عربی	تفسیر مواهب الرحمن - باره اول	عربی	اشعة اللمعات حامل المتن شرح مشکوة
عربی	ایضاً - باره بیست و ششم	عربی	سولوی امیر علی صاحب مترجم	عربی	از مولانا محدث عبدالحق دہلوی چار
عربی	ایضاً - باره بیست و هفتم	عربی	نکات و مسائل فقهی مع مقدمه -	عربی	مجلدات من پوری شرح مع ترجمه -
عربی	ایضاً - باره بیست و هشتم	عربی	ایضاً - باره دوم -	عربی	کاغذ سفید و خنایی -
عربی	تفسیر سوره فاکحه سبکی به کفیه الاسلام	عربی	ایضاً - باره سوم -	عربی	کتاب حدیث عربی
عربی	از سولوی الکرام الدین -	عربی	ایضاً - باره چهارم -	عربی	یسیر الوصول الی احادیث جامع الاحوال